فقہ حنفی کی عالم بنانے والی کتاب

تخریج شدہ

بہارِ شریعت

جلد دوم (2)
حصہ 10 تا 13
(ب)

شعبہ تخریج

صدر الشریعہ بدر الطریقہ
حضرت علامہ مولانا مفتی
محمد امجد علی اعظمی
علیہ رحمۃ اللہ القوی

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ط

لقیط کا بیان

حدیث ۱ امام مالک نے ابو جمیلہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے زمانہ میں ایک پڑا ہوا بچہ پایا۔ کہتے ہیں میں اُسے اُٹھا لایا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس لے گیا، اُنھوں نے فرمایا: تم نے اِسے کیوں اُٹھایا؟ جواب دیا، کہ میں نہ اُٹھاتا تو ضائع ہوجاتا پھر ان کی قوم کے سردار نے کہا، اے امیر المومنین! یہ مرد صالح ہے یعنی یہ غلط نہیں کہتا۔ فرمایا: اِسے لے جاؤ، یہ آزاد ہے، اس کا نفقہ ہمارے ذمہ ہے یعنی بیت المال سے دیا جائے گا۔ (1)

حدیث ۲ سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس لقیط لایا جاتا تو اُس کے مناسب حال کچھ مقرر فرمادیتے کہ اُس کا ولی (ملتقط) ماہ بماہ لیجایا کرے اور اُس کے متعلق بھلائی کرنے کی وصیت فرماتے اور اُس کی رضاعت کے مصارف (2) اور دیگر اخراجات بیت المال سے مقرر کرتے۔ (3)

حدیث ۳ تمیم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک لقیط پایا، اُسے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس لائے، اُنھوں نے اُسے اپنے ذمہ لیا۔ (4)

حدیث ۴ امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص نے لقیط پایا، اُسے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس لایا اُنھوں نے فرمایا: یہ آزاد ہے اور اگر میں اس کا متولی ہوتا یعنی میں اُٹھانے والا ہوتا تو مجھے فلاں فلاں چیز سے یہ زیادہ محبوب ہوتا۔ (5)

عرف شرع (6) میں لقیط اُس بچہ کو کہتے ہیں جس کو اُس کے گھر والے نے اپنی تنگدستی یا بدنامی کے خوف سے پھینک دیا ہو۔ (7)

---

1 ......"الموطأ"، للإمام مالك، كتاب الأقضية، باب القضاء في المنبوذ، الحديث: ١٤٨٢، ج٢، ص٢٦٠.

2 ......دودھ پلانے کے اخراجات۔

3 ......"نصب الراية"، كتاب اللقيط، ج٣، ص٧٠٤.

4 ......"المصنف"، لعبدالرزاق، باب اللقيط، الحديث: ١٣٩١٦، ج٧، ص٣٦٠.

5 ......"فتح القدير"، كتاب اللقيط، ج٥، ص٣٤٣.

6 ......یعنی شریعت کی اصطلاح۔

7 ......"الدرالمختار"، كتاب اللقيط، ج٦، ص٤١٢.

مسائل فقھیّہ

مسئلہ ۱: جس کو ایسا بچہ ملے اور معلوم ہو کہ نہ اُٹھالائے تو ضائع و ہلاک ہو جائیگا تو اُٹھالانا فرض ہے اور ہلاک کا غالب گمان نہ ہو تو مستحب۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۲: لقیط آزاد ہے اس پر تمام احکام وہی جاری ہوں گے جو آزاد کے لیے ہیں اگرچہ اُس کا اُٹھالانے والا غلام ہو ہاں اگر گواہوں سے کوئی شخص اسے اپنا غلام ثابت کر دے تو غلام ہوگا۔[2] (ہدایہ، فتح)

مسئلہ ۳: ایک مسلمان اور ایک کافر دونوں نے پڑا ہوا بچہ پایا اور ہر ایک اُس کو اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے تو مسلمان کو دیا جائے۔[3] (فتح)

مسئلہ ۴: لقیط کی نسبت کسی نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ میرا لڑکا ہے تو اُسی کا لڑکا قرار دیدیا جائے اور اگر کوئی شخص اوسے اپنا غلام بتائے تو جب تک گواہوں سے ثابت نہ کر دے غلام قرار نہ دیا جائے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۵: ایک کے دعویٰ کرنے کے بعد دوسرا شخص دعویٰ کرتا ہے تو وہ پہلے ہی کا لڑکا ہو چکا دوسرے کا دعویٰ باطل ہے ہاں اگر دوسرا شخص گواہوں سے اپنا دعویٰ ثابت کر دے تو اس کا نسب ثابت ہو جائے گا۔ دو شخصوں نے بیک وقت اُس کے متعلق دعویٰ کیا اور ان میں ایک نے اُس کے جسم کا کوئی نشان بتایا اور دوسرا نہیں تو جس نے نشانی بتائی اُسی کا ہے مگر جبکہ دوسرا گواہوں سے ثابت کر دے کہ میرا لڑکا ہے تو یہی مستحق ہوگا اور اگر دونوں کوئی علامت بیان نہ کریں نہ گواہوں سے ثابت کریں یا دونوں گواہ قائم کریں تو لقیط دونوں میں مشترک قرار دیا جائے اور اگر ایک نے کہا لڑکا ہے دوسرا کہتا ہے لڑکی تو جو صحیح کہتا ہے اُسی کا ہے۔ مجہولُ النسب[5] بھی اس حکم میں لقیط کی مثل ہے یعنی دعوی النسب[6] میں جو حکم لقیط کا ہے وہی اس کا ہے۔[7] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۶: لقیط کی نسبت دو شخصوں نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا لڑکا ہے اون میں ایک مسلمان ہے ایک کافر تو مسلمان کا لڑکا

---

1 ......"الهداية"، كتاب اللقيط، ج ١، ص ٤١٥.

2 ......"الهداية"، كتاب اللقيط، ج ١، ص ٤١٥.
و"فتح القدير"، كتاب اللقيط، ج ٥، ص ٣٤٢.

3 ......"فتح القدير"، كتاب اللقيط، ج ٥، ص ٣٤٤.

4 ......"الهداية"، كتاب اللقيط، ج ١، ص ٤١٦.

5 ......یعنی جس کا باپ معلوم نہ ہو۔

6 ......نسب کے دعویٰ۔

7 ......"الهداية"، كتاب اللقيط، ج ١، ص ٤١٥، وغيرها.

قرار دیا جائے۔ یوہیں اگر ایک آزاد ہے اور ایک غلام تو آزاد کا لڑکا قرار دیا جائے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۷ خاوند والی عورت لقیط کی نسبت دعویٰ کرے کہ یہ میرا بچہ ہے اور اُس کے شوہر نے تصدیق کی یا دائی نے شہادت دی یا دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں نے ولادت پر گواہی دی تو اُسی کا بچہ ہے اور اگر یہ باتیں نہ ہوں تو عورت کا قول مقبول نہیں۔ اور بے شوہر والی عورت نے دعویٰ کیا تو دو مردوں کی شہادت سے اُس کا بچہ قرار پائیگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۸ مُلتقِط (یعنی اُٹھا لانے والے) سے لقیط کو جبراً کوئی نہیں لے سکتا قاضی و بادشاہ کو بھی اس کا حق نہیں ہاں اگر کوئی سبب خاص ہو تو لیا جاسکتا ہے مثلاً اُس میں بچہ کی نگہداشت کی صلاحیت نہ ہو یا ملتقط فاسق فاجر شخص ہے اندیشہ ہے کہ اس کے ساتھ بدکاری کرے گا ایسی صورتوں میں بچہ کو اُس سے جدا کرلیا جائے۔[3] (ہدایہ، فتح القدیر)

مسئلہ ۹ ملتقِط کی رضامندی سے قاضی نے لقیط کو دوسرے شخص کی تربیت میں دیدیا پھر اس کے بعد ملتقط واپس لینا چاہتا ہے تو جب تک یہ شخص راضی نہ ہو واپس نہیں لے سکتا۔[4] (خلاصۃ الفتاویٰ)

مسئلہ ۱۰ لقِیط کے جملہ اخراجات کھانا کپڑا رہنے کا مکان بیماری میں دوا یہ سب بیت المال کے ذمہ ہے اور لقیط مرجائے اور کوئی وارث نہ ہو تو میراث بھی بیت المال میں جائے گی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۱ ایک شخص ایک بچہ کو قاضی کے پاس پیش کرکے کہتا ہے یہ لقیط ہے میں نے ایک جگہ پڑا پایا ہے تو ہوسکتا ہے کہ[6] محض اُس کے کہنے سے قاضی تصدیق نہ کرے بلکہ گواہ مانگے اس لیے کہ ممکن ہے خود اُسی کا بچہ ہو اور لقیط اس غرض سے بتاتا ہے کہ مصارف[7] بیت المال سے وصول کرے اور یہ ثبوت بہم پہنچ جانے کے بعد کہ لقیط ہے نفقہ وغیرہ بیت المال سے مقرر کردیا جائے۔[8] (عالمگیری)

---

1. ......"الهداية"، کتاب اللقيط، ج١، ص٤١٦.
2. ......"الدرالمختار"، کتاب اللقيط، ج٦، ص٤١٥، ٤١٦.
3. ......"الهداية"، کتاب اللقيط، ج١، ص٤١٥.
   و"فتح القدير"، کتاب اللقيط، ج٥، ص٣٤٣.
4. ......"خلاصة الفتاوى"، کتاب اللقيط، ج٤، ص٤٣٤.
5. ......"الدرالمختار"، کتاب اللقيط، ج٦، ص٤١٢، ٤١٣.
6. ......یہاں غالباً "ہوسکتا ہے کہ" کتابت کی غلطی کی وجہ سے زائد ہے، کیونکہ اس مقام پر عالمگیری میں اصل عبارت یوں مذکور ہے "تو محض اُس کے کہنے سے قاضی تصدیق نہ کرے...إلخ"۔...عِلْمِیہ
7. ......یعنی پرورش کے اخراجات۔
8. ......"الفتاوى الهندية"، کتاب اللقيط، ج٢، ص٢٨٦.

مسئلہ ۱۲ لقیط کے ہمراہ کچھ مال ہے یا لقیط کسی جانور پر ملا اور اُس جانور پر کچھ مال بھی ہے تو مال لقیط کا ہے، لہٰذا یہ مال لقیط پر صرف کیا جائے مگر صرف کرنے کے لیے قاضی سے اجازت لینی پڑے گی۔ اور وہ مال اگر لقیط کے ہمراہ نہیں بلکہ قریب میں ہے تو لقیط کا نہیں بلکہ لقطہ ہے[1] (جس کا بیان آگے آتا ہے)۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۳ ملتقط نے بغیر حکم قاضی جو کچھ لقیط پر خرچ کیا اس کا کوئی معاوضہ نہیں پاسکتا اور قاضی نے حکم دے دیا ہو کہ جو کچھ خرچ کرے گا وہ دَین[2] ہوگا اور اُس کا معاوضہ ملے گا اگر لقیط کا کوئی باپ ظاہر ہوا تو اُس کو دینا پڑے گا ورنہ بالغ ہونے کے بعد لقیط دے گا۔[3] (فتح، عالمگیری)

مسئلہ ۱۴ لقیط پر خرچ کرنے کی ولایت ملتقط کو ہے اور کھانے پینے لباس وغیرہ ضروری اشیاء خریدنے کی ضرورت ہو تو اس کا ولی بھی ملتقط ہے لقیط کی کوئی چیز بیع نہیں کرسکتا نہ کوئی چیز بے ضرورت اُدھار خرید سکتا ہے۔[4] (ہدایہ، فتح القدیر)

مسئلہ ۱۵ لقیط کو کسی نے کوئی چیز ہبہ کی[5] یا صدقہ کیا تو ملتقط کو قبول کرنے کا حق ہے کیونکہ یہ تو نرا فائدہ ہی فائدہ ہے اس میں نقصان اصلاً نہیں۔[6] (ہدایہ، فتح)

مسئلہ ۱۶ لقیط کو علم دین کی تعلیم دلائیں اور علم حاصل کرنے کی صلاحیت اس میں نظر نہ آئے تو کام سِکھانے کے لیے صنعت وحرفت[7] کے اُستادوں کے پاس بھیج دیں تاکہ کام سیکھ کر ہوشیار ہو اور کام کا آدمی بنے، ورنہ بیکاری میں نکمّا ہو جائے گا۔[8] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۱۷ ملتقط کو یہ اختیار نہیں کہ لقیط کا نکاح کردے اور اصح یہ ہے کہ اسے اجارہ پر بھی نہیں دے سکتا۔[9] (ہدایہ)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب اللقیط، ج٦، ص٤١٨، وغیرہ.

2 ......قرض۔

3 ......"فتح القدیر"، کتاب اللقیط، ج٥، ص٣٤٢.
و"الفتاوی الھندیة"، کتاب اللقیط، ج٢، ص٢٨٦.

4 ......"الھدایة"، کتاب اللقیط، ج١، ص٤١٦.
و"فتح القدیر"، کتاب اللقیط، ج٥، ص٣٤٧.

5 ......تحفے میں دی۔

6 ......"الھدایة"، کتاب اللقیط، ج١، ص٤١٦.
و"فتح القدیر"، کتاب اللقیط، ج٥، ص٣٤٧.

7 ......ہنر ودستکاری وغیرہ۔

8 ......"ردالمحتار"، کتاب اللقیط، مطلب فی قولھم: الغرم بالغنم، ج٦، ص٤١٩، وغیرہ.

9 ......"الھدایة"، کتاب اللقیط، ج١، ص٤١٦.

مسئلہ ۱۸ لقیط اگر سمجھ وال ہونے سے پہلے مرجائے تو اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اُس کو مسلمان اُٹھالایا ہو یا کافر[1] (خلاصہ) ہاں اگر کافر نے اسے ایسی جگہ پایا ہے جو خاص کافروں کی جگہ ہے مثلاً بُت خانہ میں تو اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے۔[2] (فتح)

لقطہ کا بیان

حدیث ۱ صحیح مسلم شریف و مسند امام احمد میں زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو شخص کسی کی گم شدہ چیز کو پناہ دے (اوٹھائے)، وہ خود گمراہ ہے اگر تشہیر کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔''[3]

حدیث ۲ دارمی نے جارود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان کی گم شدہ چیز آگ کا شعلہ ہے''[4] یعنی اس کا اٹھالینا سبب عذاب ہے، اگر یہ مقصود ہو کہ خود مالک بن بیٹھے۔

حدیث ۳ بزار و دارقطنی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لقطہ کے متعلق سوال ہوا؟ ارشاد فرمایا: ''لقطہ حلال نہیں اور جو شخص پڑا مال اٹھائے اُسکی ایک سال تک تشہیر کرے، اگر مالک آجائے تو اسے دیدے اور نہ آئے تو صدقہ کردے۔''[5]

حدیث ۴ امام احمد و ابوداود و دارمی عیاض بن حمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو شخص پڑی ہوئی چیز پائے تو ایک یا دو عادل کو اُٹھاتے وقت گواہ کرلے اور اسے نہ چھپائے اور نہ غائب کرے پھر اگر مالک مل جائے تو اُسے دیدے، ورنہ اللہ (عزوجل) کا مال ہے، وہ جسکو چاہتا ہے دیتا ہے۔''[6] اس حدیث میں گواہ کر لینے کا حکم اس مصلحت سے ہے کہ جب لوگوں کے علم میں ہوگا تو اب اس کا نفس یہ طمع نہیں کرسکتا کہ میں اِسے ہضم کر جاؤں اور مالک کو نہ دوں اور اگر اس کا اچانک انتقال ہوجائے یعنی ورثہ سے نہ کہہ سکا کہ یہ لقطہ ہے تو چونکہ لوگوں کو لقطہ ہونا معلوم ہے ترکہ میں شمار

---

1 ......''خلاصۃ الفتاوی''، کتاب اللقیط، ج٤، ص٤٣٤.

2 ......''فتح القدیر''، کتاب اللقیط، ج٥، ص٣٤٦.

3 ......''صحیح مسلم''، کتاب اللقطۃ، باب في لقطۃ الحاج، الحدیث: ١٢-(١٧٢٥)، ص٩٥٠.

4 ......''سنن الدارمي''، کتاب البیوع، باب في الضالۃ، الحدیث: ٢٦٠١، ج٢، ص٣٤٤.

5 ......''سنن الدارقطني''، کتاب الرضاع، الحدیث ٤٣٤٣، ج٤، ص٢١٥.

6 ......''سنن أبي داود''، کتاب اللقطۃ، [باب] التعریف باللقطۃ، الحدیث: ١٧٠٩، ج٢، ص١٩٠.

نہیں ہوگی اور یہ بھی فائدہ ہے کہ مالک اس سے یہ مطالبہ نہیں کرسکتا کہ یہ چیز اتنی ہی نہ تھی بلکہ اس سے زیادہ تھی۔

حدیث ۵ ابوداود نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ ایک دینار پایا۔ اُسے فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لائے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا (یعنی اس وقت ان کو ضرورت تھی یہ پوچھا کہ صرف[1] کرسکتا ہوں یا نہیں؟) ارشاد فرمایا: یہ اللہ (عزوجل) نے رزق دیا ہے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اس سے کھایا اور علی و فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی کھایا پھر ایک عورت دینار ڈھونڈتی آئی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''اے علی وہ دینار اسے دیدو۔''[2]

حدیث ۶ صحیح بخاری و مسلم میں زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے لقطہ کے متعلق سوال کیا؟ ارشاد فرمایا: ''اُس کے ظرف (یعنی تھیلی) اور بندش[3] کو شناخت کرلو پھر ایک سال اس کی تشہیر کرو، اگر مالک مل جائے تو دیدو، ورنہ تم جو چاہو کرو۔'' اُس نے دریافت کیا، گم شدہ بکری کا کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا: ''وہ تمھارے لیے ہے یا تمھارے بھائی کے لیے یا بھیڑیے کے لیے۔'' (یعنی اس کا لینا جائز ہے کہ کوئی نہیں لے گا تو بھیڑیا لے جائے گا) اُس نے دریافت کیا، گم شدہ اُونٹ کا کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا: ''تم اُسے کیا کروگے، اُس کے ساتھ اُس کی مشک اور جوتا ہے، وہ پانی کے پاس آکر پانی پی لے گا اور درخت کھاتا رہے گا یہاں تک اُس کا مالک پاجائے گا۔''[4] یعنی اُس کے لینے کی اجازت نہیں۔

حدیث ۷ ابوداود نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، وہ کہتے ہیں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عصا اور کوڑے اور رسی اور اس جیسی چیزوں کو اُٹھا کر اسے کام میں لانے کی رخصت دی ہے۔[5]

حدیث ۸ صحیح بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے دوسرے سے ایک ہزار دینار قرض مانگے، اس نے کہا گواہ لاؤ جن کو گواہ بنالوں۔ اُس نے کہا، كفٰى باللّٰه شهيدًا اللہ (عزوجل) کی گواہی کافی ہے۔ اس نے کہا، کسی کو ضامن لاؤ۔ اُس نے کہا كفٰى باللّٰه كفيلًا

---

1. ......استعمال، خرچ۔
2. ......"سنن أبي داود"، كتاب اللقطة، [باب] التعريف باللقطة، الحديث: ١٧١٤، ج٢، ص١٩١.
3. ......یعنی تھیلی کی گانٹھ۔
4. ......"صحيح البخاري"، كتاب في اللقطة باب اذا لم يوجد صاحب اللقط...إلخ، الحديث: ٢٤٢٩، ج٢، ص١٢١.
5. ......"سنن أبي داود"، كتاب اللقطة، [باب] التعريف باللقطة، الحديث: ١٧١٧، ج٢، ص١٩٢.

اللہ (عزوجل) کی ضمانت کافی ہے اس نے کہا، تُو نے سچ کہا اور ایک ہزار دینار اُسے دیدیے اور ادا کی ایک میعاد مقرر کردی۔ اُس شخص نے سمندر کا سفر کیا اور جو کام کرنا تھا انجام کو پہنچایا پھر جب میعاد پوری ہونے کا وقت آیا تو اُس نے کشتی تلاش کی کہ جا کر اُس کا دَین[1] ادا کرے مگر کوئی کشتی نہ ملی، ناچار اُس نے ایک لکڑی میں سوراخ کر کے ہزار اشرفیاں بھر دیں اور ایک خط لکھ کر اُس میں رکھا اور خوب اچھی طرح بند کردیا پھر اس لکڑی کو دریا کے پاس لایا اور یہ کہا، اے اللہ! (عزوجل) تو جانتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے قرض طلب کیا، اُس نے کفیل مانگا میں نے کہا کفیٰ باللّٰہ کفیلًا وہ تیری کفالت پر راضی ہوگیا پھر اُس نے گواہ مانگا میں نے کہا کفی باللّٰہ شھیدًا وہ تیری گواہی پر راضی ہوگیا اور میں نے پوری کوشش کی کہ کوئی کشتی مل جائے تو اُس کا دَین پہنچادوں، مگر میسر نہ آئی اور اب یہ اشرفیاں میں تجھ کو سپرد کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ لکڑی دریا میں پھینک دی اور واپس آیا مگر برابر کشتی تلاش کرتا رہا کہ اُس شہر کو جائے اور دَین ادا کرے۔ اب وہ شخص جس نے قرض دیا تھا ایک دن دریا کی طرف گیا کہ شاید کسی کشتی پر اس کا مال آتا ہو کہ دفعۃً[2] وہی لکڑی ملی جس میں اشرفیاں بھری تھیں۔ اُس نے یہ خیال کرکے کہ گھر میں جلانے کے کام آئے گی اُس کو لے لیا، جب اُس کو چیرا تو اشرفیاں اور خط ملا پھر کچھ دنوں بعد وہ شخص جس نے قرض لیا تھا، ہزار دینار لیکر آیا اور کہنے لگا، خدا کی قسم! میں برابر کوشش کرتا رہا کہ کوئی کشتی مل جائے تو تمھارا مال تم کو پہنچادوں مگر آج سے پہلے کوئی کشتی نہ ملی۔ اُس نے کہا، کیا تم نے میرے پاس کوئی چیز بھیجی تھی؟ اس نے کہا، میں کہہ تو رہا ہوں کہ آج سے پہلے مجھے کوئی کشتی نہیں ملی۔ اُس نے کہا، جو کچھ تم نے لکڑی میں بھیجا تھا، خدا نے اُس کو تمھاری طرف سے پہنچادیا، یہ اپنی ایک ہزار اشرفیاں لیکر بامراد واپس ہوا۔[3]

مسائل فقہیّہ

لقطہ اُس مال کو کہتے ہیں جو پڑا ہوا کہیں مل جائے۔[4]

مسئلہ ۱: پڑا ہوا مال کہیں ملا اور یہ خیال ہو کہ میں اس کے مالک کو تلاش کرکے دیدوں گا تو اُٹھالینا مستحب ہے اور اگر اندیشہ ہو کہ شاید میں خود ہی رکھ لوں اور مالک کو نہ تلاش کروں تو چھوڑ دینا بہتر ہے اور اگر ظن غالب[5] ہو کہ مالک کو نہ دونگا تو اُٹھانا ناجائز ہے اور اپنے لیے اُٹھانا حرام ہے اور اس صورت میں بمنزلہ غصب کے ہے[6] اور اگر یہ ظن غالب ہو کہ میں نہ

---

1 ...... قرض۔　2 ...... اچانک۔

3 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الکفالة، باب الکفالة في القرض... إلخ، الحدیث: ۲۲۹۱، ج۲، ص۷۳.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب اللقطة، ج۶، ص۴۲۱.

5 ...... یعنی غالب گمان۔　6 ...... یعنی غصب کرنے کی طرح ہے۔

اُٹھاؤں گا تو یہ چیز ضائع و ہلاک ہو جائے گی تو اُٹھالینا ضرور ہے لیکن اگر نہ اٹھاوے اور ضائع ہو جائے تو اس پر تاوان نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲ لقطہ کو اپنے تصرف[2] میں لانے کے لیے اُٹھایا پھر نادم ہوا کہ مجھے ایسا کرنا نہ چاہیے اور جہاں سے لایا وہیں رکھ آیا تو بری الذمہ نہ ہوگا یعنی اگر ضائع ہوگیا تو تاوان دینا پڑے گا بلکہ اب اس پر لازم ہے کہ مالک کو تلاش کرے اور اُس کے حوالہ کردے اور اگر مالک کو دینے کے لیے لایا تھا پھر جہاں سے لایا تھا رکھ آیا تو تاوان نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳ ہر قسم کی پڑی ہوئی چیز کا اُٹھالانا جائز ہے مثلاً متاع[4] یا جانور بلکہ اُونٹ کو بھی لاسکتا ہے کیونکہ اب زمانہ خراب ہے یہ نہ لائے گا تو کوئی دوسرا لے جائے گا اور مالک کو نہ دے گا بلکہ ہضم کر جائیگا۔[5] (فتح وغیرہ)

مسئلہ ۴ لقطہ[6] ملتقط[7] کے ہاتھ میں امانت ہے یعنی تلف[8] ہو جائے تو اس پر تاوان نہیں بشرطیکہ اُٹھانے والا اُٹھانے کے وقت کسی کو گواہ بنادے یعنی لوگوں سے کہہ دے کہ اگر کوئی شخص اپنی گُمی ہوئی چیز تلاش کرتا آئے تو میرے پاس بھیج دینا اور گواہ نہ کیا تو تلف ہونے کی صورت میں تاوان دینا پڑے گا مگر جبکہ وہاں کوئی نہ ہو اور گواہ بنانے کا موقع نہ ملا یا اندیشہ ہو کہ گواہ بنائے تو ظالم چھین لے گا تو ضمان نہیں۔[9] (تبیین، بحر)

مسئلہ ۵ پڑا مال اوٹھالایا اور اس کے پاس سے ضائع ہوگیا اب مالک آیا اور چیز کا مطالبہ کرتا ہے اور تاوان مانگتا ہے کہتا ہے کہ تم نے بدنیتی سے اپنے صرف میں لانے کے لیے اُٹھایا تھا، لہٰذا تم پر تاوان ہے یہ جواب دیتا ہے کہ میں نے اپنے لیے نہیں اُٹھایا تھا بلکہ اس نیت سے لیا تھا کہ مالک کو دوں گا تو محض اس کہنے سے ضمان سے بری نہیں جب تک بصورت امکان گواہ نہ کرے۔[10] (ہدایہ)

---

1 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب اللقطة، ج٦، ص٤٢٢.

2 ......استعمال۔

3 ......"الدرالمختار"، کتاب اللقطة، ج٦، ص٤٢٢.

4 ......سامان وغیرہ۔

5 ......"فتح القدیر"، کتاب اللقطة، ج٥، ص٣٥٤، وغیرہ.

6 ......گری ہوئی گمشدہ چیز۔ 7 ......اٹھانے والے۔ 8 ......ضائع۔

9 ......"تبیین الحقائق"، کتاب اللقطة، ج٤، ص٢٠٩.

و"البحرالرائق"، کتاب اللقطة، ج٥، ص٢٥٤.

10 ......"الهداية"، کتاب اللقطة، ج١، ص٤١٧.

مسئلہ ۶ دو شخصوں نے لقطہ کو اُٹھایا تو دونوں پر تشہیر[1] لازم ہے اور لقطہ کے جمیع احکام دونوں پر ہیں اور اگر دونوں جارہے تھے ایک نے کوئی چیز دیکھی اس نے دوسرے سے کہا اُٹھالاؤ اُس نے اپنے لیے اُٹھائی تو یہ ذمہ دار ہے اور لقطہ کے احکام اس پر ہیں حکم دینے والے پر نہیں۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۷ ملتقط پر تشہیر لازم ہے یعنی بازاروں اور شارع عام[3] اور مساجد میں اتنے زمانہ تک اعلان کرے کہ ظن غالب ہوجائے کہ مالک اب تلاش نہ کرتا ہوگا۔ یہ مدت پوری ہونے کے بعد اُسے اختیار ہے کہ لقطہ کی حفاظت کرے یا کسی مسکین پر تصدق کردے۔[4] مسکین کو دینے کے بعد اگر مالک آگیا تو اسے اختیار ہے کہ صدقہ کو جائز کردے یا نہ کرے اگر جائز کردیا ثواب پائے گا اور جائز نہ کیا تو اگر وہ چیز موجود ہے اپنی چیز لے لے اور ہلاک ہوگئی ہے تو تاوان لے گا۔ یہ اختیار ہے کہ ملتقط سے تاوان لے یا مسکین سے، جس سے بھی لے گا وہ دوسرے سے رجوع نہیں کرسکتا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۸ بچہ نے پڑا مال اُٹھایا اور گواہ نہ بنایا تو ضائع ہونے کی صورت میں اسے بھی تاوان دینا پڑیگا۔[6] (بحر)

مسئلہ ۹ بچہ کو کوئی پڑی ہوئی چیز ملی اور اُٹھالایا تو اُس کا ولی یا وصی[7] تشہیر کرے اور مالک کا پتا نہ ملا اور وہ بچہ خود فقیر ہے تو ولی یا وصی خود اُس بچہ پر تصدق کرسکتا ہے اور بعد میں مالک آیا اور تصدق کو اُس نے جائز نہ کیا تو ولی یا وصی کو ضمان دینا ہوگا۔[8] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۰ اگر ملتقط تشہیر سے عاجز ہے مثلاً بوڑھا یا مریض ہے کہ بازار وغیرہ میں جا کر اعلان نہیں کرسکتا تو دوسرے کو اپنا نائب بناسکتا ہے کہ یہ اعلان کردے اور نائب کو دینے کے بعد اگر واپس لینا چاہے تو واپس نہیں لے سکتا اور نائب کے پاس سے وہ چیز ضائع ہوگئی تو اُس سے تاوان نہیں لے سکتا۔[9] (بحرالرائق، منحۃ الخالق)

---

1 ......اعلان کرنا۔

2 ......"الجوھرۃ النیرۃ"، کتاب اللقطۃ، الجزء الاول، ص۴۵۹ .

3 ......عام راستہ۔ 4 ......صدقہ کردے۔

5 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب اللقطۃ، ج۲، ص۲۸۹ .

6 ......"البحرالرائق"، کتاب اللقطۃ، ج۵، ص۲۵۴ .

7 ......یعنی بچے کے باپ نے جس کو وصیت کی ہے۔

8 ......"البحرالرائق"، کتاب اللقطۃ، ج۵، ص۲۵۵، ۲۵۶ .

9 ......"البحرالرائق"، کتاب اللقطۃ، ج۵، ص۲۵۵، ۲۵۶ .

و"منحۃ الخالق علی البحرائق"، کتاب اللقطۃ، ج۵، ص۲۵۶ .

مسئلہ ۱۱ اُٹھانے والا اگر فقیر ہے تو مدت مذکورہ تک اعلان کے بعد خود اپنے صرف[1] میں بھی لا سکتا ہے اور مالدار ہے تو اپنے رشتہ والے فقیر کو دے سکتا ہے مثلاً اپنے باپ، ماں، شوہر، زوجہ، بالغ اولاد کو دے سکتا ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۲ اوٹھانے والا فقیر تھا اور اعلان کے بعد اپنے صرف میں لایا پھر یہ شخص مالدار ہو گیا تو یہ واجب نہیں کہ اتنا ہی فقرا پر تصدق کرے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳ بادشاہ یا حاکم لقطہ کو قرض دے سکتا ہے چاہے خود ملتقط کو قرض دیدے یا دوسرے کو۔ یوہیں کسی کو بطور مضاربت بھی دے سکتا ہے۔[4] (فتح القدیر، بحر)

مسئلہ ۱۴ ملتقط کے ہاتھ سے لقطہ ضائع ہو گیا پھر اس چیز کو دوسرے کے پاس دیکھا تو یہ دعویٰ کر کے نہیں لے سکتا۔[5] (شلبی، جوہرہ)

مسئلہ ۱۵ بدمست[6] آدمی راستہ میں پڑا ہوا ہے اور اس کا کوئی کپڑا ابھی وہیں گرا ہے اس کو حفاظت کی غرض سے جو کوئی اُٹھائے گا تاوان دینا پڑے گا کہ اگرچہ وہ نشہ میں ہے اُس کی چیزوں کے حفظ[7] کی ضرورت نہیں کیونکہ ایسوں سے لوگ خود ڈرتے ہیں ان کی چیزیں نہیں اُٹھاتے۔[8] (شلبی)

مسئلہ ۱۶ جو چیزیں خراب ہو جانے والی ہیں جیسے پھل اور کھانے ان کا اعلان صرف اتنے وقت تک کرنا لازم ہے کہ خراب نہ ہوں اور خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو مسکین کو دیدے۔[9] (درمختار وغیرہ)

---

1 ......استعمال، خرچ۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب اللقطة، ج٦، ص٤٢٧.

3 ......"ردالمحتار"، کتاب اللقطة، ج٦، ص٤٢٧.

4 ......"فتح القدير"، کتاب اللقيط، ج٥، ص٣٥٢.
و"البحرالرائق"، کتاب اللقطة، ج٥، ص٢٥٧.

5 ......"حاشية الشلبی علی التبيين"، کتاب اللقطة، ج٤، ص٢١٤.
و"الجوهرة النيرة"، کتاب اللقطة، الجزء الاول، ص٤٥٩.

6 ......نشہ میں دھت۔ 7 ......حفاظت۔

8 ......"حاشية الشلبی علی التبيين"، کتاب اللقطة، ج٤، ص٢١٤.

9 ......"الدرالمختار"، کتاب اللقطة، ج٦، ص٤٢٥، وغيره.

مسئلہ ۱۷ کوئی ایسی چیز پائی جو بے قیمت ہے جیسے کھجور کی گٹھلی انار کا چھلکا ایسی اشیاء میں اعلان کی حاجت نہیں کیونکہ معلوم ہوتا ہے اِسے چھوڑ دینا اباحت ہے کہ جو چاہے لے لے اور اپنے کام میں لائے اور یہ چھوڑنا تملیک[1] نہیں کہ مجہول[2] کی طرف سے تملیک صحیح نہیں، لہٰذا وہ اب بھی مالک کی مِلک میں باقی ہے۔[3] (ردالمحتار) اور بعض فقہا یہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم اُس وقت ہے کہ وہ متفرق[4] ہوں اور اگر اکھٹی ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ مالک نے کام کے لیے جمع کر رکھی ہیں، لہٰذا محفوظ رکھے خرچ نہ کرے۔[5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۸ لقطہ کی نسبت اگر معلوم ہے کہ یہ ذمی کی چیز ہے تو اِسے بیت المال میں جمع کردے خود اپنے تصرف[6] میں نہ لائے نہ مساکین کو دے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۹ اگر مالک کے پتہ چلنے کی اُمید ہے اور ملتقط کے مرنے کا وقت قریب آگیا تو وصیت کرجانا یعنی یہ ظاہر کر دینا کہ یہ لقطہ ہے واجب ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۲۰ ملتقط کو لقطہ کی کوئی اُجرت نہیں ملے گی اگرچہ کتنی ہی دور سے اُٹھا لایا ہو اور لقطہ اگر جانور ہو اور اُس کے کھلانے میں کچھ خرچ کیا ہو تو اس کا معاوضہ بھی نہیں پائے گا ہاں اگر قاضی کی اجازت سے ہو اور اُس نے کہہ دیا ہو کہ اس پر خرچ کرو جو کچھ خرچ ہوگا مالک سے وصول کرلینا تو اب مصارف[9] لے سکتا ہے۔[10] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۱ جو کچھ حاکم کی اجازت سے خرچ کیا ہے اسے وصول کرنے کے لیے لقطہ کو مالک سے روک سکتا ہے مصارف دینے کے بعد وہ لے سکتا ہے اور نہ دے تو قاضی لقطہ کو بیچ کر مصارف ادا کردے اور جو بچے مالک کو

---

1 ......دوسرے کو مالک بنانا۔ 2 ......نامعلوم۔

3 ......"ردالمحتار"، کتاب اللقطة، مطلب: فیمن وجد حطباً...إلخ، ج٦، ص٤٣٥.

4 ......بکھری ہوئی۔

5 ......"البحرالرائق"، کتاب اللقطة، ج٥، ص٢٥٦.

6 ......استعمال۔

7 ......"الدرالمختار"، کتاب اللقطة، ج٦، ص٤٢٨.

8 ......المرجع السابق.

9 ......اخراجات۔

10 ......"البحرالرائق"، کتاب اللقطة، ج٥، ص٢٦٠.

دیدے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۲ لقطہ پرخرچ کرنے کی قاضی سے اجازت طلب کی تو قاضی گواہ طلب کرے گا اگر گواہوں سے لقطہ ہونا ثابت ہوگیا تو مصارف کی اجازت دے گا ورنہ نہیں اور اگر ملتقط[2] کہتا ہے میرے پاس گواہ نہیں ہیں تو قاضی یہ حکم دے گا کہ اگر تو سچا ہے اس پرخرچ کر، مالک آئیگا تو وصول کرلینا اور اگر تو غاصب[3] ہے تو کچھ نہ ملے گا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۳ لقطہ اگر ایسی چیز ہو جس سے منفعت حاصل ہوسکتی ہے مثلاً بیل گدھا گھوڑا کہ ان کو کرایہ پر دیکر اُجرت حاصل کرسکتا ہے تو حاکم کی اجازت سے کرایہ پر دے سکتا ہے اور جو اُجرت حاصل ہو اسی میں سے اُسے خوراک بھی دیجائے اور اگر ایسی چیز لقطہ ہو جس سے آمدنی نہ ہو اور سردست[5] مالک کا پتا نہیں چلتا اور اس پر خرچ کرنے میں مالک کا نقصان ہے کہ کچھ دنوں میں اپنی قیمت کی قدر[6] کھاجائے گا تو قاضی اس کو بیچ کر اسکی قیمت محفوظ رکھے کہ اسی میں مالک کا نفع ہے اور قاضی نے بیع کی یا قاضی کے حکم سے ملتقط نے، تو یہ بیع نافذ ہے مالک اس بیع کو رد نہیں کرسکتا۔[7] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۲۴ لقطہ ایسی چیز تھی جس کے رکھنے میں مالک کا نقصان تھا۔ اُسے خود ملتقط نے بغیر اجازت قاضی بیچ ڈالا تو یہ بیع نافذ نہ ہوگی بلکہ اجازتِ مالک پر موقوف رہے گی اگر مالک آیا اور چیز مشتری[8] کے پاس موجود ہے تو اُسے اختیار ہے۔ بیع کو جائز کرے یا باطل کردے اور چیز اُس سے لے لے اور اگر مالک اُس وقت آیا کہ مشتری کے پاس وہ چیز نہ رہی تو اُسے اختیار ہے کہ مشتری سے اُس کی قیمت کا تاوان لے یا بائع[9] سے، اگر بائع سے تاوان لے گا تو بیع نافذ ہوجائے گی اور زرِثمن[10] بائع کا ہوگا مگر زرثمن جتنا قیمت سے زائد ہو اُسے صدقہ کردے۔[11] (فتح القدیر)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب اللقطة، ج٦، ص٤٣٣.

2 ......گری ہوئی چیز اٹھانے والا۔

3 ......ناجائز طریقے سے لینے والا۔

4 ......"الهداية"، کتاب اللقطة، ج١، ص٤١٨، ٤١٩.

5 ......فی الحال، اس وقت۔

6 ......قیمت کے برابر۔

7 ......"البحرالرائق"، کتاب اللقطة، ج٥، ص٢٦١.

و"الدرالمختار"، کتاب اللقطة، ج٦، ص٤٣٢.

8 ......خریدار۔

9 ......بیچنے والے۔

10 ......یعنی بیع میں جو روپیہ وصول ہوا وہ۔

11 ......"فتح القدیر"، کتاب اللقطة، ج٥، ص٣٥٥.

مسئلہ ۲۵ لقطہ کا مدعی پیدا ہوگیا[1] اور وہ نشان اور پتا بتاتا ہے جو لقطہ میں موجود ہے یا خود ملتقط اُس کی تصدیق کرتا ہے تو دیدینا جائز ہے اور قاضی نے حکم کردیا تو دینا لازم اور بغیر حکم قاضی دیدیا تو اُس کا کفیل یعنی ضامن لے سکتا ہے۔[2] (درمختار) اور علامت بتانے کی صورت میں اگر دینے سے انکار کرے تو مدعی کو گواہ سے ثابت کرنا ہوگا کہ یہ اُسی کی ملک ہے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۶ مدعی نے علامت بیان کی یا ملتقط نے اُس کی تصدیق کی اور لقطہ دیدیا اس کے بعد دوسرا مدعی پیدا ہوگیا اور یہ گواہوں سے اپنی ملک ثابت کرتا ہے تو اگر چیز موجود ہے اسے دلادی جائے اور تلف ہوچکی ہے تو تاوان لے سکتا ہے۔ اور یہ اختیار ہے کہ ملتقط سے تاوان لے یا مدعی اول سے۔[4] (ردالمحتار)

لقطہ کے مناسب دوسرے مسائل

مسئلہ ۲۷ راستہ پر بھیڑ مری ہوئی پڑی تھی اس نے اُس کی اُون کاٹ لی تو اسے اپنے کام میں لاسکتا ہے اور مالک آکر اس کا مطالبہ کرے تو لے سکتا ہے اور اگر اُس کی کھال نکال کر پکالی اور مالک لینا چاہے تو لے سکتا ہے مگر پکانے کی وجہ سے جو کچھ قیمت میں اضافہ ہوا ہے دینا پڑے گا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸ خربزہ[6] اور تربز[7] کی پالیز[8] کو لوگوں نے لوٹ لیا اگر اُس وقت لوٹی جب مالک کی طرف سے اجازت ہوگئی کہ جس کا جی چاہے لے جائے جیسا کہ عام طور پر جب فصل ختم ہوجایا کرتی ہے تھوڑے سے خراب پھل باقی رہ جاتے ہیں مالک اجازت دیدیا کرتے ہیں تو لوٹنے میں کوئی حرج نہیں۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹ نکاح میں چھوہارے لوٹائے جاتے ہیں ایک کے دامن میں گرے تھے اور دوسرے نے اُٹھا لیے اس کی دوصورتیں ہیں جس کے دامن میں گرے تھے اگر اُس نے اسی غرض سے دامن پھیلائے تھے تو دوسرے کو لینا جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔[10] (عالمگیری)

---

1 ...... یعنی کسی نے اس کے متعلق دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب اللقطۃ، ج٦، ص٤٣٣ .

3 ......"الھدایۃ" کتاب اللقطۃ، ج١، ص٤١٩ .

4 ......"ردالمحتار"، کتاب اللقطۃ، ج٦، ص٤٣٤ .

5 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب اللقطۃ، ج٢، ص٢٩٣ .

6 ......خربوزہ۔ 7 ......تربوز۔ 8 ......کھیت۔

9 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب اللقطۃ، ج٢، ص٢٩٣ . 10 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۳۰ شادیوں میں روپے پیسے لٹانے کے لیے جس کو دیے وہ خود لٹائے دوسرے کو لٹانے کے لیے نہیں دے سکتا اور کچھ بچا کر اپنے لیے رکھ لے یا گراہوا خود اُٹھا لے یہ جائز نہیں۔ اور شکر چھوہارے لٹانے کو دیے تو بچا کر کچھ رکھ سکتا ہے اور دوسرے کو بھی لٹانے کے لیے دے سکتا ہے اور دوسرے نے لٹائے تو اب وہ بھی لوٹ سکتا ہے۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۳۱ کھیت کٹ جانے کے بعد کچھ بالیاں گری پڑی رہ جاتی ہیں اگر کاشتکار نے چھوڑ دی ہیں کہ جس کا جی چاہے اُٹھالیجائے تو لیجانے میں حرج نہیں مگر مالک کی مِلک اب بھی باقی ہے اور چاہے تو لے سکتا ہے مگر جمع کرنے کے بعد اُس سے لے لینا دناءت[2] ہے اور اگر کاشتکار نے چند خاص لوگوں سے کہہ دیا کہ جو چاہے لیجائے تو اب جمع کرنے والوں کا ہوگیا۔[3] (بحرالرائق، تبیین وغیرہما)

مسئلہ ۳۲ اگر یتیموں کا کھیت ہے اور بالیاں[4] اتنی زائد ہیں کہ اُجرت پر چنوائی جائیں[5] تو معقول مقدار[6] میں بچیں گی تو چھوڑنا جائز نہیں اور اتنی ہیں کہ چنوائی جائیں تو اُتنی ہی مزدوری بھی دینی پڑے گی یا مزدوری دینے کے بعد قدرِ قلیل[7] بچیں گی تو چھوڑ دینا جائز ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳ اخروٹ وغیرہ کے متعدد دانے ملے یوں کہ پہلے ایک ملا پھر دوسرا پھر اور ایک وعلیٰ ہذالقیاس اتنے ملے کہ اب ان کی قیمت ہوگئی تو احوط[9] یہ ہے کہ بہرصورت ان کی حفاظت کرے اور مالک کو تلاش کرے اور سیب، امرود پانی میں پڑے ہوئے ملے تو لینا جائز ہے اگرچہ زیادہ ہوں ورنہ پانی میں خراب ہوجائیں گے۔[10]

مسئلہ ۳۴ بارش میں اس لیے برتن رکھ دیئے کہ ان میں پانی جمع ہو تو دوسرے کو بغیر اجازت اُن برتنوں کا پانی لینا

---

1 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب اللقطة، ج۲، ص۳۵۸.

2 ......کمینگی، گھٹیاپن۔

3 ......"البحرالرائق"، کتاب اللقطة، ج۵، ص۲۵٦.

و"تبیین الحقائق"، کتاب اللقطة، ج٤، ص۲۱۵، وغیرهما.

4 ......گندم، چاول، جوار کی فصل وغیرہ کے خوشے۔ 5 ......اکٹھی کروائی جائیں۔

6 ......مناسب مقدار۔ 7 ......بہت کم مقدار میں۔

8 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب اللقطة، ج۲، ص۲۹٤.

9 ......زیادہ محتاط بات۔

10 ......"البحرالرائق"، کتاب اللقطة، ج۵، ص۲۵٦.

جائز نہیں اور اگر اس لیے نہیں رکھے ہیں تو جائز ہے۔ یو ہیں اگر سکھانے کے لیے جال پھیلایا اس میں کوئی جانور پھنس گیا تو جس نے پکڑا اُس کا ہے اور جانور پکڑنے کے لیے جال تانا تو جانور جال والے کا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵ کسی کی زمین میں محلّہ والے راکھ کوڑا وغیرہ ڈالتے ہیں اگر مالک زمین نے اُس کو اسی لیے چھوڑ رکھا ہے کہ جب زیادہ مقدار میں جمع ہو جائے گی تو اپنے کھیت میں ڈالوں گا تو دوسرے کو اُٹھانا جائز نہیں اور اگر زمین اس لیے نہیں چھوڑی ہے تو جو پہلے اُٹھالے اُس کی ہے۔ یو ہیں اُونٹ والے کسی کے مکان پر کرایہ کے لیے اپنے اونٹ بٹھاتے ہیں کہ جس کو ضرورت ہو یہاں سے کرایہ پر لیجائے اور یہاں بہت سی مینگنیاں جمع ہوگئیں اگر مالک مکان کا خیال ان کے جمع کرنے کا تھا تو اسکی ہیں دوسرا نہیں لے سکتا ورنہ جس کا جی چاہے لیجائے۔[2] (بحرالرائق، عالمگیری)

مسئلہ ۳۶ جنگلی کبوتر نے کسی کے مکان میں انڈے دیے اگر مالک مکان نے پکڑنے کے لیے دروازہ بھیڑا تھا[3] کہ دوسرے نے آکر پکڑلیا تو یہ مالک مکان کا ہے ورنہ جو پکڑلے اُس کا ہے ایک کی کبوتری سے دوسرے کے کبوتر کا جوڑا لگ گیا اور انڈے بچے ہوئے تو کبوتری والے کے ہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷ جنگلی کبوتروں میں پلاؤ[5] کبوتر مل گیا تو اس کا پکڑنا جائز نہیں اور پکڑلیا تو مالک کو تلاش کر کے دیدے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۸ باز یا شکرا وغیرہ پکڑا جس کے پاؤں میں جُھنجُھنی[7] بندھی ہے جس سے گھریلو معلوم ہوتا ہے تو یہ لقطہ ہے[8] اعلان کرنا ضروری ہے۔ یو ہیں ہرن پکڑا جس کے گلے میں پٹا یا ہار پڑا ہوا ہے یا پالتو کبوتر پکڑا تو اعلان کرے

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب اللقطة، ج٢، ص٢٩٤.

2 ...... "البحرالرائق"، كتاب اللقطة، ج٥، ص٥٦.

و "الفتاوی الهندية"، كتاب اللقطة، ج٢، ص٢٩٤.

3 ...... بند کیا تھا۔

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب اللقطة، ج٢، ص٢٩٤.

5 ...... پالتو۔

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب اللقطة، ج٦، ص٤٣٦.

7 ...... جھانجھن، پازیب، چھوٹے گھنگھرو جو پاؤں میں ڈالتے ہیں۔

8 ...... گری پڑی چیز کے حکم میں ہے۔

اور مالک معلوم ہوجائے تو اُسے واپس کرے۔[1] (عالمگیری، بحر)

مسئلہ ۳۹ کاشتکار اپنے کھیتوں میں کئی کئی دن گائیں یا بھیڑیں رات میں ٹھہراتے ہیں تاکہ ان کے پاخانہ پیشاب سے کھیت درست ہوجائے، لہٰذا یہاں سے گوبر یا مینگنیاں دوسرے کو لینا جائز نہیں۔

مسئلہ ۴۰ مجمعوں یا مساجد میں اکثر جوتے بدل جاتے ہیں ان کو کام میں لانا جائز نہیں ہاں اگر یہ کسی فقیر کو اگرچہ اپنی اولاد کو تصدق کردے پھر وہ اِسے ہبہ کردے تو تصرف میں لاسکتا ہے یا اس کا اچھا جوتا کوئی اُٹھا لے گیا اور اپنا خراب چھوڑ گیا کہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے اُس نے قصداً[2] ایسا کیا ہے دھوکے سے نہیں ہوا ہے تو جب یہ شخص خراب جوڑا اُٹھالا یا اس کو پہن سکتا ہے کہ یہ اُس کا عوض ہے۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۴۱ کسی کے مکان پر کوئی اجنبی مسافر آیا اور مرگیا تجہیز و تکفین[4] کے بعد اُس کے ترکہ میں کچھ روپیہ بچا تو مالک مکان اگرچہ فقیر ہو ان روپوں کو اپنے صرف[5] میں نہیں لاسکتا کہ یہ لقطہ نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲ کسی نے اپنا جانور قصداً چھوڑ دیا اور کہہ دیا جس کا جی چاہے پکڑ لے جیسے توتا مینا وغیرہ پالتو جانور اکثر چھوڑ دیا کرتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں جس کا جی چاہے پکڑ لے تو اب جو پکڑے گا اُسی کا ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳ دریا میں لکڑی بہتی ہوئی آئی اگر اُس کی قیمت ہے تو لقطہ ہے ورنہ لینے والے کے لیے حلال ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۴۴ مسافر آدمی کسی کے یہاں ٹھہرا اور مرگیا اگر اُس کا ترکہ پانچ درہم تک ہے تو صاحبِ خانہ ورثہ کو تلاش کرے پتا نہ چلے تو مساکین کو دیدے اور خود فقیر ہو تو اپنے صرف میں لائے اور پانچ درہم سے زیادہ ہے اور ورثہ کا پتا نہ چلے

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب اللقطة، ج۲، ص۲۹٤.
و"البحرالرائق"، کتاب اللقطة، ج٥، ص۲٥۷.

2 ......جان بوجھ کر۔

3 ......"البحرالرائق"، کتاب اللقطة، ج٥، ص۲٦٥.

4 ......کفن، دفن۔ 5 ......استعمال، خرچ۔

6 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب اللقطة، ج۲، ص۲۹٥.

7 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب اللقطة، ج۲، ص۲۹٥.

8 ......"الدرالمختار"، کتاب اللقطة، ج٦، ص٤۳٥.

تو بیت المال میں داخل کردے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴۵ مسافرت میں[2] کوئی مرگیا تو اُس کے رفقا[3] کواختیار ہے کہ سامان بیچ کردام جو کچھ ملے ورثہ کو پہنچادیں جبکہ خودسامان لادکر لیجانے میں اتنے مصارف ہوں جوسامان کی قیمت کوپہنچ جائیں کہ اس صورت میں ورثہ کا فائدہ بیچ ڈالنے میں ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶ بیرون شہر درختوں کے نیچے جو پھل گرے ہوں اگراُن کی نسبت معلوم ہو کہ کھالینے کی صراحۃً یا دلالۃً اجازت ہے جیسے اُن مواقع میں جہاں کثرت سے پھل پیدا ہوتے ہیں راہگیروں سے تعرض[5] نہیں کرتے ایسے مواقع میں کھانے کی اجازت ہے مگر درختوں سے توڑ کر کھانے کی اجازت نہیں مگر جہاں اس کی بھی اجازت ثابت ہوتو توڑ کر بھی کھاسکتا ہے۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۷ مکان خریدا اور اُس کی دیوار وغیرہ میں روپے ملے اگر بائع کہتا ہے یہ میرے ہیں تو اُسے دیدے ورنہ لقطہ ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۸ مسجد میں سویا تھا اس کے ہاتھ میں کوئی شخص روپے کی تھیلی رکھ کر چلا گیا تو یہ روپے اس کے ہیں اپنے خرچ میں لاسکتا ہے۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۹ جس کی کوئی چیز گم ہوگئی ہے اُس نے اعلان کیا کہ جو اُس کا پتا بتائے گا اُس کو اتنا دوں گا تو اجارہ باطل ہے۔[9] (بحر، منحۃ الخالق) اور بطور انعام دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۵۰ لوگوں کے دَین یا حقوق اس کے ذمہ ہیں مگر نہ اُن کا پتا ہے نہ اُن کے ورثہ کا تو اُتنا ہی اپنے مال میں سے فقرا پر

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب اللقطۃ، ج٦، ص٤٣٥.

2 ......یعنی پردیس میں، سفر کی حالت میں، دورانِ سفر۔ 3 ......ہمسفردوست احباب، ساتھیوں۔

4 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب اللقطۃ، مطلب: فیمن مات فی سفرہ... إلخ، ج٦، ص٤٣٥.

5 ......روک ٹوک۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب اللقطۃ، ج٦، ص٤٣٦، وغیرہ.

7 ......"ردالمحتار"، کتاب اللقطۃ، مطلب: فیمن وجد دراھم... إلخ، ج٦، ص٤٣٧.

8 ......المرجع السابق.

9 ......"البحرالرائق"، کتاب اللقطۃ، ج٥، ص٢٥٩.

و"منحۃ الخالق علی البحرالرائق"، کتاب اللقطۃ، ج٥، ص٢٥٩.

تصدق کرے آخرت کے مؤاخذہ[1] سے بری ہو جائے گا اور اگر قصداً غصب کیا ہے تو توبہ بھی کرے اور اگر کسی کا مطالبہ اس کے ذمہ ہے اور اس کے پاس مال نہیں کہ ادا کرے اور مالک کا پتا بھی نہیں کہ معاف کرائے تو توبہ واستغفار کرے اور مالک کے لیے دعا کرے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ بری کردے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۱ چور نے اگر کسی کو کوئی چیز دیدی اگر مالک معلوم ہے تو مالک کو دیدے ورنہ تصدق کردے خود اُس چور کو واپس نہ دے۔[3] (بحرالرائق)

فائدہ: جب کوئی چیز گم ہو جائے تو یہ دعا پڑھے:

يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ اِجْمَعْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ ضَالَّتِيْ.

ضَالَّتِيْ کی جگہ پر اُس چیز کا نام ذکر کرے وہ چیز مل جائے گی۔ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اسکو میں نے آزمایا ہے گمی ہوئی چیز جلد مل جاتی ہے۔[4]

دوسری ترکیب یہ ہے کہ بلند جگہ قبلہ کو مونھ کرکے کھڑا ہو اور فاتحہ پڑھ کر اُسکا ثواب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نذر کرے پھر سیدی احمد بن علوان کو ہدیہ کرکے یہ کہے۔

يَا سَيِّدِيْ اَحْمَدُ يَا ابْنَ عَلْوَانَ رُدَّعَلَيَّ ضَالَّتِيْ وَاِلَّا نَزَعْتُكَ مِنْ دِيْوَانِ الْاَوْلِيَاءِ.

ان کی برکت سے چیز مل جائیگی۔

مفقود کا بیان

حدیث ۱ دارقطنی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مفقود کی عورت جب تک بیان نہ آجائے (یعنی اُسکی موت یا طلاق نہ معلوم ہو) اُسی کی عورت ہے۔''[5] عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں روایت کی، کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مفقود کی عورت کے متعلق فرمایا: کہ وہ ایک عورت ہے جو مصیبت میں مبتلا کی گئی،

---

1 ...... یعنی حساب کتاب، اللہ کی پکڑ، پوچھ گچھ۔

2 ...... "الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب اللقطة، مطلب: فيمن عليه ديون...إلخ، ج٦، ص٤٣٤.

3 ...... "البحرالرائق"، كتاب اللقطة، ج٥، ص٢٦٦.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب اللقطة، مطلب: سرق مكعبه ووجد مثله او دونه، ج٦، ص٤٣٨.

5 ...... "سنن الدار قطني"، كتاب النكاح، الحديث: ٣٨٠٤، ج٣، ص٣٧١.

اُس کو صبر کرنا چاہیے، جب تک موت یا طلاق کی خبر نہ آئے۔ [1] اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے، کہ اُس کو ہمیشہ انتظار کرنا چاہیے [2] اور ابو قلابہ وجابر بن یزید وشعبی وابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی یہی مذہب ہے۔ [3]

مسائل فقہیّہ

مفقود اُسے کہتے ہیں جس کا کوئی پتا نہ ہو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ زندہ ہے یا مر گیا۔ [4]

مسئلہ ۱ مفقود خود اپنے حق میں زندہ قرار پائیگا، لہٰذا اُس کا مال تقسیم نہ کیا جائے اور اُسکی عورت نکاح نہیں کرسکتی اور اُس کا اجارہ فسخ نہ ہوگا اور قاضی کسی شخص کو وکیل مقرر کردیگا کہ اُس کے اموال کی حفاظت کرے اور اُسکی جائداد کی آمدنی وصول کرے اور جن دیون کا قرضداروں نے خود اقرار کیا ہے اُنھیں وصول کرے اور اگر وہ شخص اپنی موجودگی میں کسی شخص کو ان امور [5] کے لیے وکیل مقرر کرگیا ہے تو یہی وکیل سب کچھ کریگا قاضی کو بلاضرورت دوسرا وکیل مقرر کرنے کی حاجت نہیں۔ [6] (درمختار)

مسئلہ ۲ قاضی نے جسے وکیل کیا ہے اُسکا صرف اتنا ہی کام ہے کہ قبض کرے اور حفاظت میں رکھے مقدمات کی پیروی نہیں کرسکتا یعنی اگر مفقود پر کسی نے دَین [7] یا ودیعت [8] کا دعویٰ کیا یا اُسکی کسی چیز میں شرکت کا دعویٰ کرتا ہے تو یہ وکیل جوابدہی نہیں کرسکتا اور نہ خود کسی پر دعویٰ کرسکتا ہے ہاں اگر ایسا دَین ہو جو اسکے عقد سے لازم ہوا ہو تو اس کا دعویٰ کرسکتا ہے۔ [9] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۳ مفقود کا مال جسکے پاس امانت ہے یا جس پر دَین ہے یہ دونوں خود بغیر حکم قاضی ادا نہیں کرسکتے اگر امین نے

---

1 ...... "المصنف"، لعبد الرزاق، باب التی لا تعلم مهلك زوجها، الحديث: ١٢٣٧٨، ج٧، ص٦٧.

2 ...... المرجع السابق، الحديث: ١٢٣٨١.

3 ...... "فتح القدير"، كتاب المفقود، ج٥، ص٣٧٢.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب المفقود، ج٦، ص٤٤٨.

5 ...... معاملات، ان کاموں۔

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب المفقود، ج٦، ص٤٤٨.

7 ...... قرض۔　8 ...... امانت۔

9 ...... "الدرالمختار"، كتاب المفقود، ج٦، ص٤٥٠.

و "الهداية"، كتاب المفقود، ج١، ص٤٢٣.

خود دیدیا تو تاوان دینا پڑیگا اور مدیون نے دیا تو دَین سے بَری نہ ہوا بلکہ پھر دینا پڑیگا۔[1] (بحرالرائق)

مسئلہ ۴: مفقود پر جن لوگوں کا نفقہ واجب ہے یعنی اُسکی زوجہ اور اصول[2] وفروع[3] اُن کو نفقہ اُسکے مال سے دیا جائیگا یعنی روپیہ اور اشرفی یا سونا چاندی جو کچھ گھر میں ہے یا کسی کے پاس امانت یا دَین ہے اِن سے نفقہ دیا جائے اور نفقہ کے لیے جائداد منقولہ یا غیر منقولہ بیچی نہ جائے ہاں اگر کوئی ایسی چیز ہے جس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے تو قاضی اُسے بیچ کر ثمن محفوظ رکھے گا اور اب اس میں سے نفقہ بھی دیا جاسکتا ہے۔[4] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: مفقود اور اُسکی زوجہ میں تفریق اُس وقت کی جائیگی کہ جب ظن غالب یہ ہوجائے کہ وہ مرگیا ہوگا اور اُسکی مقدار یہ ہے کہ اُسکی عمر سے ستّر برس گزر جائیں اب قاضی اُسکی موت کا حکم دیگا اور عورت عدت وفات گزار کر نکاح کرنا چاہے تو کرسکتی ہے اور جو کچھ املاک ہیں اُن لوگوں پر تقسیم ہونگے جو اس وقت موجود ہیں۔[5] (فتح القدیر)

مسئلہ ۶: دوسروں کے حق میں مفقود مردہ ہے یعنی اس زمانہ میں کسی کا وارث نہیں ہوگا مثلاً ایک شخص کی دو لڑکیاں ہیں اور ایک لڑکا اور اسکے بھی بیٹے اور بیٹیاں ہیں لڑکا مفقود ہوگیا اسکے بعد وہ شخص مرا تو آدھا مال لڑکیوں کو دیا جائے اور آدھا محفوظ رکھا جائے اگر مفقود آجائے تو یہ نصف اُسکا ہے ورنہ حکمِ موت کے بعد اس نصف کی ایک تہائی مفقود کی بہنوں کو دیں اور دو تہائیاں مفقود کی اولاد پر تقسیم کریں۔[6] (فتح القدیر)

یعنی دوسروں کے اموال لینے کے لیے مفقود مردہ تصور کیا جائے مورث کی موت کے وقت جو لوگ زندہ تھے وہی وارث ہونگے مفقود کو وارث قرار دیکر اسکے ورثہ کو وہ اموال نہیں ملیں گے۔[7] (درمختار) یہ اُسوقت ہے کہ جب سے گم ہوا ہے اُسکا اب تک کوئی پتہ نہ چلا ہو اور اگر درمیان میں کبھی اُسکی زندگی کا علم ہوا ہے تو اس وقت سے پہلے جو لوگ مرے ہیں اُن کا وارث ہے بعد میں جو مریں گے اُن کا وارث نہیں ہوگا۔[8] (بحرالرائق)

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب المفقود، ج٥، ص٢٧٤۔٢٧٦.

2 ......یعنی ماں، باپ، دادا، دادی وغیرہ، 3 ......یعنی بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی وغیرہ۔

4 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب المفقود، ج٢، ص٣٠٠.

و"الدرالمختار وردالمحتار"، کتاب المفقود، مطلب: قضاء القاضی ثلاثة اقسام، ج٦، ص٤٥١.

5 ......"فتح القدیر"، کتاب المفقود، ج٥، ص٣٧٤.

6 ......المرجع السابق.

7 ......"الدرالمختار"، کتابِ المفقود، ج٦، ص٤٥٦.

8 ......"البحرالرائق"، کتاب المفقود، ج٥، ص٢٧٨.

مَسئَلہ ۷ مفقود کے لیے کوئی شخص وصیت کر کے مرگیا تو مالِ وصیت محفوظ رکھا جائے اگر آگیا تو اسے دیدیں ورنہ موصی کے ورثہ کو دینگے اسکے وارث کو نہیں ملے گا۔[1] (درمختار)

مَسئَلہ ۸ مفقود اگر کسی وارث کا حاجب[2] ہو تو اُس محجوب[3] کو کچھ نہ دینگے بلکہ محفوظ رکھیں گے مثلاً مفقود کا باپ مرا تو مفقود کے بیٹے محجوب ہیں اور اگر مفقود کی وجہ سے کسی کے حصہ میں کمی ہوتی ہے تو مفقود کو زندہ فرض کر کے سہام[4] نکالیں پھر مردہ فرض کر کے نکالیں دونوں میں جو کم ہو وہ موجود کو دیا جائے اور باقی محفوظ رکھا جائے۔[5] (درمختار)

شرکت کا بیان

حدیث ۱ صحیح بخاری شریف میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں ایک غزوہ میں لوگوں کے توشہ[6] میں کمی پڑ گئی، لوگوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اُونٹ ذبح کرنے کی اجازت طلب کی (کہ اسی کو ذبح کر کے کھالینگے) حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے اجازت دیدی۔ پھر لوگوں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ملاقات ہوئی، اُنھوں نے خبر دی (کہ اونٹ ذبح کرنے کی ہم نے اجازت حاصل کرلی ہے) حضرت عمر نے فرمایا، اونٹ ذبح کر ڈالنے کے بعد تمھاری بقا کی کیا صورت ہوگی یعنی جب سواری نہ رہے گی اور پیدل چلو گے، تھک جاؤ گے اور کمزور ہو جاؤ گے پھر دشمنوں سے جہاد کیونکر کرسکو گے اور یہ ہلاکت کا سبب ہوگا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اونٹ ذبح ہوجانے کے بعد لوگوں کی بقا کی کیا صورت ہوگی؟ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ ''اعلان کردو کہ جو کچھ توشہ لوگوں کے پاس بچا ہے، وہ حاضر لائیں۔'' ایک دسترخوان بچھا دیا گیا، لوگوں کے پاس جو کچھ توشہ بچا ہوا تھا لا کر اُس دسترخوان پر جمع کردیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور دعا کی پھر لوگوں سے فرمایا: ''اپنے اپنے برتن لاؤ۔'' سب نے اپنے اپنے برتن بھر لیے پھر حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ ''میں

---

1. ''الدرالمختار''، کتاب المفقود، ج٦، ص٤٥٣.
2. یعنی اس کی وجہ سے کسی وارث کو میراث سے حصہ نہ مل رہا ہو یا مقررہ حصے سے کم مل رہا ہو۔
3. وہ وارث جو کسی دوسرے وارث کی وجہ سے میراث سے محروم ہو جائے یا اسے مقررہ حصے سے کم ملے۔
4. حصے۔
5. ''الدرالمختار''، کتاب المفقود، ج٦، ص٤٥٦.
6. زادِراہ، کھانے پینے کی وہ اشیا جو سفر میں ساتھ رکھتے ہیں۔

گواہی دیتا ہوں کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک میں اللہ (عزوجل) کا رسول ہوں۔'' (1)

حدیث ۲ صحیح بخاری شریف میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ ''قبیلہ اشعری کے لوگوں کا جب غزوہ میں توشہ کم ہوجاتا ہے یا مدینہ ہی میں اُنکے آل وعیال کے کھانے میں کمی ہوجاتی ہے تو جو کچھ اُن کے پاس ہوتا ہے سب کو ایک کپڑے میں اکٹھا کرلیتے ہیں پھر برابر برابر بانٹ لیتے ہیں (اس اچھی خصلت کی وجہ سے) وہ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں۔'' (2)

حدیث ۳ عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُنکی والدہ زینب بنت حُمید رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر لائیں اور عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اسکو بیعت فرمالیجئے۔ فرمایا: ''یہ چھوٹا بچہ ہے۔'' پھر ان کے سر پر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے دعا کی۔ انکے پوتے زہرہ بن معبد کہتے ہیں، کہ میرے دادا عبداللہ بن ہشام مجھے بازار لیجاتے اور وہاں غلہ خریدتے تو ابن عمر و ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُن سے ملتے اور کہتے ہمیں بھی شریک کرلو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمھارے لیے دعائے برکت کی ہے، وہ انھیں بھی شریک کرلیتے اور بسا اوقات ایک مسلّم اونٹ (3) نفع میں مل جاتا اور اُسے گھر بھیج دیا کرتے۔ (4)

حدیث ۴ صحیح بخاری شریف میں ہے، کہ اگر ایک شخص دام ٹھہرا رہا ہے دوسرے نے اُسے اشارہ کردیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکے متعلق یہ حکم دیا کہ یہ اُسکا شریک ہوگیا (5) یعنی شرکت کے لیے اشارہ کافی ہے، زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

حدیث ۵ ابوداود و ابن ماجہ وحاکم نے سائب بن ابی السائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، اُنھوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی، زمانۂ جاہلیت میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے شریک تھے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بہتر شریک تھے کہ نہ مجھ سے مدافعت (6) کرتے اور نہ جھگڑا کرتے۔ (7)

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الشركة، باب الشركة في الطعام والنّهد...إلخ، الحديث: ٢٤٨٤، ج٢، ص١٤٠.

2 ...... المرجع السابق، الحديث: ٢٤٨٦.

3 ...... پورا اونٹ۔

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الشركة، باب الشركة في الطعام وغيره، الحديث: ٢٥٠١، ج٢، ص١٤٥.

5 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الشركة، باب الشركة في الطعام وغيره، ج٢، ص١٤٥.

6 ...... مزاحمت، روک ٹوک۔

7 ...... "سنن ابن ماجة"، كتاب التجارات، باب الشركة...إلخ، الحديث: ٢٢٨٧، ج٣، ص٧٩.

حدیث ۶ ابوداود و حاکم و رزین نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کہ ''دو شریکوں کا میں ثالث رہتا ہوں، جب تک اُن میں کوئی اپنے ساتھی کے ساتھ خیانت نہ کرے اور جب خیانت کرتا ہے تو ان سے جدا ہوجاتا ہوں۔''[1]

حدیث ۷ امام بخاری و امام احمد نے روایت کی، کہ زید بن ارقم و براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں شریک تھے اورانھوں نے چاندی خریدی تھی، کچھ نقد کچھ اُدھار۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو فرمایا: کہ ''جو نقد خریدی ہے، وہ جائز ہے اور جو اُدھار خریدی، اُسے واپس کردو۔''[2]

شرکت کے اقسام اور اُن کی تعریفیں

مسئلہ ۱ شرکت دو قسم ہے: شرکت ملک۔ شرکت عقد۔

شرکت ملک کی تعریف یہ ہے، کہ چند شخص ایک شے کے مالک ہوں اور باہم عقد شرکت نہ ہوا ہو۔

شرکت عقد یہ ہے، کہ باہم شرکت کا عقد کیا ہو مثلاً ایک نے کہا میں تیرا شریک ہوں، دوسرے نے کہا مجھے منظور ہے۔

شرکت ملک دو قسم ہے کہ ① جبری۔ ② اختیاری۔

جبری یہ کہ دونوں کے مال میں بلاقصد و اختیار[3] ایسا خلط ہوجائے[4] کہ ہر ایک کی چیز دوسرے سے متمیّز[5] نہ ہوسکے یا ہوسکے مگر نہایت دقت و دشواری سے مثلاً وراثت میں دونوں کو ترکہ ملا کہ ہر ایک کا حصّہ دوسرے سے ممتاز نہیں یا دونوں کی چیز ایک قسم کی تھی اور مل گئی کہ امتیاز نہ رہا یا ایک کے گیہوں تھے دوسرے کے جَو اور مل گئے تو اگرچہ یہاں علیحدگی ممکن ہے مگر دشواری ضرور ہے۔

اختیاری یہ کہ ان کے فعل و اختیار سے شرکت ہوئی ہو مثلاً دونوں نے شرکت کے طور پر کسی چیز کو خریدا یا ان کو ہبہ اور صدقہ میں ملی اور قبول کیا یا کسی نے دونوں کو وصیت کی اور انھوں نے قبول کی یا ایک نے قصداً اپنی چیز دوسرے کی چیز میں ملادی کہ امتیاز جاتا رہا۔[6] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

---

1 ......''سنن أبي داود''، کتاب البیوع، باب الشرکۃ، الحدیث: ۳۳۸۳، ج ۳، ص ۳۵۰.

2 ......''صحیح البخاري''، کتاب الشرکۃ، باب الاشتراک في الذھب... إلخ، الحدیث: ۲۴۹۷، ج ۲، ص ۱۴۴.

3 ......یعنی خود بخود، بغیر کسی ارادہ کے۔ 4 ......آپس میں اس طرح مل جائے۔ 5 ......ممتاز، فرق، الگ، جدا۔

6 ......''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الشرکۃ، الباب الأوّل فی بیان انواع الشرکۃ... إلخ، الفصل الأوّل، ج ۲، ص ۳۰۱.

و''الدرالمختار''، کتاب الشرکۃ، ج ۶، ص ۴۶۰۔۴۶۸، وغیرھما.

شرکت ملک کے احکام

مسئلہ ۲ شرکتِ ملک میں ہر ایک اپنے حصہ میں تَصَرُّف[1] کرسکتا ہے اور دوسرے کے حصہ میں بمنزلۂ اجنبی[2] ہے، لہٰذا اپنا حصہ بیع کرسکتا ہے اس میں شریک سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں اُسے اختیار ہے شریک کے ہاتھ بیع کرے یا دوسرے کے ہاتھ مگر شرکت اگر اِس طرح ہوئی کہ اصل میں شرکت نہ تھی مگر دونوں نے اپنی چیزیں ملادیں یا دونوں کی چیزیں مل گئیں اور غیر شریک کے ہاتھ بیچنا چاہتا ہے تو شریک سے اجازت لینی پڑے گی یا اصل میں شرکت ہے مگر بیع کرنے میں شریک کو ضرر[3] ہوتا ہے تو بغیر اجازتِ شریک غیر شریک کے ہاتھ بیع نہیں کرسکتا مثلاً مکان یا درخت یا زراعت مشترک ہے تو بغیر اجازت بیع نہیں کرسکتا کہ مشتری تقسیم کرانا چاہے گا اور تقسیم میں شریک کا نقصان ہے ہاں اگر زراعت طیار ہے یا درخت کاٹنے کے لائق ہوگیا اور پھلدار درخت نہیں ہے تو اب اجازت کی ضرورت نہیں کہ اب کٹوانے میں کسی کا نقصان نہیں۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳ مشترک چیز اگر قابل قسمت[5] نہ ہو جیسے حمام، چکی، غلام، چوپایہ اسکی بیع بغیر اجازت بھی جائز ہے۔[6] (درمختار)

شرکت عقد کے شرائط

مسئلہ ۴ شرکت عقد میں ایجاب وقبول ضرور ہے خواہ لفظوں میں ہوں یا قرینہ سے ایسا سمجھا جاتا ہو مثلاً ایک نے ہزار روپے دیے اور کہا تم بھی اتنا نکالو اور کوئی چیز خرید و نفع جو کچھ ہوگا دونوں کا ہوگا، دوسرے نے روپے لے لیے تو اگرچہ قبول لفظاً نہیں مگر روپیہ لے لینا قبول کے قائم مقام ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۵ شرکت عقد میں یہ شرط ہے کہ جس پر شرکت ہوئی قابل وکالت ہو، لہٰذا مباح اشیاء[8] میں شرکت نہیں

---

1 ......عمل دخل۔ 2 ......غیر کی طرح۔ 3 ......نقصان۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکۃ، ج٦، ص٤٦٨، وغیرہ.

5 ......تقسیم کے قابل۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکۃ، ج٦، ص٤٦٦ .

7 ......"الدرالمختار" کتاب الشرکۃ، ج٦، ص٤٦٨ .

8 ......یعنی ایسی چیزیں جن کے لینے دینے میں کوئی ممانعت نہیں ہوتی، مثلاً گری پڑی گٹھلیاں، جنگل کی لکڑیاں وغیرہ۔

ہوسکتی مثلاً دونوں نے شرکت کے ساتھ جنگل کی لکڑیاں کاٹیں کہ جتنی جمع ہونگی دونوں میں مشترک ہونگی یہ شرکت صحیح نہیں ہر ایک اُسی کا مالک ہوگا جو اُس نے کاٹی ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ ایسی شرط نہ کی ہو جس سے شرکت ہی جاتی رہے مثلاً یہ کہ نفع دس روپیہ میں لوں گا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کُل دس ہی روپے نفع کے ہوں تو اب شرکت کس چیز میں ہوگی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶ نفع میں کم وبیش کے ساتھ بھی شرکت ہوسکتی ہے مثلاً ایک کی ایک تہائی اور دوسرے کی دو تہائیاں اور نقصان جو کچھ ہوگا وہ راس المال کے حساب سے ہوگا اسکے خلاف شرط کرنا باطل ہے مثلاً دونوں کے روپے برابر برابر ہیں اور شرط یہ کی کہ جو کچھ نقصان ہوگا اُسکی تہائی فلاں کے ذمہ اور دو تہائیاں فلاں کے ذمہ یہ شرط باطل ہے اور اس صورت میں دونوں کے ذمہ نقصان برابر ہوگا۔[2] (ردالمحتار)

شرکتِ عقد کے اقسام اور شرکتِ مفاوضہ کی تعریف و شرائط

مسئلہ ۷ شرکت عقد کی چند قسمیں ہیں: ① شرکت بالمال۔ ② شرکت بالعمل۔ ③ شرکت وجوہ۔

پھر ہر ایک دو قسم ہے۔ ① مفاوضہ۔ ② عنان۔

یہ کُل چھ قسمیں ہیں شرکت مفاوضہ یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے کا وکیل و کفیل ہو یعنی ہر ایک کا مطالبہ دوسرا وصول کرسکتا ہے اور ہر ایک پر جو مطالبہ ہوگا دوسرا اُسکی طرف سے ضامن ہے اور شرکتِ مفاوضہ میں یہ ضرور ہے کہ دونوں کے مال برابر ہوں اور نفع میں دونوں برابر کے شریک ہوں اور تصرف و دَین[3] میں بھی مساوات ہو، لہٰذا آزاد و غلام میں اور نابالغ و بالغ میں اور مسلمان و کافر میں اور عاقل و مجنون میں اور دو نابالغوں میں اور دو غلاموں میں شرکت مفاوضہ نہیں ہوسکتی۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۸ شرکت مفاوضہ کی صورت یہ ہے کہ دو شخص باہم یہ کہیں کہ ہم نے شرکت مفاوضہ کی اور ہم کو اختیار ہے کہ یکجائی خرید وفروخت کریں یا علٰیحدہ علٰیحدہ، نقد بیچیں خریدیں یا اُدھار اور ہر ایک اپنی رائے سے عمل کریگا اور جو کچھ

---

1 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشرکۃ، الباب الاول فی بیان انواع الشرکۃ، الفصل الاول، ج۲، ص۳۰۱، ۳۰۲.

2 ......"ردالمحتار"، کتاب الشرکۃ، مطلب: اشتراط الربح متفاوتاً... إلخ، ج۶، ص۴۶۹.

3 ......قرض۔

4 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشرکۃ، الباب الاول فی بیان انواع الشرکۃ، الفصل الأول، ج۲، ص۳۰۱۔۳۰۷.
و"الدرالمختار"، کتاب الشرکۃ، ج۶، ص۴۶۹، ۴۷۰.

نفع نقصان ہوگا اُس میں دونوں برابر کے شریک ہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۹ جس قسم کے مال میں شرکت مفاوضہ جائز ہے اُس قسم کا مال علاوہ اس راس المال کے جس میں شرکت ہوئی ان دونوں میں سے کسی کے پاس کچھ اور نہ ہوا گر اسکے علاوہ کچھ اور مال ہو تو شرکت مفاوضہ جاتی رہیگی اور اب یہ شرکت عنان ہوگی،[2] جس کا بیان آگے آتا ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ ۱۰ شرکت مفاوضہ میں دوصورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ بوقتِ عقدِ شرکت[3] لفظ مفاوضہ بولا جائے مثلاً دونوں نے یہ کہا کہ ہم نے باہم شرکت مفاوضہ کی اگر چہ بعد میں ان میں کا ایک شخص یہ کہتا ہے کہ میں لفظ مفاوضہ کے معنے نہیں جانتا تھا کہ اِس صورت میں بھی شرکت مفاوضہ ہو جائیگی اور اُسکے احکام ثابت ہو جائینگے اور معنی کا نہ جاننا عذر نہ ہوگا۔اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ اگر لفظ مفاوضہ نہ بولیں تو تمام وہ باتیں جو مفاوضہ میں ضروری ہیں ذکر کردیں مثلاً دو ایسے شخص جو شرکت مفاوضہ کے اہل ہوں یہ کہیں کہ جس قدر نقد کے ہم مالک ہیں اُس میں ہم دونوں باہم اِس طرح پر شرکت کرتے ہیں کہ ہر ایک دوسرے کو پورا پورا اختیار دیتا ہے کہ جس طرح چاہے خرید وفروخت میں تصرف کرے اور ہم میں ہر ایک دوسرے کا تمام مطالبات میں ضامن ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۱ ہندوستان میں عموماً ایسا ہوتا ہے کہ باپ کے مرجانے کے بعد اُسکے تمام بیٹے ترکہ پر قابض ہوتے ہیں اور یکجائی شرکت میں کام کرتے رہتے ہیں لینا دینا تجارت زراعت کھانا پینا ایک ساتھ مدتوں رہتا ہے اور کبھی یہ ہوتا ہے کہ بڑا لڑکا خود مختار ہوتا ہے وہ خود جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اُسکے دوسرے بھائی اُسکی ماتحتی میں اُس بڑے کے رائے و مشورہ سے کام کرتے ہیں مگر یہاں نہ لفظ مفاوضہ کی تصریح ہوتی ہے اور نہ اُس کی ضروریات کا بیان ہوتا ہے اور مال بھی عموماً مختلف قسم کے ہوتے ہیں اور علاوہ روپے اشرفی کے متاع اور اثاثہ اور دوسری چیزیں بھی ترکہ میں ہوتی ہیں۔جن میں یہ سب شریک ہیں، لہٰذا یہ شرکت شرکتِ مفاوضہ نہیں بلکہ یہ شرکت ملک ہے اور اس صورت میں جو کچھ تجارت و زراعت اور کاروبار کے ذریعہ سے اضافہ کریں گے اُس میں یہ سب برابر کے شریک ہیں اگر چہ کسی نے زیادہ کام کیا ہے

---

1 ......"الفتاوی الهندية"،کتاب الشركة،الباب الثانی فی المفاوضة،الفصل الأول،ج۲،ص۳۰۸.

2 ......"الفتاوی الهندية"،کتاب الشركة،الباب الثانی فی المفاوضة،الفصل الأول،ج۲،ص۳۰۸.

3 ......شرکت کا عقد کرتے ہوئے۔

4 ......"الدرالمختار"،کتاب الشركة،ج۶،ص۴۷۱.

اور کسی نے کم اور کوئی دانائی و ہوشیاری سے کام کرتا ہے اور کوئی ایسا نہیں اور اگر ان شرکا میں سے بعض نے کوئی چیز خاص اپنے لیے خریدی اور اُس کی قیمت مال مشترک سے ادا کی تو یہ چیز اُسی کی ہوگی مگر چونکہ قیمت مالِ مشترک سے دی ہے، لہٰذا بقیہ شرکا کے حصہ کا تاوان دینا ہوگا۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲ شرکتِ مفاوضہ میں اگر دونوں کے مال ایک جنس[2] اور ایک نوع[3] کے ہوں تو عدد میں برابری ضرور ہے۔ مثلاً دونوں کے روپے ہیں یا دونوں کی اشرفیاں ہیں اور اگر دو جنس یا دو نوع کے ہوں تو قیمت میں برابری ہو مثلاً ایک کے روپے ہیں دوسرے کی اشرفیاں یا ایک کے روپے ہیں دوسرے کی اٹھنیاں چونیاں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳ عقد مفاوضہ کے وقت دونوں مال برابر تھے مگر ابھی اس مال سے کوئی چیز خریدی نہیں گئی کہ ایک کا مال قیمت میں زیادہ ہوگیا مثلاً اشرفی عقد کے وقت پندرہ ۱۵ روپے کی تھی اور اب سولہ ۱۶ کی ہوگئی تو شرکت مفاوضہ جاتی رہی اور اب یہ شرکت عنان ہے۔ یوہیں اگر ان میں کسی ایک کا کسی پر قرض تھا اور بعد شرکت مفاوضہ وہ قرض وصول ہوگیا تو شرکت مفاوضہ جاتی رہی۔[5] (عالمگیری)

شرکت مفاوضہ کے احکام

مسئلہ ۱۴ ایسے دو شخص جن میں شرکت مفاوضہ ہے ان میں اگر ایک شخص کوئی چیز خریدے تو دوسرا اُس میں شریک ہوگا البتہ اپنے گھر والوں کے لیے کھانا کپڑا خریدا یا کوئی اور چیز ضروریات خانہ داری[6] کی خریدی یا کرایہ کا مکان رہنے کے لیے لیا یا حاجت کے لیے سواری کا جانور خریدا تو یہ تنہا خریدار کا ہوگا شریک کو اس میں سے لینے کا حق نہ ہوگا مگر بائع شریک سے بھی ثمن کا مطالبہ کرسکتا ہے کہ یہ شریک کفیل ہے پھر اگر شریک نے مالِ شرکت سے ثمن ادا کردیا تو اُس خریدار سے اپنے حصہ کے برابر واپس لے سکتا ہے۔[7] (درمختار)

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب الشرکۃ، مطلب: فیما یقع کثیراً فی الفلاحین...إلخ، ج٦، ص٤٧٢.

2 ......نسل، ذات۔ 3 ......قسم۔

4 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشرکۃ، الباب الثانی فی المفاوضۃ، الفصل الاول، ج٢، ص٣٠٨.

5 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشرکۃ، الباب الثانی فی المفاوضۃ، الفصل الأول، ج٢، ص٣٠٨.

6 ......گھریلو ضروریات۔

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکۃ، ج٦، ص٤٧١.

مسئلہ ۱۵ ان میں سے ایک کو اگر میراث ملی یا شاہی عطیہ یا ہبہ یا صدقہ یا ہدیہ میں کوئی چیز ملی تو یہ خاص اسکی ہوگی شریک کا اس میں کوئی حق نہ ہوگا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶ شرکت سے پہلے کوئی عقد کیا تھا اور اِس عقد کی وجہ سے بعد شرکت کسی چیز کا مالک ہوا تو اس میں بھی شریک حقدار نہیں مثلاً ایک چیز خریدی تھی جس میں بائع نے اپنے لیے خیار لیا تھا (یعنی تین دن تک مجھ کو اختیار ہے کہ بیع قائم رکھوں یا توڑ دوں) اور بعد شرکت بائع نے اپنا خیار ساقط کر دیا اور چیز مشتری کی ہوگئی مگر چونکہ یہ بیع پہلے کی ہے اس لیے یہ چیز تنہا اسی کی ہے شرکت کی نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷ اگر ایک کے پاس مال مضاربت ہے، اگرچہ عقد مضاربت پہلے ہوا ہے اور اب اس مال سے خرید و فروخت کی اور نفع ہوا تو جو کچھ نفع ملے گا اُس میں سے شریک بھی اپنے حصہ کی مقدار سے لے گا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸ چونکہ اِن میں ہر ایک دوسرے کا کفیل ہے، لہٰذا ایک پر جو دین لازم آیا دوسرا اسکا ضامن ہے دوسرے پر بھی وہ دین لازم ہے اور اِس دوسرے سے بھی دائن[4] مطالبہ کرسکتا ہے اب وہ دین خواہ تجارت کی وجہ سے لازم آیا ہو یا اُس نے کسی سے قرض (دستگر دان) لیا ہو یا کسی کی کوئی چیز غصب کر کے ہلاک کر دی ہو یا کسی کی امانت اپنے پاس رکھ کر قصداً اُسے ضائع کر دیا ہو یا امانت سے انکار کر دیا ہو یا کسی کی اسنے اُسکے کہنے سے ضمانت کی ہو اور یہ دین خواہ گواہوں کے ذریعہ سے دائن نے اسکے ذمہ ثابت کیے ہوں یا خود اس نے ان دیون[5] کا اقرار کیا ہو ہر حال میں اسکا شریک بھی ضامن ہے مگر جبکہ اسنے ایسے شخص کے دین کا اقرار کیا ہو جسکے حق میں اسکی گواہی مقبول نہ ہو مثلاً اپنے باپ دادا وغیرہ اصول یا بیٹا پوتا وغیرہ فروع یا زوج یا زوجہ کے حق میں تو اس اقرار سے جو دین ثابت ہوگا اُسکا مطالبہ شریک سے نہیں ہوسکتا۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۹ مَہر یا بدل خلع یا دیت یا دمِ عمد میں اگر کسی شے پر صلح ہوگئی تو یہ دیون شریک پر لازم نہ ہونگے۔[7] (درمختار)

---

1 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الشرکة،الباب الثانی فی المفاوضة،الفصل الثانی،ج۲،ص۳۰۹.

2 ......المرجع السابق.

3 ......المرجع السابق.

4 ......قرض خواہ۔

5 ......قرضوں۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکة،ج٦،ص٤٧٣،وغیرہ.

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکة،ج٦،ص ٤٧٤ .

مسئلہ ۲۰ جن صورتوں میں ایک پر جو دین لازم آیا وہ دوسرے پر بھی لازم ہو ان میں اگر دائن نے ایک پر دعویٰ کیا ہے اور گواہ پیش نہ کرسکا تو جس طرح اس مدعیٰ علیہ[1] پر حلف دے سکتا ہے[2] اِسی طرح اسکے شریک سے بھی حلف لے سکتا ہے اگرچہ شریک نے وہ عقد نہیں کیا ہے مگر دونوں سے حلف کی ایک ہی صورت نہیں بلکہ فرق ہے وہ یہ کہ جس پر دعویٰ ہے اُس سے یوں قسم کھلائی جائیگی کہ میں نے اس مدعی سے یہ عقد نہیں کیا ہے مثلاً اگر اُس کا یہ دعویٰ ہے کہ اس نے فلاں چیز مجھ سے خریدی ہے اور اُس کا ثمن اسکے ذمہ باقی ہے اور یہ منکر ہے[3] تو قسم کھائے گا کہ میں نے اس سے یہ چیز نہیں خریدی ہے یا میرے ذمہ ثمن باقی نہیں ہے اور شریک سے عدمِ فعل کی[4] قسم نہیں کھلائی جاسکتی کیونکہ اُس نے خود عقد کیا نہیں ہے وہ قسم کھا جائے گا کہ میں نے نہیں خریدی پھر قسم کھلانے کا کیا فائدہ بلکہ اِس سے عدمِ علم[5] پر قسم کھلائی جائے یوں قسم کھائے کہ میرے علم میں نہیں کہ میرے شریک نے خریدی پھر اگر دونوں نے یا کسی ایک نے قسم کھانے سے انکار کیا تو قاضی دونوں پر دَین لازم کردیگا۔ اور اگر دونوں نے عقد کیا ہے یعنی ایجاب وقبول میں دونوں شریک تھے تو دونوں پر عدمِ فعل ہی کی قسم ہے کہ اس صورت میں فقط ایک نے نہیں بلکہ دونوں نے خریدا ہے اور قسم سے ایک نے بھی انکار کیا تو وہی حکم ہے۔ یوہیں مدعی[6] نے جس پر دعویٰ کیا ہے غائب ہے اور اس کا شریک حاضر ہے تو مدعی اس حاضر پر حلف دے سکتا ہے پھر جب وہ غائب آجائے تو اُس پر بھی مدعی حلف دے سکتا ہے۔[7] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱ ان دونوں شریکوں میں سے ایک نے کسی پر دعویٰ کیا اور مدعی علیہ سے قسم کھلائی تو دوسرے شریک کو دوبارہ پھر اُس پر حلف دینے کا حق نہیں۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲ ان دونوں میں سے ایک نے کسی شے کی حفاظت کرنے کی نوکری کی یا اُجرت پر کسی کا کپڑا سیا یا کوئی کام

---

1. ......جس پر دعویٰ کیا جائے۔
2. ......قسم لے سکتا ہے۔
3. ......یعنی انکار کرتا ہے۔
4. ......یعنی عقد نہ کرنے کی۔
5. ...... معلوم نہ ہونے۔
6. ......دعویٰ کرنے والا۔
7. ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الشرکة،الباب الثانی فی المفاوضة،الفصل الثالث، ج۲،ص۳۱۰.
و"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الشرکة،مطلب:فیما یقع کثیرًا فی الفلاحین...إلخ، ج٦،ص۴۷۳، ۴۷۴.
8. ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الشرکة،الباب الثانی فی المفاوضة،الفصل الثالث، ج۲،ص۳۱۰.

اُجرت پر کیا تو جو کچھ اُجرت ملے گی وہ دونوں میں مشترک ہوگی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳ اگر ایک نے کسی کو نوکر رکھا یا اُجرت پر کسی سے کوئی کام کرایا یا کرایہ پر جانور لیا تو مواجر ہر ایک سے اُجرت لے سکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

شرکت مفاوضہ کے باطل ہونے کی صورتیں

مسئلہ ۲۴ ان دونوں میں سے ایک کی ملک میں اگر کوئی ایسی چیز آئی جس میں شرکت ہوسکتی ہے خواہ وہ چیز اسے کسی نے ہبہ کی یا میراث میں ملی یا وصیت سے یا کسی اور طریق پر حاصل ہوئی تو اب شرکت مفاوضہ جاتی رہی کہ اس میں برابری شرط ہے اور اب برابری نہ رہی اور اگر میراث میں ایسی چیز ملی جس میں شرکت مفاوضہ نہیں مثلاً سامان واسباب ملے یا مکان اور کھیت وغیرہ جائداد غیر منقولہ ملی یا دَین ملا مثلاً مورث کا کسی کے ذمہ دین ہے اور اب یہ اُسکا وارث ہوا تو شرکت باطل نہیں مگر دین سونا چاندی کی قسم سے ہوتو جب وصول ہوگا شرکت مفاوضہ باطل ہو جائیگی اور مفاوضہ باطل ہوکر اب شرکت عنان ہوجائیگی۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۵ ایک نے اپنا کوئی سامان وغیرہ اس قسم کی چیز بیچ ڈالی جس میں شرکت مفاوضہ نہیں ہوتی یا ایسی کوئی چیز کرایہ پر دی تو ثمن یا اُجرت وصول ہونے پر شرکت مفاوضہ باطل ہوجائیگی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶ شرکت عنان کے باطل ہونے کے جو اسباب ہیں اُن سے شرکت مفاوضہ بھی باطل ہو جاتی ہے۔[5] (بدائع)

مسئلہ ۲۷ شرکت مفاوضہ وعنان دونوں نقود (روپیہ اشرفی) میں ہوسکتی ہیں یا ایسے پیسوں میں جن کا چلن ہو[6] اور اگر چاندی سونے غیر مضروب ہوں (سکہ نہ ہوں) مگر ان سے لین دین کا رواج ہو تو اسمیں بھی شرکت

---

1 ......"الفتاوی الھندیة"،کتاب الشرکة،الباب الثانی فی المفاوضة،الفصل الثالث،ج۲،ص۳۱۰.

2 ......"الفتاوی الھندیة"،کتاب الشرکة،الباب الثانی فی المفاوضة،الفصل الثالث،ج۲،ص۳۱۰.

3 ......"الدرالمختار"،کتاب الشرکة،ج٦،ص٤٧٤،وغیرہ.

4 ......"الفتاوی الھندیة"،کتاب الشرکة، الباب الثانی فی المفاوضة،الفصل الرابع،ج۲،ص۳۱۱.

5 ......"بدائع الصنائع"،کتاب الشرکة،حکم شرکة المفاوضة،ج٥،ص۹۸.

6 ......رائج الوقت ہو یعنی جس سے خرید و فروخت ہوتی ہو۔

ہوسکتی ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: اگر دونوں کے پاس روپے اشرفی نہ ہوں صرف سامان ہو اور شرکت مفاوضہ یا شرکت عنان کرنا چاہتے ہوں تو ہر ایک اپنے سامان کے ایک حصہ کو دوسرے کے سامان کے ایک حصہ کے مقابل یا روپے کے بدلے بیچ ڈالے اسکے بعد اِس بیچے ہوئے سامان میں عقد شرکت کرلیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: اگر دونوں میں ایک کا مال غائب ہو (یعنی نہ وقت عقد اُس نے مال حاضر کیا اور نہ خریدنے کے وقت اُس نے اپنا مال دیا اگرچہ وہ مال جس پر شرکت ہوئی اُسکے مکان میں موجود ہو) تو شرکت صحیح نہیں۔ یوہیں اگر اُس مال سے شرکت کی جو اُسکے قبضے میں بھی نہیں بلکہ دوسرے پر دین ہے جب بھی شرکت صحیح نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: جس قسم کا مال شرکت مفاوضہ میں اسکے پاس موجود ہے اُس جنس سے جو چیز چاہے خریدے یہ خریدی ہوئی چیز شرکت کی قرار پائیگی اگرچہ جتنا مال موجود ہے اُس سے زیادہ کی خریدے اور اگر دوسری جنس سے خریدی تو یہ چیز شرکت کی نہ ہوگی بلکہ خاص خریدنے والے کی ہوگی مثلاً اسکے پاس روپیہ ہے تو روپیہ سے خریدنے میں شرکت کی ہوگی اور اشرفی سے خریدے تو خاص اسکی ہے، یوہیں اسکا عکس۔[4] (عالمگیری)

ہرایک شریک کے اختیارات

مسئلہ ۳۱: ان میں سے ہر ایک کو یہ جائز ہے کہ شرکت کے مال میں سے کسی کی دعوت کرے یا کسی کے پاس ہدیہ وتحفہ بھیجے مگر اتنا ہی جسکا تاجروں میں رواج ہوتا جراُسے اسراف[5] نہ سمجھتے ہوں، لہٰذا میوہ، گوشت روٹی وغیرہ اسی قسم کی چیزیں تحفہ میں بھیج سکتا ہے روپیہ اشرفی ہدیہ نہیں کرسکتا نہ کپڑا دے سکتا ہے نہ غلّہ اور متاع دے سکتا ہے۔ یوہیں اسکے یہاں دعوت کھانا یا اسکا ہدیہ قبول کرنا یا اس سے عاریت لینا[6] بھی جائز ہے اگرچہ معلوم ہو کہ بغیر اجازت شریک مال شرکت

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکة، ج٦، ص٤٧٥.

2 ......المرجع السابق، ص٤٧٦.

3 ......المرجع السابق، ص٤٧٧.

4 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشرکة، الباب الثانی فی المفاوضة، الفصل الخامس، ج٢، ص٣١١.

5 ......فضول خرچ۔ 6 ......عارضی طور پر کوئی چیز لینا۔

سے یہ کام کررہا ہے مگراس میں بھی رواج ومتعارف[1] کی قید ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: اسکو قرض دینے کا اختیار نہیں ہے ہاں اگر شریک نے صاف لفظوں میں اسے قرض دینے کی اجازت دے دی ہو تو قرض دے سکتا ہے اور بغیر اجازت اس نے قرض دیدیا تو نصف قرض کا شریک کے لیے تاوان دینا پڑے گا مگر شرکت بدستور باقی رہے گی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: ایک شریک بغیر دوسرے کی اجازت کے تجارتی کاموں میں وکیل کرسکتا ہے اور تجارتی چیزوں پر صرف کرنے کے لیے مال شرکت سے وکیل کو کچھ دے بھی سکتا ہے پھر اگر یہ وکیل خرید وفروخت واجارہ کے لیے اس نے کیا ہے تو دوسرا شریک اسے وکالت سے نکال سکتا ہے اور اگر محض تقاضے کے لیے وکیل کیا ہے تو دوسرے شریک کو اسکے نکالنے کا اختیار نہیں۔[4] (بدائع، عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: مالِ شرکت کسی پر دَین ہے اور ایک شریک نے معاف کردیا تو صرف اسکے حصہ کی قدر معاف ہوگا دوسرے شریک کا حصہ معاف نہ ہوگا اور اگر دین کی میعاد[5] پوری ہوچکی ہے اور ایک نے میعاد میں اضافہ کردیا تو دونوں کے حق میں اضافہ ہوگیا اور اگر ان شریکوں پر میعادی دین ہے جسکی میعاد ابھی پوری نہیں ہوئی ہے اور ایک شریک نے میعاد ساقط کردی تو دونوں سے ساقط ہوجائے گی۔[6] (عالمگیری)

شرکت عنان کے مسائل

مسئلہ ۳۵: شرکت عنان یہ ہے کہ دوشخص کسی خاص نوع کی تجارت یا ہر قسم کی تجارت میں شرکت کریں مگر ہر ایک دوسرے کا ضامن نہ ہو صرف دونوں شریک آپس میں ایک دوسرے کے وکیل ہونگے، لہٰذا شرکت عنان میں یہ شرط ہے کہ

---

1 ......عرف۔

2 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الشرکة، الباب الثانی فی المفاوضة، الفصل الخامس، ج۲، ص۳۱۲.

3 ......المرجع السابق، ص۳۱۳.

4 ......"البدائع الصنائع"، کتاب الشرکة، دین التجارة، ج۵، ص۹۸، ۹۹.

و"الفتاوی الھندیة"، کتاب الشرکة، الباب الثانی فی المفاوضة، الفصل الخامس، ج۲، ص۳۱۳.

5 ......مدت۔

6 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الشرکة، الباب الثانی فی المفاوضة، الفصل السادس، ج۲، ص۳۱٤.

ہر ایک ایسا ہو جو دوسرے کو وکیل بنا سکے۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۶ شرکت عنان مرد و عورت کے درمیان، مسلم و کافر کے درمیان، بالغ اور نابالغ عاقل کے درمیان جبکہ نابالغ کو اسکے ولی نے اجازت دیدی ہو اور آزاد و غلام ماذون کے درمیان ہوسکتی ہے۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۳۷ شرکت عنان میں یہ ہوسکتا ہے کہ اسکی میعاد مقرر کر دیجائے مثلاً ایک سال کے لیے ہم دونوں شرکت کرتے ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دونوں کے مال کم وبیش[3] ہوں برابر نہ ہوں اور نفع برابر یا مال برابر ہوں اور نفع کم وبیش اور کل مال کے ساتھ بھی شرکت ہوسکتی ہے اور بعض مال کے ساتھ بھی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دونوں کے مال دو قسم کے ہوں مثلاً ایک کا روپیہ ہو دوسرے کی اشرفی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ صفت میں اختلاف ہو مثلاً ایک کے کھوٹے روپے ہوں دوسرے کے کھرے اگرچہ دونوں کی قیمتوں میں تفاوت[4] ہو اور یہ بھی شرط ہے[5] کہ دونوں کے مال ایک میں خلط کر دیے جائیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۸ اگر دونوں نے اسطرح شرکت کی کہ مال دونوں کا ہوگا مگر کام فقط ایک ہی کریگا اور نفع دونوں لیں گے اور نفع کی تقسیم مال کے حساب سے ہوگی یا برابر لیں گے یا کام کرنے والے کو زیادہ ملے گا تو جائز ہے اور اگر کام نہ کرنے والے کو زیادہ ملے گا تو شرکت ناجائز۔ یوہیں اگر یہ ٹھہرا کہ کل نفع ایک شخص لے گا تو شرکت نہ ہوئی اور اگر کام دونوں کریں گے مگر ایک زیادہ کام کریگا دوسرا کم اور جو زیادہ کام کریگا نفع میں اُس کا حصہ زیادہ قرار پایا یا برابر قرار پایا یہ بھی جائز ہے۔[7] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۹ ٹھہرا یہ تھا کہ کام دونوں کریں گے مگر صرف ایک نے کیا دوسرے نے بوجہ عذر یا بلا عذر کچھ نہ کیا تو دونوں کا کرنا قرار پائے گا۔[8] (عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشرکة، ج٦، ص٤٧٧.
و"الفتاوى الهندية"، کتاب الشرکة، الباب الثاني في المفاوضة، الفصل الأول، ج٢، ص٣١٩.

2 ...... "الفتاوى الخانية"، کتاب الشرکة، فصل في شرکة العنان، ج٢، ص٤٩١.

3 ...... کم زیادہ۔ 4 ...... فرق۔

5 ...... بہارِ شریعت کے بعض نسخوں میں یہاں عبارت ایسے ہی مذکور ہے، غالباً یہاں کتابت کی غلطی ہے کیونکہ ''درست عبارت درمختار میں کچھ یوں ہے ''اور یہ بھی شرط نہیں ہے کہ دونوں کے مال ایک میں خلط کر دیے جائیں''۔... عِلْمِیہ

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشرکة، ج٦، ص٤٧٨ ـ ٤٨٠.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، کتاب الشرکة، الباب الثالث في العنان، الفصل الثاني، ج٢، ص٣٢٠.
و"ردالمحتار"، کتاب الشرکة، مطلب: في توقيت الشرکة، ج٦، ص٤٧٨.

8 ...... "الفتاوى الهندية"، کتاب الشرکة، الباب الثالث في العنان، الفصل الثاني، ج٢، ص٣٢٠.

مسئلہ ۴۰ ایک نے کوئی چیز خریدی تو بائع ثمن کا مطالبہ اسی سے کرسکتا ہے اسکے شریک سے نہیں کرسکتا کیونکہ شریک نہ عاقد ہے نہ ضامن پھر اگر خریدار نے مال شرکت سے ثمن ادا کیا جب تو خیر اور اگر اپنے مال سے ثمن ادا کیا تو شریک سے بقدر اُسکے حصہ کے رجوع کرسکتا ہے اور یہ حکم اُس وقت ہے کہ مال شرکت نقد کی صورت میں موجود ہو اور اگر شرکت کا مال جو کچھ تھا وہ سامان تجارت خریدنے میں صَرف کیا جاچکا ہے اور نقد کچھ باقی نہیں ہے تو اب جو کچھ خریدیگا وہ خاص خریدار ہی کی ہے شرکت کی چیز نہیں اور اسکا ثمن خریدار کو اپنے پاس سے دینا ہوگا اور شریک سے رجوع کرنے کا حقدار نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱ ایک نے کوئی چیز خریدی اسکا شریک کہتا ہے کہ یہ شرکت کی چیز ہے اور یہ کہتا ہے میں نے خاص اپنے واسطے خریدی اور شرکت سے پہلے کی خریدی ہوئی ہے تو قسم کے ساتھ اسکا قول معتبر ہے اور اگر عقد شرکت کے بعد خریدی اور یہ چیز اُس نوع میں سے ہے جسکی تجارت پر عقد شرکت واقع ہوا ہے تو شرکت ہی کی چیز قرار پائیگی اگرچہ خریدتے وقت کسی کو گواہ بنالیا ہو کہ میں اپنے لیے خریدتا ہوں کیونکہ جب اِس نوع تجارت پر عقد شرکت واقع ہوچکا ہے تو اسے خاص اپنی ذات کے لیے خریداری جائز ہی نہیں جو کچھ خریدے گا شرکت میں ہوگا اور اگر وہ چیز اُس جنس تجارت سے نہ ہو تو خاص اسکے لیے ہوگی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہر ایک شریک اپنی شرکت کی دوکان سے چیزیں خریدتا ہے یہ خریداری جائز ہے اگرچہ بظاہر اپنی ہی چیز خریدنا ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۳ اگر دونوں کے مال خریداری کے پہلے ہلاک ہوگئے یا ایک کا مال ہلاک ہوا تو شرکت باطل ہوگئی پھر مال مخلوط[4] تھا تو جو کچھ ہلاک ہوا ہے دونوں کے ذمہ ہے اور مخلوط نہ تھا تو جس کا تھا اُسکے ذمہ اور اگر عقد شرکت کے بعد ایک نے اپنے مال سے کوئی چیز خریدی اور دوسرے کا مال ہلاک ہوگیا اور ابھی اس سے کوئی چیز خریدی نہیں گئی ہے تو شرکت باطل نہیں اور وہ خریدی ہوئی چیز دونوں میں مشترک ہے مشتری اپنے شریک سے بقدر شرکت اُسکے ثمن سے وصول کرسکتا ہے۔ اور اگر عقد شرکت کے بعد خرید امگر خریدنے سے پہلے شریک کا مال ہلاک ہوچکا ہے تو اسکی دو صورتیں ہیں اگر دونوں نے باہم صراحۃً[5] ہر ایک کو وکیل کردیا ہے یہ کہدیا ہے کہ ہم میں جو کوئی اپنے اس مال شرکت سے جو کچھ خریدیگا وہ مشترک ہوگی تو اس صورت میں وہ چیز

---

1 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الشرکۃ،مطلب:فی دعوی الشریك أنه ادی...إلخ،ج٦،ص٤٨١.

2 ......"ردالمحتار"، کتاب الشرکۃ،مطلب:ادعی الشراء لنفسه،ج٦،ص٤٨٢.

3 ......المرجع السابق.

4 ......ملا ہوا۔ 5 ......صریح طور پر، واضح طور پر۔

مشترک ہوگی کہ اُسکے حصہ کی قدر چیز دیدے اور اِس حصہ کا ثمن لے لے اور اگر صراحۃً وکیل نہیں کیا ہے تو اِس چیز میں دوسرے کی شرکت نہیں کہ مال ہلاک ہونے سے شرکت باطل ہوچکی ہے اور اُسکے ضمن میں جو وکالت تھی وہ بھی باطل ہے اور وکالت کی صراحت نہیں کہ اسکے ذریعہ سے شرکت ہوتی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴۴ شرکت عنان میں بھی اگر نفع کے روپے ایک شریک نے معین کر دیے کہ مثلاً دس روپے میں نفع کے لونگا تو شرکت فاسد ہے کہ ہوسکتا ہے کل نفع اتنا ہی ہو پھر شرکت کہاں ہوئی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۵ اس میں بھی ہر شریک کو اختیار ہے کہ تجارت کے لیے یا مال کی حفاظت کے لیے کسی کو نوکر رکھے بشرطیکہ دوسرے شریک نے منع نہ کیا ہو اور یہ بھی اختیار ہے کہ کسی سے مفت کام کرائے کہ وہ کام کردے اور نفع اُس کو کچھ نہ دیا جائے اور مال کو امانت بھی رکھ سکتا ہے اور مضاربت کے طور پر بھی دے سکتا ہے کہ وہ کام کرے اور نفع میں اُس کو نصف یا تہائی وغیرہ کا شریک کیا جائے اور جو کچھ نفع ہوگا اس میں سے مضارب کا حصہ نکال کر باقی دونوں شریکوں میں تقسیم ہوگا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ شریک دوسرے سے مضاربت کے طور پر مال لے پھر اگر یہ مضاربت ایسی چیز میں ہے جو شرکت کی تجارت سے علیحدہ ہے مثلاً شرکت کپڑے کی تجارت میں تھی اور مضاربت پر روپیہ غلہ کی تجارت کے لیے لیا ہے تو مضاربت کا جو نفع ملے گا وہ خاص اس کا ہوگا شریک کو اس میں سے کچھ نہ ملے گا اور اگر یہ مضاربت اُسی تجارت میں ہے جس میں شرکت کی ہے مگر شریک کی موجودگی میں مضاربت کی جب بھی مضاربت کا نفع خاص اسی کا ہے اور اگر شریک کی غَیْبت[3] میں ہو یا مضاربت میں کسی تجارت کی قید نہ ہو تو جو کچھ نفع ملے گا شریک بھی اُس میں شریک ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴۶ شریک کو یہ اختیار ہے کہ نقد یا اُدھار جس طرح مناسب سمجھے خرید و فروخت کرے مگر شرکت کا روپیہ نقد موجود نہ ہو تو اُدھار خریدنے کی اجازت نہیں جو کچھ اس صورت میں خریدے گا خاص اسکا ہوگا البتہ اگر شریک اس پر راضی ہے تو اس میں بھی شرکت ہوگی اور یہ بھی اختیار ہے کہ ارزاں[5] یا گراں[6] فروخت کرے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشرکۃ، ج٦، ص٤٨٣.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشرکۃ، ج٦، ص٤٨٤.

3 ...... یعنی شریک کی غیر موجودگی۔

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشرکۃ، ج٦، ص٤٨٥.

5 ...... سستا۔ 6 ...... مہنگا۔

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الشرکۃ، مطلب: اشترکا علی ان ماشتریا... إلخ، ج٦، ص٤٨٦.

مسئلہ ۴۷ شریک کو یہ اختیار ہے کہ مال تجارت سفر میں لیجائے جب کہ شریک نے اسکی اجازت دی ہو یا یہ کہہ دیا ہو کہ تم اپنی رائے سے کام کرو اور مصارف سفر مثلاً اپنا یا سامان کا کرایہ اور اپنے کھانے پینے کے تمام ضروریات سب اُسی مال شرکت پر ڈالے جائیں یعنی اگر نفع ہوا جب تو اخراجات نفع سے مجرا دیکر [1] باقی نفع دونوں میں مشترک ہوگا اور نفع نہ ہوا تو یہ اخراجات راس المال میں سے دیئے جائیں۔ [2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۴۸ ان میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں کہ کسی کو اِس تجارت میں شریک کرے، ہاں اگر اس کے شریک نے اجازت دیدی ہے تو شریک کرنا جائز ہے اور اس وقت اس تیسرے کے خرید و فروخت کرنے سے کچھ نفع ہوا تو یہ شخص ثالث اپنا حصہ لے گا اور اسکے بعد جو کچھ بچے گا اُس میں وہ دونوں شریک ہیں اور ان دونوں میں سے جس نے اُس تیسرے کو شریک نہیں کیا ہے اسکی خرید و فروخت سے کچھ نفع ہوا تو یہ انھیں دونوں پر منقسم [3] ہوگا ثالث [4] کو اس میں سے کچھ نہ دیں گے۔ [5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۹ شریک کو یہ اختیار نہیں کہ بغیر اجازت مال شرکت کو کسی کے پاس رہن رکھدے ہاں مگر اُس صورت میں کہ خود اسی نے کوئی چیز خریدی تھی جس کا ثمن باقی تھا اور اس دَین کے مقابل مال شرکت کو رہن کر دیا تو یہ جائز ہے اور اگر کسی دوسرے سے خریدوایا تھا یا دونوں شریکوں نے مل کر خریدا تھا تو اب تنہا ایک شریک اس دَین کے بدلے میں رہن نہیں رکھ سکتا۔ یو ہیں اگر کسی شخص پر شرکت کا دین تھا اُس نے ایک شریک کے پاس رہن رکھ دیا تو یہ رہن رکھ لینا بھی بغیر اجازت شریک جائز نہیں یعنی اگر وہ چیز اس شریکِ مرتہن کے پاس ہلاک ہوگئی اور اُسکی قیمت دَین کے برابر تھی تو دوسرا شریک اُس مدیون سے اپنے حصہ کی قدر مطالبہ کر کے لے سکتا ہے پھر وہ مدیون شریک مرتہن سے یہ رقم واپس لیگا اور اگر چاہے تو غیر مرتہن خود اپنے شریک ہی سے بقدر حصہ کے وصول کر لے اور جس صورت میں رہن رکھ سکتا ہے اوس میں رہن کا اقرار بھی کر سکتا ہے کہ میں نے فلاں کے پاس رہن رکھا ہے یا فلاں نے میرے پاس رہن رکھا ہے اور یہ اقرار دونوں پر نافذ ہوگا اور جہاں رہن

1 ......نکال کر۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشركة، الباب الثاني في المفاوضة، الفصل الخامس، ج ٢، ص ٣١٢.

و"الدرالمختار"، كتاب الشركة، ج ٦، ص ٤٨٧.

3 ......تقسیم۔ 4 ......تیسرا فرد۔

5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الشركة، مطلب: اشتركا على ان ما اشتريا... إلخ، ج ٦، ص ٤٨٧.

رکھ نہیں سکتا اُس میں رہن کا اقرار بھی نہیں کرسکتا یعنی اگر اقرار کریگا تو تنہا اسکے حق میں وہ اقرار نافذ ہوگا شریک سے اسکو تعلق نہ ہوگا اور اگر شرکت دونوں نے توڑ دی تو اب رہن کا اقرار شریک کے حق میں صحیح نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۰ شرکت عنان میں اگر ایک نے کوئی چیز بیع کی ہے تو اسکے ثمن کا مطالبہ اسکا شریک نہیں کرسکتا یعنی مدیون[2] اسکو دینے سے انکار کرسکتا ہے۔ یوہیں شریک نہ دعویٰ کرسکتا ہے نہ اس پر دعویٰ ہوسکتا ہے بلکہ دین کے لیے کوئی میعاد بھی نہیں مقرر کرسکتا جبکہ عاقد[3] کوئی اور شخص ہے یا دونوں عاقد ہوں اور خود تنہا یہی عاقد ہے تو میعاد مقرر کرسکتا ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۱ شریک کے پاس جو کچھ مال ہے اُس میں وہ امین ہے، لہٰذا اگر یہ کہتا ہے کہ تجارت میں نقصان ہوا یا کل مال یا اتنا ضائع ہوگیا یا اِس قدر نفع ملا یا شریک کو میں نے مال دیدیا تو قسم کے ساتھ اس کا قول معتبر[5] ہے اور اگر نفع کی کوئی مقدار اس نے پہلے بتائی پھر کہتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہوگئی اُتنی نہیں بلکہ اتنی ہے مثلاً پہلے کہا دس روپے نفع کے ہیں پھر کہتا ہے کہ دس نہیں بلکہ پانچ ہیں تو چونکہ اقرار کرکے رجوع کررہا ہے، لہٰذا اسکی پچھلی بات مانی نہ جائیگی کہ اقرار سے رجوع کرتا ہے اور اسکا اسے حق نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۵۲ ایک نے کوئی چیز بیچی تھی اور دوسرے نے اس بیع کا اقالہ (فسخ) کردیا تو یہ اقالہ جائز ہے اور اگر عیب کی وجہ سے وہ چیز خریدار نے واپس کردی اور بغیر قضاء قاضی[7] اُس نے واپس لے لی یا عیب کی وجہ سے ثمن سے کچھ کم کردیا یا ثمن کو مؤخر کردیا تو یہ تصرفات دونوں کے حق میں جائز و نافذ ہوں گے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳ ایک نے کوئی چیز خریدی ہے اور اس میں کوئی عیب نکلا تو خود یہ واپس کرسکتا ہے اسکے شریک کو واپس

---

1 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الشرکة، مطلب: اشترکا علی ان ما اشتریا... إلخ، ج٦، ص٤٨٧.

2 ......مقروض۔ 3 ......عقد کرنے والا۔

4 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الشرکة، مطلب: یملك الاستدانة باذن شریکه، ج٦، ص٤٨٩.

5 ......قابل اعتبار، قابلِ قبول۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکة، ج٦، ص٤٨٩، ٤٩٠.

7 ......قاضی کے فیصلے کے بغیر۔

8 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشرکة، الباب الثانی فی المفاوضة، الفصل السادس، ج٢، ص٣١٤، ٣١٥.

کرنے کا حق نہیں یا ایک نے کسی سے اُجرت پر کچھ کام کرایا ہے تو اُجرت کا مطالبہ اِسی سے ہوگا شریک سے مطالبہ نہیں کیا جاسکتا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴ ایک نے کسی کی کوئی چیز غصب کرلی یا ہلاک کردی تو اسکا مطالبہ ومؤاخذہ اسی سے ہوگا اسکے شریک سے نہ ہوگا اور بطور بیع فاسد کوئی چیز خریدی اور اسکے پاس سے ہلاک ہوگئی تو اسکو تاوان دینا پڑیگا مگر جو کچھ تاوان دیگا اُس کا نصف یعنی بقدر حصّہ شریک سے واپس لے گا کہ وہ چیز شرکت کی ہے اور تاوان دونوں پر ہے۔[2] (مبسوط)

مسئلہ ۵۵ دونوں نے ملکر تجارت کا سامان خریدا تھا پھر ایک نے کہا میں تیرے ساتھ شرکت میں کام نہیں کرتا یہ کہہ کر غائب ہوگیا دوسرے نے کام کیا تو جو کچھ نفع ہوا تنہا اسی کا ہے اور شریک کے حصہ کی قیمت کا ضامن ہے یعنی اُس مال کی اُس روز جو قیمت تھی اُسکے حساب سے شریک کے حصہ کا روپیہ دیدے نفع نقصان سے اِسکو کچھ واسطہ نہیں۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۵۶ مال شرکت میں تعدی کی یعنی وہ کام کیا جو کرنا جائز نہ تھا اور اسکی وجہ سے مال ہلاک ہوگیا تو تاوان دینا پڑیگا مثلاً اسکے شریک نے کہہ دیا تھا کہ مال لیکر پردیس کو نہ جانا یا فلاں جگہ مال لے کر جاؤ مگر وہاں سے آگے دوسرے شہر کو نہ جانا اور یہ پردیس مال لیکر چلا گیا یا جو جگہ بتائی تھی وہاں سے آگے چلا گیا یا کہا تھا اُدھار نہ بیچنا اُسنے اُدھار بیچ دیا تو اِن صورتوں میں جو کچھ نقصان ہوگا اس کا ذمہ دار یہ خود ہے شریک کو اس سے تعلق نہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۷ اسکے پاس جو کچھ شرکت کا مال تھا اُسے بغیر بیان کیے مرگیا یا لوگوں کے ذمہ شرکت کی بقایا تھی اور یہ بغیر بیان کیے مرگیا تو تاوان دینا پڑے گا کہ یہ امین تھا اور بیان نہ کرجانا امانت کے خلاف ہے اور اسکی وجہ سے تاوان لازم ہوجاتا ہے مگر جبکہ ورثہ جانتے ہوں کہ یہ چیزیں شرکت کی ہیں یا شرکت کی تجارت کا فلاں فلاں شخص پر اتنا اتنا باقی ہے تو اس وقت بیان کرنیکی ضرورت نہیں اور تاوان لازم نہیں۔ اور اگر وارث کہتا ہے مجھے علم ہے اور شریک منکر ہے اور وارث تمام اشیا کی تفصیل بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ چیزیں تھیں اور ہلاک وضائع ہوگئیں تو وارث کا قول مان لیا جائے گا۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ……"الفتاوی الھندیة"، کتاب الشرکة،الباب الثانی فی المفاوضة،الفصل السادس، ج٢،ص٣١٤.

2 ……"المبسوط"، للسرخسی، کتاب الشرکة،باب خصومة المفاوضین فیمابینهما، ج٦،ص٢٢٢.

3 ……"الفتاوی الخانیة"، کتاب الشرکة،فصل فی شرکة العنان، ج٢،ص٤٩٢.

4 ……"الدرالمختار"و" ردالمحتار"، کتاب الشرکة،مطلب:فی قبول قوله...إلخ، ج٦،ص٤٩٠.

5 ……المرجع السابق،ص٤٩٠،٤٩١.

مسئلہ ۵۸ شریک نے اُودھار بیچنے سے منع کر دیا تھا اور اُس نے اُدھار بیچ دی تو اسکے حصہ میں بیع نافذ ہے اور شریک کے حصہ کی بیع موقوف ہے اگر شریک نے اجازت دیدی کل میں بیع ہو جائیگی اور نفع میں دونوں شریک ہیں اور اجازت نہ دی تو شریک کے حصہ کی بیع باطل ہوگئی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵۹ شریک نے پردیس میں مال تجارت لیجانے سے منع کر دیا تھا مگر یہ نہ مانا اور لے گیا اور وہاں نفع کے ساتھ فروخت کیا تو چونکہ شریک کی مخالفت کرنے سے غاصب ہوگیا اور شرکت فاسد ہوگئی، لہٰذا نفع صرف اسی کو ملے گا اور مال ضائع ہوگا تو تاوان دینا پڑیگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶۰ شریک پر خیانت کا[3] دعویٰ کرے تو اگر دعویٰ صرف اتنا ہی ہے کہ اُس نے خیانت کی یہ نہیں بتایا کہ کیا خیانت کی تو شریک پر حلف نہ دینگے ہاں اگر خیانت کی تفصیل بتاتا ہے تو اُس پر حلف دینگے اور حلف کے ساتھ اُس کا قول معتبر ہوگا۔[4] (ردالمحتار)

شرکت بالعمل کے مسائل

مسئلہ ۶۱ شرکت بالعمل کہ اسی کو شرکت بالابدان اور شرکت تقبل و شرکت صنائع بھی کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ دو کاریگر لوگوں کے یہاں سے کام لائیں اور شرکت میں کام کریں اور جو کچھ مزدوری ملے آپس میں بانٹ لیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۶۲ اس شرکت میں یہ ضرور نہیں کہ دونوں ایک ہی کام کے کاریگر ہوں بلکہ دو مختلف کاموں کے کاریگر بھی باہم یہ شرکت کر سکتے ہیں مثلاً ایک درزی ہے دوسرا رنگریز، دونوں کپڑے لاتے ہیں وہ سیتا ہے یہ رنگتا ہے اور سلائی رنگائی کی جو کچھ اُجرت ملتی ہے اُس میں دونوں کی شرکت ہوتی ہے اور یہ بھی ضرور نہیں کہ دونوں ایک ہی دوکان میں کام کریں بلکہ دونوں کی الگ الگ دوکانیں ہوں جب بھی شرکت ہوسکتی ہے مگر یہ ضرور ہے کہ وہ کام ایسے ہوں کہ عقد اجارہ کی وجہ سے[6] اُس کام کا کرنا ان

---

1. ……"الدرالمختار"، کتاب الشرکة، ج٦، ص٤٩١.
2. ……المرجع السابق.
3. ……بددیانتی کا۔
4. ……"ردالمحتار"، کتاب الشرکة، مطلب: فیما لوادعی علی شریکه خیانة مبهمة، ج٦، ص٤٩٢.
5. ……"الدرالمختار"، کتاب الشرکة، ج٦، ص٤٩٢.
6. ……اجارے کے عقد کی وجہ سے۔

پر واجب ہوا اور اگر وہ کام ایسا نہ ہو مثلاً حرام کام پر اجارہ ہوا جیسے دونوحہ کرنے والیاں کہ اُجرت لیکر نوحہ کرتی ہوں ان میں باہم شرکت عمل ہو تو نہ ان کا اجارہ صحیح ہے نہ ان میں شرکت صحیح۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۶۳ تعلیم قرآن و علم دین اور اذان و امامت پر چونکہ بنابر قول مفتی بہ اُجرت لینا جائز ہے اس میں شرکت عمل بھی ہوسکتی ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶۴ شرکت عمل میں ہر ایک دوسرے کا وکیل ہوتا ہے، لہٰذا جہاں توکیل درست نہ ہو یہ شرکت بھی صحیح نہیں مثلاً چند گداگروں نے باہم شرکت عمل کی تو یہ صحیح نہیں کہ سوال کی توکیل درست نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۶۵ اس میں یہ ضرور نہیں کہ جو کچھ کمائیں اُس میں برابر کے شریک ہوں بلکہ کم وبیش کی بھی شرط ہوسکتی ہے اور باہم جو کچھ شرط کرلیں اُسی کے موافق تقسیم ہوگی۔ یوہیں عمل میں بھی برابری شرط نہیں بلکہ اگر یہ شرط کرلیں کہ وہ زیادہ کام کریگا اور یہ کم جب بھی جائز ہے اور کم کام والے کو آمدنی میں زیادہ حصہ دینا ٹھہرالیا جب بھی جائز ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۶ یہ ٹھہرا ہے کہ آمدنی میں سے میں دو تہائی لوں گا اور تجھے ایک تہائی دوں گا اور اگر کچھ نقصان وتاوان دینا پڑے تو دونوں برابر برابر دینگے تو آمدنی اُسی شرط کے بموجب تقسیم ہوگی اور نقصان میں برابری کی شرط باطل ہے اس میں بھی اُسی حساب سے تاوان دینا ہوگا یعنی ایک تہائی والا ایک تہائی تاوان دے اور دوسرا دو تہائیاں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۷ جو کام اُجرت کا ان میں ایک شخص لائیگا وہ دونوں پر لازم ہوگا، لہٰذا جس نے کام دیا ہے وہ ہر ایک سے کام کا مطالبہ کرسکتا ہے شریک یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ کام وہ لایا ہے اُس سے کہو مجھے اس سے تعلق نہیں۔ یوہیں ہر ایک اُجرت کا مطالبہ بھی کرسکتا ہے اور کام والا ان میں جس کو اُجرت دیدیگا بَری ہوجائیگا، دوسرا اُس سے اب اُجرت کا مطالبہ نہیں کرسکتا یہ نہیں کہہ سکتا کہ اُس کو تم نے کیوں دیا۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۶۸ دونوں میں سے ایک نے کام کیا ہے اور دوسرے نے کچھ نہ کیا مثلاً بیمار تھا یا سفر میں چلا گیا تھا جسکی وجہ

---

1 ......"الدرالمختار"،کتاب الشرکة،ج٦،ص٤٩٣.

2 ......المرجع السابق. 3 ......المرجع السابق،ص٤٩٤.

4 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"،کتاب الشرکة،مطلب:فی شرکة التقبُّل،ج٦،ص٤٩٤.

5 ......"الفتاوی الھندیة"،کتاب الشرکة،الباب الرابع فی شرکة الوجوہ وشرکة الأعمال،ج٢،ص٣٢٨.

6 ......"الدرالمختار"،کتاب الشرکة،ج٦،ص٤٩٤،وغیرہ.

سے کام نہ کرسکا یا بلاوجہ قصداً[1] اُس نے کام نہ کیا جب بھی آمدنی دونوں پر معاہدہ کے موافق تقسیم ہوگی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶۹ یہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ شرکت عمل کبھی مفاوضہ ہوتی ہے اور کبھی شرکت عنان، لہٰذا اگر مفاوضہ کا لفظ یا اسکے معنے کا ذکر کردیا یعنی کہدیا کہ دونوں کام لائینگے اور دونوں برابر کے ذمہ دار ہیں اور نفع نقصان میں دونوں برابر کے شریک ہیں اور شرکت کی وجہ سے جو کچھ مطالبہ ہوگا اُس میں ہر ایک دوسرے کا کفیل ہے تو شرکت مفاوضہ ہے اور اگر کام اور آمدنی یا نقصان میں برابری کی شرط نہ ہو یا لفظ عنان ذکر کردیا ہو تو شرکت عنان ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۰ مطلق شرکت ذکر کی نہ مفاوضہ ذکر کیا نہ عنان نہ کسی کے معنے کا بیان کیا تو اس میں بعض احکام عنان کے ہونگے مثلاً کسی ایسے دَین[4] کا اقرار کیا کہ شرکت کے کام کے لیے میں فلاں چیز لایا تھا اور وہ خرچ ہوچکی اور اُسکے دام[5] دینے ہیں یا فلاں مزدور کی مزدوری باقی ہے یا فلاں گزشتہ مہینہ کا کرایۂ دوکان باقی ہے تو اگر گواہوں سے ثابت کردے جب تو اسکے شریک کے ذمہ بھی ہے ورنہ تنہا اسی کے ذمہ ہوگا اور بعض احکام مفاوضہ کے ہوں گے مثلاً کسی نے ایک کو یا دونوں کو کوئی کام دیا ہے تو ہر ایک سے وہ مطالبہ کرسکتا ہے اور اگر ایک پر کوئی تاوان لازم ہوگا تو دوسرے سے بھی اس کا مطالبہ ہوگا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۱ باپ بیٹے ملکر کام کرتے ہوں اور بیٹا باپ کے ساتھ رہتا ہو تو جو کچھ آمدنی ہوگی وہ باپ ہی کی ہے بیٹا شریک نہیں قرار پائیگا بلکہ مددگار تصور کیا جائیگا یہاں تک کہ بیٹا اگر درخت لگائے تو وہ بھی باپ ہی کا ہے۔ یوہیں میاں بی بی مل کر کریں اور انکے پاس کچھ نہ تھا مگر دونوں نے کام کرکے بہت کچھ جمع کرلیا تو یہ سارا مال شوہر ہی کا ہے اور عورت مددگار سمجھی جائیگی۔ ہاں اگر عورت کا کام جداگانہ ہے مثلاً مرد کتابت کا کام کرتا ہے اور عورت سلائی کرتی ہے تو سلائی کی جو کچھ آمدنی ہے اُسکی مالک عورت ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۲ ایک شخص نے درزی کو یہ کہہ کر کپڑا دیا کہ اسے تم خود ہی سینا اور اِس درزی کا کوئی شریک ہے کہ دونوں

---

1 ......جان بوجھ کر۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکة، ج٦، ص٤٩٥.

3 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الشرکة، الباب الرابع فی شرکة الوجوه وشرکة الأعمال، ج٢، ص٣٢٧.

4 ......قرض۔ 5 ......قیمت۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الشرکة، الباب الرابع فی شرکة الوجوه وشرکة الأعمال، ج٢، ص٣٢٩.

7 ......المرجع السابق.

میں شرکت مفاوضہ ہے تو کپڑا دینے والا ان دونوں میں جس سے چاہے مطالبہ کرسکتا ہے اور اگر شرکت ٹوٹ گئی یا جس کو اُسنے کپڑا دیا تھا مر گیا تو اب دوسرے سے سینے کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر یہ نہیں کہا تھا کہ تم خود ہی سینا تو مرنے اور شرکت جاتی رہنے کے بعد بھی دوسرے سے مطالبہ کرسکتا ہے کہ اُسے سی کردے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۳ دو شریک ہیں اُن پر کسی نے دعویٰ کیا کہ میں نے اُن کو سینے کے لیے کپڑا دیا تھا اُن میں ایک اقرار کرتا ہے دوسرا انکار تو وہ اقرار دونوں کے حق میں ہوگیا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۴ تین شخص جو باہم شریک نہیں ہیں اِن تینوں نے کسی سے کام لیا کہ ہم سب اس کام کو کرینگے مگر وہ کام تنہا ایک نے کیا باقی دو نے نہیں کیا تو اسکو صرف ایک تہائی اُجرت ملے گی کہ اس صورت میں ایک تہائی کام کا یہ ذمہ دار تھا بقیہ دو تہائیوں کا نہ اِس سے مطالبہ ہوسکتا تھا نہ اسکے اجارہ میں ہے تو جو کچھ اسنے کیا بطور تطوع[3] کیا اور اُسکی اُجرت کا مستحق نہیں۔[4] (عالمگیری) یہ حکم کہ صرف ایک تہائی اُجرت ملے گی قضاءً ہے اور دیانت کا حکم یہ ہے کہ پوری اُجرت اسے دیدی جائے کیونکہ اس نے پورا کام یہی خیال کرکے کیا ہے کہ مجھے پوری مزدوری ملے گی اور اگر اسے معلوم ہوتا کہ ایک ہی تہائی ملے گی تو ہرگز پورا کام انجام نہ دیتا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۵ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو کسی کام کا اُستاد ہوتا ہے وہ اپنے شاگردوں کو دوکان پر بٹھالیتا ہے کہ ضروری کام اُستاد کرتے ہیں باقی سب کام شاگردوں سے لیتے ہیں اگر اِن اُستادوں نے شاگردوں کے ساتھ شرکت عمل کی مثلاً درزی نے اپنی دوکان پر شاگرد کو بٹھالیا کہ کپڑوں کو اُستاد قطع کریگا[6] اور شاگرد سیے گا اور اُجرت جو ہوگی اس میں برابر کے دونوں شریک ہونگے یا کاریگر نے اپنی دوکان پر کسی کو کام کرنے کے لیے بٹھالیا کہ اُسے کام دیتا ہے اور اُجرت نصفا نصف[7] بانٹ لیتے ہیں یہ جائز ہے۔[8] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الشرکة، الباب الرابع فی شرکة الوجوہ و شرکة الأعمال، ج۲، ص۳۳۰.

2 ......المرجع السابق.

3 ......احسان، بخشش۔

4 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الشرکة، الباب الرابع فی شرکة الوجوہ و شرکة الأعمال، ج۲، ص۳۳۱.

5 ......"ردالمحتار"، کتاب الشرکة، مطلب: فی شرکة التقبل، ج۶، ص۴۹۴.

6 ......کاٹ دے گا۔ 7 ......یعنی آدھا آدھا۔

8 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الشرکة، الباب الرابع فی شرکة الوجوہ و شرکة الأعمال، ج۲، ص۳۳۱.

مسئلہ ۷۶ اگر یوں شرکت ہوئی کہ ایک کے اوزار ہونگے اور دوسرے کا مکان یا دوکان اور دونوں ملکر کام کرینگے تو شرکت جائز ہے اور یوں ہوئی کہ ایک کے اوزار ہونگے اور دوسرا کام کریگا تو یہ شرکت ناجائز ہے۔[1] (ردالمحتار)

شرکت وجوہ کے احکام

مسئلہ ۷۷ شرکت وجوہ یہ ہے کہ دونوں بغیر مال عقد شرکت کریں کہ اپنی وجاہت[2] اور آبرو[3] کی وجہ سے دوکانداروں سے اُدھار خرید لائینگے اور مال بیچ کر اُن کے دام دیدینگے اور جو کچھ بچے گا وہ دونوں بانٹ لینگے اور اسکی بھی دو قسمیں مفاوضہ وعنان ہیں اور دونوں کی صورتیں بھی وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں اور مطلق شرکت مذکور ہو تو عنان ہوگی اور اس میں بھی اگر مفاوضہ ہے تو ہر ایک دوسرے کا وکیل بھی ہے اور کفیل بھی اور عنان ہے تو صرف وکیل ہی ہے کفیل نہیں۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۷۸ نفع میں یہاں بھی برابری ضرور نہیں اگر شرکت عنان ہے تو نفع میں برابری یا کم وبیش جو چاہیں شرط کرلیں مگر یہ ضرور ہے کہ نفع میں وہی صورت ہو جو خریدی ہوئی چیز میں ملک کی صورت میں ہو مثلاً اگر وہ چیز ایک کی دو تہائی ہوگی اور ایک کی ایک تہائی تو نفع بھی اسی حساب سے ہوگا اور اگر ملک میں کم وبیش ہے مگر نفع میں مساوات یا نفع کم وبیش ہے اور ملک میں برابری تو یہ شرط باطل وناجائز ہے اور نفع اُسی ملک کے حساب سے تقسیم ہوگا۔[5] (درمختار، عالمگیری)

شرکت فاسدہ کا بیان

مسئلہ ۱ مباح چیز کے حاصل کرنے کے لیے شرکت کی یہ ناجائز ہے مثلاً جنگل کی لکڑیاں یا گھاس کاٹنے کی شرکت کی کہ جو کچھ کاٹیں گے وہ ہم دونوں میں مشترک ہوگی یا شکار کرنے یا پانی بھرنے میں شرکت کی یا جنگل اور پہاڑ کے پھل چننے میں شرکت کی یا جاہلیت (یعنی زمانۂ کفر) کے دفینہ[6] نکالنے میں شرکت کی یا مباح زمین سے مٹی اُٹھالانے میں شرکت کی یا ایسی مٹی کی اینٹ بنانے یا اینٹ پکانے میں شرکت کی یہ سب شرکتیں فاسد وناجائز ہیں۔ اور اِن سب صورتوں میں جو کچھ جس نے

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب الشرکۃ، مطلب: في شرکۃ التقبل، ج٦، ص٤٩٣.

2 ......رعب ودبدبہ۔ 3 ......مقام ومرتبہ، قدر ومنزلت۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکۃ، ج٦، ص٤٩٥، وغیرہ.

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکۃ، ج٦، ص٤٩٥.

و"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشرکۃ، الباب الرابع فی شرکۃ الوجوہ وشرکۃ الأعمال، ج٢، ص٣٢٧.

6 ......دفن کیا ہوا مال۔

حاصل کیا ہے اُسی کا ہے اور اگر دونوں نے ایک ساتھ حاصل کیا اور معلوم نہ ہو کہ کس کا حاصل کردہ کتنا ہے کہ جو کچھ حاصل کیا وہ ملا دیا ہے اور پہچان نہیں ہے تو دونوں برابر کے حصہ دار ہیں چاہے چیز کی تقسیم کرلیں یا بیچ کر دام برابر برابر بانٹ لیں اِس صورت میں اگر کوئی اپنا حصہ زیادہ بتاتا ہو تو اِسکا اعتبار نہیں جب تک گواہوں سے ثابت نہ کردے۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲ مٹی کسی کی ملک ہے اور دو شخصوں نے اِس سے اینٹ بنانے یا پکانے کی شرکت کی تو یہ صحیح ہے کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ اُس سے مٹی خرید کر اینٹ بنائینگے اور اُسکو پکائیں گے اور اینٹیں بیچ کر مالک کو قیمت دیدیں گے اور جو نفع ہوگا وہ ہمارا ہے اور اس صورت میں یہ شرکت وجوہ ہوگی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳ دو شخصوں نے مباح چیز کے حاصل کرنے میں عقد شرکت کیا اور ایک نے اُس کو حاصل کیا اور دوسرا اس کا معین و مددگار رہا مثلاً ایک نے لکڑیاں کاٹیں دوسرا جمع کرتا رہا اسکے گٹھے باندھے اُسے اُٹھا کر بازار وغیرہ لے گیا یا ایک نے شکار پکڑا دوسرا جال اوٹھا کر لے گیا یا اور کام کیے تو اِس صورت میں بھی چونکہ شرکت صحیح نہیں مالک وہی ہے جس نے حاصل کیا یعنی مثلاً جس نے لکڑیاں کاٹیں یا جس نے شکار پکڑا اور دوسرے کو اسکے کام کی اُجرت مثل دی جائیگی اور اگر جال تاننے میں شریک نے مدد کی اور شکار ہاتھ نہیں آیا جب بھی اُسکی اُجرت مثل ملے گی۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۴ شکار کرنے میں دونوں نے شرکت کی اور دونوں کا ایک ہی کتا ہے جس کو دونوں نے شکار پر چھوڑا یا دونوں نے ملکر جال تانا[4] تو شکار دونوں میں نصف نصف تقسیم ہوگا اور اگر کُتا ایک کا تھا اور اُسی کے ہاتھ میں تھا مگر چھوڑا دونوں نے تو شکار کا مالک وہی ہے جس کا کُتا ہے مگر اس نے اگر دوسرے کو بطور عاریت کُتا دیدیا ہے تو دوسرا مالک ہوگا اور اگر دونوں کے دو کُتے ہیں اور دونوں نے ملکر ایک شکار پکڑا تو برابر برابر بانٹ لیں اور ہر ایک کتّے نے ایک ایک شکار پکڑا تو جس کے کُتے نے جو شکار پکڑا اُسکا وہی مالک ہے۔[5] (عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار" کتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، ج٦، ص٤٩٦.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الشركة، الباب الخامس في الشركة الفاسدة، ج٢، ص٣٣٢.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الشركة، الباب الخامس في الشركة الفاسدة، ج٢، ص٣٣٢.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، ج٦، ص٤٩٧.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الشركة، الباب الخامس في الشركة الفاسدة، ج٢، ص٣٣٢.

4 ...... یعنی ملکر جال پھیلایا۔

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الشركة، الباب الخامس في الشركة الفاسدة، ج٢، ص٣٣٣.

مسئلہ ۵ گداگروں نے عقدِ شرکت کیا کہ جو کچھ مانگ لائیں گے وہ دونوں میں مشترک ہوگا یہ شرکت صحیح نہیں اور جس نے جو کچھ مانگ کر جمع کیا وہ اُسی کا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶ اگر شرکت فاسدہ میں دونوں شریکوں نے مال کی شرکت کی ہے تو ہر ایک کو نفع بقدر مال کے ملے گا اور کام کی کوئی اُجرت نہیں ملے گی، مثلاً دونوں نے ایک ایک ہزار کے ساتھ شرکت کی اور ایک نے یہ شرط لگا دی ہے کہ میں دس۱۰ روپیہ نفع کے لوں گا، اِس شرط کی وجہ سے شرکت فاسد ہوگئی اور چونکہ مال برابر ہے، لہٰذا نفع برابر تقسیم کرلیں اور فرض کرو کہ صورت مذکورہ میں ایک ہی نے کام کیا ہو جب بھی کام کا معاوضہ نہ ملے گا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۷ شرکت فاسدہ میں اگر ایک ہی کا مال ہو تو جو کچھ نفع حاصل ہوگا اِسی مال والے کو ملے گا اور دوسرے کو کام کی اُجرت دی جائیگی مثلاً ایک شخص نے اپنا جانور دوسرے کو دیا کہ اس کو کرایہ پر چلاؤ اور کرایہ کی آمدنی آدھی آدھی دونوں لینگے یہ شرکت فاسد ہے اور کل آمدنی مالک کو ملے گی اور دوسرے کو اجر مثل[3]۔ یوہیں کشتی چند شخصوں کو دیدی کہ اس سے کام کریں اور آمدنی مالک اور کام کرنے والوں پر برابر برابر تقسیم ہو جائیگی تو یہ شرکت فاسد ہے اور اسکا حکم بھی وہی ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸ ایک شخص کے پاس اونٹ ہے دوسرے کے پاس خچر، دونوں نے انھیں اُجرت پر چلانے کی شرکت کی یہ شرکت فاسد ہے اور جو کچھ اُجرت ملے گی اُس کو خچر اور اونٹ پر تقسیم کردینگے اونٹ کی اُجرت مثل اونٹ والے کو اور خچر کی اُجرت مثل خچر والے کو ملے گی اور اگر خچر اور اونٹ کو کرایہ پر چلانے کی جگہ خود ان دونوں نے بار برداری[5] پر شرکت عمل کی کہ بار برداری کریں گے اور آمدنی بحصّہ مساوی بانٹ لیں گے[6] تو یہ شرکت صحیح ہے اب اگرچہ ایک نے خچر لاکر بوجھا لادا اور دوسرے نے اونٹ پر بار کیا دونوں کو حسب شرط برابر حصہ ملے گا۔[7] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۹ ایک نے دوسرے کو اپنا جانور دیا کہ اس پر تم اپنا سامان لاد کر پھیری کرو جو نفع ہوگا اُس کو بحصہ مساوی تقسیم

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشركة، الباب الخامس في الشركة الفاسدة، ج٢، ص٣٣٢.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، ج٦، ص٤٩٨.

3 ......یعنی عام طور پر بازار میں اس کام کی جو اجرت ہے اُتنی ہی اجرت۔

4 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، مطلب: يرجح القياس، ج٦، ص٤٩٨.

5 ......یعنی بوجھ اٹھانے۔

6 ......آمدنی برابر برابر حصوں کے ساتھ تقسیم کریں گے۔

7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشركة، الباب الخامس في الشركة الفاسدة، ج٢، ص٣٣٣.
و"ردالمحتار"، كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، مطلب: يرجح القياس، ج٦، ص٤٩٩.

کر لینگے یہ شرکت بھی فاسد ہے نفع کا مالک وہ ہے جس نے پھیری کی اور جانور والے کو اُجرت مثل دینگے۔ یوہیں اپنا جال دوسرے کو مچھلی پکڑنے کے لیے دیا کہ جو مچھلی ملے گی اوسے برابر بانٹ لیں گے تو مچھلی اُسی کو ملے گی جس نے پکڑی اور جال والے کو اُجرت مثل ملے گی۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۰ چند حمالوں نے یوں شرکت کی کہ کوئی بوری میں غلہ بھریگا اور کوئی اُٹھا کر دوسرے کی پیٹھ پر رکھے گا اور کوئی مالک کے گھر پہنچائے گا اور مزدوری جو کچھ ملے گی اُسے سب بحصّہ مساوی تقسیم کر لینگے تو یہ شرکت بھی فاسد ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱ ایک شخص کی گائے ہے اُس نے دوسرے کو دی کہ وہ اسے پالے چارہ کھلائے نگہداشت کرے اور جو بچہ پیدا ہو اُس میں دونوں نصف نصف کے شریک ہونگے تو یہ شرکت بھی فاسد ہے، بچہ اُس کا ہوگا جسکی گائے ہے اور دوسرے کو اُسی کے مثل چارہ دلایا جائیگا، جو اُسے کھلایا اور نگہداشت وغیرہ جو کام کیا ہے اسکی اُجرت مثل ملے گی۔ یوہیں بکریاں چرواہوں کو جو اسطرح دیتے ہیں کہ وہ چرائے اور نگہداشت[3] کرے اور بچہ میں دونوں شریک ہونگے یہ اُجرت بھی فاسد ہے بچہ اُس کا ہے جسکی بکری ہے اور چرواہے کو چرواہی اور نگہداشت کی اُجرت مثل ملے گی یا مرغی دوسرے کو دیدیتے ہیں کہ انڈے جو ہونگے وہ نصف نصف دونوں کے ہونگے یا مرغی اور انڈے بٹھانے کے لیے دوسرے کو دیتے ہیں کہ بچے ہوکر جب بڑے ہوجائینگے تو دونوں بحصہ مساوی تقسیم کر لینگے یہ شرکت بھی فاسد ہے اور اِس کا بھی وہی حکم ہے۔ اس کے جواز کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ گائے بکری مرغی وغیرہ میں آدھی دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالیں اب چونکہ ان جانوروں میں شرکت ہوگئی بچے بھی مشترک ہونگے۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲ دونوں شریکوں میں کوئی بھی مرجائے اُسکی موت کا علم شریک کو ہو یا نہ ہو بہر حال شرکت باطل ہوجائے گی یہ حکم شرکت عقد کا ہے اور شرکت ملک اگرچہ موت سے باطل نہیں ہوتی مگر بجائے میت اب اُسکے ورثہ شریک ہونگے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکۃ، فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج٦، ص٤٩٨.

و"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشرکۃ، الباب الخامس فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج٢، ص٣٣٤.

2 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشرکۃ، الباب الخامس فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج٢، ص٣٣٤.

3 ......پرورش، دیکھ بھال۔

4 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشرکۃ، الباب الخامس فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج٢، ص٣٣٥.

و"ردالمحتار"، کتاب الشرکۃ، فصل في الشرکۃ الفاسدۃ، مطلب: یرجح القیاس، ج٦، ص٤٩٩.

5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الشرکۃ، فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ، مطلب: یرجح القیاس، ج٦، ص٤٩٩.

مسئلہ ۱۳ تین شخصوں میں شرکت تھی ان میں ایک کا انتقال ہوگیا تو دو باقیوں میں بدستور شرکت باقی ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۱۴ شریکوں میں سے معاذ اللہ کوئی مرتد ہوکر دارالحرب کو چلا گیا اور قاضی نے اُسکے دارالحرب میں لحوق کا حکم[2] بھی دیدیا تو یہ حکماً موت ہے اور اُس سے بھی شرکت باطل ہوجاتی ہے کہ اگر وہ پھر مسلم ہوکر دارالحرب سے واپس آیا تو شرکت عود نہ کریگی[3] اور اگر مرتد ہوا مگر ابھی دارالحرب کو نہیں گیا یا چلا بھی گیا مگر قاضی نے اب تک لحوق کا حکم نہیں دیا ہے تو شرکت باطل ہونیکا حکم نہ دینگے بلکہ ابھی موقوف رکھیں گے اگر مسلمان ہوگیا تو شرکت بدستور ہے اور اگر مرگیا یا قتل کیا گیا تو شرکت باطل ہوگئی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵ دونوں میں ایک نے شرکت کو فسخ[5] کردیا اگرچہ دوسرا اِس فسخ پر راضی نہ ہو جب بھی شرکت فسخ ہوگئی بشرطیکہ دوسرے کو فسخ کرنے کا علم ہوا اور دوسرے کو معلوم نہ ہوا تو فسخ نہ ہوگی اور یہ شرط نہیں کہ مال شرکت روپیہ اشرفی ہو بلکہ اگر تجارت کے سامان موجود ہیں جو فروخت نہیں ہوئے اور ایک نے فسخ کردیا جب بھی فسخ ہوجائے گی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۶ ایک شریک نے شرکت سے انکار کردیا یعنی کہتا ہے میں نے تیرے ساتھ شرکت کی ہی نہیں تو شرکت جاتی رہی اور جو کچھ شرکت کا مال اُسکے پاس ہے اُس میں شریک کے حصہ کا تاوان دینا ہوگا کہ شریک امین ہوتا ہے اور امانت سے انکار خیانت ہے اور تاوان لازم اور اگر شرکت سے انکار نہیں کرتا بلکہ کہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ کام نہ کرونگا تو یہ بھی فسخ ہی ہے شرکت جاتی رہیگی اور اموال شرکت کی قیمت اپنے حصہ کے موافق شریک سے لیگا اور شریک نے اموال کو بیچ کر کچھ منافع حاصل کیے تو منفعت سے اسے کچھ نہ ملے گا۔[7] (درمختار، عالمگیری)

---

1 ...... "البحرالرائق"، کتاب الشرکۃ، فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج۵، ص۳۰۸.

2 ...... یعنی دارالحرب میں چلے جانے کا حکم۔ 3 ...... یعنی پہلی شرکت دوبارہ قائم نہ ہوگی۔

4 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشرکۃ، الباب الخامس فیالشرکۃ الفاسدۃ، ج۲، ص۳۳۵.

5 ...... باطل، ختم۔

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشرکۃ، فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج٦، ص٥٠٠.

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشرکۃ، فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج٦، ص٥٠٠.

و"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشرکۃ، الباب الخامس فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج۲، ص۳۳۹.

مسئلہ ۱۷ تین شخصوں میں شرکت مفاوضہ ہے ان میں دوشرکت کو توڑنا چاہتے ہوں تو جب تک تیسرا بھی موجود نہ ہو شرکت توڑ نہیں سکتے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸ اگر ایک شریک پاگل ہوگیا اور جنوں بھی مُمتد ہے[2] تو شرکت جاتی رہی اور دوسرے شریک نے بعد امتدادِ جنون[3] جو کچھ تصرف کیا یعنی شرکت کی چیزیں فروخت کیں اور نفع ملا تو سارا نفع اسی کا ہے مگر مجنون کے حصہ میں جو نفع آتا اُسے تصدق[4] کردینا چاہیے کہ مِلک غیر[5] میں بغیر اجازت تصرف کرکے نفع حاصل کیا ہے اور بطلان شرکت کی دوسری صورتوں میں بھی ظاہر یہی ہے کہ شریک کے حصہ کے مقابل میں جو نفع ہے اُسے تصدق کردے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

شرکت کے متفرق مسائل

مسئلہ ۱ شریک کو یہ اختیار نہیں کہ بغیر اسکی اجازت کے اسکی طرف سے زکاۃ ادا کرے اگر زکاۃ دیگا تاوان دینا پڑے گا اور زکاۃ ادا نہ ہوگی اور اگر ہر ایک نے دوسرے کو زکاۃ دینے کی اجازت دی ہے اپنی اور شریک دونوں کی زکاۃ دیدی تو اگر یہ دینا بیک وقت ہو تو ہر ایک کو دوسرے کی زکاۃ کا تاوان دینا ہوگا اور دونوں باہم مقاصہ (ادلا بدلا) کرسکتے ہیں کہ نہ میں تم کو تاوان دوں نہ تم مجھ کو جبکہ دونوں نے ایک مقدار سے زکاۃ ادا کی ہو یعنی مثلاً اس نے اُسکی طرف سے دس روپے دیے اور اُس نے اسکی طرف سے دس روپے دیے اور اگر ایک نے دوسرے کی طرف سے زیادہ دیا ہے اور دوسرے نے اسکی طرف سے کم تو زیادہ کو واپس لے اور باقی میں مقاصہ کرلیں اور اگر بیک وقت دینا نہ ہوا ایک نے پہلے دیدی دوسرے نے بعد کو تو پہلے والا کچھ نہ دیگا اور بعد والا تاوان دے بعد والے کو معلوم ہو کہ اس نے خود زکاۃ دیدی ہے یا معلوم نہ ہو بہر حال تاوان اُسکے ذمہ ہے۔ یوہیں علاوہ شریک کے کسی اور کو زکاۃ یا کفارہ کے لیے اس نے مامور[7] کیا تھا اور اس نے خود اس کے پہلے یا بیک وقت ادا کردیا تو مامور کا ادا کرنا صحیح نہ ہوگا اور تاوان دینا پڑیگا۔[8] (درمختار، ردالمحتار، تبیین)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الشركة،الباب الخامس فی الشركة الفاسدة،ج٢،ص٣٣٦.

2 ......طویل ہے۔ 3 ......یعنی جنون کے طویل ہونے کے بعد۔

4 ......صدقہ۔ 5 ......دوسرے کی ملکیت۔

6 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة،مطلب:يرجح القياس،ج٦،ص٥٠٠-٥٠١.

7 ......مقرر۔

8 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة،مطلب:يرجح القياس،ج٦،ص٥٠١.

و"تبيين الحقائق"، كتاب الشركة،فصل فی الشركة الفاسدة،ج٢،ص٥٠١-٥٠٢.

مسئلہ ۲ دو شخصوں میں شرکت مفاوضہ ہے ایک نے دوسرے سے وطی کرنے[1] کے لیے کنیز[2] خریدنے کی اجازت مانگی دوسرے نے صریح لفظوں میں اجازت دیدی اُس نے خرید لی تو یہ کنیز مشترک نہ ہوگی بلکہ تنہا اُسی کی ہے اور شریک کی طرف سے اسکو ہبہ سمجھا جائیگا مگر بائع ہر ایک سے ثمن کا مطالبہ کرسکتا ہے اور اگر شریک نے صاف لفظوں میں اجازت نہ دی مثلاً سکوت کیا[3] تو یہ اجازت نہیں اور وہ خریدے گا تو کنیز مشترک ہوگی اور وطی جائز نہیں ہوگی۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳ ایک شخص نے کوئی چیز خریدی ہے کسی دوسرے شخص نے اُس سے یہ کہا مجھے اس میں شریک کرلے مشتری نے کہا شریک کرلیا اگر یہ باتیں اُسوقت ہوئیں کہ مشتری نے مبیع[5] پر قبضہ کرلیا ہے تو شرکت صحیح ہے اور قبضہ نہ کیا ہو تو شرکت صحیح نہیں کیونکہ اپنی چیز میں دوسرے کو شریک کرنا اُسکے ہاتھ بیع کرنا ہے اور بیع اُسی چیز کی ہوسکتی ہے جو قبضہ میں ہو اور جب شرکت صحیح ہوگی تو نصف ثمن[6] دینا لازم ہوگا کہ دونوں برابر کے شریک قرار پائیں گے البتہ اگر بیان کردیا ہے کہ ایک تہائی یا چوتھائی یا اتنے حصہ کی شرکت ہے تو جو کچھ بیان کیا ہے اُتنی ہی شرکت ہوگی اور اُسی کے موافق ثمن دینا لازم ہوگا۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴ ایک شخص نے کوئی چیز خریدی ہے دوسرے نے کہا مجھے اس میں شریک کرلے اُسنے منظور کرلیا پھر تیسرا شخص اُسے ملا اسنے بھی کہا مجھے اس میں شریک کرلے اور اسکو شریک کرنا بھی منظور کیا تو اگر اس تیسرے کو معلوم تھا کہ ایک شخص کی شرکت ہوچکی ہے تو تیسرا ایک چوتھائی کا شریک ہے اور دوسرا نصف کا اور اگر معلوم نہ تھا تو یہ بھی نصف کا شریک ہوگیا یعنی دوسرا اور تیسرا دونوں شریک ہیں اور پہلا شخص اب اُس چیز کا مالک نہ رہا اور یہ شرکت شرکتِ مِلک ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۵ ایک شخص نے دوسرے سے کہا جو کچھ آج یا اس مہینے میں میں خریدوں گا اُس میں ہم دونوں شریک ہیں یا کسی خاص قسم کی تجارت کے متعلق کہا مثلاً جتنی گائیں یا بکریاں خریدوں گا اُن میں ہم دونوں شریک ہیں اور دوسرے نے منظور کیا تو شرکت صحیح ہے۔[9] (عالمگیری وغیرہ)

---

1 ...... مجامعت کرنے، ہمبستری کرنے۔ 2 ...... لونڈی۔ 3 ...... خاموش رہا۔

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، ج٦، ص٥٠١.

5 ...... بیچی گئی چیز۔ 6 ...... آدھی قیمت۔

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، مطلب: يرجح القياس، ج٦، ص٥٠١-٥٠٢.

8 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، ج٦، ص٥٠١-٥٠٢.

9 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الشركة، الباب الاول فی بيان انواع الشركة وأركانها... إلخ، الفصل الثانی، ج٢، ص٣٠٢، وغيره.

مسئلہ ۶: دو۲ شخصوں کا دَین[1] ایک شخص پر واجب ہوا اور ایک ہی سبب سے ہو تو وہ دَین مشترک ہے مثلاً دونوں کی ایک مشترک چیز تھی اور اسے کسی کے ہاتھ اُدھار بیچا یا دونوں نے اپنی چیز ایک عقد کے ساتھ کسی کے ہاتھ بیع کی تو یہ دین مشترک ہے یا دونوں نے اُسے ایک ہزار قرض دیا یا دونوں کے مورث کا[2] کسی پر دین ہے یہ سب دین مشترک کی صورتیں ہیں اسکا حکم یہ ہے کہ جو کچھ اِس دَین میں کا ایک نے وصول کیا تو اس میں دوسرا بھی شریک ہے اپنے حصہ کے موافق تقسیم کرلیں اور جو چیز وصول کی ہے اُسکی جگہ پر اپنے شریک کو دوسری چیز دینا چاہتا ہے تو بغیر اُسکی مرضی کے نہیں دے سکتا یا یہ دوسری چیز لینا چاہتا ہے تو اسکی مرضی کے بغیر نہیں لے سکتا اور جس نے وصول نہیں کیا ہے اسے یہ بھی اختیار ہے کہ وصول کنندہ[3] سے نہ لے بلکہ مدیون[4] سے یہ بھی وصول کرے مگر جبکہ مدیون نے تمام مطالبہ ادا کر دیا ہے تو اب مدیون سے وصول نہیں کر سکتا بلکہ شریک ہی سے لے گا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: دو شخصوں کا دین کسی پر واجب ہے مگر دونوں کا ایک سبب نہ ہو بلکہ دو سبب خواہ حقیقۃً دو ہوں یا حکماً تو یہ دین مشترک نہیں مثلاً دونوں نے اپنی دو چیزیں ایک شخص کے ہاتھ بیچیں اور ہر ایک نے اپنی چیز کا ثمن علٰیحدہ علٰیحدہ بیان کر دیا یا دونوں کی ایک مشترک چیز تھی وہ بیچی اور اپنے اپنے حصہ کا ثمن بیان کر دیا تو اب دین مشترک نہ رہا اور ایک نے مشتری[6] سے کچھ وصول کیا تو دوسرا اِس سے اپنے حصہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: ایک شخص پر ہزار روپیہ دَین تھا دو شخصوں نے اسکی ضمانت کی اور ضامنوں نے اپنے مشترک مال سے ہزار ادا کر دیے پھر ایک ضامن نے مدیون سے کچھ وصول کیا تو دوسرا بھی اس میں شریک ہے اور اگر ضامن نے اُس سے روپیہ وصول نہیں کیا بلکہ اپنے حصہ کے بدلے میں مدیون سے کوئی چیز خرید لی تو دوسرا اُس چیز کا نصف ثمن اُس سے وصول کر سکتا ہے اور اگر دونوں چاہیں تو اُس چیز میں شرکت کرلیں اور اگر ایک ضامن نے چیز نہیں خریدی بلکہ اپنے حصۂ دین کے مقابل میں اُس چیز پر مصالحت[8] کی اور چیز لے لی اب دوسرا مطالبہ کرتا ہے تو پہلے کو اختیار ہے کہ آدھی چیز دیدے یا اُسکے حصہ کا آدھا دین ادا

---

1 ...... قرض۔ 2 ...... یہ دونوں جس کے وارث ہیں اس کا یعنی مرنے والے کا۔

2 ...... وصول کرنے والا۔ 3 ...... مقروض۔

4 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشرکۃ،الباب السادس فی المتفرقات، ج۲، ص۳۳۶.

5 ...... خریدار۔

6 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشرکۃ،الباب السادس فی المتفرقات، ج۲، ص۳۳۷.

7 ...... صلح۔

کردے اور مال مشترک سے ادانہ کیا ہو تو دوسرا اُس میں شریک نہیں اور اب جو کچھ اپنا حق وصول کریگا دوسرے کو اُس سے تعلق نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۹ دو شخصوں کے ایک شخص پر ہزار روپے دین ہیں اُن میں ایک نے پورے ہزار سے سو روپیہ میں صلح کرلی اور یہ سو روپے اُس سے لے بھی لیے اسکے بعد شریک نے جو کچھ اُس نے کیا جائز رکھا تو سو میں سے پچاس اُسے ملیں گے اور اگر قابض کہتا ہے کہ وہ روپے میرے پاس سے ضائع ہوگئے تو شریک کو اسکا تاوان نہیں ملے گا کہ جب اُس نے سب کچھ جائز کردیا تو یہ امین ہوا اور امین پر تاوان نہیں اور اگر شریک نے صلح کو جائز رکھا مگر یہ نہیں کہا کہ جو کچھ اُس نے کیا میں نے سب جائز رکھا تو یہ شریک مدیون سے اپنے حصہ کے پچاس وصول کرسکتا ہے اور مدیون یہ پچاس اُس سے واپس لے گا جس کو سو روپے دیے ہیں کہ اس صورت میں صلح کی اجازت ہے قبضہ کی نہیں تو امین نہ ہوا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰ ایک مکان دو شخصوں میں مشترک ہے ایک شریک غائب ہوگیا تو دوسرا بقدر اپنے حصہ کے اُس مکان میں سکونت[3] کرسکتا ہے اور اگر وہ مکان خراب ہوگیا اور اسکی سکونت کی وجہ سے خراب ہوا ہے تو اسکا تاوان دینا پڑے گا۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۱ مکان دو شخصوں میں مشترک تھا اور تقسیم ہوچکی ہے اور ہر ایک کا حصہ ممتاز[5] ہے اور ایک حصہ کا مالک غائب ہوگیا تو دوسرا اُس میں سکونت نہیں کرسکتا اور نہ بغیر اجازت قاضی اُسے کرایہ پر دے سکتا ہے اور اگر خالی پڑا رہنے میں خراب ہونے کا اندیشہ ہے تو قاضی اُسکو کرایہ پر دیدے اور کرایہ مالک کے لیے محفوظ رکھے اور دو شخصوں میں مشترک کھیت ہے اور ایک شریک غائب ہوگیا تو اگر کاشت کرنے سے زمین اچھی ہوتی رہے گی تو پوری زمین میں کاشت کرے جب دوسرا شریک آجائے تو جتنی مدت اُس نے کاشت کی ہے وہ کرلے اور اگر کاشت سے زمین خراب ہوگی یا کاشت نہ کرنے میں اچھی ہوگی تو کُل زمین میں کاشت نہ کرے بلکہ اپنے ہی حصہ کی قدر میں زراعت کرے۔[6] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشرکة، الباب السادس فی المتفرقات، ج۲، ص۳۳٦-۳۳۷.

2 ......المرجع السابق، ص۳٤۰.

3 ......رہائش۔

4 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشرکة، الباب السادس فی المتفرقات، ج۲، ص۳٤۱.
و"الدرالمختار"، کتاب الشرکة، فصل في الشرکة الفاسدة، ج٦، ص٥۰٦

5 ......نمایاں، ظاہر، معلوم۔

6 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشرکة، الباب السادس فی المتفرقات، ج۲، ص۳٤۱-۳٤۲.

مسئلہ ۱۲ غلہ یا روپیہ مشترک ہے اور ایک شریک غائب ہے اور جو موجود ہے اُسے ضرورت ہے تو اپنے حصہ کے لائق[1] لے کر خرچ کرسکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳ دو شخص شریک ہوں اور ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ کام کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہو اور شریک کو کام کرنا اور اُس پر خرچ کرنا ضروری ہو، اگر بغیر اجازت شریک خرچ کریگا تو یہ خرچ کرنا تبرع[3] ہوگا اور اسکا معاوضہ کچھ نہ ملے گا، مثلاً چکی دو۲ شخصوں میں مشترک ہے اور عمارت خراب ہوگئی مرمت کی ضرورت ہے اور بغیر اجازت ایک نے مرمت کرادی تو اُس کا خرچہ شریک سے نہیں لے سکتا یا شریک سے اس نے اجازت طلب کی اُس نے کہہ دیا کہ کام چل سکتا ہے مرمت کی ضرورت نہیں اور اس نے صرف کردیا تو کچھ نہیں پائیگا یا کھیت مشترک ہے اور اُس پر خرچ کرنے کی ضرورت ہے یا غُلام مشترک ہے اُس کو نفقہ وغیرہ دینا ضروری ہے ان میں بھی بغیر اجازت صرف کرنے پر کچھ نہیں پائے گا کیونکہ ان سب شریکوں کو خرچ کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے اگر وہ اجازت نہیں دیتا قاضی کے پاس دعویٰ کردے قاضی اُسے خرچ کرنے پر مجبور کریگا پھر اسے خرچ کرنے کی کیا حاجت رہی، لہٰذا تبرع ہے۔ اور اگر خرچ کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا اور یہ بغیر خرچ کیے اپنا کام نہیں چلاسکتا تو بغیر اجازت خرچ کرنا تبرع نہیں مثلاً دو منزلہ مکان ہے اوپر کا ایک شخص کا ہے اور نیچے کا دوسرے کا، نیچے کا مکان گر گیا اور یہ اپنا حصہ نہیں بنواتا کہ بالاخانہ والا اسکے اوپر تعمیر کرائے اور نیچے والا بنوانے پر مجبور بھی نہیں کیا جاسکتا، لہٰذا اگر بالاخانہ والے نے نیچے کے مکان کی تعمیر کرائی تو متبرع[4] نہیں۔ یوہیں مشترک دیوار ہے جس پر ایک شریک نے کڑیاں[5] ڈال کر اپنے مکان کی چھت پاٹی ہے اور یہ دیوار گر گئی شریک جب تک یہ دیوار تعمیر نہ کرائے اُسکا کام نہیں چل سکتا تو دیوار بنانا تبرع نہیں اور اگر شریک کو اس کام کا کرنا ضروری نہ ہو اور بغیر اجازت کریگا تو تبرع ہے۔ جیسے دو شخصوں میں مکان مشترک ہے اور خراب ہورہا ہے اسکی تعمیر ضروری ہے مگر بغیر اجازت جو صرفہ[6] کرے گا اُس کا معاوضہ نہیں ملے گا کہ ہوسکتا ہے مکان تقسیم کراکے اپنے حصہ کی مرمت کرالے پورے مکان کی مرمت کرانے کی اسکو کیا ضرورت ہے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴ تین جگہوں میں شریک کو مرمت و تعمیر پر مجبور کیا جائے گا۔ ① وصی و ② ناظرِ اوقاف[8] ③ اور اُس

---

1 ......مطابق۔

2 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشرکة،الباب السادس فی المتفرقات،ج ۲،ص ۳۴۲.

3 ......احسان۔ 4 ......احسان کرنے والا۔ 5 ......شہتیر۔ 6 ......خرچہ۔

7 ...... "الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الشرکة،مطلب مهم:فیما اذا امتنع الشریك من العمارة ...إلخ ،ج٦،ص ٥٠٨.

8 ......مالِ وقف کی نگرانی کرنے والا۔

چیز کے قابل قسمت[1] نہ ہونے میں۔ وصی کی صورت یہ ہے کہ دونا بالغ بچوں میں دیوار مشترک ہے جس پر چھت پٹی ہے[2] اور دیوار کے گرنے کا اندیشہ ہے اور دونوں نابالغوں کے دو وصی ہیں ایک وصی مرمت کرانے کو کہتا ہے دوسرا انکار کرتا ہے قاضی ایک امین بھیجے گا اگر یہ بیان کرے کہ مرمت کی ضرورت ہے تو جو انکار کرتا ہے اُسے مرمت کرانے پر قاضی مجبور کرے گا۔ یوہیں اگر مکان دو وقفوں میں مشترک ہے جسکی مرمت کی ضرورت ہے اور ایک کا متولی انکار کرتا ہے تو قاضی اُسے مجبور کریگا۔ اور غیر قابل قسمت مثلاً نہر یا کوآں یا کشتی اور حمام اور چکی کہ ان میں مرمت کی ضرورت ہوگی تو قاضی جبراً مرمت کرائے گا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵ ایک شخص نے دوسرے کو اِس طور پر مال دیا کہ اس میں کا آدھا اُسے بطور قرض دیا ہے اور دونوں نے اس روپیہ سے شرکت کی اور مال خریدا اور جس نے روپیہ دیا ہے وہ اپنے قرض کا روپیہ طلب کر رہا ہے اور ابھی تک مال فروخت نہیں ہوا کہ روپیہ ہوتا اگر فروخت تک انتظار کرے فبہا[4] ورنہ مال کی جو اس وقت قیمت ہو اُسکے حساب سے اپنے قرض کے بدلے میں مال لے لے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۶ مشترک سامان لاد کر ایک شریک لے جارہا ہے اور دوسرا شریک موجود نہیں ہے راستے میں بار برداری کا جانور[6] تھک کر گر پڑا اور مال ضائع ہونے یا نقصان کا اندیشہ ہے اس نے شریک کی عدم موجودگی میں بار برداری کا دوسرا جانور کرایہ پر لیا تو حصہ کی قدر شریک سے کرایہ لے گا اور اگر مشترک جانور تھا جو بیمار ہوگیا شریک کی عدم موجودگی میں ذبح کر ڈالا اگر اُسکے بچنے کی اُمید تھی تو تاوان لازم ہے ورنہ نہیں اور شریک کے علاوہ کوئی اجنبی شخص ذبح کردے تو بہر حال تاوان ہے۔ یوہیں چرواہے نے بیمار جانور کو ذبح کر ڈالا اور اچھے ہونے کی اُمید نہ تھی تو چرواہے پر تاوان نہیں ورنہ تاوان ہے۔ اور اجنبی پر بہر حال تاوان ہے۔[7] (خانیہ، درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... تقسیم کے قابل۔ 2 ...... ڈالی ہوئی ہے۔

3 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الشركة، مطلب مهم:فيما اذا امتنع الشريك من العمارة...إلخ، ج٦، ص٥٠٨.

4 ...... تو صحیح، تو ٹھیک۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الشركة، ج٦، ص٥٠٥.

6 ...... سامان اٹھا کر لے جانے والا جانور۔

7 ......"الفتاوى الخانية"، کتاب الشركة، فصل في شركة العنان، ج٢، ص٤٩٣.

و"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الشركة، مطلب:دفع الفاً على أنّ نصفه قرض...إلخ، ج٦، ص٥٠٦.

مسئلہ ۱۷ مشترک جانور بیمار ہوگیا اور بیطار (جانور کے علاج کرنے والے) نے داغنے کوکہا اور داغ دیا اس سے جانور مرگیا تو کچھ نہیں اور بغیر بیطار کی رائے کے خود کرے تو تاوان ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸ کھیت مشترک تھا اسکو ایک شریک نے بغیر اجازت بودیا دوسرا شریک نصف بیج دینا چاہتا ہے تاکہ زراعت مشترک رہے اگر جمنے[2] کے بعد دیا ہے جائز ہے اور پہلے دیا تو ناجائز اور دوسرا شریک کہتا ہے کہ میں اپنا حصہ کچی زراعت کا اوکھاڑ لوں گا[3] تو تقسیم کردی جائے اسکے حصہ میں جتنی کھیتی پڑے اوکھڑ والے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۹ ایک شریک نے مدیون کی کوئی چیز ہلاک کردی اور اسکا تاوان لازم آیا اس نے مدیون سے مقاصہ[5] کرلیا تو اس کا نصف دوسرا شریک اِس شریک سے وصول کرسکتا ہے کیونکہ مقاصہ کی وجہ سے نصف دین وصول ہوگیا۔ یوہیں ایک شریک نے اپنے حصہ دَین کے بدلے میں مدیون کی کوئی چیز اپنے پاس رہن رکھی اور وہ چیز ہلاک ہوگئی تو دوسرا شریک اس کا نصف اس شریک سے وصول کرسکتا ہے۔ یوہیں اگر مدیون نے ایک شریک کو اُسکے حصہ کے لائق کسی کو ضامن دیا یا کسی پر حوالہ کردیا تو ضامن یا حوالہ والے سے جو کچھ وصول ہوگا دوسرا شریک اس میں سے اپنا حصہ لے گا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰ دوشریکوں کے ایک شخص پر ہزار روپے باقی ہیں اور ایک شریک دوسرے کے لیے مدیون کی طرف سے ضامن ہوا تو یہ ضمان باطل ہے اور اِس ضمان کی وجہ سے ضامن نے دوسرے کو اُسکا حصہ ادا کردیا تو اس میں سے اپنا حصہ واپس لے سکتا ہے اور اگر بغیر ضامن ہوئے شریک کو روپیہ ادا کردیا تو ادا کرنا صحیح ہے اور اِس میں سے اپنا حصہ واپس نہیں لے سکتا اور فرض کیا جائے کہ مدیون سے وصول ہی نہ ہوسکا جب بھی شریک سے مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر مدیون خود یا اجنبی نے اسکے شریک کا حصہ ادا کردیا ہے اور اُس نے برقرار رکھا اپنا حصہ اُس میں سے نہ لیا اور مدیون سے اسکا حصہ وصول نہیں ہوسکتا ہے تو شریک کو جو کچھ ملا ہے اُس میں سے اپنا حصہ واپس لے سکتا ہے۔[7] (عالمگیری)

---

1 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الشرکة،مطلب:دفع الفاً علی ان نصفه قرض و نصفه...إلخ،ج٦،ص ٥٠٦ .

2 ......اُگنے۔ 3 ......یعنی پودے جڑوں سمیت نکال لوں گا۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الشرکة،فصل في الشرکة الفاسدة،ج٦،ص ٥١١ .

5 ......ادلا بدلا۔

6 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الشرکة،الباب السادس فی المتفرقات،ج٢،ص٣٣٩ .

7 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الشرکة،الباب السادس فی المتفرقات،ج٢،ص٣٣٦ .

وقف کا بیان

حدیث ۱ صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب اِنسان مر جاتا ہے اُسکے عمل ختم ہو جاتے ہیں، مگر تین چیزوں سے (کہ مرنے کے بعد اُنکے ثواب اعمال نامہ میں درج ہوتے رہتے ہیں۔) ① صدقہ جاریہ (مثلاً مسجد بنادی، مدرسہ بنایا کہ اسکا ثواب برابر ملتا رہے گا)۔ یا ② علم جس سے اُسکے مرنے کے بعد لوگوں کو نفع پہنچتا رہتا ہے۔ یا ③ نیک اولاد چھوڑ جائے جو مرنے کے بعد اپنے والدین کے لیے دعا کرتی رہے۔''[1]

حدیث ۲ صحیح بخاری و صحیح مسلم و ترمذی و نسائی وغیرہا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خیبر میں ایک زمین ملی۔ اُنھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کی، کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) مجھ کو ایک زمین خیبر میں ملی ہے کہ اُس سے زیادہ نفیس کوئی مال مجھ کو کبھی نہیں ملا، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اسکے متعلق کیا حکم دیتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: ''اگر تم چاہو تو اصل کو روک لو (وقف کردو) اور اسکے منافع کو تصدق کردو۔'' حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اُس کو اِس طور پر وقف کیا کہ اصل نہ بیچی جائے، نہ ہبہ کی جائے، نہ اُسمیں وراثت جاری ہو اور اُسکے منافع فقرا اور رشتہ والوں اور اللہ (عزوجل) کی راہ میں اور مسافر و مہمان میں خرچ کیے جائیں اور خود متولی اس میں سے معروف کے ساتھ کھائے یا دوسرے کو کھلائے تو حرج نہیں بشرطیکہ اُس میں سے مال جمع نہ کرے۔[2]

حدیث ۳ ابن جریر محمد بن عبدالرحمٰن قرشی سے راوی، کہ حضرت عثمان بن عفان و زبیر بن عوام و طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہم نے اپنے مکانات وقف کیے تھے۔[3]

حدیث ۴ ابن عساکر نے ابی معشر سے روایت کی، کہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے وقف میں یہ شرط کی تھی، کہ اُنکی اکابر اولاد سے جو دین دار اور صاحبِ فضل ہو، اُسکو دیا جائے۔[4]

حدیث ۵ ابوداود و نسائی سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، انھوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا (میں ایصال ثواب کے لیے کچھ صدقہ کرنا چاہتا ہوں) تو کون سا صدقہ افضل ہے؟

---

1 ......''صحیح مسلم''، کتاب الوصیة، باب ما یلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته، الحدیث:۱۴-(۱۶۳۱)، ص۸۸۶.

2 ......''صحیح مسلم''، کتاب الوصیة، باب الوقف، الحدیث:۱۵-(۱۶۳۲)، ص۸۸۶.

3 ......''کنزالعمال''، کتاب الوقف، قسم الافعال، الحدیث:۴۶۱۴۳، ج۱۶، ص۲۷۰.

4 ......''کنزالعمال''، کتاب الوقف قسم الافعال، الحدیث:۴۶۱۴۴، ج۱۶، ص۲۷۰.

ارشاد فرمایا: ''پانی۔'' (کہ پانی کی وہاں کمی تھی اور اسکی زیادہ حاجت تھی) اُنھوں نے ایک کوآں کھودوا دیا اور کہہ دیا کہ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے [1] یعنی اس کا ثواب میری ماں کو پہنچے۔ اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ مُردوں کو ایصال ثواب کرنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی چیز کو نامزد کردینا کہ یہ فلاں کے لیے ہے یہ بھی جائز ہے، نامزد کرنے سے وہ چیز حرام نہیں ہوجاتی۔

حدیث ٦ ترمذی ونسائی ودار قطنی ثمامہ بن حزن قشیری سے راوی، کہتے ہیں میں واقعۂ دار میں حاضر تھا (یعنی جب باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کا محاصرہ کیا تھا جس میں وہ شہید ہوئے) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بالا خانہ سے سر نکال کر لوگوں سے فرمایا: میں تم کو اللہ (عزوجل) اور اسلام کے حق کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ میں سوا بیر رومہ [2] کے شیریں [3] پانی نہ تھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''کون ہے جو بیر رومہ کو خرید کر اُس میں اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈول کے ساتھ کردے (یعنی وقف کردے کہ تمام مسلمان اُس سے پانی بھریں) اور اُس کو اسکے بدلے میں جنت میں بھلائی ملے گی۔'' تو میں نے اُسے اپنے خالص مال سے خریدا اور آج تم نے اُسی کوئیں کا پانی مجھ پر بند کردیا ہے یہاں تک کہ میں کھاری [4] پانی پی رہا ہوں۔ لوگوں نے کہا، ہاں ہم جانتے ہیں یہ بات صحیح ہے۔ پھر حضرت عثمان نے فرمایا: میں تم کو اللہ (عزوجل) اور اسلام کے حق کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ مسجد تنگ تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کون ہے جو فلاں شخص کی زمین خرید کر مسجد میں اضافہ کرے، اسکے بدلے میں اُسے جنت میں بھلائی ملے گی۔'' میں نے خاص اپنے مال سے اُسے خریدا اور آج اُسی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے سے تم مجھے منع کرتے ہو۔ لوگوں نے جواب میں کہا، ہاں ہم جانتے ہیں۔ پھر حضرت عثمان نے فرمایا: کہ اللہ (عزوجل) اور اسلام کے حق کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوہِ ثُبیر [5] پر تھے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ہمراہ ابوبکر و عمر تھے اور میں تھا کہ پہاڑ حرکت کرنے لگا، یہاں تک کہ ایک پتھر ٹوٹ کر نیچے گرا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے پائے اقدس پہاڑ پر مارے اور فرمایا: ''اے ثُبیر! ٹھہر جا اس لیے کہ تجھ پر نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور صدیق اور دو شہید ہیں۔'' لوگوں نے کہا، ہاں ہم جانتے ہیں۔ حضرت عثمان نے تکبیر کہی اور کہا کہ کعبہ کے رب کی قسم! ان لوگوں نے گواہی دی کہ میں شہید ہوں۔ [6]

حدیث ٧ صحیح مسلم و بخاری وغیرہما میں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

1 ......''سنن أبي داود''، کتاب الزکاۃ، باب في فضل سقی الماء، الحدیث: ١٦٨١، ج٢، ص ١٨٠.

2 ......ایک کنویں کا نام۔ 3 ......میٹھا۔ 4 ......نمکین۔ 5 ......مزدلفہ میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔

6 ......''جامع الترمذي''، ابواب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان، الحدیث: ٣٧٢٣، ج٥، ص ٣٩٢، ٣٩٣.

''جو اللہ (عزوجل) کے لیے مسجد بنائے گا، اللہ (عزوجل) اُسکے لیے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔''[1]

حدیث ۸: ابوداود ونسائی ودارمی وابن ماجہ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کی علامات میں سے یہ ہے، کہ لوگ مساجد کے متعلق تفاخُر[2] کریں گے۔''[3]

حدیث ۹: صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو زکاۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا پھر حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے کسی نے عرض کی، کہ ابن جمیل وخالد بن ولید وعباس رضی اللہ تعالٰی عنہم نے زکاۃ نہیں دی۔ ارشاد فرمایا: کہ ''ابن جمیل کا انکار صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ فقیر تھا، اللہ (عزوجل) ورسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے اُسے غنی کردیا یعنی اُسکا انکار بلاسبب ہے اور قابل قبول نہیں اور خالد پر تم ظلم کرتے ہو (کہ اُس سے زکاۃ مانگتے ہو) اُسنے اپنی زرہیں اور تمام سامانِ حرب[4] اللہ (عزوجل) کی راہ میں وقف کردیا ہے یعنی وقف کے سوا کیا ہے جس کی زکاۃ تم مانگتے ہو اور عباس کا صدقہ میرے ذمہ ہے اور اتنا ہی اور یعنی دو سال کی زکاۃ اُن کی طرف سے میں ادا کروں گا پھر فرمایا: اے عمر! تمھیں معلوم نہیں کہ چچا بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے''۔[5]

مسائل فقہیّہ

وقف کے یہ معنی ہیں کہ کسی شے کو اپنی مِلک سے خارج کرکے خالص اللہ عزوجل کی مِلک کردینا اسطرح کہ اُسکا نفع بندگانِ خدا میں سے جس کو چاہے ملتا رہے۔[6]

مسئلہ ۱: وقف کو نہ باطل کرسکتا ہے نہ اس میں میراث جاری ہوگی نہ اسکی بیع ہوسکتی ہے نہ ہبہ ہوسکتا ہے۔[7] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲: وقف میں اگر نیت اچھی ہو اور وہ وقف کنندہ[8] اہل نیت یعنی مسلمان ہو تو مستحق ثواب ہے۔[9] (درمختار)

---

1. ''صحیح مسلم''، کتاب المساجد...إلخ، باب فضل بناء المساجد...إلخ، الحدیث: ۲۵-(۵۳۳)، ص۲۷۰.
2. یعنی ناموری، ریاکاری، اور بڑائی کی نیت سے مساجد تعمیر کریں گے، مساجد کو بہت خوبصورت بنائیں گے پھر ان میں بیٹھ کر باہم ایک دوسرے پر فخر کریں گے ذکر وتلاوتِ قرآن اور نماز میں مشغول نہیں ہوں گے۔ (شرح سنن أبی داؤد للعینی، ج۲، ص۳۴۳)۔...عِلْمِیہ
3. ''سنن نسائي''، کتاب المساجد، باب المباھاۃ في المساجد، الحدیث: ٦٨٦، ص۱۲۰.
4. جنگی سامان۔
5. ''صحیح البخاري''، کتاب الزکاۃ، باب قول اللّٰہ تعالٰی ﴿ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾، الحدیث: ۱٤٦٨، ج۱، ص٤٩٦. و''صحیح مسلم''، کتاب الزکاۃ، باب في تقدیم الزکاۃ ومنعھا، الحدیث: ۱۱-(۹۸۳)، ص٤٨٩.
6. ''الفتاوی الھندیة''، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفة ورکنه وسببه...إلخ، ج۲، ص۳۵۰.
7. المرجع السابق، وغیرہ.
8. وقف کرنے والا
9. ''الدر المختار''، کتاب الوقف، ج٦، ص٥١٩.

مسئلہ ۳: وقف ایک صدقہ جاریہ ہے کہ واقف ہمیشہ اس کا ثواب پاتا رہے گا اور سب میں بہتر وہ وقف ہے جس کی مسلمانوں کو زیادہ ضرورت ہو اور جس کا زیادہ نفع ہو مثلاً کتابیں خرید کر کتب خانہ بنایا اور وقف کر دیا کہ ہمیشہ دین کی باتیں اسکے ذریعہ سے معلوم ہوتی رہیں گی۔[1] (عالمگیری) اور اگر وہاں مسجد نہ ہو اور اسکی ضرورت ہو تو مسجد بنوانا بہت ثواب کا کام ہے اور تعلیم علم دین کے لیے مدرسہ کی ضرورت ہو تو مدرسہ قائم کر دینا اور اسکی بقاء کے لیے جائداد وقف کرنا کہ ہمیشہ مسلمان اس سے فیض پاتے رہیں نہایت اعلیٰ درجہ کا نیک کام ہے۔

مسئلہ ۴: وقف کی صحت کے لیے یہ ضرور نہیں کہ اُسکے لیے متولی مقرر کرے اور اپنے قبضہ سے نکال کر متولی کا قبضہ دلا دے بلکہ واقف نے اگر اپنے ہی قبضہ میں رکھا جب بھی وقف صحیح ہے اور مشاع کا وقف بھی صحیح ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: وقف کا حکم یہ ہے کہ شے موقوف[3] واقف کی ملک سے خارج ہو جاتی ہے مگر موقوف علیہ (یعنی جس پر وقف کیا ہے اُسکی) مِلک میں داخل نہیں ہوتی بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی مِلک قرار پاتی ہے۔[4] (عالمگیری)

وقف کے الفاظ

مسئلہ ٦: وقف کے لیے مخصوص الفاظ ہیں جن سے وقف صحیح ہوتا ہے مثلاً میری یہ جائداد صدقہ موقوفہ[5] ہے کہ ہمیشہ مساکین پر اس کی آمدنی صرف ہوتی رہے یا اللہ تعالیٰ کے لیے میں نے اسے وقف کیا۔ مسجد یا مدرسہ یا فلاں نیک کام پر میں نے وقف کیا یا فقرا پر وقف کیا۔ اس چیز کو میں نے اللہ (عزوجل) کی راہ کے لیے کر دیا۔[6]

مسئلہ ۷: میری یہ زمین صدقہ ہے یا میں نے اُسے مساکین پر تصدق کیا[7] اس کہنے سے وقف نہیں ہوگا بلکہ یہ ایک منت ہے کہ اُس شخص پر وہ زمین یا اُسکی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے صدقہ کر دیا تو بری الذّمہ[8] ہے، ورنہ مرنے کے بعد یہ چیز ورثہ[9] کی ہوگی اور منت نہ پورا کرنے کا گناہ اُس شخص پر۔[10] (فتح القدیر)

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الرابع عشر في المتفرقات، ج۲، ص ٤٨١-٤٨٢.

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الاول في تعريفة وركنه وسببه...إلخ، ج۲، ص ۳٥١.

3 ......وقف کی گئی چیز۔

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الاول في تعريفه وركنه...إلخ، ج۲، ص ۳٥۲.

5 ......وقف شدہ صدقہ۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الاول في تعريفه وركنه...إلخ، فصل في الالفاظ ...إلخ، ج۲، ص ۳٥۷.

7 ......صدقہ کیا۔ 8 ......یعنی منت پوری ہوگئی۔ 9 ......ورثاء، میت کے وارثین۔

10 ......"فتح القدير"، كتاب الوقف، ج٥، ص ٤١٨.

مسئلہ ۸ اس زمین کو میں نے فقرا کے لیے کر دیا، گر یہ لفظ وقف میں معروف ہو تو وقف ہے ورنہ اُس سے دریافت کیا جائے اگر کہے میری مراد وقف تھی تو وقف ہے یا مقصود صدقہ تھا یا کچھ ارادہ تھا ہی نہیں تو ان دونوں صورتوں میں نذر ہے مگر فرض کرو اُس شخص نے نذر پوری نہیں کی یعنی نہ وہ چیز صدقہ کی نہ اُسکی قیمت، اور مر گیا تو اُس میں وراثت جاری ہوگی ورثہ پر منت کا پورا کرنا ضرور نہیں۔[1] (فتح القدیر)

مسئلہ ۹ کسی نے کہا میں نے اپنے باغ کی پیداوار وقف کی یا اپنی جائداد کی آمدنی وقف کی تو وقف صحیح ہو جائے گا کہ مراد باغ کو وقف کرنا یا جائداد کو وقف کرنا ہے، لہٰذا اگر باغ میں اس وقت پھل موجود ہیں تو یہ پھل وقف میں داخل نہ ہونگے۔[2] (فتح القدیر)

مسئلہ ۱۰ کسی مکان کی آمدنی ہمیشہ مساکین کو دینے کے لیے وصیت کی یا جب تک فلاں زندہ رہے اُس کو دیجائے اُسکے بعد ہمیشہ مساکین کے لیے تو اگرچہ صراحۃً[3] یہ وقف نہیں مگر ضرورۃً وقف ہے۔[4] (فتح القدیر)

مسئلہ ۱۱ یہ کہا کہ میں نے اپنی یہ جائداد وقف کی میری طرف سے حج و عمرہ میں اسکی آمدنی صرف ہوگی تو وقف صحیح ہے اور اگر یہ کہا کہ یہ جائداد صدقہ ہے جس کو بیع نہ کیا جائے تو وقف نہیں بلکہ صدقہ کی منت ہے اور اگر یہ کہا کہ صدقہ ہے جس کو نہ بیع کیا جائے، نہ ہبہ کیا جائے، نہ اس میں میراث جاری ہو تو فقرا پر وقف ہے۔[5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۲ یہ کہا کہ میرے اِس مکان کے کرایہ سے ہر مہینہ میں دس روپے کی روٹی خرید کر مساکین کو تقسیم کر دیا کرو تو اِس کہنے سے وہ مکان وقف ہو گیا۔[6] (بحرالرائق)

وقف کے شرائط

مسئلہ ۱۳ وقف چونکہ ایک قسم کا تبرع[7] ہے کہ بغیر معاوضہ اپنا مال اپنی مِلک سے خارج کرنا ہے، لہٰذا تمام وہ شرائط جو تبرعات میں ہیں یہاں بھی معتبر ہیں اور ان کے علاوہ بھی شرطیں ہیں۔ وقف کے شرائط یہ ہیں:

---

1 ......"فتح القدیر"، کتاب الوقف، ج٥، ص٤١٨.

2 ......المرجع السابق.

3 ......واضح طور پر۔

4 ......"فتح القدیر"، کتاب الوقف، ج٥، ص٤١٩.

5 ......"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج٥، ص٣١٨.

6 ......المرجع السابق، ص٣١٩.

7 ......نفلی عبادت، صدقہ، خیرات۔

(۱) واقف کا عاقل ہونا۔

(۲) بالغ ہونا۔ نابالغ اور مجنون نے وقف کیا یہ صحیح نہیں ہوا۔

(۳) آزاد ہونا۔ غلام نے وقف کیا صحیح نہ ہوا۔ اسلام شرط نہیں، لہٰذا کافر ذمی کا وقف بھی صحیح ہے۔ مثلاً یوں کہ اولاد پر جائداد وقف کی کہ اُس کی آمدنی اولاد کو نسلاً بعد نسل [1] ملتی رہے اور اولاد میں کوئی نہ رہے تو مساکین پر صرف کی جائے یہ وقف جائز ہے اور اگر اُس نے اپنے ہم مذہب مساکین کی تخصیص [2] کی یا یہ شرط لگادی کہ اُس کی اولاد سے جو کوئی مسلمان ہو جائے اُسے اس کی آمدنی نہ دی جائے تو جس طرح اُس نے کہا یا لکھا ہے اُسی کے موافق کیا جائے۔ اور اگر اولاد پر اُس نے وقف کیا اور ہم مذہب ہونے کی شرط نہیں کی ہے تو اُسکی اولاد میں جو کوئی مسلمان ہو جائے گا اُسے بھی ملے گا کہ اِس صورت میں اُس کی شرط کے خلاف نہیں۔

(۴) وہ کام جس کے لیے وقف کرتا ہے فی نفسہ ثواب کا کام ہو یعنی واقف کے نزدیک بھی وہ ثواب کا کام ہو اور واقع میں بھی ثواب کا کام ہو اگر ثواب کا کام نہیں ہے تو وقف صحیح نہیں مثلاً کسی ناجائز کام کے لیے وقف کیا اور اگر واقف کے خیال میں وہ نیکی کا کام ہو مگر حقیقت میں ثواب کا کام نہ ہو تو وقف صحیح نہیں اور اگر واقع میں ثواب کا کام ہے مگر واقف کے اعتقاد میں کار ثواب [3] نہیں جب بھی وقف صحیح نہیں، لہٰذا اگر نصرانی نے بیت المقدس پر کوئی جائداد وقف کی کہ اس کی آمدنی سے اُس کی مرمت کی جائے یا اُسکے تیل بتی میں صرف کی جائے یہ جائز ہے یا یوں وقف کیا کہ ہر سال ایک غلام خرید کر آزاد کیا جائے یا مساکین اہل ذمہ یا مسلمین پر صرف کیا جائے یہ جائز ہے اور اگر گرجا [4] یا بُت خانہ کے نام وقف کیا کہ اُس کی مرمت یا چراغ بتی میں صرف کیا جائے یا حربیوں پر صرف کیا جائے تو یہ باطل ہے کہ یہ ثواب کا کام نہیں اور اگر نصرانی نے حج و عمرہ کے لیے وقف کیا جب بھی وقف صحیح نہیں کہ اگرچہ یہ کار ثواب ہے مگر اس کے اعتقاد میں ثواب کا کام نہیں۔ [5] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری، بدائع وغیرہا)

مسئلہ ۱۴: کافر نے گرجا یا بُت خانہ کے لیے وقف کیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ اگر یہ گرجا یا بُت خانہ ویران ہو جائے تو

---

1 ......یعنی نسل در نسل۔
2 ......یعنی اپنے مذہب کے مساکین کے لئے خاص کیا۔
3 ......ثواب کا کام۔
4 ......عیسائیوں کی عبادت گاہ۔
5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: لووقف علی الاغنیاء...إلخ، ج۶، ص۵۱۸۔۵۲۲.
و"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفه ورکنه...إلخ، ج۲، ص۳۵۲-۳۵۳.
و"بدائع الصنائع"، کتاب الوقف والصدقة، ج۵، ص۳۲۸-۳۲۹ وغیرها.

فقرا و مساکین پر اُسکی آمدنی صَرف کی جائے تو گرجا یابُت خانہ پر آمدنی صرف نہ کی جائے بلکہ فقرا و مساکین ہی پر صرف کریں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵ اگر کافر ذمی نے امورِ خیر[2] کے لیے وقف کیا اور تفصیل نہ کی تو اگرچہ اُسکے اعتقاد میں گرجا و بُت خانہ و مساکین پر صرف کرنا سب ہی امورِ خیر ہیں مگر مساکین ہی پر صرف کی جائے دیگر امور میں صرف نہ کریں اور اگر اپنے پڑوسیوں پر صرف کرنے کے لیے اس شرط سے وقف کیا کہ اگر کوئی پڑوس والا باقی نہ رہے تو مساکین پر صرف کیا جائے تو یہ وقف جائز ہے۔ اور اُسکے پروس میں یہود و نصارٰی و ہنود[3] و مسلمان سب ہوں تو سب پر صرف کیا جائے اور مُردوں کے کفن دفن کے لیے وقف کیا تو ان میں صرف کیا جائے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶ ذمی نے اپنے گھر کو مسجد بنایا اور اُسکی شکل وصورت بالکل مسجد سی کردی اور اُس میں نماز پڑھنے کی مسلمانوں کو اجازت بھی دیدی اور مسلمانوں نے اُس میں نماز پڑھی بھی جب بھی مسجد نہیں ہوگی اور اُسکے مرنے کے بعد میراث جاری ہوگی۔ یوہیں اگر گھر کو گرجا وغیرہ بنادیا جب بھی اُس میں میراث جاری ہوگی۔[5] (عالمگیری)

(۵) وقف کے وقت وہ چیز واقف کی مِلک ہو۔

مسئلہ ۱۷ اگر وقف کرنے کے وقت اُسکی مِلک نہ ہو بعد میں ہو جائے تو وقف صحیح نہیں مثلاً ایک شخص نے مکان یا زمین غصب کرلی تھی اُسے وقف کردیا پھر مالک سے اُس کو خریدلیا اور ثمن بھی ادا کردیا یا کوئی چیز دے کر مالک سے مصالحت کرلی تو اگرچہ اب مالک ہوگیا ہے مگر وقف صحیح نہیں کہ وقف کے وقت مالک نہ تھا۔[6] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۸ ایک شخص نے دوسرے شخص کے لیے اپنے مکان کی وصیت کی اور اُس موصٰی لہ[7] نے ابھی سے اُسے وقف کردیا پھر موصی[8] مرا تو یہ وقف صحیح نہ ہوا کہ وقف کے وقت موصٰی لہ اُس کا مالک ہی نہ تھا۔ یوہیں کسی سے زمین خریدی تھی اور بائع کو خیارِ شرط تھا مشتری نے وقف کردی پھر بائع نے بیع کو جائز کردیا یہ وقف جائز نہیں اور اگر مشتری کو خیار تھا اور بعد وقف

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف،الباب الاول فی تعریفه و رکنه...إلخ،ج۲،ص۳۵۳.

2 ......نیکی، بھلائی کے کام۔

3 ......ہندوؤں۔

4 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفة و رکنه...إلخ،ج۲،ص۳۵۳.

5 ......المرجع السابق.

6 ......"البحرالرائق"، کتاب الوقف،ج۵،ص۳۱٤.

7 ......جس کے لئے وصیت کی گئی۔

8 ......وصیت کرنے والا۔

مشتری نے خیار [1] ساقط کردیا تو وقف جائز ہے۔ موہوب لہ [2] نے قبضہ سے پہلے وقف کردیا پھر قبضہ کیا تو وقف جائز نہیں اور اگر ہبہ فاسد تھا مگر قبضہ کے بعد موہوب لہ نے وقف کیا تو وقف صحیح ہے اور موہوب لہ پر اُسکی قیمت واجب ہے۔ [3] (فتح القدیر)

مسئلہ ۱۹ بیع فاسد سے مکان خریدا تھا اور قبضہ کرکے وقف کیا تو وقف صحیح ہے اور قبضہ سے پہلے وقف کیا تو نہیں اور بیع صحیح سے خریدا مگر ابھی نہ تو ثمن [4] ادا کیا ہے نہ قبضہ کیا ہے اور وقف کردیا تو یہ وقف موقوف [5] ہے اگر ثمن ادا کرکے قبضہ کرلیا جائز ہوگیا اور مرگیا اور کوئی مال بھی ایسا نہیں چھوڑا کہ اس سے ثمن ادا کیا جائے تو وقف صحیح نہیں مکان فروخت کرکے بائع کو ثمن ادا کیا جائے۔ [6] (خانیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۲۰ ایک مکان خرید کر وقف کیا اِس پر کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے جس نے بیچا تھا اُس کا نہ تھا اور قاضی نے مدعی کی ڈگری دیدی یا اُس پر شفعہ کا دعویٰ کیا اور شفیع [7] کے حق میں فیصلہ ہوا تو وقف شکست ہوجائیگا [8] اور وہ مکان اصلی مالک یا شفیع کو مل جائے گا اگرچہ خریدار نے اُسے مسجد بنادیا ہو۔ [9] (درمختار)

مسئلہ ۲۱ مرتد نے زمانۂ ارتداد [10] میں وقف کیا تو یہ وقف موقوف ہے اگر اسلام کی طرف واپس ہوا وقف صحیح ہے ورنہ باطل۔ [11] (عالمگیری)

(۶) جس نے وقف کیا وہ اپنی کم عقلی یا دَین [12] کی وجہ سے ممنوع التصرف نہ ہو۔ [13]

مسئلہ ۲۲ ایک بیوقوف شخص ہے جسکی نسبت قاضی کو اندیشہ ہے کہ اگر اس کی روک تھام نہ کی گئی تو جائداد تباہ و برباد کردیگا

---

1 ...... اختیار۔
2 ...... جس کے لیے ہبہ کیا۔
3 ...... "فتح القدیر"، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۴۱.
4 ...... قیمت۔
5 ...... یعنی فی الحال اس پر وقف کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔
6 ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی وقف المریض، ج۲، ص۳۱۲.
و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفه ورکنه وسببه...إلخ، ج۲، ص۳۵۴.
7 ...... شفعہ کا دعویٰ کرنے والے۔
8 ...... یعنی وقف نہ رہے گا۔
9 ...... "الدرالمختار"،
10 ...... مرتد ہونے کی حالت میں۔
11 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفه ورکنه...إلخ، ج۲، ص۳۵۴.
12 ...... قرض۔
13 ...... لین دین ودیگر معاملات سے روکا نہ گیا ہو۔

قاضی نے حکم دیدیا کہ یہ شخص اپنی جائداد میں تصرف نہ کرے، اس نے کچھ جائداد وقف کی تو وقف صحیح نہ ہوا۔[1] (فتح القدیر)

مسئلہ ۲۳ شخصِ مذکور نے اپنی جائداد اسطرح وقف کی کہ میں جب تک زندہ رہوں اسکے منافع اپنی ذات پر صرف کرتا رہوں اور میرے بعد مساکین یا مسجد یا مدرسہ میں صرف ہوں تو محققین کے نزدیک وقف صحیح ہے اور اس وقف کی صحت کا حاکم نے حکم دیدیا جب تو سبھی کے نزدیک صحیح ہے۔[2] (فتح القدیر)

مسئلہ ۲۴ مریض پر اتنا دَین ہے کہ اُسکی تمام جائداد دَین میں مستغرق[3] ہے اُسکا وقف صحیح نہیں۔[4] (ردالمحتار)

(۷) جہالت نہ ہونا یعنی جسکو وقف کیا یا جس پر وقف کیا معلوم ہو۔

مسئلہ ۲۵ اپنی جائداد کا ایک حصہ وقف کیا اور یہ تعیین نہیں کی کہ وہ کتنا ہے مثلاً تہائی، چوتھائی وغیرہ تو وقف صحیح نہ ہوا اگر چہ بعد میں اُس حصہ کی تعیین کر دے[5]۔ وقف میں تردید کرنا کہ اِس زمین کو یا اس زمین کو وقف کیا یہ وقف بھی صحیح نہیں۔[6] (بحر)

مسئلہ ۲۶ وقف صحیح ہونے کے لیے زمین یا مکان کا معلوم ہونا ضروری ہے اسکے حدود ذکر کرنا شرط نہیں۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷ اس مکان مین جتنے سہام[8] میرے ہیں اُن کو میں نے وقف کیا اگر چہ معلوم نہ ہو کہ اسکے کتنے سہام ہیں یہ وقف صحیح ہے کہ اگر چہ اسے اسوقت معلوم نہیں مگر حقیقۃً وہ متعین ہیں مجہول نہیں۔ یو ہیں اگر یوں کہا کہ اِس مکان میں میرا جو کچھ حصہ ہے اُسے وقف کیا اور وہ ایک تہائی ہے مگر حقیقۃً اِس کا حصہ تہائی نہیں بلکہ نصف ہے جب بھی وقف صحیح ہے اور کُل حصہ یعنی نصف وقف ہو جائے گا۔[9] (خانیہ، بحر)

---

1 ......"فتح القدیر"، کتاب الوقف، ج٥، ص٤١٧.

2 ......المرجع السابق.

3 ......ڈوبی ہوئی، گھری ہوئی۔

4 ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: الوقف فی المرض، ج٦، ص٦٠٨.

5 ......تخصیص کردے۔

6 ......"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج٥، ص٣١٥.

7 ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: قد یثبت الوقف بالضرورۃ، ج٦، ص٥٢٣.

8 ......حصے

9 ......"الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الوقف، فصل فی وقف المشاع، ج٢، ص٣٠٤.

و"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج٥، ص٣١٥.

مسئلہ ۲۸ ایک شخص نے اپنی زمین وقف کی جس میں درخت ہیں اور درختوں کو وقف سے مستثنیٰ کیا یہ وقف صحیح نہ ہوا کہ اِس صورت میں درخت مع زمین کے مستثنیٰ ہونگے تو باقی زمین جس کو وقف کررہا ہے مجہول ہوگئی۔[1] (بحر)

مسئلہ ۲۹ موقوف علیہ[2] اگر مجہول ہے[3] مثلاً اس کو میں نے اللہ (عزوجل) کے لیے وقف مؤبد[4] کیا یا اپنی قرابت والے پر وقف کیا، یا یہ کہا کہ زید یا عمرو پر وقف کیا اور اسکے بعد مساکین پر صرف کیا جائے یہ وقف صحیح نہیں۔[5] (عالمگیری)

(۸) وقف کو شرط پر معلق نہ کیا ہو۔

مسئلہ ۳۰ اگر شرط پر معلق کیا[6] مثلاً میرا بیٹا سفر سے واپس آئے تو یہ زمین وقف ہے یا اگر میں اِس زمین کا مالک ہو جاؤں یا اسے خریدلوں تو وقف ہے یہ وقف صحیح نہیں بلکہ اگر وہ شرط ایسی ہو جس کا ہونا یقینی ہے جب بھی صحیح نہیں مثلاً اگر کل کا دن آجائے تو وقف ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱ میری یہ زمین وقف ہے اگر میں چاہوں اسکے بعد فوراً متصلاً[8] یہ کہا کہ میں نے چاہا اوراس کو وقف کردیا تو وقف صحیح ہے اور نہ کہا تو وقف صحیح نہیں اور اگر یہ کہا کہ میری زمین وقف ہے اگر فلاں چاہے اور اُس شخص نے فوراً کہا میں نے چاہا تو وقف صحیح نہیں۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲ اگر ایسی شرط پر معلق کیا جو فی الحال موجود ہے تو تعلیق باطل ہے اور وقف صحیح مثلاً یہ کہا کہ اگر یہ زمین میری مِلک میں ہو یا میں اسکا مالک ہو جاؤں تو وقف ہے اور اِس کہنے کے وقت زمین اسکی ملک میں ہے تو وقف صحیح ہے اور اس وقت ملک میں نہیں ہے تو صحیح نہیں۔[10] (خانیہ)

مسئلہ ۳۳ کسی شخص کا مال گم ہوگیا ہے اُس نے یہ کہا کہ اگر میں گمشدہ مال کو پالوں تو مجھ پر اللہ (عزوجل) کے لیے

---

1 ...... "البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج٥، ص٣٣٥.

2 ...... جس پر وقف کیا گیا۔ 3 ...... یعنی متعین نہیں، معلوم نہیں۔ 4 ...... ہمیشہ کے لئے وقف۔

5 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفه ورکنه... إلخ، ج٢، ص٣٥٣.

6 ...... مشروط کیا۔

7 ...... "ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: قد یثبت الوقف بالضرورة، ج٦، ص٥٢٣.

8 ...... ساتھ ہی، بغیر وقفہ کئے۔

9 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفه ورکنه... إلخ، ج٢، ص٣٥٥.

10 ...... "الفتاوی الخانية"، کتاب الوقف، فصل فی مسائل الشرط فی الوقف... إلخ، ج٢، ص٣٠٥.

اِس زمین کا وقف کر دینا ہے یہ وقف کی منت ہے یعنی اگر چیز مل گئی تو اُس پر لازم ہوگا کہ زمین کو ایسے لوگوں پر وقف کرے جنھیں زکاۃ دے سکتا ہے اور اگر ایسوں پر وقف کیا جن کو زکاۃ نہیں دے سکتا مثلاً اپنی اولاد پر تو وقف صحیح ہو جائے گا مگر نذر[1] بدستور اُسکے ذمہ باقی ہے۔[2] (عالمگیری، خلاصہ)

مسئلہ ۳۴ مریض نے کہا اگر میں اس مرض سے مرجاؤں تو میری یہ زمین وقف ہے یہ وقف صحیح نہیں اور اگر یہ کہا کہ میں مرجاؤں تو میری اِس زمین کو وقف کر دینا یہ وقف کے لیے وکیل کرنا ہے اس کے مرنے کے بعد وکیل نے وقف کیا تو صحیح ہو گیا کہ وقف کے لیے توکیل[3] درست ہے اور توکیل کو شرط پر معلق کرنا بھی درست ہے مثلاً یہ کہا کہ اگر میں اِس گھر میں جاؤں تو میرا مکان وقف ہے یہ وقف صحیح نہیں اور اگر یہ کہتا کہ میں اس گھر میں جاؤں تو تم میرے مکان کو وقف کر دینا تو وقف صحیح ہے۔ (جوہرہ نیرہ، خلاصہ)[4] یعنی اُس صورت میں صحیح ہے کہ وہ زمین اس کے ترکہ کی تہائی کے اندر ہو یا ورثہ اِس وقف کو جائز کر دیں اور ورثہ جائز نہ کریں تو ایک تہائی وقف ہے باقی میراث کہ یہ وقف وصیت کے حکم میں ہے اور وصیت تہائی تک جاری ہوگی بغیر اجازت ورثہ تہائی سے زیادہ میں وصیت جاری نہیں ہوسکتی۔

مسئلہ ۳۵ کسی نے کہا اگر میں مرجاؤں تو میرا مکان فلاں پر وقف ہے یہ وقف نہیں بلکہ وصیت ہے یعنی وہ شخص اگر اپنی زندگی میں باطل کرنا چاہے تو باطل ہوسکتی ہے اور مرنے کے بعد یہ وصیت ایک تہائی میں لازم ہوگی ورثہ اس کو رد نہیں کرسکتے اگرچہ وارث ہی پر وقف کیا ہو مثلاً یہ کہا کہ میں نے اپنے فلاں لڑکے اور نسلاً بعد نسل اُسکی اولاد پر وقف کیا اور جب سلسلۂ نسل منقطع ہو جائے تو فقرا و مساکین پر صرف کیا جائے تو اس صورت میں دو تہائی ورثہ لینگے اور ایک تہائی کی آمدنی تنہا موقوف علیہ لے گا اُس کے بعد اُس کی اولاد لیتی رہے گی۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

(۹) جائداد موقوفہ کو بیع کر کے ثمن[6] کو صَرف[7] کرڈالنے کی شرط نہ ہو۔ یوہیں یہ شرط کہ جس کو میں چاہوں گا ہبہ کردوں گا یا جب مجھے ضرورت ہوگی اسے رہن رکھدوں گا غرض ایسی شرط جس سے وقف کا ابطال ہوتا ہو[8] وقف کو باطل کر دیتی

1 ......منت۔

2 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفہ ورکنہ...إلخ، ج۲، ص۳۵۵.
و"خلاصة الفتاوی"، کتاب الوقف، الفصل الثالث، ج٤، ص٤١٢.

3 ......وکیل بنانا، وکیل کرنا۔

4 ......"الجوھرة النیرة"، کتاب الوقف، الجزء الاول، ص۴۳۳.
و"خلاصة الفتاوی"، کتاب الوقف، الفصل الثالث، ج٤، ص٤١٢.

5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: شرائط الواقف معتبر...إلخ، ج٦، ص٥٢٩.

6 ......قیمت۔ 7 ......خرچ۔ 8 ......یعنی اس سے وقف باطل ہوتا ہو۔

ہے ہاں وقف کے استبدال کی شرط صحیح ہے۔ یعنی اس جائداد کو بیع کر کے[1] کوئی دوسری جائداد خرید کر اسکے قائم مقام کردی جائے گی اور اسکا ذکر آگے آتا ہے۔

مسئلہ ۳۶ وقف اگر مسجد ہے اور اس میں اس قسم کی شرطیں لگائیں مثلاً اسکو مسجد کیا اور مجھے اختیار ہے کہ اسے بیع کر ڈالوں یا ہبہ کردوں تو وقف صحیح ہے اور شرط باطل۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷ امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک وقف میں خیارِ شرط نہیں ہوسکتا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک ہوسکتا ہے مثلاً یہ کہ میں نے وقف کیا اور تین دِن تک کا مجھے اختیار ہے کہ تین دن گزر جانے پر وقف صحیح ہو جائے گا اور مسجد خیارِ شرط کے ساتھ وقف کی ہے تو بالاتفاق شرط باطل ہے اور وقف صحیح۔[3] (عالمگیری)

(۱۰) تابید یعنی ہمیشہ کے لیے ہونا مگر صحیح یہ ہے کہ وقف میں ہمیشگی کا ذکر کرنا شرط نہیں یعنی اگر وقف مؤبد نہ کہا جب بھی مؤبد ہی ہے اور اگر مدت خاص کا ذکر کیا مثلاً میں نے اپنا مکان ایک ماہ کے لیے وقف کیا اور جب مہینہ پورا ہو جائے تو وقف باطل ہو جائیگا تو یہ وقف نہ ہوا اور ابھی سے باطل ہے۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۳۸ اگر یہ کہا کہ میری زمین میرے مرنے کے بعد ایک سال تک صدقۂ موقوفہ[5] ہے تو یہ صدقہ کی وصیت ہے اور ہمیشہ فقرا پر اسکی آمدنی صرف ہوتی رہے گی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹ اگر یہ کہا کہ میری زمین ایک سال تک فلاں شخص پر صدقہ موقوفہ ہے اور سال پورا ہونے پر وقف باطل ہے تو ایک سال تک اُسکی آمدنی اُس شخص کو دی جائے گی اور ایک سال کے بعد مساکین پر صرف ہوگی اور اگر صرف اتنا ہی کہا کہ ایک سال تک فلاں شخص پر صدقۂ موقوفہ ہے تو ایک سال تک اُس کی آمدنی اُس شخص کو دی جائے گی۔ اور سال پورا ہونے پر ورثہ کا حق ہے۔[7] (خانیہ)

(۱۱) وقف بالآخر ایسی جہت کے لیے ہو جس میں انقطاع[8] نہ ہو مثلاً کسی نے اپنی جائداد اپنی اولاد پر وقف کی

---

1 ...... بیچ کر۔

2 ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: قد یثبت الوقف بالضرورۃ، ج٦، ص٥٢٤.

3 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفه ورکنه...إلخ، ج٢، ص٣٥٦.

4 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی مسائل الشرط فی الوقف، ج٢، ص٣٠٥.

5 ......یعنی وقف شدہ صدقہ۔

6 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفه ورکنه...إلخ، ج٢، ص٣٥٦.

7 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی مسائل الشرط فی الوقف، ج٢، ص٣٠٥.

8 ......اختتام۔

اور یہ ذکر کر دیا کہ جب میری اولاد کا سلسلہ نہ رہے تو مساکین پر یا نیک کاموں میں صرف کی جائے تو وقف صحیح ہے کہ اب منقطع [1] ہونے کی کوئی صورت نہ رہی۔

مسئلہ ۴۰: اگر فقط اتنا ہی کہا کہ میں نے اسے وقف کیا اور موقوف علیہ کا ذکر نہ کیا تو عرفاً [2] اسکے یہی معنی ہیں کہ نیک کاموں میں صرف ہوگی اور بلحاظ معنی ایسی جہت ہوگی جس کے لیے انقطاع نہیں، لہٰذا یہ وقف صحیح ہے۔ [3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: جائداد کسی خاص مسجد کے نام وقف کی تو چونکہ مسجد ہمیشہ رہنے والی چیز ہے اسکے لیے انقطاع نہیں، لہٰذا وقف صحیح ہے۔ [4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: وقف صحیح ہونے کے لیے یہ ضرور نہیں کہ جائداد موقوفہ کے ساتھ حق غیر کا تعلق نہ ہو بلکہ حق غیر کا تعلق ہو جب بھی وقف صحیح ہے۔ مثلاً وہ جائداد اگر کسی کے اجارہ میں ہے اور وقف کر دی تو وقف صحیح ہو گیا جب مدت اجارہ پوری ہو جائے یا دونوں میں کسی کا انتقال ہو جائے تو اب اجارہ ختم ہو جائے گا اور جائداد مصرف وقف میں [5] صَرف ہوگی۔ [6] (بحر)

وقف کے احکام

مسئلہ ۴۳: وقف کا حکم یہ ہے کہ نہ خود وقف کرنے والا اس کا مالک ہے نہ دوسرے کو اس کا مالک بنا سکتا ہے نہ اسکو بیع کر سکتا ہے [7] نہ عاریت دے سکتا ہے نہ اسکو رہن رکھ سکتا ہے۔ [8] (درمختار)

مسئلہ ۴۴: مکان موقوف کو بیع کر دیا یا رہن رکھ دیا اور مشتری یا مرتہن نے اُس میں سکونت [9] کی بعد کو معلوم ہوا کہ یہ وقف ہے تو جب تک اِس مکان میں رہے اس کا کرایہ دینا ہوگا۔ [10] (درمختار)

---

1 ……ختم۔

2 ……یعنی وہاں کے لوگوں کی عادات و رسوم کے مطابق، عام بول چال کے مطابق۔

3 ……"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: قدیثبت الوقف بالضرورۃ، ج٦، ص٥٢٢.

4 ……"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: قدیثبت الوقف بالضرورۃ، ج٦، ص٥٢٢.

5 ……یعنی جن کاموں میں مالِ وقف خرچ ہوتا ہے ان میں۔

6 ……"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج٥، ص٣١٧.

7 ……بیچ سکتا ہے۔

8 ……"الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٥١٦۔٥١٨.

9 ……رہائش۔

10 ……"الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٥٤١.

مسئلہ ۴۵ وقف کو مستحقین (یعنی موقوف علیہم [1]) پر تقسیم کرنا جائز نہیں مثلاً کسی شخص نے جائداد اپنی اولاد پر وقف کی تو یہ نہیں ہوسکتا کہ یہ جائداد اولاد پر تقسیم کردی جائے کہ ہر ایک اپنے حصہ کی آمدنی سے متمتع ہو [2] بلکہ وقف کی آمدنی ان پر تقسیم ہوگی۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶ جن لوگوں پر زمین وقف ہے وہ لوگ اگر باہم رضامندی کے ساتھ ایک ایک ٹکڑا زراعت کے لیے لے لیں پھر دوسرے سال بدل کر دوسرے دوسرے ٹکڑے لیں تو ہوسکتا ہے مگر ایسی تقسیم جو ہمیشہ کے لیے ہو کہ ہر سال وہی کھیت وہ شخص لے دوسرے کو نہ لینے دے یہ نہیں ہوسکتا۔[4] (ردالمحتار)

کس چیز کا وقف صحیح ہے اور کس کا نہیں

جائداد غیر منقولہ [5] جیسے زمین، مکان، دوکان ان کا وقف صحیح ہے اور جو چیزیں منقول ہوں [6] مگر غیر منقول کے تابع ہوں اُن کا وقف غیر منقول کا تابع ہو کر صحیح ہے، مثلاً کھیت کو وقف کیا تو ہل بیل اور کھیتی کے جملہ آلات اور کھیتی کے غلام یہ سب کچھ تبعاً [7] وقف ہوسکتے ہیں یا باغ وقف کیا تو باغ کے جملہ سامان بیل اور چرسا [8] وغیرہ کو تبعاً وقف کرسکتا ہے۔[9] (خانیہ)

مسئلہ ۴۷ کھیت کے ساتھ ساتھ ہل بیل وغیرہ بھی وقف کیے تو انکی تعداد بھی بیان کردینی چاہیے کہ اتنے غلام اور اتنے بیل اور اتنی اتنی فلاں چیزیں اور یہ بھی ذکر کردینا چاہیے کہ بیل اور غلام کا نفقہ بھی اسی جائداد موقوفہ سے دیا جائے اور اگر یہ شرط نہ بھی ذکر کرے جب بھی انکے مصارف [10] اُسی سے دیے جائیں گے۔[11] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۸ غلام یا بیل اگر کمزور ہوگیا اور کام کے قابل نہ رہا اور واقف [12] نے یہ شرط کردی تھی کہ جب تک زندہ

---

1 ......جن پر وقف کیا گیا۔ 2 ......نفع اٹھائے۔

3 ......"الدرالمختار" و"رد المحتار"، کتاب الوقف، مطلب: سکن داراً ثم ظھر...إلخ، ج٦، ص٥٤١.

4 ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فی التھایؤ فی ارض الوقف بین المستحقین، ج٦، ص٥٤٢.

5 ......وہ جائداد جو دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہو۔ 6 ......ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جاسکتی ہوں۔

7 ......ضمناً۔ 8 ......چمڑے کا بڑا ڈول۔

9 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی وقف المنقول، ج٢، ص٣٠٩.

10 ......اخراجات۔

11 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الثانی فیما یجوز وقفهٗ...إلخ، ج٢، ص٣٦٠.

12 ......وقف کرنے والا۔

رہے وقف سے خوراک ملتی رہے تو اب بھی دی جائے اور اگر واقف نے کہہ دیا ہو کہ اِس سے کام لیا جائے اور کام کے مقابل کھانے کو دیا جائے تو اب وقف سے نہیں دیا جاسکتا اور ایسی صورت میں کہ وہ کام کا نہ رہا بیچ کر اُسکے بدلے میں دوسرا بیل خریدنا جائز ہے اور اگر ان داموں[1] میں دوسرا نہ ملے تو وقف کی آمدنی میں سے کچھ شامل کر کے دوسرا خریدا جائے۔ یوہیں دیگر آلات زراعت چرسا، رسا، ہل وغیرہ خراب ہوجائیں تو اُنھیں بیچ کر دوسرے خرید لیے جائیں جو وقف کے لیے کارآمد ہوں اور اِس قسم کے تصرفات[2] وقف کا متولی کرے گا۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۹: گھوڑے اور اسلحہ کا وقف جائز ہے اور انکے علاوہ دوسری منقولات جنکے وقف کا رواج ہے اُن کو مستقلاً[4] وقف کرنا جائز ہے۔ نہیں تو نہیں۔ رہا تبعاً وقف کرنا وہ ہم پہلے بیان کر چکے کہ جائز ہے۔ بعض وہ چیزیں جن کے وقف کا رواج ہے یہ ہیں: مردہ لے جانے کی چارپائی اور جنازہ پوش[5]، میت کے غسل دینے کا تخت، قرآن مجید، کتابیں، دیگ، دری، قالین، شامیانہ، شادی اور برات کے سامان کہ ایسی چیزوں کو لوگ وقف کر دیتے ہیں کہ اہل حاجت ضرورت کے وقت اِن چیزوں کو کام میں لائیں پھر متولی[6] کے پاس واپس کر جائیں۔ یوہیں بعض مدارس اور یتیم خانوں میں سرمائی کپڑے[7] اور لحاف گدے وغیرہ وقف کر کے دیدیے جاتے ہیں کہ جاڑوں[8] میں طلبہ اور یتیموں کو استعمال کے لیے دیدیے جاتے ہیں اور جاڑے نکل جانے کے بعد واپس لے لیے جاتے ہیں۔[9] (تبیین، عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۵۰: مسجد پر قرآن مجید وقف کیا تو اِس مسجد میں جس کا جی چاہے اُس میں تلاوت کرسکتا ہے دوسری جگہ لے جانے کی اجازت نہیں کہ اسطرح پر وقف کرنے والے کا منشاء[10] یہی ہوتا ہے اور اگر واقف نے تصریح کر دی ہے کہ اِسی مسجد

---

1 ...... یعنی اتنی قیمت۔ 2 ...... معاملات۔

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الثانی فیمایجوزوقفهٔ...إلخ، ج۲، ص۳۶۰-۳۶۱.

و"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: لایشترط التحدید فی وقف العقار، ج۶، ص۵۵۵.

4 ...... ہمیشہ، ہروقت۔ 5 ...... جنازہ پر ڈالی جانے والی چادر۔ 6 ...... مالِ وقف کا نگران۔

7 ...... سردیوں کے کپڑے۔ 8 ...... سردیوں۔

9 ...... "تبیین الحقائق"، کتاب الوقف، ج۴، ص۲۶۵.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الثانی فیما یجوزوقفهٔ...إلخ، ج۲، ص۳۶۱.

و"الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج۶، ص۵۵۷-۵۵۹.

10 ...... مقصد۔

میں تلاوت کی جائے جب تو بالکل ظاہر ہے کیونکہ اُسکی شرط کے خلاف نہیں کیا جاسکتا۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مَسْئَلَہ ۵۱ مدارس میں کتابیں وقف کردی جاتی ہیں اور عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ جس مدرسہ میں وقف کی جاتی ہیں اُسی کے اساتذہ اور طلبہ کے لیے ہوتی ہیں ایسی صورت میں وہ کتابیں دوسرے مدرسہ میں نہیں لیجائی جاسکتیں۔ اور اگر اِس طرح پر وقف کی ہیں کہ جن کو دیکھنا ہو وہ کتب خانہ میں آکر دیکھیں تو وہیں دیکھی جاسکتی ہیں اپنے گھر پر دیکھنے کے لیے نہیں لا سکتے۔[2] (ردالمحتار)

مَسْئَلَہ ۵۲ بادشاہِ اسلام نے کوئی زمین یا گاؤں مصالح عامہ[3] پر وقف کیا مثلاً مسجد، مدرسہ، سرائے[4] وغیرہ پر تو وقف جائز ہے۔ اور ثواب پائے گا اور اگر خاص اپنے نفس یا اپنی اولاد پر وقف کیا تو وقف ناجائز ہے جب کہ بیت المال[5] کی زمین ہو کہ اس کو مصلحت خاص کے لیے وقف کرنے کا اُسے اختیار نہیں ہاں اگر اپنی مِلک مثلاً خرید کر وقف کرنا چاہتا ہے تو اسکا اُسے اختیار ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مَسْئَلَہ ۵۳ زمین کسی نے عاریت یا اجارہ پر لی تھی اُس میں مکان بنا کر وقف کردیا یہ وقف ناجائز ہے اور اگر زمین محتکر ہے یعنی اسی لیے اجارہ پر لی ہے کہ اس میں مکان بنائے یا پیڑ[7] لگائے ایسی زمین پر مکان بنا کر وقف کردیا تو یہ وقف جائز ہے۔[8] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مَسْئَلَہ ۵۴ وقفی زمین میں مکان بنایا اور اُسی کام کے لیے مکان کو وقف کردیا جس کے لیے زمین وقف تھی تو یہ وقف بھی درست ہے اور دوسرے کام کے لیے وقف کیا تو اصح یہ ہے کہ یہ وقف صحیح نہیں۔[9] (عالمگیری) یہ اُس صورت میں ہے کہ زمین محتکر نہ ہو، ورنہ صحیح یہ ہے کہ وقف صحیح ہے۔

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثاني فيما يجوز وقفهٗ...إلخ، ج٢، ص ٣٦١.
و"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب: متى ذكر للوقف مصرفاً لابدأن يكون...إلخ، ج٦، ص ٥٦٠.

2 ......"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب: في نقل كتب الوقف من محلّها، ج٦، ص ٥٦١.

3 ......عام لوگوں کی فلاح و بہبود۔ 4 ......مسافر خانہ۔ 5 ......اسلامی حکومت کا خزانہ۔

6 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب: في اوقاف الملوك والأمراء، ج٦، ص ٦٠٣.

7 ......درخت۔

8 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثاني فيما يجوز وقفهٗ...إلخ، ج٢، ص ٣٦٢.
و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب: في زيادة اجرة الارض المحتكرة، ج٦، ص ٥٩٨.

9 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثاني فيما يجوز وقفهٗ...إلخ، ج٢، ص ٣٦٢.

مسئلہ ۵۵ پیڑ لگائے اور انھیں مع زمین وقف کردیا تو وقف جائز ہے اور اگر تنہا درخت وقف کیے زمین وقف نہ کی تو وقف صحیح نہیں اور زمین موقوفہ میں درخت لگائے تو اس کے وقف کا وہی حکم ہے کہ ایسی زمین میں مکان بنا کر وقف کرنے کا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶ زمین وقف کی اور اُس میں زراعت طیار[2] ہے یا اُس زمین میں درخت ہیں جن میں پھل موجود ہیں تو زراعت اور پھل وقف میں داخل نہیں جب تک یہ نہ کہے کہ مع زراعت اور پھل کے میں نے زمین وقف کی البتہ وقف کے بعد جو پھل آئیں گے وہ وقف میں داخل ہونگے اور وقف کے مصرف میں صرف کیے جائیں گے۔ اور زمین وقف کی تو اُسکے درخت بھی وقف میں داخل ہیں اگرچہ اسکی تصریح نہ کرے۔[3] (خانیہ) یوہیں زمین کے وقف میں مکان بھی داخل ہیں اگرچہ مکان کو ذکر نہ کیا ہو۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۷ زمین وقف کی اُس میں نرکل[5]، سینٹھا[6]، بید[7]، جھاؤ[8] وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جو ہر سال کاٹی جاتی ہیں یہ وقف میں داخل نہیں یعنی وقف کے وقت جو موجود ہیں وہ مالک کی ہیں اور جو آئندہ پیدا ہونگی وہ وقف کی ہونگی اور ایسی چیزیں جو دو تین سال پر کاٹی جاتی ہیں جیسے بانس وغیرہ یہ داخل ہیں۔ یوہیں بیگن اور مرچوں کے درخت وقف میں داخل ہیں اور پھلی ہوئی مرچیں اور بیگن داخل نہیں۔[9] (خانیہ)

مسئلہ ۵۸ زمین وقف کی اُس میں گنے بوئے ہوئے ہیں یہ وقف میں داخل نہ ہونگے اور گلاب، بیلے[10]، چمیلی کے درخت داخل ہونگے۔[12] (خانیہ)

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الثانی فیمایجوز وقفهٗ...إلخ، ج۲، ص۳٦۲.

2 ......تیار۔

3 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فیمایدخل فی الوقف...إلخ، ج۲، ص۳۰۷.

4 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الثانی فیمایجوز وقفهٗ...إلخ، ج۲، ص۳٦۲.

5 ......سرکنڈا۔　6 ......ایک قسم کا سرکنڈا۔

7 ......ایک قسم کا درخت جس کی شاخیں نہایت لچک دار ہوتی ہیں، اس کی لکڑیوں سے ٹوکریاں اور فرنیچر بنایا جاتا ہے۔

8 ......پتلی شاخوں کی ایک خودرو جھاڑی جو عموماً دریاؤں کے کناروں پر ہوتی ہے اس کی شاخیں عموماً ٹوکریاں بنانے میں کام آتی ہیں۔

9 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی مایدخل فی الوقف، ج۲، ص۳۰۸.

10 ......چنبیلی کی قسم کے پودے۔

12 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی مایدخل فی الوقف، ج۲، ص۳۰۸.

مَسئَلہ ۵۹ حمام وقف کیا تو پانی گرم کرنے کی دیگ اور پانی رکھنے کی ٹنکیاں اور تمام وہ سامان جو حمام میں ہوتے ہیں سب وقف میں داخل ہیں۔[1] (عالمگیری)

مَسئَلہ ۶۰ کھیت وقف کیا تو پانی اور پانی آنے کی نالی جس سے آبپاشی کی جاتی ہے اور وہ راستہ جس سے کھیت میں جاتے ہیں یہ سب وقف میں داخل ہیں۔[2] (عالمگیری)

مشاع کی تعریف اور اس کا وقف

مَسئَلہ ۶۱ مشاع اُس چیز کو کہتے ہیں جسکے ایک جز وغیر متعین کا یہ مالک ہو یعنی دوسرا شخص بھی اس میں شریک ہو یعنی دونوں حصوں میں امتیاز نہ ہو۔ اسکی دو قسمیں ہیں۔ ایک قابل قسمت[3] جو تقسیم ہونے کے بعد قابل انتفاع[4] باقی رہے جیسے زمین، مکان۔ دوسری غیر قابل قسمت کہ تقسیم کے بعد اس قابل نہ رہے جیسے حمام، چکی، چھوٹی سی کوٹھری کہ تقسیم کردینے سے ہر ایک کا حصہ بیکار سا ہوجاتا ہے۔ مشاع غیر قابل قسمت کا وقف بالاتفاق جائز ہے اور قابل قسمت ہو اور تقسیم سے پہلے وقف کرے تو صحیح یہ ہے کہ اسکا وقف جائز ہے اور متاخرین نے اِسی قول کو اختیار کیا۔[5] (عالمگیری)

مَسئَلہ ۶۲ مشاع کو مسجد یا قبرستان بنانا بالاتفاق ناجائز ہے چاہے وہ قابل قسمت ہو یا غیر قابل قسمت کیونکہ مشترک ومشاع میں مہایاۃ ہوسکتی ہے کہ دونوں باری باری سے اُس چیز سے انتفاع حاصل کریں مثلاً مکان میں ایک سال شریک سکونت[6] کرے اور ایک سال دوسرا رہے یا وقف ہے تو وہ شخص رہے جس پر وقف ہوا ہے یا کرایہ پر دیا جائے اور کرایہ مصرف وقف میں صرف کیا جائے مگر مسجد و مقبرہ ایسی چیزیں نہیں کہ ان میں مہایاۃ ہوسکے یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک سال تک اُس میں نماز ہو اور ایک سال شریک اُس میں سکونت کرے یا ایک سال تک قبرستان میں مردے دفن ہوں اور ایک سال شریک اس میں زراعت کرے اِس خرابی کی وجہ سے اِن دونوں چیزوں کے لیے مشاع کا وقف ہی

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثاني فيما يجوز وقفه...إلخ، ج٢، ص٣٦٤.

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثاني فيما يجوز وقفه...إلخ، ج٢، ص٣٦٤.

3 ......تقسیم ہونے کے قابل۔ 4 ......نفع اٹھانے کے قابل۔

5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثاني فيما يجوز وقفه...إلخ، فصل، ج٢، ص٣٦٥.

6 ......رہائش۔

درست نہیں۔[1] (فتح القدیر، جوہرہ)

وقف میں شرکت ہو تو تقسیم کس طرح ہوگی

مسئلہ ۶۳ زمین مشترک میں اس نے اپنا حصہ وقف کردیا تو اسکا بٹوارہ[2] شریک سے خود یہ واقف کرائے گا اور واقف کا انتقال ہوگیا ہو تو متولی کا کام ہے اور اگر اپنی نصف زمین وقف کردی تو وقف وغیر وقف میں تقسیم یوں ہوگی کہ وقف کی طرف سے قاضی ہوگا اور غیر وقف کی طرف سے یہ خود یا یوں کرے کہ غیر وقف کو فروخت کردے اور مشتری کے مقابلہ میں وقف کی تقسیم کرائے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۶۴ ایک زمین دو شخصوں میں مشترک تھی دونوں نے اپنے حصے وقف کردیے تو باہم تقسیم کرکے ہر ایک اپنے وقف کا متولی ہوسکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۵ ایک شخص نے اپنی کُل زمین وقف کردی تھی اِس پر کسی نے نصف کا دعویٰ کیا اور قاضی نے مدعی کونصف زمین دلوادی تو باقی نصف بدستور وقف رہے گی اور واقف اِس شخص سے زمین تقسیم کرالے گا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۶ دو شخصوں میں زمین مشترک تھی اور دونوں نے اپنے حصے وقف کردیئے خواہ دونوں نے ایک ہی مقصد کے لیے وقف کیے یا دونوں کے دو مقصد مختلف ہوں مثلاً ایک نے مساکین پر صرف کرنے کے لیے دوسرے نے مدرسہ یا مسجد کے لیے اور دونوں نے الگ الگ اپنے وقف کا متولی مقرر کیا یا ایک ہی شخص کو دونوں نے متولی بنایا یا ایک شخص نے اپنی کل جائداد وقف کی مگر نصف ایک مقصد کے لیے اور نصف دوسرے مقصد کے لیے یہ سب صورتیں جائز ہیں۔[6] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۶۷ ایک شخص نے اپنی زمین سے ہزار گز زمین وقف کی پیمائش کرنے پر معلوم ہوا کہ کل زمین ہزار ہی گز ہے یا اس سے بھی کم تو کُل وقف ہے اور ہزار سے زیادہ ہے تو ہزار گز وقف ہے باقی غیر وقف اور اگر اِس زمین میں درخت

---

1 ......"فتح القدير"،كتاب الوقف،ج٥،ص٤٢٦.
و"الجوهرة النيرة"،كتاب الوقف،الجزء الاول،ص٤٣١.

2 ......تقسیم۔

3 ......"الهداية"،كتاب الوقف،ج٢،ص١٨.

4 ......"الفتاوى الهندية"،كتاب الوقف،الباب الثاني فيما يجوز وقفه...إلخ،فصل،ج٢،ص٣٦٥.

5 ......المرجع السابق. 6 ......المرجع السابق،ص٣٦٥،٣٦٦،وغيره.

بھی ہوں تو تقسیم اسطرح ہوگی کہ وقف میں بھی درخت آئیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۸ زمین مشاع میں اپنا حصہ وقف کیا جسکی مقدار ایک جریب[2] ہے مگر تقسیم میں اُس زمین کا اچھا ٹکڑا اسکے حصہ میں آیا اِس وجہ سے ایک جریب سے کم ملا یا خراب ٹکڑا ملا اس وجہ سے ایک جریب سے زیادہ ملا یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۹ چند مکانات میں اسکے حصے ہیں اس نے اپنے کُل حصے وقف کردیئے اب تقسیم میں یہ چاہتا ہے کہ ایک ایک جز نہ لیا جائے بلکہ سب حصوں کے عوض میں ایک پورا مکان وقف کے لیے لیا جائے ایسا کرنا جائز ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۰ مشترک زمین وقف کی اور تقسیم یوں ہوئی کہ ایک حصہ کے ساتھ کچھ روپیہ بھی ملتا ہے اگر وقف میں یہ حصہ مع روپیہ کے لیا جائے کہ شریک اتنا روپیہ بھی دیگا تو وقف میں یہ حصہ لینا جائز نہ ہوگا کہ وقف کو بیع کرنا لازم آتا ہے اور اگر وقف میں دوسرا حصہ لیا جائے اور واقف اپنے شریک کو وہ روپیہ دے تو جائز ہے اور نتیجہ یہ ہوا کہ وقف کے علاوہ اُس روپے سے کچھ زمین خرید لی اور اس روپے کے مقابل جتنا حصہ ملے گا وہ اسکی مِلک ہے وقف نہیں۔[5] (خانیہ، فتح القدیر)

مصارف وقف کا بیان

مسئلہ ۱ وقف کی آمدنی کا سب میں بڑا مصرف[6] یہ ہے کہ وہ وقف کی عمارت پر صرف کی جائے اسکے لیے یہ بھی ضرور نہیں کہ واقف نے اس پر صرف کرنیکی شرط کی ہو یعنی شرائط وقف میں اسکو نہ بھی ذکر کیا ہو جب بھی صرف کریں گے کہ اسکی مرمت نہ کی تو وقف ہی جاتا رہے گا عمارت پر صرف کرنے سے یہ مراد ہے کہ اُسکو خراب نہ ہونے دیں اُس میں اضافہ کرنا عمارت میں داخل نہیں مثلاً مکان وقف ہے یا مسجد پر کوئی جائداد وقف ہے تو اولاً آمدنی کو خود مکان یا جائداد پر صرف کریں گے اور واقف کے زمانہ میں جس حالت میں تھی اُس پر باقی رکھیں۔ اگر اُسکے زمانہ میں سپیدی[7] یا رنگ کیا جاتا تھا

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثاني فيما يجوز وقفه... إلخ، فصل، ج۲، ص۳٦٦.

2 ......چار کنال، اسی مرلے۔

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثاني فيما يجوز وقفه... إلخ، فصل، ج۲، ص۳٦٦-۳٦٧.

4 ...... المرجع السابق، ص۳٦٧.

5 ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الوقف، فصل في وقف المشاع، ج۲، ص۳۰٤.

و"الفتح القدير"، كتاب وقف، ج٥، ص٤۳۳.

6 ......خرچ کرنے کا مقام، جس میں خرچ کیا جائے۔ 7 ......سفیدی، چونا۔

تو اب بھی مال وقف سے کریں ورنہ نہیں۔ یوہیں کھیت وقف ہے اوراس میں کھاد کی ضرورت ہے ورنہ کھیت خراب ہو جائے گا تو اسکی درستی مستحقین سے مقدم ہے۔[1] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲ عمارت کے بعد آمدنی اس چیز پر صرف ہو جو عمارت سے قریب تر اور باعتبار مصالح[2] مفید تر ہو کہ یہ معنوی عمارت ہے جیسے مسجد کے لیے امام اور مدرسہ کے لیے مدرس کہ ان سے مسجد و مدرسہ کی آبادی ہے ان کو بقدر کفایت[3] وقف کی آمدنی سے دیا جائے۔ پھر چراغ بتی اور فرش اور چٹائی اور دیگر ضروریات میں صرف کریں جو اہم ہو اُسے مقدم رکھیں اور یہ اُس صورت میں ہے کہ وقف کی آمدنی کسی خاص مصرف کے لیے معین نہ ہو۔ اور اگر معین ہے مثلاً ایک شخص نے وقف کی آمدنی چراغ بتی کے لیے معین کردی ہے یا وضو کے پانی کے لیے تعیین کردی ہے تو عمارت کے بعد اُسی مد میں صرف کریں جسکے لیے معین ہے۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳ عمارت میں صرف کرنے کی ضرورت تھی اور ناظر اوقاف[5] نے وقف کی آمدنی عمارت وقف میں صرف نہ کی بلکہ دیگر مستحقین کو دے دی تو اس کو تاوان دینا پڑیگا یعنی جتنا مستحقین[6] کو دیا ہے اُسکے بدلے میں اپنے پاس سے عمارت وقف پر صرف کرے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۴ عمارت پر صرف ہونے[8] کی وجہ سے ایک یا چند سال تک دیگر مستحقین کو نہ ملا تو اِس زمانہ کا حق ہی ساقط ہو گیا یہ نہیں کہ وقف کے ذمہ انکا اتنے زمانہ کا حق باقی ہے یعنی بالفرض آئندہ سال وقف کی آمدنی اتنی زیادہ ہوئی کہ سب کو دیکر کچھ بچ گئی تو سال گزشتہ کے عوض میں مستحقین اسکا مطالبہ نہیں کر سکتے۔[9] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثالث في المصارف، الفصل الاول، ج٢، ص٣٦٧۔٣٦٨.
و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب: عمارة الوقف على صفة الذي وقفه، ج٦، ص٥٦٢۔٥٦٣.

2 ......مصلحت کے اعتبار سے۔

3 ......اتنی مقدار جس سے گزر بسر بآسانی ہو سکے۔

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثالث في المصارف، الفصل الاول، ج٢، ص٣٦٨.
و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب: يبدأ بعد العمارة بما هو اقرب اليها، ج٦، ص٥٦٣-٥٦٤.

5 ......اوقاف کی نگرانی کرنے والا۔

6 ......مستحق کی جمع یعنی وقف میں جن کا حق ہو۔

7 ......"الدرالمختار"، كتاب الوقف، ج٦، ص٥٦٧.

8 ......خرچ ہونے۔

9 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب: في قطع الجهات لاجل العمارة، ج٦، ص٥٦٨.

مسئلہ ۵ خود واقف نے یہ شرط ذکر کردی ہے کہ وقف کی آمدنی کو اولاً عمارت میں صرف کیا جائے اور جو بچے مستحقین یا فقرا کو دی جائے تو متولی پر لازم ہے کہ ہر سال آمدنی میں سے ایک مقدار عمارت کے لیے نکال کر باقی مستحقین کو دے اگر چہ اس وقت تعمیر کی ضرورت نہ ہو کہ ہوسکتا ہے دفعۃً[1] کوئی حادثہ پیش آجائے اور رقم موجود نہ ہو، لہٰذا پیشتر ہی سے[2] اس کا انتظام رکھنا چاہیے اور اگر یہ شرط ذکر نہ کرتا تو ضرورت سے قبل اسکے لیے محفوظ نہیں رکھا جاتا بلکہ جب ضرورت پڑتی اُس وقت عمارت کو سب پر مقدم کیا جاتا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۶ واقف نے اس طور پر وقف کیا ہے کہ اسکی آمدنی ایک یا دو سال تک فلاں کو دی جائے اس کے بعد فقرا پر صرف ہو اور یہ شرط بھی ذکر کی ہے کہ اسکی آمدنی سے مرمت وغیرہ کی جائے تو اگر عمارت میں صرف کرنے کی شدید ضرورت ہو کہ نہ صرف کرنے میں عمارت کو ضرر[4] پہنچ جانا ظاہر ہے جب تو عمارت کو مقدم کریں گے، ورنہ مقدم اُس شخص کو دینا ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ وقف کی آمدنی موجود ہے اور کوئی وقتی نیک کام میں ضرورت ہے جسکے لیے جائداد وقف ہے۔ مثلاً مسلمان قیدی کو چُھوڑانا[6] ہے یا غازی کی مدد کرنی ہے اور خود وقف کی دُرستی کے لیے بھی خرچ کرنے کی ضرورت ہے اگر اسکی تاخیر میں وقف کو شدید نقصان پہنچ جانے کا اندیشہ[7] ہے جب تو اسی میں خرچ کرنا ضرور ہے اور اگر معلوم ہے کہ دوسری آمدنی تک اس کو مؤخر رکھنے میں وقف کو نقصان نہیں پہنچے گا تو اُس نیک کام میں صرف کردیا جائے۔[8] (خانیہ)

مسئلہ ۸ اگر وقف کی عمارت کو قصداً[9] کسی نے نقصان پہنچایا تو جس نے نقصان پہنچایا اُسے تاوان دینا پڑے گا۔[10] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹ اپنی اولاد کے رہنے کے لیے مکان وقف کیا تو جو اس میں رہے گا وہی مرمت بھی کرائے گا اگر مرمت

---

1 ......اچانک۔ 2 ......پہلے ہی سے۔

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٥٦٨.

4 ......نقصان۔

5 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الاول، ج٢، ص٣٦٨.

6 ......یعنی آزاد کروانا۔ 7 ......خوف، خطرہ، ڈر۔

8 ......"الفتاوی الخانية"، کتاب الوقف، باب الرجل يجعل دارهٗ مسجداً...إلخ، ج٢، ص٣٠٣.

9 ......جان بوجھ کر۔

10 ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: کون التعمير من الغلة...إلخ، ج٦، ص٥٦٢.

کی ضرورت ہے وہ مرمت نہیں کراتا یا اُسکے پاس کچھ ہے ہی نہیں جس سے مرمت کرائے تو متولی یا حاکم اِس مکان کو کرایہ پر دے دیگا۔اور کرایہ سے اسکی مرمت کرائے گا اور مرمت کے بعد اسکو واپس دے دیگا اور خود یہ شخص کرایہ پر نہیں دے سکتا اور اُسکو مرمت کرانے پر مجبور نہیں کرسکتے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۰: مکان اس لیے وقف کیا ہے کہ اُس کی آمدنی فلاں شخص کو دی جائے تو یہ شخص اُس میں سکونت نہیں کرسکتا اور نہ اِس مکان کی مرمت اسکے ذمہ ہے بلکہ اسکی آمدنی اولاً مرمت میں صرف ہوگی اِس سے بچے گی تو اُس شخص کو ملے گی اور اگر خود اُس شخص موقوف علیہ نے اس میں سکونت کی اور تنہا اسی پر وقف ہے تو اس پر کرایہ واجب نہیں کہ اِس سے کرایہ لے کر پھر اِسی کو دینا بے فائدہ ہے اور اگر کوئی دوسرا بھی شریک ہے تو کرایہ لیا جائے گا تاکہ دوسرے کو بھی دیا جائے۔ یوہیں اگر اس مکان میں مرمت کی ضرورت ہے جب بھی اس سے کرایہ وصول کیا جائے گا تاکہ اُس سے مرمت کی جائے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: اگر ایسے مکان کا موقوف علیہ خود متولی بھی ہے اور اُس نے سکونت بھی کی اور مکان میں مرمت کی ضرورت ہے تو قاضی اسے مجبور کریگا کہ جو کرایہ اُس پر واجب ہے اُس سے مکان کی مرمت کرائے اور قاضی کے حکم دینے پر بھی مرمت نہیں کرائی تو قاضی دوسرے کو متولی مقرر کرے گا کہ وہ تعمیر کرائے گا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: جو شخص وقفی مکان میں رہتا تھا اُس نے اپنا مال وقفی عمارت میں صرف کیا ہے اگر ایسی چیز میں صرف کیا ہے جو مستقل وجود نہیں رکھتی مثلاً سپیدی کرائی ہے یا دیواروں میں رنگ یا نقش و نگار کرائے تو اسکا کوئی معاوضہ وغیرہ اسکو یا اسکے ورثہ[4] کو نہیں مل سکتا اور اگر وہ مستقل وجود رکھتی ہے اور اُس کے جدا کرنے سے وقفی عمارت کو کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا تو اسکو یا اسکے ورثہ سے کہا جائے گا تم اپنا عملہ اُٹھالو نہ اُٹھائیں تو جبراً[5] اُٹھوا دیا جائے گا اور اگر موقوف علیہ سے کچھ لے کر اُنھوں نے مصالحت کرلی تو یہ بھی جائز ہے اور اگر وہ ایسی چیز ہے جسکے جدا کرنے سے وقف کو نقصان پہنچے گا مثلاً اُسکی چھت میں کڑیاں[6] ڈلوائی ہیں تو یہ اسکے ورثہ نکال نہیں سکتے بلکہ جس پر وقف ہے اُس سے قیمت دلوائی جائے گی اور قیمت دینے سے وہ انکار کرے تو مکان کو کرایہ پر دے کر کرایہ سے قیمت ادا کردی جائے پھر موقوف علیہ کو مکان واپس دیدیا جائے۔[7] (عالمگیری)

---

1 ......"الھدایۃ"، کتاب الوقف، ج۲، ص۱۸-۱۹.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٥٧٣-٥٧٥.

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٥٧٢.

4 ......وارثوں۔ 5 ......زبردستی۔ 6 ......شہتیر۔

7 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الاول، ج۲، ص۳٦٨-۳٦٩.

مسئلہ ۱۳: ضرورت کے وقت مثلاً وقف کی عمارت میں صرف کرنا ہے اور صرف نہ کریں گے تو نقصان ہوگا یا کھیت بونے کا وقت ہے اور وقف کے پاس نہ روپیہ ہے نہ بیج اور کھیت نہ بوئیں تو آمدنی ہی نہ ہوگی ایسے اوقات میں وقف کی طرف سے قرض لینا جائز ہے مگر اس کے لیے دو شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ قاضی کی اجازت سے ہو، دوم یہ کہ وقف کی چیز کو کرایہ پر دیکر کرایہ سے ضرورت کو پورا نہ کرسکتے ہوں۔ اور اگر قاضی وہاں موجود نہیں ہے دوری پر ہے تو خود بھی قرض لے سکتا ہے خواہ روپیہ قرض لے یا ضرورت کی کوئی چیز اُدھار لے دونوں طرح جائز ہے۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: وقف کی عمارت منہدم ہوگئی[2] پھر اُسکی تعمیر ہوئی اور پہلے کا کچھ سامان بچا ہوا ہے تو اگر یہ خیال ہو کہ آئندہ ضرورت کے وقت اِسی وقف میں کام آسکتا ہے جب تو محفوظ رکھا جائے ورنہ فروخت کر کے قیمت کو مرمت میں صرف کریں اور اگر رکھ چھوڑنے میں ضائع ہونے کا اندیشہ ہے جب بھی فروخت کر ڈالیں اور ثمن کو محفوظ رکھیں یہ چیزیں خود اُن لوگوں کو نہیں دی جاسکتیں جن پر وقف ہے۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: متولی نے وقف کے کام کرنے کے لیے کسی کو اجیر رکھا اور واجبی اُجرت سے چھٹا حصہ زیادہ کردیا مثلاً چھ آنے کی جگہ سات آنے دیے تو ساری اُجرت متولی کو اپنے پاس سے دینی پڑے گی اور اگر خفیف زیادتی[4] ہے کہ لوگ دھوکا کھا کر اُتنی زیادتی کردیا کرتے ہیں تو اسکا تاوان نہیں بلکہ ایسی صورت میں وقف سے اُجرت دلائی جائیگی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: کسی نے اپنی جائداد مصالح مسجد کے لیے وقف کی ہے تو امام، مؤذن، جاروب کش[6]، فراش[7]، دربان[8]، چٹائی، جانماز، قندیل[9]، تیل، روشنی کرنیوالا، وضو کا پانی، لوٹے، رسی، ڈول، پانی بھرنے والے کی اُجرت۔ اس قسم کے مصارف مصالح میں شمار ہوں گے۔[10] (درمختار) مسجد چھوٹی بڑی ہونے سے ضروریات و مصالح کا اختلاف ہوگا، مسجد کی آمدنی کثیر ہے کہ ضروریات سے بچ رہتی ہے تو عمدہ ونفیس[11] جانماز کا خریدنا بھی جائز ہے چٹائی کی جگہ دری یا

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... إلخ، ج٦، ص٦٧٣-٦٧٤.

2 ...... گرگئی۔

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الاول، ج٢، ص٣٦٩.

4 ...... معمولی اضافہ۔

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٥٦٨.

6 ...... جھاڑو دینے والا۔　7 ...... دریاں بچھانے والا۔　8 ...... چوکیدار۔　9 ...... ایک قسم کا فانوس۔

10 ...... "الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٥٦٩

11 ...... یعنی اچھے قسم کا۔

قالین کا فرش بچھا سکتے ہیں۔[1] (بحر)

مسجد ومدرسہ کے متعلقین کے وظائف

مسئلہ ۱۷: مدرسہ پر جائداد وقف کی تو مدرس کی تنخواہ، طلبہ کی خوراک، وظیفہ، کتاب، لباس وغیرہا میں جائداد کی آمدنی صرف کی جاسکتی ہے۔ وقف کے نگران، حساب کا دفتر اور محاسب[2] کی تنخواہ، یہ چیزیں بھی مصارف میں داخل ہیں۔ بلکہ وقف کے متعلق جتنے کام کرنے والوں کی ضرورت ہو سب کو وقف سے تنخواہ دی جائے گی۔

مسئلہ ۱۸: اوقاف سے جو ماہوار وظائف مقرر ہوتے ہیں یہ من وجہ اُجرت ہے اور من وجہ صلہ، اُجرت تو یوں ہے کہ امام و موذن کی اگر اثنائے سال میں وفات ہو جائے تو جتنے دن کام کیا ہے اُسکی تنخواہ ملے گی اور محض صلہ ہوتا تو نہ ملتی اور اگر پیشگی تنخواہ ان کو دیجا چکی ہے بعد میں انتقال ہو گیا یا معزول کر دیے گئے تو جو کچھ پہلے دے چکے ہیں وہ واپس نہیں ہوگا اور محض اُجرت ہوتی تو واپس ہوتی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: مدرسہ میں تعطیل کے جو ایام ہیں مثلاً جمعہ، منگل یا جمعرات، جمعہ، ماہ رمضان اور عید بقرعید کی تعطیلیں، جو عام طور پر مسلمانوں میں رائج و معمول ہیں ان تعطیلات کی تنخواہ کا مدرس مستحق ہے اور ان کے علاوہ اگر مدرسہ میں نہ آیا یا بلا وجہ تعلیم نہ دی تو اُس روز کی تنخواہ کا مستحق نہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: طالبعلم وظیفہ کا اُس وقت مستحق ہے کہ تعلیم میں مشغول ہو اور اگر دوسرا کام کرنے لگا یا بیکار رہتا ہے تو وظیفہ کا مستحق نہیں اگر چہ اُسکی سکونت مدرسہ ہی میں ہو اور اگر اپنے پڑھنے کے لیے کتاب لکھنے میں مشغول ہو گیا جس کا لکھنا ضروری تھا اس وجہ سے پڑھنے نہیں آیا تو وظیفہ کا مستحق ہے اور اگر وہاں سے مسافت سفر پر چلا گیا تو واپسی پر وظیفہ کا مستحق نہیں اور مسافت سفر سے کم فاصلہ کی جگہ پر گیا ہے اور پندرہ دِن وہاں رہ گیا جب بھی مستحق نہیں اور اِس سے کم ٹھہرا مگر جانا سیر و تفریح کے لیے تھا جب بھی مستحق نہیں اور اگر ضرورت کی وجہ سے گیا مثلاً کھانے کے لیے اُسکے پاس کچھ نہیں تھا اِس غرض سے گیا کہ وہاں سے کچھ چندہ وصول کر لائے تو وظیفہ کا مستحق ہے۔[5] (خانیہ)

---

1 ...... "البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج٥، ص٣٥٩.

2 ...... حساب وکتاب کرنے والا۔

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٥٦٩ـ٥٧٠.

4 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فی استحقاق القاضی...إلخ، ج٦، ص٥٧٠-٥٧١.

5 ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الوقف، ج٢، ص٣٢١.

مسئلہ ۲۱ مدرس یا طالبعلم حجِ فرض کے لیے گیا تو اس غیر حاضری کی وجہ سے معزول کیے جانے کا مستحق نہیں بلکہ اپنا وظیفہ[1] بھی پائے گا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۲ امام اپنے اعزہ[3] کی ملاقات کو چلا گیا اور ایک ہفتہ یا کچھ کم وبیش امامت نہ کرسکا یا کسی مصیبت یا استراحت کی وجہ سے امامت نہ کرسکا تو حرج نہیں اِن دنوں کا وظیفہ لینے کا مستحق ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳ امام نے اگر چندروز کے لیے کسی کو اپنا قائم مقام مقرر کردیا ہے تو یہ اُس کا قائم مقام ہے مگر وقف کی آمدنی سے اسکو کچھ نہیں دیا جاسکتا کیونکہ امام کی جگہ اس کا تقرر نہیں ہے اور جو کچھ امام نے اسکے لیے مقرر کیا ہے وہ امام سے لے گا اور خود امام نے اگر سال کے اکثر حصہ میں کام کیا ہے تو کل وظیفہ پانے کا مستحق ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴ امام ومؤذن کا سالانہ مقرر تھا اور اثناء سال[6] میں انتقال ہوگیا تو جتنے دنوں کام کیا ہے اُتنے دنوں کی تنخواہ کے مستحق ہیں انکے ورثہ کو دی جائے۔ اگرچہ اوقاف کی آمدنی آنے سے پہلے انتقال ہوگیا ہو۔ اور مدرس کا انتقال ہوگیا تو جتنے دنوں کام کیا ہے یہ بھی اتنے دنوں کی تنخواہ کا مستحق ہے اور دوسرے لوگ جن کو وقف سے وظیفہ ملتا ہے وہ اثناء سال میں فوت ہو جائیں اور وقف کی آمدنی ابھی نہیں آئی ہے تو وظیفہ کے مستحق نہیں اور فقرا پر جائداد وقف تھی اور جن فقیروں کو دینا ہے اُن کے نام لکھ لیے گئے اور رقم بھی برآمد کرلی گئی تو یہ لوگ جنکے نام پر رقم برآمد ہوئی مستحق ہوگئے، لہٰذا دینے سے پہلے ان میں سے کسی کا انتقال ہوگیا تو اُسکے وارث کو دیا جائے۔ یوہیں مکۂ معظمہ یا مدینہ طیبہ کو یا کسی دوسری جگہ کسی معین شخص کے نام جو رقم بھیجی گئی اگر وہاں پہنچنے سے پہلے اُس کا انتقال ہوگیا تو اُسکے ورثہ اس رقم کے مستحق ہیں۔ جو شخص اس رقم کو لے گیا وہ انھیں ورثہ کو دے دوسرے لوگوں کو نہ

---

1 ......بہارِ شریعت کے تمام نسخوں میں یہاں عبارت ایسے ہی مذکور ہے، غالباً یہاں کتابت کی غلطی ہے کیونکہ ''درمختار'' میں اس مقام پر اصل عبارت یوں ہے ''وظیفہ بھی نہ پائے گا''۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں ''ہمارے ائمہ نے صیغۂ تعلیم میں تصریح فرمائی کہ مدرس معمول کے علاوہ غیر حاضری پر تنخواہ کا مستحق نہیں اگرچہ وہ غیر حاضری حج فرض ادا کرنے کے لیے ہو''۔ (ملخصاً فتاوی رضویہ، ج۱٦، ص۲۰۹) اور حضرت علامہ مولانا مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں ''حج کی ادائیگی میں جو ایام صرف ہوئے ان ایام کی تنخواہ کا مطالبہ جائز نہیں اور ایسے مطالبہ کا منظور کرنا بھی جائز نہیں اس لئے کہ مدرس ان ایام کی تنخواہ کا مستحق نہیں''۔ (فتاوی فیض الرسول، ج۳، ص۱۳۷) ۔۔۔۔عِلْمِیه

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... إلخ، ج٦، ص٦٤٢.

3 ......رشتہ داروں۔

4 ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... إلخ، مطلب: فیما اذاقبض المعلوم... إلخ، ج٦، ص٦٤١.

5 ......المرجع السابق، ص٦٤٣.

6 ......سال کے دوران۔

دے۔[1] (ردالمحتار) امام ومؤذن میں سالانہ کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ ششماہی یا ماہوار تنخواہ ہو (جیسا کہ ہندوستان میں عموماً ماہوار تنخواہ ہوتی ہے سالانہ یا ششماہی اتفاقاً ہوتی ہے اور درمیان میں انتقال ہوجائے تو اتنے دنوں کی تنخواہ کا مستحق ہے۔

وقف تین قسم کا ہوتا ہے

مسئلہ ۲۵ وقف تین طرح ہوتا ہے صرف فقرا کے لیے وقف ہو مثلاً اس جائداد کی آمدنی خیرات کی جاتی رہے یا اغنیاء کے لیے پھر فقرا کے لیے۔ مثلاً نسلاً بعد نسل اپنی اولاد پر وقف کیا اور یہ ذکر کردیا کہ اگر میری اولاد میں کوئی نہ رہے تو اسکی آمدنی فقرا پر صرف کی جائے یا اغنیا وفقرا دونوں کے لیے جیسے کوآں، سرائے، مسافرخانہ، قبرستان، پانی پلانے کی سبیل، پل، مسجد کہ ان چیزوں میں عرفاً فقرا کی تخصیص نہیں ہوتی، لہٰذا اگر اغنیا کی تصریح نہ کرے جب بھی ان چیزوں سے اغنیا فائدہ اُٹھا سکتے ہیں اور ہسپتال پر جائداد وقف کی کہ اسکی آمدنی سے مریضوں کو دوائیں دی جائیں تو اس دوا کو اغنیا اس وقت استعمال کرسکتے ہیں جب واقف نے تعمیم کردی ہو کہ جو بیمار آئے اُسے دوا دی جائے یا اغنیا کی تصریح کردی ہو کہ امیر وغریب دونوں کو دوائیں دی جائیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۶ صرف اغنیا پر وقف جائز نہیں ہاں اگر اغنیا پر ہوا نکے بعد فقرا پر اور جن اغنیا پر وقف کیا جائے ان کی تعداد معلوم ہو تو جائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷ مسافروں پر وقف کیا یعنی وقف کی آمدنی مسافروں پر صرف ہو یہ وقف جائز ہے اور اسکے مستحق وہی مسافر ہیں جو فقیر ہوں جو مسافر مالدار ہوں وہ حقدار نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸ فقیروں یا مسکینوں پر وقف کیا تو یہ وقف مطلقاً صحیح ہے چاہے موقوف علیہ محصور ہوں یا غیر محصور اور اگر ایسا مصرف ذکر کیا جس میں فقیر وغنی دونوں پائے جاتے ہوں مثلاً قرابت والے پر وقف کیا تو اگر معین ہوں وقف صحیح ہے ورنہ نہیں، ہاں اگر وہ لفظ استعمال کے لحاظ سے حاجت پر دلالت کرتا ہو تو وقف صحیح ہے، مثلاً یتامٰی پر یا طلبہ پر وقف کیا کہ فقیر وغنی دونوں یتیم ہوتے ہیں اور دونوں طالبعلم ہوتے ہیں مگر عرف میں یہ دونوں لفظ حاجت مندوں پر بولے جاتے ہیں تو ان سے بھی وقف صحیح ہے اور وقف کی آمدنی صرف حاجت مند یتیم اور طلبہ کو دی جائے گی مالدار کو نہیں۔ یو ہیں اپاہج[5] اور اندھوں پر وقف بھی صحیح ہے

1. ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، مطلب: فی امام والمؤذن...إلخ، ج٦، ص٦٣٨-٦٤٠.
2. ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٦١٠-٦١١.
3. ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الاول، ج٢، ص٣٦٩.
4. ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الاول، ج٢، ص٣٦٩.
5. ......چلنے پھرنے سے معذور۔

اور صرف محتاجوں کو دیا جائے گا۔ یوہیں بیوگان[1] پر بھی وقف صحیح ہے اگر چہ یہ لفظ فقیر وغنی دونوں کو شامل ہے مگر استعمال میں اس سے عموماً احتیاج سمجھ آتی ہے۔ یوہیں فقہ وحدیث کے شغل رکھنے والوں پر بھی وقف صحیح ہے کہ یہ لوگ علمی شغل کی وجہ سے کسب میں مشغول نہیں ہوتے اور عموماً صاحب حاجت ہوتے ہیں۔[2] (فتح القدیر)

مسئلہ ۲۹ اوقاف میں نیا وظیفہ مقرر کرنے کا قاضی کو بھی اختیار نہیں یعنی ایسا وظیفہ جو واقف کے شرائط میں نہیں ہے تو شرائط کے خلاف مقرر کرنا بدرجۂ اولیٰ ناجائز ہوگا اور جسکے لیے مقرر کیا گیا اُسکو لینا بھی ناجائز ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۰ قاضی اگر کسی شخص کے لیے تعلیقی[4] وظیفہ جاری کرے تو ہوسکتا ہے مثلاً یہ کہا کہ اگر فلاں مرجائے یا کوئی جگہ خالی ہو تو میں نے اُس کی جگہ تجھ کو مقرر کردیا تو مرنے پر اسکا تقرر اُسکی جگہ پر ہوگیا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۱ اگر امور خیر[6] کے لیے وقف کیا اور یہ کہا کہ آمدنی سے پانی کی سبیل لگائی جائے[7] یا لڑکیوں اور یتامی[8] کی شادی کا سامان کردیا جائے یا کپڑے خرید کر فقیروں کو دیے جائیں یا ہر سال آمدنی صدقہ کردی جائے یا زمین وقف کی کہ اسکی آمدنی جہاد میں صرف کی جائے یا مجاہدین کا سامان کردیا جائے یا مُردوں کے کفن دفن میں صرف کی جائے یہ سب صورتیں جائز ہیں۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲ ایک وقف کی آمدنی کم ہے کہ جس مقصد سے جائداد وقف کی ہے وہ مقصد پورا نہیں ہوتا مثلاً جائداد وقف کی کہ اس کے کرایہ سے امام وموذن کی تنخواہ دی جائے مگر جتنا کرایہ آتا ہے اُس سے امام ومؤذن کی تنخواہ نہیں دی جاسکتی کہ اتنی کم تنخواہ پر کوئی رہتا ہی نہیں تو دوسرے وقف کی آمدنی اس پر صرف کی جاسکتی ہے، جبکہ دوسرا وقف بھی اِسی شخص کا ہو اور اُسی چیز پر وقف ہو مثلاً ایک مسجد کے متعلق اس شخص نے دو وقف کیے ایک کی آمدنی عمارت کے لیے اور دوسرے کی امام و مؤذن کی تنخواہ کے لیے اور اسکی آمدنی کم ہے تو پہلے وقف کی فاضل آمدنی امام ومؤذن پر صرف کی جاسکتی ہے اور اگر واقف

---

1. بیوہ عورتوں۔
2. "فتح القدیر"، کتاب الوقف، الفصل الثانی فی الموقوف علیه، ج٥، ص٤٥٣.
3. "الدرالمختار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، ج٦، ص٦٦٨.
4. مشروط۔
5. "الدرالمختار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، ج٦، ص٦٧١.
6. نیکی کے کاموں۔
7. یعنی راہ گیروں کو مفت پانی پلانے کا بندوبست کیا جائے۔
8. یتیموں۔
9. "الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الاول، ج٢، ص٣٦٩، ٣٧٠.

دونوں وقفوں کے دو ہوں مثلاً دو شخصوں نے ایک مسجد پر وقف کیا یا واقف [1] ایک ہی ہو مگر جہت وقف مختلف ہو مثلاً ایک ہی شخص نے مسجد و مدرسہ بنایا اور دونوں پر الگ الگ وقف کیا تو ایک کی آمدنی دوسرے پر صَرف [2] نہیں کر سکتے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۳ دو مکان وقف کیے ایک اپنی اولاد کے رہنے کے لیے اور دوسرا اس لیے کہ اِس کا کرایہ میری اولاد پر صرف ہوگا تو ایک کو دوسرے پر صرف نہیں کر سکتے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴ وقف سے امام کی جو کچھ تنخواہ مقرر ہے اگر وہ ناکافی ہے تو قاضی اُس میں اضافہ کرسکتا ہے اور اگر اتنی تنخواہ پر دوسرا امام مل رہا ہے مگر یہ امام عالم پرہیزگار ہے اُس سے بہتر ہے جب بھی اضافہ جائز ہے اور اگر ایک امام کی تنخواہ میں اضافہ ہوا اسکے بعد دوسرا امام مقرر ہوا تو اگر امام اول کی تنخواہ کا اضافہ اُسکی ذاتی بزرگی کی وجہ سے تھا جو دوسرے میں نہیں تو دوسرے کے لیے اضافہ جائز نہیں اور اگر وہ اضافہ کسی بزرگی وفضیلت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ ضرورت وحاجت کی وجہ سے تھا تو دوسرے کے لیے بھی تنخواہ میں وہی اضافہ ہوگا یہی حکم دوسرے وظیفہ پانے والوں کا بھی ہے کہ ضرورت کی وجہ سے اُنکی تنخواہوں میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

اولاد پر یا اپنی ذات پر وقف کا بیان

مسئلہ ۱ یوں کہا کہ اِس جائداد کو میں نے اپنے اوپر وقف کیا میرے بعد فلاں پر اُسکے بعد فقرا پر یہ وقف جائز ہے۔ یوہیں اپنی اولاد یا نسل پر بھی وقف کرنا جائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲ اپنی اولاد پر وقف کیا اُنکے بعد مساکین وفقرا پر تو جو اولاد آمدنی کے وقت موجود ہے اگرچہ وقف کے وقت موجود نہ تھی اُسے حصہ ملے گا اور جو وقف کے وقت موجود تھی اور اب مرچکی ہے اُسے حصہ نہیں ملے گا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳ اولاد نہیں ہے اور اولاد پر یوں وقف کیا کہ جو میری اولاد پیدا ہو وہ آمدنی کی مستحق ہے یہ وقف صحیح ہے اور اِس صورت میں جب تک اولاد پیدا نہ ہو وقف کی جو کچھ آمدنی ہوگی مساکین پر صرف ہوگی اور جب اولاد پیدا ہوگی تو اب جو کچھ

1 ......وقف کرنے والا۔ 2 ......خرچ۔

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٥٥٣.

4 ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فی نقل انقاض المسجد ونحوه، ج٦، ص٥٥٤.

5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، مطلب: فی زیادة القاضی...إلخ، ج٦، ص٦٦٩.

6 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الثالث، الفصل الثانی، ج٢، ص٣٧١.

7 ......المرجع السابق.

آمدنی ہوگی اس کو ملے گی۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۴ اولاد پر وقف کیا تو لڑکے اور لڑکیاں اور خنثیٰ[2] سب اس میں داخل ہیں اور لڑکوں پر وقف کیا تو لڑکیاں اور خنثیٰ داخل نہیں اور لڑکیوں پر وقف کیا تو لڑکے اور خنثیٰ داخل نہیں اور یوں کہا کہ لڑکے اور لڑکیوں پر وقف کیا تو خنثیٰ داخل ہے کہ وہ حقیقۃً لڑکا ہے یا لڑکی اگرچہ ظاہر میں کوئی جانب متعین نہ ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵ اپنی اُس اولاد پر وقف کیا جو موجود ہے اور نسلاً بعد نسل اسکی اولاد پر تو واقف کی جو اولاد وقف کرنے کے بعد پیدا ہوگی یہ اور اسکی اولاد حقدار نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۶ اولاد پر وقف کیا تو اُس اولاد کو حصہ ملے گا جو معروف النسب[5] ہو اور اگر اُسکا نسب صرف واقف کے اقرار سے ثابت ہوتا ہو تو آمدنی کی مستحق نہیں اسکی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے جائداد اولاد پر وقف کی اور وقف کی آمدنی آنے کے بعد چھ مہینے سے کم میں اسکی کنیز سے بچہ پیدا ہوا اس نے کہا یہ میرا بچہ ہے تو نسب ثابت ہو جائے گا۔ مگر اس آمدنی سے اسکو کچھ نہیں ملے گا۔ اور اگر منکوحہ[6] یا ام ولد سے چھ مہینہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو اپنے حصہ کا مستحق ہے۔ اور آمدنی سے چھ مہینے یا زیادہ میں پیدا ہو تو اِس آمدنی سے اس کو حصہ نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ اپنی نابالغ اولاد پر وقف کیا تو وہ مراد ہیں جو وقف کے وقت بچے ہوں اگرچہ آمدنی کے وقت جوان ہوں یا اندھی یا کانی[8] اولاد پر وقف کیا تو وقف کے دن جو اندھے اور کانے ہیں وہ مراد ہیں اگر وقف کے دن اندھا نہ تھا آمدنی کے دن اندھا ہوگیا تو مستحق نہیں اور اگر یوں وقف کیا کہ اسکی آمدنی کی مستحق میری وہ اولاد ہے جو یہاں سکونت رکھے تو آمدنی کے وقت یہاں جس کی سکونت ہوگی وہ مستحق ہے وقف کے دِن اگرچہ یہاں سکونت نہ تھی۔[9] (عالمگیری، فتح القدیر)

---

1 ...... "الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی الاولاد... إلخ، ج۲، ص۳۱۶.

2 ...... ہیجڑہ۔

3 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الثانی، ج۲، ص۳۷۱.

4 ...... المرجع السابق، ص۳۷۵.

5 ...... جس کا نسب لوگوں کو معلوم ہو۔

6 ...... بیوی۔

7 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الثانی، ج۲، ص۳۷۱-۳۷۲.

8 ...... ایک آنکھ والی۔

9 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الثانی، ج۲، ص۳۷۲.

و"فتح القدیر"، کتاب الوقف، الفصل الثانی فی الموقوف علیہ، ج۵، ص۴۵۳.

مسئلہ ۸ اپنی اولاد پر وقف کیا اور شرط کردی کہ جو یہاں سے چلا جائے اُسکا حصہ ساقط تو جانے کے بعد واپس آجائے تو بھی حصہ نہیں ملے گا ہاں اگر واقف نے یہ بھی شرط کی ہو کہ واپس ہونے پر حصہ ملے گا تو اب ملے گا۔ یوہیں اگر یہ شرط کی ہے کہ میری اولاد میں جولڑکی بیوہ ہوجائے اُس کو دیا جائے تو جب تک بیوہ ہونے پر نکاح نہ کریگی ملے گا اور نکاح کرنے پر نہیں ملے گا اگرچہ نکاح کے بعد اُسکے شوہر نے طلاق دیدی ہو مگر جب کہ واقف نے یہ شرط کردی ہو کہ پھر بے شوہر والی ہوجائے تو دیا جائے تو اب دیا جائے گا۔[1] (فتح القدیر)

مسئلہ ۹ اولادِ ذکور[2] اور ذکور کی اولاد[3] پر وقف کیا تو اِسی کے موافق تقسیم ہوگی اور اگر اولادِ ذکور کی اولادِ ذکور پر نسلاً بعد نسل وقف کیا تو لڑکیوں کو اس میں سے کچھ نہ ملے گا بلکہ اِس نسل میں جتنے لڑکے ہونگے وہی حقدار ہونگے۔ اور ذکور کا سلسلہ ختم ہونے پر فقرا پر صرف ہوگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰ اولاد میں جو حاجت مند ہوں اُن پر وقف کیا تو آمدنی کے وقت جو ایسے ہوں وہ مستحق ہونگے، اگرچہ وہ پہلے مالدار تھے اور جو پہلے حاجت مند تھے اور اب مالدار ہوگئے تو مستحق نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱ محتاج اولاد پر وقف کیا تھا اور آمدنی چند سال تک تقسیم نہیں ہوئی یہاں تک کہ مالدار محتاج ہوگئے اور محتاج مالدار تو تقسیم کے وقت جو محتاج ہوں اُن کو دیا جائے۔[6] (فتح القدیر)

مسئلہ ۱۲ اپنی اولاد میں جو عالم ہواُس پر وقف کیا تو غیر عالم کو نہیں ملے گا اور فرض کرو چھوٹا بچہ چھوڑ کر مر گیا جو بعد میں عالم ہوگیا تو جب تک عالم نہیں ہوا ہے اسے نہیں ملے گا۔ اور نہ اس زمانہ کی آمدنی کا حصہ اسکے لیے جمع رکھا جائے گا بلکہ اب سے حصہ پانے کا مستحق ہوگا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳ اگر اولاد[8] پر وقف کیا مگر نسلاً بعد نسل نہ کہا تو صرف صلبی[9] کو ملے گا اور صلبی اولاد ختم ہونے پر انکی

---

1 ......"فتح القدير"، كتاب الوقف،الفصل الثانی فی الموقوف عليه،ج٥،ص٤٥٣.

2 ......یعنی بیٹے۔ 3 ......یعنی بیٹوں کی اولاد۔

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف،الباب الثالث فی المصارف،الفصل الثانی،ج٢،ص٣٧٣.

5 ......المرجع السابق.

6 ......"فتح القدير"، كتاب الوقف،الفصل الثانی فی الموقوف عليه،ج٥،ص٤٥٣.

7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف،الباب الثالث فی المصارف،الفصل الثانی،ج٢،ص٣٧٣.

8 ......اُردو میں ایک کو اولاد بولتے ہیں اور یہ لفظ ہمارے یہاں کے محاورے میں ایسی جگہ بولا جاتا ہے جہاں عربی میں ولد بولتے ہیں ورنہ عربی میں اولاد کے لفظ کو صلبی کے ساتھ خصوصیت نہیں۔ ۱۲ منہ حفظہ ربہ

9 ......سگی اولاد، یعنی بیٹے، بیٹیاں۔

اولاد مستحق نہیں ہوگی، بلکہ حق مساکین ہے اور اس صورت میں اگر وقف کے وقت اُس شخص کی صلبی اولاد ہی نہ ہو اور پوتا موجود ہے تو پوتا ہی صلبی اولاد کی جگہ ہے کہ جب تک یہ زندہ ہے حقدار ہے اور نواسہ صلبی اولاد کی جگہ نہیں اور وقف کے بعد صلبی اولاد پیدا ہوگئی تو اب سے پوتا نہیں پائے گا، بلکہ صلبی اولاد مستحق ہے اور فرض کرو پوتا بھی نہ ہو مگر پرپوتا اور پرپوتے کا لڑکا ہو تو یہ دونوں حقدار ہیں۔[1] (خانیہ وغیرہ)

مسئلہ ۱۴ اولاد اور اولاد کی اولاد پر وقف کیا تو صرف دو ہی پشت تک کی اولاد حقدار ہے پوتے کی اولاد مستحق نہیں اور اس میں بھی بیٹی کی اولاد یعنی نواسے نواسیوں کا حق نہیں اور اگر یوں کہا کہ اولاد پھر اولاد کی اولاد پھر انکی اولاد یعنی تین پشتیں ذکر کر دیں تو یہ ایسا ہی ہے جیسے نسلاً بعد نسل اور بطناً بعد بطن کہتا کہ جب تک سلسلہ اولاد میں کوئی باقی رہے گا حقدار ہے اور نسل منقطع[2] ہو جائے تو فقرا کو ملے گا۔[3] (خانیہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۵ بیٹوں (صیغۂ جمع) پر وقف کیا اور دو یا زیادہ ہوں تو سب برابر برابر تقسیم کرلیں اور ایک ہی بیٹا ہو تو آمدنی میں نصف اسے دیں گے اور نصف فقرا کو اور اگر بیٹے اور بیٹے کی اولاد اور اسکی اولاد کی اولاد پر نسلاً بعد نسل وقف کیا تو بیٹے کی تمام اولادِ ذکور و اناث پر[4] برابر تقسیم ہوگا اور اگر وقف میں مرد کو عورت سے دونا[5] کہا ہو تو برابر نہیں دیں گے بلکہ اُس کے موافق دیں جیسا وقف میں مذکور ہے۔ پوتے اور پرپوتے دونوں کو برابر دیا جائے گا ہاں اگر واقف نے وقف میں یہ ذکر کر دیا ہو کہ بطن اعلی[6] کو دیا جائے وہ نہ ہوں تو اسفل[7] کو تو پوتے کے ہوتے ہوئے پرپوتے کو نہیں دیں گے بلکہ اگر ایک ہی پوتا ہو تو کل کا یہی حقدار ہے اسکے مرنے کے بعد تمام پوتے کی اولاد کو ملے گا اس پوتے کی اولاد کو بھی اور جو پوتے اس سے پہلے مر چکے ہیں اُن کی اولادوں کو بھی اور اگر یہ کہہ دیا ہو کہ بطن اعلیٰ میں جو مر جائے اُسکا حصہ اُسکی اولاد کو دیا جائے تو جو پوتا موجود ہے اُسے ملے گا اور جو مر گیا ہے اُوسکا حصہ اُس کی اولاد کو ملے گا۔[8] (عالمگیری)

---

1 ……"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف،فصل فی الوقف علی الاولاد...إلخ،ج۲،ص۳۱۳وغیرھا.

2 ……ختم۔

3 ……"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف،فصل فی الوقف علی الاولاد...إلخ،ج۲،ص۳۱٤وغیرھا.

4 ……یعنی بیٹوں۔ 5 ……دُگنا، ڈبل۔

6 ……بطن اعلی سے مراد قریبی نسل جیسے بیٹوں اور پوتوں کے ہوتے ہوئے بیٹے بطن اعلی ہوں گے۔

7 ……اسفل سے مراد یہ ہے کہ قریبی نسل کے اعتبار سے دوری پر ہوں جیسے پوتے، بیٹوں کے ہوتے ہوئے اسفل ہوں گے۔

8 ……"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف،الباب الثالث فی المصارف،الفصل الثانی،ج۲،ص۳۷٤-۳۷٦.

مسئلہ ۱۶ آمدنی آ گئی ہے مگر ابھی تقسیم نہیں ہوئی ہے کہ ایک حقدار مر گیا تو اسکا حصہ ساقط نہیں ہوگا، بلکہ اسکے ورثہ کو ملے گا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷ ایک شخص نے کہا میرے مرنے کے بعد میری یہ زمین مساکین پر صدقہ ہے اور یہ زمین ایک تہائی کے اندر ہے تو مرنے کے بعد اسکی آمدنی اس کی اولاد کو نہیں دی جاسکتی اگرچہ فقیر و محتاج ہو اور اگر صحت میں وقف کرے اور مابعد موت کی طرف مضاف نہ کرے پھر مر جائے اور اسکی اولاد میں ایک یا چند مسکین ہوں تو ان کو دینا بہ نسبت دوسرے مساکین کے زیادہ بہتر ہے مگر ہر ایک کو نصاب سے کم دیا جائے۔[2] (فتاویٰ قاضی خاں)

مسئلہ ۱۸ صحت میں فقرا پر وقف کیا اور واقف کے ورثہ فقیر ہوں تو ان کو دینا زیادہ بہتر ہے مگر اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ کل مال انھیں کو نہ دیا جائے بلکہ کچھ اِن کو دیا جائے اور کچھ غیروں کو اور اگر کل دیا جائے تو ہمیشہ نہ دیا جائے کہ کہیں لوگ یہ نہ سمجھنے لگیں کہ انھیں پر وقف ہے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۹ صحت میں جو وقف فقرا پر کیا گیا اُس کا مصرف اولاد کے بعد سب سے بہتر واقف[4] کی قرابت والے[5] ہیں پھر اسکے آزاد کردہ غلام پھر اُسکے پروس والے پھر اُسکے شہر کے وہ لوگ جو واقف کے پاس اُٹھنے بیٹھنے والے اُسکے دوست احباب تھے۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۲۰ اپنی اولاد پر وقف کیا اور انکے بعد فقرا پر اور اُسکی چند اولادیں ہیں ان میں سے کوئی مر جائے تو وقف کی کُل آمدنی باقی اولاد پر تقسیم ہوگی اور جب سب مر جائیں گے اُس وقت فقرا کو ملے گی۔ اور اگر وقف میں اولاد کا نام ذکر کر دیا ہو کہ میں نے اپنی اولاد فلاں وفلاں پر وقف کیا اور انکے بعد فقرا پر تو اِس صورت میں جو مرے گا اُس کا حصہ فقرا کو دیا جائے گا۔ اب باقیوں پر کُل تقسیم نہیں ہوگا۔[7] (خانیہ)

مسئلہ ۲۱ اپنی اولاد پر مکان وقف کیا ہے کہ یہ لوگ اُس میں سکونت رکھیں تو اس میں سکونت[8] ہی کر سکتے ہیں کرایہ

---

1 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الثانی، ج۲، ص۳۷۶.

2 ...... "الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی الاولاد... إلخ، ج۲، ص۳۱۵.

3 ...... المرجع السابق، فصل فی الوقف علی القرابات، ج۲، ص۳۲۰.

4 ...... وقف کرنے والا۔ 5 ...... قریبی رشتہ دار۔

6 ...... "الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی القرابات، ج۲، ص۳۲۰.

7 ...... المرجع السابق، فصل فی الوقف علی الاولاد... إلخ، ج۲، ص۳۱۶.

8 ...... رہائش۔

پر نہیں دے سکتے۔ اگرچہ اولاد میں صرف ایک ہی شخص ہے اور مکان اسکی ضرورت سے زیادہ ہے۔ اور اگر اسکی اولاد میں بہت سے اشخاص ہوں کہ سب اس میں سکونت نہیں کرسکتے جب بھی کرایہ پر نہیں دے سکتے بلکہ باہمی رضامندی سے نمبر وار ہر ایک اس میں سکونت کرسکتا ہے۔ اور اگر مکان موقوف بہت بڑا ہے جس میں بہت سے کمرے اور حجرے ہیں تو مردوں کی عورتیں اور عورتوں کے شوہر بھی رہ سکتے ہیں کہ مرد اپنی عورت اور نوکر چاکر کے ساتھ علٰیحدہ کمرہ میں رہے اور دوسرے لوگ دوسرے کمروں میں اور اگر اتنے کمرے اور حجرے نہ ہوں کہ ہر ایک علٰیحدہ سکونت کرے تو صرف وہی لوگ رہ سکتے ہیں جن پر وقف ہے یعنی اولاد ذکور کی بی بیاں اور اولاد اناث کے خاوند نہیں رہ سکتے۔[1] (فتح القدیر، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: اگر مکان موقوف تمام اولاد کے لیے ناکافی ہے بعض اس میں رہتے ہیں اور بعض نہیں تو نہ رہنے والے ساکنان سے[2] کرایہ نہیں لے سکتے نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اِتنے دِن تم رہ چکے ہو اور اب ہم رہیں گے۔ بلکہ اگر چاہیں تو انھیں کے ساتھ رہ لیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: اولاد کی سکونت کے لیے مکان وقف کیا ہے اِن میں سے ایک نے سارے مکان پر قبضہ کر رکھا ہے دوسرے کو گھسنے نہیں دیتا تو اس صورت میں ساکن[4] پر کرایہ دینا لازم ہے کہ یہ غاصب ہے اور غاصب کو ضمان دینا پڑتا ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: قرابت والوں پر وقف کیا تو وقف صحیح ہے اور مرد و عورت دونوں برابر کے حقدار ہیں۔ مرد کو عورت سے زیادہ حصہ نہیں دیا جائے گا اور قرابت والوں میں واقف کی اولاد بیٹے پوتے وغیرہ یا اُسکے اصول باپ دادا وغیرہ کا شمار نہ ہوگا یعنی ان کو حصہ نہیں ملے گا۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۲۵: قرابت والوں پر وقف کیا اور واقف کے چچا بھی ہیں اور ماموں بھی تو چچاؤں کو ملے گا ماموؤں کو نہیں اور ایک چچا اور دو ماموں ہوں تو آدھا چچا کو اور آدھے میں دونوں ماموؤں کو یہ جبکہ لفظ جمع (قرابت والوں) ذکر

1 ...."فتح القدیر"، کتاب الوقف، ج٥، ص٤٢٦.
و"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فیما اذا ضاقت الدار علی المستحقین، ج٦، ص٥٤٣.

2 ....مکان میں رہنے والوں سے۔

3 ...."الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فیما اذا ضاقت الدار علی المستحقین، ج٦، ص٥٤٣-٥٤٥.

4 ....مکان میں رہنے والے۔

5 ...."الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٥٤٣.

6 ...."الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی القرابات، ج٢، ص٣١٧.

کیا ہو اور اگر لفظ واحد قرابت والا کہا تو فقط چچا کو ملے گا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶ اپنی قرابت کے محتاجین وفقرا پر وقف کیا تو وقف صحیح اور قرابت والوں میں اُنھیں کو ملے گا جو محتاج وفقیر ہوں۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۲۷ مکان وقف کیا اور شرط یہ کردی کہ میری فلاں بیوہ جب تک نکاح نہ کرے اس میں سکونت کرے۔ واقف کے مرنے کے بعد اُسکی بیوہ نے نکاح کرلیا تو سکونت کا حق جاتا رہا اور نکاح کے بعد پھر بیوہ ہوگئی یا شوہر نے طلاق دیدی جب بھی حق سکونت عود نہ کرے گا[3]۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۸ متولی[5] کو وقف نامہ ملا جس میں یہ لکھا ہے کہ اِس محلّہ کے محتاجوں اور دیگر فقرا مسلمین پر صرف کیا جائے تو اِس محلّہ کے ہر مسکین کو ایک ایک حصہ دیا جائے اور دوسرے مسکینوں کا ایک حصہ اور محلّہ والا کوئی مسکین مرجائے تو اسکا حصہ ساقط۔ اور وہ حصہ باقیوں پر تقسیم ہو جائے گا۔ یہ اُسی وقت تک ہے کہ وقف نامہ جب لکھا گیا اُس وقت محلّہ میں جو مساکین تھے وہ جب تک زندہ رہیں اور وہ سب کے سب نہ رہے تو جیسے اس محلّہ کے مسکین ہیں ویسے ہی دوسرے مساکین یعنی اب جو محلّہ میں دوسرے مساکین ہونگے وہ ایک ایک حصہ کے حقدار نہیں ہیں بلکہ جتنا دیگر مساکین کو ملے گا اُتنا ہی اُن کو بھی ملے گا۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۲۹ اپنے پروس کے فقرا پر وقف کیا تو پروسی سے مراد وہ لوگ ہیں جو اُس محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں، اگرچہ اُن کا مکان واقف کے مکان سے متصل نہ ہو اور ایک شخص اُس محلّہ میں رہتا ہے مگر جس مکان میں رہتا ہے اُس کا مالک دوسرا شخص ہے جو یہاں نہیں رہتا تو مالک مکان پروسیوں میں شمار نہ ہوگا بلکہ وہ جس کی یہاں سکونت ہے۔ وقف کے وقت جو لوگ محلّہ میں تھے وہ مکان بیچ کر چلے گئے تو وہ پروسی نہ رہے بلکہ یہ ہیں جو اب یہاں رہتے ہیں۔[7] (خانیہ)

مسئلہ ۳۰ پروسیوں پر وقف کیا تھا اور خود واقف دوسرے شہر کو چلا گیا اگر وہاں مکان بنا کر مقیم ہوگیا[8] تو وہاں

---

1 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الثانی، ج۲، ص۳۷۹.

2 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی القرابات، ج۲، ص۳۱۷.

3 ......یعنی دوبارہ رہائش کا حق حاصل نہ ہوگا۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... إلخ، ج۶، ص۶۹۳.

5 ......وقف کا نگران۔

6 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی القرابات، ج۲، ص۳۲۰.

7 ......المرجع السابق.

8 ......یعنی مستقل رہائش اختیار کرلی۔

کے پروس والے مستحق ہیں پہلی جگہ جہاں تھا وہاں کے لوگ اب مستحق نہ رہے۔ اور اگر وہاں مکان نہیں بنایا ہے تو پہلی جگہ والے بدستور مستحق ہیں۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۳۱ ایک شخص نے اپنے شہر کے سادات[2] کے لیے جائداد وقف کی ایک سیّد صاحب وہاں سے دوسرے شہر کو چلے گئے اگر یہاں کا مکان بیچا نہیں اور دوسرے شہر میں مکان نہیں بنایا تو یہیں کے ساکن[3] ہیں اور وظیفہ کے مستحق ہیں۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۳۲ جن لوگوں پر جائداد وقف کی اُن سب نے انکار کردیا تو وقف جائز اور آمدنی فقرا پر تقسیم ہوگی اور اگر بعض نے انکار کیا اور واقف نے موقوف علیہ[5] کو جس لفظ سے ذکر کیا ہے وہ لفظ باقیوں پر بولا جاتا ہے تو کل آمدنی ان باقی لوگوں کو دی جائے گی۔ اور اگر وہ لفظ نہیں بولا جاتا تو جس نے انکار کردیا ہے اُس کا حصہ فقیر کو دیا جائے مثلاً یہ کہا کہ فلاں کی اولاد پر وقف کیا اور بعض نے انکار کردیا تو سب آمدنی باقیوں کو ملے گی اور اگر کہا زید وعمرو پر وقف کیا اور زید نے انکار کیا تو اس کا حصہ عمرو کو نہیں ملے گا بلکہ فقیر کو دیا جائے اور اگر کسی شخص کی اولاد پر وقف کیا تھا اور سب نے انکار کردیا اور آمدنی فقیروں کو دیدی گئی پھر نئی آمدنی ہوئی تو اس کو قبول نہیں کرسکتے یا اِن موجودین[6] نے انکار کردیا تھا مگر اُس شخص کے کوئی اور لڑکا پیدا ہوا اُسنے قبول کرلیا تو ساری آمدنی اِسی کو ملے گی۔[7] (فتح القدیر)

مسئلہ ۳۳ ایک شخص پر اپنی جائداد نسلاً بعد نسل[8] وقف کی اُس شخص نے کہا نہ میں اپنے لیے قبول کرتا ہوں نہ اپنی نسل کے لیے تو اپنے حق میں انکار صحیح ہے۔ اور اولاد کے حق میں صحیح نہیں۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴ موقوف علیہ نے پہلے رد کردیا تو اب قبول کرکے وقف کو واپس نہیں لے سکتا اور جب ایک سال اس نے قبول کرلیا تو پھر رد نہیں کرسکتا اور اگر یہ کہا کہ ایک سال کا قبول نہیں کرتا ہوں اور اُسکے بعد کا قبول کرتا ہوں تو اِس سال کی آمدنی دیگر مستحقین کو ملے گی پھر اِس کو ملے گی۔[10] (فتح القدیر)

---

1 ……"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی القرابات، ج۲، ص۳۲۱.

2 ……سیدزادوں۔ 3 ……رہنے والے، رہائشی۔

4 ……"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی القرابات، ج۲، ص۳۲۱.

5 ……جس پر وقف کیا۔ 6 ……موجود لوگ، حاضرین۔

7 ……"فتح القدیر"، کتاب الوقف، الفصل الثانی فی الموقوف علیه، ج۵، ص۴۵۱.

8 ……نسل درنسل۔

9 ……"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایةالوقف...إلخ، فصل فی کیفیة...إلخ، ج۲، ص۴۳۰.

10 ……"فتح القدیر"، کتاب الوقف، الفصل الثانی فی الموقوف علیه، ج۵، ص۴۵۱.

مسئلہ ۳۵ واقف ہی متولی بھی ہے وہ آمدنی کو اپنے ہاتھ سے اپنی قرابت والوں پر صرف کرتا ہے کسی کو کم کسی کو زیادہ جو اُسکے خیال میں آتا ہے اُسکے موافق دیتا ہے۔ اب وہ فوت ہوا اُس نے دوسرے کو متولی مقرر کیا اور یہ بیان نہیں کہ کس کو زیادہ دیتا تھا تو یہ متولی دوم اُنھیں لوگوں کو دے اور زیادتی کی رقم کا مصرف معلوم نہیں، لہٰذا اسے فقرا پر صرف کرے۔[1] (خانیہ)

مسجد کا بیان

مسئلہ ۱ مسجد ہونے کے لیے یہ ضرور ہے کہ بنانے والا کوئی ایسا فعل کرے یا ایسی بات کہے جس سے مسجد ہونا ثابت ہوتا ہو محض مسجد کی سی عمارت بنا دینا مسجد ہونے کے لیے کافی نہیں۔

مسئلہ ۲ مسجد بنائی اور جماعت سے نماز پڑھنے کی اجازت دیدی مسجد ہوگئی اگرچہ جماعت میں دو ہی شخص ہوں مگر یہ جماعت علی الاعلان یعنی اذان و اقامت کے ساتھ ہو۔ اور اگر تنہا ایک شخص نے اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھی اس طرح نماز پڑھنا جماعت کے قائم مقام ہے اور مسجد ہو جائے گی۔ اور اگر خود اِس بانی نے تنہا اس طرح نماز پڑھی تو یہ مسجدیت[2] کے لیے کافی نہیں کہ مسجدیت کے لیے نماز کی شرط اِس لیے ہے تاکہ عامۂ مسلمین کا قبضہ ہو جائے اور اس کا قبضہ تو پہلے ہی سے ہے، عامۂ مسلمین کے قائم مقام یہ خود نہیں ہوسکتا۔[3] (خانیہ، فتح القدیر، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳ یہ کہا کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا تو اس کہنے سے بھی مسجد ہو جائے گی۔[4] (تنویر)

مسئلہ ۴ مکان میں مسجد بنائی اور لوگوں کو اُس میں آنے اور نماز پڑھنے کی اجازت دیدی اگر مسجد کا راستہ علیحدہ کر دیا ہے تو مسجد ہوگئی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵ مسجد کے لیے یہ ضرور ہے کہ اپنی املاک سے اُسکو بالکل جدا کر دے اسکی ملک اُس میں باقی نہ رہے، لہٰذا نیچے اپنی دوکانیں ہیں یا رہنے کا مکان اور اوپر مسجد بنوائی تو یہ مسجد نہیں۔ یا اوپر اپنی دوکانیں یا رہنے کا مکان اور نیچے مسجد

---

1 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی القرابات، ج۲، ص۳۲۰.

2 ......مسجد ہونے۔

3 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل دارہٗ مسجدًا او خاناً...إلخ، ج۲، ص۲۹۶.

و"فتح القدیر"، کتاب الوقف، فصل اختص المسجد باحکام، ج۵، ص۴۴۳-۴۴۴.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فی احکام المسجد، ج۶، ص۵۴۶-۵۴۸.

4 ......"تنویر الأبصار"، کتاب الوقف، ج۶، ص۵۴۶.

5 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، الفصل الاول، ج۲، ص۴۵۴.

بنوائی تو یہ مسجد نہیں بلکہ اُسکی ملک ہے اور اُسکے بعد اُسکے ورثہ کی، اور اگر نیچے کا مکان مسجد کے کام کے لیے ہوا پنے لیے نہ ہوتو مسجد ہوگئی۔[1] (ہدایہ، تبیین وغیرہما) یوہیں مسجد کے نیچے کرایہ کی دکانیں بنائی گئیں یا اوپر مکان بنایا گیا جن کی آمدنی مسجد میں صرف ہوگی تو حرج نہیں یا مسجد کے نیچے ضرورت مسجد کے لیے تہ خانہ بنایا کہ اُس میں پانی وغیرہ رکھا جائے گا یا مسجد کا سامان اُس میں رہے گا تو حرج نہیں۔[2] (عالمگیری) مگر یہ اُس وقت ہے کہ قبل تمام مسجد دکانیں یا مکان بنالیا ہواور مسجد ہو جانے کے بعد نہ اُسکے نیچے دکان بنائی جاسکتی نہ اوپر مکان۔[3] (درمختار) یعنی مثلاً ایک مسجد کو منہدم کر کے[4] پھر سے اُسکی تعمیر کرانا چاہیں اور پہلے اُسکے نیچے دکانیں نہ تھیں اور اب اس جدید تعمیر میں دکان بنوانا چاہیں تو نہیں بناسکتے کہ یہ تو پہلے ہی سے مسجد ہے اب دکان بنانے کے یہ معنی ہونگے کہ مسجد کو دکان بنایا جائے۔

مسئلہ ۶ مسجد کے لیے عمارت ضرور نہیں یعنی خالی زمین اگر کوئی شخص مسجد کردے تو مسجد ہے، مثلاً مالک زمین نے لوگوں سے کہدیا کہ اس میں ہمیشہ نماز پڑھا کرو تو مسجد ہوگئی اور اگر ہمیشہ کا لفظ نہیں بولا مگر اُس کی نیت یہی ہے، جب بھی مسجد ہے اور اگر نہ لفظ ہے اور نہ نیت، مثلاً نماز پڑھنے کی اجازت دیدی اور نیت کچھ نہیں یا مہینہ یا سال بھر ایک دن کے لیے نماز پڑھنے کو کہا تو وہ زمین مسجد نہیں بلکہ اُسکی ملک[5] ہے، اُسکے مرنے کے بعد اُسکے ورثہ کی ملک ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ ایک مکان مسجد کے نام وقف تھا متولی نے اُسے مسجد بنادیا اور لوگوں نے چند سال تک اُس میں نماز بھی پڑھی پھر نماز پڑھنا چھوڑ دیا اب اُسے کرایہ کا مکان کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں۔ کیونکہ متولی کے مسجد کرنے سے وہ مسجد نہیں ہوا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۸ مریض نے اپنے مکان کو مسجد کردیا اگر وہ مکان مریض کے تہائی مال کے اندر ہے تو مسجد بنانا صحیح ہے مسجد ہوگیا اور اگر تہائی سے زائد ہے اور ورثہ نے اجازت دے دی جب بھی مسجد ہے اور ورثہ نے اجازت نہیں دی تو کُل کا کُل میراث ہے۔ اور مسجد نہیں ہوسکتا کہ اُس میں ورثہ بھی حقدار ہیں اور مسجد کو حقوق العباد سے جدا ہونا ضروری ہے۔ یوہیں ایک شخص

---

1 ......"الهداية"، كتاب الوقف، ج ٢، ص ٢٠.
و"تبيين الحقائق"، كتاب الوقف، ج ٤، ص ٢٧١، وغيرهما.
2 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوقف، الباب الحادى عشر فى المسجد، الفصل الاول، ج ٢، ص ٤٥٥.
3 ......"الدرالمختار"، كتاب الوقف، ج ٦، ص ٥٤٨ـ٥٤٩.
4 ......یعنی شہید کرکے۔　5 ......ملکیت۔
6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوقف، الباب الحادى عشر فى المسجد، الفصل الاول، ج ٢، ص ٤٥٥.
7 ......المرجع السابق، ص ٤٥٥ـ٤٥٦.

نے زمین خرید کر مسجد بنائی بائع کے علاوہ کوئی دوسرا شخص بھی اُس میں حقدار نکلا تو مسجد نہیں رہی اور اگر یہ وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میرا تہائی مکان مسجد بنادیا جائے تو وصیت صحیح ہے مکان تقسیم کرکے ایک تہائی کو مسجد کردیں گے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۹ اہل محلّہ یہ چاہتے ہیں کہ مسجد کو توڑ کر پہلے سے عمدہ و مستحکم[2] بنائیں تو بنا سکتے ہیں بشرطیکہ اپنے مال سے بنائیں مسجد کے روپے سے تعمیر نہ کریں اور دوسرے لوگ ایسا کرنا چاہتے ہوں تو نہیں کرسکتے اور اہل محلّہ کو یہ بھی اختیار ہے کہ مسجد کو وسیع کریں اُس میں حوض اور کوآں اور ضرورت کی چیزیں بنائیں وضو اور پینے کے لیے مٹکوں میں پانی رکھوائیں، جھاڑ،[3] ہانڈی،[4] فانوس وغیرہ لگائیں۔ بانی مسجد[5] کے ورثہ کو منع کرنے کا حق نہیں جب کہ وہ اپنے مال سے ایسا کرنا چاہتے ہوں اور اگر بانی مسجد اپنے پاس سے کرنا چاہتا ہے اور اہل محلّہ اپنی طرف سے تو بانی مسجد بہ نسبت اہل محلّہ کے زیادہ حقدار ہے۔ حوض اور کوآں بنوانے میں یہ شرط ہے کہ اُنکی وجہ سے مسجد کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔[6] (ردالمحتار) اور یہ بھی ضرور ہے کہ پہلے جتنی مسجد تھی اُسکے علاوہ دوسری زمین میں بنائے جائیں مسجد میں نہیں بنائے جاسکتے۔

مسئلہ ۱۰ امام و مؤذن مقرر کرنے میں بانی مسجد یا اُسکی اولاد کا حق بہ نسبت اہل محلّہ کے زیادہ ہے مگر جب کہ اہل محلّہ نے جس کو مقرر کیا وہ بانی مسجد کے مقررہ کردہ سے اولیٰ ہے تو اہل محلّہ ہی کا مقرر کردہ امام ہوگا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۱ اہل محلّہ کو یہ بھی اختیار ہے کہ مسجد کا دروازہ دوسری جانب منتقل کردیں اور اگر اِس باب میں رائیں مختلف ہوں تو جس طرف کثرت ہو اور اچھے لوگ ہوں اُنکی بات پر عمل کیا جائے۔[8] (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۲ مسجد کی چھت پر امام کے لیے بالاخانہ بنانا چاہتا ہے اگر قبل تمام مسجدیت[9] ہو تو بنا سکتا ہے اور مسجد ہو

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، الفصل الاول، ج۲، ص۴۵۶.

2 ......خوبصورت اور مضبوط۔

3 ......ایک قسم کا فانوس جو مکانات میں روشنی اور زیبائش کے لئے لٹکایا جاتا ہے۔

4 ......ایک قسم کا شیشے کا برتن جس میں شمع جلا کر روشنی کرتے ہیں۔

5 ......مسجد تعمیر کرانے والے۔

6 ......"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب فی احكام المسجد، ج۶، ص۵۴۸.

7 ......"الدر المختار"، كتاب الوقف، فصل: يراعی شرط الواقف...إلخ، ج۶، ص۶۵۹-۶۶۰.

8 ......"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطلب: فی احكام المسجد، ج۶، ص۵۴۸.

و"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، الفصل الاول، ج۲، ص۴۵۶.

9 ......مسجد کے مکمل ہونے سے پہلے۔

جانے کے بعد نہیں بنا سکتا، اگرچہ کہتا ہو کہ مسجد ہونے کے پہلے سے میری نیت بنانے کی تھی بلکہ اگر دیوار مسجد پر حجرہ بنانا چاہتا ہو تو اسکی بھی اجازت نہیں یہ حکم خود واقف اور بانی مسجد کا ہے، لہٰذا جب اسے اجازت نہیں تو دوسرے بدرجۂ اولیٰ نہیں بنا سکتے، اگر اس قسم کی کوئی ناجائز عمارت چھت یا دیوار پر بنادی گئی ہو تو اُسے گرادینا واجب ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: مسجد کا کوئی حصّہ کرایہ پر دینا کہ اسکی آمدنی مسجد پر صَرف[2] ہوگی حرام ہے اگرچہ مسجد کو ضرورت بھی ہو۔ یوہیں مسجد کو مسکن[3] بنانا بھی ناجائز ہے۔ یوہیں مسجد کے کسی جز کو حجرہ میں شامل کرلینا بھی ناجائز ہے۔[4] (درمختار، فتح القدیر)

مسئلہ ۱۴: مصلیوں[5] کی کثرت کی وجہ سے مسجد تنگ ہوگئی اور مسجد کے پہلو میں کسی شخص کی زمین ہے تو اُسے خرید کر مسجد میں اضافہ کریں اور اگر وہ نہ دیتا ہو تو واجبی قیمت دیکر جبراً اُس سے لے سکتے ہیں۔ یوہیں اگر پہلوئے مسجد میں کوئی زمین یا مکان ہے جو اس مسجد کے نام وقف ہے یا کسی دوسرے کام کے لیے وقف ہے تو اُسکو مسجد میں شامل کر کے اضافہ کرنا جائز ہے البتہ اسکی ضرورت ہے کہ قاضی سے اجازت حاصل کرلیں۔ یوہیں اگر مسجد کے برابر وسیع راستہ ہو اُس میں سے اگر کچھ جز مسجد میں شامل کرلیا جائے جائز ہے۔ جبکہ راستہ تنگ نہ ہوجائے اور اُس کی وجہ سے لوگوں کا حرج نہ ہو۔[6] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: مسجد تنگ ہوگئی ایک شخص کہتا ہے مسجد مجھے دیدو اسے میں اپنے مکان میں شامل کرلوں اور اسکے عوض[7] میں وسیع اور بہتر زمین تمھیں دیتا ہوں تو مسجد کو بدلنا جائز نہیں۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: مسجد بنائی اور شرط کردی کہ مجھے اختیار ہے کہ اسے مسجد رکھوں یا نہ رکھوں تو شرط باطل ہے اور وہ مسجد ہوگئی یعنی مسجدیت کے ابطال کا[9] اُسے حق نہیں۔ یوہیں مسجد کو اپنے یا اہل محلّہ کے لیے خاص کردے تو خاص نہ ہوگی دوسرے محلّہ

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب فی احکام المسجد، ج٦، ص٥٤٩-٥٥٠.

2 ......خرچ۔ 3 ......رہنے کی جگہ۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٥٥٠.

و"فتح القدیر"، کتاب الوقف، ج٥، ص٤٢٢.

5 ......نمازیوں۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، الفصل الاول، ج٢، ص٤٥٦-٤٥٧.

و"رد المحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فی جعل شیء من المسجد طریقاً، ج٦، ص٥٧٨-٥٨١.

7 ......بدلے۔

8 ......الفتاوی الهندية"، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، الفصل الاول، ج٢، ص٤٥٧.

9 ......مسجدیت کے ختم کرنے کا۔

والے بھی اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں اسے روکنے کا کچھ اختیار نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: مسجد کے آس پاس جگہ ویران ہوگئی وہاں لوگ رہے نہیں کہ مسجد میں نماز پڑہیں[2] یعنی مسجد بالکل بیکار ہوگئی جب بھی وہ بدستور مسجد ہے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ اُسے توڑ پھوڑ کر اُسکے اینٹ پتھر وغیرہ اپنے کام میں لائے یا اُسے مکان بنالے۔ یعنی وہ قیامت تک مسجد ہے۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۸: مسجد کی چٹائی جانماز وغیرہ اگر بیکار ہوں اور اِس مسجد کے لیے کار آمد نہ ہوں تو جس نے دیا ہے وہ جو چاہے کرے اُسے اختیار ہے اور مسجد ویران ہوگئی کہ وہاں لوگ رہے نہیں تو اُس کا سامان دوسری مسجد کو منتقل کردیا جائے بلکہ ایسی منہدم ہوجائے اور اندیشہ ہو کہ اِس کا عملہ[4] لوگ اوٹھالے جائیں گے اور اپنے صرف میں لائیں گے تو اسے بھی دوسری مسجد کی طرف منتقل کردینا جائز ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: جاڑے کے موسم میں مسجد میں پَیال[6] ڈلوایا تھا، جاڑے نکل جانے کے بعد بیکار ہوگئے تو جس نے ڈلوایا اُسے اختیار ہے جو چاہے کرے اور اُس نے مسجد سے نکلوا کر باہر ڈلوادیے تو جو چاہے لے جاسکتا ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: بعض لوگ مسجد میں جو پیال بچھا ہے اِسے سقایہ[8] کی آگ جلانے کے کام میں لاتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ یوہیں سقایہ کی آگ گھر لیجانا یا اوس سے چلم[9] بھرنا یا سقایہ کا پانی گھر لیجانا یہ سب ناجائز ہے، ہاں جس نے پانی بھروایا اور گرم کرایا ہے اگر وہ اسکی اجازت دیدے تو لیجاسکتے ہیں، جبکہ اُس نے اپنے پاس سے صرف کیا ہے اور مسجد کا پیسہ صرف کیا ہو تو اسکی اجازت بھی نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۲۱: مسجد کی اشیا مثلاً لوٹا چٹائی وغیرہ کو کسی دوسری غرض میں استعمال نہیں کرسکتے مثلاً لوٹے میں پانی بھر کر اپنے گھر نہیں لیجاسکتے اگرچہ یہ ارادہ ہو کہ پھر واپس کرجاوں گا اُسکی چٹائی اپنے گھر یا کسی دوسری جگہ بچھانا ناجائز ہے۔ یوہیں مسجد کے

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، الفصل الاول، ج۲، ص۴۵۷۔۴۵۸.

2 ...... پڑھیں۔

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الوقف، ج٦، ص٥٥٠ وغيره.

4 ...... ملبہ، سامان۔

5 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الوقف، مطب: فيما لو خرب المسجدأوغيرهٗ، ص٥٥١.

6 ...... چاولوں یا گندم کی سوکھی فصل جس سے غلہ نکال لیا ہو، پرالی، پرال۔

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، الفصل الاول، ج۲، ص۴۵۸-۴۵۹.

8 ...... مسجد میں پانی گرم کرنے کا برتن وغیرہ۔

9 ...... حقہ۔

ڈول رسی سے اپنے گھر کے لیے پانی بھرنا یا کسی چھوٹی سے چھوٹی چیز کو بے موقع اور بے محل استعمال کرنا ناجائز ہے۔

مسئلہ ۲۲ تیل یا موم بتی مسجد میں جلانے کے لیے دی اور بچ رہی تو دوسرے دِن کام میں لائیں اور اگر خاص دِن کے لیے دی ہے مثلاً رمضان یا شب قدر کے لیے تو بچی ہوئی مالک کو واپس دی جائے امام مؤذن کو بغیر اجازت لینا جائز نہیں، ہاں اگر وہاں کا عرف[1] ہو کہ بچی ہوئی امام و مؤذن کی ہے تو اجازت کی ضرورت نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳ ایک شخص نے اپنے تہائی مال کی وصیت کی کہ نیک کاموں میں صرف کیا جائے تو اس مال سے مسجد میں چراغ جلایا جاسکتا ہے مگر اُتنے ہی چراغ اِس مال سے جلائے جاسکتے ہیں جتنے کی ضرورت ہے ضرورت سے زیادہ محض تزیین[3] کے لیے اس رقم سے نہیں جلائے جاسکتے۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۲۴ ایک شخص نے اپنی جائداد اس طرح وقف کی ہے کہ اس کی آمدنی مسجد کی عمارت و مرمت میں لگائی جائے اور جو بچ رہے فقرا پر صرف کی جائے۔ اور وقف کی آمدنی بچی ہوئی موجود ہے اور مسجد کو اس وقت تعمیر کی حاجت بھی نہیں ہے اگر یہ گمان ہو کہ جب مسجد میں تعمیر و مرمت کی ضرورت ہوگی اُس وقت تک ضرورت کے لائق اسکی آمدنی جمع ہو جائے گی تو اس وقت جو کچھ جمع ہے فقرا پر صرف کردیا جائے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۲۵ مسجد منہدم ہوگئی[6] اور اسکے اوقاف کی آمدنی اتنی موجود ہے کہ اِس سے پھر مسجد بنائی جاسکتی ہے تو اِس آمدنی کو تعمیر میں صرف[7] کرنا جائز ہے۔[8] (خانیہ)

مسئلہ ۲۶ مسجد کے اوقاف کی آمدنی سے متولی نے کوئی مکان خریدا اور یہ مکان مؤذن یا امام کو رہنے کے لیے دیدیا اگر ان کو معلوم ہے تو اس میں رہنا مکروہ و ممنوع ہے۔ یوہیں مسجد پر جو مکان اس لیے وقف ہیں کہ اُن کا کرایہ مسجد میں صرف ہوگا یہ مکان بھی امام و مؤذن کو رہنے کے لیے نہیں دے سکتا اور دے دیا تو ان کو رہنا منع ہے۔[9] (خانیہ)

---

1 ...... رسم و رواج، لوگوں کی عادت۔

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فی الوقف اذا خرب ولم یمکن عمارتہ، ج۶، ص۵۷۸.

3 ...... صرف آرائش و خوبصورتی۔

4 ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل دارہ مسجداً او خاناً...إلخ، ج۲، ص۲۹۷.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... شہید ہوگئی۔

7 ...... خرچ۔

8 ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل دارہ مسجداً او خاناً...إلخ، ج۲، ص۲۹۷.

9 ...... المرجع السابق. ص۲۹۸.

مسئلہ ۲۷ متولی نے اگر مسجد کے لیے چٹائی، جانماز، تیل وغیرہ خریدا اگر واقف نے متولی کو یہ سب اختیارات دیے ہوں یا کہہ دیا ہو کہ مسجد کی مصلحت کے لیے جو چاہو خریدو یا معلوم نہ ہو کہ متولی کو ایسی اجازت دی ہے مگر اس سے پہلا متولی یہ چیزیں خریدتا تھا تو اسکا خریدنا، جائز ہے اور اگر معلوم ہے کہ صرف عمارت کے متعلق اختیار دیا ہے تو خریدنا، ناجائز ہے۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۲۸ مسجد بنائی اور کچھ سامان لکڑیاں اینٹیں وغیرہ بچ گئیں تو یہ چیزیں عمارت ہی میں صرف کی جائیں انکو فروخت کرکے تیل چٹائی میں صرف نہیں کرسکتے۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۲۹ مسجد کے لیے چندہ کیا اور اس میں سے کچھ رقم اپنے صرف میں لایا اگرچہ یہی خیال ہے کہ اس کا معاوضہ اپنے پاس سے دے دے گا جب بھی خرچ کرنا ناجائز ہے۔ پھر اگر معلوم ہے کہ کس نے وہ روپیہ دیا تھا تو اُسے تاوان دے یا اُس سے اجازت لے کر مسجد میں تاوان صرف کرے اور معلوم نہ ہو کہ کس نے دیا تھا تو قاضی کے حکم سے مسجد میں تاوان صرف کرے اور خود بغیر اِذن قاضی مسجد میں اُس تاوان کو صرف کردیا تو امید ہے کہ اِس کے وبال سے بچ جائے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۳۰ مسجد یا مدرسہ پر کوئی جائداد وقف کی اور ہنوز[4] وہ مسجد یا مدرسہ موجود بھی نہیں مگر اس کے لیے جگہ تجویز کرلی ہے تو وقف صحیح ہے اور جب تک اُس کی تعمیر نہ ہو وقف کی آمدنی فقرا پر صرف کی جائے اور جب بن جائے تو پھر اس پر صرف ہو۔[5] (فتح القدیر)

مسئلہ ۳۱ مسجد کے لیے مکان یا کوئی چیز ہبہ کی[6] تو ہبہ صحیح ہے اور متولی کو قبضہ دلا دینے سے ہبہ تمام ہوجائے گا اور اگر کہا یہ سو روپے مسجد کے لیے وقف کیے تو یہ بھی ہبہ ہے بغیر قبضہ ہبہ تمام نہیں ہوگا۔ یوہیں درخت مسجد کو دیا تو اس میں بھی قبضہ ضروری ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲ مؤذن و جاروب کش[8] وغیرہ کو متولی اُسی تنخواہ پر نوکر رکھ سکتا ہے جو واجبی طور پر ہونی چاہیئے اور اگر اتنی زیادہ تنخواہ مقرر کی جو دوسرے لوگ نہ دیتے تو مال وقف سے اس تنخواہ کا ادا کرنا جائز نہیں اور دیگا تو تاوان دینا پڑیگا بلکہ اگر مؤذن

---

1 ......"الفتاوى الخانية"، كتاب الوقف، باب الرجل يجعل دارهٔ مسجداً او خاناً...إلخ، ج۲، ص۳۰۰.

2 ......"الفتاوى الخانية"، كتاب الوقف، فصل فى الفاظ الوقف، ج۲، ص۲۹۵.

3 ......"الفتاوى الخانية"، كتاب الوقف، باب الرجل يجعل دارهٔ مسجداً او خاناً...إلخ، ج۲، ص۳۰۱-۳۰۲.

4 ......ابھی۔

5 ......"فتح القدير"، كتاب الوقف، ج۵، ص۴۲۹.

6 ......فی سبیل اللہ دی۔

7 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوقف، الباب الحادى عشر فى المسجد وما يتعلق به، الفصل الثانى، ج۲، ص۴۶۰.

8 ......جھاڑو دینے والا۔

وغیرہ کو معلوم ہے کہ مال وقف سے یہ تنخواہ دیتا ہے تو لینا بھی جائز نہیں۔[1] (فتح القدیر)

مسئلہ ۳۳ متولی مسجد بے پڑھا شخص ہے اُس نے حساب کتاب کے لیے ایک شخص کو نوکر رکھا تو مال وقف سے اُس کو تنخواہ دینا جائز نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴ مسجد کی آمدنی سے دکان یا مکان خریدنا کہ اس کی آمدنی مسجد میں صرف ہوگی اور ضرورت ہوگی تو بیع کر دیا جائے گا یہ جائز ہے جبکہ متولی کے لیے اس کی اجازت ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵ مسجد کے لیے اوقاف ہیں[4] مگر کوئی متولی نہیں اہل محلّہ میں سے ایک شخص اس کی دیکھ بھال اور کام کرنے کے لیے کھڑا ہوگیا اور اس وقف کی آمدنی کو ضروریات مسجد میں صرف کیا تو دیانۃً اس پر تاوان نہیں۔[5] (عالمگیری) اور ایسی صورت کا حکم یہ ہے کہ قاضی کے پاس درخواست دیں وہ متولی مقرر کر دیگا مگر چونکہ آجکل یہاں اسلامی سلطنت[6] نہیں اور نہ قاضی ہے اس مجبوری کی وجہ سے اگر خود اہل محلّہ کسی کو منتخب[7] کرلیں کہ وہ ضروریاتِ مسجد کو انجام دے تو جائز ہے کیونکہ ایسا نہ کرنے میں وقف کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔

مسئلہ ۳۶ مسجد کا متولی موجود ہو تو اہل محلّہ کو اوقاف مسجد میں تصرف کرنا[8] مثلاً دکانات وغیرہ کو کرایہ پر دینا جائز نہیں مگر اُنھوں نے ایسا کرلیا اور مسجد کے مصالح[9] کے لحاظ سے یہی بہتر تھا تو حاکم اُن کے تصرف کو نافذ کر دے گا۔[10] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷ مسجد کے اوقاف بیچ کر اُس کی عمارت پر صرف کر دینا ناجائز ہے اور وقف کی آمدنی سے کوئی مکان خریدا تھا تو اسے بیچ سکتے ہیں۔[11] (عالمگیری)

---

1 ...... "فتح القدیر"، کتاب الوقف، الفصل الاول فی المتولی، ج٥، ص٤٥٠.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق به، الفصل الثانی، ج٢، ص٤٦١.

3 ...... المرجع السابق، ص٤٦٢.

4 ...... وقف کی جائیداد اور دیگر مال وقف وغیرہ۔

5 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق به، الفصل الثانی، ج٢، ص٤٦٣.

6 ...... اسلامی حکومت۔ 7 ...... مقرر۔ 8 ...... عمل دخل کرنا۔ 9 ...... تعمیر و مرمت، مصلحتوں۔

10 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق به، الفصل الثانی، ج٢، ص٤٦٣.

11 ...... المرجع السابق، ص٤٦١.

مسئلہ ۳۸ مسجد کے نام ایک زمین وقف تھی اور وہ اب کاشت کے قابل نہ رہی یعنی اُس سے آمدنی نہیں ہوتی کسی نے اُس میں تالاب کھدوالیا کہ عامہ مسلمین[1] اِس سے فائدہ اُٹھائیں اُس کا یہ فعل ناجائز ہے اور اُس تالاب میں نہانا اور دھونا اور اُس کے پانی سے فائدہ اُٹھانا ناجائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹ مسلمانوں پر کوئی حادثہ آپڑا جس میں روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہے اور اس وقت روپیہ کی کوئی سبیل[3] نہیں ہے مگر اوقاف مسجد کی آمدنی جمع ہے اور مسجد کو اس وقت حاجت بھی نہیں تو بطور قرض مسجد سے رقم لی جاسکتی ہے۔[4] (عالمگیری)

قبرستان وغیرہ کا بیان

مسئلہ ۱ قبروں کے لیے زمین وقف کی تو وقف صحیح ہے اور اصح یہ ہے کہ وقف کرنے سے ہی واقف کی ملک سے خارج ہوگئی اگرچہ نہ ابھی مردہ دفن کیا ہو اور نہ اپنے قبضہ سے نکال کر دوسرے کو قبضہ دلا لیا ہو۔[5]

مسئلہ ۲ زمین قبرستان کے لیے وقف کی اور اس میں بڑے بڑے درخت ہیں تو درخت وقف میں داخل نہیں واقف یا اُسکے ورثہ کی ملک ہے۔ یوہیں اُس زمین میں عمارت ہے تو یہ بھی وقف میں داخل نہیں۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۳ گاؤں والوں نے قبرستان کے لیے زمین وقف کی اور مردے بھی اس میں دفن کیے پھر اسی گاؤں کے کسی شخص نے اس زمین میں اس لیے مکان بنایا کہ تختے وغیرہ قبرستان کے ضروریات اُس میں رکھے جائینگے اور وہاں حفاظت کے لیے کسی کو مقرر کردیا اگر یہ سب کام تنہا اُسی نے دوسروں کے بغیر مرضی کیے یا بعض دوسرے بھی راضی تھے تو اگر قبرستان میں وسعت ہے تو کوئی حرج نہیں یعنی جبکہ یہ مکان قبروں پر نہ بنا ہو اور مکان بننے کے بعد اگر اِس زمین کی مردہ دفن کرنے کے لیے ضرورت پڑگئی تو عمارت اُٹھوادی جائے۔[7] (خانیہ)

مسئلہ ۴ وقفی قبرستان میں جس طرح غریب لوگ اپنے مردے دفن کرسکتے ہیں، مالدار بھی دفن کرسکتے ہیں فقرا کی

---

1 ......عام مسلمان۔

2 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق به، الفصل الثانی، ج۲، ص٤٦٤.

3 ......کوئی ذریعہ۔

4 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق به، الفصل الثانی، ج۲، ص٤٦٤.

5 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل دارهٗ مسجداً...إلخ، ج۲، ص۲۹٦.

6 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی المقابر والرباطات، ج۲، ص۳۱۰.

7 ......المرجع السابق.

تخصیص نہیں۔[1] (تبیین)

مسئلہ ۵ کفار کا قبرستان ہے اُسے مسلمان اپنا قبرستان بنانا چاہتے ہیں اگر اُن کے نشانات مٹ چکے ہیں ہڈیاں بھی گل گئی ہیں تو حرج نہیں اور اگر ہڈیاں باقی ہیں تو کھود کر پھینک دیں اور اب اسے قبرستان بنا سکتے ہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶ مسلمانوں کا قبرستان ہے جس میں قبر کے نشان بھی مٹ چکے ہیں ہڈیوں کا بھی پتہ نہیں جب بھی اس کو کھیت بنانا یا اس میں مکان بنانا ناجائز ہے اور اب بھی وہ قبرستان ہی ہے، قبرستان کے تمام آداب بجالائے جائیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ قبرستان میں کسی نے اپنے لیے قبر کھودوا رکھی ہے اگر قبرستان میں جگہ موجود ہے تو دوسرے کو اُس قبر میں دفن کرنا نہ چاہیے اور جگہ موجود نہ ہو تو دوسرے لوگ اپنا مردہ اس میں دفن کر سکتے ہیں۔ بعض لوگ مسجد میں جگہ گھیرنے کے لیے پہلے سے رومال رکھ دیتے ہیں یا مصلّٰی بچھا دیتے ہیں اگر مسجد میں جگہ ہو تو دوسرے کا رومال یا جانماز ہٹا کر بیٹھنا نہ چاہیے اور جگہ نہ ہو تو بیٹھ سکتا ہے۔[4] (فتاویٰ قاضی خاں)

مسئلہ ۸ زمین مملوک میں[5] بغیر اجازت مالک کسی نے مردہ دفن کر دیا تو مالک زمین کو اختیار ہے کہ مردہ کو نکلوا دے یا زمین برابر کر کے کھیتی کرے۔[6] (خانیہ)

قبرستان وغیرہ میں درخت کے احکام

مسئلہ ۹ قبرستان میں کسی نے درخت لگائے تو یہی شخص ان درختوں کا مالک ہے اور درخت خودرو[7] ہیں یا معلوم نہیں کس نے لگائے تو قبرستان کے قرار پائیں گے یعنی قاضی کے حکم سے بیچ کر اسی قبرستان کی درستی میں صَرف کیا جائے۔[8] (عالمگیری)

---

1 ......"تبیین الحقائق"، کتاب الوقف، ج ٤، ص ٢٧٣.

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثاني عشر في الرباطات والمقابر...إلخ، ج ٢، ص ٤٦٩.

3 ......المرجع السابق، ص ٤٧١ـ٤٧٠.

4 ......"الفتاوى الخانية"، كتاب الوقف، فصل في المقابر والرباطات، ج ٢، ص ٣١٠.

5 ......جو زمین کسی کی ملکیت میں ہو اس میں۔

6 ......"الفتاوى الخانية"، كتاب الوقف، فصل في المقابر والرباطات، ج ٢، ص ٣١٠.

7 ......قدرتی پیدا ہونے والے درخت، اپنے آپ اُگے ہوئے۔

8 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثاني عشر في الرباطات والمقابر...إلخ، ج ٤، ص ٤٧٣ـ٤٧٤.

مسئلہ ۱۰ مسجد میں کسی نے درخت لگائے تو درخت مسجد کا ہے لگانے والے کا نہیں اور زمین موقوفہ میں کسی نے درخت لگائے اگر یہ شخص اس زمین کی نگرانی کے لیے مقرر ہے یا واقف نے درخت لگایا اور وقف کا مال اس پر صرف کیا یا اپنا ہی مال صرف کیا مگر کہہ دیا کہ وقف کے لیے یہ درخت لگایا تو ان صورتوں میں وقف کا ہے ورنہ لگانے والے کا۔ درخت کاٹ ڈالے جڑیں باقی رہ گئیں اِن جڑوں سے پھر درخت نکل آیا تو یہ اُسی کی مِلک ہے جسکی مِلک میں پہلا تھا۔[1] (خانیہ، فتح القدیر، عالمگیری)

مسئلہ ۱۱ وقفی زمین کرایہ پر لی اور اس میں درخت بھی لگا دیے تو درخت اِسی کے ہیں اسکے بعد اسکے ورثہ کے اور اجارہ فسخ ہونے پر[2] اس کو اپنا درخت نکال لینا ہوگا۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۲ مسجد میں انار یا امرود وغیرہ پھلدار درخت ہے مصلیوں[4] کو اسکے پھل کھانا جائز نہیں بلکہ جس نے بویا ہے وہ بھی نہیں کھا سکتا کہ درخت اُسکا نہیں بلکہ مسجد کا ہے، پھل بیچ کر مسجد پر صرف کیا جائے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۱۳ مسافر خانہ میں پھلدار درخت ہیں، اگر ایسے درخت ہوں جن کے پھلوں کی قیمت نہیں ہوتی تو مسافر کھا سکتے ہیں اور قیمت والے پھل ہوں تو احتیاط یہ ہے کہ نہ کھائے۔[6] (عالمگیری) یہ سب اُس صورت میں ہے کہ معلوم نہ ہو کہ درخت لگانے والے کی کیا نیت تھی یا معلوم ہو کہ مسجد یا مسافر خانہ کے لیے لگایا ہے اور اگر معلوم ہو کہ عام مسلمانوں کے کھانے کے لیے لگایا ہے تو جس کا جی چاہے کھالے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۴ وقفی مکان میں وقفی درخت ہو تو درخت بیچ کر مکان کی مرمت میں لگانا جائز نہیں بلکہ مکان کی مرمت خود اس مکان کے کرایہ سے ہوگی۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵ وقفی مکان میں پھلدار درخت ہو تو کرایہ دار کو اُسکے پھل کھانا جائز نہیں جبکہ وقف کے لیے درخت

---

1 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الأشجار، ج۲، ص۳۰۸.
و"فتح القدیر"، کتاب الوقف، فصل اختص المسجد بأحکام، ج۵، ص۴۴۹.
و"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر...إلخ، ج۲، ص۴۷۴.
2 ......ٹھیکہ ختم ہونے کے بعد۔
3 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الأشجار، ج۲، ص۳۰۸.
4 ......نمازیوں۔
5 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الأشجار، ج۲، ص۳۰۸.
6 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر...إلخ، ج۲، ص۴۷۳.
7 ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف فی إجارته، ج۶، ص۶۶۴.
8 ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف فی إجارته، مطلب: استأجر داراً فیھا أشجار، ج۶، ص۶۶۴.

لگائے ہوں یا درخت لگانے والے کی نیت معلوم نہ ہو۔[1] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۶ وقفی درخت کا کچھ حصہ خشک ہوگیا کچھ باقی ہے تو خشک کو اُس مصرف میں خرچ کریں جہاں اُسکی آمدنی خرچ ہوتی ہے۔[2] (بحر)

مسئلہ ۱۷ سڑک اور گزرگاہ پر درخت اس لیے لگائے گئے کہ راہگیر اس سے فائدہ اُٹھائیں تو یہ لوگ انکے پھل کھاسکتے ہیں۔ اورامیروغریب دونوں کھاسکتے ہیں۔ یوہیں جنگل اورراستہ میں جو پانی رکھا ہو یا سبیل کا پانی[3] ہے ہر ایک پی سکتا ہے جنازہ کی چارپائی امیروغریب دونوں کام میں لاسکتے ہیں۔ اورقرآن مجید میں ہر شخص تلاوت کرسکتا ہے۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۱۸ کوئیں کے پانی کی روک ٹوک نہیں خود بھی پی سکتے ہیں جانور کو بھی پلاسکتے ہیں۔ پانی پینے کے لیے سبیل لگائی ہے تو اس سے وضو نہیں کرسکتے اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو اور وضو کے لیے وقف ہو تو اُسے پی نہیں سکتے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹ ایک مکان قبرستان پر وقف ہے یہ مکان منہدم ہوکر[6] کھنڈر ہوگیا اور کسی کام کا نہ رہا پھر کسی شخص نے اپنے مال سے اِس جگہ میں مکان بنایا تو صرف عمارت اسکی ہے، زمین کا مالک نہیں۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰ حاجیوں کے ٹھہرنے کے لیے مکان وقف کیا ہے تو دوسرے لوگ اِس میں نہیں ٹھہر سکتے اورحج کا موسم ختم ہونے کے بعد کرایہ پر دیا جائے اوراُس کی آمدنی مرمت میں خرچ کی جائے، اس سے بچ جائے تو مساکین پر صرف کردی جائے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱ زمین خرید کر راستہ کے لیے وقف کردی کہ لوگ چلیں گے یا سڑک بنوادی یہ وقف صحیح ہے۔ اُس کے ورثہ دعویٰ نہیں کرسکتے۔ یوہیں پل بنا کر وقف کیا تو یہ پل کی عمارت وقف ہے۔[9] (خانیہ)

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج٥، ص٣٤١، ٣٤٢.

2 ......المرجع السابق، ص٣٤٢.

3 ......راستے میں مفت پلایا جانے والا پانی۔

4 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الأشجار، ج٢، ص٣٠٨.

5 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر...إلخ، ج٢، ص٤٦٥.

6 ......گرکر۔

7 ......"ردالمحتار"،

8 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر...إلخ، ج٢، ص٤٦٥، ٤٦٦.

9 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل دارهٗ مسجداً...إلخ، ج٢، ص٢٩٩.

وقف میں شرائط کا بیان

واقف [1] کو اختیار ہے جس قسم کی چاہے وقف میں شرط لگائے اور جو شرط لگائے گا اُس کا اعتبار ہوگا۔ ہاں ایسی شرط لگائی جو خلاف شرع [2] ہے تو یہ شرط باطل ہے۔ اور اِس کا اعتبار نہیں۔ [3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱: چند جگہوں میں واقف کی شرط کا اعتبار نہیں بلکہ اُس کے خلاف عمل کیا جائے گا مثلاً اُس نے یہ شرط لکھ دی کہ جائداد اگرچہ بیکار ہو جائے اُس کا تبادلہ نہ کیا جائے تو اگر قابل انتفاع [4] نہ رہے تبادلہ کیا جائے گا اور شرط کا لحاظ نہیں کیا جائے گا۔ یا یہ شرط ہے کہ متولی کو قاضی معزول نہیں کرسکتا یا وقف میں قاضی وغیرہ کوئی مداخلت نہ کرے کوئی اس کی نگرانی نہ کرے یہ شرط بھی باطل ہے کہ نااہل کو قاضی ضرور معزول کردے گا۔ وقف کی قاضی کی طرف سے نگرانی ضرور ہوگی یا یہ شرط ہے کہ وقف کی زمین یا مکان ایک سال سے زیادہ کے لیے کسی کو کرایہ پر نہ دیا جائے اور ایک سال کے لیے کرایہ پر کوئی لیتا نہیں، زیادہ دنوں کے لیے لوگ مانگتے ہیں یا ایک سال کے لیے دیا جائے تو کرایہ کی شرح [5] کم ملتی ہے اور زیادہ دنوں کے لیے دیا جائے تو زیادہ شرح سے ملے گا تو قاضی کو جائز ہے واقف کی شرط کی پابندی نہ کرے مگر متولی شرط کے خلاف نہیں کرسکتا یا یہ شرط کی کہ اس کی آمدنی فلاں مسجد کے سائل کو دی جائے تو متولی دوسرے مسجد کے سائل کو یا بیرون مسجد [6] جو سائل ہیں اُن کو یا غیر سائل کو بھی دے سکتا ہے یا یہ شرط کی کہ ہر روز فقیروں کو اِس قدر روٹی گوشت دیا جائے تو روٹی گوشت کی جگہ قیمت بھی دے سکتا ہے۔ [7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: مکان وقف کیا یوں کہ فلاں شخص کو اس کی آمدنی دی جائے اور یہ شرط کی کہ مرمت خود موقوف علیہ کے [8] ذمہ ہے۔ تو وقف صحیح ہے اور شرط صحیح نہیں کہ مرمت اس کے ذمہ نہیں بلکہ آمدنی سے کی جائے گی۔ [9] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: واقف نے یہ شرط کی ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں کُل آمدنی یا اسکے اتنے جز کا میں مستحق ہوں اور میرے بعد فقرا کو ملے یا یہ شرط کہ آمدنی سے میرا قرض ادا کیا جائے پھر فقرا کو۔ یا یہ کہ میری زندگی تک میں لوں گا پھر قرض ادا ہوگا پھر فقرا کو

---

1 ...... وقف کرنے والا۔ 2 ...... شریعت کے خلاف۔

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فی نقل کتب... إلخ، ج٦، ص٥٦١.

4 ...... نفع حاصل کرنے کے قابل۔ 5 ...... مقدار، بھاؤ۔ 6 ...... مسجد سے باہر۔

7 ...... "ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فی اشتراط الإدخال والإخراج، ج٦، ص٥٩١-٥٩٣.

8 ...... جس پر مکان وقف کیا اس کے۔

9 ...... "ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: من له إستغلال... إلخ، ج٦، ص٥٧٦.

یہ سب صورتیں جائز ہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴ فقط اتنا ہی کہا کہ اللہ (عزوجل) کے لیے یہ صدقہ موقوفہ ہے، اِس شرط پر کہ جب تک میں زندہ رہوں آمدنی میں لوں گا تو وقف صحیح ہے کہ اگرچہ اس میں تابید[2] نہیں ہے، نہ فقرا کا ذکر ہے مگر لفظ صدقہ سے تابید اور بعد میں فقرا ہی کے لیے ہونا سمجھا جاتا ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵ واقف نے اپنے لیے شرط کی کہ اسکی آمدنی میں خود بھی کھاؤں گا اور دوست احباب مہمانوں کو بھی کھلاؤں گا اِس سے جو بچے فقرا کے لیے ہے اور اِسی طرح اپنی اولاد کے لیے نسلاً بعد نسل یہی شرط لگائی تو وقف و شرط دونوں جائز۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ٦ یہ شرط کی ہے کہ اپنے اوپر اور اپنی اولاد و خدام[5] پر خرچ کروں گا اور وقف کا غلہ آیا اسے بیچ ڈالا اور ثمن پر قبضہ بھی کرلیا مگر خرچ کرنے سے پہلے مرگیا تو یہ رقم ترکہ[6] ہے وارثوں کا حق ہے فقرا اور وقف والوں کا حق نہیں۔[7] (فتح القدیر)

مسئلہ ۷ وقف میں یہ شرط کی کہ فلاں وارث کو وقف کی آمدنی سے بقدر کفایت[8] دیا جائے تو جب تک یہ تنہا ہے تنہا کے لائق مصارف[9] دیے جائیں اور جب بال بچوں والا ہو جائے تو اتنا دیا جائے کہ سب کے لیے کافی ہو کہ ان سب کے مصارف اُسی کے ساتھ شمار ہونگے۔[10] (عالمگیری)

وقف میں تبادلہ کی شرط

مسئلہ ۸ واقف جائداد موقوفہ کے تبادلہ کی شرط لگا سکتا ہے کہ میں یا فلاں شخص جب مناسب جانیں گے اس کو دوسری جائداد سے بدل دیں گے اِس صورت میں یہ دوسری جائداد اُس موقوفہ کے قائم مقام ہوگی اور تمام وہ شرائط جو وقف نامہ میں تھے وہ سب اس میں جاری ہونگے اگرچہ وقف نامہ میں یہ نہ ہو کہ بدلنے کے بعد دوسری پہلی کے قائم

---

1 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الرابع فیما یتعلق با لشرط فی الوقف، ج ۲، ص ۳۹۸.

2 ......ہمیشہ کے لیے ہونا۔

3 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الرابع فیما یتعلق با لشرط فی الوقف، ج ۲، ص ۳۹۸.

4 ......المرجع السابق.

5 ......نوکر چاکر۔

6 ......میت کا چھوڑا ہوا مال، وراثت کا مال۔

7 ......"فتح القدیر"، کتاب الوقف، ج ۵، ص ٤۳۹.

8 ......یعنی اتنی مقدار جس سے ضروریات پوری ہوسکیں۔

9 ......اخراجات۔

10 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الثامن، ج ۲، ص ۳۹۷.

مقام ہوگی اور اسکے تمام شرائط اس میں جاری ہوں گے۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۹ تبادلہ کی شرط وقف نامہ میں تھی اِس بنا پر تبادلہ کرلیا تو اب دوبارہ اِس جائداد کے بدلنے کا حق نہیں ہے۔ ہاں اگر شرط کے ایسے الفاظ ہوں جن سے عموم سمجھا جاتا ہے مثلاً میں جب کبھی چاہوں گا تبادلہ کرلیا کروں گا تو ایک بار کے تبادلہ سے حق ساقط نہیں ہوگا۔[2] (فتح القدیر)

مسئلہ ۱۰ واقف نے یہ شرط کی کہ میں جب چاہوں گا اسے بیچ ڈالوں گا یا جتنے داموں[3] میں چاہوں گا بیچ ڈالوں گا یا بیچ کر اُس ثمن[4] سے غلام خریدوں گا تو ان سب صورتوں میں وقف ہی باطل ہے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۱۱ یہ شرط ہے کہ متولی کو اختیار ہے جب چاہے اِس جائداد کو بیچ ڈالے اور اسکے داموں سے دوسری زمین خریدلے تو یہ شرط جائز ہے اور ایک دفعہ تبادلہ کا حق حاصل ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۲ وقف میں صرف تبادلہ مذکور ہے یہ نہیں ہے کہ مکان یا زمین سے تبادلہ کروں گا تو اختیار ہے مکان سے تبادلہ کرے یا زمین سے اور اگر مکان کا لفظ ہے تو زمین سے تبادلہ نہیں کرسکتا اور زمین ہے تو مکان سے نہیں ہوسکتا اور اگر یہ ذکر نہ ہو کہ فلاں جگہ کی جائداد سے تبادلہ کروں گا تو جہاں کی جائداد سے چاہے تبادلہ کرسکتا ہے اور معین کردیا ہے تو وہیں کی جائداد سے تبادلہ ہوسکتا ہے دوسری جگہ کی جائداد سے نہیں۔[7] (عالمگیری، خانیہ، فتح القدیر)

مسئلہ ۱۳ وقفی مکان کو دوسرے مکان سے بدلنا اُس وقت جائز ہے کہ دونوں مکان ایک ہی محلّہ میں ہوں یا وہ محلّہ اِس سے بہتر ہو۔ اور عکس ہو یعنی یہ اُس سے بہتر ہے تو ناجائز ہے۔[8] (بحرالرائق)

---

1 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوقف، الباب الرابع فیما یتعلق با لشرط فی الوقف، ج۲، ص۳۹۹، وغیرہ.

2 ......"فتح القدیر"، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۳۹.

3 ......قیمت۔ 4 ......حاصل ہونے والی رقم۔

5 ......"الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الوقف، فصل فی مسائل الشرط فی الوقف، ج۲، ص۳۰۶.

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج۶، ص۵۹۰.

7 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوقف، الباب الرابع فیما یتعلق با لشرط فی الوقف، ج۲، ص۴۰۰.
و"الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الوقف، فصل فی مسائل الشرط فی الوقف، ج۲، ص۳۰۶.
و"فتح القدیر"، کتاب الوقف، ج۵، ص۳۴۰.

8 ......"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج۵، ص۳۷۳.

مسئلہ ۱۴: یہ شرط تھی کہ میں تبادلہ کروں گا اور خود نہ کیا بلکہ وکیل سے کرایا تو بھی جائز ہے اور مرتے وقت وصیّت کر گیا تو وصی تبادلہ نہیں کرسکتا اور اگر یہ شرط تھی کہ میں اور فلاں شخص مل کر تبادلہ کریں گے تو تنہا وہ شخص تبادلہ نہیں کرسکتا اور یہ تنہا کرسکتا ہے۔[1] (فتح القدیر)

مسئلہ ۱۵: اگر وقف نامہ میں یہ ہو کہ جو کوئی اِس وقف کا متولی ہو وہ تبادلہ کرسکتا ہے تو ہر ایک متولی کو یہ اختیار حاصل رہے گا۔ اور اگر واقف نے یہ شرط کردی کہ فلاں شخص کو اس کے تبادلہ کا اختیار ہے تو واقف کی زندگی تک اُس کو اختیار ہے۔ بعد میں نہیں ہاں اگر یہ مذکور ہے کہ میری وفات کے بعد بھی اُسے اختیار ہے تو بعد میں بھی رہے گا۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۱۶: متولی[3] کو تبادلہ کا اختیار اُسی وقت حاصل ہوگا کہ متولی کے لیے تبادلہ کی تصریح[4] ہو اور اگر متولی کے لیے تبادلہ کی شرط مذکور ہے اور خود واقف نے اپنے لیے ذکر نہیں کی جب بھی واقف تبادلہ کرسکتا ہے۔[5] (فتح القدیر)

مسئلہ ۱۷: ثمن سے بیع کی اجازت ہو اور اتنی کم قیمت پر بیع کی کہ اور لوگ ایسی چیز اتنی قیمت پر نہیں بیچتے تو بیع باطل ہے۔ اور اگر واجبی قیمت پر بیع ہوئی یا کچھ خفیف کمی[6] ہے تو بیع جائز ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: وقفی زمین بیچ ڈالی اور ثمن پر قبضہ بھی کرلیا اس کے بعد مر گیا اور ثمن کی نسبت بیان نہیں کیا کہ کیا ہوا تو یہ ثمن اُس پر دَین ہے اُس کے ترکہ سے وصول کریں گے۔ یوہیں اگر معلوم ہے کہ اُس نے ہلاک کردیا جب بھی دَین ہے اور اگر اُس نے خود نہیں ہلاک کیا ہے بلکہ اُس کے پاس سے ضائع ہوگیا تو تاوان نہیں اور اب وقف باطل ہوگیا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: وقف کو بیع کیا تھا مگر کسی وجہ سے بیع جاتی رہی تو دوبارہ پھر بیع کرسکتا ہے اور اگر پھر اِسی نے اُسے خرید لیا تو دوبارہ بیع نہیں کرسکتا مگر جبکہ عموم کے ساتھ تبادلہ کا اختیار ہو تو دوبارا بھی کرسکتا ہے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: وقفی زمین بیع کر ڈالی اور ثمن سے دوسری زمین خریدی مگر جو زمین بیع کی تھی اُس میں کوئی عیب ظاہر

---

1 ......"فتح القدير"، كتاب الوقف، ج٥، ص٤٤٠.

2 ......"الفتاوى الخانية" كتاب الوقف، فصل في مسائل الشرط في الوقف، ج٢، ص٣٠٧.

3 ......مالِ وقف کی نگرانی کرنے والا۔

4 ......وضاحت، واضح طور پر بیان ہو۔

5 ......"فتح القدير"، كتاب الوقف، ج٥، ص٤٣٩.

6 ......تھوڑی سی کمی۔

7 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوقف، الباب الرابع فيما يتعلق بالشرط، ج٢، ص٤٠٠.

8 ......المرجع السابق. ص٤٠١.

9 ......المرجع السابق.

ہوا جس کی وجہ سے قاضی نے واپس کرنے کا حکم دیا تو یہ بدستور وقف ہے۔ اور جو دوسری زمین خریدی تھی وہ وقف نہیں اُسے جو چاہے کرے اور اگر قاضی نے واپسی کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ اس نے خود اپنی مرضی سے واپس کر لی تو یہ وقف نہیں ہے بلکہ اس کی ملک ہے اور وقفی زمین وہی ہے جو اسے بیچ کر خریدی تھی۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۲۱ وقفی زمین کو کسی نے غصب کر لیا اور غاصب ہی کے ہاتھ میں زمین تھی کہ دریا برد[2] ہو گئی اور غاصب سے تاوان لیا گیا تو اِس روپے سے دوسری زمین خریدی جائے گی۔ اور یہ زمین وقف قرار پائے گی اور اس وقف میں تمام وہ شرائط ملحوظ ہونگے جو پہلی میں تھے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۲۲ وقف کو کسی نے غصب کر لیا ہے اور اسکے پاس گواہ نہیں کہ وقف کو ثابت کرے اور غاصب اُسکے معاوضہ میں روپیہ دینے کو تیار ہے تو روپیہ لے کر دوسری زمین خرید کر وقف کے قائم مقام کر دیں۔[4] (ردالمحتار)

وقف میں تبادلہ کا ذکر نہ ہو تو تبادلہ کی شرطیں

مسئلہ ۲۳ واقف نے وقف میں استبدال[5] کو ذکر نہیں کیا یا عدم استبدال[6] کو ذکر کر دیا ہے مگر وقف بالکل قابل انتفاع[7] نہ رہا یعنی اتنی بھی آمدنی نہیں ہوتی جو وقف کے مصارف کے لیے کافی ہو تو ایسے وقف کا تبادلہ جائز ہے مگر اسکے لیے چند شرطیں ہیں۔

① غبن فاحش کے ساتھ بیع[8] نہ ہو۔

② تبادلہ کرنے والا قاضی عالم باعمل ہو جس کے تصرفات[9] کی نسبت لوگوں کو اطمینان ہو سکے۔

③ تبادلہ غیر منقول[10] سے ہو روپے اشرفی سے نہ ہو۔

④ ایسے سے تبادلہ نہ کرے جس کی شہادت اس کے حق میں نامقبول ہو۔

---

1 ......"الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الوقف، فصل فی مسائل الشرط فی الوقف، ج۲، ص۳۰۶.

2 ......دریا بہا کر لے گیا یعنی ڈوب گئی۔

3 ......"الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الوقف، فصل فی مسائل الشرط فی الوقف، ج۲، ص۳۰۵.

4 ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: لا یستبدل العامر الا فی أربع، ج۶، ص۵۹۴.

5 ......تبادلہ کرنے۔ 6 ......تبادلہ نہ کرنے۔

7 ......نفع حاصل کرنے کے قابل۔ 8 ......خرید و فروخت۔

9 ......معاملات۔ 10 ......یعنی ایسی چیز جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جا سکے۔

⑤ ایسے شخص سے تبادلہ نہ کرے، جس کا اس پر دَین ہو۔

⑥ دونوں جائدادیں ایک ہی محلّہ میں ہوں یا وہ ایسے محلّہ میں ہو کہ اِس محلّہ سے بہتر ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: وقف اگر قابل انتفاع ہے یعنی اُسکی آمدنی ایسی ہے کہ مصارف[2] سے بچ رہتی ہے اور اُس کے بدلے میں ایسی زمین ملتی ہے جس کا نفع زیادہ ہے تو جب تک واقف نے تبادلہ کی شرط نہ کی ہو تبادلہ نہ کریں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: وقف نامہ میں پہلے یہ لکھا کہ میں نے اسے وقف کیا اِس کو نہ بیع کیا جائے نہ ہبہ کیا جائے وغیرہ وغیرہ پھر آخر میں یہ لکھا کہ متولی کو یہ اختیار ہے کہ اسے بیچ کر دوسری زمین خرید کر اِس کی جگہ پر وقف کردے تو اگرچہ پہلے لکھ چکا ہے کہ بیع نہ کی جائے مگر اس کی بیع جائز ہے کہ آخر کلام اول کلام کا ناسخ[4] یا موضح[5] ہے اور اگر عکس کیا یعنی پہلے تو یہ لکھا کہ متولی کو بیع واستبدال[6] کا اختیار ہے مگر آخر میں لکھ دیا کہ بیع نہ کی جائے تو اب بدلنا جائز نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: واقف[8] نے یہ شرط کردی ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں متولی کو اسکے تبادلہ کا اختیار ہے تو واقف کے انتقال کے بعد تبادلہ نہیں ہوسکتا۔[9] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۷: واقف نے یہ شرط کی کہ اسکی آمدنی صرف کرنے کا مجھے اختیار ہے میں جہاں چاہوں گا صرف کروں گا تو شرط جائز ہے اور اُسے اختیار ہے کہ مساکین کو دے یا اُس سے حج کرائے یا کسی مالدار شخص کو دے ڈالے۔[10] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: وقف میں یہ شرط ہے کہ اگر میں چاہوں گا اسے بیچ کر دوسری زمین خریدوں گا یہ لفظ نہیں ہے کہ خرید کر اُسکی جگہ پر کردوں گا اِس شرط کے ساتھ بھی وقف صحیح ہے اگر زمین بیچے گا تو زرِثمن اُسکے قائم مقام ہوگا پھر جب دوسری زمین خریدے گا تو وہ پہلی کے قائم مقام ہوجائے گی۔[11] (خانیہ)

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف،مطلب:فی اشتراط الإدخال والإخراج،ج٦،ص٥٩١.

2 ......اخراجات۔

3 ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف،مطلب:فی شروط الإستبدال،ج٦،ص٥٩٢.

4 ......منسوخ کرنے والا۔ 5 ......وضاحت کرنے والا۔ 6 ......خرید وفروخت اور تبادلہ کرنے۔

7 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الوقف،الباب الرابع فیما یتعلق با لشرط فی الوقف،ج٢،ص٤٠٢.

8 ......وقف کرنے والا۔

9 ......"البحرالرائق"، کتاب الوقف،ج٥،ص٣٧٢.

10 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الوقف،الباب الرابع فیما یتعلق با لشرط فی الوقف،ج٢،ص٤٠٢.

11 ......"الفتا وی الخانية"، کتاب الوقف،فصل فی مسائل الشرط فی الوقف،ج٢،ص٣٠٥.

مسئلہ ۲۹ اپنی جائداد اولاد پر وقف کی اور یہ شرط کردی کہ جو کوئی مذہب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منتقل ہوجائے گا وہ وقف سے خارج ہوگا تو اس شرط کی پابندی ہوگی اور فرض کرو ایک نے دوسرے پر دعوے کیا کہ اس نے مذہب حنفی سے خروج کیا اور مدعیٰ علیہ[1] انکار کرتا ہے تو مدعی[2] کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا اور گواہوں سے ثابت نہ کرسکے تو مدعیٰ علیہ کا قول معتبر ہے اور اگر یہ شرط ہے کہ جو مذہب اہلسنت سے خارج ہو وہ وقف سے خارج اور اُن میں کوئی رافضی، خارجی، وہابی وغیرہ ہوگیا تو وقف سے نکل گیا۔ یو ہیں اگر کھلم کھلا مرتد ہوگیا جب بھی خارج ہے۔ اگر توبہ کر کے پھر مذہب اہلسنّت کو قبول کیا تو اب بھی وقف سے محروم ہی رہے گا ہاں اگر واقف نے یہ شرط کردی ہو کہ اگر تائب ہو کر مذہب اہلسنّت کو قبول کرے تو وقف کی آمدنی کا مستحق ہوجائے گا تو اب اسے ملے گا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰ اپنی اولاد پر جائداد وقف کی اور شرط یہ کی کہ جس کو چاہوں گا وقف سے خارج کردوں گا تو بموجب شرط[4] خارج کرسکتا ہے اور خارج کرنے کے بعد پھر داخل کرنا چاہے تو داخل نہیں کرسکتا۔ یو ہیں یہ شرط کی کہ جس کو چاہوں گا حصہ زیادہ دوں گا تو شرط کے موافق بعض کو بعض سے زیادہ دے سکتا ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱ وقف نامہ میں دو شرطیں متعارض[6] ہوں تو آخر والی شرط پر عمل ہوگا۔[7] (ردالمحتار)

تولیت کا بیان

مسئلہ ۱ جو شخص اوقاف کی تولیت کی[8] درخواست کرے ایسے کو متولی نہیں بنانا چاہیے اور متولی ایسے کو مقرر کرنا چاہیے جو امانت دار ہو اور وقف کے کام کرنے پر قادر ہو خواہ خود ہی کام کرے یا اپنے نائب سے کرائے اور متولی ہونے کے لیے عاقل بالغ ہونا شرط ہے۔[9] (فتح القدیر، ردالمحتار)

---

1 ......جس پر دعویٰ کیا۔ 2 ......دعویٰ کرنے والا۔

3 ......"الفتاوی الهندية"،کتاب الوقف،الباب الرابع فيما يتعلق با لشرط فی الوقف،ج۲،ص۴۰۶.

4 ......شرط کی وجہ سے۔

5 ......"الفتاوی الهندية"،کتاب الوقف،الباب الرابع فيما يتعلق با لشرط فی الوقف،ج۲،ص۴۰۵.

6 ......مخالف،متضاد۔

7 ......"ردالمحتار"،کتاب الوقف،فصل:يراعی شرط الواقف...إلخ،ج۶،ص۶۸۱.

8 ......منتظم بننے کی،مال وقف کی نگرانی کی۔

9 ......"فتح القدير"،کتاب الوقف،الفصل الاول فی المتولی،ج۲،ص۴۴۹.

و"ردالمحتار"،کتاب الوقف،مطلب:فی شروط المتولی،ج۶،ص۵۸۴.

مسئلہ ۲ واقف نے وصیت کی کہ میرے بعد میرا لڑکا متولی ہوگا اور واقف کے مرنے کے وقت لڑکا نابالغ ہے تو جب تک نابالغ ہے دوسرے شخص کو متولی کیا جائے اور بالغ ہونے پر لڑکے کو تولیت دی جائے گی اور اگر اپنی تمام اولادوں کے لیے تولیت کی وصیت کی ہے اور ان میں کوئی نابالغ بھی ہے تو نابالغ کے قائم مقام بالغین[1] میں سے کسی کو یا کسی دوسرے شخص کو قاضی مقرر کردے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳ عورت کو بھی متولی کرسکتے ہیں اور نابینا کو بھی اور محدود فی القذف[3] نے توبہ کرلی ہو تو اسے بھی۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴ واقف نے یہ شرط کی ہے کہ وقف کا متولی میری اولاد میں سے اُسکو کیا جائے، جو سب میں ہوشیار نیکوکار ہو تو اِس شرط کو لحاظ رکھتے ہوئے متولی مقرر کیا جائے اسکے خلاف متولی کرنا صحیح نہیں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵ صورتِ مذکورہ میں اُسکی اولاد میں جو سب میں بہتر تھا وہ فاسق ہوگیا تو متولی وہ ہوگا جو اُسکے بعد سب میں بہتر ہے۔ یوہیں اگر اُس افضل نے تولیت سے انکار کردیا تو جو اُسکے بعد بہتر ہے وہ متولی ہوگا۔ اور اگر سب ہی اچھے ہوں تو جو بڑا ہے وہ ہوگا۔ اگرچہ وہ عورت ہو اور اگر اُسکی اولاد میں سب نااہل ہوں تو کسی اجنبی کو قاضی متولی مقرر کریگا اُس وقت تک کے لیے کہ ان میں کا کوئی اہل ہوجائے۔[6] (بحرالرائق)

مسئلہ ۶ صورت مذکورہ میں سب سے بہتر کو قاضی نے متولی کردیا اسکے بعد دوسرا اِس سے بھی بہتر ہوا تو اب یہ متولی ہوگا اور اگر اسکی اولادیں نیکی میں یکساں ہیں تو وقف کا کام جو سب سے اچھا کرسکے اُس کو متولی کیا جائے اور اگر ایک زیادہ پرہیزگار ہے دوسرا کم مگر یہ دوسرا وقف کے کام کو پہلے کی بہ نسبت زیادہ جانتا ہو تو اسی کو متولی کیا جائے جب کہ اس کی طرف سے خیانت کا اندیشہ نہ ہو۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ واقف نے اپنے ہی کو متولی کر رکھا ہے تو اس میں بھی اُن صفات کا ہونا ضروری ہے، جو دوسرے متولی میں

---

1 ...... بالغوں۔

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فی شروط المتولی، ج٦، ص٥٨٤.

3 ...... یعنی جسے تہمت زنا کی شرعی سزا مل چکی ہو۔

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فی شروط المتولی، ج٦، ص٥٨٤.

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فیما شاع فی زماننا من تفویض... إلخ، ج٦، ص٥٨٥.

6 ...... "البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج٥، ص٣٨٧، ٣٨٩.

7 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف... إلخ، ج٢، ص٤١١.

ضروری ہیں یعنی جن وجوہ سے متولی کو معزول کر دیا جاتا ہے اگر وہ وجوہ خود اس میں پائی جائیں تو اسے بھی معزول کر دینا ضرور ہوگا اس بات کا خیال ہرگز نہیں کیا جائے گا کہ یہ تو خود ہی واقف ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۸: متولی اگر امین نہ ہو خیانت کرتا ہو یا کام کرنے سے عاجز ہے یا علانیہ شراب پیتا جوا کھیلتا یا کوئی دوسرا فسق علانیہ کرتا ہو یا اسے کیمیا بنانے کی دُھت[2] ہو تو اُسکو معزول کر دینا واجب ہے کہ اگر قاضی نے اُسکو معزول نہ کیا تو قاضی بھی گنہگار ہے اور جس میں یہ صفات پائے جاتے ہوں، اُسکو متولی بنانا بھی گناہ ہے۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۹: واقف نے اپنے ہی کو متولی کیا ہے اور وقف نامہ میں یہ شرط لکھ دی ہے کہ ''مجھے اس کی تولیت سے جدا نہیں کیا جاسکتا یا مجھے قاضی یا بادشاہ اسلام بھی معزول نہیں کر سکتے'' اِس شرط کی پابندی نہیں کی جاسکتی اگر خیانت وغیرہ وہ امور[4] ظاہر ہوئے جن سے متولی معزول کر دیا جاتا ہے تو یہ بھی معزول کر دیا جائے گا۔ یوہیں واقف نے دوسرے کو متولی کیا ہے اور یہ شرط کر دی ہے کہ اسے میں معزول نہیں کرسکتا تو یہ شرط بھی باطل ہے۔ یوہیں ایک شخص نے دوسرے کو وصی کیا ہے اور شرط کر دی ہے کہ وصی یہی رہے گا اگرچہ خیانت کرے تو اس وصی کو خیانت ظاہر ہونے پر معزول کر دیا جائیگا۔[5] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: واقف نے جس کو متولی کیا ہے وہ جب تک خیانت نہ کرے قاضی معزول نہیں کرسکتا اور بلا وجہ معزول کر کے قاضی نے دوسرے کو اُسکی جگہ متولی کر دیا تو دوسرا متولی نہیں ہوگا کہ وہ پہلا بدستور متولی ہے۔ اور قاضی نے متولی مقرر کیا ہو تو بغیر خیانت بھی اوسے معزول کیا جاسکتا ہے۔ قاضی نے متولی کو معزول کر دیا پھر قاضی کا انتقال ہوگیا یا معزول کر دیا گیا اُسکی جگہ پر دوسرا قاضی ہوا اب متولی اسکے پاس درخواست کرتا ہے کہ مجھے بلا قصور جدا کر دیا گیا ہے تو قاضی ثانی فقط اس کے کہنے پر عمل کر کے متولی نہ کر دے بلکہ اُس سے کہہ دے کہ تم ثابت کر دو کہ اِس کام کے اہل ہو اور کام کو اچھی طرح انجام دے سکتے ہو اگر وہ ایسا ثابت کر دے تو دوسرا قاضی اُسے پھر متولی بنا سکتا ہے۔ واقف کو اختیار ہے متولی کو مطلقاً جدا کر سکتا ہے۔[6] (ردالمحتار)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٥٨٢.

2 ......آسانی سے روزی کمانے کی بُری عادت، دولت زیادہ سے زیادہ کمانے کا جنون، تانبے کو سونا بنانے کا جنون۔

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٥٨٣، وغیرہ.

4 ......کام، معاملات۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٥٨٢.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف... إلخ، ج٢، ص٤٠٩.

6 ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فی عزل الناظر، ج٦، ص٥٨٦.

مسئلہ ۱۱: واقف کو اختیار ہے کہ متولی کو معزول کرکے دوسرا متولی مقرر کردے یا خود اپنے آپ متولی بن جائے۔[1] (فتح القدیر)

مسئلہ ۱۲: واقف نے کسی کو متولی نہیں کیا ہے اور قاضی نے مقرر کردیا تو واقف اب اس کو جُدا نہیں کرسکتا اور متولی موجود ہے خواہ واقف نے اُسے مقرر کیا یا قاضی نے تو بلاوجہ قاضی بھی دوسرا متولی نہیں مقرر کرسکتا۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: وقف نامہ میں تولیت کے متعلق کچھ مذکور نہیں تو تولیت کا حق واقف کو ہے خود بھی متولی ہوسکتا ہے اور دوسرے کو بھی کرسکتا ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: ایک وقف کے متعلق دو وقف نامے ملے ایک میں ایک شخص کو متولی بنانا لکھا ہے اور دوسرے میں دوسرے شخص کو اگر دونوں کی تاریخیں بھی آگے پیچھے ہیں جب بھی یہ دونوں اُس وقف کے متولی ہیں شرکت میں کام کریں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: واقف نے کسی کو متولی نہیں کیا اور مرتے وقت کسی کو وصی کیا تو یہی شخص وصی بھی ہے اور اوقاف کا نگران بھی اور اگر خاص وقف کے متعلق اُسے وصی کیا ہے تو علاوہ وقف کے دوسری چیزوں میں بھی وہ وصی ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: دو زمینیں وقف کیں اور ہر ایک کا متولی علٰیحدہ علٰیحدہ دو شخصوں کو کیا تو الگ الگ متولی ہیں آپس میں شریک نہیں اور اگر ایک شخص کو متولی کیا اسکے بعد دوسرے کو وصی کیا تو یہ وصی بھی تولیت میں متولی کا شریک ہے ہاں اگر واقف نے یہ کہا ہو کہ اُس کو میں نے اپنے اوقاف کا متولی کیا ہے اور اسکو اپنے ترکات[6] اور دیگر امور[7] کا وصی کیا ہے تو ہر ایک اپنے اپنے کام میں منفرد ہوگا۔[8] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۷: واقف نے اپنی زندگی میں کسی کو اوقاف کے کام سپرد کردیے ہیں تو اُسکی زندگی ہی تک متولی رہے گا

1 ......"فتح القدیر"، کتاب الوقف، ج٥، ص٤٢٤.

2 ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: فی عزل الناظر، ج٦، ص٥٨٦.

3 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف...إلخ، ج٢، ص٤٠٨.

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، ج٦، ص٦٤٧.

5 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف...إلخ، ج٢، ص٤٠٩.

6 ......میراث، وہ مال واسباب جو مرنے والا اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔

7 ......معاملات، کاموں۔

8 ......"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج٥، ص٣٨٧.

مرنے کے بعد متولی نہیں۔ ہاں اگر یہ کہہ دیا ہے کہ میری زندگی میں اور مرنے کے بعد کے لیے بھی میں نے تجھ کو متولی کیا تو واقف کے مرنے پر اسکی ولایت[1] ختم نہیں ہوگی۔ قاضی نے کسی کو متولی بنایا اسکے بعد قاضی مر گیا یا معزول ہو گیا تو اس کی وجہ سے متولی پر کچھ اثر نہیں پڑے گا وہ بدستور متولی رہے گا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸ دو شخصوں کو متولی کیا تو ان میں تنہا ایک شخص وقف میں کوئی تصرف[3] نہیں کر سکتا جتنے کام ہونگے وہ دونوں کی مجموعی رائے سے انجام پائیں گے اور اِن میں سے اگر ایک نے کوئی کام کر لیا اور دوسرے نے اُسے جائز کر دیا ایک نے دوسرے کو وکیل کر دیا اور اس نے اُس کام کو انجام دیا تو جائز ہے کہ دونوں کی شرکت ہوگئی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹ ایک وقف کے دو وصی تھے ان میں ایک نے مرتے وقت ایک جماعت کو وصی کیا تو یہ جماعت اُس وصی کے قائم مقام ہوگی اور اگر اُس نے مرتے وقت دوسرے وصی کو وصی کیا تو اب تنہا یہی پورے وقف پر متصرف[5] ہوگا۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۲۰ واقف نے ایک شخص کو وصی کر دیا[7] ہے اور یہ شرط کر دی ہے کہ وصی کو وصی کرنے کا اختیار نہیں تو یہ شرط صحیح ہے اِس وصی کے بعد قاضی اپنی رائے سے کسی کو متولی مقرر کرے گا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱ واقف نے یہ شرط کی کہ اس کا متولی عبداللہ ہوگا اور عبداللہ کے بعد زید ہوگا مگر عبداللہ نے اپنے بعد کے لیے علاوہ زید کے دوسرے کو منتخب کیا تو زید ہی متولی ہوگا وہ نہ ہوگا جس کو عبداللہ نے منتخب کیا۔ یوہیں اگر واقف نے یہ شرط کی ہے کہ میری اولاد میں جو زیادہ ہوشیار ہو وہ متولی ہوگا مگر کسی متولی نے اپنے بعد اپنے داماد کو متولی کیا جو واقف کی اولاد میں نہیں تو یہ متولی نہیں ہوگا بلکہ واقف کی اولاد میں جو مستحق ہے وہ ہوگا۔[9] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲ دو شخصوں کو واقف نے متولی کیا ہے ان میں ایک نے قبول کیا اور دوسرے نے تولیت سے[10] انکار کر دیا تو قاضی اپنی رائے سے اُس انکار کرنے والے کی جگہ کسی کو مقرر کرے گا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جس نے قبول کیا قاضی

---

1 ......ذمہ داری، نگرانی۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف،الباب الخامس فی ولاية الوقف...إلخ،ج٢،ص٤٠٩،٤١٢ .

3 ......عمل دخل، معاملہ۔

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف،الباب الخامس فی ولاية الوقف...إلخ،ج٢،ص٤١٠ .

5 ......منتظم۔

6 ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الوقف، فصل فی إجارة الاوقاف ومزارعتها،ج٢،ص٣٢٣ .

7 ......یعنی مال وقف کے انتظام کی وصیت کر دی۔

8 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف،الباب الخامس فی ولاية الوقف...إلخ،ج٢،ص٤١٠ .

9 ......"ردالمحتار"، كتاب الوقف،فصل:يراعى شرط الواقف...إلخ،مطلب:شرط الواقف النظرلعبدالله...إلخ،ج٦،ص٦٥٣ .

10 ......متولی بننے سے، مال وقف کا منتظم بننے سے۔

اُسی کو تمام وکمال اختیارات[1] دیدے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳ ایک شخص کو وصیت کی کہ اتنی جائداد خرید کر فلاں کام کے لیے وقف کر دینا تو یہی شخص اِس وقف کا متولی بھی ہوگا اور اگر ایک شخص کو وقف کا متولی بنایا پھر ایک دوسرا وقف کیا جسکے لیے کسی کو متولی نہیں کیا ہے تو پہلا متولی اس دوسرے وقف کا متولی نہیں مگر جب کہ اُس شخص کو وصی بھی کر دیا ہو تو دوسرے وقف کا بھی متولی ہے۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۴ واقف نے اپنی اولاد میں سے دو کے لیے تولیت[4] رکھی ہے اور اُس کی اولاد میں ایک مرد ہے اور ایک عورت تو یہی دونوں متولی ہوں گے اور اگر واقف نے یہ شرط کی ہے کہ میری اولاد میں سے دو مرد متولی ہونگے تو عورت متولی نہیں ہوسکتی۔[5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۵ متولی مر گیا اور واقف زندہ ہے تو دوسرا متولی خود واقف ہی مقرر کرے گا اور واقف بھی مر چکا ہے تو اُس کا وصی مقرر کرے گا اور وصی بھی نہ ہو تو اب قاضی کا کام ہے، یہ اپنی رائے سے مقرر کرے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶ واقف کے خاندان والے موجود ہوں اور اہلیت بھی رکھتے ہوں تو انھیں کو متولی کیا جائے اور اگر یہ لوگ نااہل تھے اور دوسرے کو متولی کر دیا گیا اسکے بعد اُن میں کوئی تولیت کے لائق ہوگیا تو اس کی طرف تولیت منتقل ہو جائے گی اور اگر خاندان والے اس خدمت کو مفت نہیں کرنا چاہتے اور غیر شخص مفت کرنے کو طیار[7] ہے تو قاضی وہ کرے جو وقف کے لیے بہتر ہو۔[8] (عالمگیری) یہ اُس صورت میں ہے کہ واقف نے اپنے خاندان کے لیے تولیت مخصوص نہ کی ہو اور اگر مخصوص کردی تو دوسرے کو متولی نہیں بنا سکتے مگر اُس صورت میں کہ خاندان والوں میں کوئی امین نہ ملتا ہو۔

مسئلہ ۲۷ متولی کو یہ بھی اختیار ہے کہ مرتے وقت دوسرے کے لیے تولیت کی وصیت کر جائے اور یہ دوسرا اُسکے بعد متولی ہوگا مگر متولی کو جو وظیفہ ملتا تھا وہ اسے نہیں ملے گا اسکے لیے یہ ضرور ہے کہ قاضی کے پاس درخواست کرے قاضی اسکے کام کے لحاظ سے وظیفہ مقرر کرے گا یہ ضرور نہیں کہ پہلے متولی کو جو کچھ ملتا تھا وہی اسکو بھی ملے۔ ہاں اگر واقف نے ہر متولی کے لیے

---

1 ......مکمل اختیارات۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الخامس في ولاية الوقف...إلخ، ج۲، ص ۴۱۰.

3 ......"البحرالرائق"، كتاب الوقف، ج۵، ص ۳۸۷.

4 ......مالِ وقف کی نگرانی، سربراہی۔

5 ......"البحرالرائق"، كتاب الوقف، ج۵، ص ۳۸۸.

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الخامس في ولاية الوقف...إلخ، ج۲، ص ۴۱۱.

7 ......تیار۔

8 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الخامس في ولاية الوقف...إلخ، ج۲، ص ۴۱۲.

ایک رقم مخصوص کررکھی ہے تو اب قاضی کے پاس درخواست دینے کی ضرورت نہیں بلکہ متولی سابق کی وصیت ہی کی بنا پر یہ متولی ہوگا اور واقف کی شرط کی بنا پر حق تولیت پائے گا۔ اور قاضی نے کسی کو متولی بنایا تو اسکو حق تولیت اُسقدر نہیں ملے گا جو واقف کے مقرر کردہ متولی کو ملتا تھا۔[1] (فتح القدیر)

مسئلہ ۲۸ متولی اپنی حیات وصحت میں دوسرے کو اپنا قائم مقام کرنا چاہتا ہے یہ جائز نہیں مگر جب کہ عموماً تمام اختیارات اُسے سپرد ہوں تو یہ کرسکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹ چند اشخاص معلوم پر ایک جائداد وقف ہے تو خود یہ لوگ اپنی رائے سے کسی کو متولی مقرر کرسکتے ہیں قاضی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰ متولی مسجد کا انتقال ہوگیا اہل محلّہ نے اپنی رائے سے بغیر اجازت قاضی کسی کو متولی مقرر کیا تو اصح[4] یہ ہے کہ یہ شخص متولی نہیں کہ متولی مقرر کرنا قاضی کا کام ہے مگر اس متولی نے وقف کی آمدنی اگر عمارت میں صرف کی ہے تو ضامن نہیں جب کہ وقفی جائداد کو کرایہ پر دیا ہو اور کرایہ وصول کرکے خرچ کیا ہو۔ اور فتح القدیر میں فرمایا: بہرحال تاوان دینا پڑے گا کہ مفتے بہ[5] یہ ہے کہ وقف کو غصب کرکے اُس سے جو کچھ اُجرت حاصل کرے گا اُس کا تاوان دینا پڑتا ہے۔[6] ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم سلطنت اسلام کے لیے ہے جہاں قاضی ہوتے ہیں اور وہ ان امور کو انجام دیتے ہیں اور چونکہ اس وقت ہندوستان میں نہ تو قاضی ہے نہ اسلامی سلطنت ایسی حالت میں اگر اہل محلّہ کا متولی مقرر کرنا صحیح نہ ہو تو اوقاف[7] بغیر متولی رہ کر ضائع ہوجائیں گے، لہٰذا یہاں کی ضرورتوں کا خیال کرتے ہوئے دوسرے قول پر جس کو غیر اصح کہا جاتا ہے فتویٰ دینا چاہیے یعنی اہل محلّہ کا متولی مقرر کرنا جائز ہے اور جسے یہ لوگ مقرر کریں گے وہ جائز متولی ہوگا اور اُس کے تصرفات مثلاً کرایہ وغیرہ پر دینا پھر اُن کو ضرورت میں صرف کرنا سب جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۱ ایک وقف کے دو متولی ہوگئے اِس طرح کہ ایک شہر کے قاضی نے ایک کو متولی مقرر کیا اور دوسرے شہر کے قاضی نے دوسرے شخص کو متولی کیا تو ایسے دو متولیوں کو یہ ضرور نہیں کہ اجتماع واتفاق رائے سے تصرف کریں[8] ہر ایک متولی تنہا بھی تصرف کرسکتا ہے اور ایک قاضی کے مقرر کردہ متولی کو دوسرا قاضی معزول بھی کرسکتا ہے جب کہ اسی میں مصلحت ہو۔[9] (خانیہ)

---

1 ...... "فتح القدیر"، کتاب الوقف، الفصل الاول فی المتولی، ج٥، ص٤٥٠.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولاية الوقف... إلخ، ج٢، ص٤١٢.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... صحیح ترین قول۔

5 ...... یعنی فتوی اس پر ہے۔

6 ...... "فتح القدیر"، کتاب الوقف، الفصل الاول فی المتولی، ج٥، ص٤٥٠.

7 ...... وقف کی ہوئی چیزیں۔

8 ...... معاملات طے کریں۔

9 ...... "الفتاوی الخانية"، کتاب الوقف، فصل فی مسائل الشرط فی الوقف، ج٢، ص٣٠٧.

مسئلہ ۳۲ وقف کے کسی جز کو بیع یا رہن کردینا خیانت ہے۔ ایسے متولی کو معزول کردیا جائے گا مگر وہ خود اپنے کو معزول نہیں کرسکتا بلکہ واقف یا قاضی اُسے معزول کریگا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳ قاضی کے حکم سے متولی مالِ وقف کو اپنے مال میں ملاسکتا ہے اور اس صورت میں اُس پر تاوان نہیں۔[2] (بحر)

مسئلہ ۳۴ متولی نے وقف کی کوئی چیز کرایہ پر دی اسکے بعد وہ متولی معزول ہوگیا اور دوسرا اُسکی جگہ مقرر ہوا تو کرایہ دوسرا شخص وصول کرے گا پہلے کو اب حق نہ رہا اور اگر متولی نے وقف کے مال سے کوئی مکان خریدا پھر اُسے بیع کرڈالا تو یہ متولی مشتری[3] سے اس بیع کا اقالہ[4] کرسکتا ہے جب کہ واجبی قیمت سے زیادہ پر نہ بیچا ہو اور اگر اس کو معزول کرکے دوسرا متولی مقرر کیا گیا تو یہ دوسرا بھی اُس کا اقالہ کرسکتا ہے۔[5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۳۵ وقفی زمین میں درخت ہیں اور ان کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے کہ یہ پرانے ہوگئے تو متولی کو چاہیے کہ نئے پودے نصب کرتا رہے تاکہ باغ باقی رہے۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۳۶ واقف نے متولی کے لیے حق تولیت جو کچھ مقرر کیا ہے اگر بلحاظ خدمت وہ کم مقدار ہے تو قاضی اُجرت مثل تک اضافہ کرسکتا ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷ دیہاتوں میں نذرانہ ورسوم وغیرہ لگان[8] کے علاوہ کچھ اور مقرر ہوتے ہیں ان میں جو چیزیں عرف کے لحاظ سے متولی کے لیے ہوں مثلاً جب کارندہ[9] گاؤں میں جاتے ہیں تو اُن کو کچھ ملتا ہے اور مالک کے علم میں یہ بات ہوتی ہے مگر اس پر بازپُرس[10] نہیں کرتا تو ایسی رقمیں وغیرہ متولی کو ملیں گی اور اگر وہ چیزیں بطور رشوت دی گئی ہیں تاکہ دینے والوں کے ساتھ رعایت کرے مثلاً انڈے، مرغی وغیرہ تو اس کا لینا ناجائز اور لیا ہو تو واپس کرے اور اگر وہ آمدنی اِس قسم کی ہے کہ اس کو

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الوقف،الباب الخامس فی ولاية الوقف...إلخ، ج۲،ص۴۱۳.

2 ......"البحرالرائق"، کتاب الوقف،ج۵،ص۴۰۲.

3 ......خریدار۔ 4 ......فسخ، واپسی۔

5 ......"البحرالرائق"، کتاب الوقف،ج۵،ص۴۰۱۔۴۰۲.

6 ......"الفتاوی الخانية"، کتاب الوقف،باب الرجل يجعل دارهٗ مسجداً...إلخ، ج۲،ص۳۰۲.

7 ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف،مطلب:المراد من العشر...إلخ، ج۶،ص۶۶۹.

8 ......زمین کا خراج۔ 9 ......کارکن۔ 10 ......پوچھ گچھ۔

ملا کر گویا وقف کے محاصل پورے ہوتے ہیں مثلاً وقف کی زمین زیادہ حیثیت کی ہے اور کاشتکار لگان کے نام سے زیادہ دینا نہیں چاہتا مگر نذرانہ وغیرہ کسی اور نام سے وہ رقم پوری کر دیتا ہے تو ایسی آمدنی کو وقف کی آمدنی قرار دینا چاہیے اور محاصل وقف[1] میں اسے شمار کیا جائے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸: متولی نے اپنی اولاد یا اپنے باپ دادا کے ہاتھ وقف کی کوئی چیز بیع کی یا ان کو نوکر رکھا یا اُجرت پر ان سے کام کرایا یہ سب ناجائز ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۹: واقف نے اگر متولی کے لیے یہ اجازت دیدی ہے کہ خود بھی وقف کی آمدنی سے کھا سکتا ہے اور اپنے دوست احباب کو بھی کھلا سکتا ہے تو متولی اس شرط کی بموجب احباب کو کھلا سکتا ہے ورنہ نہیں۔[4] (خلاصہ)

مسئلہ ۴۰: قاضی نے متولی کے لیے مثلاً فیصدی دس روپے[5] مقرر کیے ہیں تو آمدنی سے دس فیصدی لے گا یہ نہیں کہ جملہ مصارف[6] کے بعد فیصدی دس روپے لے۔[7] (خلاصہ)

مسئلہ ۴۱: متولی کو اختیار ہے کہ زمین وقف کو آباد کرنے کے لیے گاؤں آباد کرائے رَعایا[8] بسائے اس لیے کہ جب تک مزارعین[9] نہیں ہوں گے زمین نہیں اُٹھے گی اور آمدنی نہیں ہوگی، لہٰذا اگر ضرورت ہو تو گاؤں آباد کر سکتا ہے۔ یو ہیں اگر وقفی زمین شہر سے متصل ہو اور دیکھتا ہے کہ مکانات بنوانے میں آمدنی زیادہ ہوگی اور کھیت رکھنے میں آمدنی کم ہے تو مکانات بنوا کر کرایہ پر دے سکتا ہے اور اگر مکانات میں بھی اوتنا ہی نفع ہو جتنا کھیت رکھنے میں تو مکان بنوانے کی اجازت نہیں۔[10] (فتح القدیر)

مسئلہ ۴۲: شور زمین[11] کو درست کرانے کے لیے وقف کا روپیہ خرچ کر سکتا ہے مسافر خانہ کی کوئی آمدنی نہیں ہے اور اس میں ملازم رکھنے کی ضرورت ہے تا کہ صفائی رکھے اور اُس کے کمروں کو کھولے بند کرے تو اُسکے کسی حصہ کو کرایہ پر دے کر

---

1 ......وقف سے حاصل ہونے والی آمدنی، وقف کی آمدنی۔

2 ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... إلخ، مطلب: فی تحریر حکم... إلخ، ج٦، ص٦٩١.

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... إلخ، ج٦، ص٦٩٩.

4 ......"خلاصة الفتاوی"، کتاب الوقف، الفصل الثانی فی نصب المتولی، ج٤، ص٤١١.

5 ......یعنی سو میں دس روپے، دس فیصد۔

6 ......تمام اخراجات۔

7 ......"خلاصة الفتاوی"، کتاب الوقف، الفصل الثانی فی نصب المتولی، ج٤، ص٤١١.

8 ......لوگ۔

9 ......زراعت کرنے والے، کاشتکار۔

10 ......"فتح القدیر"، کتاب الوقف، الفصل الاول فی المتولی، ج٥، ص٤٥١.

11 ......ناقابل زراعت زمین۔

اُسکی آمدنی سے ملازم کی تنخواہ دے سکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: وقفی عمارت جھک گئی ہے جس سے پروس[2] والوں کو اپنی عمارت کے خراب ہونے کا ڈر ہے، وہ لوگ متولی[3] سے درست کرانے کو کہتے ہیں مگر متولی درست نہیں کرتا انکار کرتا ہے اور وقف کا روپیہ موجود ہے تو متولی کو درست کرانے پر مجبور کرسکتے ہیں اور اگر وقف کا روپیہ نہیں ہے تو قاضی کے پاس درخواست کریں، قاضی حکم دیگا کہ قرض لے کر اُسے ٹھیک کرائے۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۴۴: وقفی زمین میں متولی نے مکان بنایا چاہے وقف کے روپے سے بنایا یا اپنے روپے سے بنایا مگر وقف کے لیے بنایا یا کچھ نیت نہیں کی اِن صورتوں میں وہ وقف کا مکان ہے اور اگر اپنے روپے سے بنایا اور اپنے ہی لیے بنایا اور اس پر گواہ بھی کرلیا تو خود اس کا ہے اور دوسرا شخص بناتا اور کچھ نیت نہ کرتا جب بھی اُسی کا ہوتا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵: متولی نے وقف کی مرمت وغیرہ میں اپنا ذاتی روپیہ صرف کردیا اور یہ شرط کرلی تھی کہ واپس لے لوں گا تو واپس لے سکتا ہے اور اگر وقف کا روپیہ اپنے کام میں صرف کردیا پھر اُتنا ہی اپنے پاس سے وقف میں خرچ کردیا تو تاوان سے بری ہے۔[6] (عالمگیری، فتح القدیر) مگر ایسا کرنا جائز نہیں اور اگر وقف کے روپے اپنے روپے میں ملادیے تو کُل کا تاوان دے۔

مسئلہ ۴۶: متولی یا مالک نے کرایہ دار کو عمارت کی اجازت دیدی اُس نے اجازت سے تعمیر کرائی تو جو کچھ خرچ ہوگا کرایہ دار متولی یا مالک سے لے گا جب کہ اُس عمارت کا بیشتر نفع مالک کو پہنچتا ہو اور اِس نئی تعمیر سے مکان کو نقصان نہ پہنچے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۷: وقف خراب ہو رہا ہے متولی یہ چاہتا ہے کہ اس کا ایک جز بیع کرکے اُس سے باقی کی مرمت کرائے تو اُس کو اختیار نہیں اور اگر وقفی مکان کا ایک ایسا حصہ بیچ دیا جو منہدم[8] نہ تھا اور مشتری[9] اُسے منہدم کرائے گا یا درخت تازہ بیچ دیا

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الخامس فی ولاية الوقف...إلخ، ج٢، ص٤١٤.

2 ......پڑوس۔　3 ......مال وقف کا نگران، دیکھ بھال کرنے والا۔

4 ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الوقف، باب الرجل يجعل دارهٔ مسجداً...إلخ، ج٢، ص٣٠٢.

5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الخامس فی ولاية الوقف...إلخ، ج٢، ص٤١٥، ٤١٦.

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الخامس فی ولاية الوقف...إلخ، ج٢، ص٤١٦.

و"فتح القدير"، كتاب الوقف، الفصل الاول فی المتولی، ج٥، ص٤٥٠.

7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الخامس فی ولاية الوقف...إلخ، ج٢، ص٤١٦.

8 ......گراہوا۔　9 ......خریدار۔

تو یہ بیع باطل ہے پھر اگر مشتری نے مکان گروادیا یا درخت کٹوادیا تو قاضی ایسے متولی کو معزول کرے کہ خائن ہے اور اُس مکان یا درخت کا تاوان لے اور اختیار ہے کہ بائع سے تاوان لے یا مشتری سے اگر بائع سے تاوان لے گا بیع نافذ ہوجائے گی اور مشتری سے لے گا تو باطل رہے گی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۸ وقف کے پھلدار درختوں کو بیچنا جائز نہیں اور کاٹنے کے بعد بیچ سکتا ہے اور نہ پھلنے والے درخت ہوں تو اُنھیں کاٹنے سے پہلے بھی بیچ سکتے ہیں اور بید[2] جھاؤ[3] نرکل[4] وغیرہ جو کاٹنے سے پھر نکل آتے ہیں انھیں تو بیچنا ہی چاہیے کہ یہ خود آمدنی وقف میں داخل ہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۹ واقف نے متولی کے لیے حق تولیت رکھا ہے تو تولیت کی خدمت انجام دینے پر وہ ملتا رہے گا اور متولی کو وہی کام کرنے ہونگے جو متولی کیا کرتے ہیں مثلاً جائداد کو اجارہ پر دینا وقف میں کچھ کام کرانے کی ضرورت ہے تو اسے کرانا محاصل وصول کرنا مستحقین پر تقسیم کرنا وغیرہ متولی کو یہ ضرور ہوگا کہ امور تولیت[6] میں بالکل کوتاہی نہ کرے اور جو کام عادۃً متولی کے ذمہ نہیں ہوتے بلکہ مزدوروں سے متولی کام لیا کرتے ہیں ایسے کام کا مطالبہ متولی سے نہیں کیا جاسکتا کہ اُس نے خود کیوں نہیں کیا بلکہ اگر عورت متولی ہے تو وہی کام کریگی جو عورتیں کیا کرتی ہیں مردوں کے کام کا بار اُس پر نہیں ڈالا جاسکتا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۰ متولی نے اگر مزدوروں کے ساتھ وہ کام کیا جو مزدور کرتے ہیں اور اسکے فرائض سے یہ کام نہ تھا تو اِسکی اُجرت متولی نہیں لے سکتا۔[8] (بحرالرائق)

مسئلہ ۵۱ متولی پر اہل وقف نے دعویٰ کیا کہ یہ کچھ کام نہیں کرتا اور واقف نے حق تولیت اسکے لیے جو کچھ رکھا ہے وہ کام کے مقابلہ میں ہے، لہٰذا اسکو نہیں ملنا چاہیے تو حاکم متولی پر ایسے کام کا بار نہیں ڈالے گا جو متولی نہ کرتے ہوں۔[9] (بحرالرائق)

مسئلہ ۵۲ متولی اگر اندھا بہرا گونگا ہوگیا مگر اِس قابل ہے کہ لوگوں سے کام لے سکتا ہے تو حق تولیت ملے گا ورنہ

---

1. ''الفتاوی الهندیة''، کتاب الوقف،الباب الخامس فی ولایة الوقف...إلخ،ج۲،ص۴۱۷.
2. ایک قسم کا درخت جس کی شاخیں لچکدار ہوتی ہیں اور اس کی لکڑی سے ٹوکریاں وغیرہ بنائی جاتی ہیں۔
3. ایک قسم کا پودا جو دریا کے کنارے اُگتا ہے۔
4. سرکنڈا۔
5. ''الفتاوی الهندیة''، کتاب الوقف،الباب الخامس فی ولایة الوقف...إلخ،ج۲،ص۴۱۷.
6. وقف کے انتظامی معاملات۔
7. ''الفتاوی الهندیة''، کتاب الوقف،الباب الخامس فی ولایة الوقف...إلخ،ج۲،ص۴۲۵.
8. ''البحرالرائق''، کتاب الوقف،ج۵،ص۴۰۹.
9. المرجع السابق.

نہیں۔ متولی پر کسی نے طعن کیا کہ مثلاً خائن[1] ہے تو فقط لوگوں کے کہہ دینے سے اُس کا حق تولیت[2] باطل نہیں ہوگا اور نہ اُسے تولیت سے جدا کیا جائے گا بلکہ واقع میں خیانت ثابت ہو جائے تو برطرف کیا جائے گا۔ اور حق بھی بند ہو جائے گا اور اگر پھر اُسکی حالت درست و قابل اطمینان ہو جائے تو پھر اُوسے متولی کر دیا جائے اور حق تولیت بھی دیا جائے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳ اگر قاضی اس کو مناسب جانتا ہے کہ متولی کے ساتھ ایک دوسرا شخص شامل کردے کہ دونوں مل کر کام کریں تو شامل کرسکتا ہے اور حق تولیت میں سے کچھ اسے بھی دینا چاہے تو دے سکتا ہے اور اگر حق تولیت کم ہے کہ دوسرے کو اُس میں سے دینے میں پہلے کے لیے بہت کمی ہو جائے گی تو دوسرے کو وقف کی آمدنی سے بھی دے سکتا ہے۔[4] (عالمگیری) اور دوسرے شخص کو اس وجہ سے شامل کیا کہ متولی کی نسبت کچھ خیانت کا شبہہ تھا تو تنہا متولی کو تصرف کرنے کا[5] حق نہ رہا اور اگر یہ وجہ نہیں تو متولی تنہا تصرف کرسکتا ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۵۴ واقف نے متولی کے لیے اجر مثل سے زیادہ مقرر کیا تو حرج نہیں قاضی وغیرہ کوئی دوسرا شخص اجر مثل سے زیادہ نہیں مقرر کرسکتا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۵ واقف نے کام کرنے والے کے لیے کچھ مال مقرر کیا ہے تو اسے یہ جائز نہیں کہ خود کام نہ کرے اور دوسرے کو اپنی جگہ مقرر کر کے وہ رقم بھی اسکے لیے کردے ہاں اگر واقف نے اسے ایسا اختیار دیا ہے تو ہوسکتا ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶ متولی وقف کے کام کے لیے ملازم نوکر رکھ سکتا ہے اور ان کی تنخواہ دے سکتا ہے اور اُن کو موقوف کر کے اُن کی جگہ دوسرے رکھ سکتا ہے۔[9] (فتح القدیر)

مسئلہ ۵۷ متولی کو جنون مطبق ہوگیا یعنی ایک سال جنون کو گزر گیا تو تولیت سے علیٰحدہ کر دیا جائے اور اگر یہ شخص

---

1 ......خیانت کرنے والا۔ 2 ......وقف کا منتظم ہونے کا حق۔

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الخامس في ولاية الوقف...إلخ، ج٢، ص٤٢٥.

4 ......المرجع السابق.

5 ......وقف کے انتظامی معاملات طے کرنے کا۔

6 ......"الدرالمختار"، كتاب الوقف، فصل: يراعى شرط الواقف...إلخ، ج٦، ص٧٠٢.

7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الخامس في ولاية الوقف...إلخ، ج٢، ص٤٢٥.

8 ......المرجع السابق. ص٤٢٦.

9 ......

اچھا ہوگیا اور کام کے لائق ہوگیا تو اسے تولیت پر مامور[1] کیا جاسکتا ہے۔[2] (فتح القدیر)

مسئلہ ۵۸ واقف نے ایک شخص کو متولی کیا اور یہ شرط کردی کہ اگرچہ قاضی اُسے معزول کردے مگر جو وظیفہ میں نے اُسکے لیے مقرر کیا ہے معزولی کے بعد بھی اُسے دیا جائے یا اُسکے بعد اُسکی اولاد کے لیے بعد نسلاً بعد نسل جاری رہے یہ شرط صحیح ہے اور اِسی کے موافق عمل ہوگا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۹ وقف کرنے کے بعد مرگیا قاضی نے یہ اوقاف ایک شخص کو سپرد کردیئے اور آمدنی کا دسواں حصہ اس کارندہ کے لیے مقرر کیا اور اوقاف میں ایک پن چکی ہے جو بالمقطع ایک شخص کے کرایہ میں ہے اسکے لیے کارندہ کی ضرورت نہیں وہ وقف والے خود ہی اسکا کرایہ وصول کرلیتے ہیں تو چکی کی آمدنی کا دسواں حصہ کارندہ کو نہیں ملے گا۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۶۰ متولی نے مدتوں تک کام ہی نہیں کیا اور قاضی کو اطلاع بھی نہیں دی کہ اسے معزول کرکے دوسرے کو متولی کرتا پھر بھی وہ متولی ہے بغیر معزول کیے معزول نہ ہوگا۔[5] (عالمگیری)

اوقاف کے اجارہ کا بیان

مسئلہ ۱ متولی نے وقفی مکان یا زمین کو اجارہ پر دیا پھر مرگیا تو اجارہ بدستور باقی رہے گا۔ یوہیں واقف نے کرایہ پر دیا ہو پھر مرگیا جب بھی یہی حکم ہے۔ جو متولی ہے وقف کی آمدنی بھی خود اُسی پر صرف[6] ہوگی اُس نے وقف کو اجارہ پر دیا اور مدت اجارہ پوری ہونے سے پہلے فوت ہوگیا جب بھی اجارہ نہیں ٹوٹے گا۔ یوہیں اگر قاضی نے مکانات موقوفہ[7] کو کرایہ پر دیدیا ہے اسکے بعد معزول ہوگیا تو اجارہ باقی ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲ کرایہ دار سے پیشگی کرایہ لیکر مستحقین پر تقسیم کردیا گیا پھر مدت اجارہ پوری ہونے سے پہلے ان میں سے کوئی مرگیا تو تقسیم توڑی نہیں جائے گی۔[9] (عالمگیری)

---

1 ......مقرر۔

2 ......"فتح القدير"،كتاب الوقف،الفصل الاول فی المتولی،ج٥،ص٤٥١.

3 ......"الفتاوی الهندية"،كتاب الوقف،الباب الخامس فی ولاية الوقف...إلخ،ج٢،ص٤٢٦.

4 ......"الفتاوی الخانية"،كتاب الوقف،باب الرجل يجعل دارهٔ مسجداً...إلخ،ج٢،ص٣٠٣.

5 ......"الفتاوی الهندية"،كتاب الوقف،الباب الخامس فی ولاية الوقف...إلخ،ج٢،ص٤٢٧.

6 ......خرچ۔ 7 ......وقف کیے ہوئے مکانات۔

8 ......"الفتاوی الهندية"،كتاب الوقف،الباب الخامس فی ولاية الوقف...إلخ،ج٢،ص٤١٨.

9 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۳: وقف کا مال کاشتکار نے کھالیا متولی نے اُس سے کچھ کم پر صلح کی اگر کاشتکار غنی ہے تو صلح ناجائز ہے اور فقیر ہے تو جائز ہے، جبکہ وہ وقف فقرا پر ہو اور اگر وقف کے مستحق مخصوص لوگ ہوں تو اگرچہ کاشتکار فقیر ہو کم پر مصالحت جائز نہیں۔ یوہیں اِس صورت میں وقفی زمین یا مکان کو کم کرایہ پر فقیر کو بھی دینا ناجائز ہے اور فقرا پر وقف ہو تو جائز ہے۔[1] (خانیہ، بحرالرائق)

مسئلہ ۴: وقفی مکان کو تین سال کے لیے سو روپیہ سال کرایہ پر دیا اور تین شخص اِس وقف کی آمدنی کے حقدار ہیں ایک سال گزرنے پر ان میں کا ایک فوت ہوگیا پھر ایک سال اور گزرنے پر دوسرا شخص مرگیا اور تیسرا باقی ہے تو پہلے سال کی رقم پہلے کے ورثہ اور دوسرے اور تیسرے شخص کے درمیان برابر تین حصہ پر تقسیم ہوگی اور دوسرے سال کی رقم دوسرے کے ورثہ اور تیسرے میں نصفا نصف تقسیم ہوگی۔ پہلی میت کے ورثہ اس میں سے نہیں پائیں گے اور تیسرے سال کی رقم صِرف اِس تیسرے کو ملے گی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: اوقاف کے اجارہ کی مدت طویل نہیں ہونی چاہیے، تین سال سے زیادہ کے لیے کرایہ پر دینا جائز نہیں۔[3] (فتح القدیر) اور اگر واقف نے کرایہ کی کوئی مدت بیان کردی ہے تو اُسکی پابندی کی جائے اور نہ بیان کی ہو تو مکانات کو ایک سال تک کے لیے اور زمین کو تین سال تک کے لیے کرایہ پر دیا جائے مگر جب کہ مصلحت اسکے خلاف کو مقتضی ہو[4] تو جو تقاضائے مصلحت ہو[5] وہ کیا جائے اور یہ زمانہ اور مواضع[6] کے اعتبار سے مختلف ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۶: واقف نے یہ شرط کردی ہے کہ ایک سال سے زیادہ کے لیے کرایہ پر نہ دیا جائے مگر وہاں ایک سال کے لیے کرایہ پر کوئی لیتا ہی نہیں زیادہ مدت کے لیے لوگ مانگتے ہیں تو متولی شرطِ واقف کے خلاف کرکے ایک سال سے زیادہ کے لیے نہیں دے سکتا۔ بلکہ یہ معاملہ قاضی کے پاس پیش کرے اور قاضی سے اجازت حاصل کرکے ایک سال سے زیادہ کے لیے دے اور اگر وقف نامہ میں یوں ہو کہ ایک سال سے زیادہ کے لیے نہ دیا جائے مگر جب کہ اس میں نفع ہو

---

1 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی إجارة الاوقاف ومزارعتها، ج۲، ص۳۲۵.
و"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۰۶.

2 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف... إلخ، ج۲، ص۴۱۸.

3 ......"فتح القدیر"، کتاب الوقف، الفصل الاول فی المتولی، ج۵، ص۴۵۱.

4 ......یعنی اس کے خلاف میں بہتری ہو۔ 5 ......یعنی جس میں بھلائی ہو۔ 6 ......وقت اور علاقوں۔

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... إلخ، ج۶، ص۶۱۳.

تو خود واقف [1] بھی دے سکتا ہے، قاضی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ [2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷ اوقاف کو اجر مثل کے ساتھ کرایہ پر دیا جائے یعنی اس حیثیت کے مکان کا جو کرایہ وہاں ہو یا اس حیثیت کے کھیت کا جو لگان [3] اُس جگہ ہو اُس سے کم پر دینا جائز نہیں بلکہ جس شخص کو اوقاف کی آمدنی ملتی ہے وہ خود بھی اگر چاہے کہ کرایہ یا لگان کم لے کر دے دوں تو نہیں دے سکتا۔ [4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸ وقفی دوکان واجبی کرایہ [5] پر کرایہ دار کو دے دی اسکے بعد دوسرا شخص آتا ہے اور زیادہ کرایہ دیتا ہے تو پہلے اجارہ کو فسخ نہیں کیا جاسکتا۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۹ تین سال کے لیے زمین اجارہ پر دی ایک سال پورا ہونے پر کرایہ کا نرخ کم ہوگیا تو اجارہ فسخ نہیں ہوگا۔ یوہیں اگر ایک سال کے بعد زیادہ لوگ اسکے خواہشمند ہوئے اور کرایہ کا نرخ [7] بڑھ گیا جب بھی اجارہ فسخ نہیں ہوسکتا۔ [8] (خانیہ)

مسئلہ ۱۰ متولی نے چند سال کے لیے اجارہ پر زمین دی تھی اور متولی فوت ہوگیا پھر مستاجر [9] بھی مرگیا اور اسکے ورثہ نے کاشت کی تو غلہ ان لوگوں (یعنی مستاجر کے ورثہ) کو ملے گا اور ان سے زمین کا لگان نہیں لیا جائے گا، کہ مستاجر کی موت سے اجارہ فسخ ہوگیا بلکہ زمین میں ان کی زراعت سے جو نقصان ہوا ہے وہ لیا جائے گا اور یہ مصالح وقف میں صرف ہوگا [10]، جن پر وقف ہے اُن کو نہیں دیا جائے گا۔ [11] (خانیہ)

مسئلہ ۱۱ متولی نے اجر مثل سے کم کرایہ پر اجارہ دیا تو لینے والے کو اجر مثل دینا ہوگا اور اُجرت کا ذکر نہ کیا جب بھی یہی حکم ہے۔ یوہیں یتیم کی جائداد کو کم کرایہ پر دیدیا تو واجبی کرایہ دینا ہوگا۔ [12] (خانیہ)

---

1. ......بہارِ شریعت کے تمام نسخوں میں یہاں عبارت ایسے ہی مذکور ہے، غالبًا یہاں کتابت کی غلطی ہے کیونکہ ''ردالمحتار میں اس مقام پر ''واقف'' کا ذکر نہیں بلکہ ''متولی'' مذکور ہے''۔...عِلْمِیہ
2. ......''الدرالمختار''،کتاب الوقف،فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ،ج٦،ص٦١٢.
3. ......کاشتکاری کی اجرت، ٹھیکہ۔
4. ......''الدرالمختار وردالمحتار''،کتاب الوقف،فصل:یراعی شرط الواقف...إلخ،مطلب:استئجارالدار...إلخ،ج٦،ص٦١٦.
5. ......رائج کرایہ جو عمومًا لیا جاتا ہے۔
6. ......''الفتاوی الهندیة''،کتاب الوقف،الباب الخامس فی ولایة الوقف...إلخ،ج٢،ص٤١٩.
7. ......بھاؤ۔
8. ......''الفتاوی الخانیة''،کتاب الوقف،فصل فی الإجارة الاوقاف ومزارعتها،ج٢،ص٣٢٢.
9. ......کرائے پر لینے والا، کاشتکار۔
10. ......یعنی وقف کی تعمیر ودرستگی میں خرچ ہوگا۔
11. ......''الفتاوی الخانیة''،کتاب الوقف،فصل فی الإجارة الاوقاف ومزارعتها،ج٢،ص٣٢٢۔٣٢٣.
12. ......المرجع السابق،ص٣٢٢.

مسئلہ ۱۲ ایک شخص مثلاً آٹھ روپے کرایہ دینے کو کہتا ہے اور دوسرا دس، مگر یہ دس دینے والا نادہند[1] ہے تو اسکو نہ دیا جائے، آٹھ والے کو دیا جائے۔[2] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۳ وقفی زمین کو متولی خود اپنے اجارہ میں نہیں لے سکتا کہ خود مکانِ موقوف[3] میں رہے اور کرایہ دے یا کھیت بوئے اور لگان دے البتہ قاضی اسکو اجارہ پر دے تو ہوسکتا ہے۔[4] (خانیہ) اور اجر مثل سے زیادہ کرایہ پر لے تو ہوسکتا ہے۔ یوہیں اپنے باپ یا بیٹے کو بھی کرایہ پر نہیں دے سکتا مگر جب کہ بہ نسبت دوسروں کے ان سے زیادہ کرایہ لے۔[5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۴ وقفی زمین کرایہ پر لیکر کسی نے اس میں مکان بنایا اور اب زمین کا کرایہ پہلے سے زیادہ ہوگیا تو اگر مالکِ مکان زیادہ کرایہ دینے کے لیے طیار ہے تو زمین اُسی کے کرایہ میں رہنے دیں ورنہ اُس سے کہیں اپنا عملہ[6] اُٹھا لے اور زمین کو خالی کردے[7] (عالمگیری) اور اگر اجارہ کی مدت پوری ہوچکی ہے تو اختیار ہے چاہے اُسی کو زیادہ کرایہ لے کر دیں یا دوسرے کو۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵ مکانِ موقوف کو عاریت دینا بغیر کرایہ کسی کو رہنے کے لیے دیدینا ناجائز ہے اور رہنے والے کو کرایہ دینا پڑیگا۔ یوہیں جو شخص متولی کی بغیر اجازت رہنے لگا اُسے بھی جو کرایہ ہونا چاہیے دینا ہوگا۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶ مکانِ موقوف کو متولی نے بیع کردیا[10] پھر یہ متولی معزول ہوگیا اور دوسرا اسکی جگہ متولی ہوا، اس نے مشتری پر دعویٰ کیا اور قاضی نے بیع باطل ہونے کا حکم دیا تو مشتری[11] کو اتنے دنوں کا کرایہ بھی دینا ہوگا۔[12] (خانیہ)

مسئلہ ۱۷ روپے اشرفی یعنی ثمن کے علاوہ مثلاً اسباب[13] کے بدلے میں اجارہ کیا تو جائز ہے اور اس وقت اس سامان کو بیچ کر وقف کی آمدنی میں داخل کرے۔[14] (عالمگیری)

---

1 ......ادائیگی میں ٹال مٹول اور تاخیر کرنے والا۔
2 ......"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج٥، ص٤٠٠.
3 ......وقف شدہ مکان۔
4 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الإجارة الاوقاف ومزارعتها، ج٢، ص٣٢٢.
5 ......"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج٥، ص٣٩٤.
6 ......عمارت کی تعمیر کا تمام ساز و سامان۔
7 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف... إلخ، ج٢، ص٤٢٢.
8 ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... إلخ، مطلب مهم: فی معنی قولهم... إلخ، ج٦، ص٦١٩.
9 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف... إلخ، ج٢، ص٤٢٠.
10 ......بیچ دیا۔　11 ......خریدار۔
12 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی الإجارة الاوقاف ومزارعتها، ج٢، ص٣٢٥.
13 ......سامان، اشیاء۔
14 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف... إلخ، ج٢، ص٤٢١.

مسئلہ ۱۸: وقفی زمین کو خود متولی بھی وقف کی طرف سے کاشت کرسکتا ہے اور اس صورت میں مزدوروں کی اُجرت وغیرہ وقف سے ادا کرے گا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: وقفی مکان کرایہ پر دیا اور شکست ریخت[2] وغیرہ کرایہ دار کے ذمہ رکھی تو اجارہ باطل ہے، ہاں اگر مرمت کے لیے کوئی رقم معین کردی کہ اتنے روپے مرمت میں صرف کرنا تو جائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: فقیروں پر ایک مکان وقف ہے کہ اس کی آمدنی فقرا کو دی جائے گی اس مکان کو ایک فقیر نے کرایہ پر لیا تو کرایہ چونکہ فقیر ہی کو دیا جاتا ہے، لہٰذا جتنا اسکو دینا ہے اُتنا کرایہ چھوڑ دینا جائز ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: جس شخص پر مکان وقف ہے وہ خود اِس مکان کو کرایہ پر نہیں دے سکتا جبکہ یہ متولی نہ ہو۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: مکان یا کھیت کو کم پر دیدیا تو یہ کمی مستاجر[6] سے پوری کرائی جائے گی متولی سے وصول نہ کریں گے مگر متولی سے سہو اور غفلت کی بنا پر ایسا ہوا تو درگزر کریں گے اور قصداً ایسا کیا تو خیانت ہے، معزول کردیا جائے گا بلکہ خود واقف نے قصداً کم پر دیا ہے تو اسکے ہاتھ سے بھی وقف کو نکال لیں گے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: وقفی زمین اگر عشری ہے تو عشر کاشتکار پر ہے اور خراجی ہے تو خراج وقف کی آمدنی سے دیا جائے گا۔[8]

مسئلہ ۲۴: وقف پر کچھ خرچ کرنے کی ضرورت پیش آئی اور آمدنی کا روپیہ موجود نہیں ہے تو قاضی سے اجازت لیکر قرض لیا جاسکتا ہے۔ بطور خود متولی کو قرض لینے کا اختیار نہیں۔ یوہیں خراج کا روپیہ دینا ہے تو اسکے لیے بھی باجازت قاضی قرض لیا جائے گا یعنی جبکہ اس سال آمدنی ہی نہ ہوئی اور اگر آمدنی ہوئی مگر متولی نے مستحقین پر تقسیم کردی خراج کے لیے نہیں رکھی تو خراج کی قدر متولی کو تاوان دینا ہوگا۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: وقف کی طرف سے زراعت کرنے کے لیے تخم[10] وغیرہ کی ضرورت ہے اور روپیہ خرچ کے لیے موجود

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الخامس فی ولاية الوقف...إلخ، ج٢، ص٤٢١.

2 ...... ٹوٹ پھوٹ کی تعمیر و مرمت۔

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الخامس فی ولاية الوقف...إلخ، ج٢، ص٤٢١.

4 ...... المرجع السابق، ص٤٢١.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الوقف، فصل: يراعی شرط الواقف...إلخ، ج٦، ص٦٢٢.

6 ...... کرایہ دار، کاشتکار۔

7 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الوقف، فصل: يراعی شرط الواقف...إلخ، مطلب: اذا آجر...إلخ، ج٦، ص٦٢٣.

8 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الخامس فی ولاية الوقف...إلخ، ج٢، ص٤٢٤.

9 ...... المرجع السابق.

10 ...... بیج۔

نہیں ہے تو قاضی سے اجازت لے کرا سکے لیے بھی قرض لے سکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶ وقفی مکان کے متصل دوسرا مکان ہے بیچ میں ایک دیوار ہے جو دوسرے مکان والے کی ہے وہ دیوار گرگئی پھر مالک مکان نے دیوار اُٹھوائی[2] مگر وقف کی حد میں اُٹھائی تو متولی اُس دیوار کو توڑ وادیگا اور متولی یہ چاہے کہ اُسے قیمت دیکر دیوار وقف کی کرلے یہ جائز نہیں۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۲۷ وقف کی زمین میں درخت تھے جو بیچ ڈالے گئے اور ہنوز[4] کاٹے نہیں گئے کہ خریدار کو وہی زمین اجارہ میں دی گئی اگر درخت جڑ سمیت بیچے گئے تھے تو زمین کا اجارہ جائز ہے اور اگر زمین کے اوپر اوپر سے بیچے گئے تو اجارہ جائز نہیں۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۲۸ گاؤں وقف ہے اور وہاں کے کاشتکار بٹائی[6] پر کھیت بُویا کرتے ہیں اُس گاؤں میں قاضی کی طرف سے کوئی حاکم آیا جس نے کسی کو لگان[7] پر کھیت دیدیا فصل طیار ہونے پر متولی آیا اور حسب دستور بٹائی کرانا چاہتا ہے لگان کے روپے نہیں لیتا تو جو متولی چاہتا ہے وہی ہوگا۔[8] (خانیہ)

مسئلہ ۲۹ وقفی زمین کسی نے غصب کرلی اور غاصب نے اپنی طرف سے کچھ اضافہ کیا ہے اگر یہ زیادت[9] مال متقوم نہ ہو مثلاً زمین کو جوت کر[10] ٹھیک کیا ہے یا اُس میں نہر کھدوائی ہے یا کھیت میں کھاد ڈلوائی ہے جو مٹی میں مل گئی تو غاصب سے زمین واپس لی جائے گی اور ان چیزوں کا کچھ معاوضہ نہیں دیا جائے گا اور اگر وہ زیادت مال متقوم ہے مثلاً مکان بنایا ہے یا پیڑ[11] لگائے ہیں تو اگر مکان یا درخت کے نکالنے سے زمین خراب نہ ہو تو غاصب سے[12] کہا جائے گا

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولاية الوقف... إلخ، ج۲، ص٤٢٤.

2 ......بنوائی۔

3 ......"الفتاوی الخانية"، کتاب الوقف، فصل فی الإجارة الاوقاف ومزارعتها، ج۲، ص۳۲۳.

4 ......ابھی تک۔

5 ......"الفتاوی الخانية"، کتاب الوقف، فصل فی الإجارة الاوقاف ومزارعتها، ج۲، ص۳۲۳، ۳۲٤.

6 ......باہمی تقسیم۔ 7 ......ٹھیکے پر، اجرت پر۔

8 ......"الفتاوی الخانية"، کتاب الوقف، فصل فی الإجارة الاوقاف ومزارعتها، ج۲، ص۳۲٤.

9 ......اضافہ۔ 10 ......ہل چلا کر۔

11 ......درخت۔ 12 ......غصب کرنے والے سے۔

اپنا عملہ[1] اُٹھالے یا پیڑ اُکھاڑلے اور زمین خالی کرکے واپس کردے اور اگر مکان یا درخت جدا کرنے میں زمین خراب ہوجائے گی تو اُکھڑے ہوئے درخت یا نکالے ہوئے عملہ کی قیمت غاصب کودی جائے گی اور غاصب کو یہ بھی اختیار ہے کہ زمین کے اوپر سے درخت کواسطرح کاٹ لے کہ زمین کونقصان نہ پہنچے۔[2] (خانیہ)

دعویٰ اور شہادت کا بیان

مسئلہ ۱ مکان یا زمین بیع کردی اب کہتا ہے اُسکو میں نے وقف کردیا تھا اِس بیان پر اگر گواہ نہیں پیش کرتا ہے اور مدعی علیہ[3] سے حلف[4] لینا چاہتا ہے تو اُسکی بات نہیں مانیں گے اور حلف نہ دیں گے اور گواہ سے وقف ہونا ثابت کردے تو گواہ مقبول ہیں اور بیع باطل۔[5] (عالمگیری) اور مشتری سے اُتنے دنوں کا کرایہ لیا جائے گا جب تک اُس کا قبضہ تھا اور مشتری[6] ثمن کے وصول کرنے کے لیے اِس جائداد کو اپنے قبضہ میں نہیں رکھ سکتا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۲ وقف کے متعلق بدون دعویٰ[8] کے بھی شہادت قبول کرلی جاتی ہے اسی وجہ سے باوجود مدعی کے کلام متناقض[9] ہونے کے وقف میں شہادت قبول ہوجاتی ہے کہ تناقض سے دعویٰ جاتا رہا اور شہادت بغیر دعویٰ ہوئی۔[10] (درمختار)

مسئلہ ۳ اصل وقف میں اگرچہ بغیر دعویٰ بھی شہادت قبول ہوتی ہے مگر کسی شخص کا کسی وقف کے متعلق حق ثابت ہونے کے لیے دعویٰ شرط ہے بغیر دعویٰ گواہی کوئی چیز نہیں مثلاً ایک شخص کسی وقف کی آمدنی کا حقدار ہے اور گواہوں سے حقدار ہونا ثابت بھی ہوتو جب تک وہ خود دعویٰ نہ کرے اُس کا حق فقرا کو دیں گے خود اُسکو نہیں دیں گے۔[11] (درمختار)

---

1 ......یعنی عمارت کی تعمیر کا تمام ساز و سامان، عمارت کا ملبہ۔

2 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی إجارة الأوقاف و مزارعتها، ج۲، ص۳۲٤.

3 ......جس پر دعویٰ کیا جائے۔ 4 ......قسم۔

5 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب السادس فی الدعویٰ والشهادة، الفصل الاول، ج۲، ص٤۳۰.

6 ......خریدار۔

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، ج٦، ص٦٥٥-٦٥٦.

8 ......دعویٰ کے بغیر۔ 9 ......متضاد۔

10 ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، ج ٦، ص ٦٢٦.

11 ......المرجع السابق، ص٦٢٧.

مسئلہ ۴: کسی زمین کی نسبت پہلے یہ کہا تھا کہ یہ فلاں پر وقف ہے اب دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر وقف ہے تو چونکہ اُسکے قول میں تناقض[1] ہے، لہٰذا دعویٰ باطل و نامسموع[2] ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: کسی جائداد کی نسبت یہ دعویٰ کہ وقف ہے سُنا نہیں جائے گا بلکہ اگر دعویٰ میں یہ بھی ہو کہ میں اُسکی آمدنی کا مستحق ہوں جب بھی مسموع نہیں تاوقتیکہ دعویٰ میں یہ نہ ہو کہ میں اُس کا متولی ہوں۔ دعویٰ مسموع نہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ فقط اسکے دعویٰ کے بنا پر قابض پر حلف نہیں دیں گے ہاں اگر گواہ گواہی دیں تو گواہی مقبول ہوگی۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: مشتری نے بائع پر[5] دعویٰ کیا کہ جو زمین تو نے میرے ہاتھ بیع کی ہے یہ وقف ہے تجھ کو اسکے بیچنے کا حق نہ تھا یہ دعویٰ مسموع نہیں بلکہ یہ دعویٰ متولی کی جانب سے ہونا چاہیے اور متولی نہ ہو تو قاضی اپنی طرف سے کسی کو متولی مقرر کرے گا جو مقدمہ کی پیروی کرے گا اور وقف ثابت ہونے پر بیع باطل ہو جائے گی اور مشتری کو ثمن واپس ملے گا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: قاضی نے کسی جائداد کے متعلق وقف کا فیصلہ دیا تو صرف مدعی کے مقابل یہ فیصلہ نہیں بلکہ سب کے مقابل ہے یعنی فیصلے دو قسم کے ہوتے ہیں، بعض فیصلے صرف مدعی اور مدعی علیہ کے درمیان میں ہیں دوسروں سے اسکو تعلق نہیں مثلاً ایک شخص نے دوسرے کی کسی چیز پر دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے اور قاضی نے فیصلہ دیدیا تو یہ فیصلہ سب کے مقابل میں نہیں ہے بلکہ تیسرا شخص پھر دعویٰ کرسکتا ہے اور چوتھا پھر کرسکتا ہے، وعلیٰ ہذا القیاس۔ اور بعض فیصلے سب کے مقابل میں ہوتے ہیں کہ اب دوسرا دعویٰ ہی نہیں ہوسکتا مثلاً ایک شخص پر کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے اُس نے جواب دیا کہ میں آزاد ہوں اور قاضی نے حریت[7] کا حکم دیا تو اب کوئی بھی اُسکی عبدیت[8] کا دعویٰ نہیں کرسکتا یا کسی عورت کو قاضی نے ایک شخص کی منکوحہ ہونے کا حکم دیا تو دوسرا اپنی منکوحہ ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔

یو ہیں کسی بچہ کا ایک شخص سے نسب ثابت ہوگیا تو دوسرا اُسکے نسب کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ اِسی طرح سے کسی جائداد پر

---

1 ...... اختلاف، تضاد۔ 2 ...... سنا نہیں جائے گا۔

3 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الوقف، الباب السادس فی الدعوی والشهادة، الفصل الاول، ج۲، ص۴۳۱.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، مطلب: المواضع التی ...إلخ، ج۶، ص۶۲۸.

5 ...... بیچنے والے پر۔

6 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الوقف، الباب السادس فی الدعویٰ والشهادة، الفصل الاول، ج۲، ص۴۳۱.

7 ...... آزادی۔ 8 ...... غلامی۔

ایک شخص نے اپنی مِلک کا دعویٰ کیا جس کے قبضہ میں ہے اُس نے جواب دیا یہ وقف ہے اور وقف ہونا ثابت کردیا قاضی نے وقف ہونے کا حکم دیا تو اب ملک کا دوسرا دعویٰ اس پر ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ یہ فیصلہ تمام جہان کے مقابل میں ہے مگر واقف اگر حیلہ باز آدمی ہو کہ اِس وقف کے حیلہ سے دوسرے کی املاک پر قبضہ کرتا ہو مثلاً دوسرے کی جائداد پر قبضہ کرلیا اور تیسرے سے اپنے اوپر دعویٰ کرادیا اور جواب یہ دیا کہ وقف ہے اور وقف کے گواہ بھی پیش کردیے اور قاضی نے وقف کا حکم دیدیا اگر ایسے حیلہ باز کے وقف کی قضاء ویسی ہی ہو تو بیچارے اصل مالک اپنی جائداد سے ہاتھ دھو بیٹھا کریں [1] اور کچھ نہ کرسکیں، لہٰذا اِس صورت میں یہ فیصلہ سب کے مقابل میں نہیں۔ [2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸ وقف کے ثبوت کے لیے گواہی دی تو گواہ کو یہ بیان کرنا ضرور نہیں ہے کہ کس نے وقف کیا بلکہ اگر اس سے لاعلمی بھی ظاہر کرے جب بھی شہادت معتبر ہوسکتی ہے۔ [3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۹ وقف میں شہادۃ علی الشہادۃ معتبر ہے اور وقف ہونا مشہور ہو تو اگرچہ اسکے سامنے واقف نے وقف نہیں کیا ہے محض شہرت کی بنا پر اسکو شہادت دینا جائز ہے بلکہ اگر قاضی کے سامنے تصریح کردے کہ میری شہادت سمعی ہے [4] جب بھی گواہی نامعتبر نہیں۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۱۰ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ یہ زمین مجھ پر وقف ہے زمین جس کے قبضہ میں ہے وہ کہتا ہے یہ میری ملک ہے گواہوں نے واقف کا وقف کرنا بیان کیا اور یہ کہ جس وقت اُس نے وقف کی تھی اُسی کے قبضہ میں تھی تو فقط اتنی ہی بات سے وقف ثابت نہیں ہوگا بلکہ گواہوں کو یہ بیان کرنا بھی ضرور ہے کہ واقف اُس زمین کا مالک بھی تھا۔ [6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱ پُرانا وقف ہے جس کے مصارف و شرائط کا پتہ نہیں چلتا اس میں بھی سمعی شہادت معتبر ہے اور زمانۂ گزشتہ کا اگر عملدرآمد معلوم ہوسکے یا قاضی کے دفتر میں شرائط و مصارف کا ذکر ہے تو اِسی کے موافق عمل کیا

---

1 ......یعنی مالک ہی نہ رہیں۔

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج۷، ص۴۴۹-۴۵۵.

3 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب السادس فی الدعویٰ والشھادة، الفصل الاول، ج۲، ص۴۳۱.
و"الدرالمختار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، ج ٦، ص ٦٢٩.

4 ......سنی ہوئی بات کی گواہی ہے۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، ج٦، ص٦٢٩-٦٣٢.

6 ......"ردالمحتار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، مطلب: فی دعوَی الوقف بلا بیان...إلخ، ج٦، ص٦٢٩.

جائے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲ ایک شخص کے قبضہ میں جائداد ہے اُس پر کسی نے وقف ہونے کا دعویٰ کیا اور ثبوت میں ایک دستاویز[2] پیش کرتا ہے تو فقط دستاویز کی بنا پر وقف ہونا نہیں قرار پائے گا اگرچہ اُس دستاویز پر گزشتہ قاضیوں کی تحریریں بھی ہوں۔ یوہیں کسی مکان کے دروازہ پر وقف کا کتبہ کندہ ہونے[3] سے بھی قاضی وقف کا حکم نہیں دے گا یعنی بغیر شہادت فقط تحریر قابل اعتبار نہیں مگر جبکہ دستاویز کی نقل قاضی کے دفتر میں ہو تو ضرور قابل قبول ہے، خصوصاً جبکہ گزشتہ قاضیوں کے دستخط اُس پر ہوں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳ کسی جائداد کا وقف ہونا معروف ومشہور ہے مگر یہ نہیں معلوم کہ اسکا مصرف کیا ہے تو شہرت کی بنا پر وقف قرار پائے گا اور فقرا پر خرچ کیا جائے گا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴ گواہ نے یہ گواہی دی کہ یہ جائداد مجھ پر یا میری اولاد یا میرے باپ دادا پر وقف ہے تو گواہی مقبول نہیں۔ یوہیں اگر یہ گواہی دی کہ مجھ پر اور فلاں اجنبی پر وقف ہے جب بھی مقبول نہیں نہ اسکے حق میں وقف ثابت ہوگا نہ اُس دوسرے کے حق میں اور اگر دو گواہ ہوں ایک کی گواہی یہ ہے کہ زید پر وقف ہے اور دوسرا گواہی دیتا ہے کہ عمرو پر وقف ہے تو نفس وقف کے متعلق چونکہ دونوں متفق ہیں وقف ثابت ہو جائے گا، مگر موقوف علیہ میں چونکہ اختلاف ہے، لہٰذا یہ جائداد فقرا پر صرف ہوگی، نہ زید پر ہوگی، نہ عمرو[6] پر۔[7] (خانیہ)

مسئلہ ۱۵ ایک گواہ نے بیان کیا کہ یہ ساری زمین وقف ہے دوسرا کہتا ہے آدھی تو آدھی ہی کا وقف ہونا ثابت ہوا۔[8] (عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... إلخ، مطلب: فی الشھادۃ... إلخ، ج٦، ص٦٣٠-٦٣٢.

2 ...... رجسٹر، تحریرنامہ۔

3 ...... یعنی دروازے پر وقف کی تختی لگی ہونے۔

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... إلخ، مطلب: احضر صکاً... إلخ، ج٦، ص٦٣٠-٦٣٢.

5 ...... المرجع السابق، ص٦٣١-٦٣٥.

6 ...... اسے "عَمْرْ" پڑھتے ہیں، اس میں واو پڑھا نہیں جاتا صرف "عَمْرُو" اور "عُمَرْ" میں فرق کے لیے لکھا جاتا ہے۔

7 ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی دعوی الوقف والشھادۃ، ج٢، ص٣٢٦.

8 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب السادس فی الدعوی والشھادۃ، الفصل الثانی، ج٢، ص٤٣٤.

مسئلہ ۱۶ دو شخصوں نے شہادت دی کہ پروس کے فقیروں پر وقف کی اور خود یہ دونوں اُسکے پروس کے فقیر ہوں جب بھی گواہی مقبول ہے یا گواہی دی کہ فلاں مسجد کے محتاجوں پر وقف ہے تو گواہی مقبول ہے اگرچہ یہ دونوں اُس مسجد کے محتاجین[1] سے ہوں۔ یوہیں اہل مدرسہ وقف مدرسہ کے لیے شہادت دیں تو گواہی قبول ہے۔[2] (خانیہ)

یوہیں متولی اور ایک دوسرا شخص دونوں گواہی دیں کہ یہ مکان فلاں مسجد پر وقف ہے تو گواہی مقبول ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۷ ایک مکان ایک شخص کے قبضہ میں ہے دوسرے شخص نے گواہوں سے ثابت کیا کہ اُس پر وقف ہے اور متولی مسجد نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ مسجد پر وقف ہے اگر دونوں نے وقف کی تاریخیں ذکر کیں تو جس کی تاریخ مقدم ہے اُسکے موافق فیصلہ ہوگا ورنہ دونوں میں نصف نصف کر دیا جائے گا۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۸ گواہوں نے یہ گواہی دی کہ فلاں نے اپنی زمین وقف کی اور واقف نے اُس کے حدود نہیں بیان کیے مگر کہتے ہیں کہ ہم اُس زمین کو پہچانتے ہیں تو گواہی مقبول نہیں کہ ہوسکتا ہے اُس شخص کی اس زمین کے علاوہ کوئی دوسری زمین بھی ہو اور اگر گواہ کہتے ہوں کہ ہمارے علم میں اُس کی دوسری زمین نہیں جب بھی قبول نہیں کہ ہوسکتا ہے زمین ہو اور ان کے علم میں نہ ہو۔[5] (خانیہ) یہ اُس صورت میں ہے جبکہ واقف نے مطلق زمین کا وقف کرنا ذکر کیا اور اگر ایسے لفظ سے ذکر کیا کہ گواہوں کو معلوم ہو گیا کہ فلاں زمین ہے جس کے یہ حدود ہیں اور قاضی کے سامنے حدود بیان بھی کریں تو گواہی مقبول ہوگی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹ گواہ کہتے ہیں واقف نے حدود بیان کر دیے تھے مگر ہم بھول گئے تو گواہی مقبول نہیں اور اگر گواہوں نے دو حدیں بیان کیں جب بھی قبول نہیں اور تین حدیں بیان کر دیں تو گواہی مقبول ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰ گواہوں نے کہا کہ فلاں نے اپنی زمین وقف کی جس کے حدود بھی واقف نے بیان کر دیے مگر ہم نہیں جانتے یہ زمین کہاں ہے تو گواہی مقبول ہے وقف ثابت ہو جائے گا مگر مدعی کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا کہ وہ زمین

---

1 ......حاجت مندوں۔

2 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی دعوی الوقف والشھادة، ج۲، ص۳۲۶.

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، ج۶، ص۶۸۷.

4 ......"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج۵، ص۳۲.

5 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی دعوی الوقف والشھادة، ج۲، ص۳۲۶.

6 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب السادس فی الدعوی والشھادة، الفصل الثانی، ج۲، ص۴۳۴.

7 ......المرجع السابق.

یہ ہے۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۲۱ گواہوں میں اختلاف ہوا ایک کہتا ہے مرنے کے بعد کے لیے وقف کیا دوسرا کہتا ہے وقف صحیح تمام[2] ہے تو گواہی مقبول نہیں اور اگر ایک نے کہا صحت میں وقف کیا دوسرا کہتا ہے مرض الموت میں وقف کیا ہے تو یہ اختلاف ثبوت وقف کے منافی نہیں۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۲۲ ایک شخص فوت ہوا اُس نے دولڑکے چھوڑے اور ایک کے ہاتھ میں باپ کی جائداد ہے وہ کہتا ہے میرے باپ نے یہ جائداد مجھ پر وقف کردی ہے اِس کا دوسرا بھائی کہتا ہے والد نے ہم دونوں پر وقف کی ہے اور گواہ کسی کے پاس نہ ہوں تو دوسرے کا قول معتبر ہے جو دونوں پر وقف ہونا بتاتا ہے۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۲۳ ایک زمین چند بھائیوں کے قبضہ میں ہے وہ سب بالاتفاق یہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے باپ نے یہ زمین وقف کی ہے مگر ہر ایک وقف کا مصرف[5] علیٰحدہ علیٰحدہ بتاتا ہے تو قاضی اسکے متعلق یہ فیصلہ کرے گا کہ زمین تو وقف قرار دی جائے اور جس نے جو مصرف بیان کیا اس کا حصہ اُس مصرف میں صرف کیا جائے اور قاضی اُن میں سے جس کو چاہے متولی مقرر کردے اور اگر ان ورثہ میں کوئی نابالغ یا غائب ہے تو جب تک بالغ نہ ہو یا حاضر نہ ہو اُسکے حصہ کے متعلق کوئی فیصلہ نہ ہوگا۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۲۴ ایک شخص کے قبضہ میں مکان ہے اُس پر کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ مکان مع زمین کے میرا ہے قابض نے جواب میں کہا یہ مکان فلاں مسجد پر وقف ہے مگر مدعی نے گواہوں سے اپنی مِلک ثابت کردی قاضی نے اُسکے موافق فیصلہ دیدیا اور دفتر میں لکھ دیا اس کے بعد مدعی یہ اقرار کرتا ہے کہ زمین وقف ہے اور صرف عمارت میری ہے تو دعویٰ بھی باطل ہوگیا اور فیصلہ بھی اور قاضی کی تحریر بھی یعنی پورا مکان مع زمین وقف ہی قرار پائے گا۔[7] (خانیہ)

مسئلہ ۲۵ دو جائدادیں ہیں ایک جائداد جس کے قبضہ میں ہے موجود ہے اور دوسری جس کے قبضہ میں ہے یہ غائب

---

1. ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی دعویٰ الوقف و الشھادة، ج۲، ص۳۲۶.
2. ......جس میں کسی قسم کی کوئی تعلیق یعنی مرنے وغیرہ کی کوئی قید نہ ہو اسے وقف صحیح تمام کہتے ہیں۔
3. ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی دعویٰ الوقف والشھادة، ج۲، ص۳۲۶.
4. ......المرجع السابق.
5. ......خرچ کرنے کا مقام۔
6. ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی دعوی الوقف والشھادة، ج۲، ص۳۲۶.
7. ......المرجع السابق.

ہے جو شخص موجود ہے اُس پر کسی نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ دونوں جائدادیں میرے دادا کی ہیں کہ اُس نے اپنی اولاد پر نسلاً بعد نسل وقف کی ہے اگر گواہوں سے یہ ثابت ہوا کہ دونوں جائدادیں واقف کی تھیں اور دونوں کو ایک ساتھ وقف کیا اور دونوں ایک ہی وقف ہے تو قاضی دونوں جائدادوں کے وقف کا فیصلہ دے گا اور اگر گواہوں نے ان کا دو وقف ہونا بیان کیا تو جو موجود ہے اُسکے مقابل فیصلہ ہوگا اور اُس کے پاس جو جائداد ہے وقف قرار پائے گی اور غائب کے متعلق ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوگا آنے پر ہوگا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶ دومنزلہ مکان مسجد سے متصل ہے مسجد میں جو صف بندھتی ہے وہ نیچے والی منزل میں متصلاً چلی آتی ہے اور نیچے والی منزل میں گرمی جاڑوں میں نماز بھی پڑھی جاتی ہے اب اہل مسجد اور مکان والوں میں اختلاف ہوا مکان والے کہتے ہیں کہ یہ مکان ہمیں میراث میں ملا ہے تو انھیں کا قول معتبر ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷ گواہوں نے گواہی دی کہ اس مکان میں جو کچھ اس کا حصہ تھا یا جو کچھ اسے اپنے باپ کے ترکہ سے ملا تھا وقف کردیا مگر گواہوں کو یہ نہیں معلوم کہ حصہ کتنا ہے یا ترکہ میں کتنا ملا ہے جب بھی شہادت مقبول ہے اور اگر واقف کے مقابل میں گواہوں نے بیان کیا کہ اس نے وقف کرنے کا اقرار کیا اور ہم کو نہیں معلوم کہ وہ کونسا مکان یا زمین ہے تو قاضی واقف کو مجبور کرے گا کہ جائدادِ موقوفہ[3] کو بیان کرے جو وہ بیان کردے وہی وقف ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے یہ زمین مساکین پر وقف کردی ہے وہ انکار کرتا ہے مدعی نے اقرار کے گواہ پیش کیے تو گواہی مقبول ہے اور وقف صحیح ہے اور اُسکے ہاتھ سے زمین نکال لی جائے گی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹ کسی شخص نے مسجد بنائی یا اپنی زمین کو قبرستان یا مسافر خانہ بنایا ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ زمین میری ہے اور بانی[6] کہیں چلا گیا ہے موجود نہیں ہے تو اگر بعض اہل مسجد کے مقابل میں فیصلہ ہوگیا تو سب کے مقابل میں ہوگیا اور مسافر خانہ کے لیے یہ ضرور ہے کہ بانی یا نائب کے مقابل میں فیصلہ ہو اُنکی عدم موجودگی میں کچھ نہیں کیا جاسکتا۔[7] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوقف، الباب السادس فی الدعوی والشھادۃ، ج۲، ص۴۳۲.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... وقف کی ہوئی جائداد۔

4 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوقف، الباب السادس فی الدعوی والشھادۃ، ج۲، ص۴۳۵.

5 ...... المرجع السابق، ص۴۳۷.

6 ...... بنانے والا۔

7 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوقف، الباب السادس فی الدعوی والشھادۃ، الفصل الاول، ج۲، ص۴۳۸.

مسئلہ ۳۰ وقف کے بعض مستحقین دعویٰ میں سب کے قائم مقام ہوسکتے ہیں یعنی ایک کے مقابل میں جو فیصلہ ہوگا وہی سب کے مقابل میں نافذ ہوگا یہ جب کہ اصل وقف ثابت ہو۔ یوہیں بعض وارث جمیع ورثہ کے قائم مقام ہیں یعنی اگر میت پر یا میت کی طرف سے دعویٰ ہو تو ایک وارث پر یا ایک وارث کا دعویٰ کرنا کافی ہے۔ یوہیں اگر مدیون کا دیوالیا[1] ہونا ایک قرض خواہ کے مقابل میں ثابت ہوا تو یہ سبھی کے مقابل ثبوت ہوگیا کہ دوسرے قرض خواہ بھی اسے قید نہیں کراسکتے۔

مسئلہ ۳۱ مسجد پر قرآن مجید وقف کیا کہ مسجد والے یا محلّہ والے تلاوت کریں گے اور خود اسی مسجد والے وقف کی گواہی دیتے ہیں تو یہ گواہی مقبول ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲ ایک شخص کے ہاتھ میں زمین ہے وہ کہتا ہے یہ فلاں کی ہے کہ اُس نے فلاں کام کے لیے وقف کی ہے اور اُس کے ورثہ کہتے ہیں اسکو ہم پر اور ہماری نسل پر وقف کی ہے اور جب ہماری نسل نہیں رہے گی اُس وقت فقرا اور مساکین پر صَرف ہوگی اور قاضی سابق کے دفتر میں کوئی ایسی تحریر بھی نہیں ہے جس سے اوقاف کے مصارف معلوم ہوسکیں تو اس وقت ورثہ کا قول معتبر ہوگا۔[3] (عالمگیری)

وقف نامه وغیره دستاویزکے مسائل

مسئلہ ۳۳ زمین وقف کی اور وقف نامہ بھی تحریر کیا جس پر لوگوں کی گواہیاں بھی کرائیں مگر حدود کے لکھنے میں غلطی ہوگئی دو حدیں ٹھیک ہیں اور دو غلط تو جس جانب میں غلطی ہوئی ہے وہ حدیں اُودھر اگر موجود ہیں مگر اِس زمین اور اُس حد کے درمیان دوسرے کی زمین، مکان، کھیت وغیرہ ہے تو وقف جائز ہے اور اسکی جتنی زمین ہے وہی وقف ہوگی اور اگر اُس طرف وہ چیز ہی نہیں جس کو حدود میں ذکر کیا ہے نہ متصل اور نہ فاصلہ پر تو وقف صحیح نہیں ہاں اگر یہ جائداد اتنی مشہور ہے کہ حدود ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی تو اب وقف صحیح ہے۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۳۴ جائداد وقف کی اور وقف نامہ لکھو دیا اور جو کچھ وقف نامہ میں لکھا ہے اس پر گواہیاں بھی کرائیں مگر وہ واقف اب کہتا ہے کہ میں نے تو یوں وقف کیا تھا کہ مجھے بیع کرنے کا اختیار رہوگا مگر کاتب نے اِس شرط کو نہیں لکھا اور مجھے یہ نہیں

1 ......نقد رقم یا سرمایہ کا ختم ہوجانا۔

2 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب السادس فی الدعوی والشهادة، الفصل الاول، ج۲، ص۴۳۷.

3 ......المرجع السابق، ص۴۳۹.

4 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فیما یتعلق بصك الوقف، ج۲، ص۳۳۷.

معلوم کہ وقف نامہ میں کیا لکھا ہے اگر وقف نامہ ایسی زبان میں لکھا ہے جس کو واقف جانتا ہے اور پڑھ کر اُسے سُنایا گیا ہے اور اُس نے تمام مضمون کا اقرار کیا ہے تو وقف صحیح ہے اور اُس کا قول باطل اور اگر وقف نامہ کی زبان نہیں جانتا اور گواہوں سے یہ ثابت نہیں کہ ترجمہ کرکے اُسے سُنایا گیا تو واقف کا قول معتبر ہے اور وقف صحیح نہیں، گواہ یہ کہتے ہیں کہ اسے ترجمہ کرکے پورا وقف نامہ سُنایا گیا اور اس نے تمام مضمون کا اقرار کیا اور ہم کو گواہ بنایا جب بھی وقف صحیح ہے۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۳۵: ایک شخص نے یہ چاہا کہ اپنی کل جائداد جو اس موضع میں ہے سب کو وقف کردے اور کاتب سے مرض میں وقف نامہ لکھنے کو کہا کاتب نے دستاویز میں بعض ٹکڑے بھول کر نہیں لکھے اور یہ وقف نامہ پڑھ کر سُنایا کہ فلاں بن فلاں نے اپنے فلاں موضع کے تمام ٹکڑے وقف کر دیے جن کی تفصیل یہ ہے اور جو ٹکڑا لکھنا بھول گیا تھا اُسے سُنایا بھی نہیں اور واقف نے تمام مضمون کا اقرار کیا تو اگر واقف نے صحت میں یہ خبر دی تھی کہ جو کچھ اس موضع میں اُس کا حصہ ہے سب کو وقف کرنے کا ارادہ ہے تو سب وقف ہوگئے اور اگر واقف کا انتقال ہوگیا مگر انتقال سے پہلے اُس نے بتایا کہ میرا یہ ارادہ ہے تو جو کچھ اُس نے کہا ہے اُسی کا اعتبار ہے۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۳۶: ایک عورت سے محلّہ والوں نے یہ کہا کہ تو اپنا مکان مسجد پر وقف کردے اور یہ شرط کردے کہ اگر تجھے ضرورت ہوگی تو اُسے بیچ ڈالے گی عورت نے منظور کیا اور وقف نامہ لکھا گیا مگر اُس میں یہ شرط نہیں لکھی اور عورت سے کہا کہ وقف نامہ لکھوا دیا اگر وقف نامہ اُسے پڑھ کر سُنایا گیا اور وقف نامہ کی تحریر عورت سمجھتی ہے اُس نے سُن کر اقرار کیا تو وقف صحیح ہے اور اگر اُسے سُنایا ہی نہیں یا وقف نامہ کی زبان ہی نہیں سمجھتی تو وقف درست نہیں۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۳۷: تولیت نامہ[4] یا وصایت نامہ[5] کسی کے نام لکھا گیا اور اُس میں یہ نہیں لکھا گیا کہ کس کی جانب سے اسکو متولی یا وصی کیا گیا تو یہ دستاویز بیکار ہے کیونکہ قاضی کی جانب سے متولی مقرر ہو تو اُسکے احکام جدا ہیں اور واقف نے جس کو متولی مقرر کیا ہو اُسکے احکام علٰیحدہ ہیں۔ یوہیں باپ کی طرف سے وصی ہے یا قاضی کی طرف سے یا ماں دادا وغیرہ نے مقرر کیا ہے کہ ان کے احکام مختلف ہیں لہٰذا یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ کس نے متولی یا وصی کیا ہے کہ یہ معلوم نہ ہوگا تو کس طرح عمل کریں گے۔ اور اگر یہ تصریح کردی ہے کہ قاضی نے متولی یا وصی مقرر کیا ہے مگر اُس قاضی کا نام نہیں تو دستاویز صحیح ہے

1 ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فیما یتعلق بصك الوقف، ج۲، ص۳۲۷.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... وقف کے متولی کے متعلق دستاویز۔

5 ...... وصیت نامہ۔

کہ اولاً تو اسکی ضرورت ہی نہیں کہ قاضی کا نام معلوم کیا جائے اور اگر جاننا چاہو تو تاریخ سے معلوم کر سکتے ہو کہ اُس وقت قاضی کون تھا۔[1] (خانیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۳۸ ایک جائداد اشخاص معلومین[2] پر وقف ہے اسکے متولی سے ایک شخص نے زمین اجارہ پر لی اور کرایہ نامہ لکھا گیا اس میں مستاجر[3] اور متولی[4] کا نام لکھا گیا کہ فلاں بن فلاں جو فلاں وقف کا متولی ہے مگر اس میں واقف کا نام نہیں لکھا، جب بھی کرایہ نامہ صحیح ہے۔[5] (خانیہ)

وقف اقرار کے مسائل

مسئلہ ۳۹ جو زمین اس کے قبضہ میں ہے اُوسکی نسبت یہ کہا کہ وقف ہے تو یہ کلام وقف کا اقرار ہے اور وہ زمین وقف قرار پائے گی مگر اسکے کہنے سے وقف کی ابتدا نہ ہوگی تا کہ وقف کے تمام شرائط اس وقت درکار ہوں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰ جو زمین اسکے قبضہ میں ہے اُسکے وقف ہونے کا اقرار کیا مگر نہ تو واقف کا ذکر کیا کہ کس نے وقف کیا نہ مستحقین کو بتایا کہ کس پر خرچ ہوگی جب بھی اقرار صحیح ہے اور یہ زمین فقرا پر وقف قرار دی جائے گی اور اسکا واقف نہ مقرکو[7] قرار دیں گے اور نہ دوسرے کو ہاں اگر گواہوں سے ثابت ہو کہ اقرار سے پہلے یہ زمین خود اِسی مقر کی تھی تو اب یہی واقف قرار پائے گا اور یہی متولی ہوگا کہ فقرا پر آمدنی تقسیم کرے گا مگر اسے یہ اختیار نہیں کہ دوسرے کو اپنے بعد متولی قرار دے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱ وقف کا اقرار کیا اور واقف کا بھی نام بتایا مگر مستحقین کو ذکر نہ کیا مثلاً کہتا ہے یہ زمین میرے باپ کی صدقہ موقوفہ ہے اور اس کا باپ فوت ہو چکا ہے، اگر اس کے باپ پر دین ہے تو یہ اقرار صحیح نہیں، زمین دَین میں بیع کر دی جائے گی اور اگر اسکے باپ نے کوئی وصیت کی ہے تو تہائی میں وصیت نافذ ہوگی اسکے بعد جو کچھ بچے وہ وقف ہے کہ اُسکی آمدنی فقرا پر صرف

---

1 ...... "الفتاوی الخانية"، كتاب الوقف، فصل فيمايتعلق بصك الواقف، ج ٢، ص ٣٢٧.
و "الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب السابع في المسائل التي تتعلق بالصدق، ج ٢، ص ٤٤١.

2 ...... معلوم کی جمع یعنی جن پر وقف ہو وہ معلوم ہوں۔

3 ...... اجرت پر لینے والا۔

4 ...... مال وقف کا انتظام سنبھالنے والا۔

5 ...... "الفتاوی الخانية"، كتاب الوقف، فصل فيما يتعلق بصك الوقف، ج ٢، ص ٣٢٧.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثامن في الإقرار، ج ٢، ص ٤٤٢.

7 ...... اقرار کرنے والے کو۔

8 ...... الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثامن في الإقرار، ج ٢، ص ٤٤٢.

ہوگی یہ اُس صورت میں ہے کہ اسکے سوا کوئی دوسرا وارث نہ ہو اور اگر دوسرا وارث ہے جو وقف سے انکار کرتا ہے تو وہ اپنا حصہ لیگا اور جو چاہے کرے گا۔[1] (خانیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۴۲ جو زمین قبضہ میں ہے اُسکی نسبت اقرار کیا کہ یہ فلاں فلاں لوگوں پر وقف ہے یعنی چند شخصوں کے نام لیے اسکے بعد دوسرے لوگوں پر وقف بتاتا ہے یا اُنھیں لوگوں میں کمی بیشی کرتا ہے تو اس پچھلی بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا پہلی ہی پر عمل ہوگا اور اگر یہ کہہ کر کہ یہ زمین وقف ہے سکوت کیا پھر سکوت[2] کے بعد کہا کہ فلاں فلاں پر وقف ہے یعنی چند شخصوں کے نام ذکر کیے تو یہ پچھلی بات بھی معتبر ہوگی یعنی جن لوگوں کے نام لیے اُن کو آمدنی ملے گی۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۴۳ وقف کی اضافت کسی دوسرے شخص کی طرف کرتا ہے کہتا ہے کہ فلاں نے یہ زمین وقف کی ہے اگر وہ کوئی معروف شخص ہے اور زندہ ہے تو اُس سے دریافت کریں گے، اگر وہ اسکی تصدیق کرتا ہے تو دونوں کے تصادق[4] سے سب کچھ ثابت ہو گیا اور اگر وہ یہ کہتا ہے کہ ملک تو میری ہے مگر وقف میں نے نہیں کیا ہے تو ملک دونوں کے تصادق سے ثابت ہوئی اور وقف ثابت نہ ہوا اور اگر وہ شخص مر گیا ہے تو اُسکے ورثہ سے دریافت کریں گے اگر سب اُسکی تصدیق کرتے ہیں یا سب تکذیب کرتے ہیں تو جیسا کہتے ہیں اُسکے موافق کیا جائے اور اگر بعض ورثہ وقف مانتے ہیں اور بعض انکار کرتے ہیں تو جو وقف کہتا ہے اُس کا حصہ وقف ہے اور جو انکار کرتا ہے اُس کا حصہ وقف نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۴ واقف کو اقرار میں ذکر نہیں کیا مگر مستحقین کا ذکر کیا مثلاً کہتا ہے یہ زمین مجھ پر اور میری اولاد و نسل پر وقف ہے تو اقرار مقبول ہے اور یہی اس کا متولی ہوگا پھر اگر کسی نے اِس پر دعویٰ کیا کہ یہ مجھ پر وقف ہے اور اُسی مقرِ اول نے تصدیق کی تو خود اسکے اپنے حصہ میں تصدیق کا اثر ہوسکتا ہے اور اولاد و نسل کے حصوں میں تصدیق نہیں کرسکتا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵ اقرار کیا کہ یہ زمین فلاں کام پر وقف ہے اس کے بعد پھر کوئی دوسرا کام بتایا کہ اس پر وقف ہے تو پہلے جو کہا اُسی کا اعتبار ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶ ایک شخص نے وقف کا اقرار کیا کہ جو زمین میرے قبضہ میں ہے وقف ہے اقرار کے بعد مر گیا اور وارث

---

1 ......"الفتاوی الخانیة"،
و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الثامن فی الإقرار، ج۲، ص۴۴۲.

2 ......خاموشی۔

3 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی رجل یقر بارض فی یده، ج۲، ص۳۱۲-۳۱۳.

4 ......سچائی۔

5 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوقف، الباب الثامن فی الإقرار، ج۲، ص۴۴۳.

6 ......المرجع السابق. 7 ......المرجع السابق، ص۴۴۴.

کے علم میں یہ ہے کہ یہ اقرار غلط ہے اس بنا پر عدمِ وقف کا[1] دعویٰ کرتا ہے یہ دعویٰ مسموع[2] نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۷ ایک شخص کے قبضہ میں زمین ہے، اُسکے متعلق دو گواہ گواہی دیتے ہیں کہ اُس نے اقرار کیا ہے کہ فلاں شخص اور اُسکی اولاد و نسل پر وقف ہے اور دو شخص دوسرے گواہی دیتے ہیں کہ اُس نے اقرار کیا ہے کہ فلاں شخص (ایک دوسرے کا نام لیا) اور اُسکی اولاد و نسل پر وقف ہے اس صورت میں اگر معلوم ہو کہ پہلا اقرار کونسا ہے اور دوسرا کونسا تو پہلا صحیح ہے اور دوسرا باطل اور اگر معلوم نہ ہو کہ کون پہلے ہے کون پیچھے تو دونوں فریق پر آدھی آدھی آمدنی تقسیم کردیں۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۴۸ کسی دوسرے کی زمین کے لیے کہا کہ یہ صدقہ موقوفہ ہے اسکے بعد اُس زمین کا یہی شخص مالک ہوگیا تو وقف ہوگئی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۹ ایک شخص نے اپنی جائداد زید اور زید کی اولاد اور زید کی نسل پر وقف کی اور جب اس نسل سے کوئی نہیں رہے گا تو فقرا و مساکین پر وقف ہے اور زید یہ کہتا ہے کہ یہ وقف مجھ پر اور میری اولاد و نسل پر اور عمرو پر ہے یعنی زید نے عمرو کا اضافہ کیا تو اولاً زید و اولادِ زید پر آمدنی تقسیم ہوگی پھر زید کو جو کچھ ملا اس میں عمرو کو شریک کریں گے، اولاد زید کے حصوں سے عمرو کو کوئی تعلق نہیں ہوگا اور یہ بھی اُس وقت تک ہے جب تک زید زندہ ہے اُسکے انتقال کے بعد عمرو کو کچھ نہیں ملے گا کہ عمرو کو جو کچھ ملتا تھا وہ زید کے اقرار کی وجہ سے اُسکے حصہ سے ملتا تھا اور جب زید مرگیا اُسکا اقرار و حصہ سب ختم ہوگیا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۰ ایک شخص کے قبضہ میں زمین یا مکان ہے اُس پر دوسرے نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے قابض نے[7] جواب میں کہا کہ یہ تو فلاں شخص نے مساکین پر وقف کیا ہے اور میرے قبضہ میں دیا ہے۔ اِس اقرار کی بنا پر وقف کا حکم تو ہوجائے گا مگر مدعی کا دعویٰ اوس پر بدستور باقی ہے یہاں تک کہ مدعی کی خواہش پر مدعی علیہ سے قاضی حلف لے گا اگر حلف سے نکول[8] کرے گا تو زمین کی قیمت اس سے مدعی کو دلائی جائے گی اور جائداد وقف رہے گی۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۱ جس کے قبضہ میں مکان ہے اُس نے کہا کہ ایک مسلمان نے اس کو امورِ خیر پر وقف کیا ہے اور مجھ کو اس کا متولی

---

1 ...... وقف نہ ہونے کا۔ 2 ...... قابل قبول، قابلِ سماعت۔

3 ......"الدر المختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٦١١.

4 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوقف، فصل فی رجل یقر بارض فی یدہ انھا وقف، ج٢، ص٣١٣.

5 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الثامن فی الإقرار، ج٢، ص٤٤٤.

6 ......المرجع السابق، ص٤٤٥.

7 ...... قبضہ کرنے والے نے۔ 8 ...... قسم سے انکار۔

9 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوقف، الباب الثامن فی الإقرار، ج٢، ص٤٤٥.

کیا ہے تھوڑے دنوں کے بعد ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ مکان میرا تھا میں نے ان امور پر اسکو وقف کیا تھا اور تیری نگرانی میں دیا تھا اور چاہتا یہ ہے کہ مکان اپنے قبضہ میں کرے تو اگر پہلا شخص اسکی تصدیق کرتا ہے کہ واقف یہی ہے تو قبضہ کرسکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۲ ایک شخص نے مکان یا زمین وقف کرکے کسی کی نگرانی میں دے دیا اور یہ نگران انکار کرتا ہے کہتا ہے کہ اُس نے مجھے نہیں دیا ہے تو غاصب[2] ہے اسکے ہاتھ سے وقف کو ضرور نکال لیا جائے اور اگر اُس میں کچھ نقصان پہنچایا ہے تو اسکا تاوان دینا پڑے گا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳ وقفی زمین کو غصب کیا اور اس میں درخت وغیرہ بھی تھے اور غاصب اس کو واپس کرنا چاہتا ہے تو درختوں کی آمدنی بھی واپس کرنی پڑیگی اگر وہ بعینہٖ[4] موجود ہے اور خرچ ہوگئی ہے تو اسکا تاوان دے۔ اور غاصب سے واپس کرنے میں جو کچھ منافع یا ان کا تاوان لیا جائے وہ اُن لوگوں پر تقسیم کردیا جائے جن پر وقف کی آمدنی صرف ہوتی ہے اور خود وقف میں کچھ نقصان پہنچایا اور اسکا تاوان لیا گیا تو یہ تقسیم نہیں کریں گے بلکہ خود وقف کی درستی میں صرف کریں۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

وقف مریض کا بیان

مسئلہ ۱ مرض الموت میں اپنے اموال کی ایک تہائی وقف کرسکتا ہے اسکو کوئی روک نہیں سکتا۔ تہائی سے زیادہ کا وقف کیا اور اسکا کوئی وارث نہیں تو جتنا وقف کیا سب جائز ہے اور وارث ہو تو ورثہ کی اجازت پر موقوف ہے اگر ورثہ جائز کردیں تو جو کچھ وقف کیا سب صحیح و نافذ ہے اور ورثہ انکار کریں تو ایک تہائی کی قدر کا وقف درست ہے اس سے زیادہ کا باطل اور اگر ورثہ میں اختلاف ہوا بعض نے وقف کو جائز رکھا اور بعض نے رد کردیا تو ایک تہائی وقف ہے اور اس سے زیادہ میں جس نے جائز رکھا اُس کا حصہ وقف ہے اور جس نے رد کردیا اُس کا حصہ وقف نہیں، مثلاً ایک شخص کی نو بیگھہ[6] زمین تھی اور کل وقف کر دی، اُسکے تین لڑکے ہیں ایک لڑکا باپ کے وقف کو جائز رکھتا ہے اور دو نے رد کردیا تو پانچ بیگھے وقف کے ہوئے اور چار بیگھے دو لڑکوں کو ترکہ میں ملیں گے کہ تین بیگھے تو تہائی کی وجہ سے وقف ہوئے اور دو بیگھے اُس لڑکے کے حصہ کے جس نے جائز رکھا ہے

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب الثامن فی الإقرار، ج۲، ص٤٤٦.

2 ......غصب کرنے والا۔

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب التاسع فی غصب الوقف، ج۲، ص٤٤٧.

4 ......یعنی وہی آمدنی جو حاصل ہوئی۔

5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوقف، الباب التاسع فی غصب الوقف، ج۲، ص٤٤٩، وغيرهٗ.

6 ......بیگھہ زمین کا ایک ناپ ہے جو چار کنال یا اسی مرلے کا ہوتا ہے۔

اور اگر اس صورت میں چھ بیگھے وقف کرے تو چار بیگھے وقف ہونگے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲ مریض نے وقف کیا تھا ورثہ نے جائز نہیں رکھا اس وجہ سے ایک تہائی میں قاضی نے وقف کو جائز کیا اور دو تہائی میں باطل کردیا اسکے بعد واقف کے کسی اور مال کا پتہ چلا کہ یہ کل جائداد جس کو وقف کیا ہے اُسکی تہائی کے اندر ہے تو اگر وہ دو تہائیاں جو ورثہ کو دی گئی تھیں ورثہ کے پاس موجود ہوں تو کل وقف ہے اور اگر وارثوں نے بیع کرڈالی ہے تو بیع درست ہے مگر اتنی ہی قیمت کی دوسری جائداد خرید کر وقف کردی جائے۔[2] (عالمگیری، خانیہ)

مسئلہ ۳ مریض نے اپنی کل جائداد وقف کردی اور اُسکی وارث صرف زوجہ ہے اگر اس نے وقف کو جائز کردیا جب تو کل جائداد وقف ہے ورنہ کل مال کا چھٹا حصہ زوجہ پائیگی باقی پانچ حصے وقف ہیں۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۴ مریض پر اتنا دَین ہے کہ اُسکی تمام جائداد کو گھیرے ہوئے ہے اس نے اپنی جائداد وقف کردی تو وقف صحیح نہیں بلکہ تمام جائداد بیچ کر دَین ادا کیا جائے گا اور تندرست پر ایسا دَین ہوتا تو وقف صحیح ہوتا مگر جبکہ حاکم کی طرف سے اُسکے تصرفات[4] روک دیے ہوں تو اس کا وقف بھی صحیح نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۵ راہن نے جائداد مرہونہ وقف کردی اگر اسکے پاس دوسرا مال ہے تو اُس سے دین ادا کرنے کا حکم دیا جائے گا اور وقف صحیح ہوگا اور دوسرا مال نہ ہوتو مرہون کو بیع کرکے دین ادا کیا جائے گا اور وقف باطل ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶ مریض نے ایک جائداد وقف کی جو تہائی کے اندر تھی مگر اُسکے مرنے سے پہلے مال ہلاک ہوگیا کہ اب تہائی سے زائد ہے یا مرنے کے بعد مال کی تقسیم ہوکر ورثہ کو نہیں ملا تھا کہ ہلاک ہوگیا تو اس کی ایک تہائی وقف ہوگی۔ اور دو تہائیوں میں میراث جاری ہوگی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ مریض نے زمین وقف کی اور اس میں درخت ہیں جن میں واقف کے مرنے سے پہلے پھل آئے تو پھل

---

1. ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: الوقف فی مرض الموت، ج٦، ص٦٠٧-٦٠٨.
2. ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الوقف، الباب العاشر فی وقف المريض، ج٢، ص٤٥١.
   و"الفتاوی الخانية"، کتاب الوقف، فصل فی وقف المريض، ج٢، ص٣١٢.
3. ......"البحرالرائق"، کتاب الوقف، ج٥، ص٣٢٦-٣٢٧.
4. ......لین، دین وغیرہ کے اختیارات۔
5. ......"الدرالمختار"، کتاب الوقف، ج٦، ص٦٠٨.
6. ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الوقف، مطلب: الوقف فی مرض الموت، ج٦، ص٦٠٨.
7. ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الوقف، الباب العاشر فی وقف المريض، ج٢، ص٤٥٣.

وقف کے ہیں اور اگر جس دن وقف کیا تھا اُسی دن پھل موجود تھے تو یہ پھل وقف کے نہیں بلکہ میراث ہیں کہ ورثہ پر تقسیم ہونگے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۸ مریض نے بیان کیا کہ میں وقف کا متولی تھا اور اُسکی اتنی آمدنی اپنے صرف میں لایا، لہٰذا یہ رقم میرے مال سے ادا کردی جائے یا یہ کہا کہ میں نے اتنے سال کی زکاۃ نہیں دی ہے میری طرف سے زکاۃ ادا کی جائے اگر ورثہ اُسکی بات کی تصدیق کرتے ہوں تو وقف کا روپیہ جمیع[2] مال سے ادا کیا جائے یعنی وقف کا روپیہ ادا کرنے کے بعد کچھ بچے تو وارثوں کو ملے گا ورنہ نہیں اور زکاۃ تہائی مال سے ادا کی جائے یعنی اِس سے زیادہ کے لیے وارث مجبور نہیں کیے جاسکتے اپنی خوشی سے کل مال ادائے زکاۃ میں صرف کردیں تو کرسکتے ہیں اور اگر وارث اسکے کلام کی تکذیب کرتے[3] ہیں کہتے ہیں اس نے غلط بیان کیا تو وقف اور زکاۃ دونوں میں تہائی مال دیا جائے گا مگر تکذیب کی صورت میں وقف کا متولی و منتظم وارثوں پر حلف دے گا کہ قسم کھائیں ہمیں نہیں معلوم ہے کہ جو کچھ مریض نے بیان کیا وہ سچ ہے اگر قسم کھالیں گے تہائی مال تک وقف کے لیے لیا جائے گا اور قسم سے انکار کریں تو وقف کا روپیہ جمیع مال سے لیا جائے گا اور زکاۃ بہرصورت ایک تہائی سے ادا کرنی ضروری ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۹ صحت میں وقف کیا تھا اور متولی کے سپرد کردیا تھا مگر اُس کی آمدنی کو صرف کرنا اپنے اختیار میں رکھا تھا کہ جسے چاہے گا دے گا واقف نے مرتے وقت وصی سے یہ کہا کہ اسکی آمدنی کا پچاس روپیہ فلاں کو دینا اور سو روپیہ فلاں کو دینا اور وصی سے یہ بھی کہہ دیا کہ تم جو مناسب دیکھنا کرنا اور واقف مرگیا اور اُسکا ایک لڑکا تنگدست ہے تو بہ نسبت اوروں کے اس لڑکے کو دینا بہتر ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰ اگر مرنے پر وقف کو معلق کیا ہے تو یہ وقف نہیں بلکہ وصیت ہے، لہٰذا مرنے سے قبل اس میں رجوع کرسکتا ہے اور ایک ہی ثلث[6] میں جاری ہوگی۔[7] (درمختار)

﴿ واللہ تعالٰی اَعْلَم ﴾

وَعِلْمُہٗ جَلَّ مَجْدُہٗ اَتَم وَاَحْکَم

فقیر ابو العلا محمد امجد علی اعظمی عُفِیَ عنہُ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۴۹ھ

1 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوقف، الباب العاشر في وقف المريض، ج۲، ص٤٥٤.

2 ......تمام۔ 3 ......جھٹلاتے۔

4 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوقف، الباب الرابع عشر في المتفرقات، ج۲، ص٤٨٧-٤٨٨.

5 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوقف، الباب الرابع عشر في المتفرقات، ج۲، ص٤٨٨.

6 ......تہائی۔

7 ......"الدرالمختار"، كتاب الوقف، ج٦، ص٥٢٩-٥٣٤.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ط

خرید و فروخت کا بیان

وہ خلاق عالَم [1] جس کی قدرت کاملہ کا اِدراک [2] انسانی طاقت سے باہر ہے عرش سے فرش تک جدھر نظر کیجیے اُسی کی قدرت جلوہ گر ہے حیوانات و نباتات و جمادات [3] اور تمام مخلوقات اُسی کے مظہر [4] ہیں اُس نے اپنی مخلوقات میں انسان کے سر پر تاج کرامت وعزت رکھا اور اُس کو مدنی الطبع [5] بنایا کہ زندگی بسر کرنے میں یہ اپنے بنی نوع [6] کا محتاج ہے کیونکہ انسانی ضروریات اتنی زائد اور اُن کی تحصیل میں اتنی دُشواریاں ہیں کہ ہر شخص اگر اپنی تمام ضروریات کا تنہا متکفل [7] ہونا چاہے غالباً عاجز ہو کر بیٹھ رہے گا اور اپنی زندگی کے ایام خوبی کے ساتھ گزار نہ سکے گا، لہٰذا اُس حکیم مطلق نے انسانی جماعت کو مختلف شعبوں اور متعدد قسموں پر منقسم [8] فرمایا کہ ہر ایک جماعت ایک ایک کام انجام دے اور سب کے مجموعہ سے ضروریات پوری ہوں۔ مثلاً کوئی کھیتی کرتا ہے کوئی کپڑا بُنتا ہے، کوئی دوسری دستکاری کرتا ہے، جس طرح کھیتی کرنے والوں کو کپڑے کی ضرورت ہے، کپڑا بُننے والوں کو غلّہ کی حاجت ہے، نہ یہ اُس سے مُستغنی [9] نہ وہ اس سے بے نیاز، بلکہ ہر ایک کو دوسرے کی طرف احتیاج [10] لہٰذا یہ ضرورت پیدا ہوئی کہ اِس کی چیز اُس کے پاس جائے اور اُس کی اِس کے پاس آئے تاکہ سب کی حاجتیں پوری ہوں اور کاموں میں دُشواریاں نہ ہوں۔ یہاں سے معاملات کا سلسلہ شروع ہوا بیع وغیرہ ہر قسم کے معاملات وجود میں آئے۔ اسلام چونکہ مکمل دین ہے اور انسانی زندگی کے ہر شعبہ پر اس کا حکم نافذ ہے جہاں عبادات کے طریقے بتاتا ہے معاملات کے متعلق بھی پوری روشنی ڈالتا ہے تاکہ زندگی کا کوئی شعبہ تشنہ [11] باقی نہ رہے اور مسلمان کسی عمل میں اسلام کے سوا دوسرے کا محتاج نہ رہے۔ جس طرح عبادات میں بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز اسی طرح تحصیل مال کی بھی بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز اور حلال روزی کی تحصیل اس پر موقوف کہ جائز و ناجائز کو پہچانے اور جائز طریقے پر عمل کرے ناجائز سے دور

---

1 ...... کائنات کو پیدا کرنے والا۔
2 ...... سمجھنا۔
3 ...... زمین سے اُگنے والی چیزیں اور بے جان چیزیں۔
4 ...... اس کی شان کو ظاہر کرنے والے۔
5 ...... معاشرتی زندگی کو پسند کرنے والا۔
6 ...... اپنے جیسے لوگوں کا۔
7 ...... کفالت کرنے والا۔
8 ...... تقسیم۔
9 ...... بے پرواہ۔
10 ...... حاجت، ضرورت۔
11 ...... ادھورا، نامکمل۔

بھاگے، قرآن مجید میں ناجائز طور پر مال حاصل کرنے کی سخت ممانعت آئی۔

اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

﴿ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۠ ﴾ [1]

''آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق مت کھاؤ اور حکام کے پاس اس کے معاملہ کو اس لیے نہ لے جاؤ کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ کے ساتھ جانتے ہوئے کھا جاؤ۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ﴾ [2]

''اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ، ہاں اگر باہمی رضامندی سے تجارت ہو تو حرج نہیں۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۝ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ۝ ﴾ [3]

''اے ایمان والو! اللہ نے جس چیز کو حلال کیا ہے اُن پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ کہو اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ حد سے گزرنے والوں کو اللہ دوست نہیں رکھتا اور اللہ نے جو تمھیں روزی دی اُن میں سے حلال طیّب کو کھاؤ اور اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان لائے ہو۔''

کَسب حلال کے فضائل

تحصیل مال [4] کے ذرائع میں سے جس کی سب سے زیادہ ضرورت پڑتی ہے اور غالباً روزانہ جس سے سابقہ پڑتا ہے وہ خرید وفروخت ہے۔ کتاب کے اس حصے میں اسی کے مسائل بیان ہونگے۔ مگر اس سے قبل کہ فقہی مسائل کا سلسلہ شروع کیا جائے کسب وتجارت کی فضیلت میں جو احادیث وارد ہیں، اُن میں سے چند حدیثوں کا ترجمہ ذکر کیا جاتا ہے۔

1 ......پ ۲، البقرة: ۱۸۸.

2 ......پ ۵، النساء: ۲۹.

3 ......پ ۷، المائدة: ۸۷، ۸۸.

4 ......مال کمانے۔

حدیث ۱ صحیح بخاری شریف میں مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''اُس کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں جس کو کسی نے اپنے ہاتھوں سے کام کرکے حاصل کیا ہے اور بے شک اللہ کے نبی داود علیہ الصلاۃ والسلام اپنی دستکاری[1] سے کھاتے تھے۔''[2]

حدیث ۲ صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں: اللہ پاک ہے اور پاک ہی کو دوست رکھتا ہے اور اللہ تعالٰی نے مؤمنین کو بھی اُسی کا حکم دیا جس کا رسولوں کو حکم دیا اُس نے رسولوں سے فرمایا: ﴿ يَاۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ﴾[3] ''اے رسولو! پاک چیزوں سے کھاؤ اور اچھے کام کرو۔'' اور مؤمنین سے فرمایا: ﴿ يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ﴾[4] ''اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تم کو دیا اُن میں پاک چیزوں سے کھاؤ۔'' پھر بیان فرمایا: کہ ایک شخص طویل سفر کرتا ہے جس کے بال پریشان[5] ہیں اور بدن گرد آلود ہے (یعنی اُس کی حالت ایسی ہے کہ جو دُعا کرے وہ قبول ہو) وہ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر یارب یارب کہتا ہے (دُعا کرتا ہے) مگر حالت یہ ہے کہ اُس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام اور غذا حرام پھر اُس کی دُعا کیونکر مقبول ہو[6] (یعنی اگر قبول کی خواہش ہو تو کسب حلال اختیار کرو کہ بغیر اس کے قبول دُعا کے اسباب بیکار ہیں)۔

حدیث ۳ صحیح بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی پرواہ بھی نہ کرے گا کہ اس چیز کو کہاں سے حاصل کیا ہے، حلال سے یا حرام سے۔''[7]

حدیث ۴ ترمذی ونسائی وابن ماجہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو تم کھاتے ہو اُن میں سب سے زیادہ پاکیزہ وہ ہے جو تمھارے کسب[8] سے حاصل ہے اور تمھاری اولاد بھی منجملہ کسب کے ہے۔''[9] (یعنی بوقت حاجت اولاد کی کمائی سے کھا سکتا ہے) ابوداود ودارمی کی روایت بھی اسی کے مثل ہے۔

---

1 ......ہاتھ کی کمائی۔

2 ......"صحيح البخاري"، كتاب البيوع، باب كسب الرجل... إلخ، الحديث: ٢٠٧٢، ج٢، ص١١.

3 ......پ١٨، المؤمنون: ٥١.

4 ......پ٢، البقرة: ١٧٢. 5 ......بکھرے ہوئے۔

6 ......"صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب قبول الصدقة... إلخ، الحديث: ٦٥-(١٠١٥)، ص٥٠٦.

7 ......"صحيح البخاري"، كتاب البيوع، باب من لم يبال من حيث كسب المال، الحديث: ٢٠٥٩، ج٢، ص٧.

8 ......کمائی، محنت۔

9 ......"جامع الترمذي"، كتاب الأحكام، باب ماجاء ان الوالد يأخذ من مال ولده، الحديث: ١٣٦٣، ج٣، ص٧٦.

حدیث ۵: امام احمد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بندہ مال حرام حاصل کرتا ہے، اگر اُس کو صدقہ کرے تو مقبول نہیں اور خرچ کرے تو اُس کے لیے اُس میں برکت نہیں اور اپنے بعد چھوڑ مرے تو جہنم کو جانے کا سامان ہے (یعنی مال کی تین حالتیں ہیں اور حرام مال کی تینوں حالتیں خراب) اللہ تعالٰی برائی سے برائی کو نہیں مٹاتا، ہاں نیکی سے برائی کو محوفرماتا ہے [1] بے شک خبیث کو خبیث نہیں مٹاتا۔'' [2]

حدیث ۶: امام احمد و دارمی و بیہقی جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو گوشت حرام سے اُوگا ہے جنت میں داخل نہ ہوگا (یعنی ابتداءً) اور جو گوشت حرام سے اُوگا ہے، اُس کے لیے آگ زیادہ بہتر ہے۔'' [3]

حدیث ۷: بیہقی شعب الایمان میں عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''حلال کمائی کی تلاش بھی فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔'' [4]

حدیث ۸: امام احمد وطبرانی و حاکم رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ اور طبرانی ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کسی نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کونسا کسب زیادہ پاکیزہ ہے؟ فرمایا: ''آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور اچھی بیع'' [5] (یعنی جس میں خیانت اور دھوکا نہ ہو یا یہ کہ وہ بیع فاسد نہ ہو)۔

حدیث ۹: طبرانی ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالٰی بندۂ مومن پیشہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔'' [6]

یہ چند حدیثیں کسب حلال کے متعلق ذکر کی گئیں، ان کے علاوہ بعض احادیث خاص تجارت کے متعلق بیان کی جاتی ہیں۔

تجارت کی خوبیاں اور بُرائیاں

حدیث ۱۰: امام احمد نے ابوبکر بن ابی مریم سے روایت کی، وہ کہتے ہیں مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالٰی عنہ کی کنیز [7] دودھ بیچا کرتی تھی اور اُس کا ثمن مقدام رضی اللہ تعالٰی عنہ لیا کرتے تھے۔ اُن سے کسی نے کہا، سبحان اللہ آپ دودھ بیچتے ہیں

1 ...... مٹاتا ہے۔
2 ...... "المسند" للإمام احمد بن حنبل، مسند عبد الله بن مسعود، الحديث: ٣٦٧٢، ج٢، ص٣٣.
3 ...... "مشكاة المصابيح"، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الحديث: ٢٧٧٢، ج٢، ص١٣١.
4 ...... "شعب الإيمان"، باب في حقوق الأولاد... إلخ، الحديث: ٨٧٤١، ج٦، ص٤٢٠.
5 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الشاميين حديث رافع بن خديج، الحديث: ١٧٢٦٦، ج٦، ص١١٢.
6 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ١٣٢٠٠، ج١٢، ص٢٣٨.
7 ...... لونڈی۔

اور اُس کا ثمن [1] لیتے ہیں (گویا اس نے اس تجارت کو نظر حقارت سے دیکھا) اُنھوں نے جواب دیا ہاں میں یہ کام کرتا ہوں اور اس میں حرج ہی کیا ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ ''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ سوا روپے اور اشرفی کے کوئی چیز نفع نہیں دے گی۔'' [2]

حدیث ۱۱ ترمذی و دارمی و دارقطنی ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن ماجہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تاجر راست گو امانت دار [3] انبیا و صدیقین و شہدا کے ساتھ ہوگا۔'' [4]

حدیث ۱۲ ترمذی و ابن ماجہ و دارمی رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور بیہقی شعب الایمان میں براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تجار [5] قیامت کے دن فجار (بدکار) اُٹھائے جائیں گے، مگر جو تاجر متقی [6] ہو اور لوگوں کے ساتھ احسان کرے اور سچ بولے۔'' [7]

حدیث ۱۳ امام احمد و ابن خزیمہ و حاکم و طبرانی و بیہقی عبدالرحمٰن بن شبل اور طبرانی معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''تجار بدکار ہیں۔'' لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا اللہ تعالیٰ نے بیع [8] حلال نہیں کی ہے؟ فرمایا: ''ہاں! بیع حلال ہے و لیکن یہ لوگ بات کرنے میں جھوٹ بولتے ہیں اور قسم کھاتے ہیں، اس میں جھوٹے ہوتے ہیں۔'' [9]

حدیث ۱۴ بیہقی شعب الایمان میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ ارشاد فرمایا: ''تمام کمائیوں میں زیادہ پاکیزہ اُن تاجروں کی کمائی ہے کہ جب وہ بات کریں جھوٹ نہ بولیں اور جب اُن کے پاس امانت رکھی جائے خیانت نہ کریں اور جب وعدہ کریں اُس کا خلاف نہ کریں اور جب کسی چیز کو خریدیں تو اُس کی مذمت (برائی) نہ کریں اور جب اپنی

---

1 ......یعنی اس کی قیمت۔

2 ......"المسند"للإمام أحمد بن حنبل،مسند الشاميين، حديث المقدام بن معد يكرب،الحديث:١٧٢٠١،ج٦،ص٩٦.

3 ......یعنی سچ بولنے والا اور امانت دار تاجر۔

4 ......"جامع الترمذي"،كتاب البيوع،باب ماجاء في التجار... إلخ،الحديث:١٢١٣،ج٣،ص٥.

5 ......تجارت کرنے والے۔ 6 ......پرہیز گار، اللہ سے ڈرنے والا۔

7 ......"جامع الترمذي"،كتاب البيوع، باب ماجاء في التجار... إلخ،الحديث:١٢١٤،ج٣، ص٥.

8 ......تجارت، خرید و فروخت۔

9 ......"المسند"للإمام أحمد بن حنبل،حديث عبدالرحمٰن بن شبل،الحديث:١٥٥٣٠،١٥٦٦٦،ج٥،ص٢٨٨،٣٢١.

چیزیں بیچیں تو اُن کی تعریف میں مبالغہ نہ کریں اور ان پر کسی کا آتا ہو تو دینے میں ڈھیل نہ ڈالیں [1] اور جب ان کا کسی پر آتا ہو تو سختی نہ کریں۔'' [2]

حدیث ۱۵ صحیح مسلم میں ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''بیع میں حلف کی کثرت سے پرہیز کرو، کہ یہ اگرچہ چیز کو بکوا دیتا ہے مگر برکت کو مٹا دیتا ہے۔'' [3] اسی کے مثل صحیحین [4] میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی۔

حدیث ۱۶ صحیح مسلم میں ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''تین شخصوں سے اللہ تعالٰی قیامت کے دن کلام نہیں فرمائے گا اور نہ ان کی طرف نظر کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے تکلیف دہ عذاب ہوگا۔'' ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی، وہ خائب وخاسر [5] ہیں، یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کہ ''کپڑا لٹکانے والا [6] اور دے کر احسان جتانے والا اور جھوٹی قسم کے ساتھ اپنا سودا چلا دینے والا۔'' [7]

حدیث ۱۷ ابوداود وترمذی ونسائی وابن ماجہ قیس ابن ابی غرزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے گروہ تجار [8]! بیع میں لغو [9] اور قسم ہو جاتی ہے، اس کے ساتھ صدقہ کو ملا لیا کرو۔'' [10]

فائدہ ضروریہ

تجارت بہت عمدہ اور نفیس کام ہے، مگر اکثر تجار کذب بیانی [11] سے کام لیتے بلکہ جھوٹی قسمیں کھالیا کرتے ہیں اسی لیے اکثر احادیث میں جہاں تجارت کا ذکر آتا ہے، جھوٹ بولنے اور جھوٹی قسم کھانے کی ساتھ ہی ساتھ ممانعت بھی آتی ہے اور یہ

---

1 ...... ٹال مٹول نہ کریں۔

2 ...... "شعب الإيمان"،باب في حفظ اللسان،الحديث:٤٨٥٤،ج٤،ص٢٢١.

3 ...... "صحيح مسلم"،كتاب المساقاة، باب النهي عن الحلف في البيع،الحديث:١٣٣ـ(١٦٠٨)،ص٨٦٨.

4 ...... یعنی صحیح بخاری وصحیح مسلم۔ 5 ...... نقصان اور خسارہ اُٹھانے والے۔ 6 ...... یعنی تکبر سے کپڑا ٹخنوں سے نیچے رکھنے والا۔

7 ...... "صحيح مسلم"،كتاب الإيمان،باب بيان غلظ تحريم اسبال الازار...إلخ،الحديث:١٧١ـ(١٠٦)،ص٦٧.

8 ...... یعنی اے تجارت کرنے والو۔ 9 ...... فضول بات۔

10 ...... "سنن أبي داود"،كتاب البيوع،باب في التجارة...إلخ،الحديث:٣٣٢٦،ج٣،ص٣٢٨.

11 ...... جھوٹ۔

واقعہ بھی ہے کہ اگر تاجر اپنے مال میں برکت دیکھنا چاہتا ہے تو ان بُری باتوں سے گریز کرے۔ تاجروں کی انھیں بدعنوانیوں کی وجہ سے بازار کو بدترین بقعۂ زمین[1] فرمایا گیا اور یہ کہ شیطان ہر صبح کو اپنا جھنڈا لے کر بازار میں پہنچ جاتا ہے اور بے ضرورت بازار میں جانے کو بُرا بتایا گیا۔

قرآن کریم کا یہ ارشاد:

﴿ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ ﴾[2] بھی اس کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ تجارت وبیع یادِ خدا سے غافل کرنے والی چیز ہے اور اس سے دلچسپی غفلت لانے والی ہے۔ اسی وجہ سے فرمایا گیا:

﴿ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ﴾[3] لہٰذا فرض ہے کہ تجارت میں اتنا اِنہماک[4] نہ ہو کہ یادِ خدا سے غفلت کا موجب[5] ہو۔

صحیح بخاری شریف میں ہے، قتادہ کہتے ہیں صحابۂ کرام خرید وفروخت وتجارت کرتے تھے مگر جب حقوق اللہ میں سے کوئی حق پیش آجاتا تو تجارت وبیع اُن کو ذکر اللہ سے نہیں روکتی، وہ اُس حق کو ادا کرتے۔[6]

حدیث ۱۸ بازار میں داخل ہونے کے وقت یہ دُعا پڑھ لیا کرو:

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ .

امام احمد وترمذی وحاکم وابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے گا، اللہ تعالٰی اُس کے لیے ایک لاکھ نیکی لکھے گا اور ایک لاکھ گناہ مٹا دے گا اور ایک لاکھ درجہ بلند فرمائے گا اور اُس کے لیے ایک گھر جنت میں بنائے گا۔''[7]

---

1 ......زمین کا بدترین حصہ، مقام۔

2 ......پ ۱۸، النور: ۳۷.

3 ......پ ۲۸، الجمعۃ: ۱۱.

4 ......مشغولیت۔ 5 ......سبب۔

6 ......''صحیح البخاری''، کتاب البیوع، باب التجارۃ فی البر، ج ۲، ص ۸.

7 ......''جامع الترمذی''، کتاب الدعوات، باب مایقول اذا دخل السوق، الحدیث: ۳٤٤٠، ج ۵، ص ۲۷۱ .

خرید و فروخت میں نرمی چاهیے

خرید وفروخت میں نرمی وسماحت [1] چاہیے کہ حدیث میں اس کی مدح وتعریف آئی ہے۔

حدیث ۱۹ صحیح بخاری وسنن ابن ماجہ میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''اللہ تعالٰی اس شخص پر رحم کرے جو بیچنے اور خریدنے اور تقاضے میں آسانی کرے۔''[2] اسی کے مثل ترمذی وحاکم وبیہقی ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اور احمد ونسائی وبیہقی عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی۔

حدیث ۲۰ صحیحین میں حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''زمانۂ گزشتہ میں ایک شخص کی روح قبض کرنے جب فرشتہ آیا، اس سے کہا گیا تجھے معلوم ہے کہ تو نے کچھ اچھا کام کیا ہے۔ اس نے کہا، میرے علم میں کوئی اچھا کام نہیں ہے۔ اس سے کہا گیا، غور کرکے بتا۔ اُس نے کہا، اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ میں دنیا میں لوگوں سے بیع کرتا تھا اور ان کے ساتھ اچھی طرح پیش آتا تھا اگر مالدار بھی مہلت مانگتا تو اُسے مہلت دے دیتا تھا اور تنگدست سے درگزر کرتا تھا یعنی معاف کر دیتا تھا، اللہ تعالٰی نے اسے جنت میں داخل کر دیا۔''[3] اور صحیح مسلم کی ایک روایت عقبہ بن عامر و ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا: ''میں تجھ سے زیادہ معاف کرنے کا حقدار ہوں، اے فرشتو! میرے اس بندہ سے درگزر کرو۔''[4]

مسائل فقهيّه

اصطلاح شرع [5] میں بیع کے معنے یہ ہیں کہ دو شخصوں کا باہم مال کو مال سے ایک مخصوص صورت کے ساتھ تبادلہ کرنا۔ بیع کبھی قول سے ہوتی ہے اور کبھی فعل سے۔ اگر قول سے ہو تو اس کے ارکان ایجاب وقبول ہیں یعنی مثلاً ایک نے کہا میں نے بیچا دوسرے نے کہا میں نے خریدا۔ اور فعل سے ہو تو چیز کا لے لینا اور دے دینا اس کے ارکان ہیں اور یہ فعل ایجاب وقبول کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ مثلاً ترکاری [6] وغیرہ کی گڈیاں بنا کر اکثر بیچنے والے رکھ دیتے ہیں اور ظاہر کر دیتے ہیں کہ پیسہ پیسہ کی گڈی ہے خریدار آتا ہے ایک پیسہ ڈال دیتا ہے اور ایک گڈی اٹھا لیتا ہے طرفین [7] باہم

1 ......حسن سلوک، درگزر۔

2 ......"صحيح البخاری"، كتاب البيوع، باب السهولة والسماحة... إلخ، الحديث: ۲۰۷٦، ج۲، ص۱۲.
و"سنن ابن ماجه"، كتاب التجارات، باب السماحة فی البيع، الحديث: ۲۲۰۳، ج۳، ص۳۸.

3 ......"صحيح البخاری"، كتاب البيوع، باب السهولة والسماحة... إلخ، الحديث: ۲۰۷٦، ج۲، ص۱۲.

4 ......"صحيح مسلم"، كتاب المساقات، باب فضل انظار المعسر، الحديث: ۲۹-(۱۵٦۰)، ص۸٤٤.

5 ......شرعی اصطلاح۔ 6 ......سبزی جیسے پالک، میتھی۔ 7 ......بیچنے والا اور خریدنے والا۔

کوئی بات نہیں کرتے مگر دونوں کے فعل ایجاب و قبول کے قائم مقام شمار ہوتے ہیں اور اس قسم کی بیع کو بیع تعاطی کہتے ہیں۔ بیع کے طرفین میں سے ایک کو بائع[1] اور دوسرے کو مشتری[2] کہتے ہیں۔

بیع کے شرائط

مسئلہ ۱ بیع[3] کے لیے چند شرائط ہیں:

(۱) بائع و مشتری کا عاقل ہونا یعنی مجنون یا بالکل ناسمجھ بچہ کی بیع صحیح نہیں۔

(۲) عاقد کا متعدد ہونا یعنی ایک ہی شخص بائع و مشتری دونوں ہو یہ نہیں ہوسکتا مگر باپ یا وصی کہ نابالغ بچہ کے مال کو بیع کریں اور خود ہی خریدیں یا اپنا مال اُن سے بیع کریں۔ یا قاضی کہ ایک یتیم کے مال کو دوسرے یتیم کے لیے بیع کرے تو اگرچہ ان صورتوں میں ایک ہی شخص بائع و مشتری دونوں ہے مگر بیع جائز ہے بشرطیکہ وصی کی بیع میں یتیم کا کُھلا ہوا نفع ہو۔ یوہیں ایک ہی شخص دونوں طرف سے قاصد ہو تو اس صورت میں بھی بیع جائز ہے۔[4] (عالمگیری، بحرالرائق، ردالمحتار)

(۳) ایجاب و قبول میں موافقت ہونا یعنی جس چیز کا ایجاب ہے اُسی کا قبول ہو یا جس چیز کے ساتھ ایجاب کیا ہے اُسی کے ساتھ قبول ہو اگر قبول کسی دوسری چیز کو کیا یا جس کا ایجاب تھا اُس کے ایک جز کو قبول کیا یا قبول میں ثمن دوسرا ذکر کیا یا ایجاب کے بعض ثمن کے ساتھ قبول کیا ان سب صورتوں میں بیع صحیح نہیں۔ ہاں اگر مشتری نے ایجاب کیا اور بائع نے اُس سے کم ثمن کے ساتھ قبول کیا تو بیع صحیح ہے۔

(۴) ایجاب و قبول کا ایک مجلس میں ہونا۔

(۵) ہر ایک کا دوسرے کے کلام کو سُننا۔ مشتری نے کہا میں نے خریدا مگر بائع نے نہیں سُنا تو بیع نہ ہوئی، ہاں اگر مجلس والوں نے مشتری کا کلام سُن لیا ہے اور بائع کہتا ہے میں نے نہیں سُنا ہے تو قضاءً بائع کا قول نامعتبر ہے۔

(۶) مبیع کا موجود ہونا مال متقوم ہونا۔ مملوک ہونا۔ مقدور التسلیم ہونا[5] ضرور ہے اور اگر بائع اُس چیز کو اپنے لیے بیچتا ہو تو اُس چیز کا ملک بائع میں ہونا ضروری ہے۔ جو چیز موجود ہی نہ ہو بلکہ اس کے موجود نہ ہونے کا اندیشہ ہو اُس کی بیع نہیں مثلاً

---

1 ...... بیچنے والا۔ 2 ...... خریدنے والا۔ 3 ...... خرید و فروخت۔

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الاول فی تعريف البيع، ج٣، ص٢.

و"البحرالرائق"، كتاب البيع، ج٥، ص٤٣٢.

و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيع...إلخ، ج٧، ص١٣.

5 ...... یعنی حوالہ کرنے پر قادر ہونا۔

حمل یا تھن میں جو دودھ ہے اُس کی بیع ناجائز ہے کہ ہوسکتا ہے جانور کا پیٹ پھولا ہے اور اُس میں بچہ نہ ہو اور تھن میں دودھ نہ ہو۔ پھل نمودار[1] ہونے سے پہلے بیچ نہیں سکتے۔ یوہیں خون اور مُردار کی بیع نہیں ہوسکتی کہ یہ مال نہیں اور مسلمان کے حق میں شراب و خنزیر کی بیع نہیں ہوسکتی کہ مال متقوم نہیں۔ زمین میں جو گھاس لگی ہوئی ہے اُس کی بیع نہیں ہوسکتی اگرچہ زمین اپنی ملک ہو کہ وہ گھاس مملوک نہیں[2]۔ یوہیں نہر یا کوئیں کا پانی، جنگل کی لکڑی اور شکار کہ جب تک ان کو قبضہ میں نہ کیا جائے مملوک نہیں۔

(۷) بیع موقت نہ ہو اگر موقت ہے مثلاً اتنے دنوں کے لیے بیچا تو یہ بیع صحیح نہیں۔

(۸) مبیع وثمن دونوں اس طرح معلوم ہوں کہ نزاع[3] پیدا نہ ہوسکے۔ اگر مجہول ہوں کہ نزاع ہوسکتی ہو تو بیع صحیح نہیں مثلاً اس ریوڑ میں سے ایک بکری بیچی یا اس چیز کو واجبی دام[4] پر بیچا یا اُس قیمت پر بیچا جو فلاں شخص بتائے۔[5]

بیع کا حکم

مسئلہ ۲: بیع کا حکم یہ ہے کہ مشتری مبیع کا مالک ہوجائے اور بائع ثمن کا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بائع پر واجب ہے کہ مبیع کو مشتری کے حوالہ کرے اور مشتری پر واجب کہ بائع کو ثمن دیدے۔ یہ اُس وقت ہے کہ بیع بات (قطعی) ہو اور اگر بیع موقوف ہے کہ دوسرے کی اجازت پر موقوف ہے تو ثبوتِ ملک[6] اُس وقت ہوگا جب اجازت ہوجائے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: ہزل (مذاق) کے طور پر بیع کی کہ الفاظ بیع اپنی خوشی سے قصداً بول رہا ہے مگر یہ نہیں چاہتا کہ چیز بک جائے ایسی بیع صحیح نہیں۔ اور ہزل کا حکم اُس وقت دیا جائے گا کہ صراحۃً عقد میں ہزل کا لفظ موجود ہو یا پہلے سے ان دونوں نے باہم ٹھہرالیا ہے کہ لوگوں کے سامنے مذاق کے طور پر بیع کریں گے اور اس گفتگو پر دونوں اب بھی قائم ہیں اس سے رجوع نہیں کیا ہے تو اسے ہزل قرار دے کر، نادرست کہیں گے اور اگر نہ عقد میں ہزل کا لفظ ہے اور نہ پیشتر ایسا ٹھہرالیا ہے تو قرائن کی بنا پر اسے ہزل نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ بیع صحیح مانی جائے گی۔ بیع ہزل اگرچہ بیع فاسد ہے مگر قبضہ کرنے سے بھی اس میں ملک حاصل نہیں ہوتی۔[8] (ردالمحتار)

---

1 ......ظاہر۔ 2 ......یعنی کوئی اس کا مالک نہیں۔ 3 ......جھگڑا۔ 4 ......رائج قیمت۔

5 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، مطلب:شرائط البیع انواع اربعۃ، ج۷، ص۱۳.

و"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب الاول فی تعریف البیع، ج۳، ص۳.

6 ......ملکیت کا ثبوت۔

7 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب الاول فی تعریف البیع، ج۳، ص۳.

8 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، مطلب:فی حکم البیع مع الھزل، ج۷، ص۱۷۔۱۸.

مسئلہ ۴: کسی شخص کو بیع کرنے پر مجبور کیا گیا یعنی بیع نہ کرنے میں قتل یا قطع عضو[1] کی دھمکی دی گئی اُس نے ڈر کر بیع کردی تو یہ بیع فاسد اور موقوف ہے کہ اکراہ جاتے رہنے کے بعد[2] اُس نے اجازت دیدی تو جائز ہو جائے گی۔[3] (ردالمحتار)

ایجاب وقبول

مسئلہ ۵: ایسے دو۲ لفظ جو تملیک وتملُّک کا اِفادہ کرتے ہوں یعنی جن کا یہ مطلب ہو کہ چیز کا مالک دوسرے کو کردیا یا دوسرے کی چیز کا مالک ہوگیا ان کو ایجاب وقبول کہتے ہیں ان میں سے پہلے کلام کو ایجاب کہتے ہیں اور اس کے مقابل میں[4] بعد والے کلام کو قبول کہتے ہیں۔ مثلاً بائع نے کہا میں نے یہ چیز اتنے دام میں بیچی مشتری نے کہا میں نے خریدی تو بائع کا کلام ایجاب ہے اور مشتری کا قبول اور اگر مشتری پہلے کہتا کہ میں نے یہ چیز اتنے میں خریدی تو یہ ایجاب ہوتا اور بائع کا لفظ قبول کہلاتا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۶: ایجاب وقبول کے الفاظ فارسی اُردو وغیرہ ہر زبان کے ہوسکتے ہیں۔ دونوں کے الفاظ ماضی ہوں جیسے خریدا بیچا یا دونوں حال ہوں جیسے خریدتا ہوں بیچتا ہوں یا ایک ماضی اور ایک حال ہو مثلاً ایک نے کہا بیچتا ہوں دوسرے نے کہا خریدا مستقبل کے صیغہ[6] سے بیع نہیں ہوسکتی دونوں کے لفظ مستقبل کے ہوں یا ایک کا مثلاً خریدونگا بیچوں گا کہ مستقبل کا لفظ آئندہ عقد صادر کرنے کے ارادہ پر دلالت کرتا ہے فی الحال عقد کا اثبات نہیں کرتا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۷: ایک نے امر کا صیغہ[8] استعمال کیا جو حال پر دلالت کرتا ہے دوسرے نے ماضی کا مثلاً اُس نے کہا اس چیز کو اتنے پر لے دوسرے نے کہا میں نے لیا اقتضاءً بیع صحیح ہوگئی کہ اب نہ بائع دینے سے انکار کرسکتا ہے نہ مشتری لینے سے۔[9] (عالمگیری)

---

1 ...... جسم کے کسی عضو کو کاٹ ڈالنے۔ 2 ...... یعنی جبر کا ڈر وخوف ختم ہونے کے بعد۔

3 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، مطلب: فی حکم البیع مع الھزل، ج۷، ص۱۶۔۱۷.

4 ...... جواب میں۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، ج۷، ص۲۲.

6 ...... یعنی ایسا جملہ جس سے مستقبل میں کسی کام کا کرنا سمجھا جائے۔

7 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، ج۷، ص۲۳.

8 ...... ایسا جملہ جس میں حکم دینے کا معنی پایا جاتا ہے۔

9 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع الی انعقاد...إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص٤.

مسئلہ ۸: یہ ضرور نہیں کہ خریدنا اور بیچنا ہی کہیں تو بیع ہو ورنہ نہ ہو بلکہ یہ مطلب اگر دوسرے لفظ سے ادا ہوتا ہو تو بھی عقد ہوسکتا ہے مثلاً مشتری[1] نے کہا یہ چیز میں نے تم سے اتنے میں خریدی بائع[2] نے کہا ہاں۔ میں نے کیا۔ دام لاؤ۔ لے لو۔ تمھارے ہی لیے ہے۔ منظور ہے۔ میں راضی ہوں۔ میں نے جائز کیا۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۹: بائع نے کہا میں نے یہ چیز بیچی مشتری نے کہا ہاں تو بیع نہ ہوئی اور اگر مشتری ایجاب کرتا اور بائع جواب میں ہاں کہتا تو صحیح ہوجاتی۔ استفہام[4] کے جواب میں ہاں کہا تو بیع نہ ہوگی مگر جبکہ مشتری اُسی وقت ثمن ادا کر دے کہ یہ ثمن ادا کرنا قبول ہے۔ مثلاً کہا کیا تم نے یہ چیز میرے ہاتھ اتنے میں بیع کی اُس نے کہا ہاں مشتری نے ثمن دیدیا بیع ہوگئی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: میں نے اپنا گھوڑا تمھارے گھوڑے سے بدلا، دوسرے نے کہا اور میں نے بھی کیا تو بیع ہوگئی۔ بائع نے کہا یہ چیز تم پر ایک ہزار کو ہے، مشتری نے کہا میں نے قبول کی، بیع ہوگئی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: ایک شخص نے کہا یہ چیز تمھارے لیے ایک ہزار کو ہے اگر تم کو پسند ہو، دوسرے نے کہا مجھے پسند ہے، بیع ہوگئی۔ یوہیں اگر یہ کہا کہ اگر تم کو موافق آئے یا تم ارادہ کرو یا تمھیں اس کی خواہش ہو اُس نے جواب میں کہا کہ مجھے موافق ہے یا میں نے ارادہ کیا یا مجھے اس کی خواہش ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص نے کہا یہ سامان لے جاؤ اور اس کے متعلق آج غور کرلو اگر تم کو پسند ہو تو ایک ہزار کو ہے دوسرا اُسے لے گیا بیع جائز ہوگئی۔[8] (خانیہ)

مسئلہ ۱۳: ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ ایک غلام ہزار روپے میں بیع کیا اور کہہ دیا کہ اگر آج دام نہ لاؤ گے تو میرے تمھارے درمیان بیع نہ رہے گی مشتری نے اسے منظور کیا مگر اُس روز دام نہیں لایا دوسرے روز مشتری بائع سے ملا اور یہ

---

1 ……خریدار۔　2 ……تاجر۔

3 ……"الدرالمختار"، کتاب البیوع، ج۷، ص۲۲.

و"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع الی انعقاد...إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص٤.

4 ……یعنی سوال۔

5 ……"الدرالمختار"، کتاب البیوع، ج۷، ص۲۲.

6 ……"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع الی انعقاد...إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص٥.

7 ……المرجع السابق.

8 ……"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، ج۱، ص۳۳۸.

کہا کہ تم نے یہ غلام میرے ہاتھ ایک ہزار میں بیچا اُس نے کہا ہاں مشتری نے کہا میں نے اسے لیا تو بیع اس وقت صحیح ہوگئی کہ کل جو بیع ہوئی تھی وہ ثمن نہ دینے کی وجہ سے جاتی رہی۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۱۴: ایک نے دوسرے کو دور سے پکار کر کہا میں نے یہ چیز تمھارے ہاتھ اتنے میں بیع[2] کی اُس نے کہا میں نے خریدی اگر اتنی دوری ہے کہ ان کی بات میں اشتباہ[3] نہیں ہوتا تو بیع درست ہے ورنہ نادرست۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: بائع نے کہا اس کو میں نے تیرے ہاتھ بیچا مشتری نے اُس کو کھانا شروع کر دیا یا جانور تھا اُس پر سوار ہوگیا یا کپڑا تھا اُسے پہن لیا تو بیع ہوگئی یعنی یہ تصرفات[5] قبول کے قائم مقام ہیں۔ یوہیں ایک شخص نے دوسرے سے کہا اس چیز کو کھالو اور اس کے بدلے میں میرا ایک روپیہ تم پر لازم ہوگا، اس نے کھالیا تو بیع درست ہوگئی اور کھانا حلال ہوگیا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: دو شخصوں میں ایک تھان کے متعلق نرخ ہونے لگا[7] بائع نے کہا پندرہ میں بیچتا ہوں مشتری نے کہا دس میں لیتا ہوں اس سے زیادہ نہیں دونگا اور مشتری اُس تھان کو لے کر چلا گیا اگر نرخ کرتے وقت تھان مشتری کے ہاتھ میں تھا جب تو پندرہ میں بیع ہوئی اور اگر بائع کے ہاتھ میں تھا مشتری نے اُس سے لیا اُس نے منع نہ کیا تو دس روپے میں بیع ہوئی۔ اور اگر تھان مشتری کے پاس ہے اور مشتری نے کہا دس سے زیادہ نہیں دونگا اور بائع نے کہا پندرہ سے کم میں نہیں بیچوں گا مشتری نے تھان واپس کر دیا اس کے بعد پھر بائع سے کہا لاؤ دو بائع نے دیدیا اور ثمن کے متعلق کچھ نہ کہا اور مشتری لے کر چلا گیا تو دس میں بیع ہوئی۔[8] (خانیہ)

مسئلہ ۱۷: ایک چیز کے متعلق بائع نے ثمن بدل کر دو۲ ایجاب کیے مثلاً پہلے پندرہ روپیہ کہا دوسرے ایجاب میں ایک گنی ثمن بتایا ان دونوں ایجابوں کے بعد مشتری نے قبول کیا تو دوسرے ثمن کے ساتھ بیع قرار پائے گی اور اگر مشتری نے پہلے

---

1 ....."الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، ج۱، ص۳۳۹.

2 .....فروخت۔ 3 .....شک وشبہ۔

4 ....."الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع الی انعقاد...إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص۶.

5 .....یعنی چیز کو اس طرح استعمال کرنا۔

6 ....."الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع الی انعقاد...إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص۶.

7 ..... قیمت مقرر ہونے لگی، سودا ہونے لگا۔

8 ....."الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، ج۱، ص۳۳۹.

ایجاب کے بعد بھی قبول کیا تھا پھر دوسرے ایجاب کے بعد بھی قبول کیا تو پہلی بیع فسخ ہوگئی[1] دوسری صحیح ہوگئی اور اگر دونوں ایجابوں میں ایک ہی قسم کا ثمن ہے مگر مقدار میں کم وبیش ہے مثلاً پہلے پندرہ روپے کہا تھا پھر دس یا اس کا عکس جب بھی دوسری بیع معتبر ہے پہلی جاتی رہی اور اگر مقدار میں کمی بیشی نہ ہو تو پہلی ہی بیع درست ہے دوسری لغو۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸ جس مجلس میں ایجاب ہوا اگر قبول کرنے والا اس مجلس سے غائب ہو تو ایجاب بالکل باطل ہوجاتا ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ اُس کے قبول کرنے پر موقوف ہو کہ اُسے خبر پہنچے اور قبول کرے تو بیع درست ہوجائے ہاں اگر قبول کرنے والے کے پاس ایجاب کے الفاظ لکھ کر بھیجے ہیں تو جس مجلس میں تحریر پہنچی اُسی مجلس میں قبول کیا تو بیع صحیح ہے اُس مجلس میں قبول نہ کیا تو پھر قبول نہیں کرسکتا۔ یوہیں اگر ایجاب کے الفاظ کسی قاصد کے ہاتھ کہلا کر بھیجے تو جس مجلس میں یہ قاصد اُسے خبر پہنچائے گا اُسی میں قبول کرسکتا ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ بائع نے ایک شخص سے کہا کہ میں نے یہ چیز فلاں شخص کے ہاتھ اتنے میں بیچی اے شخص تو اُس کے پاس جا کر یہ خبر پہنچادے اگر غائب کی طرف سے کسی اور شخص نے جو مجلس میں موجود ہے قبول کرلیا تو ایجاب باطل نہ ہوا بلکہ یہ بیع اُس غائب کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر ایک شخص کو اس نے خبر پہنچانے پر مامور[3] کیا تھا مگر دوسرے نے خبر پہنچادی اور اُس نے قبول کرلیا تو بیع صحیح ہوگئی۔ جس طرح ایجاب تحریری ہوتا ہے قبول بھی تحریری ہوسکتا ہے مثلاً ایک نے دوسرے کے پاس ایجاب لکھ کر بھیجا دوسرے نے قبول کو لکھ کر بھیج دیا بیع ہوجائے گی مگر یہ ضرور ہے کہ جس مجلس میں ایجاب کی تحریر موصول ہوئی ہے قبول کی تحریر اُسی مجلس میں لکھی جائے ورنہ ایجاب باطل ہوجائے گا۔[4] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

خیارِ قبول

مسئلہ ۱۹ عاقدین[5] میں سے جب ایک نے ایجاب کیا تو دوسرے کو اختیار ہے کہ مجلس میں قبول کرے یا رد کردے اس کا نام خیارِ قبول ہے۔ خیارِ قبول میں وراثت نہیں جاری ہوتی مثلاً یہ مرجائے تو اس کے وارث کو قبول کرنے کا حق

---

1 ......یعنی ختم ہوگئی، ٹوٹ گئی۔

2 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع الی انعقاد...إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص۷.

3 ......مقرر۔

4 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، مطلب: فی حکم البیع مع الهزل، ج۷، ص۱۹.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع الی انعقاد...إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص۹.

5 ......خرید وفروخت کرنے والوں۔

حاصل نہ ہوگا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: خیارِ قبول آخر مجلس تک رہتا ہے مجلس بدل جانے کے بعد جاتا رہتا ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ایجاب کرنے والا زندہ ہو یعنی اگر ایجاب کے بعد قبول سے پہلے مرگیا تو اب قبول کرنے کا حق نہ رہا کیونکہ ایجاب ہی باطل ہوگیا قبول کس چیز کو کرے گا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: دونوں میں سے کوئی بھی اُس مجلس سے اُٹھ جائے یا بیع کے علاوہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائے تو ایجاب باطل ہو جاتا ہے۔ قبول کرنے سے پہلے موجب[3] کو اختیار ہے کہ ایجاب کو واپس کرلے قبول کے بعد واپس نہیں لے سکتا کہ دوسرے کا حق متعلق ہو چکا واپس لینے میں اُس کا ابطال[4] ہوتا ہے۔[5] (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: ایجاب کو واپس لینے میں یہ ضرور ہے کہ دوسرے نے اس کو سنا ہو، مثلاً بائع نے کہا میں نے اس کو بیچا پھر اپنا ایجاب واپس لیا مگر اس کو مشتری نے نہیں سُنا اور قبول کرلیا تو بیع صحیح ہوگئی اور اگر موجب کا ایجاب واپس لینا اور دوسرے کا قبول کرنا یہ دونوں ایک ساتھ پائے جائیں تو واپسی درست ہے اور بیع نہیں ہوئی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: ایجاب کو لکھ بھیجا ہے یا کسی قاصد کے ہاتھ کہلا بھیجا ہے تو جب تک دوسرے کو تحریر یا پیغام نہ پہنچا ہو یا قبول نہ کیا ہو اس بھیجنے والے کو واپس لینے کا اختیار ہے، یہاں اس کی ضرورت نہیں کہ قاصد کو واپس لینے کا علم ہوگیا ہو یا خود مکتوب الیہ[7] یا مرسل الیہ[8] کو علم ہو بلکہ اگر ان میں کسی کو بھی علم نہ ہو جب بھی رجوع صحیح ہے اور رجوع کے بعد اگر قبول پایا جائے تو بیع نہیں ہوسکتی۔[9] (فتح القدیر)

مسئلہ ۲۴: جب ایجاب وقبول دونوں ہو چکے تو بیع تمام ولازم ہوگئی اب کسی کو دوسرے کی رضا مندی کے بغیر رَد

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثاني فيما يرجع الى انعقاد...إلخ، الفصل الأول، ج٣، ص٧.

2 ......المرجع السابق.

3 ......ایجاب کرنے والے۔ 4 ......یعنی اس کا حق باطل۔

5 ......"الهداية"، كتاب البيوع، ج٢، ص٢٣، وغيره.

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثاني فيما يرجع الى انعقاد...إلخ، الفصل الأول، ج٣، ص٨.

7 ......جس کو خط لکھا گیا ہے۔ 8 ......جس کی طرف قاصد بھیجا گیا ہے۔

9 ......"فتح القدير"، كتاب البيوع، ج٥، ص٤٦٢.

کر دینے کا اختیار نہ رہا البتہ اگر مبیع میں عیب ہو یا مبیع کو مشتری نے نہیں دیکھا ہے تو خیارِ عیب وخیارِ رویت حاصل ہوتا ہے ان کا ذکر بعد میں آئے گا۔[1] (ہدایہ)

بیع تعاطی

مسئلہ ۲۵ بیع تعاطی جو بغیر لفظی ایجاب وقبول کے محض چیز لے لینے اور دیدینے سے ہو جاتی ہے یہ صرف معمولی اشیا ساگ ترکاری وغیرہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ بیع ہر قسم کی چیز نفیس وخسیس[2] سب میں ہو سکتی ہے اور جس طرح ایجاب وقبول سے بیع لازم ہو جاتی ہے یہاں بھی ثمن دیدینے اور چیز لے لینے کے بعد بیع لازم ہو جائے گی کہ بغیر دوسرے کی رضامندی کے رد کرنے کا کسی کو حق نہیں۔[3] (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ ۲۶ اگر ایک جانب سے تعاطی ہو مثلاً چیز کا دام طے ہو گیا اور مشتری چیز کو بائع کی رضامندی سے اُٹھا لے گیا اور دام نہ دیا یا مشتری نے بائع کو ثمن ادا کر دیا اور چیز بغیر لیے چلا گیا تو اس صورت میں بھی بیع لازم ہوتی ہے کہ اگر ان دونوں میں سے کوئی بھی رد کرنا چاہے تو رد نہیں کر سکتا قاضی بیع کو لازم کر دے گا۔ دام طے کرنے کی وہاں ضرورت ہے کہ دام معلوم نہ ہو اور اگر معلوم ہو جیسے بازار میں روٹی بکتی ہے، عام طور پر ہر شخص کو نرخ معلوم ہے یا گوشت وغیرہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کا ثمن لوگوں کو معلوم ہوتا ہے، ایسی چیزوں کے ثمن طے کرنے کی ضرورت نہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷ دوکاندار کو گیہوں[5] کے لیے روپے دیدیے اور اُس سے پوچھا روپے کے کتنے سیر اُس نے کہا دس سیر مشتری[6] خاموش ہو گیا یعنی وہ نرخ منظور کر لیا پھر اُس سے گیہوں طلب کیے بائع نے کہا کل دوں گا مشتری چلا گیا دوسرے دن گیہوں لینے آیا تو نرخ تیز ہو گیا بائع[7] کو اُسی پہلے نرخ سے دینا ہوگا۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸ بیع تعاطی میں یہ ضرور ہے کہ لین دین کے وقت اپنی ناراضی ظاہر نہ کرتا ہو اور اگر ناراضی کا اظہار کرتا ہو

---

1 ......"الهداية"، كتاب البيوع، ج۲، ص۲۳.

2 ......عمدہ اور گھٹیا، اچھی اور خراب۔

3 ......"الهداية"، كتاب البيوع، ج۲، ص۲۳، وغيره.

4 ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، مطلب: البيع بالتعاطي، ج۷، ص۲٦.

5 ......گندم۔　6 ......خریدنے والا۔　7 ......بیچنے والے۔

8 ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، مطلب: البيع بالتعاطي، ج۷، ص۲٦.

تو بیع منعقد نہیں ہوگی مثلاً خربزہ، تربز لے رہا ہے بائع کو پیسے دیدیے مگر بائع کہتا جاتا ہے کہ اتنے میں نہیں دونگا تو بیع نہ ہوئی اگرچہ بازار والوں کی عادت معلوم ہے کہ اُن کو دینا نہیں ہوتا تو پیسے پھینک دیتے ہیں یا چیز چھین لیتے ہیں۔اور ایسا نہ کریں تو دل سے راضی ہیں خالی مونھ سے مشتری کو خوش کرنے کے لیے کہتے جاتے ہیں کہ نہیں دوں گا نہیں دوں گا اس عادت معلوم ہونے کی صورت میں بھی اگر صراحۃً ناراضی موجود ہو تو بیع درست نہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: ایک بوجھ ایک روپیہ کو خریدا پھر بائع سے یہ کہا کہ اسی دام کا ایک بوجھ یہاں اور لاکر ڈالدو اُس نے لاکر ڈالدیا تو اس دوسرے کی بھی بیع ہوگئی مشتری لینے سے انکار نہیں کرسکتا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: قصاب سے کہا روپیہ کے تین سیر کے حساب سے اتنے کا گوشت تول دو یا اس جگہ کا پہلو یا ران یا سینہ کا گوشت دو اُس نے تول دیا تو اب لینے سے انکار نہیں کرسکتا۔[3] (فتح القدیر)

مسئلہ ۳۱: خربزوں کا ٹوکرا لایا جس میں بڑے چھوٹے ہر قسم کے پھل ہیں مالک سے مشتری نے پوچھا کہ یہ خربزے کس حساب سے ہیں اُس نے روپیہ کے دس بتائے مشتری نے دس پھل چھانٹ کر بائع کے سامنے نکال لیے یا بائع نے مشتری کے لیے نکال دیے اور مشتری نے لے لیے، بیع ہوگئی۔[4] (فتح القدیر)

مسئلہ ۳۲: دوکانداروں کے یہاں سے خرچ کے لیے چیزیں منگالی جاتی ہیں اور خرچ کرڈالنے کے بعد ثمن کا حساب ہوتا ہے ایسا کرنا استحساناً جائز ہے۔[5] (درمختار)

مبیع وثمن

مسئلہ ۳۳: عقد میں جو چیز معین ہوتی ہے کہ جس کو دینا کہا اُسی کا دینا واجب ہے اس کو مبیع کہتے ہیں اور جو چیز معین نہ ہو وہ ثمن ہے۔[6]

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، مطلب: البیع بالتعاطی، ج۷، ص۲٦.

2 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع الی انعقاد...إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص۹.

3 ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، ج٥، ص٤٦٠.

4 ......المرجع السابق.

5 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، ج۷، ص۲٦.

6 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع...إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۱۲.

اشیا تین قسم پر ہیں: ایک وہ کہ ہمیشہ ثمن ہو، دوسری وہ کہ ہمیشہ مبیع ہو، تیسری وہ کہ کبھی ثمن ہو کبھی مبیع۔ جو ہمیشہ ثمن ہے، وہ روپیہ اور اشرفی ہے ان کے مقابل[1] میں کوئی چیز ہو ان کو بیچنا کہا جائے یا ان سے بیچنا کہا جائے ہر حال میں یہی ثمن ہیں۔ پیسے بھی ثمن ہیں کہ معین کرنے سے معین نہیں ہوتے مگر ان کی ثمنیت باطل ہوسکتی ہے[2]۔ جو ہمیشہ مبیع ہو ایسی چیز ہے کہ ذوات الامثال[3] سے نہ ہو یعنی ذوات القیم[4] سے ہو اور عددی متفاوت[5] کہ یہ ہمیشہ مبیع ہونگی مگر کپڑے کے تھان کا وصف بیان کردیا جائے اور اس کے لیے کوئی میعاد[6] مقرر کردی جائے تو ثمن بن سکتا ہے اس کے بدلے میں غلام وغیرہ کوئی معین چیز خرید سکتے ہیں۔ تیسری قسم کہ کبھی ثمن اور کبھی مبیع ہو، وہ مکیل (ناپ کی چیز) وموزون (جو چیز تول کر بکتی ہے) اور عددی متقارب (جو چیز گنتی سے بکتی ہے اور اس کے افراد کی قیمتوں میں تفاوت نہیں ہوتا) ان چیزوں کو اگر ثمن کے مقابل میں ذکر کیا تو مبیع ہیں اور اگر ان کے مقابل میں انھیں جیسی چیزیں ہیں یعنی مکیل وموزون وعددی متقارب تو اگر دونوں جانب کی چیزیں معین ہوں بیع جائز ہے اور دونوں چیزیں مبیع قرار پائیں گی اور اگر ایک جانب معین ہو اور دوسری جانب غیر معین مگر اس غیر معین کا وصف بیان کردیا ہے کہ اس قسم کی ہوگی اس صورت میں اگر معین کو مبیع اور غیر معین کو ثمن قرار دیا ہے تو بیع جائز ہے اور غیر معین کو تفرق سے پہلے[7] قبضہ کرنا ضروری ہے اور اگر غیر معین کو مبیع اور معین کو ثمن بنایا تو بیع ناجائز ہوگی اس صورت میں مبیع اور ثمن بنانے کا یہ مطلب ہے کہ جس کو بیچنا کہا وہ مبیع ہے اور جس سے بیچنا کہا وہ ثمن ہے اور اگر دونوں غیر معین ہوں تو بیع ناجائز ہوگی۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: مبیع اگر منقولات[9] کی قسم سے ہے تو بائع کا اُس پر قبضہ ہونا ضرور ہے قبل قبضہ کے چیز بیچ دی بیع ناجائز ہے۔[10] (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ ۳۵: مبیع اور ثمن کی مقدار معلوم ہونا ضرور ہے اور ثمن کا وصف بھی معلوم ہونا ضرور ہے ہاں اگر ثمن کی طرف

---

1 ......بدلے۔ 2 ......یعنی بطور ثمن ان کا چلن ختم ہوسکتا ہے۔

3 ......وہ چیزیں جن کے ضائع کردینے سے تاوان میں ویسی ہی چیزیں واپس کرنا لازم ہوتا ہے۔

4 ......وہ چیزیں جن کے ضائع کردینے سے تاوان میں ان کی قیمت دینا لازم ہوتی ہے۔

5 ......جو چیزیں گنتی سے بکتی ہیں اور ان کے چھوٹے بڑے ہونے کے لحاظ سے قیمتوں میں تفاوت ہوتا ہے۔

6 ......تاریخ، دن، وقت، مدت۔

7 ......یعنی بیچنے والے اور خریدنے والے کے جدا ہونے سے پہلے۔

8 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع... إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۱۲.

9 ......وہ چیزیں جو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائی جاسکتی ہوں۔

10 ......"الھدایة"، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل: ومن اشتری شیئاً... إلخ، ج۲، ص۵۹، وغیرہ.

اشارہ کردیا جائے مثلاً اس روپیہ کے بدلے میں خریدا تو نہ مقدار کے ذکر کی ضرورت ہے نہ وصف کے البتہ اگر وہ مال ربوی ہے[1] اور مقابلہ جنس کے ساتھ ہو مثلاً گیہوں کی اس ڈھیری کو بدلے میں اُس ڈھیری کے بیچا تو اگرچہ یہاں مبیع وثمن دونوں کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے مگر پھر بھی مقدار کا معلوم ہونا ضرور ہے کیونکہ اگر دونوں مقداریں برابر نہ ہوں تو سود ہوگا۔[2] (درمختار)

ثمن کا حال ومؤجل ہونا

مسئلہ ۳۶: بیع میں کبھی ثمن حال ہوتا ہے یعنی فوراً دینا اور کبھی مؤجل یعنی اُس کی ادا کے لیے کوئی میعاد معین ذکر کردی جائے کیونکہ میعاد معین نہ ہوگی تو جھگڑا ہوگا۔ اصل یہ ہے کہ ثمن حال ہو لہٰذا عقد میں اس کہنے کی ضرورت نہیں کہ ثمن حال ہے بلکہ عقد میں ثمن کے متعلق اگر کچھ نہ کہا جب بھی فوراً دینا واجب ہوگا اور ثمن مؤجل کے لیے یہ ضرور ہے کہ عقد ہی میں مؤجل ہونا ذکر کیا جائے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۷: میعاد کے متعلق اختلاف ہوا بائع کہتا ہے میعاد تھی ہی نہیں اور مشتری میعاد ہونا بتاتا ہے تو گواہ مشتری کے معتبر ہیں اور قول بائع کا معتبر ہے اور اگر مقدار میعاد میں اختلاف ہوا ایک کم بتاتا ہے اور ایک زیادہ تو اُس کی بات مانی جائے گی جو کم بتاتا ہے اور گواہ یہاں بھی مشتری کے معتبر ہیں۔ اور اگر ایک کہتا ہے میعاد گزر چکی ہے اور ایک بتاتا ہے باقی ہے تو قول بھی مشتری ہی کا معتبر ہے اور دونوں گواہ پیش کریں تو گواہ بھی اُسی کے معتبر ہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۸: مدیون[5] کے مرنے سے میعاد باطل ہوجاتی ہے اور دائن کے مرنے سے باطل نہیں ہوتی کیونکہ میعاد کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ تجارت وغیرہ کرکے اس زمانہ میں دین کی مقدار فراہم کرے گا اور ادا کردے گا اور جب وہ خود ہی نہ رہا میعاد ہونا فضول ہے، بلکہ جو کچھ ترکہ ہے وہ دَین ادا کرنے کے لیے متعین ہے، لہٰذا بیع مؤجل میں بائع کے مرنے سے اجل[6] باطل نہ ہوگی۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......وہ مال جس میں سود ہوسکتا ہے۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، ج۷، ص٤٦ـ٤٨.

3 ......المرجع السابق، ص٤٩.

4 ......المرجع السابق، ص٥٠.

5 ......مقروض۔

6 ......وقتِ مقرر، میعاد۔

7 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، مطلب: فی تأجیل الی اجل مجھول، ج۷، ص٥١.

مسئلہ ۳۹ عقد بیع میں ثمن ادا کرنے کی کوئی میعاد مذکور نہ تھی یعنی بیع حال تھی بعد عقد بائع نے مشتری کو ادائے ثمن کے لیے ایک میعاد معلوم مقرر کردی مثلاً پندرہ دن یا ایک مہینہ یا ایسی میعاد مقرر کی جس میں تھوڑی سی جہالت ہے مثلاً جب کھیت کٹے گا اُس وقت ثمن ادا کرنا تو اب ثمن مؤجل ہوگیا کہ جب تک میعاد پوری نہ ہو بائع کو ثمن کے مطالبہ کا حق نہیں اور اگر ایسی میعاد مقرر کی ہو جس میں بہت زیادہ جہالت ہو[1] مثلاً جب آندھی چلے گی اُس وقت ثمن ادا کرنا تو یہ میعاد باطل ہے ثمن اب بھی غیر میعادی ہے۔[2] (درمختار، ہدایہ)

مسئلہ ۴۰ مبیع کا دام ایک ہزار مشتری پر ہے بائع نے کہہ دیا کہ ہر مہینے میں سو روپیہ دیدیا کرنا تو اس کی وجہ سے دین مؤجل نہ ہوگا[3]۔ کسی پر ہزار روپیہ دَین ہے اور دائن نے ادا کے لیے قسطیں مقرر کردی ہیں اور یہ بھی شرط کردی ہے کہ ایک قسط بھی وقت پر وصول نہ ہوئی تو باقی کل دین حال ہوجائے گا یعنی فوراً وصول کیا جائے گا اس قسم کی شرط صحیح ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴۱ میعاد اُس وقت سے شروع کی جائے گی جب کہ بائع نے مبیع مشتری کو دیدی اور اگر مثلاً ایک سال کی میعاد تھی مگر سال گزر گیا اور ابھی تک مبیع ہی نہیں دی ہے تو دینے کے بعد ایک سال کی میعاد ملے گی۔[5] (درمختار)

مختلف قسم کے سکّے چلتے ہوں اس کی صورتیں

مسئلہ ۴۲ کسی جگہ مختلف قسم کے روپے چلتے ہوں اور عاقِد[6] نے مطلق روپیہ کہا تو وہ روپیہ مراد لیا جائے گا جو بیشتر اس شہر میں چلتا ہے یعنی جس کا رواج زیادہ ہے چاہے اُن سکّوں کی مالیت مختلف ہو یا ایک ہو اور اگر ایک ہی قسم کا روپیہ چلتا ہے جب تو ظاہر ہے کہ وہی متعین ہے اور اگر چلن یکساں ہے کسی کا کم اور کسی کا زیادہ نہیں اور مالیت برابر ہو تو بیع صحیح ہے اور مشتری کو اختیار ہے کہ جو چاہے دیدے مثلاً ایک روپیہ کی کوئی چیز خریدی تو ایک روپیہ یا دو اٹھنیاں یا چار چونیاں یا آٹھ دوانیاں جو چاہے دیدے اور مالیت میں اختلاف ہے جیسے حیدرآبادی روپے اور چہرہ دار کہ دونوں کی مالیت میں اختلاف رہتا ہے اگر کسی جگہ دونوں

---

1. ......یعنی مقرر کردہ مدت کا وقت خاص معلوم نہ ہو۔
2. ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، ج۷، ص۵۱.
   و"الهداية"، کتاب البیوع، کیفیة انعقاد البیع، ج۲، ص۲٤.
3. ......یعنی دین میعادی نہ ہوگا۔
4. ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، ج۷، ص۵۲.
5. ......المرجع السابق، ص۵٦.
6. ......خرید وفروخت کرنے والے۔

کا یکساں چلن ہو تو بیع فاسد ہو جائیگی۔[1] (درمختار، ہدایہ، فتح)

مسئلہ ۴۳ اگر سکّے مختلف مالیت کے ہوں اور چلن[2] یکساں ہے اور مطلق روپیہ عقد میں بولا مگر ابھی مجلس باقی ہے کہ ایک نے متعین کر دیا کہ فلاں روپیہ اور دوسرے نے منظور کر لیا تو عقد صحیح ہے۔[3] (فتح القدیر)

ماپ اور تول اور تخمینہ سے بیع

مسئلہ ۴۴ گیہوں اور جو اور ہر قسم کے غلہ کی بیع تول سے بھی ہو سکتی ہے اور ماپ کے ساتھ بھی مثلاً ایک روپیہ کا اتنے صاع اور اٹکل اور تخمینہ[4] سے بھی خریدے جاسکتے ہیں مثلاً یہ ڈھیری ایک روپیہ کو اگرچہ یہ معلوم نہیں کہ اس ڈھیری میں کتنے سیر ہیں مگر تخمینہ سے اُسی وقت خریدے جاسکتے ہیں جبکہ غیر جنس کے ساتھ بیع ہو مثلاً روپیہ سے یا گیہوں کو جو سے یا کسی اور دوسرے غلہ سے اور اگر اُسی جنس سے بیع کریں مثلاً گیہوں کو گیہوں سے خریدیں تو تخمینہ سے بیع نہیں ہوسکتی کیونکہ اگر کم و بیش ہوئے تو سود ہوگا۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۵ جنس کو جنس کے ساتھ تخمیناً بیع کیا اگر اُسی مجلس میں معلوم ہوگیا کہ دونوں برابر ہیں تو بیع جائز ہوگئی۔ یوہیں اگر دونوں میں کمی بیشی کا احتمال نہیں مگر یہ معلوم نہیں کہ ان کی مقدار کیا ہے جب بھی بیع جائز ہے اس صورت میں تخمینہ کا صرف اتنا مطلب ہے کہ دونوں کا وزن معلوم نہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶ جنس کے ساتھ تخمیناً بیع کی گئی مگر نصف صاع سے کم کی کمی بیشی ہے تو بیع جائز ہے کہ نصف صاع سے کم میں سود نہیں ہوتا[7]۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۴۷ ایک برتن ہے جس کی مقدار معلوم نہیں کہ اس میں کتنا غلہ آتا ہے یا پتھر ہے معلوم نہیں کہ اس کا وزن

1...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، ج۷، ص۵٦.
و"الهداية"، کتاب البیوع، کیفیة انعقاد البیع، ج۲، ص۲٤.
و"فتح القدیر"، کتاب البیوع، ج٥، ص٤٦٩.

2...... رواج۔

3...... "فتح القدیر"، کتاب البیوع، ج٥، ص٤٦٩.

4...... اندازے۔

5...... "الهداية"، کتاب البیوع، کیفیة انعقاد البیع، ج۲، ص۲٤.

6...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، مطلب: مهم فی حکم الشرع بالقروش فی زماننا، ج۷، ص٥٠۔٦٠.

7...... صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں "والصحیح ثبوت الربا... إلخ" ترجمہ: "صحیح یہ ہے کہ سود ہے، کیونکہ جب حرمت کی وجہ لوگوں کا مال محفوظ رکھنا ہے تو اس لحاظ سے واجب ہے کہ دو سیب کے بدلے ایک سیب اور ایک لپ کے بدلے دو لپ کا بیچنا حرام ہو" (فتح القدیر، ج٦، ص١٥٢، انظر الفتاوی الرضویة، ج١٧، ص٤٢٣)۔... عِلْمِیه

8...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، ج۷، ص٦٠.

کیا ہے ان کے ساتھ بیع کرنا جائز ہے مثلاً اس برتن سے چار برتن گیہوں[1] ایک روپیہ میں یا اس پتھر سے فلاں چیز ایک روپیہ کی اتنی مرتبہ تولی جائے گی مگر شرط یہ ہے کہ ناپ تول میں زیادہ زمانہ گزرنے نہ دیں کیونکہ زیادہ زمانہ گزرنے میں ممکن ہے کہ برتن جاتا رہے پتھر گم جائے پھر کس چیز سے ناپیں تولیں گے اور یہ برتن سمٹنے اور پھیلنے والا نہ ہو، لکڑی یا لوہے یا پتھر کا ہو اور اگر سمٹنے پھیلنے والا ہو تو بیع جائز نہیں جیسے زنبیل۔[2] البتہ پانی کی مَشک اگرچہ سمٹنے پھیلنے والی چیز ہے مگر عرف وتعامل اس کی بیع پر جاری ہے، یہ بیع جائز ہے۔[3] (ہدایہ، درمختار، فتح القدیر)

مسئلہ ۴۸ غلہ کی ایک ڈھیری اس طرح بیع کی کہ اس میں کا ہر ایک صاع ایک روپیہ کو تو صرف ایک صاع کی بیع درست ہوگی اور اس میں بھی مشتری کو اختیار ہوگا کہ لے یا نہ لے ہاں اگر اُسی مجلس میں وہ ساری ڈھیری ناپ دی یا بائع نے ظاہر کر دیا اور بتا دیا کہ اس ڈھیری میں اتنے صاع ہیں تو پوری ڈھیری کی بیع درست ہو جائے گی اور اگر عقد سے پہلے یا عقد میں صاع کی تعداد بتا دی ہے تو مشتری کو اختیار نہیں اور بعد میں ظاہر کی ہے تو ہے۔ یہ قول امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا ہے اور صاحبین[4] کا قول یہ ہے کہ مجلس کے بعد بھی اگر صاع کی تعداد معلوم ہوگئی بیع صحیح ہے اور اسی قول صاحبین پر آسانی کے لیے فتویٰ دیا جاتا ہے۔[5] (ہدایہ، فتح، درمختار)

مسئلہ ۴۹ بکریوں کا گلہ[6] خریدا کہ اس میں کی ہر بکری ایک روپیہ کو یا کپڑے کا تھان خریدا کہ ہر ایک گز ایک روپیہ کو یا اسی طرح کوئی اور عددی متفاوت خریدا اور معلوم نہیں کہ گلہ میں کتنی بکریاں ہیں اور تھان میں کتنے گز کپڑا ہے مگر بعد میں معلوم ہوگیا تو صاحبین کے نزدیک بیع جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔[7] (درمختار)

---

1 ......گندم۔ 2 ......کھجور کے پتوں سے بنا ٹوکرا۔

3 ......"الهداية"، كتاب البيوع، كيفية انعقاد البيع، ج٢، ص٢٤.

و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، ج٧، ص٦٠.

و"فتح القدير"، كتاب البيوع، ج٥، ص٤٧١.

4 ......یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالی۔

5 ......"الهداية"، كتاب البيوع، كيفية انعقاد البيع، ج٢، ص٢٤.

و"فتح القدير"، كتاب البيوع، ج٥، ص٤٧٢.

و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، ج٧، ص٦١.

6 ......ریوڑ۔

7 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، ج٧، ص٦٣.

مسئلہ ۵۰ غلہ کی ڈھیری خریدی کہ مثلاً یہ سَو۱۰۰ من ہے اوراس کی قیمت سو روپیہ بعد میں اُسے تولا اگر پورا سَو۱۰۰ من ہے جب تو بالکل ٹھیک ہے اور اگر سو من سے زیادہ ہے تو جتنا زیادہ ہے بائع کا ہے اور اگر سو من سے کم ہے تو مشتری[1] کو اختیار ہے کہ جتنا کم ہے اُس کی قیمت کم کرکے باقی لے لے یا کچھ نہ لے۔ یہی حکم ہر اُس چیز کا ہے جو ماپ اور تول سے بکتی ہے۔ البتہ اگر وہ اُس قسم کی چیز ہو کہ اُس کے ٹکڑے کرنے میں نقصان ہوتا ہو اور جو وزن بتایا ہے اُس سے زیادہ نکلی تو کل مشتری ہی کو ملے گی اور اس زیادتی کے مقابل میں مشتری کو کچھ دینا نہیں پڑے گا کہ وزن ایسی چیزوں میں وصف ہوتا ہے اور وصف کے مقابل میں ثمن کا حصہ نہیں ہوتا مثلاً ایک موتی یا یاقوت خریدا کہ یہ ایک ماشہ[2] ہے اور نکلا ایک ماشہ سے کچھ زیادہ تو جو ثمن مقرر ہوا ہے وہ دے کر مشتری لے لے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۱ تھان خریدا کہ مثلاً یہ دس گز ہے اور اس کی قیمت دس روپیہ ہے اگر یہ تھان اُس سے کم نکلا جتنا بائع نے بتایا ہے تو مشتری کو اختیار ہے کہ پورے دام میں لے یا بالکل نہ لے یہ نہیں ہوسکتا کہ جتنا کم ہے اُس کی قیمت کم کردی جائے اور اگر تھان اُس سے زیادہ نکلا جتنا بتایا ہے تو یہ زیادتی بلا قیمت مشتری کی ہے بائع کو کچھ اختیار نہیں نہ وہ زیادتی لے سکتا ہے نہ اُس کی قیمت لے سکتا ہے نہ بیع کو فسخ کرسکتا ہے۔ یوہیں اگر زمین خریدی کہ یہ سَو۱۰۰ گز ہے اور اس کی قیمت سَو۱۰۰ روپے ہے اور کم یا زیادہ نکلی تو بیع صحیح ہے اور سَو۱۰۰ ہی روپے دینے ہونگے مگر کمی کی صورت میں مشتری کو اختیار حاصل ہے کہ لے یا چھوڑ دے۔[4] (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ ۵۲ یہ کہہ کر تھان خریدا کہ دس گز کا ہے دس روپے میں اور یہ کہہ دیا کہ فی گز ایک روپیہ اب نکلا کم تو جتنا کم ہے اُس کی قیمت کم کردے اور مشتری کو یہ اختیار ہے کہ نہ لے اور اگر زیادہ نکلا، مثلاً گیارہ یا بارہ گز ہے تو اس زیادہ کا روپیہ یہ دے، یا بیع کو فسخ[5] کردے۔[6] (ہدایہ وغیرہ) یہ حکم اُس تھان کا ہے جو پورا ایک طرح کا نہیں ہوتا جیسے چکن[7]، گلبدن[8] اور اگر ایک طرح کا ہو تو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بائع اُس زیادتی کو پھاڑ کر دس۱۰ گز مشتری کو دیدے۔

مسئلہ ۵۳ کسی مکان یا حمام کے سو گز میں سے دس گز خریدے تو بیع فاسد ہے اور اگر یوں کہتا کہ سو سہام[9] میں

---

1 ......خریدار۔ 2 ......آٹھ رتی کا وزن۔

3 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، مطلب:الضابط فی کل...إلخ، ج۷، ص۶۶۔۶۷.

4 ......"الهداية"، کتاب البیوع، کیفیة انعقاد البیع، ج۲، ص۲۵، وغیرہ.

5 ......باطل، ختم۔

6 ......"الهداية"، کتاب البیوع، کیفیة انعقاد البیع، ج۲، ص۲۶، وغیرہ.

7 ......ایسا کپڑا جس پر کشیدہ کاری یا بیل بوٹے کا کام کیا ہوا ہو۔

8 ......ایک قسم کا دھاری دار اور پھول دار ریشمی اور سوتی کپڑا۔ 9 ......سو حصوں۔

سے دس سہام خریدے تو بیع صحیح ہوتی اور پہلی صورت میں اگر اُسی مجلس میں وہ دس گز زمین معین کردی جائے کہ مثلاً یہ دس گز تو بیع صحیح ہو جائے گی۔[1] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۵۴: کپڑے کی ایک گٹھری خریدی اس شرط پر کہ اس میں دس تھان ہیں مگر نکلے نو تھان یا گیارہ، تو بیع فاسد ہوگئی کہ کمی کی صورت میں ثمن مجہول ہے اور زیادتی کی صورت میں مبیع مجہول ہے اور اگر ہر ایک تھان کا ثمن بیان کردیا تھا تو کمی کی صورت میں بیع جائز ہوگی کہ نو تھان کی قیمت دے کر لے لے مگر مشتری کو اختیار ہوگا کہ بیع کو فسخ کردے اور اگر گیارہ تھان نکلے تو بیع ناجائز ہے کہ مبیع مجہول ہے اُن میں سے ایک تھان کونسا کم کیا جائیگا۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۵۵: تھانوں کی ایک گٹھری خریدی اور ایک غیر معین تھان کا استثنا کردیا یا بکریوں کا ایک ریوڑ خریدا اور ایک بکری غیر معین کا استثنا کیا تو بیع فاسد ہوگئی کہ معلوم نہیں وہ مستثنے کون ہے اور اس سے لازم آیا کہ مبیع مجہول ہو جائے اور اگر معین تھان یا بکری کا استثنا ہوتا تو بیع جائز ہوتی کہ مبیع میں کسی قسم کی جہالت پیدا نہ ہوتی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵۶: تھان خریدا کہ دس گز ہے فی گز ایک روپیہ اور وہ ساڑھے دس گز نکلا تو دس روپے میں لینا پڑیگا اور ساڑھے نو گز نکلا تو مشتری کو اختیار ہے کہ نو روپے میں لے یا نہ لے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۵۷: ایک زمین خریدی کہ اس میں اتنے پھل دار درخت ہیں مگر ایک درخت ایسا نکلا جس میں پھل نہیں آتے تو بیع فاسد ہوئی اور اگر زمین خریدی کہ اس میں اتنے درخت ہیں اور کم نکلے تو بیع جائز ہے مگر مشتری کو اختیار ہے کہ چاہے پورے ثمن پر لے لے اور چاہے نہ لے یوہیں اگر مکان خریدا کہ اس میں اتنے کمرے یا کوٹھریاں ہیں اور کم نکلیں تو بیع جائز ہے مگر مشتری کو اختیار ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

کیا چیز بیع میں تبعاً داخل ہوتی ہے اور کیا چیز نہیں

مسئلہ ۵۸: کوئی مکان خریدا تو جتنے کمرے کوٹھریاں ہیں سب بیع میں داخل ہیں یوہیں جو چیز مبیع کے ساتھ متصل ہو

1 ......"الهداية"، كتاب البيوع، كيفية انعقاد البيع، ج ٢، ص ٢٥.
و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، ج ٧، ص ٧٠.

2 ......"الهداية"، كتاب البيوع، كيفيةانعقاد البيع، ج ٢، ص ٢٦.

3 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، ج ٧، ص ٧١.

4 ......"الهداية"، كتاب البيوع، كيفيةانعقاد البيع، ج ٢، ص ٢٦.

5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، مطلب: المعتبرماوقع عليه العقد وان ظن البائع والمشترى، ج ٧، ص ٧١.

اوراس کا اتصال اتصال قرار ہو یعنی اس کی وضع اس لیے نہیں ہے کہ جدا کرلی جائے گی تو یہ بھی بیع میں داخل ہوگی مثلاً مکان کا زینہ [1] یا لکڑی کا زینہ جو مکان کے ساتھ متصل ہو کیواڑ [2] اور چوکھٹ اور کنڈی اور وہ قفل [3] جو کیواڑ میں متصل ہوتا ہے اوراس کی کنجی۔ دوکان کے سامنے جو تختے لگے ہوتے ہیں یہ سب بیع میں داخل ہیں اور وہ قفل جو کیواڑ سے متصل نہیں بلکہ الگ رہتا ہے جیسے عام طور پر تالے ہوتے ہیں یہ بیع میں داخل نہیں بلکہ یہ بائع لے لے گا۔ [4] (درمختار، فتح القدیر)

مسئلہ ۵۹ زمین بیچ ڈالی تو اس میں چھوٹے بڑے پھلدار اور بے پھل جتنے درخت ہیں سب بیع میں داخل ہیں مگر سوکھا درخت جو ابھی تک زمین سے اُکھڑا نہیں ہے وہ داخل نہیں کہ یہ گویا لکڑی ہے جو زمین پر رکھی ہے۔ لہٰذا آم وغیرہ کے پودے جو زمین میں ہوتے ہیں کہ برسات میں یہاں سے کھود کر دوسری جگہ لگائے جاتے ہیں یہ بھی داخل ہیں۔ [5] (فتح القدیر)

مسئلہ ۶۰ مکان بیچا تو چکی بیع میں داخل نہ ہوگی اگر چہ نیچے کا پاٹ زمین میں جڑا ہوا اور ڈول رسّی بھی داخل نہیں اور کوئیں پر پانی بھرنے کی چرخی اگر متصل ہو تو داخل ہے اور اگر رسّی سے بندھی ہو یا دونوں بازوؤں میں حلقہ بنا ہے کہ پانی بھرنے کے وقت چرخی لگا دیتے ہیں پھر الگ کر دیتے ہیں تو ان دونوں صورتوں میں داخل نہیں۔ [6] (درمختار، ردالمحتار، فتح القدیر)

مسئلہ ۶۱ حمام بیچا تو پانی گرم کرنے کی دیگ جو زمین سے متّصل ہے یا اتنی بڑی اور بھاری ہے جو اِدھر اُدھر منتقل نہیں ہوسکتی بیع میں داخل ہے اور چھوٹی دیگ جو متّصل نہیں بیع میں داخل نہیں۔ دھوبی کی دیگ جس میں بھٹّی چڑھاتا ہے اور رنگریز کے مٹکے وغیرہ جس میں رنگ طیار کرتا ہے یہ سب اگر متصل ہوں تو داخل ہیں ورنہ نہیں یوہیں دھوبی کا پاٹا۔ [7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۲ گدھے والے سے گدھا خریدا تو اس کا پالان [8] بیع میں داخل ہے اور اگر تاجر سے خریدا تو نہیں اوراس کے گلے میں ہار وغیرہ پڑا ہے تو وہ بیع میں مطلقاً داخل ہے۔ [9] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... سیڑھی۔ 2 ...... دروازہ، کھڑکی وغیرہ کو بند کرنے یا کھولنے کا پٹ۔ 3 ...... تالا۔

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، فصل فیما ید خل فی البیع تبعاً... إلخ، ج۷، ص۷٤.

و"فتح القدیر"، کتاب البیوع، ج٥، ص٤٩٥.

5 ...... "فتح القدیر"، کتاب البیوع، ج٥، ص٤٨٥.

6 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما ید خل فی البیع تبعاً... إلخ، ج۷، ص۷٦.

و"فتح القدیر"، کتاب البیوع، فصل لما ذکر ماینعقد... إلخ، ج٥، ص٤٨٣.

7 ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما ید خل فی البیع تبعاً... إلخ، ج۷، ص۷۷.

8 ...... وہ کپڑا جو گدھے کی پشت پر ڈالا جاتا ہے۔

9 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما ید خل فی البیع تبعاً... إلخ، ج۷، ص۷۷.

مسئلہ ۶۳ گائے یا بھینس خریدی تو اس کا چھوٹا بچہ جو دودھ پیتا ہے بیع میں داخل ہے اگرچہ ذکر نہ کیا ہو اور گدھی خریدی تو اُس کا دودھ پیتا بچہ بیع میں داخل نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۶۴ لونڈی غلام بیچے تو جو کپڑے عرف کے موافق پہنے ہوئے ہیں بیع میں داخل ہیں اور اگر ان کپڑوں کو نہ دینا چاہے تو ان کے مثل دوسرے کپڑے دے یہ بھی ہوسکتا ہے اور اگر کپڑے نہ پہنے ہوں تو بائع پر بقدرِ سترِ عورت کپڑا دینا لازم ہوگا اور لونڈی زیور پہنے ہوئے ہو تو یہ بیع میں داخل نہیں، ہاں اگر بائع نے زیور سمیت مشتری کو دیدی یا مشتری نے زیور کے ساتھ قبضہ کیا اور بائع چپ رہا کچھ نہ بولا تو زیور بھی بیع میں داخل ہوگئے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶۵ گھوڑا یا اونٹ بیچا تو لگام اور نکیل بیع میں داخل ہے یعنی اگرچہ بیع میں مذکور نہ ہوں بائع ان کو دینے سے انکار نہیں کرسکتا اور زین یا کاٹھی بیع میں داخل نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۶ گھوڑی یا گدھی یا گائے بکری کے ساتھ بچہ بھی ہے اگر بچہ کو بازار میں لے گیا ہے جبکہ اُس کی ماں کو بیچنے کے لیے لے گیا ہے تو بچہ بھی عرفاً بیع میں داخل ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۷ مچھلی خریدی اور اس کے شکم میں موتی نکلا اگر یہ موتی سیپ[5] میں ہے تو مشتری کا ہے اور اگر بغیر سیپ کے خالی موتی ہے تو بائع نے اگر اس مچھلی کا شکار کیا ہے تو اسے واپس کرے اور بائع کے پاس یہ موتی بطور لقطہ[6] امانت رہے گا کہ تشہیر کرے[7] اگر مالک کا پتہ نہ چلے خیرات کردے اور مرغی کے پیٹ میں موتی ملا تو بائع کو واپس کرے۔[8] (خانیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۶۸ جو چیز بیع میں تبعاً[9] داخل ہو جاتی ہے اس کے مقابل میں ثمن کا کوئی حصہ نہیں ہوتا یعنی وہ چیز ضائع

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، فصل فیما ید خل فی البیع تبعاً...إلخ، ج۷، ص۷۸.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الخامس فیما یدخل تحت البیع...إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۳۸.

4 ......المرجع السابق.

5 ......دریا میں پائی جانے والی سیپی جس میں موتی ہوتا ہے۔ 6 ......گری پڑی چیز کی طرح۔ 7 ......اعلان کرے۔

8 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیوع، فصل فیما ید خل فی بیع المنقول من غیرذکر، ج۱، ص۳۹۰.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الخامس فیما یدخل تحت البیع...إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۳۸.

9 ......ضمناً۔

ہو جائے تو ثمن میں کمی نہ ہوگی مشتری کو پورے ثمن کے ساتھ لینا ہوگا۔ (1)

مسئلہ ۶۹ زمین بیع کی اور اُس میں کھیتی ہے تو زراعت بائع کی ہے البتہ اگر مشتری شرط کرلے یعنی مع زراعت کے لے تو مشتری کی ہے اسی طرح اگر درخت بیچا جس میں پھل موجود ہیں تو یہ پھل بائع کے ہیں مگر جبکہ مشتری اپنے لیے شرط کرلے۔ یوہیں چمیلی (2)، گلاب، جوہی (3) وغیرہ کے درخت خریدے تو پھول بائع کے ہیں مگر جبکہ مشتری شرط کرلے۔ (4) (ہدایہ، فتح القدیر)

مسئلہ ۷۰ زراعت والی زمین یا پھل والا درخت خریدا تو بائع کو یہ حق حاصل نہیں کہ جب تک چاہے زراعت رہنے دے یا پھل نہ توڑے بلکہ اُس سے کہا جائے گا کہ زراعت کاٹ لے اور پھل توڑ لے اور زمین یا درخت مشتری کو سپرد کردے کیونکہ اب وہ مشتری کی مِلک ہے اور دوسرے کی مِلک کو مشغول رکھنے کا اسے حق نہیں، البتہ اگر مشتری نے ثمن ادا نہ کیا ہو تو بائع پر تسلیمِ مبیع واجب نہیں۔ (5) (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۷۱ کھیت کی زمین بیع کی جس میں زراعت ہے اور بائع یہ چاہتا ہے کہ جب تک زراعت طیار نہ ہو کھیت ہی میں رہے طیار ہونے پر کاٹی جائے اور اتنے زمانہ تک کی اجرت دینے کو کہتا ہے اگر مشتری راضی ہو جائے تو ایسا بھی کرسکتا ہے بغیر رِضامندی نہیں کرسکتا۔ (6) (درمختار)

مسئلہ ۷۲ کاٹنے کے لیے درخت خریدا ہے تو عادۃً درخت خریدنے والے جہاں تک جڑ کھود کر نکالا کرتے ہیں یہ بھی جڑ کھود کر نکالے گا مگر جبکہ بائع نے یہ شرط کردی ہو کہ زمین کے اوپر سے کاٹنا ہوگا جڑ کھودنے کی اجازت نہیں تو اس صورت میں زمین کے اوپر ہی سے درخت کاٹ سکتا ہے یا شرط نہیں کی ہے مگر جڑ کھودنے میں بائع کا نقصان ہے مثلاً وہ درخت دیوار یا کوئیں کے قرب میں ہے جڑ کھودنے میں دیوار گر جانے یا کوآں منہدم ہو جانے (7) کا اندیشہ ہے تو اس حالت میں بھی زمین کے اوپر سے ہی کاٹ سکتا ہے پھر اگر اُس جڑ میں دوسرا درخت پیدا ہو تو یہ درخت بائع کا ہوگا ہاں اگر درخت کا کچھ حصہ زمین کے اوپر چھوڑ

1 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیمایدخل فی البیع... إلخ، مطلب: کل مادخل... إلخ، ج۷، ص۸۰.

2 ...... ایک مشہور خوشبودار پھول، چنبیلی۔ 3 ...... چنبیلی جیسے خوشبودار پھول جو اس سے ذرا چھوٹے ہوتے ہیں۔

4 ...... "الهداية"، کتاب البیوع، فصل من باع داراً دخل بناء ها... إلخ، ج۲، ص۲٦.

و"فتح القدير"، کتاب البیوع، فصل لما ذکر ماینعقد به البیع... إلخ، ج٥، ص٤٨٦.

5 ...... "الهداية"، کتاب البیوع، فصل من باع داراً دخل بناء ها... إلخ، ج۲، ص۲۷.

و"الدرالمختار"، کتاب البیوع، فصل فیمایدخل فی البیع تبعاً... إلخ، ج۷، ص۸٤.

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، فصل فیمایدخل فی البیع تبعاً... إلخ، ج۷، ص۸٤.

7 ...... گر جانے۔

دیا ہے۔ اور اس میں شاخیں نکلیں تو یہ شاخیں مشتری کی ہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۳ کاٹنے کے لیے درخت خریدا ہے اس کے نیچے کی زمین بیع میں داخل نہیں اور باقی رکھنے کے لیے خریدا ہے تو زمین بیع میں داخل ہے اور اگر بیع کے وقت نہ یہ ظاہر کیا کہ کاٹنے کے لیے خریدتا ہے نہ یہ کہ باقی رکھنے کے لیے خریدتا ہے تو بھی نیچے[2] کی زمین بیع میں داخل ہے[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۴ درخت اگر کاٹنے کی غرض سے خریدا ہے تو مشتری کو حکم دیا جائے گا کہ کاٹ لے جائے چھوڑ رکھنے کی اجازت نہیں اور اگر باقی رکھنے کے لیے خریدا ہے تو کاٹنے کا حکم نہیں دیا جاسکتا اور کاٹ بھی لے تو اس کی جگہ پر دوسرا درخت لگا سکتا ہے بائع کو روکنے کا حق حاصل نہیں کیونکہ زمین کا اتنا حصہ اس صورت میں مشتری کا ہو چکا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۵ جڑ سمیت درخت خریدا اور اُس کی جڑ میں سے اور درخت اوگے اگر ایسا ہے کہ پہلا درخت کاٹ لیا جائے تو یہ درخت سوکھ جائیں گے تو یہ بھی مشتری کے ہیں کہ اُسی کے درخت سے اوگے ہیں ورنہ بائع کے ہیں مشتری کو ان سے تعلق نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۶ زراعت طیار ہونے سے قبل بیچ دی اس شرط پر کہ جب تک طیار نہ ہوگی کھیت میں رہے گی یا کھیت کی زمین بیچ ڈالی اور اُس میں زراعت موجود ہے اور شرط یہ کی کہ جب تک طیار نہ ہوگی کھیت میں رہے گی یہ دونوں صورتیں ناجائز ہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۷ زمین بیع کی تو وہ چیزیں جو زمین میں باقی رکھنے کی غرض سے ہیں جیسے درخت اور مکانات یہ بیع میں داخل ہیں اگرچہ ان کو بیع میں ذکر نہ کیا ہو اور یہ بھی نہ کہا ہو کہ جمیع حقوق و مرافق[7] کے ساتھ خریدتا ہوں البتہ اُس زمین میں سوکھا ہوا درخت ہے تو اس طرح کی بیع میں داخل نہیں اور جو چیزیں باقی رکھنے کے لیے نہ ہوں جیسے بانس، نرکل[8]، گھاس یہ بیع میں داخل نہیں مگر جبکہ بیع میں ان کا ذکر کر دیا جائے۔[9] (عالمگیری)

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، مطلب: فی بیع الثمر والزرع...إلخ، ج۷، ص۸۵.

2 ......اس سے یہ مراد نہیں کہ جہاں تک درخت کی شاخیں پھیلی ہوں اور نہ یہ کہ جہاں تک جڑیں پہنچی ہوں بلکہ بیع کے وقت درخت کی جتنی موٹائی ہے اتنی زمین بیع میں داخل ہے یہاں تک کہ بیع کے بعد درخت جتنا تھا اُس سے زیادہ موٹا ہوگیا تو بائع کو اختیار ہے کہ درخت چھیل کر اُتنا ہی کر دے جتنا بیع کے وقت تھا (علمگیری) ۱۲ منہ ("الفتاوی الهندية"، ج۳، ص۳۵، ۳٦.)

3 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، مطلب: فی بیع الثمر والزرع...إلخ، ج۷، ص۸۵.

4 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب الخامس فیمایدخل تحت البیع...إلخ، الفصل الثانی، ج۳، ص۳۵، ۳٦.

5 ......المرجع السابق.

6 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، مطلب: فی بیع الثمر والزرع...إلخ، ج۷، ص۸۵.

7 ......یعنی زمین سے متعلق تمام مفید چیزوں مثلاً رستہ، نالی، پانی وغیرہ۔

8 ......سرکنڈا۔

9 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب الخامس فیمایدخل تحت البیع...إلخ، الفصل الثانی، ج۳، ص۳۵، ۳٦.

مسئلہ ۷۸: چھوٹا سا درخت خریدا تھا اور بائع کی اجازت سے زمین میں لگا رہا کاٹا نہ گیا اب وہ بڑا ہو گیا تو وہ پورا درخت مشتری کا ہے اور بائع اگرچہ اجازت دے چکا ہے مگر اُس کو یہ اختیار ہے کہ مشتری سے جب چاہے کہہ سکتا ہے کہ اسے کاٹ لے جائے اور اب مشتری کو رکھنا جائز نہ ہوگا اور اگر بغیر اجازت بائع، مشتری نے چھوڑ رکھا ہے اور اب اُس میں پھل آ گئے تو پھلوں کو صدقہ کر دینا واجب ہے[1] (خانیہ)

مسئلہ ۷۹: زمین ایک شخص کی ہے جس میں دوسرے شخص کے درخت ہیں مالک زمین نے باجازت مالکِ درخت زمین و درخت بیچ ڈالے اب اگر کسی آفت سماوی[2] سے درخت ضائع ہو گئے تو مشتری کو اختیار ہے کہ زمین نہ لے اور بیع فسخ کردی جائے[3] اور لے گا تو پوری قیمت جو زمین و درخت دونوں کی تھی دینی ہوگی اور یہ پورا ثمن اس صورت میں مالک زمین ہی کو ملے گا مالک درخت کو کچھ نہ ملے گا۔[4] (عالمگیری)

پھل اور بھار کی خریداری

مسئلہ ۸۰: باغ کی بہار پھل آنے سے پہلے بیچ ڈالی[5] یہ ناجائز ہے۔ یوہیں اگر کچھ پھل آ چکے ہیں کچھ باقی ہیں جب بھی ناجائز ہے جبکہ موجود و غیر موجود دونوں کی بیع مقصود ہو اور اگر سب پھل آ چکے ہیں تو یہ بیع درست ہے مگر مشتری کو یہ حکم ہوگا کہ ابھی پھل توڑ کر درخت خالی کردے اور اگر یہ شرط ہے کہ جب تک پھل طیار نہ ہوں گے درخت پر رہیں گے طیار ہو جانے کے بعد توڑے جائیں گے تو یہ شرط فاسد ہے اور بیع ناجائز اور اگر پھل آ جانے کے بعد بیع ہوئی مگر ہنوز[6] مشتری کا قبضہ نہ ہوا تھا کہ اور پھل پیدا ہو گئے بیع فاسد ہو گئی کہ اب مبیع و غیر مبیع میں امتیاز باقی نہ رہا[7] اور قبضہ کے بعد دوسرے پھل پیدا ہوئے تو بیع پر اس کا کوئی اثر نہیں مگر چونکہ یہ جدید پھل بائع کے ہیں اور امتیاز ہے نہیں لہذا بائع و مشتری دونوں شریک ہیں رہا یہ کہ کتنے پھل بائع کے ہیں اور کتنے مشتری کے اس میں مشتری حلف سے جو کچھ کہدے اُس کا قول معتبر ہے۔[8] (فتح القدیر، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۱: پھل خریدے نہ یہ شرط کی کہ ابھی توڑ لے گا اور نہ یہ کہ پکنے تک درخت پر رہیں گے اور بعد عقد بائع نے درخت پر چھوڑنے کی اجازت دیدی تو یہ جائز ہے۔ اور اب پھلوں میں جو کچھ زیادتی ہوگی وہ مشتری کے لیے حلال ہے بشرطیکہ درخت پر پھل چھوڑے رہنے کا عرف نہ ہو کیونکہ اگر عرف ہو چکا ہو جیسا کہ اس زمانہ میں عموماً ہندوستان میں یہی ہوتا ہے کہ

---

1 ...."الفتاوی الخانیۃ"، کتاب البیع، فصل فیما یدخل فی البیع... إلخ، ج۱، ص۳۸۸.

2 ....قدرتی آفت جیسے جلنا، ڈوبنا وغیرہ۔ 3 ....بیع ختم کردی جائے۔

4 ...."الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب الخامس فیما یدخل تحت البیع... إلخ، الفصل الثانی، ج۳، ص۳۵، ۳۶.

5 ....یعنی پھول کھلے اور پھلوں کا سودا کر ڈالا۔ 6 ....ابھی تک۔

7 ....بیچے ہوئے اور نئے پیدا ہونے والے پھلوں میں پہچان باقی نہ رہی۔

8 ...."فتح القدیر"، کتاب البیوع، فصل لماذ کرماینعقدبہ البیع... إلخ، ج۵، ص۴۸۸.

و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع... إلخ، مطلب: فی بیع الثمر والزرع... إلخ، ج۷، ص۸۶.

یہاں شرط نہ ہو جب بھی شرط ہی کا حکم ہوگا اور بیع فاسد ہوگی البتہ اگر تصریح[1] کردی جائے کہ فی الحال توڑ لینا ہوگا اور بعد میں مشتری کے لیے بائع نے اجازت دیدی تو یہ بیع فاسد نہ ہوگی۔ اور اگر بیع میں شرط ذکر نہ کی اور بائع نے درخت پر رہنے کی اجازت بھی نہ دی مگر مشتری نے پھل نہیں توڑے تو اگر بہ نسبت سابق پھل بڑے ہوگئے تو جو کچھ زیادتی ہوئی اسے صدقہ کرے یعنی بیع کے دن پھلوں کی جو قیمت تھی اُس قیمت پر آج کی قیمت میں جو کچھ اضافہ ہوا وہ خیرات کرے مثلاً اُس روز دس روپے قیمت تھی اور آج ان کی قیمت بارہ روپے ہے تو دو روپے خیرات کردے اور اگر بیع ہی کے دن پھل اپنی پوری مقدار کو پہنچ چکے تھے، اُن کی مقدار اِس زمانہ میں کچھ نہیں بڑھی صرف اتنا ہوا کہ اُس وقت پکے ہوئے نہ تھے، اب پک گئے تو اس صورت میں صدقہ کرنے کی ضرورت نہیں البتہ اتنے دنوں بغیر اجازت اُس کے درخت پر چھوڑے رہنے کا گناہ ہوا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۲: پھل خریدے اور یہ خیال ہے کہ بیع کے بعد اور پھل پیدا ہوجائیں گے یا درخت پر پھل رہنے میں پھلوں میں زیادتی ہوگی جو بغیر اجازتِ بائع ناجائز ہوگی اور چاہتا ہے کہ کسی صورت سے جائز ہوجائے تو اس کا یہ حیلہ ہوسکتا ہے کہ مشتری ثمن ادا کرنے کے بعد بائع سے باغ یا درخت بٹائی پر لے لے اگرچہ بائع کا حصہ بہت قلیل قرار دے مثلاً جو کچھ اس میں ہوگا اُس میں نوسو ننانوے حصے مشتری کے اور ایک حصہ بائع کا تو اب جو نئے پھل پیدا ہوں گے یا جو کچھ زیادتی ہوگی بائع کا وہ ہزارواں حصہ دے کر مشتری کے لیے جائز ہوجائے گی مگر یہ حیلہ اُسی وقت ہوسکتا ہے کہ درخت یا باغ کسی یتیم کا نہ ہو نہ وقف ہو اور اگر بیگن، مرچیں، کھیرے، ککڑی وغیرہ خریدے ہوں اور ان کے درختوں یا بیلوں[3] میں آئے دن نئے پھل پیدا ہوں گے تو یہ کرے کہ وہ درخت یا بیلیں بھی مشتری خرید لے کہ اب جو نئے پھل پیدا ہوں گے مشتری کے ہونگے۔ اور زراعت پکنے سے قبل خریدی ہے تو یہ کرے کہ جتنے دنوں میں وہ طیار ہوگی اُس کی مدت مقرر کرکے زمین اجارہ پر لے لے۔[4] (درمختار)

بیع میں استثنا ہوسکتا ہے یا نہیں

مسئلہ ۸۳: جس چیز پر مستقلاً عقد وارد ہوسکتا ہے[5] اُس کا عقد سے استثنا صحیح ہے اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ تنہا اُس پر عقد وارد نہ ہو تو استثنا[6] صحیح نہیں یہ ایک قاعدہ ہے اس کی مثال سُنیے۔ غلہ کی ایک ڈھیری ہے اُس میں سے دس سیر یا کم وبیش

---

1 ...... وضاحت۔

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، مطلب: فی بیع الثمر والزرع...إلخ، ج۷، ص۸۶.

3 ......وہ پودے جن کی شاخیں زمین پر پھیلتی ہیں یا کسی سہارے سے اُوپر چڑھتی ہیں۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، ج۷، ص۸۵.

5 ......یعنی تنہا خریدی یا بیچی جاسکتی ہے۔ 6 ......یعنی الگ کرنا۔

خرید سکتے ہیں اسی طرح علاوہ دس سیر کے پوری ڈھیری بھی خرید سکتے ہیں۔ بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک بکری خرید سکتے ہیں اسی طرح ایک معین بکری کو مستثنےٰ کر کے[1] سارا ریوڑ بھی خرید سکتے ہیں اور غیر معین بکری کو نہ خرید سکتے ہیں نہ اُس کا استثنا کر سکتے ہیں۔ درخت پر پھل لگے ہوں اُن میں کا ایک محدود حصہ خرید سکتے ہیں اسی طرح اُس حصہ کا استثنا بھی ہوسکتا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ جس کا استثنا کیا جائے وہ اتنا نہ ہو کہ اُس کے نکالنے کے بعد مبیع ہی ختم ہو جائے یعنی یہ یقیناً معلوم ہو کہ استثنا کے بعد مبیع باقی رہے گی اور اگر شبہہ ہو تو درست نہیں۔ باغ خریدا اُس میں سے ایک معین درخت کا استثنا کیا صحیح ہے۔ بکری کو بیچا اور اُس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اُس کا استثنا کیا یہ صحیح نہیں کہ اُس کو تنہا خرید نہیں سکتے۔ جانور کے سری، پائے، دُنبہ کی چکی[2] کا استثنا نہیں کیا جا سکتا نہ ان کو تنہا خریدا جا سکتا یعنی جانور کے جزو معین کا استثنا نہیں ہوسکتا اور استثنا کیا تو بیع فاسد ہے اور جزو شائع مثلاً نصف یا چوتھائی کو خرید بھی سکتے ہیں اور اس کا استثنا بھی کر سکتے ہیں اور اس تقدیر پر وہ جانور دونوں میں مشترک ہوگا۔[3] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۴: مکان توڑنے کے لیے خریدا تو اُس کی لکڑیوں یا اینٹوں کا استثنا صحیح ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۵: کنیز[5] کی کسی شخص کے لیے وصیّت کی اور اُس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اُس کا استثنا کیا یا پیٹ میں جو بچہ ہے اُس کی وصیّت کی اور لونڈی کا استثنا کیا، یہ استثنا صحیح ہے۔ لونڈی کو بیع کیا یا اُس کو مکاتبہ کیا یا اُجرت پر دیا یا مالک پر دَین[6] تھا، دَین کے بدلے میں لونڈی دیدی اور اِن سب صورتوں میں اُس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اُس کا استثنا کیا تو یہ سب عُقُود[7] فاسد ہوگئے اور اگر لونڈی کو ہبہ کیا یا صدقہ کیا اور قبضہ دلادیا اُس کو مہر میں دیا یا قتلِ عمد کیا تھا لونڈی دے کر صلح کر لی یا اُس کے بدلے میں خلع کیا یا آزاد کیا اور ان سب صورتوں میں پیٹ کے بچہ کا استثنا کیا تو یہ سب عقد جائز ہیں اور استثنا باطل۔ جانور کے پیٹ میں بچہ ہے اُسکا استثنا کیا جب بھی یہی احکام ہیں۔[8] (عالمگیری)

ناپنے تولنے والے اور پرکھنے والے کی اُجرت کس کے ذمہ ہے

مسئلہ ۸۶: مبیع کے ماپ یا تول یا گنتی کی اُجرت دینی پڑے تو وہ بائع کے ذمہ ہوگی کہ ماپنا، تولنا، گننا اُسکا کام ہے کہ مبیع کی تسلیم اسی طرح ہوتی ہے کہ ماپ تول کر مشتری کو دیتے ہیں اور ثمن کے تولنے یا گننے یا پرکھنے کی اُجرت دینی پڑے تو یہ

---

1 ...... یعنی ریوڑ میں سے ایک مخصوص بکری کے علاوہ۔
2 ...... دنبے کی چوڑی دُم۔
3 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیمایجوز بیعه...إلخ، الفصل التا سع، ج۳، ص ۱۳۰.
و"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، مطلب: فساد المتضمن...إلخ، ج۷، ص ۹۰.
4 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیمایجوز بیعه...إلخ، الفصل التا سع، ج۳، ص ۱۳۰.
5 ...... لونڈی۔ 6 ...... قرض۔ 7 ...... یعنی یہ تمام معاملات۔
8 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیمایجوز بیعه...إلخ، الفصل التا سع، ج۳، ص ۱۳۰.

مشتری کے ذمہ ہے کہ پورا ثمن اور کھرے دام[1] دینا اسی کا کام ہے ہاں اگر بائع نے بغیر پرکھے ہوئے[2] ثمن پر قبضہ کرلیا اور کہتا ہے کہ روپے اچھے نہیں ہیں واپس کرنا چاہتا ہے تو بغیر پرکھے کیسے کہا جاسکتا ہے کہ کھوٹے ہیں واپس کیے جائیں اس صورت میں پرکھنے کی اُجرت بائع کو دینی ہوگی۔ دَین کے روپے پرکھنے کی اُجرت مدیون[3] کے ذمہ ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۸۷ درخت کے کل پھل ایک ثمن معین کے ساتھ تخمیناً[5] خرید لیے۔ یوہیں کھیت میں کے لہسن پیاز تخمینہ سے خریدے یا کشتی میں کا سارا غلہ وغیرہ تخمینہ سے خریدا تو پھل توڑنے، لہسن، پیاز نکلوانے یا کشتی سے مبیع باہر لانے کی اُجرت مشتری کے ذمہ ہے یعنی جب کہ مشتری کو بائع نے کہہ دیا کہ تم پھل توڑ لے جاؤ اور یہ چیزیں نکلوالو۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۸ دلال[7] کی اُجرت یعنی دلالی بائع کے ذمہ ہے جب کہ اُس نے سامان مالک کی اجازت سے بیع کیا ہو اور اگر دلال نے طرفین میں بیع کی کوشش کی ہو اور بیع اس نے نہ کی ہو بلکہ مالک نے کی ہو تو جیسا وہاں کا عرف ہو یعنی اس صورت میں بھی اگر عرفاً بائع کے ذمّہ دلالی ہو تو بائع دے اور مشتری کے ذمہ ہو تو مشتری دے اور دونوں کے ذمہ ہو تو دونوں دیں۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مبیع وثمن پر قبضہ کرنا

مسئلہ ۸۹ روپیہ اشرفی پیسہ سے بیع ہوئی اور مبیع وہاں حاضر ہے اور ثمن فوراً دینا ہو اور مشتری کو خیار شرط نہ ہو تو مشتری کو پہلے ثمن ادا کرنا ہوگا اُس کے بعد مبیع پر قبضہ کرسکتا ہے یعنی بائع کو یہ حق ہوگا کہ ثمن وصول کرنے کے لیے مبیع کو روک لے اور اُس پر قبضہ نہ دلائے بلکہ جب تک پورا ثمن وصول نہ کیا ہو مبیع کو روک سکتا ہے اور اگر مبیع غائب ہو تو بائع جب تک مبیع کو حاضر نہ کردے ثمن کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ اور اگر بیع میں دونوں جانب سامان ہوں مثلاً کتاب کو کپڑے کے بدلے میں خریدا یا دونوں طرف ثمن ہوں مثلاً روپیہ یا اشرفی سے سونا چاندی خریدا تو دونوں کو اُسی مجلس میں ایک ساتھ ادا کرنا ہوگا۔[9] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۹۰ مشتری نے ابھی مبیع پر قبضہ نہیں کیا ہے کہ وہ مبیع بائع کے فعل سے ہلاک ہوگئی یا اُس مبیع نے خود اپنے کو

---

1 ......خالص نقدی۔ 2 ......بغیر شناخت کئے۔ 3 ......قرض دار۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، ج۷، ص۹۳.

5 ......اندازے سے۔

6 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، مطلب: فساد المتضمن...إلخ، ج۷، ص۹۳.

7 ......مال کمیشن پر بیچنے والا، آڑھتی۔

8 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، مطلب: فساد المتضمن...إلخ، ج۷، ص۹۳.

9 ......"الهداية"، کتاب البیوع، فصل من باع داراً دخل بناء ها...إلخ، ج۲، ص۲۹.

و"الدرالمختار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، ج۷، ص۹۳.

ہلاک کردیا یا آفت سماوی سے ہلاک ہوگئی تو بیع باطل ہوگئی بائع نے ثمن پر قبضہ کرلیا ہے تو واپس کرے اور اگر مشتری کے فعل سے ہلاک ہوئی اور بیع مطلق ہو یا مشتری کے لیے شرط خیار ہو تو مشتری پر ثمن دینا واجب ہے۔ اور اگر اس صورت میں بائع کے لیے شرطِ خیار ہو یا بیع فاسد ہو تو مشتری کے ذمہ ثمن نہیں بلکہ تاوان ہے یعنی اگر وہ چیز مثلی[1] ہے تو اُس کی مثل دے اور قیمی[2] ہے تو قیمت دے اور اگر کسی اجنبی نے ہلاک کردی ہو تو مشتری کو اختیار ہے چاہے بیع کو فسخ کردے اور اس صورت میں ہلاک کرنے والا بائع کو تاوان دے اور مشتری چاہے تو بیع کو باقی رکھے اور بائع کو ثمن ادا کرے اور ہلاک کرنے والے سے تاوان لے اور وہ تاوان اگر جنسِ ثمن[3] سے نہ ہو تو اگرچہ ثمن سے زیادہ بھی ہو حلال ہے اور جنس ثمن سے ہو تو زیادتی حلال نہیں مثلاً ثمن دس روپیہ ہے اور تاوان پندرہ روپے لیا تو یہ پانچ ناجائز ہیں اور اشرفی تاوان میں لی تو جائز ہے اگرچہ یہ پندرہ روپے یا زیادہ کی ہو۔[4] (فتح)

مسئلہ ۹۱ دو چیزیں ایک عقد میں بیع کی ہیں اگر ہر ایک کا ثمن علیحدہ علیحدہ بیان کردیا مثلاً دو گھوڑے ایک ساتھ ملا کر بیچے ایک کا ثمن پانسو ہے اور دوسرے کا چار سو جب بھی بائع کو حق ہے کہ جب تک پورا ثمن وصول نہ کرلے مبیع پر قبضہ نہ دلائے مشتری یہ نہیں کرسکتا کہ دونوں میں سے ایک کا ثمن ادا کر کے اُس کے قبضہ کا مطالبہ کرے اور اگر مشتری نے بائع کے پاس کوئی چیز رہن رکھ دی یا ضامن پیش کردیا جب بھی مبیع کے روکنے کا حق بائع کے لیے باقی ہے اور اگر بائع نے ثمن کا کچھ حصہ معاف کردیا ہے تو جو کچھ باقی ہے اُسے جب تک وصول نہ کرے مبیع کو روک سکتا ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۲ بیع کے بعد بائع نے ادائے ثمن کے لیے کوئی مدت مقرر کردی اب مبیع کے روکنے کا حق نہ رہا یا بغیر وصولی ثمن مبیع پر قبضہ دلا دیا تو اب مبیع کو واپس نہیں لے سکتا اور اگر بلا اجازت بائع مشتری نے قبضہ کرلیا تو واپس لے سکتا ہے اور مشتری نے بلا اجازت قبضہ کیا مگر بائع نے قبضہ کرتے دیکھا اور منع نہ کیا تو اجازت ہوگئی اور اب واپس نہیں لے سکتا۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۳ مشتری نے کوئی ایسا تصرف کیا[7] جس کے لیے قبضہ ضروری نہیں ہے وہ ناجائز ہے اور ایسا تصرف کیا

---

1. ...وہ چیزیں جن کے افراد کی قیمتوں میں معتد بہ تفاوت نہ ہو۔
2. ...وہ چیزیں جن کے افراد کی قیمتوں میں معتد بہ تفاوت ہو۔
3. ...ثمن کی قسم مثلاً روپے، سونا، چاندی وغیرہ۔
4. ...”فتح القدیر“، کتاب البیوع، فصل لما ذکر ما ینعقد بہ البیع...إلخ، ج۵، ص۴۹۶.
5. ...”ردالمحتار“، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، مطلب: فی حبس المبیع بقبض الثمن...إلخ، ج۷، ص۹۴.
6. ...المرجع السابق.
7. ...یعنی کوئی ایسا معاملہ کیا۔

جس کے لیے قبضہ ضرور ہے وہ جائز ہے۔ مثلاً مشتری نے مبیع کو ہبہ کیا[1] اور موہوب لہ[2] نے قبضہ کرلیا تو اس کا قبضہ قبضۂ مشتری کے قائم مقام ہے اور مبیع کو بیع کردیا یہ ناجائز ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۴: مشتری نے مبیع کسی کے پاس امانت رکھدی یا عاریت[4] دیدی یا بائع سے کہہ دیا کہ فلاں کو سُپرد کردے اُس نے سپرد کردی ان سب صورتوں میں مشتری کا قبضہ ہوگیا اور اگر خود بائع کے پاس امانت رکھی یا عاریت دیدی یا کرایہ پر دیدی یا بائع کو کچھ ثمن دیدیا اور کہدیا کہ باقی ثمن کے مقابلہ میں مبیع کو تیرے پاس رہن رکھا تو ان سب صورتوں میں قبضہ نہ ہوا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۵: غلّہ خریدا اور مشتری نے اپنی بوری بائع کو دیدی اور کہہ دیا کہ اس میں ناپ یا تول کر بھردے تو ایسا کردینے سے مشتری کا قبضہ ہوگیا بائع نے مشتری کے سامنے اُس میں بھرا ہو یا غیبت میں[6] دونوں صورتوں میں قبضہ ہوگیا اور اگر مشتری نے اپنی بوری نہیں دی بلکہ بائع سے کہا کہ تم اپنی بوری عاریت مجھے دو اور اُس میں ناپ یا تول کر بھردو تو اگر مشتری کے سامنے بھردیا قبضہ ہوگیا ورنہ نہیں۔ یوہیں تیل خریدا اور اپنی بوتل یا برتن دیکر کہا کہ اس میں تول دے اُس نے تول کر ڈال دیا قبضہ ہوگیا۔ یہی حکم ناپ اور تول کی ہر چیز کا ہے کہ مشتری کے برتن میں جب اس کے حکم سے رکھدی جائے گی قبضہ ہوجائے گا۔[7] (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ ۹۶: بائع نے مبیع اور مشتری کے درمیان تخلیہ کردیا کہ اگر وہ قبضہ کرنا چاہے کرسکے اور قبضہ سے کوئی چیز مانع نہ ہو اور مبیع و مشتری کے درمیان کوئی شے حائل بھی نہ ہو تو مبیع پر قبضہ ہوگیا اسی طرح مشتری نے اگر ثمن و بائع میں تخلیہ کردیا تو بائع کو ثمن کی تسلیم کردی۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۹۷: اگر تخلیہ کردیا مگر قبضہ سے کوئی شے مانع ہے مثلاً مبیع دوسرے کے حق میں مشغول ہے جیسے مکان بیچا اور اُس میں بائع کا سامان موجود ہے اگرچہ قلیل ہو یا زمین بیع کی اور اُس میں بائع کی زراعت ہے تو ان صورتوں میں مشتری کا قبضہ

---

1 ...... تحفہ میں دیا۔ 2 ......جس کو ہبہ کیا۔

3 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع،فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ،مطلب:فیما یکون قبضاًللمبیع،ج۷،ص۹٤.

4 ......عارضی طور پر جیسے لکھنے کے لیے قلم دینا۔

5 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع،فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ،مطلب:فیما یکون قبضاًللمبیع،ج۷،ص۹٤.

6 ......غیر موجودگی میں۔

7 ......"الهداية"، کتاب البیوع،فصل ومن باع دارًا دخل بناؤها فی البیع...إلخ،ج۲،ص۲۸،۲۹،وغیرہ.

8 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع،فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ،ج۷،ص۹۵.

نہیں ہوا ہاں بائع نے مکان وسامان دونوں پر قبضہ کرنے کو کہہ دیا اور اس نے کرلیا تو قبضہ ہوگیا اور اس صورت میں سامان مشتری کے پاس امانت ہوگا اور اگر خود مبیع نے دوسری چیز کو مشغول کر رکھا ہو مثلاً غلّہ خریدا جو بائع کی بوریوں میں ہے یا پھل خریدے جو درخت میں لگے ہیں تو تخلیہ کردینے سے قبضہ ہوجائے گا۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۹۸: مکان خریدا جو کسی کے کرایہ میں ہے اور مشتری راضی ہوگیا کہ جب تک اجارہ کی مدت پوری نہ ہو عقد فسخ نہ کیا جائے جب اجارہ کی مدت پوری ہوگی اُس وقت قبضہ کرے گا تو اب مشتری قبضہ کا مطالبہ نہیں کرسکتا جب تک اجارہ کی میعاد باقی ہے اور بائع بھی مشتری سے ثمن کا مطالبہ نہیں کرسکتا جب تک مکان کو قابل قبضہ نہ کردے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۹: سرکہ یا عرق وغیرہ خریدا اور بائع نے تخلیہ کردیا مشتری نے بوتلوں پر مُہر لگا کر بائع ہی کے یہاں چھوڑ دیا تو قبضہ ہوگیا کہ وہ اگر ہلاک ہوگا مشتری کا نقصان ہوگا بائع کو اس سے تعلق نہ ہوگا اور اگر مبیع بائع کے مکان میں ہے بائع نے اُسے کُنجی دیدی اور کہہ دیا کہ میں نے تخلیہ کردیا تو قبضہ ہوگیا اور کُنجی دیکر کچھ نہ کہا تو قبضہ نہ ہوا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۰: مکان خریدا اور اُس کی کُنجی[4] بائع نے دے کر کہہ دیا کہ تخلیہ کردیا اگر وہ مکان وہیں ہے کہ آسانی کے ساتھ اُس مکان میں تالا لگا سکتا ہے تو قبضہ ہوگیا۔ اور مکان مبیع[5] دور ہے تو قبضہ نہ ہوا، اگرچہ بائع نے کہہ دیا ہو کہ میں نے تمھیں سپرد کردیا اور مشتری نے کہا میں نے قبضہ کرلیا۔[6] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰۱: بیل خریدا جو چر رہا ہے بائع نے کہہ دیا جاؤ قبضہ کرلو، اگر بیل سامنے ہے کہ اُس کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے تو قبضہ ہوا، ورنہ نہیں۔[7] کپڑا خریدا اور بائع نے کہہ دیا کہ قبضہ کرلو، اگر اتنا نزدیک ہے کہ ہاتھ بڑھا کر لے سکتا ہے قبضہ ہوگیا اور اگر قبضہ کے لیے اُٹھنا پڑے گا تو فقط تخلیہ سے قبضہ نہ ہوگا۔[8] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن... إلخ، ج۳، ص۱۷.
و"ردالمحتار" کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع... إلخ، مطلب: فی شروط التخلیۃ، ج۷، ص۹۶.

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع... إلخ، مطلب: اشتری داراً ماجورۃً... إلخ، ج۷، ص۹۷.

3 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن... إلخ، ج۳، ص۱۶.

4 ...... چابی۔ 5 ...... بیچا ہوا مکان۔

6 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن... إلخ، ج۳، ص۱۷.
و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع... إلخ، مطلب: اشتری داراً ماجورۃً... إلخ، ج۷، ص۹۷.

7 ...... غالبًا یہاں عبارت متروک ہے جیسا کہ مسئلہ کے بقیہ حصہ سے وضاحت ہورہی ہے نیز فتاوی عالمگیری میں اس مسئلہ کے بعد یہ عبارت مذکور ہے: "والصحیح ان البقرۃ ان کانت بقربھما بحیث یتمکن المشتری من قبضھا لو اراد فھو قابض لھا"
یعنی صحیح یہ ہے کہ بیل بائع اور مشتری کے اتنے قریب ہو اگر مشتری قبضہ کرنا چاہے تو قبضہ کرسکے تو قبضہ ہوگیا۔... عِلْمِیہ

8 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن... إلخ، ج۳، ص۱۷، ۱۸.

مسئلہ ۱۰۲ گھوڑا خریدا جس پر بائع سوار ہے مشتری نے کہا مجھے سوار کرلے اُس نے سوار کرلیا اگر اُس پر زِین[1] نہیں ہے تو مشتری کا قبضہ ہوگیا اور زین ہے اور مشتری زین پر سوار ہوا جب بھی قبضہ ہوگیا اور زین پر سوار نہ ہوا تو قبضہ نہ ہوا۔ اور اگر دونوں بیع سے پہلے اُس گھوڑے پر سوار تھے اور اسی حالت میں عقد بیع ہوا تو مشتری کا یہ سوار ہونا قبضہ نہیں جس طرح مکان میں بائع و مشتری دونوں ہیں اور مالک نے وہ مکان بیع کیا تو مشتری کا اُس مکان میں ہونا قبضہ نہیں۔[2] (فتح القدیر)

مسئلہ ۱۰۳ نگینہ جو انگوٹھی میں ہے اسے خریدا، بائع نے انگشتری[3] مشتری کو دیدی کہ اس میں سے نگینہ نکال لے انگشتری مشتری کے پاس سے ضائع ہوگئی اگر مشتری آسانی سے نگینہ نکال سکتا ہے تو قبضہ صحیح ہوگیا صرف نگینہ کا ثمن دینا ہوگا اور اگر بلاضرر اُس میں سے نگینہ نہ نکال سکتا ہو تو تسلیم[4] صحیح نہیں اور مشتری کو کچھ نہیں دینا پڑے گا اور اگر انگوٹھی ضائع نہ ہوئی اور بلاضرر مشتری نکال نہیں سکتا اور ضرر برداشت کرنا نہیں چاہتا تو اُسے اختیار ہے کہ بائع کا انتظار کرے کہ وہ جدا کرکے دے یا بیع فسخ کردے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۱۰۴ بڑے مٹکے یا گولی[6] بیع کی جو بغیر دروازہ کھودے گھر میں سے نہیں نکل سکتی اس کے قبضہ کے لیے بائع پر لازم ہوگا کہ گھر سے باہر نکال کر قبضہ دلائے اور بائع اس میں اپنا نقصان سمجھتا ہے تو بیع کو فسخ کرسکتا ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۵ تیل خریدا اور برتن بائع کو دیدیا کہ اس میں تول کر ڈال دے ایک سیر اُس میں ڈالا تھا کہ برتن ٹوٹ گیا اور تیل بہہ گیا جس کی خبر بائع مشتری کسی کو نہ ہوئی بائع نے اُس میں پھر اور تیل ڈالا اب حکم یہ ہے کہ ٹوٹنے سے پہلے جتنا ڈالا اور بہہ گیا وہ مشتری کا نقصان ہوا اور ٹوٹنے کے بعد جو تیل ڈالا اور بہا یہ بائع کا ہے اور اگر ٹوٹنے کے پہلے جتنا تیل ڈالا تھا وہ سب نہیں بہا اُس میں کا کچھ بچ رہا تھا کہ بائع نے دوسرا اس پر ڈال دیا تو وہ پہلے کا بقیہ بائع کی ملک قرار دیا جائے اور اُس کی قیمت کا تاوان مشتری کو دے۔ اور اگر مشتری نے ٹوٹا ہوا برتن بائع کو دیا تھا جس کی دونوں کو خبر نہ تھی تو جو کچھ تیل بہہ جائے گا سارا نقصان مشتری کے ذمہ ہے۔ اور اگر مشتری نے برتن بائع کو نہیں دیا بلکہ خود لیے رہا اور بائع اُس میں تول کر ڈالتا رہا تو ہر صورت میں کل نقصان مشتری ہی کے ذمہ ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۶ روغن[9] خریدا اور بائع کو برتن دے دیا اور کہہ دیا کہ اس میں تول کر ڈالدے اور برتن ٹوٹا ہوا تھا جس کی

---

1 ......پالان۔
2 ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، فصل لما ذکر ما ینعقد به البیع...إلخ، ج٥، ص٤٩٧.
3 ......انگوٹھی۔ 4 ......سپرد کرنا۔
5 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، من مسائل التخلیة، ج١، ص٣٩٧.
6 ......مٹی کا بنا ہوا برتن جس میں غلہ رکھتے ہیں۔
7 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن...إلخ، ج٣، ص١٧.
8 ......المرجع السابق، ص١٩.
9 ......کھانے کا تیل، گھی۔

بائع کو خبر تھی اور مشتری کو علم نہ تھا تو نقصان بائع کے ذمہ ہے اور اگر مشتری کو معلوم تھا بائع کو معلوم نہ تھا یا دونوں کو معلوم تھا تو سارا نقصان دونوں صورتوں میں مشتری کا ہوگا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۷: تیل خریدا اور بائع کو بوتل دے کر کہا کہ میرے آدمی کے ہاتھ میرے یہاں بھیج دینا اگر راستہ میں بوتل ٹوٹ گئی اور تیل ضائع ہوگیا تو مشتری کا نقصان ہوا اور اگر یہ کہا تھا کہ اپنے آدمی کے ہاتھ میرے مکان پر بھیج دینا تو بائع کا نقصان ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۸: کوئی چیز خرید کر بائع کے یہاں چھوڑ دی اور کہہ دیا کہ کل لے جاؤں گا اگر نقصان ہو تو میرا ہوگا اور فرض کرو وہ جانور تھا جو رات میں مرگیا تو بائع کا نقصان ہوا مشتری کا وہ کہنا بیکار ہے اس لیے کہ جب تک مشتری کا قبضہ نہ ہو مشتری کو نقصان سے تعلق نہیں۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۰۹: کوئی چیز بیچی جس کا ثمن ابھی وصول نہیں ہوا ہے وہ چیز کسی ثالث[4] کے پاس رکھدی کہ مشتری ثمن دیکر مبیع وصول کرلے گا اور وہاں وہ چیز ضائع ہوگئی تو نقصان بائع کا ہوا اور اگر ثالث نے تھوڑا ثمن وصول کرکے وہ چیز مشتری کو دیدی جس کی بائع کو خبر نہ ہوئی تو بائع وہ چیز مشتری سے واپس لے سکتا ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱۰: کپڑا خریدا ہے جس کا ثمن ادا نہیں کیا کہ قبضہ کرتا اس نے بائع سے کہا کہ ثالث کے پاس اسے رکھ دو میں دام دے کرلے لونگا بائع نے رکھدیا اور وہاں وہ کپڑا ضائع ہوگیا تو نقصان بائع کا ہوا کہ ثالث کا قبضہ بائع کے لیے ہے لہٰذا نقصان بھی بائع ہی کا ہوگا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱۱: مبیع[7] بائع کے ہاتھ میں تھی اور مشتری نے اُسے ہلاک کردیا یا اُس میں عیب پیدا کردیا یا بائع نے مشتری کے حکم سے عیب پیدا کردیا تو مشتری کا قبضہ ہوگیا۔ گیہوں[8] خریدے اور بائع سے کہا کہ انھیں پیس دے اُس نے پیس دیے تو مشتری کا قبضہ ہوگیا اور آٹا مشتری کا ہے۔[9] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن... إلخ، ج۳، ص۱۹.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، من مسائل التخلیة، ج۱، ص۳۹۷.

4 ...... یعنی کسی تیسرے آدمی۔

5 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن... إلخ، ج۳، ص۲۰.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... یعنی جس چیز کا سودا ہوا۔　8 ...... گندم۔

9 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن... إلخ، ج۳، ص۲۰.

مسئلہ ۱۱۲ مشتری نے قبضہ سے پہلے بائع سے کہہ دیا کہ مبیع فلاں شخص کو ہبہ کردے اُس نے ہبہ کردیا اور موہوب لہ[1] کو قبضہ بھی دلا دیا تو ہبہ جائز اور مشتری کا قبضہ ہوگیا یوہیں اگر بائع سے کہہ دیا کہ اسے کرایہ پر دیدے اُس نے دیدیا تو جائز ہے اور مستاجر[2] کا قبضہ پہلے مشتری کے لیے ہوگا پھر اپنے لیے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱۳ مشتری نے بائع سے مبیع میں ایسا کام کرنے کو کہا جس سے مبیع میں کوئی کمی پیدا نہ ہو جیسے کورا کپڑا[4] تھا اُسے دُھلوایا تو مشتری کا قبضہ نہ ہوا پھر اگر اُجرت پر دُھلوایا ہے تو اُجرت مشتری کے ذمہ ہے ورنہ نہیں اور اگر وہ کام ایسا ہے جس سے کمی پیدا ہو جاتی ہے تو مشتری کا قبضہ ہوگیا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱۴ مشتری نے ثمن ادا کرنے سے پہلے بغیر اجازت بائع مبیع پر قبضہ کرلیا تو بائع کو اختیار ہے اُس کا قبضہ باطل کرکے مبیع واپس لے لے اور اس صورت میں مشتری کا تخلیہ کردینا[6] قبضۂ بائع کے لیے کافی نہ ہوگا بلکہ حقیقۃً قبضہ کرنا ہوگا اور اگر مشتری نے قبضہ کرکے کوئی ایسا تصرف[7] کر دیا جس کو توڑ سکتے ہوں تو بائع اس تصرف کو بھی باطل کرسکتا ہے مثلاً مبیع کو ہبہ کردیا یا بیع کردیا یا رہن رکھ دیا یا اجارہ پر دیدیا یا صدقہ کردیا اور اگر وہ تصرف ایسا ہے جو ٹوٹ نہیں سکتا تو مجبوری ہے مثلاً غلام تھا جس کو مشتری آزاد کر چکا ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱۵ مبیع پر مشتری کا قبضہ عقد بیع سے پہلے ہی ہو چکا ہے۔ اگر وہ قبضہ ایسا ہے کہ تلَف[9] ہونے کی صورت میں تاوان دینا پڑتا ہے تو بیع کے بعد جدید قبضہ کی ضرورت نہیں مثلاً وہ چیز مشتری نے غصب کر رکھی ہے یا بیع فاسد کے ذریعہ خرید کر قبضہ کرلیا اب اُسے عقد صحیح کے ساتھ خریدا تو وہی پہلا قبضہ کافی ہے کہ عقد کے بعد ابھی گھر پہنچا بھی نہ تھا کہ وہ شے ہلاک ہوگئی تو مشتری کی ہلاک ہوئی اور اگر وہ قبضہ ایسا نہ ہو جس سے ضمان[10] لازم آئے مثلاً مشتری کے پاس وہ چیز امانت کے طور پر تھی تو جدید قبضہ کی ضرورت ہے یہی حکم سب جگہ ہے دونوں قبضے ایک قسم کے ہوں یعنی دونوں

1 ...... جس کو ہبہ کیا۔ 2 ...... اجرت پر لینے والا۔

3 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن... إلخ، ج۳، ص۲۰.

4 ...... نیا، وہ کپڑا جو ابھی استعمال میں نہ لایا گیا ہو۔

5 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن... إلخ، ج۳، ص۲۰.

6 ...... یعنی صرف اپنا قبضہ ہٹا دینا۔ 7 ...... عمل دخل، معاملہ۔

8 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن... إلخ، ج۳، ص۲۱.

9 ...... ضائع۔ 10 ...... تاوان۔

قبضۂ ضمان [1] یا دونوں قبضۂ امانت [2] ہوں تو ایک دوسرے کے قائم مقام ہوگا اور اگر مختلف ہوں تو قبضۂ ضمان قبضۂ امانت کے قائم مقام ہوگا مگر قبضۂ امانت قبضۂ ضمان کے قائم مقام نہیں ہوگا۔ [3] (عالمگیری)

خیار شرط کا بیان

حدیث ۱ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بائع و مشتری میں سے ہر ایک کو اختیار حاصل ہے جب تک جدا نہ ہوں (یعنی جب تک عقد میں مشغول ہوں عقد تمام نہ ہوا ہو) مگر بیع خیار (کہ اس میں بعد عقد بھی اختیار رہتا ہے)۔'' [4]

حدیث ۲ امام بخاری و مسلم حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بائع و مشتری کو اختیار حاصل ہے جب تک جدا نہ ہوں اگر وہ دونوں سچ بولیں اور عیب کو ظاہر کردیں، اُن کے لیے بیع میں برکت ہوگی اور اگر عیب کو چھپائیں اور جھوٹ بولیں، بیع کی برکت مٹا دی جائے گی۔'' [5]

حدیث ۳ ترمذی و ابوداود و نسائی بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بائع و مشتری کو خیار ہے جب تک جدا نہ ہوں مگر جبکہ عقد میں خیار ہو اور اُن میں کسی کو یہ درست نہیں کہ دوسرے کے پاس سے اس خوف سے چلا جائے کہ اقالہ کی درخواست کرے گا۔'' [6]

حدیث ۴ ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''بغیر رضا مندی دونوں جدا نہ ہوں۔'' [7]

حدیث ۵ بیہقی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، ارشاد فرمایا: کہ ''خیار تین دن تک ہے۔'' [8]

---

1 ......ایسا قبضہ جس میں چیز کے ضائع ہونے پر ضمان واجب ہوتا ہے۔
2 ......یعنی امانت کی وجہ سے قبضے میں ہوں۔
3 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن...إلخ، ج۳، ص۲۲، ۲۳.
4 ......"صحیح البخاري"، کتاب البیوع، باب البیّعان بالخیار مالم یتفرقا، الحدیث: ۲۱۱۱، ج۲، ص۲۲.
5 ......"صحیح البخاري"، کتاب البیوع، باب اذابیّن البیّعان... إلخ، الحدیث: ۲۰۷۹، ج۲، ص۱۳.
6 ......"جامع الترمذي"، کتاب البیوع، باب ماجاء فی البیّعان بالخیارمالم یتفرقا، الحدیث: ۱۲۵۱، ج۳، ص۲۵.
7 ......"سنن أبي داود"، کتاب الإجارة، باب في الخیار المتبایعین، الحدیث: ۳۴۵۸، ج۳، ص۳۷۷.
8 ......"السنن الکبری" للبیهقي، کتاب البیوع، باب الدلیل علی أن لایجوز شرط الخیار...إلخ، الحدیث: ۱۰۴۶۱، ج۵، ص۴۵۰.

مسئلہ ۱: بائع و مشتری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قطعی طور پر بیع نہ کریں[1] بلکہ عقد میں یہ شرط کر دیں کہ اگر منظور نہ ہوا تو بیع باقی نہ رہے گی اسے خیار شرط کہتے ہیں اور اس کی ضرورت طرفین[2] کو ہوا کرتی ہے کیونکہ کبھی بائع اپنی ناواقفی سے کم داموں میں چیز بیچ دیتا ہے یا مشتری اپنی نادانی سے زیادہ داموں سے خرید لیتا ہے یا چیز کی اسے شناخت نہیں ہے ضرورت ہے کہ دوسرے سے مشورہ کرکے صحیح رائے قائم کرے اور اگر اس وقت نہ خریدے تو چیز جاتی رہے گی یا بائع کو اندیشہ ہے کہ گاہک ہاتھ سے نکل جائے گا ایسی صورت میں شرع مطہر نے دونوں کو یہ موقع دیا ہے کہ غور کرلیں اگر نامنظور ہو تو خیار کی بنا پر بیع کو نامنظور کر دیں۔

مسئلہ ۲: خیار شرط بائع و مشتری دونوں اپنے اپنے لیے کریں یا صرف ایک کرے یا کسی اور کے لیے اس کی شرط کریں سب صورتیں درست ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عقد میں خیار شرط کا ذکر نہ ہو مگر عقد کے بعد ایک نے دوسرے کو یا ہر ایک نے دوسرے کو یا کسی غیر کو خیار دیدیا۔ عقد سے پہلے خیار شرط نہیں ہوسکتا یعنی اگر پہلے خیار کا ذکر آیا مگر عقد میں ذکر نہ آیا نہ بعد عقد اس کی شرط کی مثلاً بیع سے پہلے یہ کہدیا کہ جو بیع تم سے کروں گا اُس میں میں نے تم کو خیار دیا مگر عقد کے وقت بیع مطلق واقع ہوئی تو خیار حاصل نہ ہوا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: خیار شرط ان چیزوں میں ہوسکتا ہے، ① بیع، ② اجارہ، ③ قسمت، ④ مال سے صلح، ⑤ کتابت، ⑥ خلع میں جبکہ عورت کے لیے ہو، ⑦ مال پر غلام آزاد کرنے میں جبکہ غلام کے لیے ہو آقا کے لیے نہیں ہوسکتا، ⑧ راہن[4] کے لیے ہوسکتا ہے مرتہن[5] کے لیے نہیں کیونکہ یہ جب چاہے رہن کو چھوڑ سکتا ہے خیار کی کیا ضرورت، ⑨ کفالت میں مکفول لہ[6] اور کفیل[7] کے لیے ہوسکتا ہے، ⑩ اِبرا[8] میں ہوسکتا ہے مثلاً یہ کہا کہ میں نے تجھے بری کیا اور مجھے تین دن تک اختیار ہے، ⑪ شفعہ کی تسلیم میں بعد طلب مواثبت خیار ہوسکتا ہے، ⑫ حوالہ میں ہوسکتا ہے، ⑬ مزارعۃ، ⑭ معاملہ میں ہوسکتا ہے۔

---

1 ......یعنی فی الحال بیع کو نافذ نہ کریں۔ 2 ......یعنی خریدنے والا اور بیچنے والا۔

3 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"،کتاب البیوع،باب خیار الشرط،مطلب:فی ھلاك بعض المبیع قبل قبضه،ج۷،ص۱۰٤.

4 ......رہن رکھنے والا۔ 5 ......جس کے پاس رہن رکھا جائے۔

6 ......جس کی کفالت کی جائے۔ 7 ......ضامن۔

8 ......یعنی کسی کو اپنا حق معاف کردینا۔

اور ان چیزوں میں خیار نہیں ہوسکتا: ① نکاح، ② طلاق، ③ یمین[1]، ④ نذر، ⑤ اقرارِ عقد، ⑥ بیع صرف، ⑦ سلم، ⑧ وکالت۔[2] (بحر)

مسئلہ ۴ پوری مبیع میں خیار شرط ہو یا مبیع کے کسی جز میں ہو مثلاً نصف یا ربع[3] میں اور باقی میں خیار نہ ہو دونوں صورتیں جائز ہیں اور اگر مبیع متعدد چیزیں ہوں اُن میں بعض کے متعلق خیار ہو اور بعض کے متعلق نہ ہو یہ بھی درست ہے مگر اس صورت میں یہ ضرور ہے کہ جس کے متعلق خیار ہو اُس کو متعین کر دیا گیا ہو اور ثمن[4] کی تفصیل بھی کر دی گئی ہو یعنی یہ ظاہر کر دیا گیا ہو کہ اس کے مقابل میں یہ ثمن ہے مثلاً دو۲ بکریاں آٹھ روپے میں خریدیں اور یہ بتا دیا گیا کہ اس بکری میں خیار ہے اور اس کا ثمن مثلاً تین روپے ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵ اگر بائع و مشتری میں اختلاف ہوا ایک کہتا ہے خیار شرط تھا دوسرا کہتا ہے نہیں تھا تو مدعی خیار[6] کو گواہ پیش کرنا ہوگا اگر یہ گواہ نہ پیش کرے تو منکر[7] کا قول معتبر ہوگا۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۶ خیار کی مدت زیادہ سے زیادہ تین دن ہے اس سے کم ہوسکتی ہے زیادہ نہیں۔ اگر کوئی ایسی چیز خریدی ہے جو جلد خراب ہوجانے والی ہے اور مشتری کو تین دن کا خیار تھا تو اُس سے کہا جائے گا کہ بیع کو فسخ کردے یا بیع کو جائز کردے۔ اور اگر خراب ہونے والی چیز کسی نے بلا خیار خریدی اور بغیر قبضہ کیے اور بغیر ثمن ادا کیے چل دیا اور غائب ہوگیا تو بائع اس چیز کو دوسرے کے ہاتھ بیع کرسکتا ہے اس دوسرے خریدار کو یہ معلوم ہوتے ہوئے بھی خریدنا جائز ہے۔[9] (خانیہ، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷ اگر خیار کی کوئی مدت ذکر نہیں کی صرف اتنا کہا مجھے خیار ہے یا مدت مجہول ہے[10] مثلاً مجھے چند دن کا خیار

---

1 ...... قسم۔

2 ......"البحرالرائق"، کتاب البیع، باب خیارالشرط، ج٦، ص٥.

3 ...... چوتھائی

4 ...... قیمت۔

5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: فی ھلاك بعض المبیع قبل قبضه، ج٧، ص١٠٥.

6 ...... اختیار کے دعویٰ کرنے والے۔

7 ...... انکار کرنے والا۔

8 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج٧، ص١٠٦.

9 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، باب الخیار، ج١، ص٣٥٨.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، مطلب: فی ھلاك بعض المبیع قبل قبضه، ج٧، ص١٠٦.

10 ...... یعنی مدت معلوم نہیں ہے۔

ہے یا ہمیشہ کے لیے خیار رکھا ان سب صورتوں میں خیار فاسد ہے یہ اُس صورت میں ہے کہ نفس عقد میں خیار مذکور ہوا اور تین دن کے اندر صاحب خیار نے جائز نہ کیا ہو اور اگر تین دن کے اندر جائز کر دیا تو بیع صحیح ہوگئی اور اگر عقد میں خیار نہ تھا بعد عقد ایک نے دوسرے سے کہا تمھیں اختیار ہے تو اُس مجلس تک خیار ہے مجلس ختم ہوگئی اور اس نے کچھ نہ کہا تو خیار جاتا رہا اب کچھ نہیں کرسکتا۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: تین دن سے زیادہ کی مدت مقرر کی مگر ابھی تین دن پورے نہ ہوئے تھے کہ صاحب خیار نے بیع کو جائز کردیا تو اب یہ بیع درست ہے اور اگر تین دن پورے ہوگئے اور جائز نہ کیا تو بیع فاسد ہوگئی۔[2] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۹: مشتری نے بائع سے کہا اگر تین دن تک ثمن ادا نہ کروں تو میرے اور تیرے درمیان بیع نہیں یہ بھی خیار شرط کے حکم میں ہے یعنی اگر اس مدت تک ثمن ادا کردیا بیع درست ہوگئی ورنہ جاتی رہی اور اگر تین دن سے زیادہ مدت ذکر کرکے یہی لفظ کہے اور تین دن کے اندر ادا کردیا تو بیع صحیح ہوگئی اور تین دن پورے ہوچکے تو بیع جاتی رہی۔[3] (درر، غرر)

مسئلہ ۱۰: بیع ہوئی اور ثمن بھی مشتری نے دیدیا اور یہ ٹھہرا کہ اگر تین دن کے اندر بائع[4] نے ثمن پھیر دیا تو بیع نہیں رہے گی یہ بھی خیار شرط کے حکم میں ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: تین دن کی مدت تھی مگر اس میں سے ایک دن یا دو دن بعد میں کم کردیا تو خیار کی مدت وہ ہے جو کمی کے بعد باقی رہی مثلاً تین دن میں سے ایک دن کم کردیا تو اب دو ہی دن کی مدت ہے یہ مدت پوری ہونے پر خیار ختم ہوگیا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: بائع نے خیار شرط اپنے لیے رکھا ہے تو مبیع اُس کی ملک سے خارج نہیں ہوئی پھر اگر مشتری نے اُس پر قبضہ کرلیا چاہے یہ قبضہ بائع کی اجازت سے ہو یا بلا اجازت اور مشتری کے پاس ہلاک ہوگئی تو مشتری پر مبیع کی واجبی قیمت[7]

1 ……"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الأول، ج۳، ص۳۸۔۴۰.
و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، مطلب: فی ھلاك بعض المبیع قبل قبضه، ج۷، ص۱۰۶.
2 ……"الھدایة"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، ج۲، ص۲۹، وغیرھا.
3 ……"دررالحکام" و"غرر الأحکام"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط والتعیین، الجزء الثانی، ص۱۵۲.
4 ……بیچنے والا۔
5 ……"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الاول، ج۳، ص۳۹.
6 ……المرجع السابق، ص۴۰.
7 ……وہ قیمت جو اس چیز کی بازار میں بنتی ہو، رائج قیمت۔

تاوان میں واجب ہے اور اگر مبیع مثلی[1] ہے تو مشتری پر اُس کی مثل واجب ہے اور اگر بائع نے بیع فسخ کردی ہے جب بھی یہی حکم ہے یعنی قیمت یا اُس کی مثل واجب ہے اور اگر بائع نے اپنا خیار ختم کردیا اور بیع کو جائز کردیا یا بعد مدت وہ چیز ہلاک ہوگئی تو مشتری کے ذمہ ثمن واجب ہے یعنی جو دام طے ہوا ہے وہ دینا ہوگا۔ اگر مبیع بائع کے پاس ہلاک ہوگئی تو بیع جاتی رہی کسی پر کچھ لینا دینا نہیں۔ اور مبیع میں کوئی عیب پیدا ہوگیا تو بائع کا خیار بدستور باقی ہے مگر مشتری کو اختیار ہوگا کہ چاہے پوری قیمت پر مبیع کو لے لے یا نہ لے۔ اور اگر بائع نے خود اُس میں کوئی عیب پیدا کردیا ہے تو ثمن میں اس عیب کی قدر کمی ہوجائے گی۔ مشتری پر جس صورت میں قیمت واجب ہے اُس سے مراد اُس دن کی قیمت ہے جس دن اُس نے قبضہ کیا ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۳: بائع کو خیار ہو تو ثمن ملکِ مشتری سے خارج ہوجاتا ہے مگر بائع کی ملک میں داخل نہیں ہوتا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: مشتری نے اپنے لیے خیار رکھا ہے تو مبیع بائع کی ملک سے خارج ہوگئی یعنی اس صورت میں اگر بائع نے مبیع میں کوئی تصرف کیا[4] ہے تو یہ تصرف صحیح نہیں مثلاً غلام ہے جس کو آزاد کردیا تو آزاد نہ ہوا اور اس صورت میں اگر مبیع مشتری کے پاس ہلاک ہوگئی تو ثمن کے بدلے میں ہلاک ہوئی یعنی ثمن دینا پڑے گا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: مبیع مشتری کے قبضہ میں ہے اور اُس میں عیب پیدا ہوگیا چاہے وہ عیب مشتری نے کیا ہو یا کسی اجنبی نے یا آفت سماویہ[6] سے یا خود مبیع کے فعل سے عیب پیدا ہوا بہرحال اگر خیار مشتری کو ہے تو مشتری کو ثمن دینا پڑے گا اور بائع کو ہے تو مشتری پر قیمت واجب ہے اور بائع یہ بھی کرسکتا ہے کہ بیع کو فسخ کردے اور جو کچھ عیب کی وجہ سے نقصان ہوا اُس کی قیمت لے لے جبکہ وہ چیز قیمی[7] ہو اور اگر وہ چیز مثلی ہے تو بیع کو فسخ کرکے نقصان نہیں لے سکتا۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: عیب کا یہ حکم اُس وقت ہے جب وہ عیب زائل نہ ہوسکتا ہو مثلاً ہاتھ کاٹ ڈالا اور اگر ایسا عیب ہو جو دور

---

1 ......وہ چیز جس کے افراد کی قیمتوں میں معتدبہ فرق نہ ہو۔

2 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، مطلب: خیارالنقد، ج۷، ص۱۱۱، وغیرھما.

3 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیارالشرط، الفصل الاول، ج۳، ص۴۰.

4 ......یعنی مبیع کو اپنے استعمال میں لایا۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج۷، ص۱۱۶.

6 ......قدرتی آفت جیسے جلنا، ڈوبنا وغیرہ۔

7 ......وہ چیز جس کے افراد کی قیمتوں میں معتدبہ فرق ہو۔

8 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، ج۷، ص۱۱۷.

ہوسکتا ہو مثلاً مبیع میں بیماری پیدا ہوگئی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ عیب اندرون مدت زائل ہوگیا تو مشتری کا خیار بدستور باقی ہے مدت کے اندر مبیع کو واپس کرسکتا ہے اور مدت کے اندر عیب دور نہ ہوا تو مدت پوری ہوتے ہی مشتری پر بیع لازم ہوگئی کیونکہ عیب کی وجہ سے مشتری پھیر نہیں سکتا اور بعد مدت اگرچہ عیب جاتا رہے پھر بھی مشتری کو حق فسخ نہیں کہ بیع لازم ہوجانے کے بعد اُس کا حق جاتا رہا۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۷: خیار مشتری کی صورت میں ثمن ملکِ مشتری سے خارج نہیں ہوتا[2] اور مبیع اگرچہ ملکِ بائع سے خارج ہو جاتی ہے مگر مشتری کی ملک میں نہیں آتی پھر بھی اگر مشتری نے مبیع میں کوئی تصرف کیا مثلاً غلام ہے جس کو آزاد کردیا تو یہ تصرف نافذ ہوگا اور اس تصرف کو اجازت بیع سمجھا جائے گا۔[3] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۸: مشتری اور بائع دونوں کو خیار ہے تو نہ مبیع ملکِ بائع سے خارج ہوگی نہ ثمن ملکِ مشتری سے پھر اگر بائع نے مبیع میں تصرف کیا تو بیع فسخ ہوجائے گی اور مشتری نے ثمن میں تصرف کیا اور وہ ثمن عین ہو (یعنی از قبیل نقود نہ ہو[4]) تو مشتری کی جانب سے بیع فسخ ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: اس صورت میں کہ دونوں کو خیار ہے اندرون مدت ان میں سے کوئی بھی بیع کو فسخ کرے فسخ ہوجائے گی اور جو بیع کو جائز کردے گا اُس کا خیار باطل ہوجائے گا یعنی اُس کی جانب سے بیع قطعی[6] ہوگئی اور دوسرے کا خیار باقی رہے گا اور اگر مدت پوری ہوگئی اور کسی نے نہ فسخ کیا نہ جائز کیا تو اب طرفین سے بیع لازم ہوگئی۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: جس کے لیے خیار ہے چاہے وہ بائع ہو یا مشتری یا اجنبی جب اُس نے بیع کو جائز کردیا تو بیع مکمل ہوگئی دوسرے کو اس کا علم ہو یا نہ ہو البتہ اگر دونوں کو خیار تھا تو تنہا اس کے جائز کردینے سے بیع کی تمامیت[8] نہ ہوگی کیونکہ دوسرے کو

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، ج۷، ص۱۱۷، وغیرہ.

2 ...... یعنی چیز کی جو قیمت مقرر ہوئی خریدار ابھی اس کا مالک ہے۔

3 ...... "الھدایۃ"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، ج۱، ص۳۰، وغیرھا.

4 ...... مثلاً روپے، سونا، چاندی وغیرہ نہ ہو۔

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، مطلب: فی الفرق بین القیمۃ والثمن، ج۷، ص۱۱۹.

6 ...... نافذ۔

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، مطلب: فی الفرق بین القیمۃ والثمن، ج۷، ص۱۱۹.

8 ...... تکمیل۔

حق فسخ حاصل ہے اگر یہ فسخ کردے گا تو اُس کا جائز کرنا مفید نہ ہوگا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۱ بائع کو خیار تھا اوراندرون مدت بیع فسخ کردی پھر جائز کردی اور مشتری نے اسکوقبول کرلیا تو بیع صحیح ہوگئی مگر یہ ایک جدید بیع ہوئی کیونکہ فسخ کرنے سے پہلی بیع جاتی رہی اوراگر مشتری کو خیار تھا اور جائز کردی پھر فسخ کی اور بائع نے منظورکرلیا توفسخ ہوگئی اوریہ حقیقۃً اقالہ ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲ صاحب خیار نے بیع کو فسخ کیا اس کی دو۲صورتیں ہیں: قول سے فسخ کرے تو اندرون مدت دوسرے کو اس کا علم ہوجانا ضروری ہے اگر دوسرے کوعلم ہی نہ ہو یامدّت گزرنے کے بعد اُسے معلوم ہوا تو فسخ صحیح نہیں اور بیع لازم ہوگئی اور اگر صاحب خیار نے اپنے کسی فعل سے بیع کو فسخ کیا تو اگرچہ دوسرے کوعلم نہ ہوفسخ ہوجائے گی مثلاً مبیع میں اس قسم کا تصرف کیا جو مالک کیا کرتے ہیں مثلاً مبیع غلام ہے اُسے آزاد کردیا یا بیچ ڈالا یا کنیز ہے اُس سے وطی کی یا اُس کا بوسہ لیا یا مبیع کو ہبہ کرکے یا رہن رکھ کر قبضہ دیدیا یا اجارہ پر دیا یا مشتری سے ثمن معاف کردیا یا مکان کسی کو رہنے کے لیے دے دیا اگرچہ بلا کرایہ یا اُس میں نئی تعمیر کی یا کہگل[3] کی یا مرمت کرائی یا ڈھادیا[4] یا ثمن میں (جبکہ عین ہو) تصرف کرڈالا ان صورتوں میں بیع فسخ ہوگئی اگرچہ اندرون مدت دوسرے کوعلم نہ ہوا۔[5] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳ جس کے لیے خیار ہے اُس نے کہا میں نے بیع کو جائز کردیا یا بیع پر راضی ہوں یا اپنا خیار میں نے ساقط کردیا یا اسی قسم کے دوسرے الفاظ کہے تو خیار جاتا رہا اور بیع لازم ہوگئی اوراگر یہ الفاظ کہے کہ میرا قصد[6] لینے کا ہے یا مجھے یہ چیز پسند ہے یا مجھے اس کی خواہش ہے تو خیار باطل نہ ہوگا۔[7] (عالمگیری، ردالمحتار)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، ج۷، ص۱۲٤.

2 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، مطلب:فی الفرق بین القیمة والثمن، ج۷، ص۱۲۵.

3 ......بھوسا میں ملی ہوئی مٹی جس سے دیوار پر پلستر کرتے ہیں۔

4 ......گرادیا۔

5 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیارالشرط، الفصل الثالث، ج۳، ص٤۲.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، مطلب:فی الفرق بین القیمة والثمن، ج۷، ص۱۲۵.

6 ......ارادہ۔

7 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیارالشرط، الفصل الثالث، ج۳، ص٤۲.

و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، مطلب:فی الفرق بین القیمة والثمن، ج۷، ص۱۲٤.

مسئلہ ۲۴: جس کے لیے خیار تھا وہ اندرون مدت مرگیا خیار باطل ہوگیا یہ نہیں ہوسکتا کہ اُس کے مرنے کے بعد وارث کی طرف خیار منتقل ہو کہ خیار میں میراث نہیں جاری ہوتی۔ یوہیں اگر بیہوش ہوگیا یا مجنون ہوگیا یا سوتا رہ گیا اور مدت گزر گئی خیار باطل ہوگیا۔ مشتری کو بطور تملیک[1] قبضہ دیا بائع کا خیار باطل ہوگیا اور اگر بطور تملیک قبضہ نہ دیا بلکہ اپنا اختیار رکھتے ہوئے قبضہ دیا خیار باطل نہ ہوا۔[2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۵: مبیع متعدد چیزیں ہیں اور صاحب خیار یہ چاہتا ہے کہ بعض میں عقد کو جائز کرے اور بعض میں نہیں یہ نہیں کرسکتا بلکہ کل کی بیع جائز کرے یا فسخ۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: مشتری کو خیار ہے تو جب تک مدت پوری نہ ہولے بائع ثمن کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور بائع کو بھی تسلیم مبیع پر مجبور نہیں کیا جاسکتا البتہ اگر مشتری نے ثمن دے دیا ہے تو بائع کو مبیع دینا پڑے گا۔ یوہیں اگر بائع نے تسلیم مبیع کردی ہے تو مشتری کو ثمن دینا پڑیگا، مگر بیع فسخ کرنے کا حق رہے گا۔ اور اگر بائع کو خیار ہے اور مشتری نے ثمن ادا کردیا ہے اور مبیع پر قبضہ چاہتا ہے تو بائع قبضہ سے روک سکتا ہے، مگر ایسا کرے گا تو ثمن پھیرنا پڑے گا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: ایک مکان بشرط خیار خریدا تھا، اُس کے پڑوس میں ایک دوسرا مکان فروخت ہوا، مشتری نے شفعہ کیا خیار باطل ہوگیا اور بیع لازم ہوگئی۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: بائع یا مشتری نے کسی اجنبی کو خیار دیدیا تو ان دونوں میں سے جس ایک نے جائز کردیا خیار جاتا رہا اور بیع کو فسخ کردیا فسخ ہوگئی اور ایک نے جائز کی دوسرے نے فسخ کی تو جو پہلے ہے اُس کا ہی اعتبار ہے اور دونوں ایک ساتھ ہوں تو فسخ کو ترجیح ہے یعنی بیع جاتی رہی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: دو چیزوں کو ایک ساتھ بیچا، مثلاً دو غلام یا دو کپڑے یا دو جانور، ان میں ایک میں بائع یا مشتری نے خیار شرط کیا اس کی چار صورتیں ہیں، جس ایک میں خیار ہے، وہ متعین ہے یا نہیں اور ہر ایک کا ثمن علٰیحدہ علٰیحدہ بیان کردیا گیا ہے

---

1 ......خریدار کو مالک بنانے کے طور پر۔

2 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیارالشرط، الفصل الثالث، ج۳، ص۴۲.
و"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، ج۷، ص۱۲۶.

3 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیارالشرط، الفصل الثانی، ج۳، ص۴۲.

4 ......المرجع السابق.

5 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، مطلب: فی الفرق بین القیمۃ والثمن، ج۷، ص۱۳۰.

6 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، ج۷، ص۱۳۰.

یا نہیں اگر محل خیار متعین ہے اور ہر ایک کا ثمن ظاہر کر دیا گیا تو بیع صحیح ہے باقی تین صورتوں میں بیع فاسد اور اگر کیلی[1] یا وزنی[2] چیز خریدی اور اس کے نصف میں خیار شرط رکھا یا ایک غلام خریدا اور نصف میں خیار رکھا تو بیع صحیح ہے ثمن کی تفصیل کرے یا نہ کرے۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۰ کسی کو وکیل بنایا کہ یہ چیز بشرط الخیار[4] بیع کرے اُس نے بلاشرط بیچ ڈالی یہ بیع جائز و نافذ نہ ہوئی اور اگر بشرط الخیار خریدنے کے لیے وکیل کیا تھا وکیل نے بلاشرط خریدی تو بیع صحیح ہوگئی مگر وکیل پر نافذ ہوگی مؤکل پر نافذ نہ ہوئی۔[5] (فتح وغیرہ)

مسئلہ ۳۱ دو شخصوں نے ایک چیز خریدی اور ان دونوں نے اپنے لیے خیار شرط کیا پھر ایک نے صراحۃً یا دلالۃً بیع پر رضامندی ظاہر کی تو دوسرے کا خیار جاتا رہا۔ یوہیں اگر دو شخصوں نے کسی چیز کو ایک عقد میں بیع کیا اور دونوں نے اپنے لیے خیار رکھا پھر ایک بائع نے بیع کو جائز کر دیا تو دوسرے کا خیار باطل ہوگیا اُسے رد کرنے کا حق نہ رہا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۲ ایک عقد میں دو چیزیں بیچی تھیں اور اپنے لیے خیار رکھا تھا پھر ایک میں بیع کو فسخ کر دیا تو فسخ نہ ہوئی بلکہ بدستور خیار باقی ہے۔ یوہیں ایک چیز بیچی تھی اور اُس کے نصف میں فسخ کیا تو بیع فسخ نہ ہوئی اور خیار باقی ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳ صاحب خیار نے یہ کہا اگر فلاں کام آج نہ کروں تو خیار باطل ہے تو خیار باطل نہ ہوگا اور اگر یہ کہا کل آئندہ میں مَیں نے خیار باطل کیا یا یہ کہ جب کل آئے گا تو میرا خیار باطل ہو جائے گا تو دوسرا دن آنے پر خیار باطل ہو جائے گا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴ بائع کو تین دن کا خیار تھا اور مبیع پر مشتری کو قبضہ دیدیا پھر مبیع کو غصب کرلیا تو اس فعل سے نہ بیع فسخ ہوئی نہ خیار باطل ہوا۔[9] (عالمگیری)

---

1 ...... ماپ سے فروخت ہونے والی چیز۔ 2 ...... وزن سے فروخت ہونے والی چیز۔

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، ج۷، ص۱۳۲۔

و"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیارالشرط، الفصل الخامس، ج۳، ص۵۲۔

4 ...... خیار کی شرط کے ساتھ۔

5 ...... "فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، ج۵، ص۵۱٤، وغیرہ۔

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، ج۷، ص۱۳۵۔

7 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیارالشرط، الفصل الخامس، ج۳، ص۵۳۔

8 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیارالشرط، الفصل الثالث، ج۳، ص٤٦۔

9 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۳۵ شرط خیار کے ساتھ کوئی چیز بیع کی اور تقابض بدلین [1] ہوگیا پھر بائع نے اندرون مدت بیع فسخ کردی تو مشتری مبیع کو تا واپسی ثمن روک سکتا ہے۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶ ایک شخص نے شرط خیار کے ساتھ مکان بیع کیا مشتری نے بائع کو کچھ روپیہ یا کوئی چیز دی کہ بائع اپنا خیار ساقط کردے اور بیع کو نافذ کردے اُس نے ایسا کردیا یہ جائز ہے اور یہ جو کچھ دیا ہے ثمن میں شمار ہوگا۔ یوہیں اگر مشتری کے لیے خیار تھا اور بائع نے کہا کہ اگر خیار ساقط کردے تو میں ثمن میں اتنی کمی کرتا ہوں یا مبیع میں یہ چیز اور اضافہ کرتا ہوں یہ بھی جائز ہے۔ [3] (خانیہ)

مسئلہ ۳۷ ایک چیز ہزار روپے کو بیچی تھی مشتری نے بائع کو اشرفیاں دیں پھر بائع نے اندرون مدت بیع کو فسخ کردیا تو مشتری کو اشرفیاں واپس کرنی ہوں گی اشرفیوں کی جگہ روپیہ نہیں دے سکتا۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸ مشتری کے لیے خیار ہے اور اُس نے مبیع میں بغرض امتحان کوئی تصرف کیا اور جو فعل کیا ہو وہ غیر مملوک میں [5] بھی کرسکتا ہو تو ایسے فعل سے خیار باطل نہیں ہوگا اور اگر وہ فعل ایسا ہو کہ امتحان کے لیے اُس کی حاجت نہ ہو یا وہ فعل غیر مملوک میں کسی صورت میں جائز ہی نہ ہو تو اس سے خیار باطل ہوجائے گا۔ مثلاً گھوڑے پر ایک دفعہ سوار ہوا یا کپڑے کو اس لیے پہنا کہ بدن پر ٹھیک آتا ہے یا نہیں یا لونڈی سے کام کرایا تاکہ معلوم ہو کہ کام کرنا جانتی ہے یا نہیں تو ان سے خیار باطل نہ ہوا اور دوبارہ سواری لی یا دوبارہ کپڑا پہنا یا دوبارہ کام لیا تو خیار ساقط ہوگیا اور اگر گھوڑے پر ایک مرتبہ سوار ہوکر ایک قسم کی رفتار کا امتحان لیا دوبارہ دوسری رفتار کے لیے سوار ہوا یا لونڈی سے دوبارہ دوسرا کام لیا تو اختیار باقی ہے [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹ گھوڑے پر سوار ہوکر پانی پلانے لے گیا یا چارہ کے لیے گیا یا بائع کے پاس واپس کرنے گیا اگر یہ کام بغیر سوار ہوئے ممکن نہ تھے تو اجازت بیع نہیں خیار باقی ہے ورنہ یہ سوار ہونا اجازت سمجھا جائے گا۔ [7] (عالمگیری)

---

1. ...... یعنی مبیع وثمن پر قبضہ۔
2. ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الثالث، ج۳، ص٤٤.
3. ......"الفتاوی الخانیۃ"، کتاب البیع، باب الخیار، ج۱، ص٣٦١.
4. ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الثالث، ج۳، ص٤٥.
5. ...... جو چیز ملک میں نہ اس میں۔
6. ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الثالث، ج۳، ص٤٨، ٤٩.
7. ......المرجع السابق، ص٤٩.

مسئلہ ۴۰ زمین خریدی اُس میں مشتری نے کاشت کی تو اس کا خیار باطل ہوگیا اور بائع نے کاشت کی تو بیع فسخ ہوگئی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱ بشرط خیار مکان خریدا اور اُس میں پہلے سے رہتا تھا تو بعد کی سکونت[2] سے خیار باطل نہ ہوگا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲ مبیع میں مشتری کے پاس زیادتی ہوئی[4] اس کی دو۲ صورتیں ہیں زیادت متصلہ ہے یا منفصلہ اور ہر ایک متولدہ ہے یا غیر متولدہ۔ اگر زیادت متصلہ متولدہ[5] ہے مثلاً جانور فربہ[6] ہوگیا یا مریض تھا مرض جاتا رہا۔ یا زیادت متصلہ غیر متولدہ[7] ہے مثلاً کپڑے کو رنگ دیا یا سی دیا ستو میں گھی ملا دیا۔ یا زیادت منفصلہ متولدہ[8] ہو مثلاً جانور کے بچہ پیدا ہوا، دودھ دوہا، اُون کاٹی ان سب صورتوں میں مبیع کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ اور زیادت منفصلہ غیر متولدہ[9] ہے مثلاً غلام تھا اُس نے کچھ کسب کیا اس سے خیار باطل نہیں ہوتا پھر اگر بیع کو اختیار کیا تو زیادت بھی اسی کو ملے گی اور بیع کو فسخ کریگا تو اصل وزیادت دونوں کو واپس کرنا ہوگا۔[10] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳ مشتری کو خیار تھا اور مبیع پر قبضہ کرچکا تھا پھر اُس کو واپس کردیا بائع کہتا ہے یہ وہ نہیں ہے مشتری کہتا ہے کہ وہی ہے تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہے اور اگر بائع کو یقین ہے کہ یہ وہ چیز نہیں جب بھی بائع ہی اس کا مالک ہوگیا اور یہ بائع کے طور پر بیع تعاطی ہوئی۔[11] (عالمگیری، درمختار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیارالشرط، الفصل الثالث، ج۳، ص ٤٩.

2 ...... رہائش۔

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیارالشرط، الفصل الثالث، ج۳، ص ٤٩.

4 ...... یعنی اضافہ ہوا۔

5 ...... یعنی ایسا اضافہ جو مبیع میں خود بخود پیدا ہوجائے اور اس کے ساتھ متصل بھی ہو۔

6 ...... یعنی موٹا۔

7 ...... یعنی ایسا اضافہ جو مبیع میں کسی اور چیز کے ملنے سے ہو اور اس کے ساتھ متصل بھی ہو۔

8 ...... یعنی ایسا اضافہ جو مبیع سے خود بخود پیدا ہوجائے اور اس کے ساتھ متصل نہ ہو بلکہ جدا ہو۔

9 ...... یعنی ایسا اضافہ جو مبیع سے ہو اور اس کے ساتھ متصل نہ ہو بلکہ جدا ہو۔

10 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیارالشرط، الفصل الثالث، ج۳، ص ٤٨.

11 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیارالشرط، الفصل السابع، ج۳، ص ٥٧.
و"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، ج۷، ص ١٣٨.

مبیع میں جس وصف کی شرط تھی وہ نہیں ہے

مسئلہ ۴۴: غلام کو اس شرط کے ساتھ خریدا کہ باورچی یا مُنشی ہے مگر معلوم ہوا کہ وہ ایسا نہیں تو مشتری کو اختیار ہے کہ اُسے پورے داموں میں لے لے یا چھوڑ دے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴۵: بکری خریدی اس شرط کے ساتھ کہ گابھن ہے[2] یا اتنا دودھ دیتی ہے تو بیع فاسد ہے اور اگر یہ شرط ہے کہ زیادہ دودھ دیتی ہے تو بیع فاسد نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۶: ایک مکان خریدا اس شرط پر کہ پختہ اینٹوں سے بنا ہوا ہے وہ نکلا خام، یا باغ خریدا اس شرط پر کہ اُس کے کل درخت پھل دار ہیں اُن میں ایک درخت پھل دار نہیں ہے یا کپڑا خریدا اس شرط پر کہ کسم[4] کا رنگا ہوا ہے وہ زعفران کا رنگا ہوا نکلا ان سب صورتوں میں بیع فاسد ہے۔ یا خچر خریدا اس شرط پر کہ مادہ ہے وہ نر تھا تو بیع جائز ہے مگر مشتری کو اختیار ہے کہ لے یا نہ لے اور اگر نر کہہ کر خریدا اور مادہ نکلا یا گدھا یا اونٹ کہہ کر خریدا اور نکلی گدھی یا اونٹنی تو ان صورتوں میں بیع جائز ہے اور مشتری کو خیارِ فسخ بھی نہیں کہ جنس مختلف نہیں ہے اور جو شرط تھی مبیع اس سے بہتر ہے۔[5] (درمختار، فتح القدیر)

خیار تعیین

مسئلہ ۴۷: چند چیزوں میں سے ایک غیر معین کو خریدا یوں کہا کہ ان میں سے ایک کو خریدتا ہوں تو مشتری اُن میں سے جس ایک کو چاہے متعین کر لے اس کو خیارِ تعیین کہتے ہیں اس کے لیے چند شرطیں ہیں۔ اول یہ کہ اُن چیزوں میں ایک کو خریدے یہ نہیں کہ میں نے ان سب کو خریدا۔ دوم یہ کہ دو چیزوں میں سے ایک یا تین چیزوں میں سے ایک کو خریدے، چار میں سے ایک خریدی تو صحیح نہیں۔ سوم یہ کہ یہ تصریح ہو کہ ان میں سے جو تو چاہے لے لے۔ چہارم یہ کہ اس کی مدت بھی تین دن تک ہونی چاہیے۔ پنجم یہ کہ قیمی چیزوں میں ہو مثلی چیزوں میں نہ ہو۔ رہا یہ امر کہ خیارِ تعیین کے ساتھ

---

1. ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، ج۷، ص۱۳۶.
2. ......حاملہ ہے۔
3. ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، ج۷، ص۱۳۷.
4. ......ایک قسم کا پھول جس سے شہاب یعنی گہرا سرخ رنگ نکلتا ہے اور اس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں۔
5. ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، ج۷، ص۱۴۰.
و"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، ج۵، ص۵۳۰.

خیارشرط کی بھی ضرورت ہے یا نہیں اس میں علما کا اختلاف ہے بہرحال اگر خیارتعیین کے ساتھ خیارشرط بھی مذکور ہوا اور مشتری نے بمقتضائے تعیین[1] ایک کو معین کرلیا تو خیارشرط کا حکم باقی ہے کہ اندرون مدت اُس ایک میں بھی بیع فسخ کرسکتا ہے[2] اور اگر مدت ختم ہوگئی اور خیارشرط کی رو سے بیع کو فسخ نہ کیا تو بیع لازم ہوگئی اور مشتری[3] پر لازم ہوگا کہ اب تک متعین نہیں کیا ہے تو اب معین کرلے۔[4] (درمختار، ردالمحتار، فتح)

مسئلہ ۴۸ خیارتعیین بائع کے لیے بھی ہوسکتا ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ مشتری نے دو یا تین چیزوں میں سے ایک کو خریدا اور بائع سے کہہ دیا کہ ان میں سے تو جو چاہے دیدے، بائع نے جس ایک کو دیدیا مشتری کو اُس کا لینا لازم ہوجائے گا، ہاں بائع وہ دے رہا ہے جو عیب دار ہے اور مشتری لینے پر راضی ہے تو خیر، ورنہ بائع مجبور نہیں کرسکتا اور اگر مشتری عیب دار کے لینے پر طیار نہ ہوا تو اُن میں سے دوسری چیز لینے پر بھی بائع اب اُس کو مجبور نہیں کرسکتا اور اگر دونوں چیزوں میں سے ایک بائع کے پاس ہلاک ہوگئی تو جو باقی ہے وہ مشتری پر لازم کرسکتا ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۹ خیارتعیین کے ساتھ بیع ہوئی اور مشتری نے دونوں چیزوں پر قبضہ کیا تو ان میں ایک مشتری کی ہے اور ایک بائع کی جو اس کے پاس بطور امانت ہے یعنی اگر مشتری کے پاس دونوں ہلاک ہوگئیں تو ایک کا جو ثمن طے پایا ہے وہی دینا پڑے گا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۰ خیارتعیین کے ساتھ ایک چیز خریدی تھی اور مشتری مرگیا تو یہ خیار وارث کی طرف منتقل ہوگا یعنی وارث دونوں کو رد کرکے بیع فسخ کرنا چاہے ایسا نہیں ہوسکتا بلکہ جس ایک کو چاہے پسند کرلے اور قبضہ دونوں پر ہوچکا ہے تو دوسری اس کے پاس امانت ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۱ بائع کے پاس دونوں چیزیں ہلاک ہوگئیں تو بیع باطل ہوگئی اور ایک باقی ہے ایک ہلاک ہوگئی تو جو باقی ہے وہ بیع کے لیے متعین ہوگئی۔[8] (عالمگیری)

---

1 ......خیارتعیین کے سبب۔ 2 ......یعنی سودے کو ختم کرسکتا ہے۔ 3 ......خریدار۔

4 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، مطلب: فی خیارالتعیین، ج۷، ص۱۳۳.

و"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، ج۵، ص۵۲۲.

5 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، مطلب: فی خیارالتعیین، ج۷، ص۱۳۳.

6 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل السادس فی خیارالتعیین، ج۳، ص٥٤.

7 ......المرجع السابق، ص٥٥. 8 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۵۲ مشتری نے دونوں پر قبضہ کرلیا ہے ایک ہلاک ہوگئی ایک باقی ہے تو جو ہلاک ہوئی وہ بیع کے لیے متعین ہوگئی اور جو باقی ہے وہ امانت ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳ خیارِ تعیین کے ساتھ بیع ہوئی اور ابھی تک دونوں چیزیں بائع ہی کے قبضہ میں تھیں کہ اُن میں سے ایک میں عیب پیدا ہوگیا اب مشتری کو اختیار ہے کہ عیب والی پورے داموں سے لے یا دوسری لے لے یا کسی کو نہ لے۔ دونوں میں عیب پیدا ہوگیا جب بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر مشتری قبضہ کر چکا ہے اور ایک عیب دار ہوگئی تو یہ بیع کے لیے متعین ہے اور دوسری امانت اور دونوں عیب دار ہوگئیں اگر آگے پیچھے عیب پیدا ہوا تو جس میں پہلے عیب پیدا ہوا وہ بیع کے لیے متعین ہے اور ایک ساتھ دونوں میں عیب پیدا ہوا تو بیع کے لیے ابھی کوئی متعین نہیں جس ایک کو چاہے معین کرلے اور دونوں کو رد کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴ دو کپڑے تھے اور قبل تعیین مشتری نے ایک کو رنگ دیا تو یہی بیع کے لیے متعین ہوگیا۔[3] (عالمگیری)

خریدار نے دام طے کرکے بغیر بیع کیے چیز پر قبضہ کیا

مسئلہ ۵۵ خریدار نے کسی چیز کا نرخ اور ثمن طے کرلیا، مگر ابھی خرید و فروخت نہیں ہوئی اور چیز پر قبضہ کرلیا، یہ چیز اس کی ضمان میں ہے ہلاک و ضائع ہوجائے تو اس کا تاوان دینا ہوگا اور یہ تاوان اُس شے کی واجبی قیمت ہوگا۔ خواہ یہ قیمت اُتنی ہی ہو جتنا ثمن قرار پایا ہے یا اُس سے زیادہ یا کم ہو۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۵۶ گاہک نے بائع سے یہ ٹھہرالیا ہے کہ چیز ہلاک ہوجائے گی تو میں ضامن نہیں یعنی تاوان نہیں دونگا اس صورت میں بھی تاوان دینا پڑے گا اور وہ شرط کرنا بیکار ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۵۷ مشتری نے کسی کو چیز خریدنے کے لیے وکیل کیا، وکیل دام طے کر کے بغیر بیع کیے مؤکل[7] کو دکھانے کے لیے لایا، مؤکل کو دکھائی اُس نے ناپسند کی اور واپس کردی، وہ چیز وکیل کے پاس ہلاک ہوگئی وکیل پر تاوان ہوگا اور مؤکل

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب البيوع، الباب السادس فی خيارالشرط، الفصل السادس فی خيارالتعيين، ج۳، ص۵۵.

2 ......المرجع السابق. 3 ......المرجع السابق.

4 ......"الدرالمختار"، کتاب البيوع، باب خيارالشرط، ج۷، ص۱۱۱.

5 ......المرجع السابق، ص۱۱٦.

6 ......وکیل کرنے والا۔

سے رجوع نہیں کرسکتا، ہاں اگر مؤکل نے کہہ دیا تھا کہ دام طے کرکے پسند کرانے کے لیے میرے پاس لانا تو جو کچھ وکیل نے تاوان دیا ہے مؤکل سے وصول کرے گا۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۵۸ خریدار نے دُکان دار سے تھان طلب کیا اُس نے تین تھان دیے اور ہر ایک کا دام بتا دیا یہ تھان دس[۱] کا ہے، یہ بیس[۲] کا اور یہ تیس[۳] کا انھیں لے جاؤ، جو اِن میں پسند کرو گے تمھارے ہاتھ بیع ہے، وہ تینوں مشتری کے پاس ہلاک ہوگئے اگر وہ سب ایک دم ہلاک ہوئے یا آگے پیچھے ضائع ہوئے مگر یہ معلوم نہیں کہ پہلے کونسا ہلاک ہوا تو ہر ایک تھان کی تہائی قیمت تاوان دیگا اور اگر معلوم ہے کہ پہلے فلاں تھان ضائع ہوا تو اُسی کا تاوان دیگا باقی دو تھان امانت تھے، اُن کا تاوان نہیں اور اگر دو ہلاک ہوئے اور معلوم نہیں کہ پہلے کون ہلاک ہوا تو دونوں میں ہر ایک کی نصف قیمت تاوان دے اور تیسرا تھان امانت ہے، اُسے واپس کردے اور اگر ایک ہلاک ہوا تو اُس کا تاوان دے، باقی دو تھان واپس کردے۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۵۹ دام[3] طے کرکے چیز کو لے جانے سے تاوان اُس وقت لازم آتا ہے جب اُس کو خریدنے کے ارادہ سے لے گیا اور ہلاک ہوگئی ورنہ نہیں مثلاً دُکاندار نے گاہک سے کہا یہ لے جاؤ تمھارے لیے دس کو ہے خریدار نے کہا لاؤ اس کو دیکھوں گا یا فلاں شخص کو دکھاؤں گا یہ کہہ کر لے گیا اور ہلاک ہوگئی تو تاوان نہیں یہ امانت ہے اور اگر یہ کہہ کر لے گیا کہ لاؤ پسند ہوگا تو لے لونگا اور ضائع ہوگئی تو تاوان دینا ہوگا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۰ دُکاندار سے تھان مانگ کر لے گیا کہ اگر پسند ہوا تو خریدلوں گا اور اُس کے پاس ہلاک ہوگیا تو تاوان نہیں اور اگر یہ کہہ کر لے گیا کہ پسند ہوگا تو دس روپے میں خریدلوں گا وہ ہلاک ہوگیا تو تاوان دینا ہوگا دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی صورت میں چونکہ ثمن کا ذکر نہیں یہ قبضہ بروجہ خریداری نہیں ہوا اور دوسری میں ثمن مذکور ہے لہٰذا خریداری کے طور پر قبضہ ہے۔[5] (فتح القدیر)

---

1 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع،فصل فی المقبوض علی سوم الشراء، ج۱، ص۳۹۹.

2 ......الفتاویٰ الھندیة ، کتاب البیوع،الباب الثانی فیما...الخ،الفصل الثانی فی حکم المقبوض علی سوم الشراء،ج۳،ص ۱۱.

3 ......قیمت،روپیہ۔

4 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع،باب خیار الشرط،مطلب:فی المقبوض علی سوم الشراء ،ج۷،ص۱۱٤ .

5 ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع،باب خیارالشرط،ج۵،ص۵۰٤ .

مسئلہ ۶۱ دام ٹھہرا کر بغیر بیع کیے جس چیز کو لے گیا وہ ہلاک نہیں ہوئی بلکہ اُس نے خود ہلاک کی مثلاً کھانے کی چیز تھی اُس نے کھالی کپڑا تھا اُس نے قطع کرا کے سلوالیا تو ثمن دینا ہوگا یعنی جو ٹھہرا ہے وہ دینا ہوگا ہاں اگر بائع نے مشتری کی رضامندی ظاہر کرنے سے پہلے یہ کہہ دیا کہ میں نے اپنی بات واپس لی اب میں نہیں بیچوں گا اس کے بعد مشتری نے صرف کرڈالا تو قیمت واجب ہے یا رضامندی ظاہر کرنے سے پہلے مشتری مرگیا اُس کے وارث نے صرف کیا جب بھی قیمت واجب ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۲ دیکھنے یا دکھانے کے لیے لایا ہے اور یہ نہیں کہا ہے کہ پسند ہوگا تو لے لونگا اور خرچ کرڈالا تو قیمت دینی ہوگی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۳ ایک شخص نے دوسرے سے مثلاً ہزار روپے قرض مانگے اور کوئی چیز رہن کے لیے اُس کو دیدی اور ابھی قرض اُس نے نہیں دیا ہے کہ چیز ہلاک ہوگئی یہاں دیکھا جائے گا کہ قرض اور اُس چیز کی قیمت میں کون کم ہے جو کم ہے اُسی کے بدلے میں وہ چیز ہلاک ہوئی یعنی وہ چیز اگر گیارہ سو کی تھی تو ایک ہزار مرتہن کو اُس کے معاوضہ میں دینے ہوں گے اور نو سو کی تھی تو نو سو۔ اور اگر راہن[3] نے یہ کہا کہ یہ چیز رکھ لو اور مجھے قرض دیدو مگر قرض کی کوئی رقم بیان نہیں کی تھی اور چیز ہلاک ہوگئی تو کچھ تاوان نہیں۔[4] (ردالمحتار)

خیار رویت کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ چیز کو بغیر دیکھے بھالے خرید لیتے ہیں اور دیکھنے کے بعد وہ چیز ناپسند ہوتی ہے، ایسی حالت میں شرع مطہر[5] نے مشتری کو یہ اختیار دیا ہے کہ اگر دیکھنے کے بعد چیز کو نہ لینا چاہے تو بیع کو فسخ کردے، اس کو خیار رویت کہتے ہیں۔

دارقطنی وبیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ فرمایا: ''جس نے ایسی چیز خریدی جس کو دیکھا نہ ہو تو دیکھنے کے بعد

---

1 ......''ردالمحتار''، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، مطلب: فی المقبوض علی سوم الشراء، ج۷، ص۱۱٤.

2 ......''ردالمحتار''، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، مطلب: المقبوض علی سوم النظر، ج۷، ص۱۱٥.

3 ......رہن رکھوانے والے۔

4 ......''ردالمحتار''، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، مطلب: المقبوض علی سوم النظر، ج۷، ص۱۱٥۔۱۱٦.

5 ......یعنی شریعتِ اسلامیہ۔

اُسے اختیار ہے لے یا چھوڑ دے۔"[1] اس حدیث کی سند ضعیف ہے مگر اس حدیث کو خود امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ نیز یہ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہاتھ اپنی زمین جو بصرہ میں تھی بیع کی تھی، کسی نے طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہا، آپ کو اس بیع میں نقصان ہے۔ اُنھوں نے کہا، مجھے اس بیع میں خیار ہے کہ بغیر دیکھے میں نے خریدی ہے اور حضرت عثمان سے بھی کسی نے کہا، آپ کو اس بیع میں ٹوٹا[2] ہے۔ اُنھوں نے بھی فرمایا: مجھے خیار ہے کیونکہ میں نے بغیر دیکھے بیع کر دی ہے۔ اس معاملہ میں دونوں صاحبوں نے جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حکم بنایا، اُنھوں نے طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے موافق فیصلہ کیا۔ یہ واقعہ گروہ صحابہ کے سامنے ہوا کسی نے اس پر انکار نہ کیا، لہٰذا بمنزلہ اجماع کے اس کو تصور کرنا چاہیے۔[3] (ہدایہ، تبیین، درر، غرر)

مسئلہ ۱: بائع نے ایسی چیز بیچی جس کو اُس نے دیکھا نہیں مثلاً اُس کو میراث میں کوئی شے ملی ہے اور بے دیکھے بیچ ڈالی بیع صحیح ہے اور اس کو یہ اختیار نہیں کہ دیکھنے کے بعد بیع کو فسخ کر دے۔[4] (درر، غرر)

مسئلہ ۲: جس مجلس میں بیع ہوئی اُس میں مبیع موجود ہے مگر مشتری نے دیکھی نہیں مثلاً پیپے[5] میں گھی یا تیل تھا یا بوریوں میں غلہ تھا یا گٹھری میں کپڑا تھا اور کھول کر دیکھنے کی نوبت نہیں آئی یا وہاں مبیع موجود نہ ہو اس وجہ سے نہیں دیکھی بہرحال دیکھنے کے بعد خریدار کو خیار حاصل ہے چاہے بیع کو جائز کرے یا فسخ کر دے۔ مبیع کو بائع نے جیسا بتایا تھا ویسی ہی ہے یا اُس کے خلاف دونوں صورتوں میں دیکھنے کے بعد بیع کو فسخ کر سکتا ہے۔[6] (درر وغیرہ)

مسئلہ ۳: اگر مشتری نے دیکھنے سے پہلے اپنی رضامندی کا اظہار کیا یا کہہ دیا کہ میں نے اپنا خیار باطل کر دیا جب بھی دیکھنے کے بعد فسخ کرنے کا حق حاصل ہے کہ یہ خیار ہی دیکھنے کے وقت ملتا ہے دیکھنے سے پہلے خیار تھا ہی نہیں لہٰذا اُس کو باطل کرنے کے کوئی معنٰی نہیں۔[7] (ہدایہ وغیرہا)

---

1 ......"سنن الدارقطنی"، کتاب البیوع، الحدیث: ۲۷۷۷، ج۳، ص۵.

2 ......نقصان، گھاٹا۔

3 ......"الهداية"، کتاب البیوع، باب خيار الرؤية، ج۲، ص۳٤.

و"تبيين الحقائق"، کتاب البیوع، باب خيار الرؤية، ج٤، ص۳۲۱.

و"درر الحكام" و "غرر الأحكام"، کتاب البیوع، باب خيار الرؤية، الجزء الثاني، ص۱٥٦.

4 ......"درر الحكام" و "غرر الأحكام"، کتاب البیوع، باب خيار الرؤية، الجزء الثاني، ص۱٥٦.

5 ......کنستر۔

6 ......"درر الحكام شرح غرر الأحكام"، کتاب البیوع، باب خيار الرؤية، الجزء الثاني، ص۱٥۷، وغيره.

7 ......"الهداية"، کتاب البیوع، باب خيار الرؤية، ج۲، ص۳٤، وغيرها.

مسئلہ ۴: خیار رویت کے لیے کسی وقت کی تحدید نہیں[1] ہے کہ اُس کے گزرنے کے بعد خیار باقی نہ رہے، بلکہ یہ خیار دیکھنے پر ہے جب دیکھے۔[2] (درر) اور دیکھنے کے بعد فسخ کا حق اُس وقت تک باقی رہتا ہے، جب تک صراحۃً یا دلالۃً[3] رضامندی نہ پائی جائے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۵: خیار رویت چار مواقع میں ثابت ہوتا ہے: ① کسی شے معین کی خریداری۔ ② اجارہ۔ ③ تقسیم۔ ④ مال کا دعویٰ تھا اور شے معین پر مصالحت ہوگئی۔[5]

① اگر قصاص کا دعویٰ ہوا اور کسی شے پر مصالحت ہوئی[6] تو خیار رویت نہیں۔ ② دین میں خیار رویت نہیں، لہٰذا مسلم فیہ چونکہ عین نہیں بلکہ دین یعنی واجب فی الذمہ ہے (جس کا بیان ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا) اس میں خیار رویت نہیں۔ ③ روپے اور اشرفیوں میں بھی کہ یہ از قبیل دین ہیں خیار رویت نہیں ہاں اگر سونے چاندی کے برتن ہوں تو خیار رویت ہے۔ بیع سلم کا راس المال اگر عین ہو تو مسلم الیہ کے لیے خیار رویت ثابت ہوگا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۶: اجناس مختلفہ کی تقسیم اگر شرکا میں ہوئی تو اس میں خیار رویت، خیار شرط، خیار عیب تینوں ہوسکتے ہیں۔ اور ذوات الامثال[8] کی تقسیم میں صرف خیار عیب ہوگا باقی دونوں نہیں ہوں گے۔ اور غیر ذوات الامثال جب ایک جنس کے ہوں مثلاً ایک قسم کے کپڑے یا گائیں یا بکریاں ان میں بھی تینوں خیار ثابت ہوں گے۔[9] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: جو عقد فسخ کرنے سے فسخ نہ ہو جیسے مہر اور قصاص کا بدل صلح اور بدل خلع یہ چیزیں اگرچہ عین ہوں ان میں خیار رویت ثابت نہیں[10] (فتح)

---

1 ...... یعنی مدت مقرر نہیں۔

2 ......"دررالحکام شرح غررالأحکام"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیة، الجزء الثانی، ص۱۵۷.

3 ...... اشارۃً۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیة، ج۷، ص۱۴۹.

5 ...... المرجع السابق، ص۱۴۵.

6 ...... یعنی صلح ہوئی۔

7 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیة، ج۷، ص۱۴۵.

8 ...... ایسی چیزیں جن کے افراد کی قیمتوں میں معتد بہ تفاوت نہ ہو۔

9 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیة، ج۷، ص۱۴۵.

10 ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیة، ج۵، ص۵۳۳.

مسئلہ ۸: بے دیکھی ہوئی چیز خریدی ہے دیکھنے سے پہلے بھی اس کی بیع فسخ کرسکتا ہے کیونکہ یہ بیع مشتری کے ذمہ لازم نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۹: اگر مشتری نے مبیع پر قبضہ کرلیا اور دیکھنے کے بعد صراحۃً یا دلالۃً اپنی رضامندی ظاہر کی یا اُس میں کوئی عیب پیدا ہوگیا یا ایسا تصرف کردیا جو قابل فسخ نہیں ہے مثلاً آزاد کردیا یا اُس میں دوسرے کا حق پیدا ہوگیا مثلاً دوسرے کے ہاتھ بلاشرط خیار بیع کردیا یا رہن رکھ دیا یا اجارہ پر دیدیا ان سب صورتوں میں خیار رویت جاتا رہا اب بیع کو فسخ نہیں کرسکتا اور اگر اُس کو بیع کیا مگر اپنے لیے خیار شرط کرلیا یا بیچنے کے لیے اُس کا نرخ کیا[2] یا ہبہ کیا مگر قبضہ نہیں دیا اور یہ باتیں دیکھنے کے بعد ہوئیں تو دلالۃً رضامندی پائی گئی اب بیع کو فسخ نہیں کرسکتا اور دیکھنے سے پہلے ہوئیں تو خیار باقی ہے دیکھنے کے بعد مبیع پر قبضہ کرلینا بھی دلیل رضامندی ہے۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: مبیع پر قبضہ کرکے دیکھنے سے پہلے بیع کردی پھر عیب کی وجہ سے مشتری ثانی نے واپس کردی اگرچہ یہ واپسی قضائے قاضی سے ہو یا رہن رکھنے کے بعد اُسے چھوڑالیا یا اجارہ کیا تھا اُسے توڑ دیا تو خیار رویت جو ان تصرفات کی وجہ سے جاچکا تھا واپس نہ ہوگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: مبیع کا کوئی جز اس کے ہاتھ سے نکل گیا یا اُس میں کمی یا زیادتی ہوئی چاہے زیادت متصلہ[5] ہو یا منفصلہ[6] خیار باطل ہوگیا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: بے دیکھے ہوئے کھیت خریدا اور اُس کو عاریت دے دیا، مستعیر[8] نے اُسے بویا خیار رویت باطل ہوگیا اور اگر مستعیر نے اب تک بویا نہیں تو خیار ساقط نہیں اور اگر اُس کھیت کا کوئی کاشتکار اجیر ہے جس نے مشتری کی رضامندی سے

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیۃ، ج۷، ص۱۴۹.

2 ...... قیمت لگائی۔

3 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیارالرؤیۃ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۰.
و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیۃ، ج۷، ص۱۴۹.

4 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیارالرؤیۃ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۰.

5 ......ایسی زیادتی (اضافہ) جو مبیع کے ساتھ ملی ہوئی ہو مثلاً کپڑا خرید کر رنگ دیا۔

6 ......ایسی زیادتی (اضافہ) جو مبیع سے متصل نہ ہو یعنی جدا ہو مثلاً گائے خریدی اس نے بچہ جن دیا۔

7 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیارالرؤیۃ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۰.

8 ......کسی سے کوئی چیز عاریتاً لینے والا۔

کاشت کی یعنی مشتری نے اُسے پہلی حالت پر چھوڑ دیا منع نہ کیا جب بھی خیار ساقط ہوگیا۔[1] کپڑوں کی ایک گٹھری خریدی اُن میں سے ایک کو پہن لیا خیارِ رویت باطل ہوگیا۔[2] (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: ایک مکان خریدا جس کو دیکھا نہیں اُس کے پروس میں ایک مکان فروخت ہوا اُس نے شفعہ میں اُسے لے لیا اس کے بعد بھی پہلے مکان کے متعلق خیارِ رویت باقی ہے دیکھنے کے بعد چاہے تو بیع کو فسخ کرسکتا ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: مشتری نے جب تک خیارِ رویت ساقط نہ کیا ہو بائع ثمن کا اُس سے مطالبہ نہیں کرسکتا۔[4] (فتح)

مسئلہ ۱۵: مشتری خریدنے کے بعد مرگیا تو ورثہ کو میراث میں خیارِ رویت حاصل نہیں ہوگا یعنی ورثہ کو یہ حق نہ ہوگا کہ بیع کو فسخ کردیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: جس چیز کو پہلے دیکھ چکا ہے اگر اُس میں کچھ تغیر پیدا ہوگیا ہے[6] تو خیارِ رویت حاصل ہے اور اگر ویسی ہی ہے تو خیار حاصل نہیں ہاں اگر وقتِ عقد اُسے یہ معلوم نہ ہو کہ وہی چیز ہے جسے میں خریدتا ہوں تو خیار حاصل ہوگا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: بائع کہتا ہے کہ یہ چیز ویسی ہی ہے جیسی تو نے دیکھی تھی اس میں تغیر نہیں آیا ہے اور مشتری کہتا ہے تغیر آگیا تو مشتری کو گواہ سے ثابت کرنا پڑے گا کہ تغیر آگیا ہے گواہ نہ پیش کرے تو قسم کے ساتھ بائع کا قول معتبر ہوگا۔ یہ اُس صورت میں ہے کہ مشتری کے دیکھنے کو زیادہ زمانہ نہ گزرا ہو اور معلوم ہو کہ اتنے زمانہ میں عموماً ایسی چیز میں تغیر نہیں ہوتا اور اگر اتنا زیادہ زمانہ گزر گیا ہے کہ عادۃً تغیر ایسی چیز میں ہو ہی جاتا ہے۔ مثلاً لونڈی ہے جس کو دیکھے ہوئے بیس برس کا زمانہ گزر چکا ہے اور وہ اُس وقت جوان تھی تو مشتری کی بات مانی جائے گی۔ بائع کہتا ہے خریدنے کے وقت تو نے دیکھ لیا تھا مشتری کہتا ہے نہیں دیکھا تھا تو قسم کے ساتھ مشتری کی بات مانی جائے گی۔[8] (عالمگیری)

---

1. اختیار ختم ہوگیا۔
2. "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیۃ، ج۷، ص۱۵۰۔
   و"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیارالرؤیۃ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۱۔
3. "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیۃ، ج۷، ص۱۴۹۔
4. "فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیۃ، ج۵، ص۵۳۳۔
5. "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیارالرؤیۃ، الفصل الاول، ج۳، ص۵۸۔
6. یعنی تبدیلی آگئی ہے۔
7. "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیارالرؤیۃ، الفصل الاول، ج۳، ص۵۸۔
8. المرجع السابق۔

مسئلہ ۱۸: ذبح کی ہوئی بکری کی کلیجی خریدی مگرابھی اُس کی کھال نہیں نکالی گئی ہے تو بیع صحیح ہےاور بائع پرلازم ہے کہ کلیجی نکال کردے اورمشتری کوخیاررویت حاصل ہوگا اوراگربکری ابھی ذبح نہیں ہوئی ہے تو کلیجی کی بیع درست نہیں اگرچہ بائع کہتا ہو کہ میں ذبح کرکے نکال دیتا ہوں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: بائع دوتھان علٰحدہ علٰحدہ دوکپڑوں میں لپیٹ کرلایا اورمشتری سے کہتا ہے یہ وہی دونوں تھان ہیں جن کوتم نےکل دیکھا تھا مشتری نے کہا اس تھان کودس روپے میں خریدا اوراس کودس روپے میں خریدا اورخریدتے وقت نہیں دیکھا تو خیار رویت حاصل نہیں اوراگردونوں مختلف داموں سے خریدے توخیار حاصل ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: دوکپڑے خریدے اوردونوں کودیکھ کرایک کی نسبت کہتا ہے یہ مجھے پسند ہے اس سے خیار باطل نہیں ہوااور ابھی خیار بدستور باقی ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: دوشخصوں نے ایک چیزخریدی دونوں نے اُسے دیکھا نہیں تھا اب دیکھ کرایک نے رضا مندی ظاہر کی دوسرا واپس کرنا چاہتا ہے وہ تنہا واپس نہیں کرسکتا دونوں متفق ہوکرواپس کرنا چاہیں واپس کرسکتے ہیں اوراگرایک نے دیکھا تھا ایک نے نہیں جس نے نہیں دیکھا تھا دیکھ کرواپس کرنا چاہتا ہے جب بھی دونوں متفق ہوکرواپس کرسکتے ہیں اوراگراس کے دیکھنے سے پہلے ہی دیکھنے والے نے کہہ دیا کہ میں راضی ہوں میں نے بیع کونافذکردیا تو دوسرے کا خیار باطل نہیں ہوگا مگر پوری مبیع واپس کرنی ہوگی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: ایک تھان دیکھا تھا باقی نہیں دیکھے تھے اورسب خریدلیے توخیار ہے، مگرواپس کرنا چاہے تو سب واپس کرے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: خیاررویت کی وجہ سے بیع فسخ کرنے[6] میں نہ قاضی کی قضادرکار ہے[7] نہ بائع کی رضامندی کی حاجت۔[8] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیارالرؤیة، الفصل الاول، ج۳، ص۵۹.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق. 5 ...... المرجع السابق.

6 ...... سوداختم کرنے۔

7 ...... یعنی قاضی کے فیصلہ کی ضرورت نہیں۔

8 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیارالرؤیة، الفصل الاول، ج۳، ص۶۰.

مسئلہ ۲۴ مشتری نے عین میں[1] کوئی ایسا تصرف کیا جس سے اُس میں نقصان پیدا ہوجائے اور اُس کو علم نہ تھا کہ یہی وہ چیز ہے جو میں نے خریدی ہے مثلاً بھیڑ کی اُون تراش لی[2] یا کپڑے کو پہنا جس سے اُس میں نقصان آگیا تو خیار جاتا رہا۔ مشتری نے بے دیکھے چیز خریدی بائع نے وہی چیز مشتری کے پاس امانت رکھدی اور مشتری کو یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ وہی چیز ہے پھر وہ چیز مشتری کے پاس ہلاک ہوگئی تو مشتری کا قبضہ ہوگیا اور ثمن دینا پڑیگا۔ اور اگر مشتری نے اپنا قبضہ کرکے بائع کے پاس امانت رکھ دی اور ابھی تک اپنی رضامندی ظاہر نہیں کی ہے اور ہلاک ہوگئی جب بھی مشتری کو ثمن دینا پڑے گا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵ موزے یا جوتے خریدے تھے مشتری سو رہا تھا، بائع نے اُسے سوتے میں پہنا دیا، وہ اُٹھا اور پہنے ہوئے چلا، اگر اس چلنے سے کچھ نقصان آگیا خیار باطل ہوگیا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶ مرغی نے موتی نگل لیا اُسے موتی کے ساتھ بیچنا چاہے تو بیع درست نہیں اگرچہ مشتری نے موتی دیکھا ہو اور مرغی مرگئی اور موتی کو بیچا تو بیع صحیح ہے اور مشتری نے موتی نہ دیکھا ہو تو خیار رویت حاصل ہے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۲۷ خیار کی وجہ سے بیع فسخ کرنے میں یہ شرط ہے کہ بائع کو فسخ کا علم ہوجائے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوا تو وہ یہی سمجھتا رہا کہ بیع ہوگئی اور دوسرا گاہک نہیں تلاش کرے گا اور اس میں اُس کے نقصان کا احتمال ہے۔[6] (درمختار)

مبیع میں کیا چیز دیکھی جائے گی

مسئلہ ۲۸ مبیع کے دیکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ پوری پوری دیکھ لی جائے اُس کا کوئی جز دیکھنے سے رہ نہ جائے بلکہ یہ مراد ہے کہ وہ حصہ دیکھ لیا جائے جس کا مقصود کے لیے دیکھنا ضروری تھا مثلاً مبیع بہت سی چیزیں ہے اور اُن کے افراد میں تفاوت[7] نہ ہو سب ایک سی ہوں جیسی کیلی[8] اور وزنی[9] چیزیں یعنی جس کا نمونہ پیش کیا جاتا ہو یہاں بعض کا دیکھنا کافی ہے مثلاً غلہ کی ڈھیری ہے اُس کا ظاہری حصہ دیکھ لیا کافی ہے ہاں اگر اندرونی حصہ ویسا نہ ہو بلکہ عیب دار ہو تو خیار رویت اور خیار عیب دونوں مشتری کو حاصل ہیں اور اگر عیب دار نہ ہو کم درجہ کا ہو جب بھی خیار رویت حاصل ہے اگرچہ خیار عیب نہیں۔ یوہیں

1 ......یعنی نقود کے علاوہ خریدی ہوئی چیز میں۔ 2 ......کاٹ لی۔
3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب السابع في خيارالرؤية، الفصل الاول، ج٣، ص٦٠.
4 ......المرجع السابق.
5 ......"الفتاوی الخانية"، كتاب البيع، باب الخيار، فصل في خيارالرؤية، ج١، ص٣٦٤.
6 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب خيارالرؤية، ج٧، ص١٥١.
7 ......فرق۔ 8 ......وہ اشیاء جو ماپ کر بیچی جاتی ہیں۔ 9 ......وہ اشیاء جو تول کر بیچی جاتی ہیں۔

چند بوریوں میں غلہ بھرا ہوا ہے۔ایک میں سے دیکھ لینا کافی ہے جبکہ باقیوں میں اس سے کم درجہ کا نہ ہو۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹ مشتری کہتا ہے باقی ویسا نہیں جیسا میں نے دیکھا تھا اور بائع کہتا ہے ویسا ہی ہے اگر نمونہ موجود ہو اہل بصیرت[2] کو دکھایا جائے وہ جو کہیں وہی معتبر ہے اور نمونہ موجود نہ ہو تو مشتری کو گواہ لانا پڑیگا ورنہ بائع کا قول معتبر ہے۔یہ اُس وقت ہے کہ غلہ وہیں موجود ہو بوریوں میں بھرا ہوا ہو اور اگر غلہ وہاں نہ ہو بائع نے نمونہ پیش کیا اور بیع ہوگئی اور نمونہ ضائع ہوگیا پھر بائع باقی غلہ لایا اور یہ اختلاف پیدا ہوا تو مشتری کا قول معتبر ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰ لونڈی غلام میں چہرہ کا دیکھنا کافی ہے اور اگر باقی اعضا دیکھے چہرہ نہیں دیکھا تو کافی نہیں۔ان میں ہاتھ زبان دانت بالوں کا دیکھنا شرط نہیں۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳۱ سواری کے جانور میں چہرہ اور پٹھے[5] دیکھنا کافی ہے صرف چہرہ دیکھنا کافی نہیں پاؤں اور سُم[6] اور دُم اور ایال[7] دیکھنا ضرور نہیں۔[8] (عالمگیری، ردالمحتار، درمختار)

مسئلہ ۳۲ پالنے کے لیے بکری خریدتا ہے اُس کا تمام بدن اور تھن کا دیکھنا ضروری ہے۔یوہیں گائے بھینس دودھ کے لیے خریدتا ہے تو تھن کا دیکھنا ضروری ہے اور گوشت کے لیے بکری خریدتا ہے تو اُسے ٹٹولنا ضروری ہے دور سے دیکھ لی ہے جب بھی خیار رویت حاصل ہوگا۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳ کپڑا اگر اس قسم کا ہو کہ اندر باہر سب یکساں ہو، جیسے ململ[10]، لٹھا، مارکین[11]، سرج[12]، کشمیرہ[13]

---

1 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج۷، ص۱۵۱.

2 ...... زیادہ آگاہی رکھنے والے لوگ، تجربہ کار لوگ۔

3 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیۃ، ج۷، ص۱۵۲.

4 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، ج۷، ص۱۵۲، وغیرہ.

5 ......جانور کے چوتڑ (سرین) کا بالائی حصہ۔

6 ......کُھر یعنی گھوڑے یا گدھے کا پاؤں جو سخت ہوتا ہے۔

7 ......ہر چوپائے خصوصاً گھوڑے کی پشتِ گردن کے لٹکے ہوئے بال۔

8 ......"الفتاوی الهندیۃ"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیارالرؤیۃ، الفصل الثانی، ج۳، ص۶۲.

و"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالشرط، ج۷، ص۱۵۳.

9 ......"الفتاوی الهندیۃ"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیارالرؤیۃ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۲.

10 ......ایک قسم کا باریک سوتی کپڑا۔

11 ......امریکہ کا بنا ہوا ایسا موٹا کپڑا جس کا عرض بڑا ہو۔

12 ......باریک روئی کے سوت کا بنا ہوا ایک کپڑا جس سے عموماً شیروانی وغیرہ بناتے ہیں۔

13 ......وادی کشمیر کا تیار کردہ گرم کپڑا۔

وغیرہ جن کا نمونہ پیش کیا جاتا ہے تو تھان کو اوپر سے دیکھ لینا کافی ہے کھول کر اندر سے دیکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ ایسے کپڑوں میں ایک تھان کا دیکھ لینا کافی ہے سب تھانوں کے دیکھنے کی ضرورت نہیں البتہ اگر اندر خراب نکلے یا عیب ہو تو خیارِ رویت یا خیارِ عیب حاصل ہوگا۔ اگر مبیع مختلف قسم کے تھان ہوں تو ہر ایک قسم کا ایک ایک تھان دیکھ لینا ضرور ہے اور اگر اُس قسم کا ہو کہ سب حصہ ایک طرح کا نہ ہو جیسے چکن[1] اور گلبدن[2] کے تھان کہ اوپر کے پرت[3] میں بوٹیاں زیادہ ہوتی ہیں اور اندر کم تو کھول کر سب تہیں دیکھی جائیں گی، صرف اوپر کا پرت دیکھنا کافی نہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴ قالین کے اوپر کا رُخ دیکھ لینا ضرور ہے نیچے کا رُخ دیکھنے سے خیارِ رویت باطل نہ ہوگا اور دری اور دیگر فروش میں کل دیکھنا ضروری ہے۔ رضائی لحاف اور جُبّہ یا کوٹ جس میں اَستر[5] ہے ابرا[6] دیکھنا ضروری ہے اَستر دیکھنا کافی نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵ مکان میں اندر باہر نیچے اوپر پاخانہ[8] باورچی خانہ سب کا دیکھنا ضروری ہے کیونکہ ان کے مختلف ہونے میں قیمت مختلف ہوجایا کرتی ہے باغ میں بھی باہر سے دیکھ لینا کافی نہیں اندرونی حصہ بھی دیکھنا ضروری ہے اور مختلف قسم کے درخت ہوں تو ہر ایک قسم کے درخت دیکھنا اور پھلوں کا شیریں وترش[9] معلوم کرلینا بھی ضروری ہے۔[10] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶ کھانے کی چیز ہو تو چکھنا کافی ہے اور سونگھنے کی ہو تو سونگھنا چاہیے جیسے عطر، خوشبودار تیل۔[11] (درمختار)

مسئلہ ۳۷ عددیات متقاربہ[12] مثلاً انڈے اخروٹ ان میں بعض کا دیکھ لینا کافی ہے جبکہ باقی اس سے خراب اور کم درجہ کے نہ ہوں۔ جو چیزیں زمین کے اندر ہوں جیسے لہسن، پیاز، گاجر، آلو، جو چیزیں تول کر بیچی جاتی ہیں ان میں کھود کر

---

1 ......کشیدہ کاری یعنی بیل بوٹے کا کام کیا ہوا کپڑا۔

2 ......مختلف ڈیزائن کا دھاری دار اور پھول دار ریشمی اور سوتی کپڑا۔

3 ......اوپر کا حصہ، اوپر کی تہ۔

4 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیۃ، ج۷، ص۱۵۳.

5 ......دوہرے کپڑے کے نیچے کی تہ۔

6 ......دوہرے کپڑے کے اوپر کی تہ۔

7 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیارالرؤیۃ، الفصل الثانی، ج۳، ص۶۳.

8 ......قضائے حاجت کی جگہ یعنی بیت الخلاء۔

9 ......میٹھا اور کھٹا، ذائقہ۔

10 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیۃ، ج۷، ص۱۵۴.

11 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیۃ، ج۷، ۱۵۵.

12 ......ایسی چیزیں جو گن کر بیچی جاتی ہیں اور ان کے افراد کی قیمتوں میں فرق نہیں ہوتا۔

تھوڑے سے دیکھنا کافی ہے جبکہ باقی اس سے کم درجہ کے نہ ہوں یہ جب کہ بائع نے کھود کر دکھائے یا مشتری نے بائع کی اجازت سے کھودے اور اگر مشتری نے بلا اجازت بائع خود کھود لیے اور اتنے کھودے جن کا کچھ ثمن ہو تو خیارِ رویت ساقط ہوگیا اور اگر وہ چیز گنتی سے بکتی ہو جیسے مولی تو بعض کا دیکھنا کافی نہیں جبکہ بائع نے اُکھاڑی ہو یا مشتری نے بائع کی اجازت سے۔ اور اگر مشتری نے بلا اجازت بائع اُکھاڑیں اور وہ اتنی ہیں جن کا کچھ ثمن ہے تو خیار ساقط ہوگیا۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۳۸ ایسی چیز جو زمین میں ہے بیع کی بائع کہتا ہے اگر میں کھود کر نکالتا ہوں اور تم ناپسند کردو تو میرا نقصان ہوگا اور مشتری کہتا ہے اگر بغیر تمھاری اجازت میں خود کھودتا ہوں اور میرے کام کی نہ ہوئی تو پھیر نہ سکوں گا اور بیع لازم ہوجائے گی ایسی صورت میں اگر دونوں میں کوئی اپنا نقصان گوارا کرنے کے لیے طیار ہوجائے فبہا ورنہ قاضی بیع کو فسخ کردے گا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹ شیشی میں تیل تھا اور شیشی کو دیکھا تو یہ حقیقۃً تیل کا دیکھنا نہیں کہ شیشہ حائل ہے۔ یوہیں آئینہ دیکھ رہا ہے اور مبیع کی صورت اُس میں دکھائی دی تو مبیع کا دیکھنا نہیں ہے اور اگر مچھلی پانی میں ہے جو بلا تکلف[3] پکڑی جاسکتی ہے اُس کو خریدا اور پانی ہی میں اُسے دیکھ بھی لیا بعضوں کے نزدیک خیارِ رویت باقی نہ رہیگا کہ مبیع دیکھ لی اور بعض فقہاء کہتے ہیں کہ خیار باقی ہے کیونکہ پانی میں اصلی حالت معلوم نہیں ہوگی جتنی ہے اُس سے بڑی معلوم ہوگی۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰ مشتری نے کسی کو قبضہ کے لیے وکیل کیا تو وکیل کا دیکھنا کافی ہے وکیل نے دیکھ کر پسند کرلیا تو نہ وکیل کو فسخ کا اختیار رہا نہ مؤکل[5] کو، یہ اُس وقت ہے کہ قبضہ کرتے وقت وکیل نے مبیع کو دیکھا اور اگر قبضہ کرتے وقت وہ چیز چھپی ہوئی تھی بعد میں اُسے کھول کر دیکھا تاکہ مشتری کا خیار باطل ہوجائے تو یہ دیکھنا اور پسند کرنا مشتری کے خیار کو باطل نہیں کرے گا کہ قبضہ کرنے سے اُس کی وکالت ختم ہوگئی دیکھنے کا حق باقی نہ رہا۔ اور اگر خریدنے کے لیے وکیل کیا ہے تو وکیل کا دیکھنا کافی ہے کہ وکیل نے دیکھ کر پسند کرلیا یا خریدنے سے پہلے وکیل نے دیکھ لیا تو اب نہ وکیل فسخ کرسکتا ہے نہ مؤکل یہ اُس صورت میں ہے کہ غیر معین چیز کے خریدنے کا وکیل ہو۔ اور اگر مؤکل نے خریدنے کے لیے چیز کو معین کردیا ہو کہ فلاں چیز مثلاً فلاں غلام

---

1. "الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، باب الخیار، فصل فی خیارالرؤیة، ج۱، ص۳۶۳.
2. "الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیارالرؤیة، الفصل الثانی، ج۳، ص۶۴.
3. مشقت کے بغیر۔
4. "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیة، ج۷، ص۱۵۵.
5. وکیل کرنے والا۔

یا فلاں گائے یا بکری تو وکیل کو خیارِ رویت حاصل نہیں۔[1] (ہدایہ، عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱ ایک شخص نے ایک چیز خریدی مگر دیکھی نہیں دوسرے شخص کو اُس کے دیکھنے کا وکیل کیا کہ دیکھ کر پسند کرے یا ناپسند کرے وکیل نے دیکھ کر پسند کرلی بیع لازم ہوگئی اور ناپسند کی تو فسخ کرسکتا ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲ کسی شخص کو مشتری نے قبضہ کے لیے قاصد بنا کر بھیجا یعنی اُس سے کہا کہ بائع کے پاس جاکر کہہ کہ مشتری نے مجھے بھیجا ہے کہ مبیع مجھے دیدے اس کا دیکھنا کافی نہیں یعنی مشتری اگر دیکھ کر ناپسند کرے تو بیع کو فسخ کرسکتا ہے۔[3] (درمختار)

وکیل نے مبیع کو وکالت سے پہلے دیکھا اُس کے بعد وکیل ہوکر خریدا تو اُسے خیارِ رویت حاصل ہوگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳ اندھے کی بیع وشرا[5] دونوں جائز ہیں اگر کسی چیز کو بیچے گا تو خیار حاصل نہ ہوگا اور خریدے گا تو خیار حاصل ہوگا اور مبیع کو اُلٹ پلٹ کر ٹٹولنا دیکھنے کے حکم میں ہے کہ ٹٹول لیا اور پسند کرلیا تو خیار ساقط ہوگیا اور کھانے کی چیز کا چکھنا اور سونگھنے کی چیز کا سونگھنا کافی ہے اور جو چیز نہ ٹٹولنے سے معلوم ہو نہ چکھنے سونگھنے سے جیسے زمین، مکان، درخت، لونڈی غلام وہاں اُس چیز کے اوصاف بیان کرنے ہوں گے جو اوصاف بیان کردیے گئے مبیع اُن کے مطابق ہے تو فسخ نہیں کرسکتا ورنہ فسخ کرسکتا ہے۔ اندھا مشتری یہ بھی کرسکتا ہے کہ کسی کو قبضہ یا خریدنے کے لیے وکیل کردے وکیل کا دیکھ لینا اُس کے قائم مقام ہوجائے گا۔ اندھا کسی چیز کو اپنے لیے خریدے یا دوسرے کے لیے مثلاً کسی نے اندھے کو وکیل کردیا دونوں صورتوں میں خیار حاصل ہوگا۔[6] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۴۴ اندھے کے لیے مبیع کے اوصاف بیان کردیے گئے یا اُس نے ٹٹول کر معلوم کرلیا اور چیز پسند کرلی پھر وہ بینا ہوگیا تو اب اُسے خیارِ رویت حاصل نہیں ہوگا جو خیار اُسے حاصل تھا ختم کرچکا۔ انکھیارے[7] نے خریدی تھی اور مبیع کو دیکھنے

---

1 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیارالرؤیة، الفصل الثالث، ج۳، ص٦٦.
و"الھدایة"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیة، ج۲، ص۳۵.
و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیة، ج۷، ص۱۵٦.

2 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیة، ج۷، ص۱۵٦.

3 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیة، ج۷، ص۱۵٦.

4 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیارالرؤیة، الفصل الثالث، ج۳، ص٦٦.

5 ......خرید وفروخت۔

6 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیارالرؤیة، الفصل الثالث، ج۳، ص٦۵.
و"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیة، ج۷، ص۱۵۷.

7 ......آنکھوں والے۔

سے پہلے نابینا ہوگیا تو اب اُس کے لیے وہی حکم ہے جو اُس مشتری کا ہے کہ خریدتے وقت نابینا تھا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵ شے معین کی شے معین سے بیع ہوئی مثلاً کتاب کو کپڑے کے بدلے میں بیع کیا تو ایسی صورت میں بائع و مشتری دونوں کو خیار رویت حاصل ہے کیونکہ یہاں دونوں مشتری بھی ہیں۔[2] (درمختار)

خیار عیب کا بیان

حدیث ۱ ابن ماجہ نے واثلہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جس نے عیب والی چیز بیع کی اور اُس کو ظاہر نہ کیا، وہ ہمیشہ اللہ تعالٰی کی ناراضی میں ہے یا فرمایا کہ ہمیشہ فرشتے اُس پر لعنت کرتے ہیں۔''[3]

حدیث ۲ امام احمد و ابن ماجہ و حاکم نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور جب مسلمان اپنے بھائی کے ہاتھ کوئی چیز بیچے جس میں عیب ہو تو جب تک بیان نہ کرے، اسے بیچنا حلال نہیں۔''[4]

حدیث ۳ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غلہ کی ڈھیری کے پاس گزرے اُس میں ہاتھ ڈال دیا، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو اُنگلیوں میں تری محسوس ہوئی، ارشاد فرمایا: ''اے غلہ والے! یہ کیا ہے؟ اُس نے عرض کی یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اس پر بارش کا پانی پڑ گیا تھا۔ ارشاد فرمایا کہ'' تو نے بھیگے ہوئے کو اوپر کیوں نہیں کر دیا کہ لوگ دیکھتے جو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔''[5]

حدیث ۴ شرح سنہ میں مخلد بن خفاف سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں، میں نے ایک غلام خریدا تھا اور اُس کو کسی کام میں لگا دیا تھا پھر مجھے اُس کے عیب پر اطلاع ہوئی، اس کا مقدمہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس پیش کیا، اُنھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ غلام کو میں واپس کر دوں اور جو کچھ آمدنی ہوئی ہے، وہ بھی واپس کر دوں پھر میں عروہ سے ملا اور اُنکو واقعہ سُنایا اُنھوں نے کہا، شام کو میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس جاؤں گا اُن سے جا کر یہ کہا کہ مجھ کو عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے یہ خبر دی ہے

1 ......''الفتاوی الھندیة''، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیارالرؤیة، الفصل الثالث، ج۳، ص٦٥.

2 ......''الدرالمختار''، کتاب البیوع، باب خیارالرؤیة، ج۷، ص١٦٢.

3 ......''سنن ابن ماجه''، کتاب التجارات، باب من باع عیبًا فلیبینه، الحدیث:٢٢٤٧، ج٣، ص٥٩.

4 ......المرجع السابق، الحدیث:٢٢٤٦، ص٥٨.

5 ......''صحیح مسلم''، کتاب الإیمان، باب قول النبی صلی اللّٰه علیه وسلم من غشنا فلیس منّا، الحدیث:١٦٤-(١٠١)، (١٠٢)، ص٦٥.

کہ ایسے معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ ''آمدنی ضمان کے ساتھ ہے یعنی جس کے ضمان میں چیز ہو وہی آمدنی کا مستحق ہے۔ یہ سن کر عمر بن عبدالعزیز نے یہ فیصلہ کیا کہ آمدنی مجھے واپس ملے۔[1]

حدیث ۵ دار قطنی و حاکم و بیہقی ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہ خود کو ضرر پہنچے دے، نہ دوسرے کو ضرر پہنچائے، جو دوسرے کو ضرر پہنچائے گا اللہ تعالیٰ اُس کو ضرر دے گا اور جو دوسرے پر مشقت ڈالے گا اللہ تعالیٰ اُس پر مشقت ڈالے گا۔''[2]

حدیث ۶ بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ ارشاد فرمایا: ''بیچنے کے لیے جو دودھ ہو اُس میں پانی نہ ملاؤ'' ایک شخص (امم سابقہ[3] میں سے جبکہ شراب حرام نہ تھی) ایک بستی میں شراب لے گیا، پانی ملا کر اُسے دوچند کر دیا پھر اُس نے ایک بندر خریدا اور دریا کا سفر کیا، جب پانی کی گہرائی میں پہنچا بندر اشرفیوں کی تھیلی اُٹھا کر مستول[4] پر چڑھ گیا اور تھیلی کھول کر ایک اشرفی پانی میں پھینکتا اور ایک کشتی میں، اس طرح اُس نے اشرفیوں کی نصف نصف تقسیم کر دی۔[5]

مسائل فقہیّہ

عرفِ شرع میں عیب جس کی وجہ سے مبیع کو واپس کر سکتے ہیں وہ ہے جس سے تاجروں کی نظر میں چیز کی قیمت کم ہو جائے۔[6]

مسئلہ ۱ مبیع میں عیب ہو تو اُس کا ظاہر کر دینا بائع پر واجب ہے چھپانا حرام و گناہ کبیرہ ہے۔ یوہیں ثمن کا عیب مشتری پر ظاہر کر دینا واجب ہے اگر بغیر عیب ظاہر کیے چیز بیع کر دی تو معلوم ہونے کے بعد واپس کر سکتے ہیں اس کو خیارِ عیب کہتے ہیں خیارِ عیب کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وقت عقد یہ کہہ دے کہ عیب ہوگا تو پھیر دینگے[7] کہا ہو یا نہ کہا ہو بہر حال عیب معلوم ہونے پر مشتری کو واپس کرنے کا حق حاصل ہوگا لہٰذا اگر مشتری کو نہ خریدنے سے پہلے عیب پر اطلاع تھی نہ وقت خریداری اُس کے علم میں یہ بات آئی بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں عیب ہے تھوڑا عیب ہو یا زیادہ خیارِ عیب حاصل ہے کہ مبیع کو لینا چاہے تو

---

1 ...... "شرح السنة"، كتاب البيوع، باب فيمن اشترى عبدًا... إلخ، ج٤، ص٣٢١.

2 ...... "المستدرك" للحاكم، كتاب البيوع، باب النهى عن المحاقلة... إلخ، الحديث: ٢٣٩٢، ج٢، ص٣٦٩.

3 ...... گزشتہ اُمتوں۔ 4 ...... جہاز یا کشتی کا ستون۔

5 ...... "شعب الإيمان" للبيهقي، الباب الخامس و الثلاثون... إلخ، الحديث: ٥٣٠٨، ج٤، ص٣٣٣.

6 ...... "تنوير الأبصار"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج٧، ص١٦٤.

7 ...... واپس کر دینگے۔

پورے دام پر لے لے واپس کرنا چاہے واپس کردے یہ نہیں ہوسکتا کہ واپس نہ کرے بلکہ دام[1] کم کردے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲ عیب پر مشتری کو اطلاع قبضہ سے پہلے ہی ہوگئی تو مشتری بطور خود عقد کو فسخ کرسکتا ہے، اس کی ضرورت نہیں کہ قاضی فسخ کا حکم دے تو فسخ ہوسکے بائع کے سامنے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے عقد کو فسخ کردیا یا رد کردیا یا باطل کردیا بائع راضی ہو یا نہ ہو عقد فسخ ہوجائے گا اور اگر مبیع پر قبضہ کرچکا ہے تو بائع کی رضامندی یا قضائے قاضی کے بغیر[3] عقد فسخ نہیں ہوسکتا۔[4] (ہدایہ، عالمگیری)

مسئلہ ۳ مشتری نے مبیع پر قبضہ کرلیا تھا پھر عیب معلوم ہوا اور بائع کی رضامندی سے عقد فسخ ہوا تو ان دونوں کے حق میں فسخ ہے مگر تیسرے کے حق میں یہ فسخ نہیں بلکہ بیع جدید ہے کہ اس فسخ کے بعد اگر مبیع مکان یا زمین ہے تو شفعہ کرنے والا شفعہ کرسکتا ہے اور اگر قضائے قاضی سے فسخ ہوا تو سب کے حق میں فسخ ہی ہے شفعہ کا حق نہیں پہنچے گا۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۴ خیارِ عیب کی صورت میں مشتری مبیع کا مالک ہوجاتا ہے مگر ملک لازم نہیں ہوتی اور اس میں وراثت بھی جاری ہوتی ہے یعنی اگر مشتری کو عیب کا علم نہ ہوا اور مرگیا اور وارث کو عیب پر اطلاع ہوئی تو اُسے عیب کی وجہ سے فسخ کا حق حاصل ہوگا۔ خیارِ عیب کے لیے کسی وقت کی تحدید نہیں[6] جب تک موانع رد[7] نہ پائے جائیں (جن کا بیان آئے گا) یہ حق باقی رہتا ہے۔[8] (عالمگیری)

خیارِ عیب کے شرائط

مسئلہ ۵ خیارِ عیب کے لیے یہ شرط ہے کہ (۱) مبیع میں وہ عیب عقد بیع کے وقت موجود ہو یا بعد عقد، مشتری کے قبضہ سے پہلے پیدا ہو، لہٰذا مشتری کے قبضہ کرنے کے بعد جو عیب پیدا ہوا اُس کی وجہ سے خیار حاصل نہ ہوگا۔ (۲) مشتری نے قبضہ کرلیا ہو تو اس کے پاس بھی وہ عیب باقی رہے اگر یہاں وہ عیب نہ رہا تو خیار بھی نہیں۔ (۳) مشتری کو عقد یا قبضہ کے وقت عیب پر اطلاع نہ ہو عیب دار جانکر لیا یا قبضہ کیا خیار نہ رہا۔ (۴) بائع نے عیب سے براءت نہ کی ہو اگر اُس نے کہہ دیا کہ میں اس کے کسی

---

1. ...... قیمت۔
2. ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۶، ۶۷.
3. ...... قاضی کے فیصلے کے بغیر۔
4. ......"الھدایۃ"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۲، ص۳۶-۳۷.
و"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۶.
5. ......"الھدایۃ"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۲، ص۳۹.
6. ...... مدت مقرر نہیں۔
7. ...... یعنی واپسی سے روکنے والے اسباب۔
8. ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۶.

عیب کا ذمہ دار نہیں خیار ثابت نہیں۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

عیب کی صورتیں

مسئلہ ۶ لونڈی غلام کا مالک کے پاس سے بھاگنا عیب ہے اور اگر بھاگنا اس وجہ سے ہے کہ مالک اُس پر ظلم کرتا ہے تو عیب نہیں۔ مالک نے اُسے امانت رکھ دیا ہے یا عاریت دیدیا ہے یا اُجرت پر دیا ہے امین یا مستعیر[2] یا مستاجر[3] کے پاس سے بھاگنا بھی عیب ہے مگر جبکہ یہ ظلم کرتے ہوں۔ بھاگنے کے لیے یہ ضرور نہیں کہ شہر سے نکل جائے بلکہ اُسی شہر میں رہے جب بھی عیب ہے اور بھاگنا اسی وقت عیب ہے جب مشتری کے یہاں سے بھی بھاگا ہو۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۷ مشتری کے یہاں سے بھاگ کر بائع کے یہاں آیا اور چھپا نہیں جب کہ بائع اُسی شہر میں ہو تو عیب نہیں اور یہاں آکر پوشیدہ ہو گیا تو عیب ہے۔ غاصب[5] کے یہاں سے بھاگ کر مالک کے پاس آیا یہ عیب نہیں۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸ بیل وغیرہ جانور دو تین دفعہ بھاگیں تو عیب نہیں اس سے زیادہ بھاگنا عیب ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹ بچھونے پر پیشاب کرنا عیب ہے چوری کرنا عیب ہے چاہے اتنا چُرایا جس سے ہاتھ کاٹا جائے یا اس سے کم۔ یوہیں کفن چُرانا جیب کاٹنا بھی عیب ہے بلکہ نقب لگانا[8] بھی عیب ہے۔ کھانے کی چیز کھانے کے لیے مالک کی چُرائی تو عیب نہیں اور بیچنے کے لیے چُرائی یا دوسرے کی چیز چُرائی تو عیب ہے۔ بعض فقہا نے فرمایا کہ مالک کا پیسہ دو پیسے چُرانا عیب نہیں۔[9] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰ بھاگنا، چوری کرنا، بچھونے پر پیشاب کرنا ان تینوں کے اسباب بچپن میں اور بڑے ہونے پر مختلف ہیں۔ بچپن سے مراد پانچ سال کی عمر ہے اس سے کم عمر میں یہ چیزیں پائی جائیں تو عیب نہیں۔ بچپن میں ان کا سبب کم عقلی

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن فی خيار العيب... إلخ، الفصل الاول، ج۳، ص٦٦، ٦٧، وغيره.

2 ......عاریۃً لینے والا۔ 3 ......اجرت پر لینے والا۔

4 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج۷، ص۱۷۰، وغيره.

5 ......ناجائز قبضہ کرنے والا۔

6 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج۷، ص۱۷۰.

7 ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج۷، ص۱۷۰.

8 ......دیوار میں چوری کرنے کے لیے سوراخ کرنا۔

9 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج۷، ص۱۷۰.

و"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن فی خيار العيب... إلخ، الفصل الاول، ج۳، ص٦٩.

اور ضعف مثانہ[1] ہے اور بڑے ہونے کے بعد اس کا سبب سوء اختیار اور باطنی بیماری ہے لہٰذا اگر یہ عیوب مشتری و بائع دونوں کے یہاں بچپن میں پائے گئے یا دونوں کے یہاں جوانی کے بعد پائے گئے تو مشتری رد کر سکتا ہے کہ یہ وہی عیب ہے جو بائع کے یہاں تھا اور اگر بائع کے یہاں یہ عیب بچپن میں تھا اور مشتری کے یہاں بلوغ کے بعد تو رد نہیں کر سکتا کہ یہ وہ عیب نہیں بلکہ دوسرا عیب ہے جو مشتری کے یہاں پیدا ہوا جس طرح بائع کے یہاں اُسے بخار آتا تھا اگر مشتری کے یہاں بھی وہی بخار اُسی وقت آیا تو واپس کر سکتا ہے اور مشتری کے یہاں دوسری قسم کا بخار آیا تو واپس نہیں کر سکتا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: نابالغ غلام کو خریدا جو بچھونے پر پیشاب کرتا تھا مشتری[3] کے یہاں بھی یہ عیب موجود تھا مگر کوئی دوسرا عیب اس کے علاوہ بھی پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے واپس نہ کر سکا اور بائع سے اس عیب کا نقصان لے لیا بالغ ہونے پر پیشاب کرنا جاتا رہا تو جو معاوضۂ عیب بائع نے ادا کیا ہے چونکہ وہ عیب جاتا رہا وہ رقم واپس لے سکتا ہے۔[4] (فتح)

مسئلہ ۱۲: جنون بھی عیب ہے اور بچپن اور جوانی دونوں میں اس کا سبب ایک ہی ہے یعنی اگر بائع کے یہاں بچپن میں پاگل ہوا تھا اور مشتری کے یہاں جوانی میں تو واپس کرنے کا حق ہے کیونکہ یہ وہی عیب ہے دوسرا نہیں۔ جنون کی مقدار یہ ہے کہ ایک دن رات سے زیادہ پاگل رہے اس سے کم میں عیب نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: کنیز کا ولدالزنا[6] ہونا عیب ہے۔ یوہیں اُس کا زنا کرنا بھی عیب ہے، لونڈی سے بچہ پیدا ہو جانا بھی عیب ہے، جبکہ وہ بچہ مولے[7] کے علاوہ دوسرے سے ہو اور اگر اُس کا بچہ مولیٰ سے ہو تو وہ ام ولد ہے اُس کا بیچنا ہی جائز نہیں۔ زنا اور ولادت میں مشتری کے یہاں اس عیب کا پایا جانا ضرور نہیں۔ ولدالزنا ہونا، زنا کرنا، غلام میں عیب نہیں اگرچہ زنا کرنا گناہ کبیرہ ہے اُس پر توبہ واستغفار واجب ہے اور شرعاً سخت عیب ہے اور اگر زنا کرنا اُس کی عادت ہو یعنی دو مرتبہ سے زیادہ ایسا کیا تو یہ بیع میں عیب شمار کیا جائے گا۔ لونڈی اور غلام میں فرق اس وجہ سے ہے کہ لونڈی سے اکثر یہ مقصود ہوتا ہے کہ اُس سے وطی کرے اگر وہ ایسی ہے تو طبیعت کو کراہت آئے گی نیز اگر اولاد پیدا ہوئی تو زانیہ کی اولاد کہلائے گی اور یہ سخت عار ہے اور غلام سے مقصود

---

1 ...... جسم کے اندر پیشاب کی تھیلی کا کمزور ہونا۔

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، ج۷، ص۱۷۶.

3 ...... خریدار۔

4 ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، ج٦، ص٥٠٤.

5 ......"الفتاوی الھندیۃ" کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیارالعیب... إلخ، الفصل الاول، ج٣، ص٧٠.

6 ...... زنا سے پیدا ہونے والی۔ 7 ...... آقا، مالک۔

خدمت لینا ہوتا ہے اور ان باتوں سے خدمت میں کوئی فرق نہیں آتا، جب تک زنا کی عادت نہ ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: غلام اگر ایسا ہو کہ مفت اغلام کراتا ہو، یہ اُس میں عیب ہے۔ غلام مخنث[2] ہے بایں معنے کہ آواز میں نرمی ہے اور رفتار میں لچک، اگر یہ بات کمی کے ساتھ ہے تو عیب نہیں اور زیادتی کے ساتھ ہے تو عیب ہے، واپس کردیا جائے گا اور اگر مخنث بایں معنیٰ ہو کہ برے افعال کرتا ہے تو عیب ہے۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۵: لونڈی کا حاملہ ہونا یا شوہر والی ہونا عیب ہے کیونکہ اُس کو فراش نہیں بنایا جاسکتا۔[4] یوہیں غلام کا شادی شدہ ہونا بھی عیب ہے، مگر غلام نے واپسی سے پہلے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی تو واپس نہیں کیا جاسکتا اور لونڈی کو اُس کے شوہر نے طلاق دیدی اگر رجعی طلاق ہے واپس کی جاسکتی ہے اور بائن ہے تو نہیں اور شوہر والی لونڈی اگر مشتری کے محرمات میں سے ہو مثلاً اس کی رضاعی بہن یا ماں ہے یا اس کی عورت کی ماں ہے تو شوہر والی ہونا عیب نہیں۔[5] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: جذام[6]، برص[7]، اندھا ہونا، کانا ہونا، بھینگا ہونا[8]، گونگا ہونا، بہرا ہونا، اُنگلی زیادہ یا کم ہونا، کُبڑا[9] ہونا، پھوڑے، بیماری، خصیہ کا بڑا ہونا، نامردی، خصی ہونا، یہ سب چیزیں عیب ہیں اگر خصی کہکر خریدا اور خصی نہ تھا تو واپس کرنے کا حق نہیں ہے۔[10] (عالمگیری، درمختار) جو غلام دارالاسلام میں پیدا ہوا ہے اور بالغ ہوگیا مگر اُس کا ختنہ نہیں ہوا

---

1 ...."الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۷.

2 ....ہیجڑہ۔

3 ...."الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۸.

و"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۱۷۵.

4 ....یعنی اس سے جماع، ہمبستری نہیں کی جاسکتی۔

5 ...."الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۷، ۶۸.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۱۷۵.

6 ....کوڑھ، ایک موذی بیماری۔

7 ....سفید کوڑھ، ایک بیماری جس کی وجہ سے جسم پر سفید دھبے پڑ جاتے ہیں۔

8 ....آنکھ کا ٹیڑھا پن۔

9 ....وہ شخص جس کی پیٹھ جھک گئی ہو۔

10 ...."الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۸.

و"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۱۷۴.

ہے یہ عیب ہے اور ابھی نابالغ ہے یا دارالحرب سے اُسے لائے اس میں یہ عیب نہیں۔[1] (فتح)

مسئلہ ۱۷ غلام امرد[2] خریدا پھر معلوم ہوا کہ اس نے داڑھی مُنڈائی تھی یا داڑھی کے بال نوچ ڈالے تھے یہ عیب ہے واپس کر دیا جائے گا۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۸ گندہ دہنی[4] یا بغل میں بو ہونا لونڈی میں عیب ہے غلام میں نہیں، مگر جبکہ بہت زیادہ ہو تو غلام میں بھی عیب ہے اور اگر دانت مانجھے نہیں[5] اس وجہ سے مونھ سے بو آتی ہے، منجن[6] مسواک سے بو زائل ہو جائے گی، یہ عیب نہیں۔[7] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹ ناف کے نیچے پیڑو[8] کا پھولا ہونا، لونڈی غلام دونوں میں عیب ہے[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰ لونڈی کی شرمگاہ میں گوشت یا ہڈی کا پیدا ہو جانا جس کی وجہ سے وطی نہ ہو سکے، عیب ہے۔ یوہیں آگے کا مقام بند ہونا بھی عیب ہے۔[10] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱ کافر ہونا لونڈی غلام دونوں میں عیب ہے۔ یوہیں بد مذہب ہونا بھی عیب ہے۔[11] (درمختار)

مسئلہ ۲۲ لونڈی کی عمر پندرہ سال کی ہو اور حیض نہ آئے یہ عیب ہے اور اگر صغرسنی یا کبرسنی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو عیب نہیں۔ یہ بات کہ حیض نہیں آتا یہ خود اُسی لونڈی کے کہنے سے معلوم ہوگی اور اگر بائع کہتا ہے کہ اسے حیض آتا ہے تو اُسے قسم دیں گے، اگر قسم کھا لے بائع کا قول معتبر ہے اور قسم سے انکار کرے تو عیب ثابت ہے۔ استحاضہ بھی عیب ہے۔[12] (درمختار)

---

1 ......"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج٦، ص٨.

2 ......یعنی خوبصورت لڑکا۔

3 ......"الفتاوى الخانية"، كتاب البيع، فصل في العيوب، ج١، ص٣٦٧.

4 ......یعنی منہ سے بدبو آنے کی بیماری۔ 5 ......دانت صاف نہیں کئے۔ 6 ......دانت صاف کرنے کا پاؤڈر۔

7 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن في خيار العيب... إلخ، الفصل الاول، ج٣، ص٦٧.

و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج٧، ص١٧٤.

8 ......ناف کے نیچے کا حصہ۔

9 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن في خيار العيب... إلخ، الفصل الاول، ج٣، ص٦٩.

10 ......المرجع السابق.

11 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج٧، ص١٧٥.

12 ......المرجع السابق، ص١٧٦.

مسئلہ ۲۳: پرانی کھانسی عیب ہے، معمولی کھانسی عیب نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: مدیون ہونا بھی عیب ہے جبکہ اُس دین کا مطالبہ فی الحال ہوسکتا ہو اور اگر ایسا دَین ہے جو آزاد ہونے کے بعد واجب الادا ہوگا تو عیب نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: شراب خواری کی عادت، جوا کھیلنا، جھوٹ بولنا، چغلی کھانا، نماز چھوڑ دینا، بائیں ہاتھ سے کام کرنا[3]، آنکھ میں پر بال ہونا[4]، پانی بہنا، رتوندہونا،[5] یہ سب عیوب ہیں۔[6] (عالمگیری، درمختار)

جانوروں کے بعض عیوب

مسئلہ ۲۶: گائے، بھینس، بکری دودھ نہیں دیتی یا اپنا دودھ خود پی جاتی ہے یہ عیب ہے۔ اور جانور کا کم کھانا بھی عیب ہے بیل کام کے وقت سوجاتا ہے یہ عیب ہے۔ گدھا خریدا، وہ سُست چلتا ہے واپس نہیں کرسکتا مگر جبکہ تیز رفتاری کی شرط کرلی ہو۔ گدھے کا نہ بولنا عیب ہے۔ مُرغ خریدا جو ناوقت بولتا ہے، واپس کرسکتا ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: بکری خریدی، دیکھا تو اُس کے کان کٹے ہوئے ہیں، یہ عیب ہے۔ یوہیں قربانی کے لیے کوئی جانور خریدا جس کے کان کٹے ہوئے ہیں یا اُس میں کوئی عیب ایسا ہے جس کی وجہ سے قربانی نہیں ہوسکتی اُسے واپس کرسکتا ہے اور اگر قربانی کے لیے نہ ہو تو واپس نہیں کرسکتا مگر جبکہ عرف میں وہ عیب قرار دیا جائے۔ اگر بائع و مشتری میں اختلاف ہوا مشتری کہتا ہے میں نے قربانی کے لیے خریدا ہے بائع انکار کرتا ہے اگر وہ زمانہ قربانی کا ہو اور مشتری اہل قربانی سے ہو تو مشتری کا قول معتبر ہے۔[8] (خانیہ)

مسئلہ ۲۸: گائے یا بکری نجاست خور ہے اگر یہ اُس کی عادت ہے عیب ہے اور اگر ہفتہ میں ایک دو بار ایسا ہوا تو

---

1 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب... إلخ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۸.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۱۷۹.

3 ......یعنی دایاں ہاتھ درست ہونے کے باوجود ہر کام کے لیے صرف بایاں ہاتھ استعمال کرتا ہو۔

4 ......آنکھ کی ایک بیماری جس میں پلکوں کے اندر سے مڑے ہوئے بال نکل آتے ہیں اور آنکھ کے ڈھیلے میں چبھتے رہتے ہیں۔

5 ......شب کوری، آنکھ کی ایک بیماری جس کے سبب رات کو دکھائی نہیں دیتا۔

6 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب... إلخ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۹.
و"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۱۷۹.

7 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب... إلخ، الفصل الثانی، ج۳، ص۷۱، ۷۲.

8 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، فصل فی العیوب، ج۱، ص۳۶۹.

عیب نہیں۔ کوئی جانور مکھی کھاتا ہے اگر احیاناً[1] ایسا ہو تو عیب نہیں اور اکثر کھاتا ہو تو عیب ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹ جانور کے دونوں پاؤں قریب قریب ہیں مگر رانوں میں زیادہ فاصلہ ہے یہ عیب ہے۔ رسی توڑانا یا کسی ترکیب سے گلے سے پگھا[3] نکال لینا عیب ہے۔ گھوڑا سرکش ہے کھڑا ہو جاتا ہے اَڑ جاتا ہے لگام لگاتے وقت شوخی[4] کرتا ہے لگانے نہیں دیتا چلنے میں دونوں پنڈلیاں یا پاؤں رگڑ کھاتے ہوں یہ سب عیب ہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰ گھوڑا خریدا، دیکھا کہ اُس کی عمر زیادہ ہے خیارِ عیب کی وجہ سے اُسے واپس نہیں کرسکتا ہاں اگر کم عمر کی شرط کرلی ہے تو واپس کرسکتا ہے۔ گائے خریدی وہ مشتری کے یہاں سے بھاگ کر بائع کے یہاں چلی جاتی ہے یہ عیب نہیں۔[6] (عالمگیری) یعنی جب کہ زیادہ نہ بھاگتی ہو۔

دوسری چیزوں کے عیوب

مسئلہ ۳۱ موزے یا جوتے خریدے وہ اس کے پاؤں میں نہیں آتے واپس کرسکتا ہے اگرچہ خریدتے وقت یہ نہ کہا ہو کہ پہننے کے لیے خریدتا ہوں کیونکہ عادۃً[7] ایک جوڑا جوتا یا موزہ پہننے ہی کے لیے خریدا جاتا ہے۔ جوتا خریدا جو تنگ تھا بائع نے کہہ دیا پہنو ٹھیک ہو جائے گا ایک دن پہنا مگر ٹھیک نہ ہوا اب واپس نہیں کرسکتا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲ نجس کپڑا خریدا مگر مشتری کو ناپاک ہونا معلوم نہ تھا اب معلوم ہوا اگر اُس قسم کا کپڑا ہے کہ دھونے سے خراب نہیں ہوگا تو واپس نہیں کرسکتا اور خراب ہو جائے گا تو واپس کرسکتا ہے۔ اُس میں تیل کی چکنائی لگی ہے تو بہر حال واپس کرسکتا ہے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳ مکان خریدا اُس کے دروازہ پر لکھا ہوا پایا یہ فلاں مسجد پر وقف ہے محض اتنی بات سے واپس نہیں

1 ......کبھی کبھی۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن فی خيار العيب...إلخ، الفصل الثانی، ج٣، ص٧٢.

3 ......وہ لمبی رسی جو جانور کے گلے میں باندھ کر پچھلے پاؤں میں باندھ دیتے ہیں۔

4 ......اچھل کود۔

5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن فی خيار العيب...إلخ، الفصل الثانی، ج٣، ص٧٢.

6 ......المرجع السابق.

7 ......عام طور پر۔

8 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن فی خيار العيب...إلخ، الفصل الثانی، ج٣، ص٧٣.

9 ......المرجع السابق.

کرسکتا جب تک وقف کا ثبوت نہ ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: مکان یا زمین خریدی لوگ اُسے منحوس کہتے ہیں واپس کرسکتا ہے کیونکہ اگرچہ اس قسم کے خیالات کا اعتبار نہیں مگر بیچنا چاہے گا تو اس کے لینے والے نہیں ملیں گے اور یہ ایک عیب ہے۔[2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۵: گیہوں[3] خریدے بائع نے اشارہ کرکے بتا دیا تھا کہ یہ ہیں اُس کے دانے پتلے یا چھوٹے ہیں تو خیار عیب سے واپس نہیں کرسکتا اور اگر گُھنے ہوئے[4] ہیں یا بودار[5] ہیں تو واپس کرسکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: پھل یا ترکاری کی ٹوکری خریدی اُس میں نیچے گھاس بھری ہوئی نکلی واپس کرسکتا ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: مکان خریدا جس کا پرنالہ دوسرے کے مکان میں گرتا ہے یا اس کی نالی دوسرے کے مکان میں جاتی ہے اور معلوم ہوا کہ اس کا حق نہیں ہے مگر خریداری کے وقت اس کا علم نہیں تھا تو واپس کرسکتا ہے یا اس کی وجہ سے جو کچھ قیمت میں کمی پیدا ہو وہ بائع سے واپس لے سکتا ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: قرآن مجید یا کتاب خریدی اور اُس کے اندر بعض بعض جگہ الفاظ لکھنے سے رہ گئے ہیں واپس کرسکتا ہے۔[9] (عالمگیری)

موانع رد کیا ھیں اور کس صورت میں نقصان لے سکتا ھے

مسئلہ ۳۹: عیب پر اطلاع پانے کے بعد مشتری نے اگر مبیع میں مالکانہ تصرف کیا تو واپس کرنے کا حق جاتا رہا۔ جانور خریدا تھا وہ بیمار تھا اُس کا علاج کیا یا اپنے کام کے لیے اُس پر سوار ہوا واپس نہیں کرسکتا اور اگر ایک بیماری تھی جس کی بائع نے ذمہ داری نہیں کی تھی اُس کا علاج کیا اور دوسری بیماری جس کا ذکر نہیں آیا تھا وہ ظاہر ہوئی تو اس کی وجہ سے واپس کرسکتا ہے۔[10] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع،الباب الثامن فی خيارالعيب...إلخ،الفصل الثانی، ج۳، ص۷۳.

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع،الباب الثامن فی خيارالعيب...إلخ،الفصل الثانی، ج۳، ص۷۳.
و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب خيارالعيب، ج۷، ص۱۸۱.

3 ......گندم۔ 4 ......گُھن (ایک کیڑا جو غلے کو کھاتا ہے) لگے ہوئے۔ 5 ...... بدبودار۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع،الباب الثامن فی خيارالعيب...إلخ،الفصل الثانی، ج۳، ص۷۳.

7 ......المرجع السابق. 8 ......المرجع السابق، ص۷٤.

9 ......المرجع السابق. 10 ......المرجع السابق، ص۷٥.

مسئلہ ۴۰: جانور پر اُس کو واپس کرنے کی غرض سے سوار ہوا یا سوار ہو کر اُسے پانی پلانے لے گیا یا چارہ خریدنے گیا اگر مجبور تھا تو عیب پر رضا مندی نہیں ورنہ ہے۔ عیب پر مطلع ہونے کے بعد مکان خرید کردہ میں[1] سکونت کی[2] یا اُس کی مرمت کی یا اُس کو ڈھا دیا اب واپس نہیں کرسکتا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: مبیع کو مشتری نے بیع کر دیا یا آزاد کر دیا یا ہبہ کر کے قبضہ دیدیا اس کے بعد عیب پر مطلع ہوا تو نہ واپس کرسکتا ہے نہ نقصان لے سکتا ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: بکری یا گائے خریدی اُسکا دودھ دوہ کر استعمال کیا پھر عیب پر اطلاع ہوئی واپس نہیں کرسکتا نقصان لے سکتا ہے۔ اور گائے بکری کو مع بچہ کے خریدا ہے اور عیب پر مطلع ہوا اس کے بعد بچہ نے دودھ پی لیا واپس کرسکتا ہے چاہے بچہ نے خود ہی پی لیا ہو یا اس نے اُسے چھوڑا تھا کہ پی لے۔ اور اگر مشتری نے دودھ دوہا تو واپس نہیں کرسکتا چاہے خود پی لے یا اُس کے بچہ کو پلا دے کہ عیب پر مطلع ہو کر دوہنا دلیل رضا مندی ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: کنیز[6] خرید کر اُس سے وطی کی اس کے بعد عیب پر مطلع ہوا واپس نہیں کرسکتا عیب کا نقصان لے سکتا ہے۔ اور اگر بائع نقصان دینا نہیں چاہتا کنیز واپس لینے کے لیے راضی ہے تو واپسی ہوسکتی ہے۔ یو ہیں شہوت کے ساتھ چھونا یا بوسہ دینا بھی مانع رد ہے۔ اور عیب پر مطلع ہونے کے بعد یہ افعال کیے تو نقصان بھی نہیں لے سکتا۔ اور اگر اُس کے ساتھ کسی نے زنا کیا جب بھی واپس نہیں کرسکتا نقصان لے سکتا ہے مگر جبکہ بائع واپس لینے پر طیار ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۴: غلہ خریدا اُس میں سے کچھ کھا لیا یا بیچ دیا پھر عیب پر مطلع ہوا جو کھا چکا ہے اُس کا نقصان لے لے اور باقی کو واپس کرسکتا ہے جو بیچ چکا ہے اُس کا نقصان نہیں لے سکتا۔ آٹا خریدا اُس میں سے کچھ گوندھ کر روٹی پکائی معلوم ہوا کہ کڑوا ہے جو پکا چکا ہے اُس کا نقصان لے سکتا ہے اور باقی کو واپس کرسکتا ہے۔[8] (خانیہ وغیرہ)

---

1 ...... خریدے ہوئے مکان میں۔ 2 ...... رہائش اختیار کی۔

3 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب... إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۷۵.

4 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب: فی أنواع زیادة المبیع، ج۷، ص۱۸۷.

5 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب... إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۷۵.

6 ...... لونڈی۔

7 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب... إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۷۵-۷۶.

8 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، فصل فیما یرجع بنقصان العیب، ج۱، ص۳۷۱، وغیرہ.

مسئلہ ۴۵ کپڑا خریدا اُسے قطع کرایا اور ابھی سلا نہیں اُس میں عیب معلوم ہوا اُسے واپس نہیں کرسکتا بلکہ نقصان لے سکتا ہے ہاں اگر بائع قطع کیے ہوئے کو واپس لینے پر راضی ہے تو اب نقصان نہیں لے سکتا اور خرید کر بیع کر دیا ہے تو کچھ نہیں کرسکتا۔ اور اگر قطع کے بعد سل بھی گیا اور عیب معلوم ہوا تو نقصان لے سکتا ہے بائع بجائے نقصان دینے کے واپس لینا چاہے تو واپس نہیں لے سکتا۔[1] (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ ۴۶ کپڑا خرید کر اپنے نابالغ بچہ کے لیے قطع کرایا[2] اور عیب معلوم ہوا تو نہ واپس کرسکتا ہے نہ نقصان لے سکتا ہے۔ اور اگر بالغ لڑکے کے لیے قطع کرایا تو نقصان لے سکتا ہے۔[3] (ہدایہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۷ مبیع میں مشتری کے یہاں کوئی جدید عیب[4] پیدا ہوگیا مشتری[5] کے فعل سے وہ عیب پیدا ہوا یا آفت سماوی[6] سے ہوا واپس نہیں کرسکتا نقصان کا معاوضہ لے سکتا ہے۔ اور اگر بائع کے فعل سے وہ عیب پیدا ہوا ہے جب بھی واپس نہیں کرسکتا بلکہ دونوں عیبوں سے جو نقصان ہے اُن کا معاوضہ لے سکتا ہے۔ اور اگر اجنبی کے فعل سے دوسرا عیب پیدا ہوا تو عیب اول کا نقصان بائع سے لے اور دوسرے عیب کا اُس اجنبی سے۔ اور اگر بیع کے بعد[7] مگر قبضہ سے پہلے بائع کے فعل سے یا خود مبیع کے فعل سے[8] یا آفت سماوی سے عیب جدید پیدا ہوا تو مشتری کو اختیار ہے کہ بیع کو رد کردے یعنی نہ لے یا لے لے اور جو نقصان ہوا ہے اُس کے عوض میں ثمن سے کم کردے۔ اور اگر اجنبی کے فعل سے وہ عیب پیدا ہوا ہے جب بھی اختیار ہے کہ مبیع کو لے یا نہ لے، اگر مبیع کو لیتا ہے تو نقصان کا معاوضہ اُس اجنبی سے لے سکتا ہے۔ اور اگر خود مشتری کے فعل سے عیب پیدا ہوا ہے تو پورے ثمن کے ساتھ لینا پڑے گا اور نقصان کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔[9] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۸ جو چیز ایسی ہو کہ اُس کی واپسی میں مزدوری صرف کرنی پڑے تو جہاں عقد بیع ہوا ہے وہاں پہنچانا مشتری کے ذمہ ہے یعنی مزدوری وغیرہ مشتری کو دینی پڑے گی۔[10] (درمختار)

مسئلہ ۴۹ جانور خریدا اُسے ذبح کردیا اب معلوم ہوا کہ اسکی آنتیں خراب ہوگئی تھیں تو نقصان نہیں لے سکتا

---

1 ...."الهداية"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج ٢، ص ٣٨، وغيره.

2 ....کٹوایا۔

3 ...."الهداية"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج ٢، ص ٣٨.
و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج ٧، ص ١٨٤.

4 ....نیا عیب۔ 5 ....خریدار۔ 6 ....قدرتی آفت جیسے جلنا، ڈوبنا وغیرہ۔ 7 ....سودا طے ہونے کے بعد۔

8 ....خریدی ہوئی چیز کے اپنے فعل سے مثلاً گائے خریدی اس نے اونچی جگہ سے چھلانگ لگائی تو ٹانگ ٹوٹ گئی۔

9 ...."الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج ٧، ص ١٨١.

10 ...."الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج ٧، ص ١٨١ و ١٤٨.

اور اگر ذبح سے پہلے عیب پر مطلع ہو چکا تھا پھر ذبح کر دیا جب بھی نقصان نہیں لے سکتا مگر جبکہ یہ معلوم ہو کہ ذبح نہ کیا جائے گا تو مرجائے گا اس صورت میں نقصان لے سکتا ہے۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵۰: مبیع میں کچھ زیادتی کر دی مثلاً کپڑے کو سی دیا یا رنگ دیا یا ستو میں گھی شکر وغیرہ ملا دیا یا زمین میں پیڑ نصب کر دیے[2] یا تعمیر کرائی یا اُس کو بیع کر دیا اگرچہ بیچنا عیب پر مطلع ہونے کے بعد ہو یا مبیع ہلاک ہوگئی ان سب صورتوں میں نقصان لے سکتا ہے واپس نہیں کر سکتا ہے اگر وہ دونوں واپسی پر رضامند بھی ہو جائیں جب بھی قاضی حکم واپسی کا نہیں دے سکتا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵۱: انڈا خریدا، توڑا تو گندہ نکلا، کل دام واپس ہونگے کہ وہ بیکار چیز ہے بیع[4] کے قابل نہیں ہاں شتر مرغ کا انڈا جس میں چھلکا مقصود ہوتا ہے اکثر لوگ اُسے زینت کی غرض سے رکھتے ہیں اُس کی بیع باطل نہیں عیب کا نقصان لے سکتا ہے۔ خربزہ۔ تربز۔ کھیرا خریدا اور کاٹا تو خراب نکلا یا بادام، اخروٹ خریدا توڑنے پر معلوم ہوا کہ خراب ہے مگر باوجود خرابی کام کے لائق ہے کم سے کم یہ کہ جانور ہی کے کھلانے میں کام آسکتا ہے تو واپس نہیں کر سکتا نقصان لے سکتا ہے اور اگر بائع کٹے ہوئے یا ٹوٹے ہوئے کو واپس لینے پر طیار ہے تو واپس کر دے نقصان نہیں لے سکتا۔ اور اگر عیب معلوم ہو جانے کے بعد کچھ بھی کھالیا تو نقصان بھی نہیں لے سکتا۔ اور اگر چکھا اور عیب معلوم ہونے کے بعد چھوڑ دیا کچھ نہ کھایا تو نقصان لے سکتا ہے۔ اور اگر کاٹنے توڑنے سے پہلے ہی مشتری کو عیب معلوم ہوگیا تو اُسی حالت میں واپس کر دے کاٹے توڑے گا تو نہ واپس کر سکتا ہے نہ نقصان لے سکتا ہے۔ اور اگر کاٹنے توڑنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ چیزیں بالکل بیکار ہیں مثلاً کھیرا کڑوا ہے یا بادام۔ اخروٹ میں گری نہیں ہے۔ تربز یا خربزہ سڑا ہوا ہے تو پورے دام[5] واپس لے بیع باطل ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۲: گیہوں[7] وغیرہ غلہ خریدا اُس میں خاک ملی ہوئی نکلی اگر خاک اُتنی ہی ہے جتنی عادۃً ہوا کرتی ہے واپس نہیں کر سکتا اور عادت سے زیادہ ہے تو کل واپس کر دے اور اگر گیہوں رکھنا چاہتا ہے خاک کو الگ کر کے واپس کرنا چاہتا ہے یہ نہیں کر سکتا۔[8] (عالمگیری، ردالمحتار)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۱۸۷، وغیرہ.
2 ......درخت لگا دیئے۔
3 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۱۸۸.
4 ......یعنی فروخت۔
5 ......پوری قیمت۔
6 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب: یرجح القیاس، ج۷، ص۱۹۵.
7 ......گندم۔
8 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب... إلخ، الفصل الثانی، ج۳، ص۷۴.
و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب: وجد فی الحنطۃ ترابًا، ج۷، ص۱۹۷.

مسئلہ ۵۳ گیہوں میں کچھ خاک ملی تھی اُڑ گئی اور وزن کم ہوگیا یا گیہوؤں میں نمی تھی خشک ہو کر وزن کم ہوگیا واپس نہیں کرسکتا۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۵۴ مشتری[2] نے مبیع کو بیع کر دیا اور اُسے عیب کی خبر نہ تھی مشتری ثانی[3] نے عیب کی وجہ سے حکم قاضی سے واپس کیا تو مشتری اول بائع اول کو وہ چیز واپس کرسکتا ہے۔ یہ اُس وقت ہے جب مشتری ثانی نے گواہوں سے یہ ثابت کیا ہو کہ اس چیز میں اُس وقت سے عیب ہے جب بائع اول کے پاس تھی اور اگر گواہوں سے مشتری کے پاس عیب ثابت کیا ہو تو بائع اول پر رد نہیں کرسکتا اور اگر واپس کرنے کے بعد مشتری اول نے یہ کہہ دیا کہ اس میں کوئی عیب نہیں ہے تو واپس نہیں کرسکتا۔ یہ تمام باتیں اُس وقت ہیں جب مبیع پر قبضہ ہو چکا ہو اور قبضہ نہ ہوا ہو تو مطلقاً واپس کرسکتا ہے چاہے قضائے قاضی سے واپسی ہو یا اس کے بغیر کیونکہ بیع ثانی اس صورت میں صحیح ہی نہیں مگر جائداد غیر منقولہ[4] میں بغیر قبضہ بھی بیع ہوسکتی ہے، اس میں قبضہ اور غیر قبضہ کا فرق نہیں۔[5] (درمختا، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۵ مشتری ثانی نے مشتری اول کو اس کی رضا مندی سے چیز واپس کردی تو یہ بائع اول کو واپس نہیں کرسکتا اگرچہ وہ عیب ایسا نہ ہو جو مشتری اول کے یہاں پیدا ہوسکتا ہو مثلاً غلام کے پانچ کی جگہ چھ اُنگلیاں ہیں کہ یہ واپسی حق ثالث میں بیع جدید قرار پائے گی۔ یوہیں بائع کے وکیل نے اگر مبیع کی واپسی اپنی رضا مندی سے کرلی تو مؤکل کو واپس نہیں کرسکتا کہ مؤکل کے لحاظ سے یہ فسخ نہیں بلکہ بیع جدید ہے اور اگر قضائے قاضی[6] سے واپسی ہوئی تو مؤکل پر بھی واپسی ہوگئی کہ جب بیع فسخ ہوگئی وہ چیز مؤکل کی ہوگئی۔[7] (درمختار، ردالمحتار)۔

مسئلہ ۵۶ مشتری نے مبیع پر قبضہ کرنے کے بعد عیب کا دعویٰ کیا تو ثمن دینے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا بلکہ مشتری سے اثبات عیب کے گواہ طلب کیے جائیں گے اور گواہ نہ ہوں تو بائع پر حلف دیا جائے گا اور بائع قسم کھا جائے کہ عیب نہیں تھا تو ثمن دینے کا حکم ہوگا اور اگر مشتری نے پہلے یہ کہا کہ میرے گواہ نہیں ہیں پھر کہتا ہے گواہ پیش کروں گا تو گواہ قبول کرلیے

---

1 ......"الفتاوی الخانیة"کتاب البیع،فصل فیما یرجع بنقصان العیب،ج۱،ص۳۷۳.

2 ......خریدار۔ 3 ......دوسرا خریدار۔ 4 ......وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہو۔

5 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"،کتاب البیوع،باب خیارالعیب،مطلب:وجد فی الحنطة ترابًا،ج۷،ص۱۹۷.

6 ......قاضی کا فیصلہ۔

7 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"،کتاب البیوع،باب خیارالعیب،مطلب:وجد فی الحنطة ترابًا،ج۷،ص۱۹۷.

جائیں گے۔ اور اگر مشتری کے پاس گواہ نہیں ہیں اور بائع قسم سے انکار کرتا ہے تو عیب کا حکم ہوگا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۷ گواہ مشتری یا حلف بائع کی اُس وقت ضرورت ہے جب وہ عیب مخفی[2] ہو مثلاً بھاگنا چوری کرنا اور اگر عیب ظاہر ہو مثلاً کانا، بہرا، گونگا ہے یا اُس کی اُنگلیاں زائد یا کم ہیں تو نہ گواہ کی حاجت نہ قسم کی ضرورت ہاں اگر بائع یہ کہے کہ مشتری کو خریدنے کے وقت عیب کا علم تھا یا بعد خریدنے کے عیب پر راضی ہوگیا یا میں عیب سے بری الذمہ ہو چکا تھا تو بائع کو ان امور پر[3] گواہ پیش کرنے پڑیں گے گواہ نہ لاسکے تو مشتری پر حلف دیا جائے گا قسم کھالے گا واپس کردیا جائے گا ورنہ واپس نہیں کرسکتا۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۸ وہ عیوب جن میں طبیب کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً ورم جگر،[5] ورم طحال[6] یا کوئی دوسری پوشیدہ بیماری ان میں ایک طبیب عادل نے اس بیماری کا ہونا بیان کردیا تو دعوے قابل سماعت ہے رہا یہ امر کہ یہ بیماری بائع کے یہاں موجود تھی اس کے لیے دو۲ عادل طبیب کی شہادت درکار ہوگی۔ اور جو عیوب ایسے ہیں جن پر عورتوں ہی کو اطلاع ہوتی ہے ان میں ایک عورت کے قول سے عیب کا ثبوت ہوگا مگر بیع فسخ کرنے کے لیے یہ ضرور ہے کہ بائع کو حلف دیں اگر وہ قسم کھالے کہ میرے یہاں یہ عیب نہ تھا تو واپس نہیں کرسکتا قسم سے انکار کرے تو واپس کردے گا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۵۹ جو عیب ظاہر ہے اور اتنی مدت میں پیدا نہیں ہوسکتا جب سے بیع ہوئی ہے تو یہاں بھی گواہ یا حلف کی حاجت نہیں ہاں اگر اس مدت میں پیدا ہوسکتا ہے اور بائع یہ کہتا ہے کہ میرے یہاں یہ عیب نہ تھا تو گواہ یا حلف کی حاجت ہوگی۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰ مبیع کے کسی جز کے متعلق کسی نے دعوے کرکے اپنا حق ثابت کردیا اگر مشتری نے قبضہ نہیں کیا ہے تو اختیار ہے کہ باقی کو لے یا نہ لے اور قبضہ کرچکا ہے اور وہ چیز قیمی ہے جب بھی اختیار ہے کہ لے یا واپس کردے اور وہ چیز مثلی ہے تو باقی کو واپس نہیں کرسکتا بلکہ جو کچھ اسکا حصہ ہے یہ لے لے اور جو دوسرے حقدار کا ہے وہ لے لے گا۔ اور دو چیزیں خریدی ہیں

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، مطلب: قبض من غریمه دراهم... إلخ، ج۷، ص۲۰۱.

2 ...... پوشیدہ۔

3 ...... یعنی ان باتوں پر۔

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، مطلب: قبض من غریمه دراهم... إلخ، ج۷، ص۲۰۴.

5 ...... جگر کی سوجن، جگر کی بیماری وغیرہ۔

6 ...... تلی کی سوجن، تلی کی بیماری وغیرہ۔

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، ج۷، ص۲۰۴.

8 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیارالعیب... إلخ، الفصل الرابع، ج۳، ص۸۶.

اور ایک پر قبضہ کرلیا یا اب تک کسی پر قبضہ نہیں کیا ہے اور ایک میں کسی نے اپنا حق ثابت کر دیا تو مشتری کو اختیار ہے کہ دوسری کو لے لے یا چھوڑ دے اور دونوں پر قبضہ کر چکا ہے تو اختیار نہیں یعنی دوسری کو لینا ضروری ہے واپس نہیں کرسکتا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۶۱: قبضہ کے بعد مبیع میں اختلاف ہوا کہ ایک ہے یا زیادہ تا کہ عیب کی صورت میں واپسی ہو تو یہ معلوم ہو سکے ثمن کتنا واپس کیا جائے گا یا مبیع میں اختلاف نہیں مگر کتنے پر قبضہ ہوا اس میں اختلاف ہے ان دونوں صورتوں میں مشتری کا قول معتبر ہے اور اگر خیارِ عیب میں مبیع کی واپسی کے وقت بائع کہتا ہے یہ وہ چیز نہیں ہے مشتری کہتا ہے وہی ہے تو بائع کا قول معتبر ہے اور خیارِ شرط یا خیارِ رویت میں مشتری کا قول معتبر ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶۲: مشتری جانور کو پھیرنے[3] لایا کہ اس کے زخم ہے میں نہیں لوں گا بائع کہتا ہے کہ یہ وہ زخم نہیں ہے جو میرے یہاں تھا وہ اچھا ہوگیا یہ دوسرا ہے تو مشتری کا قول معتبر ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۳: دو چیزیں ایک عقد میں خریدیں اگر ہر ایک تنہا کام میں آتی ہو جیسے دو غلام دو کپڑے اور ابھی دونوں پر قبضہ نہیں کیا ہے کہ ایک کے عیب پر مطلع ہوا تو اختیار ہے لینا ہو تو دونوں لے، پھیرنا ہو تو دونوں پھیرے مگر جبکہ بائع ایک کے پھیرنے پر راضی ہو تو فقط ایک کو بھی واپس کرسکتا ہے اور اگر دونوں پر قبضہ کرلیا ہے تو جس میں عیب ہے اُسے واپس کر دے دونوں کو واپس کرنا چاہے تو بائع کی رضامندی درکار ہے اور اگر قبضہ سے پہلے ایک کا عیب دار ہونا معلوم ہوگیا اور اسی پر قبضہ کرلیا تو دوسری کو لینا بھی ضروری ہے اور دوسری پر قبضہ کیا تو اختیار ہے دونوں کو لے یا دونوں کو پھیر دے اور اگر دونوں ایک ساتھ کام میں لائی جاتی ہوں تنہا ایک کام کی نہ ہو جیسے موزے اور جوتے کے جوڑے۔ چوکھٹ بازو[5] یا بیلوں کی جوڑی جبکہ وہ آپس میں ایسا اتحاد رکھتے ہوں کہ ایک کے بغیر دوسرا کام ہی نہ کرے تو دونوں پر قبضہ کیا ہو یا ایک پر قبضہ کیا ہو دونوں حال میں ایک ہی حکم ہے کہ لینا چاہے تو دونوں لے اور پھیرے[6] تو دونوں پھیرے۔[7] (درمختار، فتح، خانیہ)

مسئلہ ۶۴: مبیع میں نیا عیب پیدا ہوگیا تھا جس کی وجہ سے بائع کو واپس نہیں کرسکا تھا اب یہ عیب جاتا رہا تو اُس

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۲۰۶، ۲۰۷.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۲۱۳.

3 ......واپس کرنے۔

4 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب: مہم فی اختلاف البائع والمشتری...إلخ، ج۷، ص۲۱٤.

5 ......چوکھٹ کے دونوں پہلو، چوکھٹ کی لمبی لکڑیاں۔ 6 ......واپس کرے۔

7 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۲۰۷.

و"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج٦، ص۲۹.

و"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، فصل فیمایرجع بنقصان العیب، ج۱، ص۳۷۲.

پُرانے عیب کی وجہ سے واپس کرسکتا ہے اور جونقصان لیا ہے اُسے بھی واپس کرنا ہوگا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۶۵ غلام خریدا تھا اور اُس پر قبضہ بھی کرلیا وہ کسی ایسے جُرم کی وجہ سے قتل کیا گیا جو بائع کے یہاں اُس نے کیا تھا تو پورا ثمن بائع سے واپس لے گا اور اگر اُس کا ہاتھ کاٹا گیا اور جرم بائع کے یہاں کیا تھا تو مشتری کو اختیار ہے کہ اُس کو واپس کردے یا رکھ لے اور آدھا ثمن واپس لے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶۶ کوئی چیز بیع کی اور بائع نے کہدیا کہ میں ہر عیب سے بری الذمہ ہوں[3] یہ بیع صحیح ہے اور اس مبیع کے واپس کرنے کا حق باقی نہیں رہتا۔ یوہیں اگر بائع نے کہدیا کہ لینا ہو تو لو اس میں سوطرح کے عیب ہیں یا یہ مٹی ہے یا اسے خوب دیکھ لو کیسی بھی ہو میں واپس نہیں کروں گا یہ عیب سے براءت ہے۔[4] جب ہر عیب سے براءت کرلے تو جو عیب وقت عقد موجود ہے یا عقد کے بعد قبضہ سے پہلے پیدا ہوا سب سے براءت ہوگئی۔[5] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۶۷ کوئی چیز خریدی اس کا کوئی خریدار آیا اُس سے کہا اسے لے لو اس میں کوئی عیب نہیں ہے اور اتفاق سے اُس نے نہیں خریدی پھر مشتری نے اُس میں کوئی عیب دیکھا تو واپس کرسکتا ہے اور اُس کا پہلے یہ کہنا کہ اس میں کوئی عیب نہیں ہے مضر[6] نہیں کہ اس سے مقصود ترغیب ہے اور اگر اُس نے کسی عیب کا نام لے کر کہا کہ یہ عیب اس میں نہیں ہے اور بعد میں وہی عیب اُس میں موجود ملا تو واپس نہیں کرسکتا ہاں اگر ایسے عیب کا نام لیا جو اس دوران میں پیدا نہیں ہوسکتا جیسے اُنگلی کا زائد ہونا تو واپس کرسکتا ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۶۸ بکری یا گائے یا بھینس کا دودھ بائع نے دو ایک وقت نہیں دوہا اور اُسے یہ کہکر بیچا کہ اس کے دودھ زیادہ ہے اور دودھ دوہ کر دکھا بھی دیا مشتری نے دھوکا کھا کر خرید لیا اب دوہتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُتنا دودھ نہیں ہے اس کو واپس نہیں کرسکتا ہاں جو نقصان ہے بائع سے لے سکتا ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۶۹ مشتری نے واپس کرنا چاہا بائع نے کہا واپس نہ کرو مجھ سے اتنا روپیہ لے لو اور اس پر مصالحت ہوگئی یہ

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، ج۷، ص۲۱۹.

2 ...... المرجع السابق، ص۲۲۰.

3 ...... یعنی میں ہر عیب کی ذمہ داری سے بری ہوں۔

4 ...... یعنی اگر اب عیب نکلا تو بیچنے والے پر لازم نہیں کہ وہ چیز واپس لے۔

5 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، مطلب: فی البیع بشرط البراءۃ...إلخ، ج۷، ص۲۲۱، وغیرھما.

6 ...... نقصان دہ۔

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، ج۷، ص۲۲۲.

8 ...... المرجع السابق، ص۲۲۳.

جائز ہے اور اس کا مطلب یہ ہوا کہ بائع نے ثمن میں سے اتنا کم کردیا۔ اور بائع اگر واپس کرنے سے انکار کرتا ہے مشتری نے یہ کہا کہ اتنے روپے مجھ سے لے لو اور مبیع کو واپس کرلو، یوں مصالحت[1] ناجائز ہے اور یہ روپے جو بائع لے گا سود اور رشوت ہے مگر جب کہ مشتری کے یہاں کوئی جدید عیب پیدا ہوگیا ہو یا بائع اس سے منکر ہے کہ وہ عیب اُس کے یہاں مبیع میں تھا تو یہ مصالحت بھی جائز ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۰: ایک شخص نے دوسرے کو کسی چیز کے خریدنے کا وکیل کیا تھا وکیل نے مبیع میں عیب دیکھ کر رضامندی ظاہر کردی اگر ثمن اتنا ہے کہ اُس عیب والی چیز کا اُتنا ہی ہونا چاہیے تو مؤکل کو لینا پڑیگا اور اگر ثمن زیادہ ہے تو موکل پر یہ بیع لازم نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۷۱: کوئی چیز خریدی پھر اُس کی بیع کے لیے دوسرے کو وکیل کردیا اس کے بعد اُس کے عیب پر اطلاع ہوئی اگر مؤکل کے سامنے وکیل نے بیچنا چاہا یا اُس کو خبر دی گئی کہ وکیل اُسکا دام کررہا ہے اور مؤکل نے منع نہ کیا تو عیب پر رضامندی ہوگئی فرض کیا جائے کہ نہ بکی تو واپس نہیں کرسکتا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۲: یہ جابجا کہا گیا ہے کہ عیب سے جو نقصان ہے وہ لے گا اس کی صورت یہ ہے کہ اُس چیز کو جانچنے والوں کے پاس پیش کیا جائے اُس کی قیمت کا وہ اندازہ کریں کہ اگر عیب نہ ہوتا تو یہ قیمت تھی اور عیب کے ہوتے ہوئے یہ قیمت ہے دونوں میں جو فرق ہے وہ مشتری[5] بائع[6] سے لے گا مثلاً عیب ہے تو آٹھ روپے قیمت ہے نہ ہوتا تو دس روپے تھی دو روپے بائع سے لے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۳: جانور خریدا تھا قبضہ کے بعد عیب پر مطلع ہوا اُسے واپس کرنے بائع کے پاس لے جارہا تھا راستہ میں مرگیا تو مشتری کا جانور مرا البتہ اگر گواہوں سے عیب ثابت کردے گا تو عیب کا نقصان لے سکتا ہے۔[8] (عالمگیری)

1. ......آپس میں صلح کرنا۔
2. ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، مطلب: فی الصلح عن العیب، ج۷، ص۲۲۸.
3. ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، ج۷، ص۲۲۹.
4. ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیارالعیب...إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۸٤.
5. ......خریدار۔
6. ......فروخت کرنے والا۔
7. ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیارالعیب...إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۸٤.
8. ......المرجع السابق.

مسئلہ ۷۴: ایک شخص نے گابھن گائے[1] کے بدلے میں بیل خریدا اور ہر ایک نے قبضہ بھی کرلیا گائے کے بچہ پیدا ہوا اور دوسرے نے دیکھا کہ بیل میں عیب ہے بیل کو اُس نے واپس کردیا تو گائے میں چونکہ بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے زیادتی ہوچکی ہے وہ واپس نہیں کی جاسکتی گائے کی قیمت جو ہو وہ واپس دلائی جائے گی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۵: زمین خرید کر اُس کو مسجد کردیا پھر عیب پر مطلع ہوا تو واپس نہیں کرسکتا نقصان جو کچھ ہے لے لے۔ زمین کو وقف کیا ہے جب بھی یہی حکم ہے کہ واپس نہیں کرسکتا ہے نقصان لے لے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۷۶: کپڑا خرید کر مُردہ کا کفن کیا اس کے بعد عیب پر مطلع ہوا اگر وارث نے ترکہ سے کفن خریدا ہے تو نقصان لے سکتا ہے اور اگر کسی اجنبی نے اپنی طرف سے خرید کردیا تو نہیں لے سکتا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۷: درخت خریدا تھا کہ اُس کی لکڑی کی چیزیں بنائے گا مثلاً چوکھٹ[5]، کیواڑ[6]، تخت وغیرہ مگر کاٹنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ ایندھن ہی کے کام آسکتا ہے تو نقصان لے سکتا ہے اور اگر ایندھن ہی کے لیے خریدا تھا تو نقصان نہیں لے سکتا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۸: روٹی خریدی اور جو نرخ اُس کا معروف و مشہور ہے اُس سے کم دی ہے تو جو کمی[8] ہے بائع سے وصول کرے اسی طرح ہر وہ چیز جس کا نرخ مشہور ہے اُس سے کم ہو تو بائع سے کمی پوری کرائے۔[9] (عالمگیری)

---

1 ......وہ گائے جس کے پیٹ میں بچہ ہو، حاملہ گائے۔

2 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۸۵ .

3 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، فصل فیما یرجع بنقصان العیب، ج۱، ص۳۷۱ .

4 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۸۵.

5 ......دروازے کا چکور گھیرا جس میں پٹ لگائے جاتے ہیں۔

6 ......دروازہ، کھڑکی یا روشندان وغیرہ کو بند کرنے یا کھولنے کا پٹ۔

7 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۸۵.

8 ......یہ حکم اُس وقت ہے کہ بائع نے مشتری پر یہ ظاہر نہ کیا ہو کہ مثلاً ایک آنے کی اتنی روٹیاں دوں گا بلکہ اس نے کہا، اتنے کی روٹی دو اس نے دیدی اور اگر بائع نے ظاہر کردیا کہ اتنی دوں گا اور مشتری راضی ہوگیا تو اب کمی پوری کرنے کا حق نہیں ہے۔۱۲ منہ

9 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۸٤.

غبن فاحش میں رد کے احکام

مسئلہ ۷۹ کوئی چیز غبن فاحش کے ساتھ خریدی ہے اس کی دو صورتیں ہیں دھوکا دیکر نقصان پہنچایا ہے یا نہیں اگر غبن فاحش کے ساتھ دھوکا بھی ہے تو واپس کرسکتا ہے ورنہ نہیں۔ غبن فاحش کا یہ مطلب ہے کہ اتنا ٹوٹا[1] ہے جو مقومین[2] کے اندازہ سے باہر ہو مثلاً ایک چیز دس روپے میں خریدی کوئی اس کی قیمت پانچ بتاتا ہے کوئی چھ کوئی سات تو یہ غبن فاحش ہے اور اگر اس کی قیمت کوئی آٹھ بتاتا کوئی نو کوئی دس تو غبن یسیر ہوتا۔ دھوکے کی تین صورتیں ہیں کبھی بائع مشتری[3] کو دھوکا دیتا ہے پانچ کی چیز دس میں بیچ دیتا ہے اور کبھی مشتری بائع کو کہ دس کی چیز پانچ میں خرید لیتا ہے کبھی دلال[4] دھوکا دیتا ہے ان تینوں صورتوں میں جس کو غبن فاحش کے ساتھ نقصان پہنچا ہے واپس کرسکتا ہے اور اگر اجنبی شخص نے دھوکا دیا ہو تو واپس نہیں کرسکتا۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۰ ایک شخص نے زمین یا مکان خریدا اور بائع کو دھوکا دیکر نقصان پہنچا دیا مثلاً ہزار روپے کی چیز کو پانسو میں خریدا مگر شفیع[6] نے شفعہ کرکے وہ چیز مشتری سے لے لی تو بائع شفیع سے واپس نہیں لے سکتا کیونکہ شفیع نے اس کو دھوکا نہیں دیا ہے دھوکا دینے والا مشتری ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸۱ جس چیز کو غبن فاحش کے ساتھ خریدا ہے اور اُسے دھوکا دیا گیا ہے اُس چیز کو کچھ صرف[8] کر ڈالنے کے بعد اس کا علم ہوا تو اب بھی واپس کرسکتا ہے یعنی جو کچھ وہ چیز بچی وہ اور جو خرچ کرلی ہے اُس کی مثل واپس کرے اور پورا ثمن واپس لے۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۸۲ ایک شخص نے لوگوں سے کہہ دیا کہ یہ میرا غلام یا لڑکا ہے اس سے خرید فروخت کرو میں نے اس

---

1 ...... گھاٹا، نقصان۔
2 ...... مقوم کی جمع، قیمت لگانے والے۔
3 ...... خریدار۔
4 ...... سودا کرانے والا۔
5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، مطلب: فی الکلام...إلخ، ج۷، ص۳۷۶۔۳۷۷.
6 ...... شفعہ کا حق رکھنے والا۔
7 ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، مطلب: فی الکلام...إلخ، ج۷، ص۳۷۷.
8 ...... خرچ۔
9 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۷، ص۳۷۷۔۳۷۸.

کو اجازت دیدی ہے اُس کی نسبت بعد میں معلوم ہوا کہ غلام نہیں بلکہ حُر[1] ہے یا اُس کا لڑکا نہیں ہے دوسرے شخص کا ہے تو جو کچھ لوگوں کے مطالبے ہیں اُس کہنے والے سے وصول کرسکتے ہیں کہ اُس نے دھوکا دیا ہے۔[2] (درمختار)

بیع فاسد کا بیان

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''کتے کا ثمن خبیث ہے اور زانیہ کی اُجرت خبیث ہے اور پچھنا لگانے والے کی کمائی خبیث ہے۔''[3] (یعنی مکروہ ہے کیونکہ اُس کو نجاست میں آلودہ ہونا پڑتا ہے۔ اس کو حرام نہیں کہہ سکتے اس لیے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور اُجرت عطا فرمائی ہے)۔

حدیث ۲: صحیحین میں ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کتے کے ثمن اور زانیہ کی اُجرت اور کاہن کی اُجرت سے منع فرمایا۔[4]

حدیث ۳: صحیح بخاری میں ابو جحیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خون کے ثمن اور کتے کے ثمن اور زانیہ کی اُجرت سے منع فرمایا اور سود کھانے والے اور کھلانے والے (یعنی سود دینے والے) اور گودنے والی[5] اور گودوانے والی اور تصویر بنانے والے پر لعنت فرمائی۔[6]

حدیث ۴: صحیحین میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سال فتح مکہ میں جبکہ مکۂ معظّمہ میں تشریف فرما تھے یہ فرماتے ہوئے سُنا: کہ ''اللہ (عزوجل) ورسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے شراب ومُردار وخنزیر اور بتوں کی بیع کو حرام قرار دیا۔'' کسی نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) مُردہ کی چربی کی نسبت کیا ارشاد ہے، کیونکہ کشتیوں میں لگائی جاتی ہے اور کھال میں لگاتے ہیں اور لوگ چراغ میں جلاتے ہیں (یعنی کھانے کے علاوہ دوسرے طریق پر اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں)؟ فرمایا: ''نہیں۔ وہ حرام ہے۔'' پھر فرمایا: ''اللہ تعالٰی یہودیوں کو قتل کرے، اللہ تعالٰی نے جب چربیوں کو اُن پر

---

1. ......آزاد۔
2. ......''الدرالمختار''، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ج۷، ص۳۷۹۔ ۳۸۰.
3. ......''صحیح مسلم''، کتاب المساقاة والمزارعة، باب تحریم ثمن الکلب...إلخ، الحدیث: ۴۱۔(۱۵۶۸)، ص۸۴۷.
4. ......''صحیح البخاري''، کتاب البیوع، باب ثمن الکلب، الحدیث: ۲۲۳۷، ج۲، ص۵۵.
5. ......بدن میں سوئی سے سرمہ یا نیل بھر کر نقش بنانے والی۔
6. ......''صحیح البخاري''، کتاب اللباس، باب من لعن المصوّر، الحدیث: ۵۹۶۲، ج۴، ص۹۰.

حرام فرمادیا تو اُنھوں نے پگھلا کر بیچ ڈالی اور ثمن کھالیا۔''[1] حدیث کا پچھلا حصہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بھی مروی ہے۔

حدیث ۵ ترمذی وابن ماجہ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے شراب کے بارے میں دس۱۰ شخصوں پر لعنت فرمائی: (۱) نچوڑنے والے اور (۲) نچوڑوانے والے، اور (۳) پینے والے، اور (۴) اُٹھانے والے پر، اور (۵) جس کے پاس اُٹھا کر لائی گئی اُس پر، اور (۶) پلانے والے اور (۷) بیچنے والے اور (۸) اُس کا ثمن کھانے والے، اور (۹) خریدنے والے پر، اور (۱۰) اُس پر جس کے لیے خریدی گئی۔[2]

حدیث ۶ ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالٰی نے شراب اور اُس کے ثمن کو حرام کیا اور مُردہ کو حرام کیا اور اس کے ثمن کو اور خنزیر کو حرام کیا اور اس کے ثمن کو۔''[3]

حدیث ۷ بخاری ومسلم وابوداود وترمذی وابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں کوئی شخص بچے ہوئے پانی کو منع نہ کرے تاکہ اس کے ذریعے سے گھاس کو منع کرے۔''[4] اسی کے مثل عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی۔

حدیث ۸ ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''تمام مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں، پانی اور گھاس اور آگ اور اس کا ثمن حرام ہے۔''[5]

حدیث ۹ صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا۔ مزابنہ یہ ہے کہ کھجور کا باغ ہو تو جو کھجوریں درخت میں ہیں اُن کو خشک کھجوروں کے بدلے میں بیع کرے اور انگور کا باغ ہو تو درخت کے انگور منقّٰی کے بدلے میں ماپ سے بیع کرے اور کھیت میں جو غلہ ہے اُسے غلہ کے بدلے میں ماپ سے بیچے، ان سب سے منع فرمایا۔[6]

---

1 ...... ''صحیح مسلم''، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب تحریم بیع الخمر... إلخ، الحدیث: ۷۱۔(۱۵۸۱)، ص۸۵۲.

2 ...... ''سنن الترمذي''، کتاب البیوع، باب النھی ان یتخذ الخمر خلاً، الحدیث: ۱۲۹۹، ج۳، ص۴۷.

3 ...... ''سنن أبي داود''، کتاب البیوع، باب في ثمن الخمر... إلخ، الحدیث: ۳۴۸۵، ج۳، ص۳۸۶.

یہ حدیث ''سنن ابن ماجه'' میں نہیں ملی بہر حال ''سنن ابی داؤد'' میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی مروی ہے، لیکن ''کنز العمال''، کتاب البیوع، الحدیث: ۹۶۱۴، ج۴، ص۳۴ میں یہ حدیث ''سنن ابن ماجه'' کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔۔۔۔ عِلْمِیه

4 ...... ''صحیح مسلم''، کتاب المساقاۃ... إلخ، باب تحریم بیع فضل الماء... إلخ، الحدیث: ۳۔(۱۵۶۵)، ص۸۴۶.

5 ...... ''سنن ابن ماجه''، کتاب الرھون، باب المسلمون شرکاء في ثلاث، الحدیث: ۲۴۷۲، ج۳، ص۱۷۶.

6 ...... ''صحیح مسلم''، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرطب بالتمر... إلخ، الحدیث: ۷۳۔(۱۵۴۲)، ص۸۲۷.

حدیث ۱۰ بخاری و مسلم ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا جب تک کام کے قابل نہ ہوں، بائع و مشتری دونوں کو منع فرمایا[1] اور مسلم کی ایک روایت میں ہے، کہ کھجوروں کی بیع سے منع فرمایا جب تک سُرخ یا زرد نہ ہوجائیں اور کھیت میں بالوں کے اندر جو غلہ ہے اُس کی بیع سے منع کیا، جب تک سپید[2] نہ ہوجائے اور آفت پہنچنے سے امن نہ ہوجائے۔[3]

حدیث ۱۱ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اگر تُو نے اپنے بھائی کے ہاتھ پھل بیچ دیے اور آفت پہنچ گئی تجھے اُس سے کچھ لینا حلال نہیں، اپنے بھائی کا مال ناحق کس چیز کے بدلے میں تُو لے گا۔''[4]

حدیث ۱۲ بخاری و مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیع ملامسہ اور بیع منابذہ سے منع فرمایا۔ بیع ملامسہ یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کا کپڑا چھودیا اور اُولٹ پلٹ کے دیکھا بھی نہیں اور منابذہ یہ ہے کہ ایک نے اپنا کپڑا دوسرے کی طرف پھینک دیا اور دوسرے نے اس کی طرف پھینک دیا یہی بیع ہوگئی، نہ دیکھا بھالا، نہ دونوں کی رضامندی ہوئی۔[5]

حدیث ۱۳ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے بیع الحصاۃ (کنکری پھینک دینے سے جاہلیت میں بیع ہوجاتی تھی) اور بیع غرر سے منع فرمایا (جس میں دھوکا ہو)۔[6]

حدیث ۱۴ ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے استثنا سے منع فرمایا، مگر جب کہ معلوم شے کا استثنا ہو۔''[7]

حدیث ۱۵ امام مالک و ابوداود و ابن ماجہ بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

1 ...... "صحیح البخاری"، کتاب البیوع، باب بیع المزابنة.... إلخ، الحدیث: ۲۱۸۳، ج۲، ص۴۰.
و"صحیح مسلم"، کتاب البیوع، باب النهی عن بیع الثمار قبل بدو صلاحها... إلخ، الحدیث: ۴۹۔(۱۵۳۴)، ص۸۲۲.

2 ...... سفید۔

3 ...... "صحیح مسلم"، کتاب البیوع، باب النهی عن بیع الثمار قبل بدو صلاحها... إلخ، الحدیث ۵۰۔(۱۵۳۵)، ص۸۲۳.

4 ...... "صحیح مسلم"، کتاب المساقاة، باب وضع الجوائح، الحدیث: ۱۴۔(۱۵۵۴)، ص۸۴۰.

5 ...... "صحیح مسلم"، کتاب البیوع، باب ابطال بیع الملامسة والمزابنة، الحدیث: ۲۔(۱۵۱۱)، ص۸۱۳.

6 ...... "صحیح مسلم"، کتاب البیوع، باب بطلان بیع الحصاة، الحدیث: ۴۔(۱۵۱۳)، ص۸۱۴.

7 ...... "جامع الترمذي"، ابواب البیوع، باب ماجاء في النهی عن الثُّنیا، الحدیث: ۱۲۹۴، ج۳، ص۴۵.

نے بیعانہ سے منع فرمایا۔[1]

حدیث ۱۶ ابوداود نے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مُضْطَر (مُکْرَہ) کی بیع سے منع فرمایا۔[2] یعنی جبریہ[3] کسی کی چیز نہ خریدی جائے اور خریدنے پر مجبور نہ کیا جائے۔

حدیث ۱۷ ترمذی نے حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایسی چیز کے بیچنے سے منع فرمایا جو میرے پاس نہ ہو۔[4] اور ترمذی کی دوسری روایت اور ابوداود ونسائی کی روایت میں یہ ہے، کہ کہتے ہیں یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے پاس کوئی شخص آتا ہے اور مجھ سے کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے، وہ چیز میرے پاس نہیں ہوتی (میں بیع کردیتا ہوں) پھر بازار سے خرید کر اُسے دیتا ہوں۔ فرمایا: ''جو چیز تمھارے پاس نہ ہو اُسے بیع نہ کرو۔''[5]

حدیث ۱۸ امام مالک وترمذی ونسائی وابوداود ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بیع میں دو بیع سے منع فرمایا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ یہ چیز نقد اتنے کو اور اُدھار اتنے کو یا یہ کہ میں نے یہ چیز تمھارے ہاتھ اتنے میں بیع کی، اس شرط پر کہ تم اپنی فلاں چیز میرے ہاتھ اتنے میں بیچو۔[6]

حدیث ۱۹ ترمذی وابوداود ونسائی بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرض وبیع حلال نہیں (یعنی یہ چیز تمھارے ہاتھ بیچتا ہوں اس شرط پر کہ تم مجھے قرض دو یا یہ کہ کسی کو قرض دے پھر اُس کے ہاتھ زیادہ داموں میں چیز بیع کرے) اور بیع میں دو شرطیں حلال نہیں اور اُس چیز کا نفع حلال نہیں جو ضمان میں نہ ہو اور جو چیز تیرے پاس نہ ہو، اُس کا بیچنا حلال نہیں۔''[7]

حدیث ۲۰ امام احمد وابوداود وابن ماجہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیعانہ سے منع

---

1 ......''سنن أبي داود''، کتاب الاجارة، باب في العربان، الحدیث: ۳۵۰۲، ج۳، ص۳۹۲.

2 ......''سنن أبي داود''، کتاب البیوع، باب في بیع المضطر، الحدیث: ۳۳۸۲، ج۳، ص۳۴۹.

3 ......مجبور کرکے، زبردستی۔

4 ......''جامع الترمذي''، کتاب البیوع، باب ماجاء في کراھیة بیع مالیس عندہ، الحدیث: ۱۲۳۶، ج۳، ص۱۵.

5 ......''سنن أبي داود''، کتاب الإجارة، باب في الرجل یبیع مالیس عندہ، الحدیث: ۳۵۰۳، ج۳، ص۳۹۲.

6 ......''جامع الترمذي''، کتاب البیوع، باب ماجاء في النھی عن بیعتین... إلخ، الحدیث: ۱۲۳۵، ج۳، ص۱۵.

7 ......''جامع الترمذي''، کتاب البیوع، باب ماجاء في کراھیة بیع ما لیس عندہ، الحدیث: ۱۲۳۸، ج۳، ص۱۶.

فرمایا ہے۔[1]

تنبیہ: اس باب میں بیع فاسد و باطل دونوں کے مسائل ذکر کیے جائیں گے۔

مسئلہ ۱: جس صورت میں بیع کا کوئی رُکن مفقود ہو[2] یا وہ چیز بیع کے قابل ہی نہ ہو وہ بیع باطل ہے۔ پہلی کی مثال یہ ہے کہ مجنون یا لایعقل[3] بچہ نے ایجاب یا قبول کیا کہ ان کا قول شرعاً معتبر ہی نہیں، لہٰذا ایجاب یا قبول پایا ہی نہ گیا۔ دوسری کی مثال یہ ہے کہ مبیع مُردار یا خون یا شراب یا آزاد ہو کہ یہ چیزیں بیع کے قابل نہیں ہیں اور اگر رکنِ بیع یا محلِ بیع میں[4] خرابی نہ ہو بلکہ اس کے علاوہ کوئی خرابی ہو تو وہ بیع فاسد ہے مثلاً ثمن خمر[5] ہو یا مبیع کی تسلیم پر قدرت نہ ہو[6] یا بیع میں کوئی شرط خلاف مقتضائے عقد[7] ہو۔[8] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: مبیع یا ثمن دونوں میں سے ایک بھی ایسی چیز ہو جو کسی دِینِ آسمانی[9] میں مال نہ ہو، جیسے مُردار، خون، آزاد، ان کو چاہے مبیع کیا جائے یا ثمن، بہر حال بیع باطل ہے اور اگر بعض دِین میں مال ہوں بعض میں نہیں جیسے شراب کہ اگرچہ اسلام میں یہ مال نہیں مگر دین موسوی وعیسوی[10] میں مال تھی، اس کو مبیع قرار دیں گے تو بیع باطل ہے اور ثمن قرار دیں تو فاسد مثلاً شراب کے بدلے میں کوئی چیز خریدی تو بیع فاسد ہے اور اگر روپیہ پیسہ سے شراب خریدی تو باطل۔[11] (ہدایہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: مال وہ چیز ہے جس کی طرف طبیعت کا میلان ہو جس کو دیا لیا جاتا ہو جس سے دوسروں کو روکتے ہوں جسے وقت ضرورت کے لیے جمع رکھتے ہوں لہٰذا تھوڑی سی مٹی جب تک وہ اپنی جگہ پر ہے مال نہیں اور اس کی بیع باطل ہے البتہ اگر اُسے دوسری جگہ منتقل کر کے لے جائیں تو اب مال ہے اور بیع جائز گیہوں کا ایک دانہ اس کی بھی بیع باطل ہے۔ انسان کے پاخانہ

---

1. ”سنن أبي داود“، كتاب الإجارة، باب في العربان، الحديث: ۳۵۰۲، ج۳، ص ۳۹۲.
یہ حدیث **”مسند امام احمد“**، **”سنن ابی داود“** اور **”سنن ابن ماجه“** میں عَمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ سے مروی ہے جبکہ ”كنز العمال“، كتاب البيوع، الحديث: ۹٦۱۱، ج٤، ص ۳۳ میں انہی کتابوں کے حوالے سے یہ حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔... **عِلْمِیه**
2. یعنی پایا نہ جائے۔
3. نا سمجھ۔
4. یعنی ایجاب وقبول میں یا مبیع میں۔
5. شراب کی قیمت۔
6. یعنی جو چیز بیچی ہے اس کو کسی وجہ سے خریدار کے حوالے نہ کر سکتا ہو۔
7. عقد کے تقاضے کے خلاف۔
8. ”الدرالمختار“، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج۷، ص ۲۳۲، وغیرہ.
9. وہ دین جس کی تعلیمات وحی الٰہی کے ذریعے ہو۔
10. یعنی موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کے دین۔
11. ”الهداية“، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج۲، ص ٤۳.
و”ردالمحتار“، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: البيع الموقوف... إلخ، ج۷، ص ۲۳٤.

پیشاب کی بیع باطل ہے جب تک مٹی اس پر غالب نہ آجائے اور کھاد نہ ہوجائے گوبر، مینگنی، لید کی بیع باطل نہیں اگرچہ دوسری چیز کی اُن میں آمیزش نہ ہو لہٰذا اُپلے[1] کا بیچنا خریدنا یا استعمال کرنا ممنوع نہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴ مُردار سے مراد غیر مذبوح[3] ہے چاہے وہ خود مر گیا ہو یا کسی نے اُس کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا ہو یا کسی جانور نے اُسے مار ڈالا ہو۔ مچھلی اور ٹڈی مُردار میں داخل نہیں کہ یہ ذبح کرنے کی چیز ہی نہیں۔[4] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۵ معدوم[5] کی بیع باطل ہے مثلاً دومنزلہ مکان دو شخصوں میں مشترک تھا ایک کا نیچے والا تھا دوسرے کا اوپر والا، وہ گر گیا یا صرف بالاخانہ گرا بالاخانہ والے نے گرنے کے بعد بالاخانہ بیع کیا یہ بیع باطل ہے کہ جب وہ چیز ہی نہیں بیع کس چیز کی ہوگی اور اگر بیع سے مراد اُس حق کو بیچنا ہے کہ مکان کے اوپر اُس کو مکان بنانے کا حق تھا یہ بھی باطل ہے کہ بیع مال کی ہوتی ہے اور یہ محض ایک حق ہے مال نہیں اور اگر بالاخانہ موجود ہے تو اُس کی بیع ہوسکتی ہے۔[6] (فتح القدیر)

مسئلہ ۶ جو چیز زمین کے اندر پیدا ہوتی ہے، جیسے مولی، گاجر وغیرہ اگر اب تک پیدا نہ ہوئی ہو یا پیدا ہونا معلوم نہ ہو اس کی بیع باطل ہے اور اگر معلوم ہو کہ موجود ہوچکی ہے تو بیع صحیح ہے اور مشتری کو خیار رویت حاصل ہوگا۔[7] (درمختار)

چھپی ہوئی چیز کی بیع

مسئلہ ۷ باقلا[8] کے بیج اور چاول اور تِل کی بیع، اگر یہ سب چھلکے کے اندر ہوں جب بھی جائز ہے۔ یوہیں اخروٹ، بادام، پستہ اگر پہلے چھلکے میں ہوں (یعنی ان چیزوں میں دو۲ چھلکے ہوتے ہیں ہمارے ملک میں یہ سب چیزیں اوپر کا چھلکا اوتارنے کے بعد آتی ہیں اگر اوپر کے چھلکے نہ اُترے ہوں جب بھی بیع جائز ہے)۔ یوہیں گیہوں کے دانے بال[9] میں ہوں جب بھی بیع جائز ہے اور ان سب صورتوں میں یہ بائع کے ذمہ ہے کہ پھلی سے باقلا کے بیج یا دھان کی بھوسی[10] سے

---

1 ......آگ جلانے کے لئے گوبر کی سکھائی ہوئی ٹکیاں۔

2 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی تعریف المال، ج۷، ص۲۳۴.

3 ......وہ جانور جسے ذبح نہ کیا گیا ہو۔

4 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی تعریف المال، ج۷، ص۲۳۵، وغیرہ.

5 ......یعنی وہ چیز جس کا ابھی وجود ہی نہ ہو۔

6 ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۶، ص۶۳.

7 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۳۶.

8 ......لوبیا۔ 9 ......گندم وغیرہ کی بالی جس میں دانے ہوتے ہیں۔ 10 ......چاول کی فصل کا بھوسہ، چھلکا۔

چاول یا چھلکوں سے تِل اور بادام وغیرہ اور بال[1] سے گیہوں نکال کر مشتری کے سُپرد کرے اور اگر چھلکوں سمیت بیع کی ہے مثلاً باقلا کی پھلیاں یا اوپر کے چھلکے سمیت بادام بیچا یا دھان بیچا ہے تو نکال کر دینا بائع کے ذمہ نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۸ گٹھلیاں جو کھجور میں ہوں یا بنولے[3] جو روئی کے اندر ہوں یا دودھ جو تھن کے اندر ہو ان سب کی بیع ناجائز ہے کہ یہ سب چیزیں عرفاً معدوم ہیں[4] اور کھجور سے گٹھلیاں یا روئی سے بنولے یا تھن سے دودھ نکالنے کے بعد بیع جائز ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۹ پانی جب تک کوئیں یا نہر میں ہے اُس کی بیع جائز نہیں اور جب اُس کو گھڑے وغیرہ میں بھرلیا مالک ہو گیا بیع کرسکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰ مینھ[7] کا پانی جمع کر لینے سے مالک ہو جاتا ہے بیع کرسکتا ہے پختہ حوض میں جو پانی جمع کر لیا ہے بیع کرسکتا ہے بشرطیکہ پانی کی آمد کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہو۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱ بھشتی[9] سے پانی کی مشکیں مول لیں[10] یعنی ابھی اُس نے بھری بھی نہیں ہیں اُن کو خرید لینا درست ہے کہ مسلمانوں کا اس پر عملدرآمد ہے۔ اگر کسی سے کہا پانی بھر کر میرے جانوروں کو پلایا کرو ایک روپیہ ماہوار دونگا یہ ناجائز ہے اور اگر یہ کہہ دیا کہ مہینے میں اتنی مشکیں پلاؤ اور مشک معلوم ہے تو جائز ہے۔[11] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲ مبیع میں کچھ موجود ہے اور کچھ معدوم جب بھی بیع باطل ہے جیسے گلاب اور بیلے[12] چنبیلی[13] کے پھول جب کہ ان کی پوری فصل بیچی جائے اور جتنے موجود ہیں اُن کو بیع کیا تو بیع جائز ہے۔[14] (درمختار)

---

1 ......گندم کی بالی جس میں گندم کے دانے ہوتے ہیں۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۵۳.

3 ......کپاس کے بیج۔ 4 ......یعنی لوگوں کے نزدیک ان کا وجود ہی نہیں ہے۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۵۲.

6 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب التاسع فيمايجوز بيعه و مالا يجوز، الفصل السابع، ج۳، ص۱۲۱.

7 ......بارش۔

8 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب التاسع فيمايجوز بيعه و مالا يجوز، الفصل السابع، ج۳، ص۱۲۱.

9 ......پانی بھرنے والا۔ 10 ......خرید لیں۔

11 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب التاسع فيمايجوز بيعه و مالا يجوز، الفصل السابع، ج۳، ص۱۲۲.

12 ......ایک قسم کا سفید خوشبودار پھول جو موتیا سے ملتا جلتا ہے۔ 13 ......چنبیلی ایک مشہور خوشبودار پھول، یہ سفید اور زرد رنگ کا ہوتا ہے۔

14 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۳۶.

مسئلہ ۱۳: جانور کی پشت میں یا مادہ کے پیٹ میں جو نطفہ ہے کہ آئندہ وہ پیدا ہوگا اُس کی بیع باطل ہے۔[1] (درمختار)

اشارہ اور نام دونوں ہوں تو کس کا اعتبار ہے

مسئلہ ۱۴: مبیع کی طرف اشارہ کیا اور نام بھی لے دیا مگر جس کی طرف اشارہ ہے اُس کا وہ نام نہیں مثلاً کہا کہ اس گائے کو اتنے میں بیچا اور وہ گائے نہیں بلکہ بیل ہے یا اس لونڈی کو بیچا اور وہ لونڈی نہیں غلام ہے اس کا حکم یہ ہے کہ جو نام ذکر کیا ہے اور جس کی طرف اشارہ ہے دونوں کی ایک جنس ہے تو بیع صحیح ہے کہ عقد کا تعلق اُس کے ساتھ ہے جس کی طرف اشارہ ہے اور وہ موجود ہے مگر جو چیز سمجھ کر مشتری لینا چاہتا ہے چونکہ وہ نہیں ہے لہٰذا اُس کو اختیار ہے کہ لے یا نہ لے اور جنس مختلف ہو تو بیع باطل ہے کہ عقد کا تعلق اس صورت میں اُس کے ساتھ ہے جس کا نام لیا گیا اور وہ موجود نہیں لہٰذا عقد باطل۔ انسان میں مرد وعورت دو جنس مختلف ہیں لہٰذا لونڈی کہہ کر بیع کی اور نکلا غلام یا بالعکس[2] یہ بیع باطل ہے اور جانوروں میں نر و مادہ ایک جنس ہے گائے کہہ کر بیع کی اور نکلا بیل یا بالعکس تو بیع صحیح ہے اور مشتری کو خیار حاصل ہے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۵: یاقُوت کہہ کر بیچا اور ہے شیشہ، بیع باطل ہے کہ مبیع معدوم[4] ہے اور یاقوت سُرخ کہہ کر رات میں بیچا اور تھا یاقوت زرد، تو بیع صحیح ہے اور مشتری کو اختیار ہے۔[5] (فتح)

دو چیزوں کو بیع میں جمع کیا اُن میں ایک قابل بیع نہ ہو

مسئلہ ۱۶: آزاد و غلام کو جمع کر کے ایک ساتھ دونوں کو بیچا یا ذبیحہ اور مُردار کو ایک عقد میں بیع کیا غلام اور ذبیحہ کی بھی بیع باطل ہے اگرچہ ان صورتوں میں ثمن کی تفصیل کردی گئی ہو کہ اتنا اس کا ثمن ہے اور اتنا اس کا۔ اور اگر عقد دو ہوں تو غلام اور ذبیحہ کی صحیح ہے آزاد اور مُردار کی باطل۔ مدبر یا ام ولد کے ساتھ ملا کر غلام کی بیع کی غلام کی بیع صحیح ہے اُن کی نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: غیر وقف کو وقف کے ساتھ ملا کر بیع کیا غیر وقف کی صحیح ہے اور وقف کی باطل اور مسجد کے ساتھ دوسری چیز

1 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۳۷.

2 ......یعنی غلام کہا تھا اور لونڈی نکلی۔

3 ......"الھدایة"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲، ص۴۷.

4 ......بکنے والی چیز موجود نہیں ہے۔

5 ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۶، ص۶۸.

6 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۴۱.

ملا کر بیع کی تو دونوں کی باطل۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۸ دو شخص ایک مکان میں شریک ہیں ان میں ایک نے دوسرے کے ہاتھ پورا مکان بیچ دیا تو اس کے حصے کی بیع صحیح ہے اور جتنا مکان میں اس کا حصہ ہے اُسی کی بیع ہوئی اور اُس کے مقابل ثمن کا جو حصہ ہوگا وہ ملے گا کُل نہیں ملے گا۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹ دو شخص مکان یا زمین میں شریک ہیں ایک نے اُس میں سے ایک معین ٹکڑا بیع کر دیا یہ بیع صحیح نہیں اور اگر اپنا حصہ بیچ دیا تو بیع صحیح ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰ مسلّم گاؤں[4] بیچا جس میں قبرستان اور مسجدیں بھی ہیں اور ان کا استثنا نہیں کیا تو علاوہ مساجد ومقابر کے گاؤں کی بیع صحیح ہے اور مساجد ومقابر کا عادۃً استثنا قرار دیا جائے گا اگرچہ استثنا مذکور نہ ہو۔[5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۱ انسان کے بال کی بیع درست نہیں اور اُنھیں کام میں لانا بھی جائز نہیں، مثلاً ان کی چوٹیاں بنا کر عورتیں استعمال کریں حرام ہے، حدیث میں اس پر لعنت فرمائی۔

فائدہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے موئے مبارک[6] جس کے پاس ہوں، اُس سے دوسرے نے لیے اور ہدیہ میں کوئی چیز پیش کی یہ درست ہے جب کہ بطور بیع نہ ہو اور موئے مبارک سے برکت حاصل کرنا اور اس کا غسالہ[7] پینا، آنکھوں پر ملنا، بغرض شفا مریض کو پلانا درست ہے، جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

مسئلہ ۲۲ جو چیز اس کی ملک میں نہ ہو اُس کی بیع جائز نہیں یعنی اس امید پر کہ میں اس کو خریدلوں گا یا ہبہ یا میراث کے ذریعہ یا کسی اور طریق سے مجھے مل جائے گی اُس کی ابھی سے بیع کر دے جیسا کہ آجکل اکثر تاجر کیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے جب کہ بیع سلم کے طور پر نہ ہو (جس کا ذکر آئے گا) پھر اگر اس طرح بیع کی اور خرید کر مشتری کو دیدی جب بھی باطل ہی رہے گی۔ یوہیں وہ چیز جو ابھی طیار نہیں ہے بلکہ آئندہ ہوگی مثلاً کپڑا، گُڑ، شکر، جو ابھی موجود نہیں ہے اس امید پر بیچی کہ آئندہ ہو جائے

1 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲٤۲.

2 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فیما اذا اشتری احد الشریکین...إلخ، ج۷، ص۲٤۲.

3 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیمایجوز بیعه ومالا یجوز، الفصل التا سع، ج۳، ص۱۳۰.

4 ......سارا گاؤں۔

5 ......"البحرالرائق"، کتاب البیع، باب بیع الفاسد، ج٦، ص۱٤۹.

6 ......مقدس بال۔ 7 ......وہ پانی جس میں موئے مبارک دھوئے گئے ہوں۔

گی یہ بیع بھی باطل ہے کہ معدوم کی بیع ہے اور اگر دوسرے کی چیز بطور وکالت [1] یا فضولی بن کر بیچ دی [2] تو ناجائز نہیں اگر وکالت کے طور پر ہو تو نافذ بھی ہے [3] اور فضولی کی بیع ہو تو مالک کی اجازت پر موقوف ہے۔ [4] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳ بیع باطل کا حکم یہ ہے کہ مبیع پر اگر مشتری کا قبضہ بھی ہو جائے جب بھی مشتری اُس کا مالک نہیں ہوگا اور مشتری کا وہ قبضہ قبضۂ امانت قرار پائے گا۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۲۴ سرکہ کے دو۲ مٹکے خریدے پھر معلوم ہوا کہ ایک میں شراب ہے اور دوسرے میں سرکہ دونوں کی بیع ناجائز ہے اگرچہ ہر ایک کا ثمن علٰحدہ علٰحدہ بیان کر دیا گیا ہو۔ [6] (عالمگیری)

بیع میں شرط

مسئلہ ۲۵ بیع میں ایسی شرط ذکر کرنا کہ خود عقد اُس کا مقتضی ہے مضر نہیں مثلاً بائع پر مبیع کے قبضہ دلانے کی شرط اور مشتری پر ثمن ادا کرنے کی شرط اور اگر وہ شرط مقتضائے عقد نہیں [7] مگر عقد کے مناسب ہو اس شرط میں بھی حرج نہیں مثلاً یہ کہ مشتری ثمن کے لیے کوئی ضامن پیش کرے یا ثمن کے مقابل میں فلاں چیز رہن رکھے اور جس کو ضامن بتایا ہے اُس نے اُسی مجلس میں ضمانت کر بھی لی اور اگر اُس نے ضمانت قبول نہ کی تو بیع فاسد ہے اور اگر مشتری نے ضمانت یا رہن سے گریز کی تو بائع بیع کو فسخ کر سکتا ہے۔ یوہیں مشتری نے بائع سے ضامن طلب کیا کہ میں اس شرط سے خریدتا ہوں کہ فلاں شخص ضامن ہو جائے کہ مبیع پر قبضہ دلا دے یا مبیع میں کسی کا حق نکلے گا تو ثمن واپس ملے گا یہ شرط بھی جائز ہے۔ اور اگر وہ شرط نہ اس قسم کی ہو نہ اُس قسم کی مگر شرع [8] نے اُس کو جائز رکھا ہے جیسے خیار شرط یا وہ شرط ایسی ہے جس پر مسلمانوں کا عام طور پر عمل درآمد ہے جیسے آج کل گھڑیوں میں گارنٹی سال دو سال کی ہوا کرتی ہے کہ اس مدت میں خراب ہوگی تو درستی کا ذمہ دار بائع ہے ایسی شرط بھی جائز ہے۔ اور یہ بھی نہ

---

1 ......یعنی کسی کی طرف سے وکیل بن کر۔

2 ......یعنی مالک کی اجازت کے بغیر اپنے طور پر بیچ دی۔

3 ......یعنی بیع ہو جائے گی۔

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع...إلخ، ج٣، ص٢، ٣.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: الآدمي مكرّم...إلخ، ج٧، ص٢٤٥.

5 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج٧، ص٢٤٦.

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب البيوع، الباب التاسع، فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل العاشر، ج٣، ص١٣١.

7 ......یعنی عقد کے تقاضے کے مطابق نہیں۔

8 ......شریعت۔

ہو یعنی شریعت میں بھی اُس کا جواز نہیں وارد ہوا اور مسلمانوں کا تعامل[1] بھی نہ ہو وہ شرط فاسد ہے اور بیع کو بھی فاسد کردیتی ہے مثلاً کپڑا خریدا اور یہ شرط کرلی کہ بائع اس کو قطع کر کے سی دے گا۔[2] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۶ غلام کو اس شرط پر بیع کیا کہ مشتری اُسے آزاد کردے یا مدبر یا مکاتب کرے یا لونڈی کو اس شرط پر کہ اسے اُم ولد بنائے یہ بیع فاسد ہے کہ جو شرط مقتضائے عقد[3] کے خلاف ہو اور اُس میں بائع یا مشتری یا خود مبیع کا فائدہ ہو (جب کہ مبیع اہل استحقاق سے ہو) وہ بیع کو فاسد کردیتی ہے اور اگر جانور کو اس شرط پر بیچا کہ مشتری اُسے بیع نہ کرے تو بیع فاسد نہیں کہ یہاں وہ تینوں باتیں نہیں اور اگر اس شرط پر سے غلام بیچا تھا کہ مشتری اُسے آزاد کردے گا اور مشتری نے اس شرط پر خرید کر آزاد کردیا بیع صحیح ہوگئی اور غلام آزاد ہوگیا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۷ غلام کو ایسے کے ہاتھ بیچا کہ معلوم ہے وہ آزاد کردے گا مگر بیع میں آزادی کی شرط مذکور نہ ہوئی بیع جائز ہے۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۸ غلام بیچا اور یہ شرط کی کہ وہ غلام بائع کی ایک مہینہ خدمت کرے گا یا مکان بیچا اور شرط کی کہ بائع ایک ماہ تک اُس میں سکونت[6] رکھے گا یا یہ شرط کی کہ مشتری اتنا روپیہ مجھے قرض دے یا فلاں چیز ہدیہ کرے یا معین چیز کو بیچا اور شرط کی کہ ایک ماہ تک مبیع پر قبضہ نہ دے گا ان سب صورتوں میں بیع فاسد ہے۔[7] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۹ بیع میں ثمن کا ذکر نہ ہوا یعنی یہ کہا کہ جو بازار میں اس کا نرخ[8] ہے دیدینا یہ بیع فاسد ہے اور اگر یہ کہا کہ ثمن کچھ نہیں تو بیع باطل ہے کہ بغیر ثمن بیع نہیں ہوسکتی۔[9] (درمختار)

---

1 ...... رواج، مسلمانوں کے درمیان رائج۔

2 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب العاشر فی الشروط التی تفسدالبیع والتی لا تفسدہ، ج۳، ص۱۳۳ وغیرہ.

3 ...... یعنی عقد کے تقاضے کے۔

4 ...... "الھدایۃ"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲، ص۴۸.

5 ...... المرجع السابق، ص۴۹.

6 ...... رہائش۔

7 ...... "الھدایۃ"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲، ص۴۹.

8 ...... قیمت۔

9 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۴۷.

جوشکار ابھی قبضہ میں نہیں آیا ہے اس کی بیع

مسئلہ ۳۰: جو مچھلی کہ دریا یا تالاب میں ہے ابھی اُس کا شکار کیا ہی نہیں اُس کو اگر نقود یعنی روپے پیسے سے بیع کیا تو باطل ہے کہ وہ ملک میں نہیں اور مال متقوم نہیں اور اگر اُس کو غیر نقود مثلاً کپڑا یا کسی اور چیز کے بدلے میں بیع کیا ہے تو بیع فاسد ہے۔ یوہیں اگر شکار کر کے اُسے دریا یا تالاب میں چھوڑ دیا جب بھی اُس کی بیع فاسد ہے کہ اُس کی تسلیم پر[1] قدرت نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: مچھلی کو شکار کرنے کے بعد کسی گڑھے میں ڈالدیا یا وہ گڑھا ایسا ہے کہ بے کسی ترکیب کے[3] اُس میں سے پکڑسکتا ہے تو بیع کرنا بھی جائز ہے کہ اب وہ مقدور التسلیم بھی ہے[4] وہ ایسی ہی ہے جیسے پانی کے گھڑے میں رکھی ہے اور اگر اُسے پکڑنے کے لیے شکار کرنے کی ضرورت ہوگی کانٹے یا جال وغیرہ سے پکڑنا پڑے گا تو جب تک پکڑ نہ لے اُس کی بیع صحیح نہیں اور اگر مچھلی خود بخود گڑھے میں آگئی اور وہ گڑھا اسی لیے مقرر کر رکھا ہے تو یہ شخص اُس کا مالک ہوگیا دوسرے کو اس کا لینا جائز نہیں پھر اگر بے جال وغیرہ کے اُسے پکڑ سکتے ہیں تو اُس کی بیع بھی جائز ہے کہ وہ مقدور التسلیم بھی ہے ورنہ بیع ناجائز اور اگر وہ اس لیے نہیں طیار کر رکھا ہے تو مالک نہیں مگر جبکہ دریا یا تالاب کی طرف جو راستہ تھا اُسے مچھلی کے آنے کے بعد بند کر دیا تو مالک ہوگیا اور بغیر جال وغیرہ کے پکڑسکتا ہے تو بیع جائز ہے ورنہ نہیں۔ اسی طرح اگر اپنی زمین میں گڑھا کھودا تھا اُس میں ہرن وغیرہ کوئی شکار گر پڑا اگر اس نے اسی غرض سے کھودا تھا تو یہی مالک ہے دوسرے کو اس کا لینا جائز نہیں اور اس لیے نہیں کھودا تو جو پکڑ لے جائے اُس کا ہے مگر مالک زمین اگر شکار کے قریب ہو کہ ہاتھ بڑھا کر اُسے پکڑ سکتا ہے تو اسی کا ہے دوسرے کو پکڑنا جائز نہیں دوسرا پکڑے بھی تو وہ مالک نہیں ہوگا یہ ہوگا۔ یوہیں سُکھانے کے لیے جال تانا تھا کوئی شکار اُس میں پھنسا تو جو پکڑ لے اس کا ہے اور اگر شکار ہی کے لیے تانا تھا تو شکار کا مالک یہ ہے۔ جال میں شکار پھنسا مگر تڑپا اُس سے چھوٹ گیا دوسرے نے پکڑ لیا تو یہ مالک ہے اور جال والا پکڑنے کے لیے قریب آگیا کہ ہاتھ بڑھا کر جانور پکڑ سکتا ہے اس وقت تو ڑا کر نکل گیا اور دوسرے نے پکڑ لیا تو جال والا مالک ہے پکڑنے والا مالک نہیں۔ باز اور کُتے کے شکار کا بھی یہی حکم ہے۔[5] (فتح القدیر، ردالمحتار)

---

1 ......یعنی حوالے کرنے پر۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲٤۸.

3 ......یعنی بغیر کسی تدبیر کے۔

4 ......یعنی مشتری کے حوالے کرنے پر قادر بھی ہے۔

5 ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج٦، ص٤٩.

و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الفاسد، مطلب: فی البیع الفاسد، ج۷، ص۳٤۸.

مسئلہ ۳۲ شکاری جانور کے انڈے اور بچے کا بھی وہی حکم ہے جو شکار کا ہے یعنی اگر ایسی جگہ میں انڈا یا بچہ کیا کہ اس نے اسی کام کے لیے مقرر کر رکھی ہے تو یہ مالک ہے ورنہ جو لے جائے اُس کا ہے۔[1] (فتح القدیر)

مسئلہ ۳۳ کسی کے مکان کے اندر شکار چلا آیا اور اس نے دروازہ اُس کے پکڑنے کے لیے بند کرلیا تو یہ مالک ہے دوسرے کو پکڑنا جائز نہیں اور لاعلمی میں اس نے دروازہ بند کیا تو یہ مالک نہیں۔ اور شکار اس کے مکان کی محاذات[2] میں ہوا میں اُڑ رہا تھا تو جو شکار کرے، وہ مالک ہے۔ یوہیں اس کے درخت پر شکار بیٹھا تھا جس نے اُسے پکڑا وہ مالک ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴ روپے پیسے لُٹاتے ہیں اگر کسی نے اپنے دامن اس لیے پھیلا رکھے تھے کہ اس میں گریں تو میں لوں گا تو جتنے اس کے دامن میں آئے اس کے ہیں اور اگر دامن اس لیے نہیں پھیلائے تھے مگر گرنے کے بعد اس نے دامن سمیٹ لیے جب بھی مالک ہے اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو دامن میں گرنے سے اس کی ملک نہیں دوسرا لے سکتا ہے۔ شادی میں چھوہارے اور شکر لُٹاتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۵ اسکی زمین میں شہد کی مکھیوں نے مُہار لگائی[5] تو بہر حال شہد کا مالک یہی ہے چاہے اس نے زمین کو اسی لیے چھوڑ رکھا ہو یا نہیں کہ ان کی مثال خودرو درخت[6] کی ہے کہ مالکِ زمین اسکا مالک ہوتا ہے یہ اُس کی زمین کی پیداوار ہے۔[7] (فتح القدیر)

مسئلہ ۳۶ تالابوں جھیلوں کا مچھلیوں کے شکار کے لیے ٹھیکہ دینا جیسا کہ ہندوستان کے بہت سے زمیندار کرتے ہیں یہ ناجائز ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۳۷ پرند جو ہوا میں اُڑ رہا ہے اگر اُس کو ابھی تک شکار نہ کیا ہو تو بیع باطل ہے اور اگر شکار کر کے چھوڑ دیا ہے تو بیع فاسد ہے کہ تسلیم پر قدرت نہیں اور اگر وہ پرند ایسا ہے کہ اس وقت ہوا میں اُڑ رہا ہے مگر خود بخود واپس آجائے گا جیسے پلاؤ کبوتر[9]

---

1 ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج٦، ص٤٩.

2 ......گردونواح، مکان کے برابر اوپر۔

3 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی البیع الفاسد، ج٧، ص٢٤٨.

4 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج٧، ص٥١٦.

5 ......شہد کا چھتا بنایا۔

6 ......یعنی قدرتی طور پر اُگنے والا درخت۔

7 ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج٦، ص٤٩.

8 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج٧، ص٢٤٨.

9 ......پالتو کبوتر۔

تو اگرچہ اس وقت اس کے پاس نہیں ہے بیع جائز ہے اور حقیقۃً نہیں تو حکماً اس کی تسلیم پر قدرت ضرور ہے۔[1] (درمختار)

بیع فاسد کی دیگر صورتیں

مسئلہ ۳۸ جو دودھ تھن میں ہے اُسکی بیع ناجائز ہے۔ یوہیں زندہ جانور کا گوشت، چربی، چمڑا، سری پائے، زندہ دُنبہ کی چکی[2] کی بیع ناجائز ہے اسی طرح اُس اون کی بیع جو دُنبہ یا بھیڑ کے جسم میں ہے ابھی کاٹی نہ ہو اور اُس موتی کی جو سیپ[3] میں ہو یا گھی کہ جو ابھی دودھ سے نکالا نہ ہو یا کڑیوں کی جو چھت میں ہیں یا جو تھان ایسا ہو کہ پھاڑ کر نہ بیچا جاتا ہو اُس میں سے ایک گز آدھ گز کی بیع جیسے مشروع[4] اور گلبدن[5] کے تھان یہ سب ناجائز ہیں اور اگر مشتری نے ابھی بیع کو فسخ نہیں کیا تھا کہ بائع نے چھت میں سے کڑیاں نکال دیں یا تھان میں سے وہ ٹکڑا پھاڑ دیا تو اب یہ بیع صحیح ہوگئی۔[6] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۳۹ اس مرتبہ جال ڈالنے میں جو مچھلیاں نکلیں گی اُن کو بیع کیا یا غوطہ خور[7] نے یہ کہا کہ اس غوطہ میں جو موتی نکلیں گے اُن کو بیچا یہ بیع باطل ہے۔[8] (فتح القدیر)

مسئلہ ۴۰ دو کپڑوں میں سے ایک یا دو غلاموں میں سے ایک کی بیع ناجائز ہے جبکہ خیارِ تعیین[9] شرط نہ ہو اور اگر مشتری نے دونوں پر قبضہ کرلیا تو اُن میں ایک کا قبضہ قبضۂ امانت ہے اور دوسرے کا قبضۂ ضمان۔[10] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۴۱ چراگاہ میں جو گھاس ہے اُس کی بیع فاسد ہے ہاں اگر گھاس کو کاٹ کر اس نے جمع کرلیا تو بیع درست ہے جس طرح پانی کو گھڑے، مٹکے، مشک میں بھر لینے کے بعد بیچنا جائز ہے اور چراگاہ کا ٹھیکہ پر دینا بھی جائز نہیں یہ اُس وقت ہے کہ گھاس خوداُگی ہو اس کو کچھ نہ کرنا پڑا ہو اور اگر اس نے زمین کو اسی لیے چھوڑ رکھا ہو کہ اُس میں گھاس پیدا ہو اور ضرورت کے

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۵۰.

2 ......دنبے کی چوڑی دُم۔

3 ......صدف، ایک قسم کی دریائی مخلوق جس کے اندر سے موتی نکلتے ہیں۔

4 ......ایک قسم کا کپڑا جو ریشم اور روئی کے سوت کو ملا کر بنایا جاتا ہے۔

5 ......ایک قسم کا دھاری دار ریشمی کپڑا۔

6 ......"الهداية"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲، ص٤٤.
و"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۵۲.

7 ......تیراک۔

8 ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج٦، ص٥٣.

9 ......منتخب کرنے کا اختیار، معین کرنے کا اختیار۔

10 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۵۲.
و"البحرالرائق"، کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ج٦، ص۱۲٦.

وقت پانی بھی دیتا ہو تو اُس کا مالک ہے اور اب بیچنا جائز ہے مگر ٹھیکہ اب بھی ناجائز ہے کہ اتلاف عین[1] پر اجارہ درست نہیں۔ ٹھیکہ کے لیے یہ حیلہ ہوسکتا ہے کہ اُس زمین کو جانوروں کے ٹھہرانے کے لیے ٹھیکہ پر دے پھر مستاجر[2] اُس کی گھاس بھی چرائے۔[3] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۴۲ کچی کھیتی جس میں ابھی غلہ طیار نہیں ہوا ہے، اس کی بیع کی تین صورتیں ہیں: ① ابھی کاٹ لے گا یا ② اپنے جانوروں سے چرالے گا یا ③ اس شرط پر لیتا ہے کہ اُسے طیار ہونے تک چھوڑ رکھے گا۔ پہلی دوصورتوں میں بیع جائز ہے اور تیسری صورت میں چونکہ اس شرط میں مشتری کا نفع ہے، بیع فاسد ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴۳ پھل اُس وقت بیچ ڈالے کہ ابھی نمایاں بھی نہیں ہوئے ہیں یہ بیع باطل ہے اور اگر ظاہر ہوچکے مگر قابل انتفاع نہیں ہوئے[5] یہ بیع صحیح ہے مگر مشتری پر فوراً توڑ لینا ضروری ہے اور اگر یہ شرط کرلی ہے کہ جب تک طیار نہیں ہونگے درخت پر رہیں گے تو بیع فاسد ہے اور اگر بلاشرط خریدے ہیں مگر بائع نے بعد بیع اجازت دی کہ طیار ہونے تک درخت پر رہنے دو تو اب کوئی حرج نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۴ ریشم کے کیڑے اور ان کے انڈوں کی بیع جائز ہے۔[7] (تنویر)

دو شخص اگر ریشم کے کیڑوں میں شرکت کریں یہ جب ہوسکتی ہے کہ انڈے دونوں کے ہوں اور کام بھی دونوں کریں اور جتنے جتنے انڈے ہوں اُنھیں کے حساب سے شرکت کے حصے ہوں یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک کے انڈے ہوں اور ایک کام کرے اور دونوں نصف نصف یا کم وبیش کے شریک ہوں بلکہ اگر ایسا کیا ہے تو کیڑے اُس کے ہوں گے جس کے انڈے ہیں اور کام کرنے والے کے لیے اُجرتِ مثل ملے گی۔ یوہیں اگر گائے بکری مرغی کسی کو آدھے آدھ پر دے دی کہ وہ کھلائے گا چرائے گا اور جو بچے ہوں گے دونوں آدھے آدھے بانٹ لیں گے جیسا کہ اکثر دیہاتوں میں کرتے ہیں یہ طریقہ غلط ہے بچوں میں شرکت نہیں ہوگی بلکہ بچے اسی کے ہونگے جس کے جانور ہیں اس دوسرے کو چارہ کی قیمت جب کہ اپنا کھلایا ہو اور چرائی اور رکھوالی کی

---

1 ……اصل چیز کو ضائع کرنا۔ 2 ……اجرت پر لینے والا۔

3 ……"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۵۷.

و"البحرالرائق"، کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ج٦، ص۱۲۷.

4 ……"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۵۸.

5 ……یعنی فائدہ اُٹھانے کے قابل نہیں ہوئے۔

6 ……"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیمایجوزبیعه و ما لایجوز، الفصل الثانی، ج۳، ص۱۰٦.

7 ……"تنویرالأبصار"، کتاب البیوع، ج۷، ص۲۵۹.

اُجرتِ مثل ملے گی۔ یوہیں اگر ایک شخص نے اپنی زمین دوسرے کو پیڑ[1] لگانے کے لیے ایک مدت معین تک کے لیے دیدی کہ درخت اور پھل دونوں نصف نصف لے لیں گے یہ بھی صحیح نہیں وہ درخت اور پھل کُل مالک زمین کے ہونگے اور دوسرے کے لیے درخت کی وہ قیمت ملے گی جو نصب کرنے کے دن تھی اور جو کچھ کام کیا ہے اُس کی اُجرتِ مثل ملے گی۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۵: بھاگے ہوئے غلام کی بیع ناجائز ہے اور اگر جس کے ہاتھ بیچتا ہے، وہ غلام بھاگ کر اُسی کے یہاں چھپا ہو تو بیع صحیح ہے پھر اگر مشتری نے اُس غلام پر قبضہ کرتے وقت کسی کو گواہ نہیں بنایا ہے تو بیع کے لیے جدید قبضہ کی ضرورت نہیں، یعنی فرض کرو بیع کے بعد ہی مرگیا تو مشتری کو ثمن دینا پڑے گا اور قبضہ کرتے وقت گواہ کرلیا ہے تو یہ قبضہ بیع کے قبضہ کے قائم مقام نہیں بلکہ یہ قبضہ قبضۂ امانت ہے اس کے بعد پھر قبضہ کرنا ہوگا اور اس قبضۂ جدید سے پہلے مرا تو بائع کا مرا مشتری کو کچھ ثمن دینا نہیں پڑے گا اور اگر مشتری کے یہاں نہیں چھپا ہے مگر جس کے یہاں ہے اُس سے مشتری آسانی کے ساتھ بغیر مقدمہ بازی کے لے سکتا ہے جب بھی صحیح ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶: ایک شخص نے کسی کی کوئی چیز غصب کرلی ہے مالک نے اُس کو غاصب کے ہاتھ بیچ ڈالا بیع صحیح ہے۔[4]

مسئلہ ۴۷: عورت کے دودھ کو بیچنا ناجائز ہے اگرچہ اُسے نکال کر کسی برتن میں رکھ لیا ہو اگرچہ جس کا دودھ ہو وہ باندی ہو۔[5] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۴۸: خنزیر کے بال یا اور کسی جز کی بیع باطل ہے اور مُردار کے چمڑے کی بھی بیع باطل ہے جبکہ پکایا نہ ہو، اور دباغت کرلی ہو[6] تو بیع جائز ہے اور اس کو کام میں لانا بھی جائز ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۴۹: تیل ناپاک ہوگیا اس کی بیع جائز ہے اور کھانے کے علاوہ اُس کو دوسرے کام میں لانا بھی جائز ہے۔[8] (درمختار) مگر یہ ضرور ہے کہ مشتری کو اُس کے نجس ہونے کی اطلاع دیدے تاکہ وہ کھانے کے کام میں نہ لائے اور یہ بھی وجہ ہے

---

1 ...... درخت۔

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی بیع دودۃ القرمز، ج۷، ص۲۶۱.

3 ...... المرجع السابق، ص۲۶۳.

4 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه وما لا یجوز، الفصل الثالث، ج۳، ص۱۱۱.

5 ...... "الھدایۃ"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲، ص۴۶ وغیرھا.

6 ...... یعنی پکا کر رنگ دیا ہو۔

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۶۵.

8 ...... المرجع السابق، ص۲۶۷.

کہ نجاست عیب ہے اور عیب پر مطلع کرنا ضرور ہے۔ ناپاک تیل مسجد میں جلانا منع ہے گھر میں جلاسکتا ہے۔ اس کا استعمال اگرچہ جائز ہے مگر بدن یا کپڑے میں جہاں لگ جائے گا ناپاک ہوجائے گا پاک کرنا پڑیگا۔ بعض دوائیں اس قسم کی بنائی جاتی ہیں جس میں کوئی ناپاک چیز شامل کرتے ہیں مثلاً کسی جانور کا پتہ اُس کو اگر بدن پر لگایا تو پاک کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۵۰ مُردار کی چربی کو بیچنا یا اُس سے کسی قسم کا نفع اُٹھانا ناجائز ہے نہ اُسے چراغ میں جلاسکتے ہیں نہ چمڑا پکانے کے کام میں لاسکتے ہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۱ مُردار کا پٹھا[2]، بال، ہڈی، پر، چونچ، کھر[3]، ناخن، ان سب کو بیچ بھی سکتے ہیں اور کام میں بھی لاسکتے ہیں۔ ہاتھی کے دانت اور ہڈی کو بیچ سکتے ہیں اور اسکی چیزیں بنی ہوئی استعمال کرسکتے ہیں۔[4] (ردالمحتار)

جتنے میں چیز بیچی اُسکو اُس سے کم دام میں خریدنا

مسئلہ ۵۲ جس چیز کو بیع کردیا ہے اور ابھی پورا ثمن وصول نہیں ہوا ہے اُس کو مشتری سے کم دام میں خریدنا جائز نہیں اگرچہ اس وقت اُس کا نرخ کم ہوگیا ہو۔ یوہیں اگر مشتری مرگیا اُس کے وارث سے خریدی جب بھی جائز نہیں۔ مالک نے خود نہیں بیع کی ہے بلکہ اس کے وکیل نے بیع کی جب بھی یہی حکم ہے کہ کم میں خریدنا ناجائز اور اگر اُتنے ہی میں خریدی مگر پہلے ادائے ثمن کی معیاد نہ تھی اور اب میعاد مقرر ہوئی یا پہلے ایک ماہ کی میعاد تھی اور اب دو ماہ کی میعاد مقرر کی یہ بھی ناجائز ہے۔ اور اگر بائع مرگیا اس کے وارث نے اُسی مشتری سے کم دام میں خریدی تو جائز ہے۔ یوہیں بائع نے اُس سے خریدی جس کے ہاتھ مشتری نے بیع کردی ہے یا ہبہ کردی ہے یا مشتری نے جس کے لیے اُس چیز کی وصیت کی اُس سے خریدی یا خود مشتری سے اُسی دام میں یا زائد میں خریدی یا ثمن پر قبضہ کرنے کے بعد خریدی یہ سب صورتیں جائز ہیں۔ اور بائع کے باپ یا بیٹے یا غلام یا مکاتب نے کم دام میں خریدی تو ناجائز ہے۔ کم داموں میں خریدنا اُس وقت ناجائز ہے جب کہ ثمن اُسی جنس کا ہو اور مبیع میں کوئی نقصان نہ پیدا ہوا ہو اور اگر ثمن دوسری جنس کا ہو یا مبیع میں نقصان ہوا ہو تو مطلقاً بیع جائز ہے۔ روپیہ اور اشرفی اس بارہ میں ایک جنس قرار پائیں گے لہٰذا اگر بیس روپیہ میں بیچی تھی اور اب ایک اشرفی میں خریدی جس کی قیمت اس وقت پندرہ روپے ہے ناجائز ہے اور

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی التداوی بلبن البنت فلزمه قولان، ج۷، ص۲۶۷.

2 ...... بدن سے ملے ہوئے وہ زردی مائل ریشے جن سے اعضاء سکڑتے اور پھیلتے ہیں۔

3 ...... گائے، بکری اور ہرن وغیرہ کے پاؤں۔

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی التداوی بلبن البنت فلزمه قولان، ج۷، ص۲۶۷.

اگر کپڑے یا سامان کے بدلے میں خریدی جس کی قیمت پندرہ روپے ہے جائز ہے۔[1] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۳ ایک شخص نے دوسرے سے من بھر گیہوں[2] قرض لیے اس کے بعد قرضدار نے قرضخواہ[3] سے پانچ روپیہ میں وہ من بھر گیہوں جو اُس کے ہیں خرید لیے یہ بیع جائز ہے اور وہ روپے اگر اُسی مجلس میں ادا کردیے تو بیع نافذ ہے، ورنہ باطل ہوجائیگی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴ ایک شخص نے دوسرے سے دس روپے قرض لیے اور قبضہ کر لینے کے بعد مدیون[5] نے دائن[6] سے ایک اشرفی میں خرید لیے یہ بیع جائز ہے پھر اگر اشرفی مجلس میں دیدی بیع صحیح رہی ورنہ باطل ہوگئی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۵ مشتری نے دوسرے کے ہاتھ چیز بیچ ڈالی مگر یہ بیع فسخ ہوگئی اگر یہ فسخ سب کے حق میں فسخ قرار پائے تو بائع اول کو کم داموں میں خریدنا جائز نہیں اور اگر اسطرح کا فسخ ہو کہ محض ان دونوں کے حق میں فسخ دوسروں کے حق میں بیع جدید ہو جیسے اقالہ، تو کم میں خریدنا جائز۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶ مشتری نے مبیع کو ہبہ کردیا اور قبضہ بھی دے دیا مگر پھر واپس لے لی اور بائع کے ہاتھ کم دام میں بیچ ڈالی یہ ناجائز ہے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۷ ایک چیز خریدی اور ابھی اُس پر قبضہ نہیں کیا ہے یہ اور ایک دوسری چیز جو اس کی ملک میں ہے دونوں کو ایک ساتھ ملا کر بیع کیا اُس کی بیع درست ہے جو اس کے پاس کی ہے۔[10] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۸ ایک چیز ہزار روپے میں خریدی اور قبضہ بھی کرلیا مگر ابھی ثمن ادا نہیں کیا ہے کہ یہ اور ایک دوسری چیز اُسی بائع کے ہاتھ ہزار روپے میں بیچی ہر ایک پانسو میں دوسری چیز کی بیع صحیح ہے اور اُس کی صحیح نہیں جو اُسی سے

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع،الباب التاسع فيما يجوز بيعه ومالا يجوز،الفصل العاشر،ج۳،ص۱۳۲.
و"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع،باب البیع الفاسد،مطلب:الدراهم والدنانير...إلخ،ج۷،ص۲٦۸.

2 ......گندم۔ 3 ......قرض دینے والے۔

4 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع،الباب التاسع فيما يجوزبيعه ومالا يجوز،الفصل الاول،ج۳،ص۱۰۲.

5 ......مقروض۔ 6 ......قرض دینے والا۔

7 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع،الباب التاسع فيما يجوزبيعه ومالا يجوز،الفصل الاول،ج۳ ،ص۱۰۲.

8 ......المرجع السابق،الفصل العا شر،ص۱۳۲.

9 ......المرجع السابق. 10 ......المرجع السابق.ص۱۳۳.

خریدی ہے اور اگر ثمن ادا کر دیا ہے تو دونوں کی بیع صحیح ہے اور دوسرے کے ہاتھ بیع کی تو دونوں کی دونوں صورتوں میں صحیح ہے۔[1] (ہدایہ، عالمگیری)

مسئلہ ۵۹ تیل بیچا اور یہ ٹھہرا کہ برتن سمیت تولا جائے گا اور برتن کا اتنا وزن کاٹ دیا جائے گا مثلاً ایک سیر یہ ناجائز ہے اور اگر یہ ٹھہرا کہ برتن کا جو وزن ہے وہ کاٹ دیا جائے گا مثلاً ایک سیر ہے تو ایک سیر اور ڈیڑھ سیر ہے تو ڈیڑھ سیر یہ جائز ہے۔ یوہیں اگر دونوں کو معلوم ہے کہ برتن کا وزن ایک سیر ہے اور یہ ٹھہرا کہ برتن کا وزن ایک سیر مجرا کیا جائے گا یہ بھی جائز ہے۔[2] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۶۰ تیل یا گھی خریدا اور برتن سمیت تولا گیا اور ٹھہرا یہ کہ برتن کا جو وزن ہوگا مجرا دیا جائے گا مشتری برتن خالی کر کے لایا اور کہتا ہے اس کا وزن مثلاً دو سیر ہے بائع کہتا ہے یہ وہ برتن نہیں میرا برتن ایک سیر وزن کا تھا تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہوگا کیونکہ اس اختلاف سے اگر مقصود برتن ہے تو مشتری قابض ہے اور قابض کا قول معتبر ہوتا ہے اور اگر مقصود ثمن میں اختلاف ہے کہ ایک سیر کی قیمت بائع طلب کرتا ہے اور مشتری منکر ہے[3] تو منکر کا قول معتبر ہوتا ہے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۶۱ راستہ یعنی اُس کی زمین کی بیع و ہبہ جائز ہے، جب کہ وہ زمین بائع کی ملک ہو نہ یہ کہ فقط حق مرور[5] (حق آسائش) ہو، مثلاً اس کے گھر کا راستہ دوسرے کے گھر میں سے ہو اور راستہ کی زمین اس کی ہو۔ اگر اس زمین راستہ کے طول و عرض[6] مذکور ہیں جب تو ظاہر ہے ورنہ اُس مکان کا جو بڑا دروازہ ہے اُتنی چوڑائی اور کوچہ نافذہ[7] تک لنبائی لی جائے گی اور جو راستہ کوچۂ نافذہ یا کوچۂ سربستہ[8] میں نکلا ہے جو خاص بائع کی ملک میں نہیں ہے، بلکہ اُس میں سب کے لیے حق آسائش ہے مکان خریدنے میں وہ تبعاً[9] داخل ہو جاتا ہے خاص کر اُسے خریدنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔[10] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج۲، ص۴۷.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه....إلخ، الفصل العاشر، ج۳، ص۱۳۳.

2 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج۲، ص۴۸.
و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج۷، ص۲۷۲.

3 ......انکار کر رہا ہے۔

4 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج۲، ص۴۸.

5 ......یعنی چلنے کا حق۔

6 ......لمبائی چوڑائی۔

7 ......آمدورفت کی عام گلی۔

8 ......بندگلی۔

9 ......ضمناً۔

10 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في بيع الطريق، ج۷، ص۲۷۳.

مسئلہ ۶۲: زمین یا مکان کی بیع ہوئی اور راستہ کا حق مرور تبعاً بیع کیا گیا مثلاً جمیع حقوق[1] یا تمام مرافق[2] کے ساتھ بیع کی تو بیع درست ہے اور تنہا راستہ کا حق مرور بیچا گیا تو درست نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۶۳: مکان سے پانی بہنے کا راستہ یا کھیت میں پانی آنے کا راستہ بیچنا درست نہیں یعنی محض حق بیچنا بھی ناجائز ہے اور زمین جس پر پانی گزرے گا وہ بھی بیع نہیں کی جاسکتی جبکہ اُس کا طول وعرض بیان نہ کیا گیا ہو اور اگر بیان کردیا ہو تو جائز ہے۔[4] (ہدایہ، فتح القدیر)

مسئلہ ۶۴: ایک شخص نے دوسرے سے کہا جو میرا حصہ اس مکان میں ہے اُسے میں نے تیرے ہاتھ بیع کیا اور بائع کو معلوم نہیں کہ کتنا حصہ ہے مگر مشتری کو معلوم ہے تو بیع جائز ہے اور اگر مشتری کو معلوم نہ ہو تو جائز نہیں اگرچہ بائع کو معلوم ہو۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۵: ایک شخص کے ہاتھ بیع کرکے پھر اُس کو دوسرے کے ہاتھ بیچنا حرام و باطل ہے کہ پہلی بیع اگر فسخ بھی کردی جائے جب بھی دوسری نہیں ہوسکتی۔ ہاں اگر مشتری اول نے قبضہ کرلیا ہے تو دوسری بیع اُسکی اجازت پر موقوف ہے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۶: جس بیع میں مبیع یا ثمن مجہول[7] ہے وہ بیع فاسد ہے جبکہ ایسی جہالت[8] ہو کہ تسلیم[9] میں نزاع[10] ہوسکے اور اگر تسلیم میں کوئی دشواری نہ ہو تو فاسد نہیں مثلاً گیہوں[11] کی پوری بوری پانچ روپیہ میں خرید لی اور معلوم نہیں کہ اس میں کتنے گیہوں ہیں یا کپڑے کی گانٹھ[12] خرید لی اور معلوم نہیں کہ اس میں کتنے تھان ہیں۔[13] (عالمگیری)

---

1 ......تمام حقوق۔　2 ......اس سے مراد وہ اشیاء ہیں جو مبیع کے تابع ہوتی ہیں جیسے راستہ، زمین کے لئے پانی کی نالی وغیرہ۔

3 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۷۷.

4 ......"الهداية"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲، ص۴۷.
و"فتح القدير"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۶، ص۶۵.

5 ......"الفتاوى الهندية"، کتاب البیوع، الباب الثانی عشر فی احکام البیع الموقوف وبیع احد الشریکین، ج۳، ص۱۵۵.

6 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، فصل فی الفضولی، مطلب: فی بیع المرهون المستأجر، ج۷، ص۳۲۵.

7 ......یعنی چیز یا قیمت معلوم نہ ہو۔　8 ...... لاعلمی۔　9 ......حوالہ کرنے۔

10 ......جھگڑا، لڑائی۔　11 ......گندم۔　12 ......گٹھڑی۔

13 ......"الفتاوى الهندية"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیمایجوز بیعه ومالایجوز، الفصل الثامن، ج۳، ص۱۲۲.

مسئلہ ۶۷ بیع میں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ادائے ثمن[1] کے لیے کوئی مدت مقرر ہوتی ہے اور کبھی نہیں اگر مدت مقرر نہ ہو تو ثمن کا مطالبہ بائع جب چاہے کرے اور جب تک مشتری ثمن نہ ادا کرے مبیع[2] کو روک سکتا ہے اور دعویٰ کر کے وصول کرسکتا ہے اور اگر مدت مقرر ہے تو قبل مدت مطالبہ نہیں کرسکتا مگر مدت ایسی مقرر ہو جس میں جہالت نہ رہے کہ جھگڑا ہوا گر مدت ایسی مقرر کی جو فریقین نہ جانتے ہوں یا ایک کو اُس کا علم نہ ہو تو بیع فاسد ہے مثلاً نوروز[3] اور مہرگان یا ہولی[4] دیوالی[5] کہ اکثر مسلمان یہ نہیں جانتے کہ کب ہوگی اور جانتے ہوں تو بیع ہوجائے گی (مگر مسلمانوں کو اپنے کاموں میں کفار کے تہواروں کی تاریخ مقرر کرنا بہت قبیح[6] ہے) حجاج کی آمد کا دن مقرر کرنا کھیت کٹنے اور پَیر[7] میں سے غلہ اُٹھنے کی تاریخ مقرر کرنا بیع کو فاسد کردے گا کہ یہ چیزیں آگے پیچھے ہوا کرتی ہیں اگر ادائے ثمن کے لیے یہ اوقات مقرر کیے تھے مگر ان اقات کے آنے سے پہلے مشتری نے یہ میعاد ساقط کردی تو بیع صحیح ہوجائے گی جب کہ دونوں میں سے کسی نے اب تک بیع کو فسخ نہ کیا ہو۔[8] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۶۸ بیع میں ایسے نامعلوم اوقات مذکور نہیں ہوئے، عقدِ بیع ہوجانے کے بعد ادائے ثمن کے لیے اس قسم کی میعادیں مقرر کیں، یہ مضر[9] نہیں۔[10] (درمختار)

مسئلہ ۶۹ آندھی چلنے بارش ہونے کو ادائے ثمن[11] کا وقت مقرر کیا تو بیع فاسد ہے اور اگر ان چیزوں کو میعاد مقرر کیا پھر اُس میعاد کو ساقط کردیا تو یہ بیع اب بھی صحیح نہ ہوگی۔[12] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... قیمت کی ادائیگی۔
2 ...... بیچی گئی چیز۔
3 ...... ایرانی شمسی سال کا پہلا دن، یہ ایرانیوں کی خوشی کا سب سے بڑا غیر مذہبی دن ہے۔
4 ...... ہندوؤں کا ایک تہوار جو موسم بہار میں منایا جاتا ہے۔
5 ...... ہندوؤں کا ایک تہوار۔
6 ...... بہت بُرا۔
7 ...... کھلیان، اناج صاف کرنے کی جگہ۔
8 ...... "الهداية"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج۲، ص۵۰.
و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج۷، ص۲۷۸.
9 ...... نقصان دہ۔
10 ...... "الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج۷، ص۲۷۹.
11 ...... یعنی رقم کی ادائیگی۔
12 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في بيع الشرب، ج۷، ص۲۸۱.

بیع فاسد کے احکام

مسئلہ ۷۰ بیع فاسد کا حکم یہ ہے کہ اگر مشتری[1] نے بائع[2] کی اجازت سے مبیع پر قبضہ کرلیا تو مبیع کا مالک ہوگیا اور جب تک قبضہ نہ کیا ہو مالک نہیں بائع کی اجازت صراحۃً[3] ہو یا دلالۃً[4]۔ صراحۃً اجازت ہو تو مجلس عقد میں قبضہ کرے یا بعد میں بہرحال مالک ہوجائے گا اور دلالۃً یہ کہ مثلاً مجلس عقد میں مشتری نے بائع کے سامنے قبضہ کیا اور اُس نے منع نہ کیا اور مجلس عقد کے بعد صراحۃً اجازت کی ضرورت ہے، دلالۃً کافی نہیں مگر جبکہ بائع ثمن پر قبضہ کرکے مالک ہوگیا تو اب مجلسِ عقد[5] کے بعد اُس کے سامنے قبضہ کرنا اور اُس کا منع نہ کرنا، اجازت ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۱ یہ جو کہا گیا کہ قبضہ سے مالک ہوجاتا ہے اس سے مراد ملکِ خبیث[7] ہے کیونکہ جو چیز بیع فاسد سے حاصل ہوگی اسے واپس کرنا واجب ہے اور مشتری کو اُس میں تصرف کرنا منع ہے[8]۔ بیع فاسد میں قبضہ سے چونکہ ملک حاصل ہوتی ہے اگرچہ ملک خبیث ہے لہٰذا ملک کے کچھ احکام ثابت ہوں گے مثلاً ① اُس پر دعویٰ ہوسکتا ہے۔ ② اُس کو بیع کرے گا تو ثمن اسے ملے گا۔ ③ آزاد کرے گا تو آزاد ہوجائے گا۔ ④ اور ولا کا حق بھی اسی کو ملے گا۔ ⑤ اور بائع آزاد کرے گا تو آزاد نہ ہوگا۔ ⑥ اور اگر اس کے پروس میں کوئی مکان فروخت ہوگا تو شفعہ مشتری کا ہوگا بائع کا نہیں ہوگا اور چونکہ یہ ملک خبیث ہے، لہٰذا ملک کے بعض احکام ثابت نہیں ہوں گے۔ ① اگر کھانے کی چیز ہے تو اُس کا کھانا۔ ② پہننے کی چیز ہے تو پہننا حلال نہیں۔ ③ کنیز[9] ہے تو وطی کرنا[10] حلال نہیں۔ ④ اور بائع کا اُس سے نکاح ناجائز۔ ⑤ اور اگر مکان ہے تو اُس کی پروس والے کو یا خلیط[11] کو شفعہ کا حق نہیں، ہاں اگر مشتری نے اس میں کوئی تعمیر کی تو اب اس کا پروسی شفعہ کرسکتا ہے۔[12] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......خریدار۔ 2 ......بیچنے والا۔ 3 ......واضح طور پر۔

4 ......اشارۃً۔ 5 ......یعنی جس مجلس میں سودا ہوا۔

6 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی الشرط الفاسد...إلخ، ج۷، ص۲۸۹۔۲۹۰.

7 ......ناجائز۔ 8 ......یعنی نہ بیچ سکتا ہے نہ استعمال کرسکتا ہے۔

9 ......لونڈی۔ 10 ......ہمبستری کرنا۔

11 ......وہ شخص جو حقِ بیع میں شریک ہو۔

12 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی الشرط الفاسد...إلخ، ج۷، ص۲۹۰۔۲۹۲.

مسئلہ ۷۲ بیع فاسد میں مشتری پر اولاً[1] یہی لازم ہے کہ قبضہ نہ کرے اور بائع پر بھی لازم ہے کہ منع کردے بلکہ ہر ایک پر بیع فسخ کردینا واجب اور قبضہ کرہی لیا تو واجب ہے کہ بیع کو فسخ کر کے مبیع کو واپس کرلے یا کردے فسخ نہ کرنا گناہ ہے اور اگر واپسی نہ ہوسکے مثلاً مبیع ہلاک ہوگئی یا ایسی صورت پیدا ہوگئی کہ واپسی نہیں ہوسکتی (جس کا بیان آتا ہے) تو مشتری مبیع کی مثل واپس کرے اگر مثلی ہو اور قیمی ہو تو قیمت ادا کرے (یعنی اُس چیز کی واجبی قیمت[2]، نہ کہ ثمن جو ٹھہرا ہے) اور قیمت میں قبضہ کے دن کا اعتبار ہے یعنی بروزِ قبض جو اُس کی قیمت تھی وہ دے ہاں اگر غلام کو بیع فاسد سے خریدا ہے اور آزاد کردیا تو ثمن واجب ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۳ اگر قیمت میں بائع و مشتری کا اختلاف ہے تو مشتری کا قول معتبر ہے۔[4] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۷۴ اکراہ و جبر کے ساتھ بیع ہوئی تو یہ بیع فاسد ہے مگر جس پر جبر کیا گیا اُس کو فسخ کرنا واجب نہیں بلکہ اختیار ہے کہ فسخ کرے یا نافذ کردے مگر جس نے جبر کیا ہے اُس پر فسخ کرنا واجب ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۵ بیع فاسد میں اگر مشتری نے مبیع پر بغیر اجازت بائع قبضہ کیا تو نہ قبضہ ہوا نہ مالک ہوا نہ اس کے تصرفات[6] جاری ہوں گے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۶ بیع فاسد کو فسخ کرنے کے لیے قضائے قاضی[8] کی بھی ضرورت نہیں کہ اس کا فسخ[9] کرنا خود ان دونوں پر شرعاً[10] واجب ہے اور اس کی بھی ضرورت نہیں کہ دوسرا راضی ہو اور اس کی بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے کے سامنے ہو ہاں یہ ضرور ہے کہ دوسرے کو فسخ کا علم ہو جائے اور وہ دونوں خود فسخ نہ کریں بیع پر قائم رہنا چاہیں اور قاضی کو اس کا علم ہو جائے تو قاضی جبراً فسخ کردے۔[11] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۷ مشتری نے مبیع کو واپس دے دیا یعنی بائع کے پاس رکھ دیا کہ بائع لینا چاہے تو لے سکتا ہے۔ بائع نے

---

1 ...... پہلے پہل۔ 2 ...... رائج قیمت۔

3 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی الشرط الفاسد... إلخ، ج۷، ص۲۹۳.

4 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۹۳.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الحادی عشر فی أحکام البیع الغیر الجائز، ج۳، ص۱۵۱.

5 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی الشرط الفاسد... إلخ، ج۷، ص۲۹۳.

6 ...... یعنی مبیع میں جو کچھ معاملات کیے۔

7 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الحادی عشر فی أحکام البیع الغیر الجائز، ج۳، ص۱۴۷.

8 ...... قاضی کے فیصلے۔ 9 ...... ختم، باطل۔ ج 10 ...... شرعی طور پر۔

11 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: ردّ المشتری فاسدًا... إلخ، ج۷، ص۲۹۴.

اُسے لینے سے انکار کردیا مگر مشتری اُسکے پاس چھوڑ کر چلا گیا بری الذمہ[1] ہوگیا وہ چیز اگر ضائع ہوگئی تو مشتری تاوان نہیں دے گا اور اگر بائع کے انکار پر مشتری چیز کو واپس لے گیا تو بری الذمہ نہیں کہ اس صورت میں اُسکا لے جانا ہی جائز نہیں کہ بیع فسخ ہوچکی اور پھیر لے جانا[2] غصب ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۸: بیع فاسد میں مبیع کو اگر مشتری نے بائع کے لیے ہبہ کردیا یا صدقہ کردیا یا بائع کے ہاتھ بیچ ڈالا یا عاریت، اجارہ، غصب، ودیعت کے ذریعے غرض کسی طرح وہ چیز بائع کے ہاتھ میں پہنچ گئی بیع کا متارکہ ہوگیا[4] اور مشتری بری الذمہ ہوگیا کہ ثمن یا قیمت اُس کے ذمہ لازم نہیں۔ یہاں ایک قاعدہ کلیہ یاد رکھنے کا ہے کہ جب ایک چیز کا کوئی شخص کسی وجہ سے مستحق ہے اور وہ چیز اُس کو دوسرے طریقہ پر حاصل ہو تو اُسی وجہ سے ملنا قرار پائے گا جس وجہ سے ملنے کا حقدار تھا اور جس وجہ سے حاصل ہوئی اس کا اعتبار نہیں بشرطیکہ اُسی شخص سے ملے جس پر اس کا حق تھا مثلاً یوں سمجھو کہ کسی نے اس کی چیز غصب کرلی ہے پھر غاصب سے اس نے وہ چیز خریدی تو یہ بیع نہیں مانی جائے گی بلکہ اس کی چیز تھی جو اسے مل گئی اور اگر وہ چیز اُس سے نہیں ملی جس پر اس کا حق تھا دوسرے سے ملی تو جس وجہ سے حاصل ہوئی اُس کا اعتبار ہوگا مثلاً بیع فاسد میں مشتری نے وہ چیز بیع کردی یا کسی کو ہبہ کردی اُس سے بائع اول کو حاصل ہوئی تو مشتری بری الذمہ نہیں اُسے ضمان دینا پڑے گا۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

موانع فسخ یہ ہیں

مسئلہ ۷۹: بیع فاسد میں مشتری نے قبضہ کرنے کے بعد اُس چیز کو بائع کے علاوہ دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالا اور یہ بیع صحیح بات[6] ہو۔ یا ہبہ کرکے قبضہ دلادیا۔ یا آزاد کردیا۔ یا مکاتب کیا یا کنیز تھی مشتری کے اُس سے بچہ پیدا ہوا۔ یا غلہ تھا اُسے پسوایا۔ یا اُس کو دوسرے غلہ میں خلط کردیا۔[7] یا جانور تھا ذبح کرڈالا۔ یا مبیع کو وقف صحیح کردیا۔ یا رہن رکھ دیا اور قبضہ دے دیا۔ یا وصیت کرکے مرگیا۔ یا صدقہ دے ڈالا غرض یہ کہ کسی طرح مشتری کی ملک سے نکل گئی تو اب وہ بیع فاسد نافذ ہوجائے گی اور اب فسخ نہیں ہوسکتی۔ اور اگر مشتری نے بیع فاسد کے ساتھ بیچا یا بیع میں خیار شرط تھا تو فسخ کا حکم باقی ہے۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......ذمہ سے بری۔ 2 ......واپس لے جانا۔

3 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: ردّالمشتری فاسداً... إلخ، ج۷، ص۲۹۴.

4 ......یعنی سودا ختم ہوگیا۔

5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: ردّالمشتری فاسداً... إلخ، ج۷، ص۲۹۴.

6 ......قطعی۔ 7 ......ملادیا۔

8 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: ردّالمشتری فا سداً... إلخ، ج۷، ص۲۹۵۔۲۹۷.

مسئلہ ۸۰ اکراہ کے ساتھ اگر بیع ہوئی اور مشتری نے قبضہ کرکے مبیع میں تصرفات[1] کیے تو سارے تصرفات بے کار قرار دیے جائیں گے اور بائع کو اب بھی یہ حق حاصل ہے کہ بیع کو فسخ کردے مگر مشتری نے آزاد کردیا تو عتق[2] نافذ ہوگا اور مشتری کو غلام کی قیمت دینی پڑے گی۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۱ مشتری نے قبضہ نہیں کیا ہے اور بائع کو اُس نے حکم دیدیا کہ اس کو آزاد کردے یا حکم دیا کہ غلہ کو پسوا دے یا دوسرے غلہ میں اسے ملا دے یا جانور کو ذبح کردے، بائع نے اُس کے حکم سے یہ کام کیے تو مشتری پر ضمان واجب ہوگیا اور بائع کا یہ افعال کرنا[4] ہی مشتری کا قبضہ مانا جائے گا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۸۲ مبیع کو مشتری نے کرایہ پر دیدیا یا لونڈی تھی اُس کا نکاح کردیا تو اب بھی بیع کو فسخ کرسکتے ہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۸۳ جس وجہ سے فسخ ممتنع ہوگیا[7] اگر وہ جاتی رہی مثلاً ہبہ کردیا تھا اُسے واپس لے لیا رہن[8] کو چھوڑا لیا مکاتب بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہوگیا تو فسخ کا حکم پھر لوٹ آیا ہاں اگر قاضی نے ان تصرفات کے بعد قیمت ادا کرنے کا مشتری پر حکم دیدیا تو اب بعد رجوع و زوال عذر[9] بھی فسخ نہ ہوگی۔[10] (فتح القدیر)

مسئلہ ۸۴ بائع و مشتری میں سے کوئی مرگیا جب بھی فسخ کا حکم بدستور باقی ہے اُس کا وارث اُس کے قائم مقام ہے وہ فسخ کرے۔[11] (درمختار)

مسئلہ ۸۵ بیع فاسد کو فسخ کردیا تو بائع مبیع کو واپس نہیں لے سکتا جب تک ثمن یا قیمت واپس نہ کرے پھر اگر بائع کے پاس وہی روپے موجود ہیں تو بعینہٖ اُنھیں کو واپس کرنا ضروری ہے اور خرچ ہوگئے تو اُتنے ہی روپے واپس کرے۔[12] (ہدایہ)

مسئلہ ۸۶ بیع فسخ ہوچکی ہے اور بائع نے ابھی ثمن واپس نہیں کیا ہے اور مرگیا تو مشتری اُس مبیع کا حقدار ہے یعنی

---

1 ...... یعنی عمل دخل، معاملات۔ 2 ...... آزادی۔

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: ردّالمشتری فاسداً... إلخ، ج۷، ص۲۹۶.

4 ...... یہ کام بجالانا۔

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۹۶.

6 ...... المرجع السابق، ص۲۹۹.

7 ...... یعنی بیع ختم نہ کرسکتا ہو۔ 8 ...... گروی رکھی ہوئی چیز۔ 9 ...... یعنی عذر کے ختم ہونے کے بعد۔

10 ...... "فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی أحکامه، ج۶، ص۹۹-۱۰۰.

11 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۳۰۰.

12 ...... "الهداية"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲، ص۵۲.

اگر بائع پر لوگوں کے دیون [1] تھے تو یہ نہیں ہوسکتا کہ اس مبیع سے دوسرے قرض خواہ اپنے مطالبات وصول کریں بلکہ اس کا حق تجہیز و تکفین [2] پر بھی مقدم ہے۔ مثلاً فرض کرو مبیع کپڑا ہے لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اسی کا کفن دیدیا جائے یہ کہہ سکتا ہے جب تک ثمن واپس نہیں ملے گا میں نہیں دونگا۔ یوہیں اگر بائع کے مرنے کے بعد اُس کے وارث یا مشتری نے بیع کو فسخ [3] کیا تو مشتری مبیع کو اپنا حق وصول کرنے کے لیے روک سکتا ہے۔ [4] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۸۷: زمین بطور بیع فاسد خریدی تھی اُس میں درخت نصب کردیے یا مکان خریدا تھا اُس میں تعمیر کی تو مشتری پر قیمت دینی واجب ہے اور اب بیع فسخ نہیں ہوسکتی۔ یوہیں مبیع میں زیادت متصلہ غیر متولدہ [5] مانع فسخ ہے مثلاً کپڑے کو رنگ دیا، سی دیا، ستو میں گھی مل دیا، گیہوں کا آٹا پسوالیا، روئی کا سوت کات لیا اور زیادت متصلہ متولدہ [6] جیسے موٹا پا یا زیادت منفصلہ متولدہ [7] مثلاً جانور کے بچہ پیدا ہوا یہ مانع فسخ نہیں مبیع اور زیادت دونوں کو واپس کرے۔ [8] (درمختار)

مسئلہ ۸۸: زیادت منفصلہ متولدہ اگر مشتری کے پاس ہلاک ہوگئی تو اُس کا تاوان نہیں اور اُس نے خود ہلاک کردی تو تاوان دیگا اور اگر زیادت باقی ہے اور مبیع ہلاک ہوگئی تو زیادت کو واپس کرے اور مبیع کی قیمت وہ دے جو قبضہ کے دن تھی اور اگر زیادت منفصلہ غیر متولدہ جیسے غلام تھا اُس نے کچھ کمایا اس کا بھی حکم یہی ہے کہ مبیع اور زیادت دونوں کو واپس کرے مگر اس زیادت کو بائع صدقہ کردے اُس کے لیے یہ طیب نہیں [9] اور یہ زیادت ہلاک ہوگئی یا مشتری نے خود ہلاک کردی دونوں صورتوں میں مشتری پر اس کا تاوان نہیں۔ [10] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸۹: مبیع میں اگر نقصان پیدا ہوگیا اور یہ نقصان مشتری کے فعل سے ہوا یا خود مبیع کے فعل سے ہوا یا آفت سماویہ [11] سے ہوا بائع مشتری سے مبیع کو واپس لے گا اور اس نقصان کا معاوضہ بھی لے گا مثلاً کپڑے کو مشتری نے قطع کرالیا [12]

---

1 ...... دَین کی جمع، قرضے۔ 2 ...... کفن دفن کے اخراجات۔ 3 ...... ختم۔

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۳۰۰.

و"الهداية"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲، ص۵۰.

5 ...... مبیع میں اضافہ مبیع کے ساتھ ملا ہوا ہو اور اس کی وجہ سے نہ ہو۔

6 ...... مبیع میں اضافہ مبیع کے ساتھ ملا ہوا ہو اور اسی کی وجہ سے پیدا ہوا ہو۔

7 ...... مبیع میں اضافہ مبیع کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو لیکن اس کی وجہ سے پیدا ہو۔

8 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۳۰۷.

9 ...... یعنی حلال نہیں۔

10 ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی أحکام زیادة المبیع، ج۷، ص۳۰۸.

11 ...... آسمانی آفت مثلاً جلنا، ڈوبنا وغیرہ۔ 12 ...... کٹوادیا۔

ہے مگر ابھی سلوایا نہیں تو بائع مشتری سے وہ کپڑا لے گا اور قطع ہو جانے سے جو قیمت میں کمی ہوگئی وہ لے گا اور اگر وہ نقصان دفع ہوگیا تو جو کچھ اس کا معاوضہ لے چکا ہے بائع واپس کرے مثلاً کنیز تھی اُس کی آنکھ خراب ہوگئی جس کا نقصان لیا پھر اچھی ہوگئی تو واپس کردے یا لونڈی کا نکاح کردیا تھا پھر بیع فسخ ہوگئی اور نکاح کرنے سے جو نقصان ہوا بائع نے مشتری سے وصول کیا پھر اُس کے شوہر نے قبلِ دخول [1] طلاق دیدی تو یہ معاوضہ واپس کردے۔ اور اگر مبیع میں نقصان کسی اجنبی شخص کے فعل سے ہوا تو بائع کو اختیار ہے کہ اس کا معاوضہ اُس اجنبی سے لے یا مشتری سے اگر مشتری سے لے گا تو مشتری وہ رقم اُس اجنبی سے وصول کرے گا۔ مبیع میں نقصان خود بائع نے کیا تو یہ نقصان پہنچانا ہی واپس کرنا ہے یعنی فرض کرو اگر وہ مبیع مشتری کے پاس ہلاک ہوگئی اور مشتری نے اُس کو بائع سے روکا نہ ہو تو بائع کی ہلاک ہوئی مشتری اُس کا تاوان نہیں دے گا اور ثمن دے چکا ہے تو واپس لے گا اور اگر مشتری کی طرف سے مبیع کی واپسی میں رُکاوٹ ہوئی اس کے بعد ہلاک ہوئی تو دوصورتیں ہیں: یہ ہلاک ہونا اُسی نقصان پہنچانے سے ہوا یعنی یہاں تک اُس کا اثر ہوا کہ ہلاک ہوگئی جب بھی بائع کی ہلاک ہوئی مشتری پر تاوان نہیں اور اگر اُس کے اثر سے نہ ہو تو مشتری کو تاوان دینا ہوگا مگر وہ نقصان جو بائع نے کیا ہے اُس کا معاوضہ اُس میں سے کم کردیا جائے۔ [2] (عالمگیری، درمختار)

بیع فاسد میں مبیع یا ثمن سے نفع حاصل کیا وہ کیسا ھے

مسئلہ ۹۰: کوئی چیز معین مثلاً کپڑا یا کنیز سَو روپے میں بیع فاسد کے طور پر خریدی اور تقابض بدلین بھی ہوگیا [3] مشتری نے مبیع سے نفع اُٹھایا مثلاً اسے سوا سو میں بیچ دیا اور بائع نے ثمن سے نفع اُٹھایا کہ اُس سے کوئی چیز خرید کر سوا سو میں بیچی تو مشتری کے لیے وہ نفع خبیث ہے صدقہ کردے اور بائع نے ثمن سے جو نفع حاصل کیا ہے اُس کے لیے حلال ہے اور اگر بیع فاسد میں دونوں جانب غیر نقود ہوں (جسے بیع مقایضہ [4] کہتے ہیں) مثلاً غلام کو گھوڑے کے بدلے میں بیچا اور دونوں نے قبضہ کرکے نفع اُٹھایا تو دونوں کے لیے نفع خبیث ہے دونوں نفع کو صدقہ کردیں۔ [5] (ہدایہ، ردالمحتار)

---

1 ......ہمبستری کرنے سے پہلے۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الحادی عشرفی أحكام البيع الغيرالجائز، ج۳، ص۱۴۸.

و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج۷، ص۳۰۹.

3 ......یعنی بیچنے والے نے قیمت لے لی اور خریدار نے چیز۔

4 ...... سامان کو سامان کے بدلے میں بیچنا۔

5 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج۲، ص۵۳.

و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: فی تعيّن الدراهم فی العقد الفاسد، ج۷، ص۳۰۵.

مسئلہ ۹۱ ایک شخص نے دوسرے پر ایک مال کا دعویٰ کیا مدعی علیہ [1] نے دیدیا اُس مال سے مدعی [2] نے کچھ نفع حاصل کیا پھر دونوں نے اس پر اتفاق کیا کہ وہ مال نہیں چاہیے تھا تو جو کچھ نفع اُٹھایا ہے مدعی کے لیے حلال ہے۔ [3] (ہدایہ) مگر یہ اُس وقت ہے کہ مدعی کے خیال میں یہی تھا کہ یہ مال میرا ہے اور اگر قصداً غلط طور پر مطالبہ کیا اور لیا تو یہ لینا حرام ہے اور اسکا نفع بھی ناجائز و خبیث۔ غاصب [4] نے مغصوب [5] سے جو کچھ نفع اُٹھایا ہے حرام ہے۔ [6] (فتح، درمختار)

حرام مال کو کیا کرے

مسئلہ ۹۲ مورث [7] نے حرام طریقہ پر مال حاصل کیا تھا اب وارث کو ملا اگر وارث کو معلوم ہے کہ یہ مال فلاں کا ہے تو دے دینا واجب ہے اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس کا ہے تو مالک کی طرف سے صدقہ کردے اور اگر مورث کا مال حرام اور مال حلال خلط ہوگیا ہے۔ یہ نہیں معلوم کہ کون حرام ہے کون حلال مثلاً اُس نے رشوت لی ہے یا سود لیا ہے اور یہ مال حرام ممتاز نہیں ہے [8] تو فتویٰ کا حکم یہ ہوگا کہ وارث کے لیے حلال ہے اور دیانت اس کو چاہتی ہے کہ اس سے بچنا چاہیے۔ [9] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۳ مشتری پر لازم نہیں کہ بائع سے یہ دریافت کرے کہ یہ مال حلال ہے یا حرام ہاں اگر بائع ایسا شخص ہے کہ حلال و حرام یعنی چوری غصب وغیرہ سب ہی طرح کی چیزیں بیچتا ہے تو احتیاط یہ ہے کہ دریافت کرلے حلال ہو تو خریدے ورنہ خریدنا جائز نہیں۔ [10] (خانیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۹۴ مکان خریدا جس کی کڑیوں [11] میں روپے ملے تو بائع کو واپس کردے اور بائع لینے سے انکار کرے تو صدقہ کردے۔ [12] (خانیہ)

---

1 ......جس پر دعویٰ کیا گیا۔ 2 ......دعویٰ کرنے والے۔

3 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج٢، ص٥٣.

4 ......غصب کرنے والا۔ 5 ......غصب کی ہوئی چیز۔

6 ......"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل في أحكامه، ج٦، ص١٠٥-١٠٦.

و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج٧، ص٣٠٥.

7 ......یعنی میت۔ 8 ......یعنی الگ نہیں ہے۔

9 ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: فيمن ورث مالًا حراماً، ج٧، ص٣٠٦.

10 ......"الفتاوى الخانية"، كتاب البيع، باب في بيع مال الربا بعضها ببعض، فصل فيما يكون فراراً عن الربا، ج١، ص٤٠٧، ٤٠٨.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب البيوع، الباب العشرون في البياعات المكروهة والارباح الفاسدة، ج٣، ص٢١٠.

11 ......وہ لکڑیاں جو شہتیر کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔

12 ......"الفتاوى الخانية"، كتاب البيع، باب مايدخل في البيع من غير ذكره...إلخ، ج١، ص٣٨٣

بیع مکروہ کا بیان

احادیث

حدیث ۱ بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''غلہ لانے والے قافلہ کا بیع کے لیے بازار میں پہنچنے سے پہلے استقبال نہ کرو[1] اور ایک شخص دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے اور نجش[2] نہ کرو اور شہری آدمی دیہاتی کے لیے بیع نہ کرے۔''[3]

حدیث ۲ صحیح مسلم میں اُنھیں سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''غلہ والے قافلہ کا استقبال نہ کرو اور اگر کسی نے استقبال کرکے اُس سے خرید لیا پھر وہ مالک (بائع) بازار میں آیا تو اُسے اختیار ہے''[4] یعنی اگر خریدنے والے نے بازار کا غلط نرخ بتا کر اُس سے خرید لیا ہے تو مالک بیع کو فسخ کرسکتا ہے۔

حدیث ۳ صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اُس کے پیغام پر پیغام نہ دے، مگر اُس صورت میں کہ اُس نے اجازت دیدی ہو۔''[5]

حدیث ۴ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے نرخ پر نرخ نہ کرے''[6] یعنی ایک نے دام چکالیا ہو تو دوسرا اُس کا دام نہ لگائے۔

حدیث ۵ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''شہری آدمی دیہاتی کے لیے بیع نہ کرے، لوگوں کو چھوڑ دو، ایک سے دوسرے کو اللہ تعالٰی روزی پہنچاتا ہے۔''[7]

حدیث ۶ ترمذی و ابو داود و ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے

---

1 ......راستے میں ان سے نہ ملو یعنی بازار میں پہنچنے سے پہلے اُن سے غلہ وغیرہ نہ خریدو۔

2 ......نجش یہ ہے کہ مبیع کی قیمت بڑھائے اور خود خریدنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔

3 ......"صحیح مسلم"، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع أخیہ... إلخ، الحدیث: ۱۱۔(۱۵۱۵)، ص۸۱۵.

4 ......"صحیح مسلم"، کتاب البیوع، باب تحریم تلقی الجلب، الحدیث: ۱۷۔(۱۵۱۹)، ص۸۱۶.

5 ......"صحیح مسلم"، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع اخیہ... إلخ، الحدیث: ۸۔(۱۴۱۲)، ص۸۱۴.

6 ......المرجع السابق، الحدیث: ۹۔(۱۵۱۵).

7 ......"صحیح مسلم"، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الحاضر للبادی، الحدیث: ۲۰۔(۱۵۲۲)، ص۸۱۶.

(ایک شخص کا) ٹاٹ اور پیالہ بیع کیا، ارشاد فرمایا: کہ ''ان دونوں کو کون خریدتا ہے؟'' ایک صاحب بولے، میں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: ''ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟'' دوسرے صاحب بولے، میں دو درہم میں لینا چاہتا ہوں، ان کے ہاتھ دونوں کو بیع کردیا۔ (1)

صحیح مسلم شریف میں معمر سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''احتکار کرنے والا خاطی ہے۔'' (2)

حدیث ۸ ابن ماجہ و دارمی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''باہر سے غلہ لانے والا مرزوق ہے اور احتکار کرنے والا (غلہ روکنے والا) ملعون ہے۔'' (3)

حدیث ۹ رزین نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے چالیس دن غلہ روکا، گراں کرنے کا اُس کا ارادہ ہے وہ اللہ سے بری ہے اور اللہ (عزوجل) اُس سے بری۔'' (4)

حدیث ۱۰ بیہقی و رزین حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مسلمان پر غلّہ روک دیا، اللہ تعالٰی اُسے جذام (کوڑھ) و افلاس میں مبتلا فرمائے گا۔'' (5)

حدیث ۱۱ بیہقی و طبرانی و رزین معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سُنا: ''غلہ روکنے والا بُرا بندہ ہے کہ اگر اللہ تعالٰی نرخ سستا کرتا ہے، وہ غمگین ہوتا ہے اور اگر گراں (6) کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے۔'' (7)

حدیث ۱۲ رزین ابو امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے چالیس روز

---

1 ...... ''سنن ابن ماجه''، کتاب التجارات، باب بيع المزايدة، الحديث: ۲۱۹۸، ج۳، ص۳۵.

2 ...... ''صحيح مسلم''، کتاب المساقاة... إلخ، باب تحريم الإحتکار في الأقوات، الحديث: ۱۲۹ـ(۱۶۰۵)، ص۸۶۷.

3 ...... ''سنن ابن ماجه''، کتاب التجارات، باب الحکرة و الجلب، الحديث: ۲۱۵۳، ج۳، ص۱۳.

4 ...... ''مشکاة المصابيح''، کتاب البيوع، باب الإحتکار، الحديث: ۲۸۹٦، ج۲، ص۱۵۷.

5 ...... ''شعب الإيمان''، باب في ان يحب المسلم... إلخ، فصل في ترك الإحتکار، الحديث: ۱۱۲۱۸، ج۷، ص۵۲٦.

6 ...... یعنی مہنگا۔

7 ...... ''شعب الإيمان''، باب في ان يحب المسلم... إلخ، فصل في ترك الإحتکار، الحديث: ۱۱۲۱۵، ج۷، ص۵۲۵.

غلہ روکا پھر وہ سب خیرات کردیا تو بھی کفارہ ادا نہ ہوا۔'' [1]

حدیث ۱۳ ترمذی وابوداود وابن ماجہ ودارمی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں غلہ گراں ہوگیا۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نرخ مقرر فرمادیجئے۔ ارشاد فرمایا: کہ ''نرخ مقرر کرنے والا، تنگی کرنے والا، کشادگی کرنے والا، اللہ (عزوجل) ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ خدا سے اس حال میں ملوں کہ کوئی مجھ سے کسی حق کا مطالبہ نہ کرے، نہ خون کے متعلق، نہ مال کے متعلق۔'' [2]

حدیث ۱۴ حاکم وبیہقی بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ اُنھوں نے رونے والی کی آواز سنی، اپنے غلام یرفا سے فرمایا: ''دیکھو یہ کیسی آواز ہے؟'' وہ دیکھ کر آئے اور یہ کہا کہ ایک لڑکی ہے، جس کی ماں بیچی جارہی ہے۔ فرمایا: ''مہاجرین وانصار کو بُلا لاؤ۔'' ایک گھڑی گزری تھی کہ تمام مکان وحجرہ لوگوں سے بھر گیا پھر حضرت عمر نے حمد وثنا کے بعد فرمایا: کیا تم کو معلوم ہے کہ جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لائے ہیں، اُس میں قطع رحم بھی ہے۔ سب نے عرض کی، کہ نہیں۔ فرمایا: اس سے بڑھ کر کیا قطع رحم ہوگا کہ کسی کی ماں بیع کی جائے۔'' [3]

حدیث ۱۵ بیہقی نے روایت کی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عاملوں کے پاس لکھ بھیجا، کہ دو بھائیوں کو بیچا جائے تو تفریق نہ کی جائے۔'' [4]

مسائل فقہیّہ

بیع مکروہ بھی شرعاً ممنوع ہے اور اس کا کرنے والا گنہگار ہے مگر چونکہ وجہ ممانعت نہ نفس عقد میں ہے نہ شرائط صحت میں اس لیے اس کا مرتبہ فقہا نے بیع فاسد سے کم رکھا ہے اس بیع کے فسخ کرنے کا بھی بعض فقہا حکم دیتے ہیں فرق اتنا ہے کہ ① بیع فاسد کو اگر عاقدین فسخ نہ کریں تو قاضی جبراً فسخ کردے گا اور بیع مکروہ کو قاضی فسخ نہ کرے گا بلکہ عاقدین [5] کے ذمہ دیانۃً فسخ کرنا ہے۔ ② بیع فاسد میں قیمت واجب ہوتی ہے اس میں ثمن واجب ہوتا ہے۔ ③ بیع فاسد میں بغیر قبضہ ملک نہیں ہوتی اس

1 ......''مشكاة المصابيح''، كتاب البيوع، باب الإحتكار، الحديث: ۲۸۹۸، ج ۲، ص ۱۵۸.

2 ......''جامع الترمذي''، ابواب البيوع، باب ماجاء في التسعير، الحديث: ۱۳۱۸، ج ۳، ص ۵۶.

3 ......''المستدرك'' للحاكم، كتاب التفسير، باب لاتباع ام حر فانها قطيعة، الحديث: ۳۷۶۰، ج ۳، ص ۲۵۷.

4 ......''السنن الكبرى'' للبيهقى، كتاب السير، باب من قال لايفرق بين الأخوين فى البيع، الحديث: ۱۸۳۲۲، ج ۹، ص ۲۱۶.

5 ......یعنی بیچنے والا اور خریدار۔

میں مشتری قبل قبضہ مالک ہوجاتا ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱ اذان جمعہ کے شروع سے ختم نماز تک بیع مکروہ تحریمی ہے اور اذان سے مراد پہلی اذان ہے کہ اُسی وقت سعی واجب ہوجاتی ہے مگر وہ لوگ جن پر جمعہ واجب نہیں مثلاً عورتیں یا مریض اُن کی بیع میں کراہت نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲ نجش مکروہ ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا نجش یہ ہے کہ مبیع کی قیمت بڑھائے اور خود خریدنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ دوسرے گاہک کو رغبت پیدا ہو اور قیمت سے زیادہ دے کر خریدلے اور یہ حقیقۃً خریدار کو دھوکا دینا ہے جیسا کہ بعض دُکانداروں کے یہاں اس قسم کے آدمی لگے رہتے ہیں گاہک کو دیکھ کر چیز کے خریدار بن کر دام بڑھا دیا کرتے ہیں اور ان کی اس حرکت سے گاہک دھوکا کھا جاتے ہیں۔ گاہک کے سامنے مبیع کی تعریف کرنا اور اُس کے ایسے اوصاف بیان کرنا جو نہ ہوں تاکہ خریدار دھوکا کھا جائے یہ بھی نجش ہے۔ جس طرح ایسا کرنا بیع میں ممنوع ہے نکاح اجارہ وغیرہ میں بھی ممنوع ہے۔ اس کی ممانعت اُس وقت ہے جب خریدار واجبی قیمت دینے کے لیے طیار ہے اور یہ دھوکا دے کر زیادہ کرنا چاہے۔ اور اگر خریدار واجبی قیمت سے کم دیکر لینا چاہتا ہے اور ایک شخص غیر خریدار اس لیے دام بڑھا رہا ہے کہ اصلی قیمت تک خریدار پہنچ جائے یہ ممنوع نہیں کہ ایک مسلمان کو نفع پہنچاتا ہے بغیر اس کے کہ دوسرے کو نقصان پہنچائے۔[3] (ہدایہ، فتح القدیر، درمختار)

مسئلہ ۳ ایک شخص کے دام چکا لینے کے بعد دوسرے کو دام چکانا ممنوع ہے اس کی صورت یہ ہے کہ بائع و مشتری ایک ثمن پر راضی ہوگئے صرف ایجاب وقبول ہی یا مبیع کو اُٹھا کر دام دیدینا ہی باقی رہ گیا ہے دوسرا شخص دام بڑھا کر لینا چاہتا ہے یا دام اُتنا ہی دیگا مگر دُکاندار سے اسکا میل ہے یا یہ ذی وجاہت[4] شخص ہے دُکاندار اسے چھوڑ کر پہلے شخص کو نہیں دے گا اور اگر اب تک دام طے نہیں ہوا ایک ثمن پر دونوں کی رضامندی نہیں ہوئی ہے تو دوسرے کو دام چُکانا منع نہیں جیسا کہ نیلام میں ہوتا ہے اسکو بیع مَنْ یَّزِیْد کہتے ہیں یعنی بیچنے والا کہتا ہے جو زیادہ دے لے لے اس قسم کی بیع حدیث سے ثابت ہے۔ جس طرح بیع میں اس کی ممانعت ہے اجارہ میں بھی ممنوع ہے مثلاً کسی مزدور سے مزدوری طے ہونے کے بعد یا ملازم سے تنخواہ طے ہونے کے

---

1. ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: احکام نقصان المبیع فاسدًا، ج۷، ص۳۰۹.
2. ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۳۰۹.
3. ......المرجع السابق، ص۳۱۰.
و"الهداية"، کتاب البیوع، فصل فیما یکره، ج۲، ص۵۳.
و"فتح القدیر"، کتاب البیع، باب بیع الفاسد، ج۶، ص۱۰۶.
4. ......صاحبِ مرتبہ۔

بعد دوسرے شخص کا مزدوری یا تنخواہ بڑھا کر یا اُتنی ہی دیکر مقرر کرنا۔ یوہیں نکاح میں ایک شخص کی منگنی ہوجانے کے بعد دوسرے کو پیغام دینا منع ہے خواہ مہر بڑھا کر نکاح کرنا چاہتا ہو یا اس کی عزت ووجاہت کے سامنے پہلے کو جواب دیدیا جائے گا، بہرصورت پیغام دینا ممنوع ہے۔ جس طرح خریدار کے لیے یہ صورت ممنوع ہے بائع کے لیے بھی ممانعت ہے مثلاً ایک دُکاندار سے دام طے ہوگئے دوسرا کہتا ہے میں اس سے کم میں دونگا یا وہ اس کا ملاقاتی ہے کہتا ہے میرے یہاں سے لو میں بھی اتنے ہی میں دونگا یا اجارہ میں ایک مزدور سے اُجرت طے ہونے کے بعد دوسرا کہتا ہے میں کم مزدوری لونگا یا میں بھی اتنی ہی لونگا، یہ سب ممنوع ہیں۔[1] (ہدایہ، فتح، درمختار)

مسئلہ ۴: حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تلقی جلب سے ممانعت فرمائی۔ یعنی باہر سے تاجر جو غلہ لارہے ہیں اُن کے شہر میں پہنچنے سے قبل باہر جاکر خرید لینا اس کی دوصورتیں ہیں ایک یہ کہ اہل شہر کو غلہ کی ضرورت ہے اور یہ اس لیے ایسا کرتا ہے کہ غلہ ہمارے قبضہ میں ہوگا نرخ زیادہ کرکے بیچیں گے دوسری صورت یہ ہے کہ غلہ لانے والے تجار کو شہر کا نرخ غلط بتا کر خریدے، مثلاً شہر میں پندرہ سیر کے گیہوں بکتے ہیں، اس نے کہہ دیا اٹھارہ سیر کے ہیں دھوکا دیکر خریدنا چاہتا ہے اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو ممانعت نہیں۔[2] (ہدایہ، فتح)

مسئلہ ۵: حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا: کہ شہری آدمی دیہاتی کے لیے بیع کرے[3] یعنی دیہاتی کوئی چیز فروخت کرنے کے لیے بازار میں آتا ہے مگر وہ ناواقف ہے سستی بیچ ڈالے گا شہری کہتا ہے تو مت بیچ، میں اچھے داموں بیچ دونگا، یہ دلال بن کر بیچتا ہے اور حدیث کا مطلب بعض فقہا نے یہ بیان کیا ہے کہ جب اہل شہر قحط میں مبتلا ہوں ان کو خود غلہ کی حاجت ہو ایسی صورت میں شہر کا غلہ باہر والوں کے ہاتھ گراں کرکے بیع کرنا ممنوع ہے کہ اس سے اہل شہر کو ضرر پہنچے گا اور اگر یہاں والوں کو احتیاج نہ ہو تو بیچنے میں مضایقہ[4] نہیں،[5] ہدایہ میں اسی تفسیر کو ذکر فرمایا۔

1 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۳۱۱.
و"الهداية"، کتاب البیوع، فصل فیما یکره، ج۲، ص۵۳.
و"فتح القدير"، کتاب البیع، باب بیع الفاسد، ج۶، ص۱۰۷.

2 ......"الهداية"، کتاب البیوع، فصل فیما یکره، ج۲، ص۵۳.
و"فتح القدير"، کتاب البیع، باب بیع الفاسد، ج۶، ص۱۰۷.

3 ......"صحیح مسلم"، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الحاضر للبادی، الحدیث:۱۹۔(۱۵۲۱)، ص۸۱٦.

4 ......حرج۔

5 ......"الهداية"، کتاب البیوع، فصل فیما یکره، ج۲، ص۵٤.
و"فتح القدير"، کتاب البیع، باب بیع الفاسد، ج۶، ص۱۰۷.

مسئلہ ۶: احتکار یعنی غلہ روکنا منع ہے اور سخت گناہ ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ گرانی کے زمانہ میں غلہ خرید لے اور اُسے بیع نہ کرے بلکہ روک رکھے کہ لوگ جب خوب پریشان ہوں گے تو خوب گراں کرکے بیع کروں گا اور اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ فصل میں غلہ خریدتا ہے اور رکھ چھوڑتا ہے کچھ دنوں کے بعد جب گراں ہوجاتا ہے بیچتا ہے یہ نہ احتکار ہے نہ اس کی ممانعت۔

مسئلہ ۷: غلہ کے علاوہ دوسری چیزوں میں احتکار نہیں۔

مسئلہ ۸: امام یعنی بادشاہ کو غلہ وغیرہ کا نرخ مقرر کردینا کہ جو نرخ مقرر کردیا ہے اُس سے کم وبیش کرکے بیع نہ ہو یہ درست نہیں۔

مسئلہ ۹: دو مملوک جو آپس میں ذی رحم محرم ہوں مثلاً دونوں بھائی یا چچا بھتیجے یا باپ بیٹے یا ماں بیٹے ہوں خواہ دونوں نابالغ ہوں یا ان میں کا ایک نابالغ ہو ان میں تفریق کرنا منع ہے مثلاً ایک کو بیع کردے دوسرے کو اپنے پاس رکھے یا ایک کو ایک شخص کے ہاتھ بیچے دوسرے کو دوسرے کے ہاتھ یا ہبہ میں تفریق ہو کہ ایک کو ہبہ کردے دوسرے کو باقی رکھے یا دونوں کو دو شخصوں کے لیے ہبہ کردے یا وصیت میں تفریق ہو بہرحال انکی تفریق ممنوع ہے۔[1] (درمختار، ہدایہ)

مسئلہ ۱۰: اگر دونوں بالغ ہوں یا رشتہ دار غیر محرم ہوں مثلاً دونوں چچا زاد بھائی ہوں یا محرم ہوں مگر رضاعت کی وجہ سے حرمت ہو یا دونوں زن وشو[2] ہوں تو تفریق ممنوع نہیں۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۱: ایسے دو غلاموں کو جن میں تفریق منع ہے اگر ایک کو آزاد کردیا دوسرے کو نہیں تو ممانعت نہیں اگرچہ آزاد کرنا مال کے بدلے میں ہو بلکہ ایسے کے ہاتھ بیع کرنا بھی منع نہیں جس نے اُس کی آزادی کا حلف[4] کیا ہو یعنی یہ کہا ہو کہ اگر میں اسکا مالک ہوجاؤں تو آزاد ہے۔ یوہیں ایک کو مدبر مکاتب ام ولد بنانے میں تفریق بھی ممنوع نہیں۔ یوہیں اگر ایک غلام اس کا ہے دوسرا اس کے بیٹے یا مکاتب یا مضارب کا جب بھی تفریق ممنوع نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: ایسے دو مملوکوں میں سے ایک کے متعلق کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے اور ثابت کردیا اُسے حقدار لے لے گا مگر یہ تفریق اس کی جانب سے نہیں لہٰذا ممنوع نہیں یا وہ غلام ماذون[6] تھا اُس پر دین ہوگیا اور اس میں بک گیا یا کسی جنایت[7]

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۳۱۳.
و"الھدایۃ"، کتاب البیوع، فصل فیما یکرہ، ج۲، ص۵۴.

2 ......بیوی، خاوند۔

3 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۳۱۳، وغیرہ.

4 ......قسم۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۳۱۴.

6 ......وہ غلام جس کو مالک نے خرید وفروخت کی اجازت دی ہو۔ 7 ......ایسا جرم جس کے بدلے دنیاوی سزا کا استحقاق ہوتا ہے۔

میں دیدیا گیا یا کسی کا مال تلف کیا اُس میں فروخت ہوگیا یا ایک میں عیب ظاہر ہوا اُسے واپس کیا گیا ان صورتوں میں تفریق ممنوع نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۳ جو شخص راستہ پر خرید وفروخت کرتا ہے اگر راستہ کشادہ ہے کہ اس کے بیٹھنے سے راہ گیروں پر تنگی نہیں ہوتی تو حرج نہیں اور اگر گزرنے والوں کو اس کی وجہ سے تکلیف ہوجائے تو اُس سے سودا خریدنا نہ چاہیے کہ گناہ پر مدد دینا ہے کیونکہ جب کوئی خریدے گا نہیں تو وہ بیٹھے گا کیوں۔[2] (عالمگیری)

بیع فضولی کا بیان

صحیح بخاری شریف میں عروہ بن ابی الجعد بارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو ایک دینار دیا تھا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے بکری خرید لائیں۔ انھوں نے ایک دینار کی دو بکریاں خرید کر ایک کو ایک دینار میں بیچ ڈالا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں ایک بکری اور ایک دینار لاکر پیش کیا، ان کے لیے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے دُعا کی، کہ ان کی بیع میں برکت ہو۔ اس دعا کا یہ اثر تھا کہ مٹی بھی خریدتے تو اُس میں نفع ہوتا۔[3] ترمذی وابوداود نے حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو ایک دینار دیکر بھیجا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے قربانی کا جانور خرید لائیں۔ انھوں نے ایک دینار میں مینڈھا خرید کر دو دینار میں بیچ ڈالا پھر ایک دینار میں ایک جانور خرید کر یہ جانور اور ایک دینار لاکر پیش کیا۔ دینار کو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے صدقہ کرنے کا حکم دیا (کیونکہ یہ قربانی کے جانور کی قیمت تھی) اور ان کی تجارت میں برکت کی دُعا کی۔[4]

فضولی اُس کو کہتے ہیں، جو دوسرے کے حق میں بغیر اجازت تصرف کرے۔

مسئلہ ۱ فضولی نے جو کچھ تصرف[5] کیا اگر بوقت عقد اس کا مجیز ہو یعنی ایسا شخص ہو جو جائز کردینے پر قادر ہو تو عقد منعقد ہوجاتا ہے مگر مجیز کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اور اگر بوقت عقد مجیز نہ ہو تو عقد منعقد ہی نہیں ہوتا۔ فضولی کا تصرف کبھی از قسم تملیک[6] ہوتا ہے جیسے بیع نکاح اور کبھی اسقاط[7] ہوتا ہے جیسے طلاق عتاق مثلاً اُس نے کسی کی عورت کو طلاق دیدی غلام کو

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۳۱۵.

2 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب العشرون فی البیاعات المکروھة...إلخ، ج۳، ص۲۱۰.

3 ......"صحیح البخاري"، کتاب المناقب، باب-۲۸، الحدیث:۳۶۴۲، ج۲، ص۵۱۳.

4 ......"سنن أبی داود"، کتاب البیوع، باب فی المضارب یخالف، الحدیث:۳۳۸۶، ج۳، ص۳۵۰.

5 ......عمل دخل، معاملہ۔ 6 ......مالک بنانے کی قسم سے۔ 7 ......ساقط کرنا یعنی کسی عقد کو ختم کرنے کے لیے۔

آزاد کردیا دین کو معاف کردیا اُس نے اس کے تصرفات جائز کردیے نافذ ہوجائیں گے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲: نابالغہ سمجھ وال لڑکی نے اپنا نکاح کفو سے کیا اور اس کا کوئی ولی نہیں ہے وہاں کے قاضی کی اجازت پر موقوف ہوگا[2] یا وہ خود بالغ ہوکر اپنے نکاح کو جائز کردے تو جائز ہے رد کردے تو باطل۔ اور اگر وہ جگہ ایسی ہو جو قاضی کے تحت میں نہ ہوتو نکاح منعقد ہی نہ ہوا کہ بروقت نکاح کوئی مجیز نہیں نابالغ عاقل غیر ماذون[3] نے کسی چیز کو خریدا یا بیچا اور ولی موجود ہے تو اجازت ولی پر موقوف ہے اور ولی نے اب تک نہ اجازت دی نہ رد کیا اور وہ خود بالغ ہوگیا تو اب خود اُس کی اجازت پر موقوف ہے اُس کو اختیار ہے کہ جائز کردے یا رد کردے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: نابالغ نے اپنی عورت کو طلاق دی یا غلام کو آزاد کردیا یا اپنا مال ہبہ یا صدقہ کردیا یا اپنے غلام کا کسی عورت سے نکاح کیا یا بہت زیادہ نقصان کے ساتھ اپنا مال بیچا یا کوئی چیز خریدی یہ سب تصرفات باطل ہیں بالغ ہونے کے بعد ان کو وہ خود بھی جائز کرنا چاہے تو جائز نہیں ہوں گے کہ بروقت عقد ان تصرفات کا کوئی مجیز نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: فضولی نے دوسرے کی چیز بغیر اجازت مالک بیع کردی تو یہ بیع مالک کی اجازت پر موقوف ہے اور اگر خود اُس نے اپنے ہی ہاتھ بیع کی تو بیع منعقد ہی نہ ہوئی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۵: بیع فضولی کو جائز کرنے کے لیے یہ شرط ہے کہ مبیع موجود ہو اگر جاتی رہی تو بیع ہی نہ رہی جائز کس چیز کو کرے گا نیز یہ بھی ضروری ہے کہ عاقدین یعنی فضولی و مشتری دونوں اپنے حال پر ہوں اگر ان دونوں نے خود ہی عقد کو فسخ کردیا ہو یا ان میں کوئی مرگیا تو اب اس عقد کو مالک جائز نہیں کرسکتا اور اگر ثمن غیر نقود ہو تو اُس کا بھی باقی رہنا ضروری ہے کہ اب وہ بھی مبیع[7] و معقود علیہ[8] ہے۔[9] (ہدایہ)

مسئلہ ۶: بیع فضولی میں اگر کسی جانب نقد نہ ہو بلکہ دونوں طرف غیر نقود ہوں مثلاً زید کی بکری کو عَمْرو نے بکر کے ہاتھ

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص۳۱۷.

2 ......یعنی اگر قاضی اجازت دے تو نکاح صحیح ہوگا ورنہ نہیں۔

3 ......یعنی جس کو خرید و فروخت کی اجازت نہ ہو۔

4 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص۳۱۸.

5 ......المرجع السابق، ص۳۱۹.

6 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص۳۱۹.

7 ......بیچی ہوئی چیز۔

8 ......عقد کی ہوئی۔

9 ......"الهداية"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۲، ص۶۸.

ایک کپڑے کے عوض میں بیع کیا اور زید نے اجازت دیدی تو بکری دیگا کپڑا لے گا اور اگر اجازت نہ دے جب بھی کپڑے کی بیع ہوجائے گی اور عمرو کو بکری کی قیمت دے کر کپڑا لینا ہوگا اس مثال میں مبیع قیمی ہے اور اگر مثلی ہو مثلاً گیہوں، جَو وغیرہ تو اُس مبیع کی مثل عمرو کو دے کر کپڑا لینا ہوگا کہ عمرو اس صورت میں بائع بھی ہے اور مشتری بھی۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۷ مالک نے فضولی کی بیع کو جائز کردیا تو ثمن جو فضولی لے چکا ہے مالک کا ہوگیا اور فضولی کے ہاتھ میں بطور امانت ہے اور اب وہ فضولی بمنزلہ وکیل[2] کے ہوگیا۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۸ مشتری نے فضولی کو ثمن دیا اور اُس کے ہاتھ میں مالک کے جائز کرنے سے پہلے ہلاک ہوگیا اگر مشتری کو ثمن دیتے وقت اُس کا فضولی ہونا معلوم تھا تو تاوان نہیں لے سکتا ورنہ لے سکتا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۹ فضولی کو یہ بھی اختیار ہے کہ جب تک مالک نے بیع کو جائز نہ کیا بیع کو فسخ کردے اور اگر فضولی نے نکاح کردیا ہے تو اس کو فسخ کا حق نہیں۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۰ فضولی نے بیع کی اور جائز کرنے سے پہلے مالک مرگیا تو ورثہ کو اُس بیع کے جائز کرنے کا حق نہیں مالک کے مرنے سے بیع ختم ہوگئی۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۱ ایک شخص نے دوسرے کے لیے کوئی چیز خریدی تو اُس دوسرے کی اجازت پر موقوف نہیں بلکہ بیع اسی پر نافذ ہوجائے گی اسی کو ثمن دینا ہوگا اور مبیع لینا ہوگا پھر اگر اس نے اُس کو مبیع دیدی اور اُس نے اس کو ثمن دیدیا تو بطور بیع تعاطی ان دونوں کے درمیان ایک جدید بیع ہے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲ ایک شخص فضولی نے کوئی چیز دوسرے کے لیے خریدی اور عقد میں دوسرے کا نام لیا یہ کہا کہ فلاں کے لیے میں نے خریدی اور بائع نے بھی کہا میں نے اُس کے لیے بیچی اس صورت میں فضولی پر نافذ نہیں بلکہ جس کا نام لیا ہے اُسکی

1 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الإستحقاق، ج۲، ص۶۸.

2 ......یعنی وکیل کی طرح۔

3 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الإستحقاق، ج۲، ص۶۸.

4 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل فى الفضولى، ج۷، ص۳۳۰.

5 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الإستحقاق، ج۲، ص۶۸.

6 ......المرجع السابق، ص۶۸.

7 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل فى الفضولى، ج۷، ص۳۲۲.

اجازت پر موقوف ہے۔ بائع و مشتری دونوں میں سے ایک کے کلام میں نام آجانا کافی ہے جب کہ دوسرے کے کلام میں اُس کے خلاف کی تصریح نہ ہو۔ مثلاً مشتری نے کہا میں نے فلاں کے لیے خریدی اور بائع نے کہا میں نے تیرے ہاتھ بیچی، اس صورت میں بیع ہی نہ ہوئی کہ اُس ایجاب کا قبول نہیں پایا گیا اور اگر فقط اتنا ہی کہتا کہ میں نے بیچی یا میں نے قبول کیا تو بیع ہو جاتی اور اُس فلاں کی اجازت پر موقوف ہوتی۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳ فضولی نے کسی کی چیز بیع کردی مشتری نے یا کسی نے آکر خبر دی کہ اتنے میں تمھاری چیز بیع کردی مالک نے کہا اگر سو روپے میں بیچی ہے تو اجازت ہے اس صورت میں اگر سو روپے یا زیادہ میں بیچی ہے اجازت ہوگئی کم میں بیچی ہے تو نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴ دوسرے کا کپڑا بیچ ڈالا مشتری نے اُسے رنگ دیا اس کے بعد مالک نے بیع کو جائز کیا جائز ہوگئی اور اگر مشتری نے قطع کر کے سی لیا اب اجازت دی تو نہیں ہوئی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵ ایک فضولی نے ایک شخص کے ہاتھ بیع کی دوسرے فضولی نے دوسرے کے ہاتھ یہ دونوں عقد اجازت پر موقوف ہیں اگر مالک نے دونوں کو جائز کیا تو اُس چیز کے نصف نصف میں دونوں عقد جائز ہوگئے اور مشتری کو اختیار ہے کہ لے یا نہ لے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶ غاصب نے مغصوب[5] کو بیع کیا یہ بیع اجازت مالک پر موقوف ہے اور اگر خود مالک نے بیع کی اور غاصب غصب سے انکار کرتا ہے تو اس پر موقوف ہے کہ غاصب غصب کا اقرار کرلے یا گواہ سے مالک اپنی ملک ثابت کردے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۷ غاصب نے شے مغصوب کو بیع کر دیا اس کے بعد اُس شی مغصوب کا تاوان دیدیا تو بیع جائز ہوگئی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸ ایک چیز غصب کر کے مساکین کو خیرات کردی اور ابھی وہ چیز مساکین کے پاس موجود ہے کہ غاصب نے

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص۳۲۲.

2 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثانی عشر فی احکام البیع الموقوف...إلخ، ج۳، ص۱۵۳.

3 ......المرجع السابق. 4 ......المرجع السابق.

5 ......غصب کی ہوئی چیز۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص۳۲۷.

7 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه...إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۱۱۱.

مالک سے خرید لی یہ بیع جائز ہے اور مساکین سے واپس لے سکتا ہے اس کے خریدنے کے بعد اگر مساکین نے خرچ کرڈالی تو ان کو تاوان دینا پڑے گا اور اگر مساکین کو کفارہ میں دی تھی تو کفارہ ادا نہ ہوا اور اگر غاصب نے خریدی نہیں بلکہ مالک کو تاوان دیدیا تو صدقہ جائز ہے اور مساکین سے واپس نہیں لے سکتا اور کفارہ میں دی تھی تو ادا ہوگیا۔ مالک سے اُس وقت خریدی کہ مساکین صرف[1] میں لاچکے تو بیع باطل ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: فضولی نے بیع کی مالک کے پاس ثمن پیش کیا گیا اُس نے لے لیا یا مشتری سے اُس نے خود ثمن طلب کیا یہ بیع کی اجازت ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: مالک کا یہ کہنا تو نے بُرا کیا یا اچھا کیا۔ ٹھیک کیا۔ مجھے بیع کی دِقتوں[4] سے بچادیا۔ مشتری کو ثمن ہبہ کر دینا۔ صدقہ کر دینا۔ یہ سب الفاظ اجازت کے ہیں۔ یہ کہہ دیا مجھے منظور نہیں میں اجازت نہیں دیتا تو رد ہوگئی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: ایک چیز کے دو مالک ہیں اور فضولی نے بیع کر دی ان میں سے صرف ایک نے جائز کی تو مشتری کو اختیار ہے کہ قبول کرے یا نہ کرے کیونکہ اُس نے وہ چیز پوری سمجھ کر لی تھی اور پوری ملی نہیں لہٰذا اختیار ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: مالک کو خبر ہوئی کہ فضولی نے اس کی فلاں چیز بیع کر دی اس نے جائز کر دی اور ابھی ثمن کی مقدار معلوم نہیں ہوئی پھر بعد میں ثمن کی مقدار معلوم ہوئی اور اب بیع کو رد کرتا ہے رد نہیں ہوسکتی۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: زید نے عمرو کے ہاتھ کسی کا غلام بیچ ڈالا عمرو نے اُسے آزاد کر دیا یا بیع کر دیا اس کے بعد مالک نے زید کی بیع کو جائز کر دیا یا زید سے اُس نے ضمان لیا یا عمرو سے ضمان لیا بہرحال عمرو نے آزاد کر دیا ہے تو عتق نافذ ہے[8] اور بیع کیا ہے تو نافذ نہیں۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: دوسرے کا مکان بیع کر دیا اور مشتری کو قبضہ دیدیا اُس کے بعد اس فضولی نے غصب کا اقرار کیا اور مشتری

---

1 ...... خرچ، استعمال۔

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه...إلخ، الفصل الثالث، ج٣، ص ١١١.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل في الفضولي، ج٧، ص٣٢٨.

4 ...... مشکلات۔

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل في الفضولي، ج٧، ص٣٣١.

6 ...... المرجع السابق، ص٣٣٢. 7 ...... المرجع السابق.

8 ...... یعنی آزاد ہوگیا۔

9 ...... "الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل في الفضولي، ج٧، ص٣٣٣.

انکار کرتا ہے تو مشتری سے مکان واپس نہیں لیا جاسکتا جب تک مالک گواہوں سے یہ نہ ثابت کردے کہ مکان میرا ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵ فضولی نے مالک کے سامنے بیع کی اور مالک نے سکوت کیا انکار نہ کیا تو یہ سکوت اجازت نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۶ دوسرے کی چیز اپنے نابالغ لڑکے یا اپنے غلام کے ہاتھ بیع کی پھر اُس نے مالک کو خبر دی کہ میں نے بیع کردی مگر یہ نہیں بتایا کہ کس کے ہاتھ بیچی تو یہ بیع جائز نہیں مگر غلام مدیون ہو تو جائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷ ایک مکان میں دو شخص شریک ہیں اُن میں ایک نے نصف مکان بیچ دیا اس سے مراد اس کا حصہ ہوگا اگرچہ بیع میں مطلقاً نصف کہا اور اگر فضولی نے نصف مکان بیع کیا تو مطلقاً نصف کی بیع ہے دونوں شریکوں میں جو کوئی اجازت دے گا اُس کے حصہ میں بیع صحیح ہوجائے گی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸ گیہوں[5] وغیرہ کیلی[6] اور وزنی[7] چیزوں میں دو شخص شریک ہوں اگر وہ شرکت اس طرح ہو کہ دونوں کی چیزیں ایک میں مل گئیں یا ان دونوں نے خود ملائی ہیں اگر ان میں سے ایک نے اپنا حصہ شریک کے ہاتھ بیچا تو جائز ہے اور اگر اجنبی کے ہاتھ بیچا تو جب تک شریک اجازت نہ دے جائز نہیں اور اگر میراث یا ہبہ یا بیع کے ذریعہ سے شرکت ہے تو ہر ایک کو اپنا حصہ شریک کے ہاتھ بیچنا بھی جائز ہے اور اجنبی کے ہاتھ بھی۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹ صبی محجور یا غلام محجور (جو خرید و فروخت سے روک دیے گئے ہیں) اور بوہرے کی بیع موقوف ہے ولی یا مولیٰ جائز کرے گا تو جائز ہوگی رد کریگا باطل ہوگی۔[9] (درمختار)

مرھون یا مستاجر کی بیع

مسئلہ ۳۰ جو چیز رہن رکھی ہے یا کسی کو اُجرت پر دی ہے اُس کی بیع مرتہن[10] یا مستاجر[11] کی اجازت پر موقوف

1 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع،باب البیع الفاسد،فصل فی الفضولی،اذا طرأملك...إلخ،ج۷،ص۳۳۷.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع،باب البیع الفاسد،فصل فی الفضولی،ج۷،ص۳۳۸.

3 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع،الباب الثانی عشر فی احکام البیع الموقوف...إلخ،ج۳،ص۱۵۳۔۱۵۴.

4 ......المرجع السابق،ص۱۵٤.

5 ......گندم۔ 6 ......وہ چیز جو ماپ کر بیچی جائے۔ 7 ......وہ چیز جو تول کر بیچی جائے۔

8 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع،الباب الثانی عشر فی احکام البیع الموقوف...إلخ،ج۳،ص۱۵۵.

9 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع،باب البیع الفاسد،فصل فی الفضولی،ج۷،ص۳۲۳.

10 ......جس کے پاس چیز رہن رکھی گئی ہے۔ 11 ......اُجرت پر چیز لینے والا۔

ہے یعنی اگر جائز کردیں گے جائز ہوگی مگر بیع فسخ کرنے کا ان کو اختیار نہیں اور راہن [1] وموجر [2] بھی بیع کو فسخ نہیں کر سکتے اور مشتری [3] چاہے تو بیع کو فسخ کرسکتا ہے یعنی جب تک مرتہن ومستاجر نے اجازت نہ دی ہو۔ مرتہن یا مستاجر نے پہلے رد کردی پھر جائز کردی تو بیع صحیح ہوگئی۔ مرتہن ومستاجر نے اجازت نہیں دی اور اب اجارہ ختم ہوگیا یا فسخ کردیا گیا اور مرتہن کا دین ادا ہوگیا یا اُس نے معاف کردیا اور چیز چھوڑالی گئی تو وہی پہلی بیع خود بخود نافذ ہوگئی۔ مستاجر نے بیع کو جائز کردیا تو بیع صحیح ہوگئی مگر اُس کے قبضہ سے نہیں نکال سکتے جب تک اُس کا مال وصول نہ ہولے۔ [4] (عالمگیری، فتح، درمختار)

مسئلہ ۳۱ جو چیز کرایہ پر ہے اُس کو خود کرایہ دار کے ہاتھ بیع کیا تو یہ اجازت پر موقوف نہیں بلکہ ابھی نافذ ہوگئی۔ [5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲ کرایہ والی چیز بیچی اور مشتری کو معلوم ہے کہ یہ چیز کرایہ پر اُٹھی ہوئی ہے اس بات پر راضی ہوگیا کہ جب تک اجارہ کی مدت پوری نہ ہو کرایہ پر رہے مدت پوری ہونے پر بائع مجھے قبضہ دلائے اس صورت میں اندرون مدت مبیع کے دلا پانے کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور بائع بھی مشتری سے ثمن کا مطالبہ نہیں کرسکتا جب تک قبضہ دینے کا وقت نہ آجائے۔ [6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳ کاشتکار کو ایک مدت مقررہ تک کے لیے کھیت اجارہ پر دیا، چاہے کاشتکار نے اب تک کھیت بویا ہو یا نہ بویا ہو اُسکی بیع کاشتکار کی اجازت پر موقوف ہے۔ [7] (درمختار)

مسئلہ ۳۴ کرایہ پر مکان ہے مالک مکان نے کرایہ دار کی بغیر اجازت اُس کو بیع کیا کرایہ دار بیع پر طیار نہیں مگر اُس نے کرایہ بڑھا کر نیا اجارہ کیا تو بیع موقوف جائز ہوگئی کیونکہ پہلا اجارہ ہی باقی نہ رہا جو بیع کو روکے

---

1 ......جو اپنی چیز کسی کے پاس گروی رکھتا ہے۔ 2 ......کرائے پر دینے والا۔ 3 ......خریدار۔

4 ......"الفتاوی الھندیۃ"،کتاب البیوع،الباب التاسع فیما یجوز بیعہ...إلخ،الفصل الثالث،ج۳،ص۱۱۰.

و"فتح القدیر"،کتاب البیوع،باب البیع الفاسد،ج۶،ص۴۱،۴۲.

و"الدرالمختار"،کتاب البیوع،باب البیع الفاسد،فصل فی الفضولی،ج۷،ص۳۲۴.

5 ......"ردالمحتار"،کتاب البیوع،باب البیع الفاسد،فصل فی الفضولی،مطلب:فی بیع المرھون والمستأجر،ج۷،ص۳۲۵.

6 ......المرجع السابق.

7 ......"الدرالمختار"،کتاب البیوع،باب البیع الفاسد،فصل فی الفضولی،ج۷،ص۳۲۴.

ہوئے تھا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵ کرایہ کی چیز پہلے ایک کے ہاتھ بیچی پھر خود کرایہ دار کے ہاتھ بیع کرڈالی پہلی بیع ٹوٹ گئی اور مستاجر کے ہاتھ بیع درست ہوگئی اور اگر پہلے ایک شخص کے ہاتھ بیع کی پھر دوسرے کے ہاتھ اور مستاجر نے دونوں بیعوں کو جائز کیا پہلی جائز ہوگئی دوسری باطل۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶ مستاجر کو خبر ہوئی کہ کرایہ کی چیز مالک نے فروخت کردی اُس نے مشتری سے کہا میرے اجارہ میں تم نے خریدا تمھاری مہربانی ہوگی کہ جو کرایہ دے چکا ہوں جب تک وصول نہ کرلوں اُس وقت تک مجھے چھوڑ دو اس گفتگو سے اجازت ہوگئی اور بیع نافذ ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷ راہن نے بغیر اجازت مرتہن رہن کو بیع کردیا اس کے بعد پھر دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالا مرتہن جس بیع کو جائز کردے جائز ہے اور ثمن سے مرتہن اپنا مطالبہ وصول کرے اگر کچھ بچے تو راہن کو دیدے اور اگر راہن نے بیع اول کے بعد رہن کو اُجرت پر دے دیا یا دوسری جگہ رہن رکھا اور مرتہن نے اجارہ یا رہن کو جائز کردیا تو بیع نافذ ہوگئی اور اجارہ یا رہن جو کچھ تھا باطل ہوگیا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مبیع پر دام لکھدیتے ہیں اور کہتے ہیں جو رقم اس پر لکھی ہے اُتنے میں بیچی مشتری نے کہا خریدی یہ بیع بھی موقوف ہے اگر اُسی مجلس میں مشتری کو رقم کا علم ہوجائے اور بیع کو اختیار کرلے تو بیع نافذ ہے، ورنہ باطل۔[5] (درمختار) بیجک[6] پر بیع کا بھی یہی حکم ہے کہ مجلس عقد[7] میں ثمن معلوم ہوجانا ضروری ہے۔

مسئلہ ۳۹ جتنے میں یہ چیز فلاں نے بیع کی یا خریدی ہے میں بھی بیع کرتا ہوں، اگر بائع و مشتری[8] دونوں کو معلوم ہے کہ فلاں نے اتنے میں بیع کی یا خریدی ہے، یہ جائز ہے اور اگر مشتری کو معلوم نہیں اگرچہ بائع جانتا ہو تو یہ بیع موقوف ہے

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه... إلخ، الفصل الثالث، ج٣، ص١١٠.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق. 4 ...... المرجع السابق.

5 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج٧، ص٣٢٥.

6 ......مال کی فہرست جس میں ہر چیز کا نرخ، قیمت اور میزان درج ہو۔

7 ......جہاں خرید و فروخت ہورہی ہے، لین دین کی جگہ۔

8 ......بیچنے والے اور خریدار۔

اگراُسی مجلس میں علم ہوجائے اوراختیارکرلے درست ہے ورنہ درست نہیں۔[1] (ردالمحتار)

اقالہ کا بیان

ابوداودوابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان سے اقالہ کیا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسکی لغزش دفع کردے گا۔''[2]

مسئلہ ۱ دوشخصوں کے مابین جوعقد ہوا ہے اس کے اُٹھا دینے کو اقالہ کہتے ہیں یہ لفظ کہ میں نے اقالہ کیا، چھوڑ دیا، فسخ کیا یا دوسرے کے کہنے پر مبیع یا ثمن کا پھیر دینا اور دوسرے کا لے لینا اقالہ ہے۔ نکاح، طلاق، عتاق، ابراء کا اقالہ نہیں ہوسکتا۔ دونوں میں سے ایک اقالہ چاہتا ہے تو دوسرے کو منظور کرلینا، اقالہ کردینا مستحب ہے اور یہ مستحق ثواب ہے۔[3]

مسئلہ ۲ اقالہ میں دوسرے کا قبول کرنا ضروری ہے یعنی تنہا ایک شخص اقالہ نہیں کرسکتا اور یہ بھی ضرور ہے کہ قبول اُسی مجلس میں ہو لہٰذا اگر ایک نے اقالہ کے الفاظ کہے مگر دوسرے نے قبول نہیں کیا یا مجلس کے بعد کیا اقالہ نہ ہوا۔ مثلاً مشتری مبیع کو بائع کے پاس واپس کرنے کے لیے لایا اُس نے انکار کردیا اقالہ نہ ہوا پھر اگر مشتری نے مبیع کو یہیں چھوڑ دیا اور بائع نے اُس چیز کو استعمال بھی کرلیا اب بھی اقالہ نہ ہوا یعنی اگر مشتری ثمن واپس مانگتا ہے یہ ثمن واپس کرنے سے انکار کرسکتا ہے کیونکہ جب صاف طور پر انکار کرچکا ہے تو اقالہ نہیں ہوا۔ یوہیں اگر ایک نے اقالہ کی درخواست کی دوسرے نے کچھ نہ کہا اور مجلس کے بعد اقالہ کو قبول کرتا ہے یا پہلے کوئی ایسا فعل کرچکا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے منظور نہیں اس کے بعد قبول کرتا ہے تو قبول صحیح نہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳ دلال[5] سے کسی نے کہا تھا کہ میری یہ چیز بیع کردو اور ثمن کی کوئی تعیین نہیں کی تھی دلال نے وہ چیز بیع کردی اور مالک کو آکر خبر دی کہ اتنے میں میں نے بیچ دی مالک نے کہا اتنے میں نہیں دونگا دلال مشتری کے پاس جاتا ہے اور واقعہ کہتا ہے مشتری نے کہا میں بھی اُس کو نہیں چاہتا اس سے اقالہ نہیں ہوا کہ اولاً تو لفظ ہی اقالہ کے لیے نہیں ہے پھر یہ کہ ایجاب وقبول کی

---

1 ......''ردالمحتار''، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، مطلب: فی بیع المرھون والمستأجر، ج۷، ص۳۲۶.

2 ......''سنن ابن ماجه''، کتاب التجارات، باب الإقالة، الحدیث: ۲۱۹۹، ج۳، ص۳٦.

3 ......''الدرالمختار''، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج۷، ص۳۴۵.

4 ......''الدرالمختار'' و''ردالمحتار''، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج۷، ص۳۴۰.

5 ......آڑھتی، وہ شخص جوخریدار اور بیچنے والے کا سودا طے کرائے۔

ایک مجلس نہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴ ایک شخص نے گھوڑا خریدا پھر واپس کرنے کے لیے بائع کے پاس آیا بائع موجود نہ تھا، اُس کے اصطبل[2] میں گھوڑا چھوڑ کر چلا گیا پھر بائع نے اُس کا علاج وغیرہ کرایا اقالہ نہیں ہوا، اگرچہ ایسے افعال جن سے رضامندی ثابت ہوتی ہے، قبول کے قائم مقام ہوتے ہیں مگر مجلس کا ایک ہونا بھی ضروری ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵ اقالہ کے شرائط یہ ہیں: ① دونوں کا راضی ہونا۔ ② مجلس ایک ہونا۔ ③ اگر بیع صرف کا اقالہ ہو تو اُسی مجلس میں تقابض بدلین[4] ہو۔ ④ مبیع[5] کا موجود ہونا شرط ہے ثمن کا باقی رہنا شرط نہیں۔ ⑤ مبیع ایسی چیز ہو جس میں خیار شرط خیار رویت خیار عیب کی وجہ سے بیع فسخ ہوسکتی ہو، اگر مبیع میں ایسی زیادتی ہوگئی ہو جس کی وجہ سے فسخ نہ ہوسکے تو اقالہ بھی نہیں ہوسکتا۔ ⑥ بائع نے ثمنِ مشتری کو قبضہ سے پہلے ہبہ نہ کیا ہو۔[6] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۶ اقالہ کے وقت مبیع موجود تھی مگر واپس دینے سے پہلے ہلاک ہوگئی اقالہ باطل ہوگیا۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷ جو ثمن بیع میں تھا اُسی پر یا اُس کی مثل پر اقالہ ہوسکتا ہے اگر کم یا زیادہ پر اقالہ ہوا تو شرط باطل ہے اور اقالہ صحیح یعنی اُتنا ہی دینا ہوگا جو بیع میں ثمن تھا۔[8] (ہدایہ) مثلاً ہزار روپے میں ایک چیز خریدی اُس کا اقالہ ہزار میں کیا یہ صحیح ہے اور اگر ڈیڑھ ہزار میں کیا جب بھی ہزار دینا ہوگا اور پانسو کا ذکر لغو ہے اور پانسو میں کیا اور مبیع میں کوئی نقصان نہیں آیا ہے جب بھی ہزار دینا ہوگا اور اگر مبیع میں نقصان آگیا ہے تو کمی کے ساتھ اقالہ ہوسکتا ہے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۸ اقالہ میں دوسری جنس کا ثمن ذکر کیا گیا مثلاً بیع ہوئی ہے روپے سے اور اقالہ میں اشرفی یا نوٹ واپس کرنا قرار پایا تو اقالہ صحیح ہے اور وہی ثمن واپس دینا ہوگا جو بیع میں تھا دوسرے ثمن کا ذکر لغو ہے۔[10] (عالمگیری)

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج۷، ص۳٤۱.

2 ......گھوڑے باندھنے کی جگہ۔

3 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج۷، ص۳٤۱.

4 ......یعنی دو متبادل چیزوں پر قبضہ کرنا۔ 5 ......بیچی ہوئی چیز یعنی سامان وغیرہ۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج۷، ص۳٤۲.

و"الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب الثالث عشر فی الإقالة، ج۳، ص۱۵۷.

7 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإقالة، مطلب: تحریرمهم فی إقالة...إلخ، ج۷، ص۳۵٤.

8 ......"الهداية"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج۲، ص۵۵.

9 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب الثالث عشر فی الإقالة، ج۳، ص۱۵٦.

10 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۹ مبیع میں نقصان آ گیا تھا اس وجہ سے ثمن سے کم پر اقالہ ہوا مگر وہ عیب جاتا رہا تو مشتری بائع سے وہ کمی واپس لیگا جو ثمن میں ہوئی ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰ تازہ صابون بیچا تھا خشک ہونے کے بعد اقالہ ہوا مشتری کو صرف صابون ہی دینا ہوگا۔[2] (بحر)

مسئلہ ۱۱ کھیت مع زراعت[3] کے جو طیار ہے بیع کیا[4] گیا مشتری نے زراعت کاٹ لی پھر اقالہ ہوا زمین کے مقابل میں جو ثمن ہے اُسکے ساتھ اقالہ ہوگا اور وقت بیع زراعت کچی تھی اور اب طیار ہوگئی تو اقالہ جائز نہیں۔[5] (بحر)

مسئلہ ۱۲ اقالہ میں مبیع باقی رہے یا کم ہوجائے اس سے مراد وہ چیز ہے جس کی بیع قصداً ہو اور جو چیز تبعاً[6] بیع میں داخل ہوجاتی ہے اُس کی کمی سے مبیع کا کم ہونا نہیں تصور کیا جائے گا لہٰذا گاؤں خریدا تھا جس میں درخت تھے درخت مشتری نے کاٹ لیے پھر اقالہ ہوا پورا ثمن واپس کرنا ہوگا درختوں کی قیمت بائع کو نہیں ملے گی ہاں اگر بائع کو اس کا علم نہ ہو کہ درخت کاٹ لیے ہیں تو اختیار ہے کہ پورے ثمن کے بدلہ میں زمین واپس لے یا بالکل چھوڑ دے یعنی زمین بھی نہ لے۔[7] (بحر)

مسئلہ ۱۳ عاقدین[8] کے حق میں اقالہ فسخ بیع ہے اور دوسرے کے حق میں یہ ایک بیع جدید ہے لہٰذا اگر اقالہ کو فسخ نہ قرار دے سکتے ہوں تو اقالہ باطل ہے مثلاً مبیع لونڈی یا جانور ہے جس کے قبضہ کے بعد بچہ پیدا ہوا تو اس کا اقالہ نہیں ہوسکتا۔[9] (ہدایہ، فتح)

مسئلہ ۱۴ کپڑا خریدا اور اُس کو واپس کرنے گیا اس نے لفظ اقالہ زبان سے نکالا ہی تھا کہ بائع نے فوراً کپڑے کو قطع کرڈالا اقالہ صحیح ہے یہ فعل قبول کے قائم مقام ہے۔[10] (فتح)

مسئلہ ۱۵ مبیع کا کوئی جز ہلاک ہوگیا اور کچھ باقی ہے تو جو کچھ باقی ہے اُس میں اقالہ ہوسکتا ہے اور اگر بیع مقایضہ ہو یعنی دونوں طرف غیر نقود ہوں اور ایک ہلاک ہوگئی تو اقالہ ہوسکتا ہے دونوں جاتی رہیں تو نہیں ہوسکتا۔[11] (ہدایہ)

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإقالة، مطلب: تحریر مهم في إقالة...إلخ، ج۷، ص۳۵۰.

2 ......"البحرالرائق"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج٦، ص۱۷۵.

3 ......فصل۔ 4 ......بیچا۔

5 ......"البحرالرائق"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج٦، ص۱۷۵.

6 ......ضمناً۔

7 ......"البحرالرائق"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج٦، ص۱۷۵۔۱۷٦.

8 ......یعنی خریدنے والا اور بیچنے والا۔

9 ......"الهداية"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج۲، ص۵۵.

و"فتح القدير"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج٦، ص۱۱٤.

10 ......"فتح القدير"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج٦، ص۱۱۵.

11 ......"الهداية"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج۲، ص۵٦.

مسئلہ ۱۶ غلام ماذون (جس کوخرید وفروخت کی اجازت ہے) یا بچہ کے وَصی[1] یا وقف کے متولی نے کوئی چیز گراں[2] بیع کی ہے یا ارزاں[3] خریدی ہے تو ان کو اقالہ کرنے کی اجازت نہیں یعنی کریں بھی تو اقالہ نہ ہوگا اور اقالہ میں اگر مولیٰ یا بچہ یا وقف کے لیے بہتری ہو تو صحیح ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۷ وکیل بالشراء (جس کو وکیل کیا تھا کہ فلاں چیز خرید لائے) خرید لینے کے بعد اقالہ نہیں کرسکتا اور وکیل بالبیع اقالہ کرسکتا ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸ بائع نے اگر مشتری سے کچھ زیادہ دام لے لیے اور مشتری اقالہ کرانا چاہتا ہے تو اقالہ کر دینا چاہیے اور اگر بہت زیادہ دھوکا دیا ہے تو اقالہ کی ضرورت نہیں تنہا مشتری بیع کو فسخ کرسکتا ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۹ مبیع میں اگر زیادت متصلہ غیر متولدہ ہو جیسے کپڑے میں رنگ، مکان میں جدید تعمیر تو اقالہ نہیں ہوسکتا۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰ اقالہ کو شرط پر معلق کرنا صحیح نہیں مثلاً بائع نے مشتری سے کہا یہ چیز تمھیں بہت سستی میں نے دیدی مشتری نے کہا اگر تم کو زیادہ کا گاہک مل جائے تو بیچ ڈالنا اُس نے دوسرے کے ہاتھ زیادہ دام میں بیچ ڈالی یہ دوسری بیع صحیح نہیں ہوئی۔[8] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۱ شرطِ فاسد سے اقالہ فاسد نہیں ہوتا۔ اقالہ کرلیا مگر ابھی بائع نے مبیع پر قبضہ نہیں کیا پھر اُسی مشتری کے ہاتھ بیع کردی یہ بیع درست ہے اور اس مشتری کے علاوہ دوسرے کے ہاتھ بیع کرے گا تو بیع فاسد ہوگی کہ ثالث کے حق میں بیع جدید[9] ہے اور مبیع کو قبل قبضہ[10] کے بیچنا ناجائز ہے۔ مبیع اگر کیلی[11] یا وزنی[12] ہے تو اقالہ کے بعد پھر ماپنے اور تولنے کی ضرورت نہیں۔[13] (درمختار)

---

1 ...... یعنی جس کو وصیت کی جائے کہ تم ایسا کرنا۔ 2 ...... مہنگی۔ 3 ...... سستی۔

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج۷، ص۳٤۳.

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإقالة، مطلب: تحریر مهم فی إقالة... إلخ، ج۷، ص۳٤۳.

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج۷، ص۳٤٦.

7 ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإقالة، مطلب: تحریر مهم فی إقالة... إلخ، ج۷، ص۳٤۸.

8 ...... "البحرالرائق"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج٦، ص۱۷۱.

9 ...... نیا سودا۔ 10 ...... قبضہ سے پہلے۔

11 ...... جو چیز ماپ کر بیچی جاتی ہے۔ 12 ...... جو چیز تول کر بیچی جاتی ہے۔

13 ...... "الدرالمختار" کتاب البیوع، باب الإقالة، ج۷، ص۳٥۰.

مسئلہ ۲۲ اقالہ حق ثالث میں بیع جدید ہے لہٰذا مکان کی بیع ہوئی تھی اور شفیع[1] نے شفعہ سے انکار کردیا تھا پھر اقالہ ہوا تو اب شفیع پھر شفعہ کرسکتا ہے اور یہ جدید حق حاصل ہوگا۔ مشتری نے مبیع کو بیچ ڈالا پھر اقالہ کیا اس کے بعد معلوم ہوا کہ مبیع میں کوئی ایسا عیب ہے جو بائع اول کے یہاں تھا تو عیب کی وجہ سے بائع اول کو واپس نہیں کرسکتا۔ ایک چیز خریدی اور قبضہ کرلیا مگر ابھی ثمن ادا نہیں کیا مشتری نے وہ چیز دوسرے کے ہاتھ بیع کی پھر اقالہ کیا پھر بائع اول نے ثمن وصول کرنے سے پہلے ثمن اول سے کم میں خریدی یہ جائز ہے۔ کوئی چیز ہبہ کی، موہوب لہ[2] نے اُس کو بیع کردیا پھر اقالہ ہوا تو ہبہ کرنے والا اُس کو واپس نہیں کرسکتا۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۳ کنیز خریدی تھی اور مشتری نے قبضہ کرلیا تھا پھر اقالہ ہوا تو بائع پر استبرا[4] واجب ہے بغیر استبرا وطی نہیں کرسکتا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۴ جس طرح بیع کا اقالہ ہوسکتا ہے، خود اقالہ کا بھی اقالہ ہوسکتا ہے۔ اقالہ کا اقالہ کرنے سے اقالہ جاتا رہا اور بیع لوٹ آئی، ہاں بیع سلم میں اگر مسلم فیہ پر قبضہ نہیں ہوا اور اقالہ ہوگیا تو اس اقالہ کا اقالہ نہیں ہوسکتا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مرابحہ اور تولیہ کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مشتری میں اتنی ہوشیاری نہیں کہ خود واجبی قیمت[7] پر چیز خریدے لامحالہ اُسے دوسرے پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے کہ اُس نے جن داموں میں چیز خریدی ہے اُتنے ہی دام دے کر اُس سے لے لے یا وہ کچھ نفع لے کر اس کو چیز دینا چاہتا ہے اور یہ اُس کا اعتبار کرکے خرید لیتا ہے کیونکہ مشتری جانتا ہے کہ بغیر نفع کے بائع نہیں دے گا اور اگر اتنا نفع دیکر نہ لوں گا تو بہت ممکن ہے کہ دوسری جگہ مجھ کو زیادہ دام دینے پڑیں یا اس سے کم میں چیز نہ ملے گی لہٰذا اس نفع دینے کو غنیمت سمجھتا ہے۔ اور بیع مطلق اور اس میں صرف اتنا ہی فرق ہے کہ یہاں اپنی خرید کے دام بتا کر اُتنا ہی لینا چاہتا ہے یا اُس پر نفع کی ایک معین مقدار زیادہ کرتا ہے لہٰذا بیع مطلق کا جواز اسکا جواز ہے اور چونکہ مشتری نے یہاں بائع[8] پر اعتماد کیا ہے

---

1 ......شفعہ کا حق رکھنے والے۔ 2 ......جسے ہبہ کی گئی۔

3 ......"البحرالرائق"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج٦، ص١٧٢.

4 ......یعنی اُس وقت تک وطی نہ کرے جب تک اس کا غیر حاملہ ہونا معلوم نہ ہوجائے۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الإقالة، ج٧، ص٣٥٢، ٣٥٣.

6 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإقالة، مطلب: تحریر مهم فی إقالة...إلخ، ج٧، ص٣٥٥.

7 ......رائج قیمت۔ 8 ......فروخت کرنے والا۔

لہٰذا یہاں بائع کو پورے طور پر سچائی اور امانت سے کام لینا ضروری ہے۔ خیانت بلکہ اس کے شبہہ سے بھی احتراز لازم ہے خیانت یا شبہۂ خیانت[1] کا بھی عقد پر اثر پڑے گا جیسا کہ اس باب کے مسائل سے واضح ہوگا۔ اس بیع کا جواز اس حدیث سے بھی ہے، کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت کا ارادہ فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو اونٹ خریدے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''ایک کا میرے ہاتھ تولیہ کردو۔'' اُنھوں نے عرض کی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے بغیر دام کے حاضر ہیں۔ ارشاد فرمایا: ''بغیر دام کے نہیں۔''[2] (ہدایہ) نیز عبدالرزاق نے سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تولیہ واقالہ وشرکت سب برابر ہیں، ان میں حرج نہیں۔''[3] (کنزالعمال)

مسئلہ ۱ جو چیز جس قیمت پر خریدی جاتی ہے اور جو کچھ مصارف[4] اُس کے متعلق کیے جاتے ہیں ان کو ظاہر کرکے اس پر نفع کی ایک مقدار بڑھا کر کبھی فروخت کرتے ہیں اس کو مرابحہ کہتے ہیں اور اگر نفع کچھ نہیں لیا تو اس کو تولیہ کہتے ہیں۔ جو چیز علاوہ بیع کے کسی اور طریقہ سے ملک میں آئی مثلاً اس کو کسی نے ہبہ کی[5] یا میراث میں حاصل ہوئی یا وصیت کے ذریعہ سے ملی اُس کی قیمت لگا کر مرابحہ وتولیہ کرسکتے ہیں۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲ روپے اور اشرفی میں مرابحہ نہیں ہوسکتا مثلاً ایک اشرفی پندرہ روپے کو خریدی اور اس کو ایک روپیہ یا کم وبیش نفع لگا کر مرابحۃً بیع کرنا چاہتا ہے یہ جائز نہیں۔[7] (درمختار، فتح)

مسئلہ ۳ مرابحہ یا تولیہ صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ جس چیز کے بدلے میں مشتری اول نے خریدی ہے وہ مثلی ہوتا کہ مشتری ثانی وہ ثمن قرار دیکر خرید سکتا ہو اور اگر مثلی نہ ہو بلکہ قیمی ہو تو یہ ضرور ہے کہ مشتری ثانی اُس چیز کا مالک ہو مثلاً زید نے عمرو سے کپڑے کے بدلے میں غلام خریدا پھر اس غلام کا بکر سے مرابحہ یا تولیہ کرنا چاہتا ہے اگر بکر نے وہی کپڑا عمرو سے خرید لیا ہے یا کسی طرح بکر کی ملک میں آچکا ہے تو مرابحہ ہوسکتا ہے یا بکر نے اُسی کپڑے کے عوض میں مرابحہ کیا اور ابھی وہ کپڑا عمرو ہی کی ملک ہے مگر بعد عقد عمرو نے عقد کو جائز کردیا تو وہ مرابحہ بھی درست ہے۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... خیانت کا شبہہ، دھوکہ کرنے کا شک۔

2 ...... "الهداية"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج۲، ص۵٦.

3 ...... "المصنف" لعبد الرزاق، كتاب البيوع، باب التولية في البيع والإقالة، الحديث: ١٤٣٣٥، ج۸، ص۳۸.
و"كنز العمال"، الحديث: ٩٩٦٤، الجزء الرابع، ج۲، ص٦٤.

4 ...... اخراجات۔ 5 ...... تحفہ میں دی۔

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج۷، ص۳٦۰، وغيره.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج۷، ص۳٦۰.
و"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٦، ص۱۲۲.

8 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج۷، ص۳٦۲.

مسئلہ ۴: مرابحہ میں جو نفع قرار پایا ہے اُس کا معلوم ہونا ضروری ہے اور اگر وہ نفع قیمی ہو تو اشارہ کرکے اُسے معین کر دیا گیا ہو مثلاً فلاں چیز جو تم نے دس روپے کو خریدی ہے میرے ہاتھ دس روپے اور اس کپڑے کے عوض میں بیع کر دو۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵: ثمن سے مراد وہ ہے جس پر عقد واقع ہوا ہو فرض کرو مثلاً دس روپے میں عقد ہوا مگر مشتری نے اُن کے عوض میں کوئی دوسری چیز بائع کو دی چاہے یہ اُسی قیمت کی ہو یا کم وبیش کی بہر حال مرابحہ و تولیہ میں دس روپے کا لحاظ ہوگا نہ اُس کا جو مشتری نے دیا۔[2] (فتح القدیر)

مسئلہ ۶: دَہ یازدَہ کے نفع پر مرابحہ ہوا (یعنی ہر دس پر ایک روپیہ نفع دس کی چیز ہے تو گیارہ، بیس کی ہے تو بائیس وعلٰی ہٰذا القیاس) اگر ثمن اول قیمی ہے مثلاً کوئی چیز ایک گھوڑے کے بدلے میں خریدی ہے اور وہ گھوڑا اس مشتری ثانی کو مل گیا جو مرابحۃً خریدنا چاہتا ہے اور دہ یازدہ کے طور پر خریدا اور مطلب یہ ہوا کہ گھوڑا دے گا اور گھوڑے کی جو قیمت ہے اُس میں فی دہائی ایک روپیہ دیگا یہ بیع درست نہیں کہ گھوڑے کی قیمت مجہول ہے[3] لہٰذا نفع کی مقدار مجہول اور اگر بیع اول کا ثمن مثلی ہو مثلاً پہلے مشتری نے سو روپے کے عوض میں خریدی اور دَہ یازدَہ کے نفع سے بیچی اس کا محصل[4] ایک سو دس روپے ہوا اگر یہ پوری مقدار مشتری کو معلوم ہو جب تو صحیح ہے اور معلوم نہ ہوا اور اُسی مجلس میں اُسے ظاہر کر دیا گیا ہو تو اُسے اختیار ہے کہ لے یا نہ لے اور اگر مجلس میں بھی معلوم نہ ہوا تو بیع فاسد ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار) آج کل عام طور پر تاجروں میں آنہ روپیہ، دو آنے روپیہ نفع کے حساب سے بیع ہوتی ہے اس کا حکم وہی دہ یازدہ کا ہے کہ وقت عقد معلوم ہو یا مجلس عقد میں معلوم ہو جائے تو بیع صحیح ہے ورنہ فاسد۔

مسئلہ ۷: ایک چیز کی قیمت دس روپے دوسرے شہر کے سکّوں سے قرار پائی (مثلاً حیدرآباد میں انگریزی دس روپے کو ثمن قرار دیا) اور اُس کو ایک روپیہ کے نفع سے لیا اس روپیہ سے مراد اس شہر کا سکّہ ہے یعنی دس روپے دوسرے سکے کے اور ایک روپیہ یہاں کا دینا ہوگا اور اگر اس کو بھی دہ یازدہ کے طور پر خریدا ہے تو کل ثمن و نفع اُسی دوسرے سکہ سے دینا ہوگا۔[6] (فتح القدیر)

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج۷، ص۳۶۳.

2 ......"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج۶، ص۱۲۵.

3 ......معلوم نہیں ہے۔　4 ......حاصل۔

5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج۷، ص۳۶۳.

6 ......"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج۶، ص۱۲۵.

کون سے مصارف کا راس المال پر اضافہ ہوگا

مسئلہ ۸: راس المال جس پر مرابحہ وتولیہ کی بنا ہے (کہ اس پر نفع کی مقدار بڑھائی جائے تو مرابحہ اور کچھ نہ بڑھے وہی ثمن رہے تو تولیہ) اس میں دھوبی کی اُجرت مثلاً تھان خرید کر دُھلوایا ہے۔ اور نقش ونگار ہوا ہے جیسے چکن کڑھوائی ہے، حاشیہ کے پھُندنے بٹے گئے ہیں، کپڑا رنگا گیا ہے، بار برداری دی گئی ہے، یہ سب مصارف راس المال پر اضافہ کیے جاسکتے ہیں۔[1] (ہدایہ، فتح القدیر)

مسئلہ ۹: جانور کو کھلایا ہے اُس کو بھی راس المال پر اضافہ کیا جائے گا مگر جب کہ اُس کا دودھ گھی وغیرہ حاصل کیا ہے تو اس کو اُس میں سے کم کریں اگر چارہ کے مصارف کچھ بچ رہے تو اس باقی کو اضافہ کریں۔ یوہیں مرغی پر کچھ خرچ کیا اور اُس نے انڈے دیے ہیں تو ان کو مُجرا دیکر[2] باقی کو اضافہ کریں۔ جانور یا غلام یا مکان کو اُجرت پر دیا ہے کرایہ کی آمدنی کو مصارف سے منہا نہیں کریں گے[3] بلکہ پورے مصارف کھانے وغیرہ کے اضافہ کریں گے۔[4] (فتح)

مسئلہ ۱۰: گھوڑے کا علاج کرایا سَلوتری[5] کو اُجرت دی یا جانور بھاگ گیا کوئی پکڑ کر لایا اُسے مزدوری دی، اس کو راس المال پر اضافہ نہیں کریں گے۔[6] (فتح) کھیت یا باغ کو پانی دیا ہے اُس کو صاف کرایا ہے پانی کی نالیاں درست کرائی ہیں اُس میں پیڑ[7] لگائے ہیں یہ صرفہ[8] بھی شامل کیا جائے گا۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: مکان کی مرمت کرائی ہے، صفائی کرائی ہے، پلاستر کرایا ہے، کوآں کھدوایا ہے، ان سب کے مصارف شامل ہوں گے۔ دلال[10] کو جو کچھ دیا گیا ہے، وہ بھی شامل ہوگا۔[11] (درمختار)

---

1 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٢، ص٥٦.
و"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٦، ص١٢٥.

2 ......کم کرکے۔　3 ......اخراجات سے کٹوتی نہیں کریں گے۔

4 ......"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٦، ص١٢٥.

5 ......گھوڑوں کا علاج کرنے والا۔

6 ......"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٦، ص١٢٦.

7 ......درخت۔　8 ......خرچہ۔

9 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٧، ص٣٦٥.

10 ......آڑھتی، وہ شخص جو خریدار اور بیچنے والے کا سودا طے کرائے۔

11 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٧، ص٣٦٥.

مسئلہ ۱۲ چرواہے کی اُجرت یا خود اپنے مصارف مثلاً جانے آنے کا کرایہ اور اپنی خوراک اور جو کام خود کیا ہے یا کسی نے مفت کردیا ہے اس کام کی اُجرت جس مکان میں چیز کو رکھا ہے اُس کا کرایہ ان سب کو اضافہ نہیں کریں گے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۳ کیا چیز اضافہ کریں گے اور کیا نہیں کریں گے اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اس باب میں تاجروں کا عرف دیکھا جائے گا جس کے متعلق عرف ہے اُسے شامل کریں اور عرف نہ ہو تو شامل نہ کریں۔[2] (فتح، درمختار)

مسئلہ ۱۴ جو مصارف ناجائز طور پر جبراً وصول کیے جاتے ہیں جیسے چونگی، اگر تجار کا عرف اس کے اضافہ کرنے کا ہو تو اضافہ کریں، ورنہ نہیں۔[3] (درمختار) غالباً چونگی کو آج کل کے تجار تولیہ و مرابحہ میں راس المال پر اضافہ کرتے ہیں۔

مسئلہ ۱۵ جو مصارف اضافہ کرنے کے ہیں اُنھیں اضافہ کرنے کے بعد بائع یہ نہ کہے میں نے اتنے کو خریدی ہے کیونکہ یہ جھوٹ ہے بلکہ یہ کہے مجھے اتنے میں پڑی ہے۔[4] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۶ بیع مرابحہ میں اگر مشتری کو معلوم ہوا کہ بائع نے کچھ خیانت کی ہے مثلاً اصلی ثمن پر ایسے مصارف اضافہ کیے جن کو اضافہ کرنا ناجائز ہے یا اُس ثمن کو بڑھا کر بتایا دس میں خریدی تھی بتائے گیارہ تو مشتری کو اختیار ہے کہ پورے ثمن پر لے یا نہ لے یہ نہیں کرسکتا کہ جتنا غلط بتایا ہے اُسے کم کرکے ثمن ادا کرے۔ اُس نے خیانت کی ہے اسے معلوم کرنے کی تین صورتیں ہیں خود اُس نے اقرار کیا ہو یا مشتری نے اس کو گواہوں سے ثابت کیا یا اُس پر حلف دیا گیا اُس نے قسم سے انکار کیا۔ تولیہ میں اگر بائع کی خیانت ثابت ہو تو جو کچھ خیانت کی ہے اُسے کم کرکے مشتری ثمن ادا کرے مثلاً اُس نے کہا میں نے دس روپے میں خریدی ہے اور ثابت ہوا کہ آٹھ میں خریدی ہے تو آٹھ دیکر مبیع لے لے گا۔[5] (ہدایہ، فتح)

مسئلہ ۱۷ مرابحہ میں خیانت ظاہر ہوئی اور پھیرنا چاہتا ہے پھیرنے سے پہلے مبیع ہلاک ہوگئی یا اُس میں کوئی ایسی بات پیدا ہوگئی جس سے بیع کو فسخ کرنا نادرست ہوجاتا ہے تو پورے ثمن پر مبیع کو رکھ لینا ضروری ہوگا اب واپس نہیں کرسکتا نہ

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحةوالتولية، ج٧، ص٣٦٦.

2 ......المرجع السابق، ص٣٦٥.

و"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب المرابحةوالتولية، ج٦، ص١٢٥.

3 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحةوالتولية، ج٧، ص٣٦٧.

4 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٢، ص٥٦، وغيرها.

5 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٢، ص٥٦.

و"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٦، ص١٢٦.

نقصان کا معاوضہ مل سکتا ہے۔[1] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۱۸: ایک چیز خرید کر مرابحۃً بیع کی پھر اُس کو خریدا اگر پھر مرابحہ کرنا چاہے تو پہلے مرابحہ میں جو کچھ نفع ملا ہے دوسرے ثمن سے کم کرے اور اگر نفع اتنا ہوا کہ دوسرے ثمن کو مستغرق ہوگیا تو اب مرابحۃً بیع ہی نہیں ہوسکتی اس کی مثال یہ ہے کہ ایک کپڑا دس میں خریدا تھا اور پندرہ میں مرابحہ کیا پھر اسی کپڑے کو دس میں خریدا تو اس میں سے پانچ روپے پہلے کے نفع والے ساقط کرکے پانچ روپے پر مرابحہ کرسکتا ہے اور یہ کہنا ہوگا کہ پانچ روپے میں پڑا ہے اور اگر پہلے بیس روپے میں بیچا تھا پھر اُسی کو دس میں خریدا تو گویا کپڑا مفت ہے کہ نفع نکالنے کے بعد ثمن کچھ نہیں بچتا اس صورت میں پھر مرابحہ نہیں ہوسکتا یہ اس صورت میں ہے کہ جس کے ہاتھ مرابحۃً بیچا ہے اب تک وہ چیز اُسی کے پاس رہی اس نے اُسی سے خریدی اور اگر اُس نے کسی دوسرے کے ہاتھ بیچ دی اس نے اُس سے خریدی غرض یہ کہ درمیان میں کوئی بیع آجائے تو اب جس ثمن سے خریدا ہے اُسی پر مرابحہ کرے نفع کم کرنے کی ضرورت نہیں۔[2] (ہدایہ، فتح)

مسئلہ ۱۹: جس چیز کو جس ثمن سے خریدا اُسے دوسری جنس سے بیچا مثلاً دس روپے میں خریدی پھر کسی جانور کے بدلے میں بیع کی پھر دس روپے میں خریدی تو دس روپے پر مرابحہ ہوسکتا ہے اگرچہ وہ جانور جس کے بدلے میں پہلے بیچی تھی دس روپے سے زیادہ کا ہو۔ ایک تیسری صورت ثمن ثانی پر مرابحہ جائز ہونے کی یہ ہے کہ اس امر کو ظاہر کردے کہ میں نے دس روپے میں خرید کر پندرہ میں بیچی پھر اُسی مشتری سے دس میں خریدی ہے اور اس دس روپے پر مرابحہ کرتا ہوں[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: صلح کے طور پر جو چیز حاصل ہو اُس کا مرابحہ نہیں ہوسکتا مثلاً زید کے عمرو پر دس روپے چاہیے تھے اُس نے مطالبہ کیا عمرو نے کوئی چیز دے کر صلح کرلی یہ چیز زید کو اگرچہ دس روپے کے معاوضہ میں ملی ہے مگر اس کا مرابحہ دس روپے پر نہیں ہوسکتا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۱: چند چیزیں ایک عقد میں ایک ثمن کے ساتھ خریدی گئیں اُن میں سے ایک کے مقابل میں ثمن کا ایک حصہ

---

1 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج۲، ص۵۷.
و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج۷، ص۳٦۸.

2 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج۲، ص۵۷.
و"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٦، ص۱۲۷.

3 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب: خيارالخيانة...إلخ، ج۷، ص۳٦۹.

4 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج۲، ص۵۷.

فرض کرکے مرابحہ کریں یہ ناجائز ہے جب کہ یہ قیمی چیزیں ہوں اور ثمن کی تفصیل نہ ہو اور اگر مثلی ہوں مثلاً دو من غلّہ پانچ روپے میں خریدا تھا ایک من کا مرابحہ کرسکتا ہے۔ یوہیں کپڑے کے چند تھان اس طرح خریدے کہ ہر تھان دس روپے کا ہے تو ایک تھان کا مرابحہ کرسکتا ہے۔[1] (فتح القدیر، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: مکاتب یا غلام ماذون نے ایک چیز دس روپے میں خریدی تھی اُس کے مولیٰ نے اُس سے پندرہ میں خرید لی یا مولیٰ نے دس میں خرید کر غلام کے ہاتھ پندرہ میں بیچی تو اس کا مرابحہ اُسی بیع اول کے ثمن پر یعنی دس پر ہوسکتا ہے، پندرہ پر نہیں ہوسکتا۔ یوہیں جس کی گواہی اس کے حق میں مقبول نہ ہو جیسے اس کے اصول ماں، باپ، دادا، دادی یا اس کی فروع بیٹا، بیٹی وغیرہ اور میاں بی بی اور دو شخص جن میں شرکت مفاوضہ ہے ان میں ایک نے ایک چیز خریدی پھر دوسرے نے نفع دیکر اُس سے خرید لی تو مرابحہ دوسرے ثمن پر نہیں ہوسکتا ہاں اگر یہ لوگ ظاہر کردیں کہ یہ خریداری اس طرح ہوئی ہے تو جس ثمن سے خود خریدی ہے اُس پر مرابحہ ہوسکتا ہے۔[2] (ہدایہ، فتح، درمختار)

مسئلہ ۲۳: اپنے شریک سے کوئی چیز خریدی مگر یہ چیز شرکت کی نہیں ہے تو جس قیمت پر اس نے خریدی ہے مرابحہ کرسکتا ہے اور یہ ظاہر کرنے کی بھی ضرورت نہیں کہ شریک سے خریدی ہے اور اگر وہ چیز شرکت کی ہو تو اُس میں جتنا اُسکا حصہ ہے، اُس میں وہ ثمن لیا جائے گا جس سے شرکت میں خریداری ہوئی اور جتنا شریک کا حصہ ہے، اُس میں اُس ثمن کا اعتبار ہوگا جس سے اس نے اب خریدی ہے، مثلاً ایک ہزار میں وہ چیز خریدی گئی تھی اور بارہ سو میں اس نے شریک سے خریدی تو گیارہ سو پر مرابحہ ہوسکتا ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: مضارب[4] نے ایک چیز دس روپے میں خریدی اور مال والے کے ہاتھ پندرہ روپے میں بیچ دی اگر مضاربت نصف نفع کے ساتھ ہے تو رب المال اس چیز کو ساڑھے بارہ روپے پر مرابحہ کرسکتا ہے کیونکہ نفع کے پانچ میں ڈھائی

---

1 ......"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٦، ص١٢٩.
و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب: خيارالخيانة... إلخ، ج٧، ص٣٦٩.

2 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٢، ص٥٧.
و"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٦، ص١٢٩، ١٣٠.
و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٧، ص٣٧٠.

3 ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب: اشترى من شريكه سلعة، ج٧، ص٣٧١.

4 ......وہ شخص جو کسی کے مال سے تجارت کررہا ہو اس شرط پر کہ نفع دونوں آپس میں تقسیم کرلیں گے۔

روپے اس کے ہیں، لہٰذا مبیع اس کو ساڑھے بارہ میں پڑی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: مبیع میں کوئی عیب بعد میں معلوم ہوا اور یہ راضی ہوگیا تو اس کا مرابحہ کرسکتا ہے یعنی عیب کی وجہ سے ثمن میں کمی کرنے کی ضرورت نہیں۔ یوہیں اگر اس نے مرابحۃً یہ چیز خریدی تھی اور بعد میں بائع کی خیانت پر مطلع ہوا مگر مبیع کو واپس نہیں کیا بلکہ اُسی بیع پر راضی رہا تو جس ثمن پر خریدی ہے اُسی پر مرابحہ کرے گا۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: مبیع میں اگر عیب پیدا ہوگیا مگر وہ عیب کسی کے فعل سے پیدا نہ ہوا چاہے آفت سماویہ[3] سے ہو یا خود مبیع کے فعل سے ہو، ایسے عیب کو مرابحہ میں بیان کرنا ضروری نہیں یعنی بائع کو یہ کہنا ضروری نہیں کہ میں نے جب خریدی تھی اُس وقت عیب نہ تھا میرے یہاں عیب پیدا ہوگیا ہے اور بعض فقہا اس کو بیان کرنا ضروری بتاتے ہیں۔ کپڑے کو چوہے نے کتر لیا یا آگ سے کچھ جل گیا اس کا بھی وہی حکم ہے رہا عیب کو بیان کرنا اسکو ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ مبیع کے عیب پر مطلع ہو تو اُس کا ظاہر کردینا ضروری ہے چھپانا حرام ہے۔ لونڈی ثیب تھی اُس سے وطی کی اور اس سے نقصان پیدا نہ ہوا تو اس کا بیان کرنا بھی ضرور نہیں اور نقصان پیدا ہوا تو بیان کرنا ضروری ہے اور اگر مبیع میں اس کے فعل سے عیب پیدا ہوگیا یا دوسرے کے فعل سے، چاہے اُس نے اس کے حکم سے فعل کیا یا بغیر حکم کے، چاہے اس نے اُس نقصان کا معاوضہ لے لیا ہو یا نہ لیا ہو، یا کنیز بکر تھی اُس سے وطی کی ان باتوں کا ظاہر کردینا ضرور ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: جس وقت اس نے خریدی تھی اُس وقت نرخ گراں تھا[5] اور اب بازار کا حال بدل گیا اس کو ظاہر کرنا بھی ضرور نہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: جانور یا مکان خریدا تھا اُس کو کرایہ پر دیا مرابحہ میں یہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس کا اتنا کرایہ وصول کرلیا ہے اور اگر جانور سے گھی دودھ حاصل کیا ہے تو اس کو ثمن میں مجرا دینا ہوگا۔[7] (فتح)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۷، ص۳۷۰.

2 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، مطلب: اشتری من شریکہ سلعۃ، ج۷، ص۳۷۳.

3 ......قدرتی آفت مثلاً جلنا، ڈوبنا وغیرہ۔

4 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، مطلب: اشتری من شریکہ سلعۃ، ج۷، ص۳۷۳.

5 ......یعنی قیمت زیادہ تھی۔

6 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، مطلب: اشتری من شریکہ سلعۃ، ج۷، ص۳۷۴.

7 ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۶، ص۱۳۲، ۱۳۳.

مسئلہ ۲۹: کوئی چیز گراں خریدی اور اتنے دام[1] زیادہ دیے کہ لوگ اُتنے میں نہیں خریدتے تو مرابحہ وتولیہ میں اس کوظاہر کرنا ضرور ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: ایک چیز ہزار روپے کی خریدی تھی اور ثمن مؤجل تھا یعنی اُس کی ادا کے لیے ایک مدت مقرر تھی اس کو سو روپے کے نفع پر بیچا تو یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ بیع میں ثمن مؤجل تھا اور اگر بیان نہ کیا اور مشتری کو بعد میں معلوم ہوا تو اسے اختیار ہے کہ گیارہ سو میں لے یا نہ لے اور اگر مبیع[3] ہلاک ہوچکی ہے تو وہ گیارہ سو بلا میعاد[4] اس کو دینا لازم ہے۔[5] (درمختار) ان مسائل میں تولیہ کا بھی وہی حکم ہے جو مرابحہ کا ہے۔

مسئلہ ۳۱: جتنے میں خریدی تھی یا جتنے میں پڑی ہے اُسی پر تولیہ کیا مگر مشتری کو یہ معلوم نہیں کہ وہ کیا رقم ہے یہ بیع فاسد ہے پھر اگر مجلس میں اُسے علم ہوجائے تو اُسے اختیار ہے لے یا نہ لے اور مجلس میں بھی علم نہ ہوا تو اب فساد دفع نہیں ہوسکتا۔ مرابحہ کا بھی یہی حکم ہے۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳۲: جو ثمن مقرر ہوا تھا بائع نے اُس میں سے کچھ کم کردیا تو مرابحہ وتولیہ میں کم کرنے کے بعد جو باقی ہے وہ راس المال قرار دیا جائے اور اگر مرابحہ وتولیہ کرلینے کے بعد بائع اول نے ثمن کم کیا ہے تو یہ بھی مشتری سے کم کردے اور اگر بائع اول نے کل ثمن چھوڑ دیا تو جو مقرر ہوا تھا اُس پر مرابحہ وتولیہ کرے۔[7] (فتح القدیر)

مسئلہ ۳۳: ایک غلام کا نصف سو روپے میں خریدا پھر دوسرے نصف کو دوسو میں خریدا جس نصف کا چاہے مرابحہ کرے اور اُس ثمن پر ہوگا جس سے اس نے خریدا اور پورے کا مرابحہ کرنا چاہے تو تین سو پر ہوگا۔[8] (عالمگیری)

1...... روپے۔

2...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولية، مطلب: اشترى من شريكه سلعة، ج۷، ص۳۷۶.

3...... بیچی گئی چیز۔　4...... بغیر کسی میعاد کے۔

5...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولية، ج۷، ص۳۷۵.

6...... المرجع السابق، ص۳۷۶، وغیرہ.

7...... "فتح القدير"، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولية، ج۶، ص۱۳۳.

8...... "الفتاوى الهندية"، کتاب البیوع، الباب الرابع عشر فی المرابحة والتولية، ج۳، ص۱۶۱.

مبیع و ثمن میں تصرّف کا بیان

بخاری و مسلم و ابوداود و نسائی و بیہقی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہتے ہیں بازار میں غلہ خرید کر اُسی جگہ (بغیر قبضہ کیے) لوگ بیچ ڈالتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُسی جگہ بیع کرنے سے منع فرمایا، جب تک منتقل نہ کرلیں۔[1] نیز صحیحین میں اُنھیں سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص غلہ خریدے، جب تک قبضہ نہ کرلے اُسے بیع نہ کرے۔''[2] عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں، جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبضہ سے پہلے بیچنا منع کیا، وہ غلہ ہے مگر میرا گمان یہ ہے کہ ہر چیز کا یہی حکم ہے۔[3]

مسئلہ ۱: جائداد غیر منقولہ[4] خریدی ہے اُس کو قبضہ کرنے سے پیشتر بیع کرنا جائز ہے کیونکہ اس کا ہلاک ہونا بہت نادر[5] ہے اور اگر وہ ایسی ہو جس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو جب تک قبضہ نہ کرلے بیع نہیں کرسکتا مثلاً بالاخانہ یا دریا کے کنارہ کا مکان اور زمین یا وہ زمین جس پر ریتا چڑھ جانے کا اندیشہ ہو۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: منقول چیز خریدی تو جب تک قبضہ نہ کرلے اُس کی بیع نہیں کرسکتا اور ہبہ و صدقہ کرسکتا ہے رہن رکھ سکتا ہے۔ قرض عاریت[7] دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۳: منقول چیز قبضہ سے پہلے بائع کو ہبہ کردی اور بائع نے قبول کرلی تو بیع جاتی رہی اور اگر بائع کے ہاتھ بیع کی تو یہ بیع صحیح نہیں پہلی بیع بدستور باقی رہی۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۴: خود بائع نے مشتری کے قبضہ سے پہلے مبیع میں تصرف کیا اس کی دو صورتیں ہیں مشتری کے حکم سے اُس نے

---

1 ...... "صحیح البخاري"، کتاب البیوع، باب منتھی التلقي، الحدیث: ۲۱۶۷، ج۲، ص۳۶.

2 ...... "صحیح البخاري"، کتاب البیوع، باب بیع الطعام قبل ان یقبض...إلخ، الحدیث: ۲۱۳۶، ج۲، ص۲۸.

3 ...... المرجع السابق، الحدیث: ۲۱۳۵.

4 ...... جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہو اسے جائداد غیر منقولہ کہتے ہیں۔

5 ...... یعنی کم ہی ایسا ہوتا ہے۔

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی التصرف...إلخ، ج۷، ص۳۸۳.

7 ...... عارضی طور پر۔

8 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی التصرف...إلخ، ج۷، ص۳۸۳-۳۸۴.

9 ...... المرجع السابق، ص۳۸۵.

تصرف کیا یا بغیر حکم۔ اگر حکم سے تصرف کیا مثلاً مشتری نے کہا اس کو ہبہ کردے یا کرایہ پر دیدے بائع نے کردیا تو مشتری کا قبضہ ہوگیا اور اگر بغیر امر تصرف کیا مثلاً وہ چیز رہن رکھدی یا اُجرت پر دی۔ امانت رکھ دی اور مبیع ہلاک ہوگئی بیع جاتی رہی اور اگر بائع نے عاریت دی ہبہ کیا۔ رہن رکھا اور مشتری نے جائز کردیا تو یہ بھی مشتری کا قبضہ ہوگیا۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵ مشتری نے بائع سے کہا فلاں کے پاس مبیع رکھ دو جب میں دام ادا کردونگا مجھے دیدے گا اور بائع نے اُسے دیدی تو یہ مشتری کا قبضہ نہ ہوا بلکہ بائع ہی کا قبضہ ہے یعنی وہ چیز ہلاک ہوگی تو بائع کی ہلاک ہوگی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶ ایک چیز خریدی تھی اُس پر قبضہ نہیں کیا بائع نے دوسرے کے ہاتھ زیادہ داموں میں بیچ ڈالی مشتری نے بیع جائز کردی جب بھی یہ بیع درست نہیں کہ قبضہ سے پیشتر ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷ جس نے کیلی چیز کیل کے ساتھ یا وزنی چیز وزن کے ساتھ خریدی یا عددی چیز گنتی کے ساتھ خریدی تو جب تک ناپ یا تول یا گنتی نہ کرلے اُس کو بیچنا بھی جائز نہیں اور کھانا بھی جائز نہیں اور اگر تخمینہ سے خریدی یعنی مبیع سامنے موجود ہے دیکھ کر اُس ساری کو خریدلیا یہ نہیں کہ اتنے سیر یا اتنے ناپ یا اتنی تعداد کو خریدا تو اُس میں تصرف کرنے بیچنے کھانے کے لیے ناپ تول وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ اور اگر یہ چیزیں ہبہ، میراث، وصیت میں حاصل ہوئیں یا کھیت میں پیدا ہوئی ہیں تو ناپنے وغیرہ کی ضرورت نہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸ بیع کے بعد بائع نے مشتری کے سامنے ناپا یا تولا تو اب مشتری کو ناپنے تولنے کی ضرورت نہیں اور اگر بیع سے قبل اس کے سامنے ناپا تولا تھا یا بیع کے بعد اس کی غیر حاضری میں ناپا تولا تو وہ کافی نہیں بغیر ناپے تولے اُس کو کھانا اور بیچنا جائز نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹ موزون[6] یا مکیل[7] کو بیع تعاطی کے ساتھ خریدا تو مشتری کا ناپنا تولنا ضروری نہیں قبضہ کرلینا کافی

---

1 ……"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل فی التصرف... إلخ، مطلب: فی تصرف البائع... إلخ، ج۷، ص۳۸۶.

2 …… المرجع السابق.

3 …… المرجع السابق.

4 ……"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل فی التصرف... إلخ، مطلب: فی تصرف البائع... إلخ، ج۷، ص۳۸۶-۳۸۹.

5 ……المرجع السابق، ص۳۹۰.

6 ……تول کر بیچی جانے والی چیزیں۔

7 ……ماپ کر بیچی جانے والی چیزیں۔

ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: بائع نے بیع سے قبل تولا تھا اس کے بعد ایک شخص نے جس کے سامنے تولا اُس کو خریدا مگر اُس نے نہیں تولا اور بیع کردی اور تول کر مشتری کو دی یہ بیع جائز نہیں کہ تولنے سے قبل ہوئی۔[2] (فتح القدیر)

مسئلہ ۱۱: تھان خریدا اگرچہ گزوں کے حساب سے خریدا مثلاً یہ تھان دس گز کا ہے اور اس کے دام یہ ہیں اس میں تصرف ناپنے سے پہلے جائز ہے ہاں اگر بیع میں گز کے حساب سے قیمت ہو مثلاً ایک روپیہ گز تو جب تک ناپ نہ لیا جائے تصرف جائز نہیں اور موزون چیز اگر ایسی ہو کہ اُس کے ٹکڑے کرنا مضر[3] ہو تو وزن کرنے سے پہلے اُس میں تصرف جائز ہے جیسے تانبے وغیرہ کے لوٹے اور برتن۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: ثمن میں قبضہ کرنے سے پہلے تصرف جائز ہے اُس کو بیع و ہبہ و اجارہ و صدقہ و وصیت سب کچھ کرسکتے ہیں۔ ثمن کبھی حاضر ہوتا ہے مثلاً یہ چیز ان دس روپوں کے بدلے میں خریدی اور کبھی حاضر کی طرف اشارہ نہیں کیا جاتا مثلاً یہ چیز دس روپے کے بدلے میں خریدی پہلی صورت میں ہر قسم کے تصرف کرسکتے ہیں مشتری کو بھی مالک کرسکتے ہیں اور غیر مشتری کو بھی اور دوسری صورت میں مشتری کو مالک کردینے کے علاوہ دوسرا تصرف نہیں کرسکتے یعنی غیر مشتری کو اُس کی تملیک نہیں کرسکتے مثلاً بائع مشتری سے کوئی چیز اُن روپوں کے بدلے میں خرید سکتا ہے جو مشتری کے ذمہ ہیں یا اُس کا جانور یا مکان کرایہ پر لے سکتا ہے اور یہ بھی کرسکتا ہے کہ وہ روپے اُسے ہبہ کردے صدقہ کردے۔ اور مشتری کے علاوہ دوسرے سے کوئی چیز خریدے اُن روپوں کے بدلے میں جو اس مشتری پر ہیں یا دوسرے کو ہبہ کرے صدقہ کرے یہ صحیح نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: ثمن دو قسم ہے ایک وہ کہ معین کرنے سے معین ہوجاتا ہے مثلاً ناپ اور تول کی چیزیں دوسرا وہ کہ معین کرنے سے بھی معین نہ ہو جیسے روپیہ اشرفی کہ بیع صحیح میں معین کرنے سے بھی معین نہیں ہوتے مثلاً کوئی چیز اس روپے کے بدلے میں خریدی یعنی کسی خاص روپیہ کی طرف اشارہ کیا تو اُسی کا دینا واجب نہیں دوسرا روپیہ بھی دے سکتا ہے۔ دس روپے کی جگہ دس کا

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل فی التصرف... إلخ، ج۷، ص۳۸۹-۳۹۰.

2 ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل ومن اشتری شیئاً... إلخ، ج۶، ص۱٤۱.

3 ......نقصان دہ۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل فی التصرف... إلخ، ج۷، ص۳۹۱.

5 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحةوالتولیة، فصل فی التصرف... إلخ، مطلب: فی بیان... إلخ، ج۷، ص۳۹۲.

نوٹ پندرہ روپے کی جگہ گنی[1] دے سکتا ہے مشتری کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں کہ کہے روپیہ لونگا نوٹ اشرفی نہیں لونگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۴ قبضہ سے پہلے ثمن کے علاوہ کسی دین میں تصرف کرنے کا وہی حکم ہے جو ثمن کا ہے مثلاً مہر، قرض، اُجرت، بدل خلع، تاوان، کہ جس پر اس کا مطالبہ ہے اُس کو مالک بنا سکتے ہیں یعنی اُس سے ان کے بدلے میں کوئی چیز خرید سکتے ہیں اُس کو مکان وغیرہ کی اُجرت میں دے سکتے ہیں ہبہ وصدقہ کر سکتے ہیں اور دوسرے کو مالک کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۵ بیع صرف اور سلم میں جس چیز پر عقد ہوا اُس کے علاوہ دوسری چیز کو لینا دینا جائز نہیں اور نہ اُس میں کسی دوسری قسم کا تصرف جائز نہ مسلم الیہ[4] راس المال[5] میں تصرف کرسکتا ہے اور نہ رب السلم[6] مسلم فیہ[7] میں کہ وہ روپے کے بدلے میں اشرفی لے لے اور یہ گیہوں کے بدلے میں جو لے یہ ناجائز ہے۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

ثمن اور مبیع میں کمی بیشی ہوسکتی ہے

مسئلہ ۱۶ مشتری نے بائع کے لیے ثمن میں کچھ اضافہ کردیا بائع نے مبیع میں اضافہ کردیا یہ جائز ہے ثمن یا مبیع میں اضافہ اُسی جنس سے ہو یا دوسری جنس سے اُسی مجلس عقد میں ہو یا بعد میں ہر صورت میں یہ اضافہ لازم ہوجاتا ہے یعنی بعد میں اگر ندامت ہوئی کہ ایسا میں نے کیوں کیا تو بیکار ہے وہ دینا پڑے گا۔ اجنبی نے ثمن میں اضافہ کردیا مشتری نے قبول کرلیا مشتری پر لازم ہوجائیگا اور مشتری نے انکار کردیا باطل ہوگیا ہاں اگر اجنبی نے اضافہ کیا اور خود ضامن بھی بن گیا یا کہا میں اپنے پاس سے دوں گا تو اضافہ صحیح ہے اور یہ زیادت اجنبی پر لازم۔[9] (ہدایہ، درمختا، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷ مشتری نے ثمن میں اضافہ کیا اس کے لازم ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ بائع نے اُسی مجلس میں قبول بھی کرلیا ہو اور اُس مجلس میں قبول نہیں کیا بعد میں کیا تو لازم نہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ مبیع موجود ہو، مبیع کے ہلاک ہونے کے بعد ثمن

---

1 ...... سونے کا ایک انگریزی سکہ۔

2 ...... ”الدرالمختار“، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی التصرف... إلخ، ج۷، ص۳۹۳.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... بیع سلم میں بائع (بیچنے والے) کو مسلم الیہ کہتے ہیں۔

5 ...... بیع سلم میں ثمن (چیز کی قیمت) کو راس المال کہتے ہیں۔

6 ...... بیع سلم میں مشتری (خریدار) کو رب السلم کہتے ہیں۔

7 ...... مبیع (خریدی ہوئی چیز) کو بیع سلم میں مسلم فیہ کہتے ہیں۔

8 ...... ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی التصرف... إلخ، مطلب: فی تعریف الکر، ج۷، ص۳۹٤.

9 ...... ”الهداية“، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل ومن اشتری شیئاً... إلخ، ج۲، ص۵۹ـ ۶۰.

و ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، مطلب: فی تعریف الکر، ج۷، ص۳۹٤.

میں اضافہ نہیں ہوسکتا مبیع کو بیچ ڈالا ہو پھر خرید لیا یا واپس کرلیا ہو جب بھی ثمن میں اضافہ صحیح ہے۔ بکری مرگئی ہے تو ثمن میں اضافہ نہیں ہوسکتا اور ذبح کردی گئی ہے تو ہوسکتا ہے۔ مبیع میں بائع نے زیادتی کی اس میں بھی مشتری کا اُسی مجلس میں قبول کرنا شرط ہے اور مبیع کا باقی رہنا اس میں شرط نہیں مبیع ہلاک ہوچکی ہے جب بھی اُس میں اضافہ ہوسکتا ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: ثمن میں بائع کمی کرسکتا ہے مثلاً دس روپے میں ایک چیز بیع کی تھی مگر خود بائع کو خیال ہوا کہ مشتری پر اس کی گرانی ہوگی[2] اور ثمن کم کردیا یہ ہوسکتا ہے اس کے لیے مبیع کا باقی رہنا شرط نہیں۔ یہ کمی ثمن کے قبضہ کرنے کے بعد بھی ہوسکتی ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: کمی زیادتی جو کچھ بھی ہے اگرچہ بعد میں ہوئی ہو اس کو اصل عقد میں شمار کریں گے یعنی کمی بیشی کے بعد جو کچھ ہے اسی پر عقد متصور ہوگا۔ پورے ثمن کا اسقاط نہیں ہوسکتا یعنی مشتری کے ذمہ ثمن کچھ نہ رہے اور بیع قائم رہے کہ بلاثمن بیع قرار پائے یہ نہیں ہوسکتا یہ البتہ ہوگا کہ بیع اُسی ثمن اول پر قرار پائے گی اور یہ سمجھا جائے گا کہ بائع نے مشتری سے ثمن معاف کردیا اس کا نتیجہ وہاں ظاہر ہوگا کہ شفیع[4] نے شفعہ کیا تو پورا ثمن دینا ہوگا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: کمی بیشی کو اصل عقد میں شمار کرنے کا اثر یہ ہوگا کہ ① مرابحہ وتولیہ میں اسی کا اعتبار ہوگا، ثمن اول کا یا مبیع اول کا اعتبار نہ ہوگا۔ ② یوہیں اگر ثمن میں زیادتی کردی ہے اور مبیع کا کوئی حقدار پیدا ہوگیا اور مبیع اُس نے لے لی تو مشتری بائع سے پورا ثمن واپس لے گا اور اگر اُس نے بیع کو جائز کردیا تو مشتری سے پورا ثمن لے گا اور کمی کی صورت میں جو کچھ باقی ہے وہ لے گا۔ ③ ثمن اگر کم کردیا ہے تو شفیع کو باقی دینا ہوگا مگر ثمن میں اضافہ ہوا ہے تو پہلے ثمن پر شفعہ ہوگا، یہ جو کچھ زیادہ کیا ہے نہیں دینا ہوگا کیونکہ شفیع کا حق ثمن اول سے ثابت ہوچکا ان دونوں کو اُس کے مقابلہ میں اضافہ کرنے کا حق نہیں۔ ④ مبیع میں اضافہ کیا ہے اور یہ زائد ہلاک ہوگیا تو ثمن میں اسکا حصہ کم ہوجائے گا۔ ⑤۔ یوہیں ثمن میں کم وبیش کیا ہے اور مبیع کُل یا اس کا جُز ہلاک ہوگیا تو اس کم یا زیادہ کا اعتبار ہوگا ثمن اول کا اعتبار نہ ہوگا۔ ⑥ بائع کو ثمن وصول کرنے کے لیے مبیع کے روکنے کا تعلق ثمن اول سے نہیں بلکہ اس سے ہے یعنی مثلاً زیادہ کردیا ہو تو جب تک مشتری اس زیادت[6] کو ادا نہ کرلے مبیع کو بائع روک سکتا

---

1. ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحة و التولية، فصل في التصرف...إلخ، ج۷، ص۳۹۵.
2. ......یعنی اس پر بوجھ ہوگا۔
3. ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحة و التولية، فصل في التصرف...إلخ، ج۷، ص۳۹٤.
4. ......حق شفعہ کرنے والا۔
5. ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب المرابحة و التولية، فصل في التصرف...إلخ، مطلب: في تعريف الكر، ج۷، ص۳۹٦.
6. ......یعنی اضافہ۔

ہے۔ ⑦ بیع صرف میں کم وبیش کا یہ اثر ہوگا کہ مثلاً چاندی کو چاندی سے بیچا تھا اور دونوں طرف برابری تھی پھر ایک نے زیادہ یا کم کردی دوسرے نے اُسے قبول کرلیا اور زائد یا کم پر قبضہ بھی ہوگیا تو عقد فاسد ہوگیا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱ ثمن میں اگر عرض (غیر نقود) زیادہ کردیا اور یہ چیز قبضہ سے پہلے ہلاک ہوگئی تو بقدر اس کی قیمت کے عقد فسخ ہوجائے گا مثلاً سو روپے میں کوئی چیز خریدی تھی اور تقابض بدلین[2] بھی ہوگیا پھر مشتری نے پچاس روپے کی کوئی چیز ثمن میں اضافہ کردی اور یہ چیز قبضہ سے پہلے ہلاک ہوگئی تو عقد بیع ایک تہائی میں فسخ ہوجائے گا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

دین کی تاجیل

مسئلہ ۲۲ مبیع میں اگر مشتری کمی کرنا چاہے اور مبیع از قبیل دَین[4] یعنی غیر معین ہو تو جائز ہے اور معین ہو تو کمی نہیں ہوسکتی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۳ بائع نے اگر عقد بیع کے بعد مشتری کو ادائے ثمن کے لیے مہلت دی یعنی اُس کے لیے میعاد مقرر کردی اور مشتری نے بھی قبول کرلی تو یہ دَین میعادی ہوگیا یعنی بائع پر وہ میعاد لازم ہوگئی اُس سے قبل مطالبہ نہیں کرسکتا۔ ہر دَین[6] کا یہی حکم ہے کہ میعادی نہ ہو اور بعد میں میعاد مقرر ہوجائے تو میعادی ہوجاتا ہے مگر مدیون کا قبول کرنا شرط ہے اگر اُس نے انکار کردیا تو میعادی نہیں ہوگا فوراً اُس کا ادا کرنا واجب ہوگا اور دائن جب چاہے گا مطالبہ کرسکے گا۔[7] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۴ دَین کی میعاد کبھی معلوم ہوتی ہے مثلاً فلاں مہینہ کی فلاں تاریخ اور کبھی مجہول مگر جہالت یسیرہ[8] ہو تو جائز

---

1 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"،کتاب البیوع،باب المرابحة و التولیة،فصل فی التصرف...إلخ،مطلب:فی تعریف الکر،ج۷،ص۳۹۶.

2 ......تقابض بدلین یعنی مشتری (خریدار) کا مبیع پر اور بائع (بیچنے والے) کا ثمن پر قبضہ کرنا۔

3 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"،کتاب البیوع،باب المرابحةوالتولیة،فصل فی التصرف...إلخ،مطلب:فی تعریف الکر،ج۷،ص۳۹۸.

4 ......یعنی قرض کی قسم۔

5 ......"الدرالمختار"،کتاب البیوع،باب المرابحة و التولیة،فصل فی التصرف...إلخ،ج۷،ص ۳۹۸.

6 ......جو چیز واجب فی الذمہ ہو کسی عقد مثلاً بیع یا اجارہ کی وجہ سے یا کسی چیز کے ہلاک کرنے سے اسکے ذمہ تاوان ہوا یا قرض کی وجہ سے واجب ہوا، ان سب کو دَین کہتے ہیں۔ دَین کی ایک خاص صورت کا نام قرض ہے، جس کو لوگ دستگرداں کہتے ہیں۔ ہر دَین کو آج کل لوگ قرض بولا کرتے ہیں، یہ فقہ کی اصطلاح کے خلاف ہے۔۱۲منہ

7 ......"الدرالمختار"،کتاب البیوع،باب المرابحة و التولیة،فصل فی التصرف...إلخ،ج۷،ص ٤٠٠.

8 ......ایسی جہالت جس میں زیادہ ابہام نہ ہو جہالت یسیرہ کہلاتی ہے جیسے کھیتی کٹنا۔

ہے مثلاً جب کھیت کٹے گا۔ اور اگر زیادہ جہالت ہو مثلاً جب آندھی آئے گی یا پانی برسے گا یہ میعاد باطل ہے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۵: دَین کی میعاد کو شرط پر معلق بھی کر سکتے ہیں مثلاً ایک شخص پر ہزار روپے ہیں اُس سے دائن کہتا ہے اگر پانچ سو روپے کل ادا کردو تو باقی پانچ سو کے لیے چھ ماہ کی مہلت ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: بعض دَین میں میعاد مقرر بھی کی جائے تو میعادی نہیں ہوتے۔ ① قرض جس کو دست گردان کہا جاتا ہے یہ میعادی نہیں ہوسکتا یعنی مقرض (قرض دینے والے) نے اگر کوئی میعاد مقرر کر بھی دی ہو تو وہ میعاد اُس پر لازم نہیں، جب چاہے مطالبہ کرسکتا ہے۔ ② بیع صرف کے بدلین[3] اور ③ بیع سلم کا ثمن جس کو راس المال کہتے ہیں، ان دونوں میں میعاد مقرر کرنا ناجائز ہے، اُسی مجلس میں ان پر قبضہ کرنا ضرور ہے۔ ④ مشتری نے شفیع کے لیے میعاد مقرر کردی، یہ بھی صحیح نہیں۔ ⑤ ایک شخص پر دَین تھا اُس کی میعاد مقرر تھی وہ قبل میعاد مرگیا اور مال چھوڑا یا وہ دَین غیر میعادی تھا اُس کے مرنے کے بعد دائن نے ورثہ کو ادائے دین کے لیے میعاد دی یہ میعاد صحیح نہیں کہ یہ دین اُس شخص کے ذمہ تھا اُس کے مرنے کے بعد دَین کا تعلق ترکہ سے ہے اور جب ترکہ موجود ہے تو میعاد کے کیا معنے یہاں دَین کا تعلق ورثہ کے ذمہ سے نہیں کہ اُن سے وصول کیا جائے اُن کو مہلت دی جائے۔ ⑥ اقالہ میں مبیع مشتری نے واپس کردی اور ثمن بائع کے ذمہ ہے اُس کو مشتری نے مہلت دی یہ میعاد بھی صحیح نہیں۔[4] (درمختار) میعاد صحیح نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ دائن کو فوراً وصول کرلینا واجب ہے وصول نہ کرے تو گنہگار ہے بلکہ یہ کہ مدیون کو فوراً دینا واجب ہے اور دائن کا مطالبہ صحیح ہے اور دائن وصول کرنے میں تاخیر کررہا ہے تو یہ اُس کا ایک احسان وتبرع[5] ہے مگر بیع صرف کے بدلین اور سلم کے راس المال پر اُسی مجلس میں قبضہ کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۲۷: بعض صورتوں میں قرض کے متعلق بھی میعاد صحیح ہے۔ ① قرض سے قرض دار منکر تھا اور ایک رقم پر صلح ہوئی اور اس کی ادائیگی کے لیے میعاد مقرر ہوئی، یہ میعاد صحیح ہے مثلاً ایک شخص پر ہزار روپے قرض ہیں اور سو روپے پر ایک ماہ کی مدت قرار دیکر صلح ہوئی ہزار کے سو لیں یعنی نوسو معاف ہیں یہ صحیح ہے مگر میعاد صحیح نہیں یعنی فی الحال دینا واجب ہے اور اگر اس صورتِ مذکورہ میں قرضدار انکاری ہو تو میعاد صحیح ہے۔ ② یوہیں قرضدار نے قرض خواہ سے تنہائی میں کہا، کہ اگر تم مہلت نہ دوگے تو میں اس قرض کا اقرار ہی نہیں کروں گا، اُس نے گواہوں کے سامنے میعادی دَین کا اقرار کیا۔ ③ قرضدار نے قرض خواہ[6] کے مطالبہ کو کسی

1 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ج٢، ص٦٠.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف...إلخ، ج٧، ص٤٠٠.

3 ......یعنی ثمن اور مبیع۔

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف...إلخ، ج٧ ص٤٠١.

5 ......یعنی بخشش۔

6 ...... جس کا کسی پر قرض ہو اس کو قرض خواہ کہتے ہیں۔

دوسرے شخص پر حوالہ کر دیا اور اُس کو قرض خواہ نے مہلت دی تو یہ میعاد صحیح ہے۔ ④ یا ایسے پر حوالہ کیا کہ خود قرضدار کا اس پر میعادی دین تھا تو یہ قرض بھی میعادی ہوگیا۔ ⑤ کسی شخص نے وصیت کی میرے مال سے فلاں کو اتنا روپیہ اتنی میعاد پر قرض دیا جائے اور ثلث مال سے قرض دیا گیا۔ ⑥ یا یہ وصیت کی کہ فلاں شخص پر جو میرا قرض ہے میرے مرنے کے بعد ایک سال تک اُسکو مہلت ہے ان صورتوں میں قرض میعادی ہو جائے گا۔[1] (درمختار، فتح القدیر)

قرض کا بیان

حدیث ۱ صحیح بخاری میں ابو بردہ بن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں مدینہ میں آیا اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُنھوں نے فرمایا: تم ایسی جگہ میں رہتے ہو جہاں سود کی کثرت ہے، لہٰذا اگر کسی شخص کے ذمہ تمھارا کوئی حق ہو اور وہ تمھیں ایک بوجھ بھوسہ یا جَو یا گھاس ہدیہ میں دے تو ہرگز نہ لینا کہ وہ سود ہے۔[2]

حدیث ۲ امام بخاری تاریخ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب ایک شخص دوسرے کو قرض دے تو اُس کا ہدیہ قبول نہ کرے۔''[3]

حدیث ۳ ابن ماجہ و بیہقی اُنھیں سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی قرض دے اور اس کے پاس وہ ہدیہ کرے تو قبول نہ کرے اور اپنی سواری پر سوار کرے تو سوار نہ ہو، ہاں اگر پہلے سے ان دونوں میں (ہدیہ وغیرہ) جاری تھا تو اب حرج نہیں۔''[4]

حدیث ۴ نسائی نے عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں مجھ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرض لیا تھا۔ جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پاس مال آیا، ادا فرما دیا اور دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تیرے اہل و مال میں برکت کرے اور فرمایا: ''قرض کا بدلہ شکریہ ہے اور ادا کر دینا۔''[5]

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل في التصرف... إلخ، ج۷، ص٤٠٣.

و "فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل ومن اشتری شیئاً... إلخ، ج٦، ص١٤٥-١٤٦.

2 ...... "صحیح البخاري"، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب عبد اللّٰه بن سلام رضی اللہ عنہ، الحدیث: ٣٨١٤، ج٢، ص٥٦٤.

3 ...... "مشکاۃ المصابیح"، کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الثالث، الحدیث: ٢٨٣٢، ج٢، ص١٤٣.

4 ...... "سنن ابن ماجه"، کتاب الصدقات، باب القرض، الحدیث: ٢٤٣٢، ج٣، ص١٥٥.

5 ...... "سنن النسائي"، کتاب البیوع، باب الإستقراض، الحدیث: ٤٦٩٢، ص٧٥٣.

حدیث ۵ امام احمد عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کا دوسرے پر حق ہو اور وہ ادا کرنے میں تاخیر کرے تو ہر روز اُتنا مال صدقہ کردینے کا ثواب پائے گا۔''(1)

حدیث ۶ امام احمد سعد بن اطول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں میرے بھائی کا انتقال ہوا اور تین سو دینار اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے، میں نے یہ ارادہ کیا کہ یہ دینار بچوں پر صرف کرونگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''تیرا بھائی دَین میں مُقیَّد (2) ہے، اُسکا دَین ادا کردے۔'' میں نے جا کر ادا کردیا پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں نے ادا کردیا، صرف ایک عورت باقی ہے جو دو دینار کا دعویٰ کرتی ہے، مگر اُس کے پاس گواہ نہیں ہیں۔ فرمایا: ''اُسے دیدے، وہ سچّی ہے۔''(3)

حدیث ۷ امام مالک نے روایت کی ہے، کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس آکر عرض کی، کہ میں نے ایک شخص کو قرض دیا ہے اور یہ شرط کرلی ہے کہ جو دیا ہے اُس سے بہتر ادا کرنا۔ اُنھوں نے کہا، یہ سود ہے۔ اُس نے پوچھا تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا، قرض کی تین صورتیں ہیں: ایک وہ قرض ہے جس سے مقصود اللہ (عزوجل) کی رضا حاصل کرنا ہے، اس میں تیرے لیے اللہ (عزوجل) کی رضا ملے گی اور ایک وہ قرض ہے جس سے مقصود کسی شخص کی خوشنودی ہے، اس قرض میں صرف اُس کی خوشنودی حاصل ہوگی اور ایک وہ قرض ہے جو تو نے اس لیے دیا ہے کہ طیب دیکر خبیث حاصل کرے۔ اُس شخص نے عرض کی، تو اب مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا، دستاویز پھاڑ ڈال پھر اگر وہ قرضدار ویسا ہی ادا کرے جیسا تو نے اُسے دیا تو قبول کر اور اگر اُس سے کم ادا کرے اور تو نے لے لیا تو تجھے ثواب ملے گا اور اگر اُس نے اپنی خوشی سے بہتر ادا کیا تو یہ ایک شکریہ ہے، جو اُس نے کیا۔ (4)

مسئلہ ۱ جو چیز قرض دی جائے لی جائے اُس کا مثلی ہونا ضرور ہے یعنی ماپ کی چیز ہو یا تول کی ہو یا گنتی کی ہو مگر گنتی کی

---

(1)......"المسند"للإمام أحمد بن حنبل،حديث عمران بن حصين،الحديث:١٩٩٩٧،ج٧،ص٢٢٤.

(2)......یعنی گھرا ہوا ہے۔

(3)...... "المسند"للإمام أحمد بن حنبل،حديث سعد بن الاطوال،الحديث:١٧٢٢٧،ج٦،ص١٠٣.

(4)......"كنزالعمال"،كتاب البيوع،باب الرباواحكامه،الحديث:١٠١٤٠،الجزء الرابع،ج٢،ص٨٢.

و"المصنف"لعبد الرزاق،كتاب البيوع،باب قرض جر منفعة،الحديث:١٤٧٤١،ج٨،ص١١٣-١١٤.

و"السنن الكبرى"للبيهقي،كتاب البيوع،باب لاخير ان يسلفه...إلخ،الحديث:١٠٩٣٧،ج٥،ص٥٧٤.

چیز میں شرط یہ ہے کہ اُس کے افراد میں زیادہ تفاوت[1] نہ ہو، جیسے انڈے، اخروٹ، بادام، اور اگر گنتی کی چیز میں تفاوت زیادہ ہو جس کی وجہ سے قیمت میں اختلاف ہو جیسے آم، امرود، ان کو قرض نہیں دے سکتے۔ یوہیں ہر قیمی چیز جیسے جانور، مکان، زمین، ان کا قرض دینا صحیح نہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲ قرض کا حکم یہ ہے کہ جو چیز لی گئی ہے اُس کی مثل ادا کی جائے لہٰذا جس کی مثل نہیں قرض دینا صحیح نہیں۔ جس چیز کو قرض دینا لینا جائز نہیں اگر اُس کو کسی نے قرض لیا اُس پر قبضہ کرنے سے مالک ہو جائے گا مگر اُس سے نفع اُٹھانا حلال نہیں مگر اُس کو بیع کرے گا تو بیع صحیح ہو جائے گی اُس کا حکم ویسا ہی ہے جیسے بیع فاسد میں مبیع پر قبضہ کر لیا کہ واپس کرنا ضروری ہے، مگر بیع کردے گا تو بیع صحیح ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۳ کاغذ کو قرض لینا جائز ہے جبکہ اس کی نوع وصفت کا بیان ہو جائے اور اس کو گنتی کے ساتھ لیا جائے اور گن کر دیا جائے۔[4] (درمختار) مگر آج کل تھوڑے سے کاغذوں میں خرید وفروخت وقرض میں گن کر لیتے دیتے ہیں زیادہ مقدار یعنی رِموں[5] میں وزن کا اعتبار ہوتا ہے یعنی مثلاً اتنے پونڈ[6] کا رِم عرف میں تختے نہیں گنتے اس میں حرج نہیں۔

مسئلہ ۴ روٹیوں کو گن کر بھی قرض لے سکتے ہیں اور تول کر بھی۔ گوشت وزن کر کے قرض لیا جائے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۵ آٹے کو ناپ کر قرض لینا دینا چاہیے اور اگر عرف وزن سے قرض لینے کا ہو جیسا کہ عموماً ہندوستان میں ہے تو وزن سے بھی قرض جائز ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۶ ایندھن کی لکڑی اور دوسری لکڑیاں اور اُپلے[9] اور تختے اور ترکاریاں اور تازہ پھول ان سب کا قرض لینا

---

1 ......یعنی فرق۔

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج۷ ص۴۰۷.

3 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب التاسع عشرفی القرض...إلخ، ج۳، ص۲۰۱.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج۷ ص۴۰۷.

4 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج۷ ص۴۰۷.

5 ......رم کی جمع، کاغذوں کے بیس دستوں کا بنڈل۔

6 ......سولہ اونس یا آدھا کلو کے برابر وزن کو پونڈ کہتے ہیں۔

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج۷، ص۴۰۸.

8 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب التاسع عشرفی القرض...إلخ، ج۳، ص۲۰۱.

9 ......گوبر کے خشک ٹکڑے۔

دینا درست نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: کچّی اور پکّی اینٹوں کا قرض جائز ہے جبکہ ان میں تفاوت نہ ہو جس طرح آج کل شہر بھر میں ایک طرح کی اینٹیں طیار ہوتی ہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: برف کو وزن کے ساتھ قرض لینا درست ہے اور اگر گرمیوں میں برف قرض لیا تھا اور جاڑے میں ادا کردیا یہ ہوسکتا ہے مگر قرض دینے والا اس وقت نہیں لینا چاہتا وہ کہتا ہے گرمیوں میں لوں گا اور یہ ابھی دینا چاہتا ہے تو معاملہ قاضی کے پاس پیش کرنا ہوگا وہ وصول کرنے پر مجبور کرے گا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: پیسے قرض لیے تھے اُن کا چلن جاتا رہا تو ویسے ہی پیسے اُسی تعداد میں دینے سے قرض ادا نہ ہوگا بلکہ اُن کی قیمت کا اعتبار ہے مثلاً آٹھ آنے کے پیسے تھے تو چلن بند ہونے کے بعد اٹھنّی یا دوسرا سکہ اس قیمت کا دینا ہوگا۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۰: ادائے قرض میں چیز کے سستے مہنگے ہونے کا اعتبار نہیں مثلاً دس سیر گیہوں قرض لیے تھے اُن کی قیمت ایک روپیہ تھی اور ادا کرنے کے دن ایک روپیہ سے کم یا زیادہ ہے اس کا بالکل لحاظ نہیں کیا جائے گا وہی دس سیر گیہوں دینے ہونگے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: ایک شہر میں مثلاً غلہ قرض لیا اور دوسرے شہر میں قرض خواہ نے مطالبہ کیا تو جہاں قرض لیا تھا وہاں جو قیمت تھی وہ دیدی جائے، قرضدار اس پر مجبور نہیں کرسکتا کہ میں یہاں نہیں دونگا، وہاں چل کر وہ چیز لے لو۔ ایک شہر میں غلہ قرض لیا دوسرے شہر میں جہاں غلہ گراں ہے قرض خواہ اُس سے غلہ کا مطالبہ کرتا ہے قرض دار سے کہا جائے گا اس بات کا ضامن دیدو کہ اپنے شہر میں جاکر غلہ ادا کرونگا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: میوے قرض لیے مگر ابھی ادا نہیں کیے کہ یہ میوے ختم ہوچکے بازار میں ملتے نہیں قرضخواہ کو انتظار کرنا پڑے

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب التاسع عشرفی القرض... إلخ، ج۳، ص۲۰۱.

2 ......المرجع السابق، ص۲۰۲.

3 ......المرجع السابق، ص۲۰۲.

4 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل فی القرض، ج۷، ص۴۰۸ وغيره.

5 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل فی القرض، ج۷، ص۴۰۸.

6 ......المرجع السابق، ص۴۰۹.

گا کہ نئے پھل آجائیں اُس وقت قرض ادا کیا جائے اور اگر دونوں قیمت دینے لینے پر راضی ہوجائیں تو قیمت ادا کردی جائے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: قرضدار نے قرض پر قبضہ کرلیا اُس چیز کا مالک ہوگیا فرض کرو ایک چیز قرض لی تھی اور ابھی خرچ نہیں کی ہے کہ اپنی چیز آگئی مثلاً روپیہ قرض لیا تھا اور روپیہ آگیا یا آٹا قرض لیا تھا پکنے سے پہلے آٹا پِس کر آگیا اب قرض دار کو یہ اختیار ہے کہ اُس کی چیز رہنے دے اور اپنی چیز سے قرض ادا کرے یا اُس کی ہی چیز دیدے جس نے قرض دیا ہے وہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے جو چیز دی تھی وہ تمھارے پاس موجود ہے میں وہی لونگا۔[2] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: قرض کی چیز قرضدار کے پاس موجود ہے قرضدار اُس کو خود قرض خواہ کے ہاتھ بیع کرے یہ صحیح ہے کہ وہ مالک ہے اور قرضخواہ بیع کرے یہ صحیح نہیں کہ یہ مالک نہیں۔ ایک شخص نے دوسرے سے غلہ قرض لیا قرضدار نے قرضخواہ سے روپیہ کے بدلے اُس کو خرید لیا یعنی اُس دَین کو خریدا جو اس کے ذمہ ہے مگر قرض خواہ نے روپیہ پر ابھی قبضہ نہیں کیا تھا کہ دونوں جدا ہوگئے بیع باطل ہوگئی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: غلام، تاجر اور مکاتب اور نابالغ اور بوہرا، یہ سب کسی کو قرض دیں یہ ناجائز ہے کہ قرض تبرع[4] ہے اور یہ تبرع نہیں کرسکتے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: صبی محجور (جس کو خرید و فروخت کی ممانعت ہے) کو قرض دیا یا اُس کے ہاتھ کوئی چیز بیع کی اُس نے خرچ کرڈالی تو اس کا معاوضہ کچھ نہیں بوہرے اور مجنون کو قرض دینے کا بھی یہی حکم ہے اور اگر وہ چیز موجود ہے خرچ نہیں ہوئی ہے تو قرض خواہ واپس لے سکتا ہے غلام محجور کو قرض دیا ہے تو جب تک آزاد نہ ہو اُس سے مؤاخذہ نہیں ہوسکتا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: ایک شخص سے دوسرے نے روپے قرض مانگے وہ دینے کو لایا اس نے کہا پانی میں پھینک دو اُس نے

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج۷، ص۴۱۰.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج۷، ص۴۱۰.

و"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر فی القرض...إلخ، ج۳، ص۲۰۱.

3 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج۷، ص۴۱۱.

4 ......احسان۔

5 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر فی القرض...إلخ، ج۳، ص۲۰۶.

6 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، مطلب فی شراء...إلخ، ج۷، ص۴۱۱.

پھینک دیا تو اس کا کچھ نقصان نہیں اُس نے اپنا مال پھینکا اور اگر بائع مبیع کو مشتری کے پاس لایا یا امین امانت کو مالک کے پاس لایا انھوں نے کہا پھینک دو، انھوں نے پھینک دیا تو مشتری اور مالک کا نقصان ہوا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۸ قرض میں کسی شرط کا کوئی اثر نہیں شرطیں بیکار ہیں مثلاً یہ شرط کہ اس کے بدلے میں فلاں چیز دینا یا یہ شرط کہ فلاں جگہ (کسی دوسری جگہ کا نام لے کر) واپس کرنا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۹ واپسی قرض میں اُس چیز کی مثل دینی ہوگی جو لی ہے نہ اُس سے بہتر نہ کمتر ہاں اگر بہتر ادا کرتا ہے اور اس کی شرط نہ تھی تو جائز ہے دائن اُس کو لے سکتا ہے۔ یوہیں جتنا لیا ہے ادا کے وقت اُس سے زیادہ دیتا ہے مگر اس کی شرط نہ تھی یہ بھی جائز ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۰ چند شخصوں نے ایک شخص سے قرض مانگا اور اپنے میں سے ایک شخص کے لیے کہہ گئے کہ اس کو دے دینا قرض خواہ اس شخص سے اُتنا ہی مطالبہ کرسکتا ہے جتنا اس کا حصہ ہے باقیوں کے حصوں کے وہ خود ذمہ دار ہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۱ قرض دیا اور ٹھہرالیا کہ جتنا دیا ہے اُس سے زیادہ لے گا جیسا کہ آج کل سودخواروں[5] کا قاعدہ ہے کہ روپیہ دو روپے سیکڑا ماہوار سود ٹھہرا لیتے ہیں یہ حرام ہے۔ یوہیں کسی قسم کے نفع کی شرط کرے ناجائز ہے مثلاً یہ شرط کہ مستقرض،[6] مُقرِض[7] سے کوئی چیز زیادہ داموں میں خریدے گا یا یہ کہ قرض کے روپے فلاں شہر میں مجھ کو دینے ہوں گے۔[8] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۲ جس پر قرض ہے اُس نے قرض دینے والے کو کچھ ہدیہ کیا تو لینے میں حرج نہیں جبکہ ہدیہ دینا قرض کی وجہ سے نہ ہو بلکہ اس وجہ سے ہو کہ دونوں میں قرابت[9] یا دوستی ہے یا اُس کی عادت ہی میں جود و سخاوت ہے کہ لوگوں کو ہدیہ کیا کرتا ہے اور اگر قرض کی وجہ سے ہدیہ دیتا ہے تو اس کے لینے سے بچنا چاہیے اور اگر یہ پتا نہ چلے کہ قرض کی وجہ سے ہے یا نہیں، جب بھی پرہیز ہی کرنا چاہیے جب تک یہ بات ظاہر نہ ہو جائے کہ قرض کی وجہ سے نہیں ہے۔ اُس کی دعوت کا بھی یہی حکم ہے کہ قرض کی وجہ سے نہ ہو تو قبول کرنے میں حرج نہیں اور قرض کی وجہ سے ہے، یا پتا نہ چلے تو بچنا چاہیے۔ اس کو یوں سمجھنا چاہیے کہ قرض

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل فی القرض، ج۷، ص۴۱۲.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق، ص۴۱۳. 4 ...... المرجع السابق، ص۴۱٤.

5 ...... سود کھانے والوں۔ 6 ...... قرض دار۔ 7 ...... قرض دینے والا۔

8 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر فی القرض... إلخ، ج۳، ص۲۰۲-۲۰۳.

و"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل فی القرض، ج۷، ص۴۱۳.

9 ...... یعنی رشتہ داری۔

نہیں دیا تھا جب بھی دعوت کرتا تھا تو معلوم ہوا کہ یہ دعوت قرض کی وجہ سے نہیں اور اگر پہلے نہیں کرتا تھا اور اب کرتا ہے، یا پہلے مہینے میں ایک بار کرتا تھا اور اب دو بار کرنے لگا، یا اب سامان ضیافت[1] زیادہ کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ قرض کی وجہ سے ہے اس سے اجتناب چاہیے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳ جس قسم کا دَین تھا مدیون اُس سے بہتر ادا کرنا چاہتا ہے دائن کو اُس کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کرسکتے اور گھٹیا دینا چاہتا ہے جب بھی مجبور نہیں کرسکتے اور دائن[3] قبول کرلے تو دونوں صورتوں میں دین ادا ہوجائے گا۔ یوہیں اگر اس کے روپے تھے وہ اُسی قیمت کی اشرفی دینا چاہتا ہے دائن قبول کرنے پر مجبور نہیں۔ کہہ سکتا ہے میں نے روپیہ دیا تھا روپیہ لونگا اور اگر دین میعادی تھا میعاد پوری ہونے سے پہلے ادا کرتا ہے تو دائن لینے پر مجبور کیا جائے گا وہ انکار کرے یہ اُس کے پاس رکھ کر چلا آئے دین ادا ہوجائے گا۔[4] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۴ قرضدار قرض ادا نہیں کرتا اگر قرض خواہ کو اُس کی کوئی چیز اُسی جنس کی جو قرض میں دی ہے مل جائے تو بغیر دیے لے سکتا ہے بلکہ زبردستی چھین لے جب بھی قرض ادا ہوجائے گا دوسری جنس کی چیز بغیر اُسکی اجازت نہیں لے سکتا ہے مثلاً روپیہ قرض دیا تھا تو روپیہ یا چاندی کی کوئی چیز ملے لے سکتا ہے اور اشرفی یا سونے کی چیز نہیں لے سکتا[5]۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵ زید نے عمرو سے کہا مجھے اتنے روپے قرض دو میں اپنی یہ زمین تمھیں عاریت دیتا ہوں جب تک میں روپیہ ادا نہ کروں تم اس کی کاشت کرو اور نفع اُٹھاؤ یہ ممنوع ہے۔[7] (عالمگیری) آج کل سودخوروں کا عام طریقہ یہ ہے کہ قرض دیکر مکان یا کھیت رہن رکھ لیتے ہیں مکان ہے تو اُس میں مرتہن سکونت کرتا ہے یا اُس کو کرایہ پر چلاتا ہے کھیت ہے تو اُس کی خود کاشت کرتا ہے یا اجارہ پر دیدیتا ہے اور نفع خود کھاتا ہے یہ سود ہے اس سے بچنا واجب۔

---

1 ...... مہمان نوازی کا سامان۔

2 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر فی القرض... إلخ، ج۳، ص۲۰۳.

3 ...... جس کا کسی پر قرض ہو اس کو دائن کہتے ہیں۔

4 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر فی القرض... إلخ، ج۳، ص۲۰۴، وغیرہ.

5 ...... اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فتاوی رضویہ میں علامہ شامی اور طحطاوی علیہما الرحمہ کے حوالے سے امام اخصب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہوئے ذکر کرتے ہیں کہ: "خلاف جنس سے وصول کرنے کا عدم جواز مشائخ کے زمانے میں تھا کیوں کہ وہ لوگ باہم متفق تھے آج کل فتوی اس پر ہے کہ جب اپنے حق کی وصولی پر قادر ہو چاہے کسی بھی مال سے ہو تو وصول کرنا جائز ہے۔(فتاوی رضویہ، ج۱۷، ص۵۶۲)۔... عِلْمِیه

6 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر فی القرض... إلخ، ج۳، ص۲۰۳، ۲۰۴.

7 ...... المرجع السابق، ص۲۰۴.

مسئلہ ۲۶ نصرانی نے نصرانی کو شراب قرض دی پھر مسلمان ہوگیا قرض ساقط[1] ہوگیا اُس سے مطالبہ نہیں کرسکتا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷ زید نے عمرو سے کہا فلاں شخص سے میرے لیے دس روپے قرض لا دو اُس نے قرض لاکر دیدیے مگر زید کہتا ہے مجھے نہیں دیے تو عمرو کو اپنے پاس سے دینے ہوں گے۔ اور اگر زید نے عمرو کو رقعہ اس مضمون کا لکھ کر کسی کے پاس بھیجا کہ میرے روپے جو تم پر قرض ہیں بھیج دو اُس نے عمرو کے ہاتھ بھیج دیے تو جب تک یہ روپے زید کو وصول نہ ہوں اُس وقت تک زید کے نہیں ہیں یعنی قرض ادا نہ ہوگا اور اگر زید نے عمرو کی معرفت کسی کے پاس کہلا بھیجا کہ دس روپے مجھے قرض بھیج دو اُس نے عمرو کے ہاتھ بھیج دیے تو زید کے ہوگئے ضائع ہونگے تو زید کے ضائع ہوں گے جب کہ زید اس کا مقر ہو کہ عمرو کو اُس نے دیے تھے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۲۸ زید نے عمرو کو کسی کے پاس بھیجا کہ اُس سے ہزار روپے قرض مانگ لائے اُس نے قرض دیا مگر عمرو کے پاس سے جاتا رہا اگر عمرو نے اس سے یہ کہا تھا کہ زید کو قرض دو تو زید کا نقصان ہوا اور یہ کہا تھا کہ زید کے لیے مجھے قرض دو تو عمرو کا نقصان ہوا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹ جس چیز کا قرض جائز ہے اُسے عاریت کے طور پر لیا تو وہ قرض ہے اور جس کا قرض ناجائز ہے اُسے عاریت لیا تو عاریت ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰ روپے قرض لیے تھے اُس کو نوٹ یا اشرفیاں دیں کہ توڑا کر اپنے روپے لے لو، اُس کے پاس توڑانے سے پہلے ضائع ہوگئے تو قرضدار کے ضائع ہوئے اور توڑانے کے بعد ضائع ہوئے تو دو صورتیں ہیں اپنا قرض لیا تھا یا نہیں اگر نہیں لیا تھا جب بھی قرضدار کا نقصان ہوا اور قرض کے روپے اُن میں لینے کے بعد ضائع ہوئے تو اس کے[6] ہلاک ہوئے اور اگر نوٹ یا اشرفیاں دے کر یہ کہا کہ اپنا قرض لو اُس نے لے لیا تو قرض ادا ہوگیا ضائع ہوگا اس کا[7] نقصان ہوگا۔[8] (عالمگیری)

---

1 ...... ختم۔

2 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر فی القرض... إلخ، ج۳، ص۲۰٤.

3 ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، باب الصرف الدراھم، ج۱، ص۳۹۳.

4 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر فی القرض... إلخ، ج۳، ص۲۰۷.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... یعنی قرض وصول کرنے والے کے۔ 7 ...... یعنی قرض وصول کرنے والے کا۔

8 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر فی القرض... إلخ، ج۳، ص۲۰۷.

تنگدست کو مہلت دینے یا معاف کرنے کی فضیلت اور دَین نہ ادا کرنے کی مذمت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَ اِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَیْسَرَةٍؕ-وَ اَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(۲۸۰) ﴾ (1)

''اور اگر مدیون تنگدست ہے تو وسعت آنے تک اُسے مہلت دو اور صدقہ کردو (معاف کردو) تو یہ تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔''

حدیث ۱ صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک شخص (زمانۂ گزشتہ میں) لوگوں کو اُودھار دیا کرتا تھا، وہ اپنے غلام سے کہا کرتا جب کسی تنگدست مدیون کے پاس جانا اُس کو معاف کردینا اس امید پر کہ خدا ہم کو معاف کردے، جب اُسکا انتقال ہوا اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا۔'' (2)

حدیث ۲ صحیح مسلم میں ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کو یہ بات پسند ہو کہ قیامت کی سختیوں سے اللہ تعالیٰ اُسے نجات بخشے، وہ تنگدست کو مہلت دے یا معاف کردے۔'' (3)

حدیث ۳ صحیح مسلم میں ہے، ابوالیسر رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سُنا: کہ ''جو شخص تنگدست کو مہلت دے گا یا اُسے معاف کردیگا، اللہ تعالیٰ اُس کو اپنے سایہ میں رکھے گا۔'' (4)

حدیث ۴ صحیحین میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ اُنھوں نے ابن ابی حدرد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اپنے دَین کا تقاضا کیا اور دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے اپنے حجرہ سے ان کی آوازیں سُنیں، تشریف لائے اور حجرہ کا پردہ ہٹا کر مسجد نبوی میں کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ کو پکارا۔ اُنھوں نے جواب دیا لبیک یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)۔ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آدھا دَین معاف کردو۔ اُنھوں نے کہا، مَیں

---

1 ......پ۳، البقرة: ۲۸۰.

2 ......"صحيح البخاري"، كتاب احاديث الانبياء، الحديث: ۳٤۸۰، ج۲، ص ٤۷۰.

3 ......"صحيح مسلم"، كتاب المساقاة... إلخ، باب فضل انظار المعسر، الحديث: ۳۲-(۱٥٦۳)، ص ۸٤٥.

4 ......"صحيح مسلم"، كتاب الزهد... إلخ، باب حديث جابر الطويل... إلخ، الحديث: ۷٤-(۳۰۰٦)، ص ۱٦۰۳.

نے کیا یعنی معاف کردیا۔ دوسرے صاحب سے فرمایا: اُٹھو ادا کردو۔[1]

حدیث ۵ صحیح بخاری میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں ہم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر تھے، ایک جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے عرض کی، اس کی نماز پڑھایے۔ فرمایا: اس پر کچھ دَین[2] ہے؟'' عرض کی نہیں۔ اُس کی نماز پڑھا دی۔ پھر دوسرا جنازہ آیا، ارشاد فرمایا: ''اس پر دَین ہے؟'' عرض کی، ہاں۔ فرمایا: ''کچھ اس نے مال چھوڑا ہے؟'' لوگوں نے عرض کی، تین دینار چھوڑے ہیں۔ اس کی نماز بھی پڑھا دی۔ پھر تیسرا جنازہ حاضر لایا گیا، ارشاد فرمایا: ''اس پر کچھ دَین ہے؟'' لوگوں نے عرض کی، تین دینار کا مدیون ہے۔ ارشاد فرمایا: ''اس نے کچھ چھوڑا ہے؟'' لوگوں نے کہا، نہیں۔ فرمایا: ''تم لوگ اس کی نماز پڑھ لو۔'' ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نماز پڑھا دیں، دَین کا ادا کردینا میرے ذمہ ہے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے نماز پڑھا دی۔[3]

حدیث ۶ شرح سنہ میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں جنازہ لایا گیا، ارشاد فرمایا: ''اس پر دَین ہے؟'' لوگوں نے کہا، ہاں۔ فرمایا: ''دَین ادا کرنے کے لیے کچھ چھوڑا ہے؟'' عرض کی نہیں۔ ارشاد فرمایا: ''تم لوگ اسکی نماز پڑھ لو۔'' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، اسکا دَین میرے ذمہ ہے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے نماز پڑھا دی۔ اور ایک روایت میں ہے، کہ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمھاری بندش کو توڑے، جس طرح تم نے اپنے مسلمان بھائی کی بندش توڑی، جو بندہ مسلم اپنے بھائی کا دَین ادا کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی بندش توڑ دیگا۔''[4]

حدیث ۷ صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں کے مال لیتا ہے اور ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس سے ادا کردیگا (یعنی ادا کرنے کی توفیق دیگا یا قیامت کے دن دائن کو راضی کردیگا) اور جو شخص تلف کرنے کے ارادہ سے لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس پر تلف کردیگا (یعنی نہ ادا کی توفیق ہوگی، نہ دائن راضی ہوگا)۔''[5]

---

1 ......"صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، باب رفع الصوت في المسجد، الحديث: ٤٧١، ج١، ص١٧٩.

2 ......قرض۔

3 ......"صحيح البخاري"، كتاب الحوالات، باب اذا أحال دين الميت على رجل جاز، الحديث: ٢٢٨٩، ج٢، ص٧٢، وكتاب الكفالة، باب من تكفل عن ميت...إلخ، الحديث: ٢٢٩٥، ج٢، ص٧٥.

4 ......"شرح السنة"، كتاب البيوع، باب ضمان الدين، الحديث: ٢١٤٨، ج٤، ص٣٦٠ ـ ٣٦١.

5 ......"صحيح البخاري"، كتاب في الإستقراض...إلخ، باب من اخذ اموال الناس...إلخ، الحديث: ٢٣٨٧، ج٢، ص١٠٥.

حدیث ۸ صحیح مسلم میں ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) یہ فرمایے کہ اگر میں جہاد میں اس طرح قتل کیا جاؤں کہ صابر ہوں، ثواب کا طالب ہوں، آگے بڑھ رہا ہوں، پیٹھ نہ پھیروں تو اللہ تعالٰی میرے گناہ مٹادے گا؟ ارشادفرمایا: ''ہاں۔'' جب وہ شخص چلا گیا، اُسے بُلا کرفرمایا: ''ہاں، مگر دَین، جبریل علیہ السلام نے ایسا ہی کہا یعنی دَین معاف نہ ہوگا۔''(1)

حدیث ۹ صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: کہ ''دَین کے علاوہ شہید کے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے۔''(2)

حدیث ۱۰ امام شافعی واحمد وترمذی وابن ماجہ ودارمی ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کا نفس دَین کی وجہ سے معلق ہے، جب تک ادا نہ کیا جائے۔''(3)

حدیث ۱۱ شرح سنہ میں براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''صاحبِ دَین اپنے دَین میں مقید ہے، قیامت کے دن خدا سے اپنی تنہائی کی شکایت کرے گا۔''(4)

حدیث ۱۲ ترمذی وابن ماجہ ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اس طرح مرا کہ تکبر اور غنیمت میں خیانت اور دَین سے بری ہے، وہ جنت میں داخل ہوگا۔''(5)

حدیث ۱۳ امام احمد وابوداود ابوموسیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''کبیرہ گناہ جن سے اللہ تعالٰی نے ممانعت فرمائی ہے، ان کے بعد اللہ (عزوجل) کے نزدیک سب گناہوں سے بڑا یہ ہے کہ آدمی اپنے اوپر دَین چھوڑ کر مرے اور اُس کے ادا کے لیے کچھ نہ چھوڑا ہو۔''(6)

حدیث ۱۴ امام احمد نے محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں ہم صحن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اُٹھائی اور دیکھتے

1 ...... "مشكاة المصابيح"، كتاب البيوع، باب الافلاس والانظار، الفصل الاول، الحديث: ٢٩١١، ج٢، ص١٦١.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الامارة، باب من قتل في سبيل الله...إلخ، الحديث: ١١٩-(١٨٨٦)، ص١٠٤٦.

3 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الجنائز، باب ماجاء عن النبي صلى الله عليه وسلم ان نفس المؤمن...إلخ، الحديث: ١٠٨٠-١٠٨١، ص٣٤١.

4 ...... "شرح السنة"، كتاب البيوع، باب التشديد في الدين، الحديث: ٢١٤٠، ج٤، ص٣٥٢.

5 ...... "جامع الترمذي"، كتاب السير، باب ماجاء في الغلول، الحديث: ١٥٧٨، ج٣، ص٢٠٩.

6 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث ابي موسى الاشعرى، الحديث: ١٩٥١٢، ج٧، ص١٢٥.

رہے پھر نگاہ نیچی کر لی اور پیشانی پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: ''سبحان اللہ! سبحان اللہ! کتنی سختی اُتاری گئی۔'' کہتے ہیں ہم لوگ ایک دن، ایک رات خاموش رہے۔ جب دن رات خیر سے گزر گئے اور صبح ہوئی تو میں نے عرض کی، وہ کیا سختی ہے، جو نازل ہوئی؟ ارشاد فرمایا: کہ ''دَین کے متعلق ہے، قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان ہے! اگر کوئی شخص اللہ (عزوجل) کی راہ میں قتل کیا جائے پھر زندہ ہو پھر قتل کیا جائے پھر زندہ ہو پھر قتل کیا جائے پھر زندہ ہو اور اُس پر دَین ہو تو جنت میں داخل نہ ہوگا، جب تک ادا نہ کر دیا جائے۔''[1]

حدیث ۱۵ ابوداود و نسائی شرید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: مالدار کا دَین ادا کرنے میں تاخیر کرنا، اُس کی آبرو اور سزا کو حلال کر دیتا ہے۔''

عبداللہ ابنِ مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تفسیر میں فرمایا: کہ آبرو کو حلال کرنا یہ ہے کہ اس پر سختی کی جائے گی اور سزا کو حلال کرنا یہ ہے کہ قید کیا جائیگا۔''[2]

سود کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰواۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰواؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَؕ وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِؕ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ(۲۷۵) یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ(۲۷۶) ﴾[3]

''جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ (اپنی قبروں سے) ایسے اُٹھیں گے جس طرح وہ شخص اٹھتا ہے جس کو شیطان (آسیب) نے چھو کر باولا[4] کر دیا ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ اُنھوں نے کہا بیع مثل سود کے ہے اور ہے یہ کہ اللہ (عزوجل) نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ پس جس کو خدا کی طرف سے نصیحت پہنچ گئی اور باز آیا تو جو کچھ پہلے کر چکا ہے، اُس کے لیے معاف ہے اور اُس کا معاملہ اللہ (عزوجل) کے سپرد ہے اور جو پھر ایسا ہی کریں وہ جہنمی ہیں، وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ (عزوجل) سود کو مٹاتا

1 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث محمد بن عبد الله بن جحش، الحديث: ٢٢٥٥٦، ج٨، ص٣٤٨.

2 ......"سنن أبي داود"، كتاب الأقضية، باب في الحبس في الدين وغيره، الحديث: ٣٦٢٨، ج٣، ص٤٣٨.

3 ......پ٣، البقرة: ٢٧٥-٢٧٦.

4 ......پاگل۔

ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور ناشکرے گنہگار کو اللہ (عزوجل) دوست نہیں رکھتا۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۚ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ۝ ﴾[1]

''اے ایمان والو! اللہ (عزوجل) سے ڈرو اور جو کچھ تمھارا سود باقی رہ گیا ہے چھوڑ دو، اگر تم مومن ہو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم کو اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی طرف سے لڑائی کا اعلان ہے اور اگر تم توبہ کرلو تو تمھیں تمھارا اصل مال ملے گا، نہ دوسرں پر تم ظلم کرو اور نہ دوسرا تم پر ظلم کرے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَۚ۝ وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَۚ۝ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَۚ۝ ﴾[2]

''اے ایمان والو! دونا دون[3] سود مت کھاؤ اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو، تاکہ فلاح پاؤ اور اُس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے طیار رکھی گئی ہے اور اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ مَاۤ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَاۡ فِیْۤ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِۚ وَ مَاۤ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ۝ ﴾[4]

''جو کچھ تم نے سود پر دیا کہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے، وہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک نہیں بڑھتا اور جو کچھ تم نے زکاۃ دی جس سے اللہ (عزوجل) کی خوشنودی چاہتے ہو، وہ اپنا مال دونا کرنے والے ہیں۔''

احادیث سود کی مذمت میں بکثرت وارد ہیں، اُن میں سے بعض اس مقام میں ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱ امام بخاری اپنی صحیح میں سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

1 ......پ ۳، البقرة: ۲۷۸-۲۷۹.

2 ......پ ٤، آل عمران: ۱۳۰-۱۳۲.

3 ......یعنی دگنا، دگنا۔

4 ......پ ۲۱، الروم: ۳۹.

: ''آج رات میں نے دیکھا کہ میرے پاس دو شخص آئے اور مجھے زمین مقدس (بیت المقدس) میں لے گئے پھر ہم چلے یہاں تک کہ خون کے دریا پر پہنچے، یہاں ایک شخص کنارہ پر کھڑا ہے جس کے سامنے پتھر پڑے ہوئے ہیں اور ایک شخص بیچ دریا میں ہے، یہ کنارہ کی طرف بڑھا اور نکلنا چاہتا تھا کہ کنارے والے شخص نے ایک پتھر ایسے زور سے اُس کے مونھ میں مارا کہ جہاں تھا وہیں پہنچا دیا پھر جتنی بار وہ نکلنا چاہتا ہے کنارہ والا مونھ میں پتھر مار کر وہیں لوٹا دیتا ہے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا، یہ کون شخص ہے؟ کہا، یہ شخص جو نہر میں ہے، سود خوار ہے۔''[1]

حدیث ۲ صحیح مسلم شریف میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سود لینے والے اور سود دینے والے اور سود کا کاغذ لکھنے والے اور اُس کے گواہوں پر لعنت فرمائی اور یہ فرمایا: کہ وہ سب برابر ہیں۔[2]

حدیث ۳ امام احمد و ابوداود و نسائی و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ سود کھانے سے کوئی نہیں بچے گا اور اگر سود نہ کھائے گا تو اس کے بخارات پہنچیں گے (یعنی سود دے گا یا اس کی گواہی کرے گا یا دستاویز لکھے گا یا سودی روپیہ کسی کو دلانے کی کوشش کرے گا یا سود خوار کے یہاں دعوت کھائے گا یا اُس کا ہدیہ قبول کرے گا)۔''[3]

حدیث ۴ امام احمد و دارقطنی عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''سود کا ایک درہم جس کو جان کر کوئی کھائے، وہ چھتیس مرتبہ زنا سے بھی سخت ہے۔'' اسی کی مثل بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی۔[4]

حدیث ۵ ابن ماجہ و بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''سود (کا گناہ) ستر حصہ ہے، ان میں سب سے کم درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں سے زنا کرے۔''[5]

حدیث ۶ امام احمد و ابن ماجہ و بیہقی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے

1 ......"صحيح البخاري"، كتاب البيوع، باب آكل الربا وشاهده وكاتبه، الحديث: ٢٠٨٥، ج٢، ص١٤، ١٥.

2 ......"صحيح مسلم"، كتاب المساقاة...إلخ، باب لعن آكل الربا ومؤكله، الحديث: ١٠٥-١٠٦ (١٥٩٧)، ص٨٦٢.

3 ......"سنن أبي داود"، كتاب البيوع، باب في اجتناب الشبهات، الحديث: ٣٣٣١، ج٢، ص٣٣١.

4 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث عبدالله بن حنظلة، الحديث: ٢٢٠١٦، ج٨، ص٢٢٣.

5 ......"سنن ابن ماجه"، كتاب التجارات، باب التغليظ في الربا، الحديث: ٢٢٧٤، ج٣، ص٧٢.

و"مشكاة المصابيح"، كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، الحديث: ٢٨٢٦، ج٢، ص١٤٢.

فرمایا: ''(سود سے بظاہر) اگر چہ مال زیادہ ہو، مگر نتیجہ یہ ہے کہ مال کم ہوگا۔''[1]

حدیث ۷ امام احمد و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''شبِ معراج میرا گزر ایک قوم پر ہوا جس کے پیٹ گھر کی طرح (بڑے بڑے) ہیں، ان پیٹوں میں سانپ ہیں جو باہر سے دکھائی دیتے ہیں۔ میں نے پوچھا، اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ اُنھوں نے کہا، یہ سود خوار ہیں۔''[2]

حدیث ۸ صحیح مسلم شریف میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''سونا بدلے میں سونے کے اور چاندی بدلے میں چاندی کے اور گیہوں بدلے میں گیہوں کے اور جَو بدلے میں جَو کے اور کھجور بدلے میں کھجور کے اور نمک بدلے میں نمک کے برابر برابر اور دست بدست بیع کرو اور جب اصناف[3] میں اختلاف ہو تو جیسے چاہو بیچو (یعنی کم وبیش میں اختیار ہے) جبکہ دست بدست ہوں۔'' اور اسی کی مثل ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ''جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا، اُس نے سودی معاملہ کیا، لینے والا اور دینے والا دونوں برابر ہیں۔'' اور صحیحین میں حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بھی اسی کے مثل مروی۔[4]

حدیث ۹ صحیحین میں اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''اُدھار میں سود ہے۔'' اور ایک روایت میں ہے، کہ ''دست بدست ہو تو سود نہیں یعنی جبکہ جنس مختلف ہو۔''[5]

حدیث ۱۰ ابن ماجہ و دارمی امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرمایا: ''سود کو چھوڑ دو اور جس میں سود کا شبہ ہو، اُسے بھی چھوڑ دو۔''[6]

مسائل فقہیّہ

ربا یعنی سود حرام قطعی ہے اس کی حرمت کا منکر کافر ہے اور حرام سمجھ کر جو اس کا مرتکب ہے فاسق مردود الشہادۃ ہے عقد

---

1 ......"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبداللّٰہ بن مسعود، الحدیث: ۳۷۵۴، ج۲، ص۵۰.

2 ......"سنن ابن ماجہ"، کتاب التجارات، باب التغلیظ في الربا، الحدیث: ۲۲۷۳، ج۳، ص۷۲.

3 ......صنف کی جمع جنس۔

4 ......"صحیح مسلم"، کتاب المساقاۃ...إلخ، باب الصرف و بیع الذھب...إلخ، الحدیث: ۸۱-(۱۵۸۷)، ص۸۵۶.

5 ......المرجع السابق، الحدیث: ۸۲-(۱۵۸٤).

6 ......"سنن ابن ماجہ"، کتاب التجارات، باب التغلیظ في الربا، الحدیث: ۲۲۷۶، ج۲، ص۷۳.

معاوضہ میں جب دونوں طرف مال ہو اور ایک طرف زیادتی ہو کہ اس کے مقابل[1] میں دوسری طرف کچھ نہ ہو یہ سود ہے۔

مسئلہ ۱: جو چیز ماپ یا تول سے بکتی ہو جب اُس کو اپنی جنس سے بدلا جائے مثلاً گیہوں کے بدلے میں گیہوں۔ جو کے بدلے میں جَو لیے اور ایک طرف زیادہ ہو حرام ہے اور اگر وہ چیز ماپ یا تول کی نہ ہو یا ایک جنس کو دوسری جنس سے بدلا ہو تو سود نہیں۔ عمدہ اور خراب کا یہاں کوئی فرق نہیں یعنی تبادلہ جنس میں ایک طرف کم ہے مگر یہ اچھی ہے، دوسری طرف زیادہ ہے وہ خراب ہے، جب بھی سود اور حرام ہے، لازم ہے کہ دونوں ماپ یا تول میں برابر ہوں۔ جس چیز پر سود کی حرمت کا دارمدار ہے وہ قدر و جنس ہے۔ قدر سے مراد وزن یا ماپ ہے۔[2]

مسئلہ ۲: دونوں چیزوں کا ایک نام اور ایک کام ہو تو ایک جنس سمجھیے اور نام و مقصد میں اختلاف ہو تو دو جنس جانیے جیسے گیہوں، جَو۔ کپڑے کی قسمیں ململ[3] لٹھا[4]، گبرون[5]، چھینٹ[6]۔ یہ سب اجناس مختلف ہیں، کھجور کی سب قسمیں ایک جنس ہیں۔ لوہا، سیسہ، تانبا، پیتل مختلف جنسیں ہیں۔ اُون اور ریشم اور سوت مختلف اجناس ہیں۔ گائے کا گوشت، بھیڑ اور بکری کا گوشت، دُنبہ کی چکّی[7]، پیٹ کی چربی، یہ سب اجناس مختلفہ ہیں۔[8] روغن گل[9]، روغن چمیلی[10]، روغن جوہی[11] وغیرہ سب مختلف اجناس ہیں۔[12] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: قدر و جنس دونوں موجود ہوں تو کمی بیشی بھی حرام ہے (اس کو ربا الفضل کہتے ہیں) اور ایک طرف نقد ہو دوسری طرف ادھار یہ بھی حرام (اس کو ربا النسیہ کہتے ہیں) مثلاً گیہوں کو گیہوں، جَو کو جَو کے بدلے میں بیع کریں تو کم و بیش حرام اور ایک اب دیتا ہے دوسرا کچھ دیر کے بعد دے گا یہ بھی حرام اور دونوں میں سے ایک ہو ایک نہ ہو تو کمی بیشی جائز ہے اور اُودھار حرام مثلاً گیہوں کو جو کے بدلے میں یا ایک طرف سیسہ ہو ایک طرف لوہا کہ پہلی مثال میں ماپ اور دوسری میں وزن مشترک ہے مگر جنس کا دونوں میں اختلاف ہے۔ کپڑے کو کپڑے کے بدلے میں غلام کو غلام کے بدلے میں بیع کیا اس میں جنس ایک ہے مگر قدر موجود نہیں لہٰذا یہ تو ہوسکتا ہے کہ ایک تھان دیکر دو تھان یا ایک غلام کے بدلے میں دو غلام خرید لیے مگر اودھار بیچنا حرام اور سود ہے اگرچہ کمی بیشی نہ ہو اور دونوں نہ ہوں تو کمی بیشی بھی جائز اور اودھار بھی جائز مثلاً گیہوں اور جو کو روپیہ سے

---

1. بدلے۔
2. "الهداية"، كتاب البيوع، باب الربا، ج۲، ص ٦٠-٦١.
3. ایک قسم کا باریک سوتی کپڑا۔
4. ایک قسم کا سوتی کپڑا۔
5. ایک قسم کا موٹا کپڑا۔
6. ایک قسم کا بیل بوٹے دار کپڑا، رنگین چھپا ہوا کپڑا۔
7. دنبے کی چوڑی دُم۔
8. یعنی مختلف جنسیں ہیں۔
9. گلاب کا تیل۔
10. چنبیلی کے پھولوں کا تیل۔
11. چنبیلی جیسے خوشبودار پھول کا تیل۔
12. "ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الربا، مطلب: في الابراء عن الربا، ج۷، ص ٤٢٤.

خریدیں یہاں کم وبیش ہونا تو ظاہر ہے کہ ایک روپیہ کے عوض میں جتنے من چاہو خریدو کوئی حرج نہیں اور ادھار بھی جائز ہے کہ آج خریدو روپیہ مہینے میں سال میں دوسرے کی مرضی سے جب چاہو دو جائز ہے کوئی خرابی نہیں۔[1] (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ ۴ جس چیز کے متعلق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ماپ کے ساتھ تفاضل[2] حرام فرمایا، وہ کیلی (ماپ کی چیز) ہے اور جس کے متعلق وزن کی تصریح فرمائی وہ وزنی ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے بعد اُس میں تبدیل نہیں ہوسکتی، اگر عرف اُس کے خلاف ہو تو عرف کا اعتبار نہیں اور جس کے متعلق حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا ارشاد نہیں ہے، اُس میں عادت وعرف کا اعتبار ہے ماپ یا تول جو کچھ چلن ہو، اُسکا لحاظ ہوگا۔[3] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۵ تلوار کے بدلے میں اگر لوہے کی بنی ہوئی کوئی چیز خریدی تو جائز ہے اگرچہ ایک طرف وزن کم ہے دوسری طرف زیادہ کہ قدر میں اتحاد نہیں مگر اس کو دیکر لوہے کی چیز ادھار لینا درست نہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶ جو برتن عدد سے بکتے ہیں اگرچہ جس کے برتن بنے ہیں وہ وزنی ہو جیسے تانبے کے کٹورے گلاس ایک کے بدلے میں دوسرا خریدنا درست ہے اگرچہ دونوں کے وزن مختلف ہوں کہ اب وزنی نہیں مگر سونے چاندی کے برتن اگر باہم وزن میں مختلف ہوں تو بیع حرام ہے اگرچہ یہ عدد سے فروخت ہوتے ہوں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷ منصوصات[6] کے مواقع پر عرف کا اعتبار نہیں یہ اُس وقت ہے جب کہ تبادلہ جنس کے ساتھ ہو، مثلاً گیہوں کو گیہوں سے بیع کریں اور غیر جنس سے بدلنے میں اختیار ہے، مثلاً گیہوں کو جَو کے بدلے میں یا روپے پیسے نوٹ سے خریدنے میں اگر وزن کے ساتھ بیع ہو، حرج نہیں۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۸ جو چیز وزنی ہواُسے ماپ کر برابر کر کے ایک کو دوسرے کے بدلے میں بیع کیا مگر یہ نہیں معلوم کہ ان کا وزن کیا ہے یہ جائز نہیں اور اگر وزن میں دونوں برابر ہوں بیع جائز ہے اگرچہ ماپ میں کم بیش ہوں اور جو چیز کیلی ہے اُس کو وزن سے برابر کر کے بیع کیا مگر یہ نہیں معلوم کہ ماپ میں برابر ہے یا نہیں یہ ناجائز ہے۔ ہندوستان میں گیہوں جَو کو عموماً

---

1 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الربا، ج٢، ص٦٠-٦١ وغيرها.

2 ......زیادتی یعنی اضافہ۔

3 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الربا، ج٢، ص٦٢، وغيرها.

4 ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الربا، مطلب: في الابراء عن الربا، ج٧، ص٤٢٤.

5 ......المرجع السابق، ص٤٢٣.

6 ......یعنی جن اشیاء کے بارے میں نص (حدیث) وارد ہے۔

7 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب الربا، ج٧، ص٤٢٧.

وزن سے بیع کرتے ہیں حالانکہ ان کا کیلی ہونا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے ثابت لہٰذا اگر گیہوں کو گیہوں کے بدلے میں بیع کریں تو ماپ کرضرور برابر کرلیں اس میں وزن کی برابری کا اعتبار نہ کریں۔ یوہیں گیہوں، جَو قرض لیں تو ماپ کرلیں اور ماپ کردیں۔اوران کے آٹے کی بیع یا قرض وزن سے بھی جائز ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار، ہدایہ، فتح القدیر)

مسئلہ ۹ یتیم کے مال کی بیع ہو تو اُس میں جودت (خوبی) کا اعتبار ہے مثلاً وصی کو یتیم کے اچھے مال کو ردی کے بدلے میں بیچنا ناجائز ہے۔ یوہیں وقف کے اچھے مال کو متولی نے خراب کے بدلے میں بیچ دیا یہ ناجائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰ سونے چاندی کے علاوہ جو چیزیں وزن کے ساتھ بکتی ہیں روپیہ اشرفی سے اُن کی بیع سلم درست ہے اگرچہ وزن کا دونوں میں اشتراک ہے۔[3] (فتح القدیر وغیرہ)

مسئلہ ۱۱ شریعت میں ماپ کی مقدار کم سے کم نصف صاع ہے اگر کوئی کیلی چیز نصف صاع سے کم ہو مثلاً ایک دو لپ اس میں کمی بیشی یعنی ایک لپ دو لپ کے بدلے میں بیچنا جائز ہے۔ یوہیں ایک سیب دو سیب کے بدلے میں، ایک کھجور دو کے بدلے میں، ایک انڈا دو انڈے کے عوض، ایک اخروٹ دو کے عوض، ایک تلوار دو تلوار کے بدلے میں، ایک دوات دو دوات کے بدلے میں، ایک سوئی دو کے بدلے، ایک شیشی دو کے عوض بیچنا جائز ہے، جب کہ یہ سب معیّن[4] ہوں اور اگر دونوں جانب یا ایک غیر معیّن ہو تو بیع ناجائز۔ ان صور مذکورہ[5] میں کمی بیشی اگرچہ جائز ہے مگر اُدھار بیچنا حرام ہے، کیونکہ جنس ایک ہے۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۲ گیہوں، جَو، کھجور، نمک، جن کا کیلی ہونا منصوص[7] ہے اگر ان کے متعلق لوگوں کی عادت یوں جاری ہو کہ ان کو وزن سے خرید و فروخت کرتے ہوں جیسا کہ یہاں ہندوستان میں وزن ہی سے یہ سب چیزیں بکتی ہیں اور بیع سلم میں وزن سے ان کا تعین کیا مثلاً اتنے روپے کے اتنے من گیہوں یہ سلم جائز ہے اس میں حرج نہیں۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الربا، مطلب: فی أن النص... إلخ، ج۷، ص۴۲۷-۴۳۰.
و"الهداية"، کتاب البیوع، باب الربا، ج۲، ص۶۲.
و"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب الربا، ج۶، ص۱۵۷.

2 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیمایجوزبیعه... إلخ، الفصل السادس، ج۳، ص۱۱۷.

3 ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب الربا، ج۶، ص۱۵۵، وغیره.

4 ......عامۂ کتب مذہب میں معیّن ہونے کی صورت میں اس بیع کو جائز لکھا ہے، مگر امام ابن ہمام کی تحقیق یہ ہے کہ یہ بیع بھی ناجائز ہے۔۱۲ منہ

5 ......یعنی ذکر کی گئی صورتیں۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الربا، ج۷، ص۴۲۵-۴۲۷ وغیره.

7 ......یعنی جن اشیاء کے کیل (ماپ) کے ساتھ فروخت ہونے پر نصوص (احادیث) وارد ہیں۔

8 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الربا، مطلب: فی أن النص... إلخ، ص۴۲۷-۴۳۰.

مسئلہ ۱۳ گوشت کو جانور کے بدلے میں بیع کر سکتے ہیں کیونکہ گوشت وزنی ہے اور جانور عددی ہے وہ گوشت اُسی جنس کے جانور کا ہو مثلاً بکری کے گوشت کے عوض میں بکری خریدی یا دوسری جنس کا ہو مثلاً بکری کے گوشت کے بدلے میں گائے خریدی۔ یہ گوشت اُتنا ہی ہو جتنا اُس جانور میں گوشت ہے یا اُس سے کم یا زیادہ بہر حال جائز ہے۔ ذبح کی ہوئی بکری کو زندہ بکری یا ذبح کی ہوئی کے عوض میں بیع کرنا جائز ہے اور اگر دونوں کی کھالیں اُتار لی ہیں اور اوجھڑی وغیرہ ساری اندرونی چیزیں الگ کر دی ہیں بلکہ پائے بھی جدا کر لیے ہیں تو اب ایک کو دوسری کے عوض میں تول کے ساتھ بیچ سکتے ہیں کہ یہ گوشت کو گوشت سے بیچنا ہے۔[1] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۱۴ ایک مچھلی دو مچھلیوں سے بیع کر سکتے ہیں یعنی وہاں جہاں وزن سے نہ بکتی ہوں اور تول سے فروخت ہوں جیسے یہاں تو وزن میں برابر کرنا ضرور ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵ سوتی کپڑے سوت یا روئی کے بدلے میں بیچنا مطلقاً جائز ہے ان کی جنس مختلف ہے۔ یوہیں روئی کو سوت سے بیچنا بھی جائز ہے اسی طرح اون کے بدلے میں اونی کپڑے خریدنا یا ریشم کے عوض میں ریشمی کپڑے خریدنا بھی جائز ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جنس کے اختلاف واتحاد میں اصل کا اتحاد و اختلاف معتبر نہیں بلکہ مقصود کا اختلاف جنس کو مختلف کر دیتا ہے اگرچہ اصل ایک ہو اور یہ بات ظاہر ہے کہ روئی اور سوت اور کپڑے کے مقاصد مختلف ہیں۔ یوہیں گیہوں یا اس کے آٹے کو روٹی سے بیع کر سکتے ہیں کہ ان کی بھی جنس مختلف ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶ تر کھجور کو تر یا خشک کھجور کے بدلے میں بیع کرنا جائز ہے جبکہ دونوں جانب کی کھجوریں ماپ میں برابر ہوں۔ وزن میں برابری کا اس میں اعتبار نہیں۔ یوہیں انگور کو منقے[4] یا کشمش کے بدلے میں بیچنا جائز ہے جبکہ دونوں برابر ہوں۔ اسی طرح جو پھل خشک ہو جاتے ہیں اُن کے تر کو خشک کے عوض بھی بیچنا جائز ہے اور تر کے بدلے میں بھی جیسے انجیر۔ آلو بُخارا خوبانی وغیرہ۔[5] (ہدایہ، فتح القدیر)

---

1 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الربا، ج٢، ص٦٣.
و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب الربا، ج٧، ص٤٣٣.

2 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب البيوع، الباب التاسع فيمايجوزبيعه...إلخ، الفصل السادس، ج٣، ص١٢٠.

3 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الربا، مطلب: في استقراض الدراهم عدداً، ج٧، ص٤٣٤-٤٣٧.

4 ......سوکھے ہوئے بڑے انگور منقے کہلاتے ہیں۔

5 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الربا، ج٢، ص٦٤.
و"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب الربا، ج٦، ص١٧٠.

مسئلہ ۱۷ گیہوں اگر پانی میں بھیگ گئے ہوں اُن کو خشک کے بدلے میں بیع کرنا جائز ہے جب کہ ماپ میں برابر ہوں۔ یوہیں کھجور یا منقے جن کو پانی میں بھگولیا ہے خشک کے عوض میں بیع کرسکتے ہیں۔ بھُنے ہوئے گیہوں کو بے بھُنے سے بیچنا جائز نہیں۔[1] (ہدایہ، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۸ مختلف قسم کے گوشت کی بیشی کے ساتھ بیع کیے جاسکتے ہیں، مثلاً بکری کا گوشت ایک سیر گائے کے دو سیر سے بیچ سکتے ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ دست بدست ہوں[2] اُدھار جائز نہیں اگر ایک قسم کے جانور کا گوشت ہو تو کمی بیشی جائز نہیں۔ گائے اور بھینس دو جنس نہیں بلکہ ایک جنس ہیں۔ یوہیں بکری، بھیڑ، دُنبہ، یہ تینوں ایک جنس ہیں۔ گائے کا دودھ بکری کے دودھ سے، کھجور یا گنے کا سرکہ انگوری سرکہ سے، پیٹ کی چربی دُنبہ کی چکی[3] یا گوشت سے بکری کے بال کو بھیڑ کی اون سے کم و بیش کرکے بیع کرسکتے ہیں۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۹ پرند اگرچہ ایک قسم کے ہوں اُن کے گوشت کم و بیش کرکے بیع کیے جاسکتے ہیں مثلاً ایک بٹیر[5] کے گوشت کو دو کے گوشت کے ساتھ۔ یوہیں مُرغی و مُرغابی[6] کے گوشت بھی کہ یہ وزن کے ساتھ نہیں بکتے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰ تل کے تیل کو روغن چمیلی و روغن گل سے کم و بیش کرکے بیع کرنا جائز ہے۔ یوہیں یہ خوشبودار تیل آپس میں ایک قسم کو دوسرے قسم کے ساتھ بیع کرنا۔ روغن زیتون خوشبودار کو بغیر خوشبو والے کے عوض میں بیچنا بھی ہر طرح جائز ہے۔ تل پھول میں بسے ہوئے ہوں اُن کو سادہ تلوں سے کم و بیش کرکے بیچ سکتے ہیں۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱ دودھ کو پنیر کے بدلے میں کمی بیشی کے ساتھ بیچ سکتے ہیں۔[9] (درمختار) کھوئے[10] کے بدلے میں دودھ بیچنے کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ مقاصد میں مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف جنس ہیں۔

مسئلہ ۲۲ گیہوں کی بیع آٹے یا ستو[11] سے یا آٹے کی بیع ستو سے مطلقاً ناجائز ہے اگرچہ ماپ یا وزن

---

1 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الربا، ج۲، ص ٦٤.
و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب الربا، ج۷، ص ٤٣٥، وغيرهما.

2 ......یعنی نقد کے ساتھ ہوں۔

3 ......دُنبے کی چوڑی دُم۔

4 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الربا، ج۲، ص ٦٥.

5 ......تیتر کی قسم کا ایک چھوٹا سا پرندہ۔

6 ......ایک آبی پرندہ۔

7 ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الربا، مطلب: في استقراض الدراهم عدداً، ج۷، ص ٤٣٧.

8 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الربا، مطلب: في استقراض الدراهم عدداً، ج۷، ص ٤٣٧.

9 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب الربا، ج۷، ص ٤٣٩.

10 ......آگ پر جوش دے کر خشک کیا ہوا دودھ۔

11 ......بھنے ہوئے اناج کا آٹا۔

میں دونوں جانب برابر ہوں یعنی جب کہ آٹا یا ستو گیہوں کا ہو اور اگر دوسری چیز کا ہو مثلاً جو کا آٹا یا ستو ہو تو گیہوں سے بیع کرنے میں کوئی مضایقہ نہیں۔ یوہیں گیہوں کے آٹے کو جو کے ستو سے بھی بیچنا جائز ہے۔ آٹے کو آٹے کے بدلے میں برابر کرکے بیچنا جائز ہے بلکہ بُھنے ہوئے آٹے کو بُھنے ہوئے کے بدلے میں برابر کرکے بیچنا بھی جائز ہے۔ اور ستو کو ستو کے بدلے میں بیچنا یا بُھنے ہوئے گیہوں کے بُھنے ہوئے گیہوں کے بدلے میں بیچنا جائز ہے۔ چھنے ہوئے آٹے کو بغیر چھنے کے بدلے بیع کرنے میں دونوں کا برابر ہونا ضروری ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: تلوں کو ان کے تیل کے بدلے میں یا زیتون کو روغن زیتون کے بدلے میں بیچنا اُس وقت جائز ہے کہ ان میں جتنا تیل ہے وہ اُس تیل سے زیادہ ہو جس کے بدلے میں اس کو بیع کررہے ہیں یعنی کھلی[2] کے مقابلہ میں تیل کا کچھ حصہ ہونا ضرور ہے ورنہ ناجائز۔ یوہیں سرسوں کو کڑوے تیل کے بدلے میں یا السی[3] کو اس کے تیل کے بدلے میں بیع کرنے کا حکم ہے غرض یہ کہ جس کھلی کی کوئی قیمت ہوتی ہے اُس کے تیل کو جب اُس سے بیع کیا جائے تو جو تیل مقابل میں ہے وہ اُس سے زیادہ ہو جو اس میں ہے[4] (ہدایہ، درمختار، ردالمحتار) اور اگر کوئی ایسی چیز اس میں ملی ہو جس کی کوئی قیمت نہ ہو جیسے سونار کے یہاں کی راکھ کہ اسے نیاریے[5] خریدتے ہیں، اس کا حکم یہ ہے کہ جس سونے یا چاندی کے عوض میں اسے خریدا اگر وہ زیادہ یا کم ہے بیع فاسد ہے اور برابر ہو تو جائز اور معلوم نہ ہو کہ برابر ہے یا نہیں، جب بھی ناجائز۔[6] (بحر وغیرہ)

مسئلہ ۲۴: جن چیزوں میں بیع جائز ہونے کے لیے برابری کی شرط ہے یہ ضرور ہے کہ مساوات[7] کا علم وقت عقد ہو اگر بوقت عقد علم نہ تھا بعد کو معلوم ہوا مثلاً گیہوں گیہوں کے بدلے میں تخمینہ[8] سے بیچ دیے پھر بعد میں ناپے گئے تو برابر نکلے، بیع جائز نہیں ہوئی۔[9] (عالمگیری)

---

1 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الربا، مطلب في استقراض الدراهم عدداً، ج٧، ص٤٣٦.

2 ......تیل یا سرسوں کا پھوک۔

3 ......چھوٹی چھوٹی نازک پتیوں کا ایک پودا اور اس کے بیج جن سے تیل نکالا جاتا ہے۔

4 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الربا، ج٢، ص٦٤.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الربا، مطلب: في استقراض الدراهم عدداً، ج٧، ص٤٤٠.

5 ......سنار کی دکان کے کوڑا کرکٹ سے سونے، چاندی کے ذرات نکالنے والا "نیاریا" کہلاتا ہے۔

6 ......"البحرالرائق"، كتاب البيع، باب الربا، ج٦، ص٢٢٥، وغيره.

7 ......برابری۔

8 ......اندازہ۔

9 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه ومالا يجوز، الفصل السادس، ج٣، ص١١٩.

مسئلہ ۲۵ گیہوں گیہوں کے بدلے میں بیع کیے اور تقابض بدلین[1] نہیں ہوا یہ جائز ہے، غلہ کی بیع اپنی جنس یا غیر جنس سے ہو، اس میں تقابض شرط نہیں۔[2] (عالمگیری) مگر یہ اُسی وقت ہے کہ دونوں جانب معین ہوں۔

مسئلہ ۲۶ آقا اور غلام کے مابین سود نہیں ہوتا اگرچہ مدبر یا ام ولد ہو کہ یہاں حقیقۃً بیع ہی نہیں ہاں اگر غلام پر اتنا دَین ہو جو اُس کے مال اور ذات کو مستغرق[1] ہو تو اب سود ہوسکتا ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۷ دو شخصوں میں شرکت مفاوضہ ہے اگر وہ باہم بیع کریں تو کمی بیشی کی صورت میں سود نہیں ہوسکتا اور شرکت عنان والوں نے باہم مال شرکت کو خرید و فروخت کیا تو سود نہیں اور اگر دونوں اپنے مال کو کم و بیش کرکے خرید و فروخت کریں یا ایک نے اپنے مال کو مال شرکت سے کم و بیش کرکے فروخت کیا تو ضرور سود ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸ مسلم اور کافر حربی کے مابین دار الحرب میں جو عقد ہو اس میں سود نہیں۔ مسلمان اگر دار الحرب میں امان لیکر گیا تو کافروں کی خوشی سے جس قدر اُن کے اموال حاصل کرے جائز ہے اگرچہ ایسے طریقہ سے حاصل کیے کہ مسلمان کا مال اس طرح لینا جائز نہ ہو مگر یہ ضرور ہے کہ وہ کسی بدعہدی کے ذریعہ حاصل نہ کیا گیا ہو کہ بدعہدی[5] کفار کے ساتھ بھی حرام ہے مثلاً کسی کافر نے اس کے پاس کوئی چیز امانت رکھی اور یہ دینا نہیں چاہتا یہ بدعہدی ہے اور درست نہیں۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹ عقد فاسد کے ذریعہ سے کافر حربی کا مال حاصل کرنا ممنوع نہیں یعنی جو عقد مابین دو مسلمان ممنوع ہے اگر حربی کے ساتھ کیا جائے تو منع نہیں مگر شرط یہ ہے کہ وہ عقد مسلم کے لیے مفید ہو مثلاً ایک روپیہ کے بدلے میں دو روپے خریدے یا اُس کے ہاتھ مُردار کو بیچ ڈالا کہ اس طریقہ سے مسلمان کا روپیہ حاصل کرنا شرع کے خلاف اور حرام ہے اور کافر سے حاصل کرنا جائز ہے۔[7] (ردالمحتار)

---

1. ......باہم دو متبادل چیزوں پر قبضہ کرنا۔
2. ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیمایجوز بیعه ومالایجوز، الفصل السادس، ج۳، ص۱۱۹.
3. ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الربا، ج۷، ص۴۴۱.
4. ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیمایجوز بیعه ومالایجوز، الفصل السادس، ج۳، ص۱۲۱.
5. ......وعدہ خلافی، بے وفائی۔
6. ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الربا، مطلب: فی استقراض الدراھم عدداً، ج۷، ص۴۴۲.
7. ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الربا، مطلب: فی استقراض الدراھم عدداً، ج۷، ص۴۴۲.

مسئلہ ۳۰ ہندوستان اگرچہ دارالاسلام ہے اس کو دارالحرب کہنا صحیح نہیں، مگر یہاں کے کفار یقیناً نہ ذمی ہیں، نہ مستامن کیونکہ ذمی یا مستامن کے لیے بادشاہ اسلام کا ذمہ کرنا اور امن دینا ضروری ہے، لہٰذا ان کفار کے اموال عقود فاسدہ کے ذریعہ حاصل کیے جاسکتے ہیں جبکہ بدعہدی نہ ہو۔

سود سے بچنے کی صورتیں

شریعتِ مطہرہ نے جس طرح سود لینا حرام فرمایا سود دینا بھی حرام کیا ہے۔ حدیثوں میں دونوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ دونوں برابر ہیں۔ آج کل سود کی اتنی کثرت ہے کہ قرضِ حسن جو بغیر سودی ہوتا ہے بہت کم پایا جاتا ہے دولت والے کسی کو بغیر نفع روپیہ دینا چاہتے نہیں اور اہل حاجت اپنی حاجت کے سامنے اس کا لحاظ بھی نہیں کرتے کہ سودی روپیہ لینے میں آخرت کا کتنا عظیم وبال [1] ہے اس سے بچنے کی کوشش کی جائے۔ لڑکی لڑکے کی شادی۔ ختنہ اور دیگر تقریبات شادی وغمی میں اپنی وسعت سے زیادہ خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ برادری اور خاندان کے رسوم میں اتنے جکڑے ہوئے ہیں [2] کہ ہر چند کہیے ایک نہیں سنتے رسوم میں کمی کرنے کو اپنی ذلت سمجھتے ہیں۔ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو اولاً تو یہی نصیحت کرتے ہیں کہ ان رسوم کی جنجال [3] سے نکلیں، چادر سے زیادہ پاؤں نہ پھیلائیں اور دُنیا و آخرت کے تباہ کن نتائج سے ڈریں۔ تھوڑی دیر کی مسرت [4] یا ابنائے جنس میں نام آوری [5] کا خیال کر کے آئندہ زندگی کو تلخ [6] نہ کریں۔ اگر یہ لوگ اپنی ہٹ سے باز نہ آئیں قرض کا بارگراں [7] اپنے سر ہی رکھنا چاہتے ہیں بچنے کی سعی [8] نہیں کرتے جیسا کہ مشاہدہ اسی پر شاہد ہے تو اب ہماری دوسری فہمائش ان مسلمانوں کو یہ ہے کہ سودی قرض کے قریب نہ جائیں۔

کہ بنص قطعی قرآنی اس میں برکت نہیں اور مشاہدات و تجربات بھی یہی ہیں کہ بڑی بڑی جائدادیں سود میں تباہ ہوچکی ہیں یہ سوال اس وقت پیش نظر ہے کہ جب سودی قرض نہ لیا جائے تو بغیر سودی قرض کون دیگا پھر اُن دُشواریوں کو کس طرح حل کیا جائے۔ اس کے لیے ہمارے علمائے کرام نے چند صورتیں ایسی تحریر فرمائی ہیں کہ اُن طریقوں پر عمل کیا جائے تو سود کی نجاست ونحوست [9] سے پناہ ملتی ہے اور قرض دینے والا جس ناجائز نفع کا خواہش مند تھا اُس کے لیے جائز طریقہ پر نفع حاصل ہوسکتا ہے۔ صرف لین دَین کی صورت میں کچھ ترمیم [10] کرنی پڑے گی۔ مگر ناجائز وحرام سے بچاؤ ہوجائے گا۔

---

1 ...... بہت بڑا عذاب۔ 2 ...... پھنسے ہوئے ہیں۔ 3 ...... بوجھ، آفت۔ 4 ...... خوشی۔
5 ...... یعنی قبیلے کے افراد میں شہرت۔ 6 ...... دشوار۔ 7 ...... بھاری بوجھ۔ 8 ...... کوشش۔
9 ...... ناپاکی اور برے اثر۔ 10 ...... تبدیلی۔

شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ دل میں جب یہ ہے کہ سو دیکر ایک سودس لیے جائیں۔ پھر سود سے کیونکر بچے ہم اُس کے لیے یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ شرع مطہر نے جس عقد کو جائز بتایا وہ محض اس تخیل[1] سے ناجائز وحرام نہیں ہوسکتا۔ دیکھو اگر روپے سے چاندی خریدی اور ایک روپیہ کی ایک بھر سے زائد لی یہ یقیناً سود وحرام ہے۔ صاف حدیث میں تصریح ہے، ''اَلْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ مَثَلاً بِمَثَلٍ يَداً بِيَدٍ وَالْفَضْلُ رِبًا ''اور اگر مثلاً ایک گنی[2] جو پندرہ روپے کی ہو اُس سے پچیس روپے بھر یا اور زیادہ چاندی خریدی یا سولہ آنے پیسوں کی دوروپیہ بھر خریدی اگرچہ اس کا مقصود بھی وہی ہے کہ چاندی زیادہ لی جائے مگر سود نہیں اور یہ صورت یقیناً حلال ہے، حدیث صحیح میں فرمایا: ''اِذَا اخْتَلَفَ النَّوْعَانِ فَبِيْعُوْا كَيْفَ شِئْتُمْ.'' معلوم ہوا کہ جواز و عدمِ جواز نوعیت عقد پر ہے۔ عقد بدل جائے گا حکم بدل جائے گا۔ اس مسئلہ کو زیادہ واضح کرنے کے لیے ہم دو۲ حدیثیں ذکر کرتے ہیں۔

صحیحین میں ابوسعید خدری و ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر کا حاکم بنا کر بھیجا تھا، وہ وہاں سے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی خدمت میں عمدہ کھجوریں لائے۔ ارشاد فرمایا: ''کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسی ہوتی ہیں؟'' عرض کی نہیں یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ہم دوصاع کے بدلے ان کھجوروں کا ایک صاع لیتے ہیں اور تین صاع کے بدلے دوصاع لیتے ہیں۔ فرمایا: ''ایسا نہ کرو، معمولی کھجوروں کو روپیہ سے بیچو پھر روپیہ سے اس قسم کی کھجوریں خریدا کرو اور تول کی چیزوں میں بھی ایسا ہی فرمایا۔''[3] صحیحین میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں برنی کھجوریں لائے۔ ارشاد فرمایا: ''کہاں سے لائے؟'' عرض کی، ہمارے یہاں خراب کھجوریں تھیں، اُن کے دوصاع کو ان کے ایک صاع کے عوض[4] میں بیچ ڈالا۔ ارشاد فرمایا: ''افسوس یہ تو بالکل سود ہے، یہ تو بالکل سود ہے، ایسا نہ کرنا ہاں اگر ان کے خریدنے کا ارادہ ہو تو اپنی کھجوریں بیچ کر پھر انکو خریدو۔''[5]

ان دونوں حدیثوں سے واضح ہوا کہ بات وہی ہے کہ عمدہ کھجوریں خریدنا چاہتے ہیں مگر اپنی کھجوریں زیادہ دیکر لیتے ہیں

1 ......قیاس، خیال۔ 2 ......سونے کا ایک انگریزی سکہ۔

3 ......''صحيح البخاري''، كتاب البيوع، باب اذا اراد بيع تمر...إلخ، الحديث: ٢٢٠١، ٢٣٠٢، ج٢، ص٤٤، ٧٩.

4 ......بدلے۔

5 ......''صحيح البخاري''، كتاب الوكالة، باب اذا باع الوكيل شيئا...إلخ، الحديث: ٢٣١٢، ج٢، ص٨٣.

سود ہوتا ہے۔اور اپنی کھجوریں روپیہ سے بیچ کر اچھی کھجوریں خریدیں یہ جائز ہے۔اسی وجہ سے امام قاضی خاں اپنے فتاوے میں سود سے بچنے کی صورتیں لکھتے ہوئے یہ تحریر فرماتے ہیں و مثل هذا روی عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم انه امر بذلک.[1]

اس مختصر تمہید کے بعد اب وہ صورتیں بیان کرتے ہیں جو علما نے سود سے بچنے کی بیان کی ہیں۔

مسئلہ ۱ ایک شخص کے دوسرے پر دس روپے تھے اُس نے مدیون سے کوئی چیز اُن دس روپوں میں خرید لی اور مبیع پر قبضہ بھی کرلیا پھر اُسی چیز کو مدیون کے ہاتھ بارہ میں ثمن وصول کرنے کی ایک میعاد مقرر کرکے بیچ ڈالا اب اس کے اُس پر دس کی جگہ بارہ ہوگئے اور اسے دو روپے کا نفع ہوا اور سود نہ ہوا۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۲ ایک نے دوسرے سے قرض طلب کیا وہ نہیں دیتا اپنی کوئی چیز مُقرِض[3] کے ہاتھ سو روپے میں بیچ ڈالی اُس نے سو روپے دیدیے اور چیز پر قبضہ کرلیا پھر مُستَقرِض[4] نے وہی چیز مقرض سے سال بھر کے وعدہ پر ایک سو دس روپے میں خرید لی یہ بیع جائز ہے۔مقرض نے سو روپے دیے اور ایک سو دس روپے مستقرض کے ذمہ لازم ہوگئے اور اگر مستقرض کے پاس کوئی چیز نہ ہو جس کو اس طرح بیع کرے تو مقرض مستقرض کے ہاتھ اپنی کوئی چیز ایک سو دس روپے میں بیع کرے اور قبضہ دیدے پھر مستقرض اُسکی غیر کے ہاتھ سو روپے میں بیچے اور قبضہ دیدے پھر اس شخص اجنبی سے مقرض سو روپے میں خرید لے اور ثمن ادا کردے اور وہ مستقرض کو سو روپے ثمن ادا کردے نتیجہ یہ ہوا کہ مقرض کی چیز اُس کے پاس آگئی اور مستقرض کو سو روپے مل گئے مگر مقرض کے اس کے ذمہ ایک سو دس روپے لازم رہے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۳ مقرض نے اپنی کوئی چیز مستقرض کے ہاتھ تیرہ روپے میں چھ مہینے کے وعدہ پر بیع کی اور قبضہ دیدیا پھر مستقرض نے اسی چیز کو اجنبی کے ہاتھ بیچا اور اس بیع کا اقالہ کرکے پھر اسی کو مقرض کے ہاتھ دس روپے میں بیچا اور روپے لے لیے اس کا بھی یہ نتیجہ ہوا کہ مقرض کی چیز واپس آگئی اور مستقرض کو دس روپے مل گئے مگر مقرض کے اس کے ذمہ تیرہ روپے[6] واجب

---

1 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع،فصل فیمایکون فراراًعن الربا، ج ۱،ص۴۰۸.

2 ......المرجع السابق.

3 ......قرض دینے والا۔　4 ......قرض لینے والا۔

5 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، فصل فیما یکون فراراً عن الربا، ج ۱،ص۴۰۸.

6 ......اس صورت میں اگرچہ یہ بات ہوئی کہ جو چیز جتنے میں بیع کی قبل نقدِ ثمن مشتری سے اُس سے کم میں خریدی مگر چونکہ اس صورت مفروضہ میں ایک بیع جو اجنبی سے ہوئی درمیان میں فاصل ہوگئی لہٰذا یہ بیع جائز ہے۔۱۲منہ

ہوئے۔[1] (خانیہ)

بیع عینہ

مسئلہ ۴: سود سے بچنے کی ایک صورت بیع عینہ ہے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیع عینہ مکروہ ہے کیونکہ قرض کی خوبی اور حسن سلوک سے محض نفع کی خاطر بچنا چاہتا ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ اچھی نیت ہو تو اس میں حرج نہیں بلکہ بیع کرنے والا مستحق ثواب ہے کیونکہ وہ سود سے بچنا چاہتا ہے۔ مشایخ بلخ نے فرمایا: بیع عِینہ ہمارے زمانہ کی اکثر بیعوں سے بہتر ہے۔ بیع عینہ کی صورت یہ ہے ایک شخص نے دوسرے سے مثلاً دس روپے قرض مانگے اُس نے کہا میں قرض نہیں دونگا یہ البتہ کرسکتا ہوں کہ یہ چیز تمھارے ہاتھ بارہ روپے میں بیچتا ہوں اگر تم چاہو خرید لو اسے بازار میں دس روپے کو بیع کر دینا تمھیں دس روپے مل جائیں گے اور کام چل جائے گا اور اسی صورت سے بیع ہوئی۔ بائع[2] نے زیادہ نفع حاصل کرنے اور سود سے بچنے کا یہ حیلہ نکالا کہ دس کی چیز بارہ میں بیع کردی اُس کا کام چل گیا اور خاطر خواہ اس کو نفع مل گیا۔ بعض لوگوں نے اس کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ تیسرے شخص کو اپنی بیع میں شامل کریں یعنی مُقرِض[3] نے قرضدار کے ہاتھ اُس کو بارہ میں بیچا اور قبضہ دیدیا پھر قرضدار نے ثالث کے ہاتھ دس روپے میں بیچ کر قبضہ دیدیا اس نے مقرض کے ہاتھ دس روپے میں بیچا اور قبضہ دیدیا اور دس روپے ثمن کے مقرض سے وصول کرکے قرضدار کو دیدیے نتیجہ یہ ہوا کہ قرض مانگنے والے کو دس روپے وصول ہوگئے مگر بارہ دینے پڑیں گے کیونکہ وہ چیز بارہ میں خریدی ہے۔[4] (خانیہ، فتح، ردالمحتار)

حقوق کا بیان

مسئلہ ۱: دو منزلہ مکان ہے اس میں نیچے کی منزل خریدی بالا خانہ عقد میں داخل نہ ہوگا مگر جب کہ جمیع حقوق[5]

---

1 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، فصل فیما یکون فراراً عن الربا، ج۱، ص۴۰۸.

2 ......بیچنے والے۔ 3 ......قرض خواہ، قرض دینے والا۔

4 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیع، فصل فیما یکون فراراً عن الربا، ج۱، ص۴۰۸.

و"فتح القدیر"، کتاب الکفالة، ج۶، ص۳۲۴.

و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب: فی بیع العینة، ج۷، ص۵۷۶.

5 ......یعنی تمام حقوق۔

یا جمیع مرافق [1] یا ہر قلیل وکثیر [2] کے ساتھ خریدا ہو۔ [3] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۲: مکان کی خریداری میں پاخانہ اگرچہ مکان سے باہر بنا ہوا ور کوآں اور اُس کے صحن میں جو درخت ہوں وہ اور پائین باغ سب بیع میں داخل ہیں ان چیزوں کی بیع نامہ [4] میں صراحت کرنے کی ضرورت نہیں۔ مکان سے باہر اُس سے ملا ہوا باغ ہوا ور چھوٹا ہو تو بیع میں داخل ہے اور مکان سے بڑا یا برابر کا ہو تو داخل نہیں جب تک خاص اُس کا بھی نام بیع میں نہ لیا جائے۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۳: مکان سے متصل باہر کی جانب کبھی ٹین وغیرہ کا چھپر ڈال لیتے ہیں جو نشست کے لیے ہوتا ہے اگر حقوق ومرافق کے ساتھ بیع ہوئی ہے تو داخل ہے ورنہ نہیں۔ [6] (ہدایہ)

مسئلہ ۴: راستۂ خاص اور پانی بہنے کی نالی اور کھیت میں پانی آنے کی نالی اور وہ گھاٹ [7] جس سے پانی آئے گا یہ سب چیزیں بیع میں اُس وقت داخل ہوں گی جب کہ حقوق یا مرافق یا ہر قلیل وکثیر کا ذکر ہو۔ [8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: مکان کا پہلے ایک راستہ تھا اُس کو بند کرکے دوسرا راستہ جاری کیا گیا اس کی خریداری میں پہلا راستہ داخل نہیں ہوگا اگرچہ حقوق یا مرافق کا لفظ بھی کہا ہو کیونکہ وہ اب اس کے حقوق میں داخل ہی نہیں دوسرا راستہ البتہ داخل ہے۔ [9] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: ایک مکان خریدا جس کا راستہ دوسرے مکان میں ہو کر جاتا ہے دوسرے مکان والے مشتری کو آنے سے روک سکتے ہیں اس صورت میں اگر بائع نے کہہ دیا کہ اس مبیعہ [10] کا راستہ دوسرے مکان میں سے نہیں ہے تو مشتری کو راستہ حاصل کرنے کا کوئی حق نہیں البتہ یہ ایک عیب ہوگا جس کی وجہ سے واپس کرسکتا ہے۔ اگر اس کی دیواروں

---

1 ...... وہ حقوق جو بیع میں ضمناً داخل ہوتے ہیں مثلاً راستہ، پانی بہنے کی نالی۔ 2 ...... ہر کم وزیادہ چیز۔

3 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الحقوق، ج٢، ص٦٦، وغيرها.

4 ...... جائیداد فروخت کرنے کا اقرار نامہ یعنی سٹامپ پیپر۔

5 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، ج٧، ص٤٤٥.

6 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الحقوق، ج٢، ص٦٦.

7 ...... پانی کے گزرنے کی جگہ۔

8 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الحقوق في البيع، ج٧، ص٤٤٦-٤٤٨.

9 ......"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الحقوق في البيع، مطلب: الاحكام تبتني على العرف، ج٧، ص٤٤٧.

10 ...... فروخت شدہ مکان۔

پر دوسرے مکان کی کڑیاں [1] رکھی ہیں اگر وہ دوسرا مکان بائع کا ہے تو حکم دیا جائے گا اپنی کڑیاں اُٹھالے اور کسی دوسرے کا ہے تو یہ مکان کا ایک عیب ہے مشتری [2] کو واپس کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ [3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: ایک شخص کے دو مکان ہیں ایک کی چھت کا پانی دوسرے کی چھت پر سے گزرتا ہے دوسرے مکان کو جمیع حقوق کے ساتھ بیع کیا اس کے بعد پہلے مکان کو کسی دوسرے کے ہاتھ بیع کیا تو پہلا مشتری اپنی چھت پر پانی بہانے سے دوسرے کو روک سکتا ہے اور اگر ایک شخص کے دو باغ تھے ایک کا راستہ دوسرے میں ہوکر تھا دوسرا باغ اُس نے اپنی لڑکی کے ہاتھ بیع کیا اور یہ شرط رہی کہ حقِ مُرور [4] اسکو حاصل رہے گا پھر لڑکی نے اپنا باغ کسی اجنبی کے ہاتھ بیع کیا تو یہ اجنبی اُس کے باپ کو باغ میں گزرنے سے روک نہیں سکتا۔ [5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: مکان یا کھیت کرایہ پر لیا تو راستہ اور نالی اور گھاٹ اجارہ میں داخل ہیں یعنی اگرچہ حقوق و مرافق نہ کہا ہو جب بھی ان چیزوں پر تصرف کرسکتا ہے وقف و رہن، اجارہ کے حکم میں ہیں۔ [6] (ہدایہ، فتح)

مسئلہ ۹: کسی کے لیے اقرار کیا کہ یہ مکان اُس کا ہے یا مکان کی وصیت کی یا اس پر مصالحت ہوئی یہ سب بیع کے حکم میں ہیں کہ بغیر ذکر حقوق و مرافق راستہ وغیرہ داخل نہیں ہونگے۔ [7] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: دو شخص ایک مکان میں شریک تھے باہم تقسیم ہوئی ایک کے حصہ کا راستہ یا نالی دوسرے کے حصہ میں ہے اگر بوقت تقسیم حقوق کا ذکر تھا جب تو کوئی حرج نہیں اور ذکر نہ تھا تو دوسرے کو راستہ وغیرہ نہیں ملے گا پھر اگر وہ اپنے حصہ میں نیا راستہ اور نالی وغیرہ نکال سکتا ہے تو نکال لے اور تقسیم صحیح ہے ورنہ تقسیم غلط ہوئی توڑ دی جائے جبکہ تقسیم کے وقت راستہ وغیرہ کا خیال کیا ہی نہ گیا ہو۔ [8] (ردالمحتار)

استحقاق کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بظاہر کوئی چیز ایک شخص کی معلوم ہوتی ہے اور وہ واقع میں دوسرے کی ہوتی ہے یعنی دوسرا شخص

---

1 ...... شہتیر۔ 2 ...... خریدار۔

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الحقوق فی البیع، مطلب: الاحکام تبتنی علی العرف، ج۷، ص۴۴۷.

4 ...... یعنی گزرنے کا حق۔

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الحقوق فی البیع، مطلب: الاحکام تبتنی علی العرف، ج۷، ص۴۴۷.

6 ...... "الهداية"، کتاب البیوع، باب الحقوق، ج۲، ص۶۶.

و "فتح القدير"، باب الحقوق، ج۶، ص۱۸۰.

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الحقوق فی البیع، ج۷، ص۴۴۸.

8 ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الحقوق فی البیع، مطلب: الأحکام تبتنی علی العرف، ج۷، ص۴۴۸.

اُس کا مدعی ہوتا ہے اور اپنی مِلک ثابت کر دیتا ہے اس کو استحقاق کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱ استحقاق دو قسم ہے ایک یہ کہ دوسرے کی ملک کو بالکل باطل کر دے اس کو مُبطِل کہتے ہیں دوسرا یہ کہ ملک کو ایک سے دوسرے کی طرف منتقل کر دے اس کو ناقل کہتے ہیں۔ مبطل کی مثال حریت اصلیہ کا دعویٰ یعنی یہ غلام تھا ہی نہیں یا عتق [1] کا دعویٰ مدبر یا مکاتب ہونے کا دعویٰ۔ ناقل کی مثال یہ کہ زید نے بکر پر دعویٰ کیا کہ یہ چیز جو تمھارے پاس ہے تمھاری نہیں میری ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲ استحقاق کی دوسری قسم کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ چیز کسی عقد کے ذریعہ سے مدعیٰ علیہ (قابض) کو حاصل ہوئی ہے تو محض ملک ثابت کر دینے سے عقد فسخ نہیں ہوگا کیونکہ وہ چیز ضرور قابل عقد ہے یعنی مدعی [3] کی چیز ہے جس کو دوسرے نے مدعیٰ علیہ کے ہاتھ مثلاً فروخت کر دیا یہ بیع فضولی ٹھہری جو مدعی کی اجازت پر موقوف ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳ مستحق کے موافق قاضی نے فیصلہ صادر کر دیا اس سے بیع فسخ نہیں ہوئی ہوسکتا ہے کہ مستحق مشتری سے وہ چیز نہ لے ثمن وصول کر لے یا بیع کو فسخ کر دے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خود مشتری وہ چیز بائع کو واپس کر دے اور ثمن پھیر لے اب بیع فسخ ہوگئی یا مشتری نے قاضی کو درخواست دی کہ بائع پر واپسی ثمن کا حکم صادر کرے اُس نے حکم دے دیا یا یہ دونوں خود اپنی رضا مندی سے عقد کو فسخ کریں۔[5] (فتح القدیر، ردالمحتار)

مسئلہ ۴ قاضی نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ چیز مستحق (مدعی) کی ہے یہ فیصلہ ذی الید (مدعیٰ علیہ) کے مقابل میں بھی ہے اور اُن کے مقابل میں بھی جن سے ذی الید کو یہ چیز حاصل ہوئی جب کہ اس ذی الید نے اپنے بیان میں یہ ظاہر کر دیا کہ یہ چیز مجھ کو فلاں سے اس نوعیت سے حاصل ہوئی ہے مثلاً اس سے خریدی ہے یا بطور میراث اُس سے ملی ہے اور اس صورت میں دیگر ورثہ کے مقابل میں بھی یہ فیصلہ قرار پائے گا۔ اس چیز کے متعلق ملک مطلق کا دعویٰ کوئی شخص کرے مسموع نہیں ہوگا۔[6]

---

1 ...... آزادی۔

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۷، ص۴٤۹.

3 ...... دعویٰ کرنے والا۔

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۷، ص۴٤۹.

5 ...... "فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج٦، ص۱۸۳، ۱۸٤.

و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۷، ص٤٥۰.

6 ...... یعنی نہیں سنا جائے گا۔

مثلاً مشتری نے اپنا خریدنا بیان کر دیا اور اُس سے وہ چیز لے لی گئی تو مشتری بائع سے ثمن واپس لیگا اور بائع نے بھی اگرخریدی تھی تو وہ اپنے بائع سے ثمن وصول کرے وعلیٰ ہذاالقیاس ہر ایک کے لیے اعادۂ گواہ [1] اور فیصلہ کی ضرورت نہیں وہی پہلا فیصلہ اور پہلا ثبوت کافی ہے۔ اوراگر ذی الید نے اپنے بیان میں صرف اتنا ہی کہا ہے کہ یہ چیز میری ملک ہے یہ نہیں ظاہر کیا ہے کہ کس سے اس کو حاصل ہوئی تو وہ فیصلہ اسی کے مقابل قرار پائے گا دوسرے لوگوں سے اس کو تعلق نہیں مثلاً ایک شخص کے قبضہ میں ایک مکان ہے جس کو وہ اپنا بتاتا ہے اُس پر دوسرے نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے اور ثابت کر دیا قاضی نے اس کے حق میں فیصلہ دیدیا پھر ایک تیسرا شخص جو مدعیٰ علیہ اول کا بھائی ہے وہ کھڑا ہوا اور کہتا ہے یہ مکان میرے باپ کا تھا اُس نے وراثۃً میرے اور میرے بھائی کے مابین چھوڑا ہے اور اس کو ثابت کر دیا تو مکان میں نصف حصہ اس کو مل جائے گا کیونکہ پہلا فیصلہ اس کے مقابل میں نہیں ہوا ہے اور اگر ذی الید نے یہ کہہ دیا ہوتا کہ مکان مجھ کو وراثت میں ملا ہے تو وہ پہلا فیصلہ اس کے مقابل میں بھی ہوتا اور اسکا دعویٰ مسموع نہ ہوتا۔ [2] (درمختار وردالمحتار)

مسئلہ ۵ بعض صورتیں ایسی ہیں کہ مشتری کے مقابل میں فیصلہ اُن کے مقابل میں فیصلہ نہیں قرار پائے گا جن سے مشتری کو وہ چیز حاصل ہوئی ہے وہ اگر دعویٰ کریں گے تو مسموع ہوگا مثلاً اُس نے ایک جانور خریدا تھا مشتری سے بربنائے استحقاق وہ جانور لے لیا گیا اُس نے بائع سے ثمن واپس کرنا چاہا بائع نے کہا مستحق جھوٹا ہے وہ میرا ہی تھا میرے یہاں پیدا ہوا یا جس سے میں نے خریدا تھا اُس کے یہاں اُس کے جانور سے پیدا ہوا یہ دعویٰ مسموع ہوگا اور اس کو گواہوں سے ثابت کردے تو پہلا فیصلہ رد ہو جائے گا یا وہ بائع یہ کہتا ہے کہ میں نے یہ چیز خود مستحق سے خریدی ہے اُس کی نہیں ہے یہ دعویٰ بھی مسموع ہے۔ [3] (درر، غرر)

مسئلہ ۶ جب چیز مستحق کی ہوگئی مشتری کو بائع سے ثمن واپس لینے کا حق حاصل ہو گیا مگر کوئی مشتری اپنے بائع سے ثمن واپس نہیں لے سکتا جب تک اُس کے مشتری نے اُس سے واپس نہ لیا ہو مثلاً مشتری اول بائع سے اس وقت ثمن لے گا جب مشتری دوم نے اس سے لیا ہو۔ اوراگر خریدار نے بروقت خریداری کوئی کفیل (ضامن) لیا تھا جو اس کا ضامن تھا

---

1 ......یعنی دوبارہ گواہوں کو پیش کرنے۔

2 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۷، ص۴۵۰.

3 ......"دررالحکام"و"غررالأحکام"، باب الإستحقاق، الجزء الثانی، ص۱۹۱.

کہ اگر کسی دوسرے کی یہ چیز ثابت ہوئی تو ثمن کا میں ضامن ہوں اس ضامن سے مشتری ثمن اُس وقت وصول کرسکتا ہے جب مکفول عنہ[1] کے خلاف میں قاضی نے واپسی ثمن کا فیصلہ کردیا ہو۔[2] (درر،غرر)

مسئلہ ۷ مشتری نے بائع سے ثمن کی واپسی چاہی اور دونوں میں کم مقدار پر صلح ہوگئی تو یہ بائع اپنے بائع سے وہ ثمن لے گا جوان دونوں کے درمیان طے پایا تھا اور مشتری نے بائع سے ثمن کو معاف کردیا بعد اس کے کہ واپسی ثمن کے متعلق قاضی کا فیصلہ صادر ہو چکا تھا تو یہ بائع اپنے بائع سے ثمن واپس لے سکتا ہے۔ اور اگر استحقاق سے قبل بائع نے مشتری کو ثمن معاف کردیا تھا تو اب مشتری نہ بائع سے لے سکتا ہے نہ بائع اپنے بائع سے اور مستحق و مشتری کے مابین مصالحت[3] ہوگئی کہ مستحق ثمن کا ایک جز مشتری کو دے کر مبیع لے لے اب مشتری اپنے بائع سے کچھ نہیں لے سکتا کہ اس نے اپنا حق خود ہی باطل کردیا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸ استحقاق مُبطِل میں بائعین و مشترین کے مابین جتنے عقود ہیں[5] وہ سب فسخ ہوگئے اس کی ضرورت نہیں کہ قاضی ان عقود کو فسخ کرے، ہر ایک بائع اپنے بائع سے ثمن واپس لینے کا حق دار ہے۔ اس کی ضرورت نہیں کہ جب مشتری اس سے لے تو یہ بائع سے لے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہر ایک شخص ضامن[6] سے وصول کرلے اگرچہ مکفول عنہ پر واپسی ثمن کا فیصلہ نہ ہوا ہو۔[7] (درر،غرر)

مسئلہ ۹ کسی شخص کی نسبت یہ حکم ہوا کہ یہ حرِ اصلی ہے یعنی ایک شخص کسی کا غلام تھا اُس کو پتہ چلا کہ پیدائشی آزاد ہے اُس نے قاضی کے پاس دعویٰ کیا قاضی نے حریت اصلیہ کا حکم دیا یا ایک شخص نے کسی پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے اُس نے کہا میں اصلی حر ہوں اور اس کو گواہوں سے ثابت کیا یا وہ مدعی اس کی غلامی کو گواہوں سے نہ ثابت کرسکا

---

1 ...... یعنی جس کی ضمانت لی تھی۔

2 ......"دررالحکام" و"غررالأحکام"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، الجزء الثانی، ص ۱۹۱.

3 ...... یعنی صلح۔

4 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۷، ص۴۵۳.

5 ...... یعنی بیچنے اور خریدنے والوں کے درمیان جو معاملات ہیں۔

6 ...... ضمانت لینے والا۔

7 ......"دررالحکام" و"غررالأحکام"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، الجزء الثانی، ص ۱۹۰.

اور یہ کہتا ہے کہ میں آزاد ہوں اوراس سے پہلے صراحۃً[1] یا دلالۃً اس نے اپنی غلامی کا کبھی اقرار نہ کیا ہوا تنا بھی نہیں کہ یہ جب بیچا گیا اُس وقت خاموش رہا بلکہ مشتری کے ساتھ چلا گیا اس حکم کے بعد اب دُنیا بھر میں کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ یہ میرا غلام ہے یہ دعویٰ ہی نہیں سُنا جائیگا۔ یو ہیں عتق اوراس کے توابع کا حکم بھی تمام جہان میں نافذ ہے کہ اس کے خلاف کوئی دعویٰ کرہی نہیں سکتا یعنی یہ دعویٰ کیا کہ فلاں کا غلام تھا اُس نے آزاد کردیا یا مدبر کردیا یا لونڈی ہے اس کو ام ولد کیا اور قاضی نے ان باتوں کا حکم صادر کردیا تو اب کوئی بھی دعویٰ نہیں کرسکتا۔[2] (درمختار، درر)

مسئلہ ۱۰ مِلک مورخ[3] میں جب عتق[4] تاریخ سے پہلے ثابت ہوگیا اور قاضی نے عتق کا حکم دیا تو اس تاریخ کے وقت سے اس کے متعلق ملک کا دعویٰ نہیں ہوسکتا اس سے پہلے کی ملک کا دعویٰ ہوسکتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ زید نے بکر سے کہا تو میرا غلام ہے پانچ سال سے تو میری ملک میں ہے بکر نے جواب میں کہا میں فلاں شخص کا غلام تھا چھ برس ہوئے اُس نے مجھے آزاد کردیا اوراس امر کو گواہوں سے ثابت کیا زید کا دعویٰ بیکار ہوگیا پھر عمرو نے بکر پر دعویٰ کیا کہ میں سات برس سے تیرا مالک ہوں اوراب بھی تو میری ملک میں ہے اس کو اس نے گواہوں سے ثابت کیا تو گواہ قبول ہوں گے اور پہلا فیصلہ منسوخ ہوجائے گا۔[5] (درر، غرر)

مسئلہ ۱۱ کسی جائداد کی نسبت وقف کا حکم ہوا یہ حکم تمام لوگوں کے مقابل نہیں یعنی اگراس کے متعلق ملک یا دوسرے وقف کا دوسرا شخص دعویٰ کرے وہ دعویٰ مسموع ہوگا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۲ مشتری کو بائع سے ثمن واپس لینے کا اُس وقت حق ہوگا جب مستحق نے گواہوں سے اپنی ملک ثابت کی ہو اور اگر مدعیٰ علیہ یعنی مشتری[7] نے خود ہی اُس کی ملک کا اقرار کرلیا یا اس پر حلف[8] دیا گیا اس نے حلف سے انکار کردیا

---

1 ...... صریح طور پر، واضح طور پر۔

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۷، ص٤٥٤، ٤٦٤.

و"دررالحکام" شرح "غررالاحکام"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، الجزء الثانی، ص۱۸۹.

3 ...... جس نے تاریخ بتائی ہے اس کی ملکیت۔ 4 ...... آزادی۔

5 ...... "دررالحکام" و"غررالأحکام"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، الجزء الثانی، ص۱۸۹.

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۷، ص٤٦٦.

7 ...... خریدار۔ 8 ...... قسم۔

یا مشتری کے وکیل بالخصومۃ نے اقرار کرلیا یا حلف سے انکار کردیا تو مشتری اپنے بائع سے ثمن نہیں لے سکتا۔[1] (درروغرر)

مسئلہ ۱۳ ایک مکان خریدا اُس پر ایک شخص نے ملک کا دعویٰ کردیا مشتری نے اُس کی ملک کا اقرار کرلیا بائع سے ثمن واپس نہیں لے سکتا اس کے بعد مشتری گواہ سے ثابت کرنا چاہتا ہے کہ یہ مکان مستحق کا ہے تاکہ بائع سے ثمن واپس لے سکے یہ گواہ نہیں سُنے جائیں گے ہاں اگر گواہوں سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ بائع نے خود اقرار کیا ہے کہ مستحق کی ملک ہے تو یہ گواہ مقبول ہوں گے اور اس کو بائع سے ثمن واپس کرلینے کا حق ہوجائے گا اور مشتری یہ بھی کرسکتا ہے کہ بائع پر حلف دے کہ وہ قسم کھاجائے کہ مستحق کا نہیں ہے اگر بائع نے اس قسم سے انکار کیا مشتری کو ثمن واپس لینے کا حق ہوجائے گا۔[2] (درر)

مسئلہ ۱۴ اِستحقاق میں ثمن واپس لینے کا حق اُس وقت ہے کہ دعویٰ اُس پر ہو جو چیز بائع کے یہاں تھی اور اگر اُس میں تغیر آگیا[3] اتنا کہ اگر غصب کیا ہوتا تو مالک ہوجاتا اور اس پر استحقاق ہوا تو بائع سے ثمن نہیں لے سکتا مثلاً کپڑا خریدا اُسے قطع کرکے سلالیا اس کے بعد مستحق نے گواہوں سے ثابت کیا جب بھی مشتری بائع سے نہیں لے سکتا کیونکہ یہ استحقاق اُس کی ملک پر نہیں وہ کُرتے کا مدعی ہے اور اس نے بائع سے کرتہ کہاں خریدا ہاں اگر اُس نے گواہ سے یہ ثابت کیا کہ یہ کپڑا میرا تھا جب کہ کُرتا نہ تھا تو اب مشتری بائع سے لے گا۔ یوہیں گیہوں خریدے تھے آٹا پس گیا آٹے کا مستحق نے دعویٰ کیا تو مشتری واپس نہیں لے سکتا اور اگر یہ کہا کہ پسنے سے قبل گیہوں میرے تھے، اسی طرح گوشت خریدا تھا، پکوالیا۔[4] (فتح القدیر)

مسئلہ ۱۵ مشتری نے بائع سے یوں کہا کہ اگر استحقاق ہوگا تو ثمن واپس نہ لوں گا پھر بھی بعد استحقاق ثمن واپس لے سکتا ہے اور وہ قول لغو[5] ہے کہ ابرا یعنی معافی قابل تعلیق[6] نہیں۔[7] (فتح)

---

1. ......"دررالحکام" و"غررالأحکام"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، الجزء الثانی، ص ۱۹۱.
2. ......"دررالحکام" شرح "غرر الاحکام"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، الجزء الثانی، ص ۱۹۱.
3. ......یعنی تبدیلی آگئی۔
4. ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۶، ص ۱۸۶.
5. ......فضول، بےکار۔
6. ......یعنی مشروط کرنے کے قابل۔
7. ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۶، ص ۱۸۸.

مسئلہ ۱۶ بائع مر گیا ہے اور اُس کا وارث بھی کوئی نہیں اور مشتری پر استحقاق ہوا تو قاضی خود بائع کا ایک وصی مقرر کرے گا اور مشتری اُس سے ثمن واپس لے گا۔ بائع کہتا ہے یہ جانور میرے گھر کا بچہ ہے مگر اس کو ثابت نہ کرسکا یا وہ بیع ہی سے انکار کرتا ہے جب بھی مشتری ثمن واپس لے سکتا ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷ مشتری نے جس سے خریدا ہے وہ وکیل بالبیع[2] ہے اور مشتری نے ثمن اُسی کو دیا ہے تو اُسی وکیل کے مال سے ثمن وصول کرسکتا ہے اس کا بھی انتظار کرنا ضرور نہیں کہ موکل اُس کو دے تو مشتری لے اور اگر مشتری نے ثمن خود موکل کو دیا ہے تو اتنا انتظار کرنا ہوگا کہ وہ موکل[3] سے وصول کرے تب یہ اُس سے لے۔ بائع نے اگر مشتری سے کہا تمھیں معلوم ہے یہ چیز میری تھی اور یہ گواہ جھوٹے ہیں مشتری نے اس کی تصدیق کی جب بھی بائع سے ثمن واپس لے سکتا ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸ مشتری کے پاس سے مستحق کے پاس مبیع پہنچ گئی اور ابھی تک قاضی نے حکم نہیں دیا ہے تو مشتری اُس سے اپنی چیز واپس لے سکتا ہے یا یہ کہ وہ گواہوں سے اپنی ہونا ثابت کرے اور اس وقت بائع سے ثمن لینے کا حقدار ہوگا اور اگر مستحق کے یہاں صورت مذکورہ میں ہلاک ہوگئی تو مشتری اس مستحق پر دعوےٰ کرے کہ تو نے بلا حکم قاضی میری چیز لے لی ہے اور وہ میری ملک تھی اور اب تیرے پاس ہلاک ہوگئی لہٰذا اس کی قیمت ادا کر اب اگر مستحق گواہوں سے اپنی ہونا ثابت کردے گا تو مشتری بائع سے ثمن لے سکتا ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹ ایک جانور مادہ خریدا مشتری کے یہاں اُس کے بچہ پیدا ہوا مستحق نے اُس پر دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کر دیا تو مستحق جانور کو بھی لے گا اور بچہ کو بھی بلکہ اگر کسی نے اُس بچہ کو مار ڈالا یا نقصان پہنچایا جس کا معاوضہ لیا جاچکا ہے وہ بھی مستحق لے گا مگر یہ ضروری ہے کہ قاضی نے اس کا بھی حکم دیا ہو صرف اُس جانور کا حکم دینا بچہ کا حکم نہیں۔ یہ حکم بچہ ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جتنے زوائد ہیں وہ سب مستحق کو ملیں گے جب کہ قاضی نے اس کا فیصلہ کیا ہو اور اگر مستحق نے گواہوں سے ثابت نہیں کیا ہے بلکہ خود اس شخص نے اقرار کیا ہے تو بچہ مستحق کو نہیں ملے گا صرف وہ جانور ہی ملے گا ہاں اگر مستحق نے بچہ کا بھی دعویٰ کیا ہو اور ذی الید[6] نے صرف جانور کا اقرار کیا تو جانور اور بچہ دونوں مستحق کو ملیں گے اور دیگر زوائد کا بھی یہی حکم ہے۔

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۷، ٤٥٥.

2 ...... بیچنے کا وکیل۔　3 ...... وکیل کرنے والا۔

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۷، ٤٥٦.

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۷، ٤٥٦.

6 ...... یعنی جس کے قبضے میں ہے۔

زوائد ہلاک ہوگئے تو ان کا ضمان[1] نہیں گواہ واقرار میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ بینہ (گواہ) حجت کاملہ اور متعدیہ ہے کہ جس کے متعلق قائم ہو اُسی پر مقتصر نہیں رہتا[2] اور اقرار حجت قاصرہ ہے کہ یہ تجاوز نہیں کرتا۔[3] (ہدایہ، فتح القدیر، درمختار)

مسئلہ ۲۰ تناقض یعنی پہلے ایک کلام کہنا پھر اُس کے خلاف بتانا مانع دعویٰ[4] ہے۔ مگر اس میں شرط یہ ہے کہ ① پہلا کلام کسی شخص معین کے متعلق ہو، ورنہ مانع نہیں مثلاً پہلے کہا تھا فلاں شہر والوں کے ذمہ میرا کوئی حق نہیں پھر اسی شہر کے کسی خاص آدمی پر دعویٰ کیا یہ دعویٰ مسموع[5] ہے۔ ② یہ بھی ضرور ہے کہ پہلا کلام بھی اس نے قاضی کے سامنے بولا ہو یا قاضی کے حضور[6] اس کا ثبوت گزرا ہو، ورنہ قابل اعتبار نہیں۔ ③ یہ بھی ضرور ہے کہ خصم[7] نے اس کی تصدیق نہ کی ہو، اگر اس نے تصدیق کردی تو تناقض کا کچھ اثر نہیں۔ ④ یہ بھی ضرور ہے کہ قاضی نے اس کی تکذیب نہ کی ہو، تکذیب سے تناقض اُٹھ جاتا ہے۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱ کسی لونڈی کی نسبت دعویٰ کیا کہ یہ میری منکوحہ ہے پھر یہ کہتا ہے کہ میری ملک ہے یہ تناقض ہے اور دعویٰ ملک مسموع نہیں جس طرح تناقض اس کے لیے مانع ہے دوسرے کے لیے بھی مانع ہے، مثلاً کہتا ہے یہ چیز فلاں کی ہے، اُس نے مجھے وکیل بالخصومۃ (وکیل مقدمہ) کیا ہے پھر کہتا ہے کہ یہ چیز فلاں کی ہے (دوسرے کا نام لے کر) اُس نے مجھے وکیل بالخصومۃ کیا ہے، یہ تناقض ہے اور مانع دعویٰ ہے۔ ہاں اگر اس کی دونوں باتوں میں تطبیق[9] ممکن ہو تو مسموع ہوگا مثلاً اسی مثال مفروض[10] میں وہ بیان دیتا ہے کہ جب پہلے میں مدعی ہوکر آیا تھا اُس وقت وہ چیز اُسی کی تھی اور اس نے مجھے وکیل کیا تھا اور اب یہ چیز اُس کی نہیں بلکہ اِس کی ہے اور اس نے مجھے وکیل کیا ہے۔ تناقض کی بہت سی صورتیں ہیں اس کی بعض مثالیں ذکر کیجاتی ہیں۔

---

1 ......تاوان۔
2 ......یعنی اسی تک محدود نہیں رہتا۔
3 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب الإستحقاق، ج٢، ص٦٦.
و"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب الإستحقاق، ج٦، ص١٨٢-١٨٣.
و"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب الإستحقاق، ج٧، ص٤٥٨-٤٦٠.
4 ......روکنے والا۔
5 ......قابل قبول۔
6 ......یعنی قاضی کے سامنے۔
7 ...... مدِّ مقابل۔
8 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الإستحقاق، مطلب: في ولد المغرور، ج٧، ص٤٦٠.
9 ......مطابقت۔
10 ......فرضی مثال۔

① ایک شخص کی نسبت دعویٰ کرتا ہے کہ وہ میرا بھائی ہے اور میں حاجت مند ہوں میرا نفقہ اُس سے دلوایا جائے اُس نے جواب دیا کہ یہ میرا بھائی نہیں ہے اس کے بعد مدعی مر گیا اور مدعیٰ علیہ آتا ہے اور میراث مانگتا ہے اور کہتا ہے میرے بھائی کا ترکہ مجھ کو دیا جائے یہ نامسموع[1] ہے۔

② پہلے ایک چیز کی نسبت کہا یہ وقف ہے پھر کہتا ہے میری ملک ہے نامسموع ہے۔

③ پہلے کوئی چیز دوسرے کی بتائی پھر کہتا ہے میری ہے یہ نامسموع ہے اور اگر پہلے اپنی بتائی پھر دوسرے کی تو مسموع ہے کہ اپنی کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اُس چیز کو خصوصیت کے ساتھ برتتا تھا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲ یہ جو کہا گیا کہ تناقض مانع دعویٰ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایسی چیز میں تناقض ہو جس کا سبب ظاہر تھا اور جو چیزیں ایسی ہیں جن کے سبب مخفی ہوتے ہیں اُن میں تناقض مانع دعویٰ نہیں مثلاً ایک مکان خریدا یا کرایہ پر لیا پھر اسی مکان کی نسبت دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میرے باپ نے میرے لیے خریدا جب میں بچہ تھا یا میرے باپ کا مکان ہے جو بطور وراثت مجھے ملا بظاہر یہ تناقض[3] موجود ہے مگر مانع دعویٰ نہیں ہوسکتا ہے کہ پہلے اُسے علم نہ تھا اس بنا پر خریدا اب جب کہ معلوم ہوا یہ کہتا ہے اگر اپنی پچھلی بات گواہوں سے ثابت کردے تو مکان اسے مل جائے گا۔ رومال میں لپٹا ہوا کپڑا خریدا پھر کہتا ہے یہ تو میرا ہی تھا میں نے پہچانا نہ تھا یہ بات معتبر ہے۔ دو بھائیوں نے ترکہ تقسیم کیا پھر ایک نے کہا فلاں چیز والد نے مجھے دیدی تھی اگر یہ بات اپنے بچپنے کی بتاتا ہے قبول ہے ورنہ نہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳ نسب، طلاق، حریت ان کے اسباب مخفی ہیں ان میں تناقض مضر[5] نہیں مثلاً کہتا ہے یہ میرا بیٹا نہیں پھر کہا میرا بیٹا ہے نسب ثابت ہوگیا اور اگر پہلے کہا یہ میرا لڑکا ہے پھر کہتا ہے نہیں ہے تو یہ دوسری بات نامعتبر ہے کیونکہ نسب ثابت ہوجانے کے بعد مُنْتَفِی نہیں ہوسکتا[6] یہ اُس وقت ہے کہ لڑکا بھی اُس کی تصدیق کرے اور اگر اس نے اُس کو اپنا لڑکا بتایا مگر وہ انکار کرتا ہے تو نسب ثابت نہیں ہاں لڑکے نے انکار کے بعد پھر اقرار کرلیا تو ثابت ہوجائے گا۔ پہلے کہا میں فلاں کا

---

1 ...... ناقابل قبول۔

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، مطلب: فی مسائل التناقض، ج۷، ص۴٦۲.

3 ...... تضاد۔

4 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۷، ص۴٦۳.

5 ...... نقصان دہ۔　6 ...... یعنی نفی نہیں ہوسکتی۔

وارث نہیں پھر کہا وارث ہوں اور میراث پانے کی وجہ بھی بتاتا ہے تو بات مان لی جائے گی۔ یہ بات کہ فلاں شخص میرا بھائی ہے یہ اقرار معتبر نہیں یعنی اس کہنے کی وجہ سے اس کے باپ سے اُس کا نسب ثابت نہ ہوگا کہ غیر پر اقرار کرنے کا اسے کوئی حق نہیں۔ یہ کہا کہ میرا باپ فلاں شخص ہے اُس نے بھی مان لیا نسب ثابت ہوگیا پھر وہ شخص دوسرے کا نام لے کر کہتا ہے میرا باپ فلاں ہے یہ بات نامسموع ہے کہ پہلے شخص کے حق کا ابطال[1] ہے اور اگر پہلے شخص نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے مگر تکذیب[2] بھی نہیں کی ہے جب بھی دوسرے کو اپنا باپ نہیں بتا سکتا۔ طلاق میں تناقض کی صورت یہ ہے کہ عورت نے اپنے شوہر سے خلع کرایا اس کے بعد یہ دعویٰ کیا کہ شوہر نے تین طلاقیں خلع سے پہلے ہی دیدی تھیں لہٰذا بدل خلع واپس کیا جائے یہ دعویٰ مسموع ہے اگر گواہوں سے ثابت کردے گی بدل خلع واپس ملے گا کیونکہ طلاق میں شوہر مستقل ہے عورت کی موجودگی یا علم ضرور نہیں پہلے عورت کو معلوم نہ تھا اس لیے خلع کرایا اب معلوم ہوا تو بدل خلع کی واپسی کا دعویٰ کیا۔ عورت نے شوہر کے ترکہ سے اپنا حصہ لیا دیگر ورثہ نے اس کی زوجیت کا اقرار کیا تھا پھر یہی لوگ کہتے ہیں کہ اس کے شوہر نے حالت صحت میں تین طلاقیں دیدی تھیں اگر معتبر گواہوں سے ثابت کردیں عورت سے ترکہ[3] واپس لے لیں۔ حریت کی دو صورتیں ہیں ایک اصلی، دوسری عارضی، اصلی تو یہ کہ آزاد پیدا ہی ہوا، رقیت[4] اُس پر طاری ہی نہ ہوئی اس کی بنا علوق (نطفہ قرار پانے) پر ہی ہوسکتا ہے کہ اس کے ماں باپ حر[5] ہیں مگر اسے علم نہیں یہ لوگوں سے اپنا غلام ہونا بیان کرتا ہے پھر اسے معلوم ہوا کہ اس کے والدین آزاد تھے اب آزادی کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور حریت عارضی کی بنا عتق[6] پر ہے عتق میں مولیٰ[7] مستقل و متفرد ہے ہوسکتا ہے کہ اُس نے آزاد کردیا اور اسے خبر نہ ہوئی اس لیے اپنے کو غلام بتاتا ہے جب معلوم ہوا کہ آزاد ہوچکا ہے آزاد کہتا ہے۔[8] (درر، غرر، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: غلام نے خریدار سے کہا تم مجھے خرید لو میں فلاں کا غلام ہوں خریدار نے اس کی بات پر بھروسہ کیا اسے خرید لیا اب معلوم ہوا کہ وہ غلام نہیں بلکہ آزاد ہے اگر بائع یہاں موجود ہے یا غائب ہے مگر معلوم ہے کہ وہ فلاں جگہ ہے تو اس غلام سے مطالبہ نہیں ہوگا بائع کو پکڑیں گے اُس سے ثمن وصول کریں گے۔ اور اگر بائع لاپتہ ہے یا مرگیا ہے اور ترکہ بھی نہیں چھوڑا

---

1 ...... باطل کرنا۔　2 ...... جھٹلانا۔　3 ...... میراث کا مال۔

4 ...... غلامی۔　5 ...... آزاد۔

6 ...... آزادی۔　7 ...... آقا، مالک۔

8 ...... "دررالحکام" و "غررالأحکام"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، الجزء الثانی، ص ۱۹۱.

و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، مطلب: فی مسائل التناقض، ج۷، ص ۴۶۳.

ہے تو اُسی غلام سے مطالبہ وصول کیا جائے گا اور ترکہ چھوڑ مرا ہے تو ترکہ سے وصول کریں۔ غلام سے وصول کیا ہے تو وہ جب بائع کو پائے اُس سے وصول کرے اور اگر اُس نے صرف اتنا کہا ہے کہ میں غلام ہوں یا یہ کہا مجھے خرید لو تو اس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۵ صورت مذکورہ میں اس نے مرتہن[2] سے کہا مجھے رہن رکھ لو میں فلاں کا غلام ہوں اُس نے رکھ لیا بعد میں معلوم ہوا غلام نہیں ہے حر ہے تو چاہے راہن حاضر ہو یا غائب یہ معلوم ہے کہ فلاں جگہ ہے یا معلوم نہ ہو بہرحال غلام سے رقم نہیں وصول کی جائے گی اور اگر اجنبی نے کہا کہ اسے خرید لو یہ غلام ہے اور اس کی بات پر اطمینان کر کے خرید لیا بعد میں معلوم ہوا وہ آزاد ہے اُس اجنبی سے ضمان[3] نہیں لیا جاسکتا کیونکہ غیر ذمہ دار شخص کی بات ماننا خود دھوکا کھانا ہے اور یہ خود اس کا قصور ہے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۶ جائداد غیر منقولہ[5] بیع کر دی پھر دعویٰ کرتا ہے کہ یہ جائداد وقف ہے اور اس پر گواہ پیش کرتا ہے، یہ گواہ سُنے جائیں گے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۷ ایک چیز خریدی اور ابھی اُس پر قبضہ بھی نہیں کیا کہ مستحق نے دعویٰ کیا تو جب تک بائع و مشتری دونوں حاضر نہ ہوں وہ دعویٰ مسموع نہیں اگر دونوں کی موجودگی میں مستحق کے موافق فیصلہ ہوا اور ان میں سے کسی نے یہ ثابت کر دیا کہ مستحق نے ہی اسکو بائع کے ہاتھ بیچا تھا اور بائع نے مشتری کے ہاتھ تو گواہی مقبول ہے اور بیع لازم۔[7] (فتح القدیر)

مسئلہ ۲۸ مستحق نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ یہ چیز میرے پاس سے اتنے دنوں سے غائب ہے مثلاً ایک سال سے مشتری[8] نے بائع کو یہ واقعہ سُنایا بائع نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ اس چیز کا دو۲ برس سے میں مالک ہوں ان دونوں بیانوں کا محصل[9] یہ ہوا کہ مستحق و بائع[10] دونوں نے مِلک مطلق کا دعویٰ کیا ہے اور بائع نے ملک کی تاریخ بتائی ہے

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۷، ص٤٦٥.

2 ...... جس کے پاس چیز رہن رکھی گئی ہے۔ 3 ...... تاوان۔

4 ...... "الهداية"، کتاب البیوع، باب الإستحقاق، ج۲، ص٦٧.

5 ...... ایسی جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہوں۔

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج۷، ص٤٦٦.

7 ...... "فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج٦، ص١٨٧.

8 ...... خریدار۔ 9 ...... حاصل۔ 10 ...... بیچنے والا۔

مگر مستحق نے ملک کی کوئی تاریخ نہیں بیان کی کیونکہ مستحق یہ کہتا ہے کہ اتنے دنوں سے چیز غائب ہوگئی ہے یہ نہیں بتایا کہ اتنے دنوں سے میں اس کا مالک ہوں اور ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ ذی الید[1] کا بینہ[2] قبول نہیں ہوتا خارج[3] کے گواہ مقبول ہوں گے اور چیز مستحق کو ملے گی۔[4] (درر، غرر)

مسئلہ ۲۹ مشتری کو خریداری کے وقت یہ معلوم ہے کہ چیز دوسرے کی ہے بائع کی نہیں ہے باوجود اس کے خرید لی اب مستحق نے دعویٰ کرکے وہ چیز لے لی تو بھی مشتری بائع سے ثمن واپس لے سکتا ہے وہ علم رجوع سے مانع نہیں لہٰذا اگر لونڈی کو خرید کر اُم ولد بنایا تھا اور جانتا تھا کہ بائع نے اسے غصب کیا ہے تو اُس کا بچہ آزاد نہ ہوگا بلکہ غلام ہوگا اور ثمن کی واپسی کے وقت اگر بائع نے گواہوں سے یہ ثابت بھی کیا کہ خود مشتری نے ملکِ مستحق[5] کا اقرار کیا تھا تو بھی ثمن کی واپسی پر اِس کا کچھ اثر نہ پڑے گا جبکہ مستحق نے گواہوں سے اپنی ملک ثابت کی ہو۔[6] (درر، غرر)

مسئلہ ۳۰ اگر مشتری نے بائع کی ملک کا اقرار کیا مگر مستحق نے اپنا حق ثابت کرکے چیز لے لی اور مشتری نے ثمن واپس لیا جب بھی بائع کے لیے جو پہلے اقرار کر چکا ہے وہ بدستور باقی ہے یعنی وہ چیز کسی صورت سے مشتری کے پاس پھر آجائے مثلاً کسی نے اس کو ہبہ کر دی یا اس نے پھر خرید لی تو اس کو یہی حکم دیا جائے گا کہ بائع کو دیدے اور اگر ملک بائع کا اقرار نہیں کیا ہے تو اس کی ضرورت نہیں کہ بائع کو دے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۳۱ مشتری نے پوری مبیع پر قبضہ کیا پھر اس کے جز کا مستحق نے دعویٰ کیا تو اتنے جز کی بیع فسخ[8] کر دی جائے گی باقی کی بدستور رہے گی ہاں اگر مبیع[9] ایسی چیز ہے کہ ایک جُز جدا کر دینے سے اُس میں عیب پیدا ہو جاتا ہے مثلاً مکان، باغ، غلام ہے یا مبیع دو چیز ہے مگر دونوں بمنزلہ ایک چیز کے ہیں جیسے تلوار و میان اور ایک مستحق نے لے لی تو مشتری کو اختیار ہے کہ باقی میں بیع کو باقی رکھے یا واپس کر دے اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں مثلاً مبیع دو غلام ہے یا دو کپڑے اور ایک مستحق نے لے لیا یا غلہ وغیرہ ایسی چیز ہے جس میں تقسیم مضر نہ ہو تو واپس نہیں کر سکتا جو کچھ بچی ہے اُسے رکھے اور جو کچھ مستحق نے لے لی اُتنے کا

---

[1] یعنی جس کے قبضہ میں چیز موجود ہے۔ [2] گواہ۔ [3] یعنی جس کے قبضے میں چیز نہیں۔

[4] "دررالحكام" و"غررالأحكام"، كتاب البيوع، باب الاستحقاق، الجزء الثاني، ص ١٩٢.

[5] مستحق کی ملکیت۔

[6] "دررالحكام" و"غررالأحكام"، كتاب البيوع، باب الاستحقاق، الجزء الثاني، ص ١٩٢.

[7] "الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب الاستحقاق، ج٧، ص٤٦٨.

[8] ختم، باطل۔ [9] فروخت شدہ۔

ثمن حصہ مطابق بائع سے لے۔[1] (درر،غرر)

مسئلہ ۳۲ مبیع کے ایک جز پر ابھی قبضہ کیا تھا کہ مستحق نے اسی جز یا دوسرے جز پر اپنا حق ثابت کیا تو مشتری کو بیع فسخ کر دینے کا بہر حال اختیار ہے حصہ کرنے سے مبیع میں عیب پیدا ہوتا ہو یا نہ ہو۔[2] (درر،غرر)

مسئلہ ۳۳ مکان کے متعلق حقِ مجہول کا دعویٰ ہوا یعنی مدعی نے اتنا کہا کہ میرا اس میں حصہ ہے یہ نہیں بتایا کہ کتنا مدعی علیہ نے سو روپے دیکر اُس سے مصالحت کر لی پھر ایک ہاتھ کے علاوہ سارا مکان دوسرے مستحق نے اپنا ثابت کیا تو پہلے جس سے صلح ہو چکی ہے اُس سے کچھ نہیں لے سکتا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ایک ہاتھ جو بچا ہے وہی اُس کا ہو۔ اور اگر پہلے مدعی نے پورے مکان کا دعویٰ کیا اور سو روپے پر صلح ہوئی تو جتنا مستحق لے گا اُس کے حصہ کے مطابق سو روپے میں سے واپس لیا جائے گا اور مستحق نے کُل لیا تو پورے سو روپے واپس لے گا۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۳۴ ایک شخص کی دوسرے پر اشرفیاں ہیں بجائے اشرفیوں کے دونوں میں روپیوں پر مصالحت ہوئی اور وہ روپے دے بھی دیے اس کے بعد ایک تیسرے شخص نے استحقاق کیا کہ یہ روپے میرے ہیں تو اشرفیوں والا اُس سے اشرفیاں لے گا اور وہ صلح جو روپے پر ہوئی تھی باطل ہوگئی۔[4] (درر،غرر)

مسئلہ ۳۵ مکان خریدا اور اس میں تعمیر کی پھر کسی نے وہ مکان اپنا ثابت کر دیا تو مشتری بائع سے صرف ثمن لے سکتا ہے عمارت کے مصارف نہیں لے سکتا۔ یونہی مشتری نے مکان کی مرمت کرائی تھی یا کوآں کھدوایا یا صاف کرایا تو ان چیزوں کا معاوضہ نہیں مل سکتا اور اگر دستاویز[5] میں یہ شرط لکھی ہوئی ہے کہ جو کچھ مرمت میں صرف ہوگا بائع کے ذمہ ہوگا تو بیع ہی فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر کوآں کھودوایا اور اینٹ پتھروں سے وہ جوڑا گیا تو کھودنے کے دام نہیں ملیں گے چُنائی[6] کی قیمت ملے گی اور اگر یہ شرط تھی کہ بائع کے ذمہ کُھدائی ہوگی تو بیع فاسد ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۳۶ غلام خریدا اور اُس کو مال کے بدلے میں آزاد کر دیا پھر مستحق نے اُس کو اپنا ثابت کیا تو مشتری سے وہ

1 ......"دررالحکام"و"غررالأحکام"،کتاب البیوع،باب الاستحقاق،الجزء الثانی،ص۱۹۳.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"الهداية"،کتاب البیوع،باب الاستحقاق،ج۲،ص۶۷.

4 ......"دررالحکام"و"غررالأحکام"،کتاب البیوع،باب الاستحقاق،الجزء الثانی،ص۱۹۲.

5 ......تحریر،اقرار نامہ۔

6 ......اینٹ یا پتھر سے دیوار اُٹھانا۔

7 ......"الدرالمختار"،کتاب البیوع،باب الاستحقاق،ج۷،ص۴۷۲-۴۷۴.

مال نہیں لے سکتا۔ مکان کو غلام کے بدلے میں خریدا اور وہ مکان شفیع نے[1] شفعہ کرکے لے لیا پھر اُس غلام میں استحقاق[2] ہوا تو شفعہ باطل ہوگیا بائع اُس مکان کو شفیع سے واپس لے۔[3] (درمختار)

بیع سَلَم کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے، ملاحظہ فرمایا کہ اہل مدینہ ایک سال، دو سال، تین سال تک پھلوں میں سلم کرتے ہیں۔ فرمایا: ''جو بیع سلم کرے، وہ کیلِ معلوم اور وزنِ معلوم میں مدت معلوم تک کے لیے سلم کرے۔''[4]

حدیث ۲: ابوداود و ابن ماجہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کسی چیز میں سلم کرے، وہ قبضہ کرنے سے پہلے تصرف نہ کرے۔''[5]

حدیث ۳: صحیح بخاری شریف میں محمد بن ابی مجالد سے مروی، کہتے ہیں کہ عبداللہ بن شداد اور ابوہریرہ نے مجھے عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہم کے پاس بھیجا کہ جا کر اُن سے پوچھو کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابۂ کرام گیہوں میں سلم کرتے تھے یا نہیں؟ میں نے جا کر پوچھا، اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم ملک شام کے کاشتکاروں سے گیہوں اور جو اور منقے[6] میں سلم کرتے تھے، جس کا پیمانہ معلوم ہوتا اور مدت بھی معلوم ہوتی۔ میں نے کہا اُن سے کرتے ہوں گے جن کے پاس اصل ہوتی یعنی کھیت یا باغ ہوتا۔ اُنھوں نے کہا، ہم یہ نہیں پوچھتے تھے کہ اصل اُس کے پاس ہے یا نہیں۔[7]

مسئلہ ۱: بیع کی چار صورتیں ہیں: ① دونوں طرف عین ہوں یا ② دونوں طرف ثمن یا ③ ایک طرف عین اور ایک طرف ثمن اگر دونوں طرف عین ہو اُس کو مقایضہ کہتے ہیں اور دونوں طرف ثمن ہو تو بیع صرف کہتے ہیں اور تیسری صورت میں کہ

---

[1] ......حق شفعہ کے مستحق نے۔ [2] ......یعنی کسی کے حق کا ثبوت۔

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج۷، ص۴۷۷.

[4] ......"صحیح البخاری"، کتاب السلم، باب السلم فی وزن معلوم، الحدیث: ۲۲۴۰، ج۲، ص۵۷.

و"صحیح مسلم"، کتاب المساقاة... إلخ، باب السلم، الحدیث: ۱۲۷-(۱۶۰۴)، ص۸۶۷.

[5] ......"مشکاة المصابیح"، کتاب البیوع، باب السلم والرهن، الفصل الثالث، الحدیث: ۲۸۹۱، ج۲، ص۱۵۶.

[6] ......سوکھے ہوئے بڑے انگور۔

[7] ......"صحیح البخاري"، کتاب السلم، باب السلم الی من لیس عنده اصل، الحدیث: ۲۲۴۴، ۲۲۴۵، ج۲، ص۵۷، ۵۸.

ایک طرف عین ہواور ایک طرف ثمن اس کی دوصورتیں ہیں، اگر مبیع کا موجود ہونا ضروری ہو تو بیع مطلق ہے، ٤ اور ثمن کا فوراً دینا ضروری ہو تو بیع سَلم ہے، لہٰذا سَلم میں جس کو خریدا جاتا ہے وہ بائع کے ذمہ دین ہے اور مشتری ثمن کو فی الحال ادا کرتا ہے۔ جو روپیہ دیتا ہے اُس کو رب السَّلَم اور مسلِم کہتے ہیں اور دوسرے کو مسلَم الیہ اور مبیع کو مسلَم فیہ اور ثمن کو راس المال۔ بیع مطلق کے جوارکان ہیں وہ اس کے بھی ہیں اس کے لیے بھی ایجاب وقبول ضروری ہے ایک کہے میں نے تجھ سے سَلم کیا دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ اور بیع کا لفظ بولنے سے بھی سَلم کا اِنعقاد ہوتا ہے۔[1] (فتح القدیر، درمختار)

بیع سلم کے شرائط

بیع سَلم کے لیے چند شرطیں ہیں جن کا لحاظ ضروری ہے۔

(۱) عقد میں شرط خیار نہ ہو نہ دونوں کے لیے نہ ایک کے لیے۔

(۲) راس المال کی جنس کا بیان کہ روپیہ ہے یا اشرفی یا نوٹ یا پیسہ۔

(۳) اُس کی نوع کا بیان یعنی مثلاً اگر وہاں مختلف قسم کے روپے اشرفیاں رائج ہوں تو بیان کرنا ہوگا کہ کس قسم کے روپے یا اشرفیاں ہیں۔

(۴) بیان وصف اگر کھرے کھوٹے کئی طرح کے سکے ہوں تو اسے بھی بیان کرنا ہوگا۔

(۵) راس المال کی مقدار کا بیان یعنی اگر عقد کا تعلق اُس کی مقدار کے ساتھ ہو تو مقدار کا بیان کرنا ضروری ہوگا فقط اشارہ کرکے بتانا کافی نہیں مثلاً تھیلی میں روپے ہیں تو یہ کہنا کافی نہیں کہ ان روپوں کے بدلے میں سَلم کرتا ہوں بتانا بھی پڑے گا کہ یہ سو ہیں اور اگر عقد کا تعلق اُس کی مقدار سے نہ ہو مثلاً راس المال کپڑے کا تھان یا عددی متفاوت ہو تو اس کی گنتی بتانے کی ضرورت نہیں اشارہ کرکے معین کردینا کافی ہے۔ اگر مسلم فیہ دو مختلف چیزیں ہوں اور راس المال مکیل یا موزوں[2] ہو تو ہر ایک کے مقابل میں ثمن کا حصہ مقرر کرکے ظاہر کرنا ہوگا اور مکیل و موزوں نہ ہو تو تفصیل کی حاجت نہیں اور اگر راس المال دو مختلف چیزیں ہوں مثلاً کچھ روپے ہیں اور کچھ اشرفیاں تو ان دونوں کی مقدار بیان کرنی ضرور ہے ایک کی بیان کردی اور ایک کی نہیں تو دونوں میں سلم صحیح نہیں۔

---

1 ......"فتح القدیر"، کتاب البیوع، باب السلم، ج٦، ص٢٠٤.
و"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب السلم، ج٧، ص٤٧٨.

2 ......ماپ یا تول سے کے بکنے والی چیز۔

(۶) اُسی مجلس عقد میں راس المال پر مسلم الیہ کا قبضہ ہوجائے۔

مسئلہ ۲: ابتدائے مجلس میں قبضہ ہو یا آخر مجلس میں دونوں جائز ہیں اور اگر دونوں اس مجلس سے ایک ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے اور وہاں سے چل دیے، مگر ایک دوسرے سے جدا نہ ہوا اور دو ایک میل چلنے کے بعد قبضہ ہوا، یہ بھی جائز ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: اُسی مجلس میں دونوں سوگئے یا ایک سویا اگر بیٹھا ہوا سویا تو جدائی نہیں ہوئی قبضہ درست ہے، لیٹ کر سویا تو جدائی ہوگئی۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۴: عقد کیا اور پاس میں روپیہ نہ تھا اندر مکان میں گیا کہ روپیہ لائے اگر مسلم الیہ کے سامنے ہے تو سلم باقی ہے اور آڑ ہوگئی[3] تو سلم باطل۔ پانی میں گُھسا اور غوطہ لگایا اگر پانی میلا ہے غوطہ لگانے کے بعد نظر نہیں آتا سلم باطل ہوگئی اور صاف پانی ہو کہ غوطہ لگانے پر بھی نظر آتا ہو تو سلم باقی ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: مسلم الیہ راس المال پر قبضہ کرنے سے انکار کرتا ہے یعنی رب السلم نے اُسے روپیہ دیا مگر وہ نہیں لیتا حاکم اُس کو قبضہ کرنے پر مجبور کرے گا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: دو سو روپے کا سَلَم کیا ایک سو اُسی مجلس میں دیدیے اور ایک سو کے متعلق کہا کہ مسلم الیہ کے ذمہ میرا باقی ہے وہ اس میں محسوب کرلے تو ایک سو جو دیے ہیں ان کا درست ہے اور ایک سو کا فاسد۔[6] (درر، غرر) اور وہ دین کا روپیہ بھی اسی مجلس میں ادا کردیا تو پورے میں سلم صحیح ہے اور اگر کل ایک جنس نہ ہو بلکہ جو ادا کیا ہے روپیہ ہے اور دَین جو اُس کے ذمہ باقی ہے اشرفی ہے یا اس کا عکس ہو یا وہ دَین دوسرے کے ذمہ ہے مثلاً یہ کہا کہ اس روپیہ کے اور اُن سو روپوں کے بدلے میں جو فلاں کے ذمہ میرے باقی ہیں سلم کیا ان دونوں صورتوں میں پورا سَلَم فاسد ہے اور مجلس میں اُس نے ادا بھی کردیے جب بھی سلم صحیح نہیں۔[7] (درمختار)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن عشر في السلم، الفصل الاول، ج۳، ص۱۷۹.

2 ......"الفتاوی الخانية"، كتاب البيوع، باب السلم، فصل فيما يجوز فيه السلم...إلخ، ج۱، ص۳۲٤.

3 ......دونوں کے درمیان میں کسی چیز حائل ہوگئی۔

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن عشر في السلم، الفصل الأول، ج۳، ص۱۷۸.

5 ......المرجع السابق.

6 ......"دررالحكام" و"غرر الأحكام"، كتاب البيوع، باب السلم، ج۲، ص۱۹٦.

7 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب السلم، ج۷، ص٤۹۲.

(۷) مسلم فیہ کی جنس بیان کرنا مثلاً گیہوں یا جو۔

(۸) اُس کی نوع کا بیان مثلاً فلاں قسم کے گیہوں۔

(۹) بیان وصف جید[1]، ردی[2]، اوسط درجہ۔

(۱۰) ماپ یا تول یا عدد یا گزوں سے اُس کی مقدار کا بیان کر دینا۔

مسئلہ ۷ ناپ میں پیمانہ یا گز اور تول میں سیر وغیرہ باٹ ایسے ہوں جس کی مقدار عام طور پر لوگ جانتے ہوں وہ لوگوں کے ہاتھ سے مفقود نہ ہو سکے تاکہ آئندہ کوئی نزاع نہ ہو سکے اور اگر کوئی برتن گھڑا یا ہانڈی مقرر کر دیا کہ اس سے ناپ کر دیا جائے گا اور معلوم نہیں کہ اس برتن میں کتنا آتا ہے یہ درست نہیں۔ یوہیں کسی پتھر کو معین کر دیا کہ اس سے تولا جائے گا اور معلوم نہیں کہ پتھر کا وزن کیا ہے یہ بھی ناجائز یا ایک لکڑی معین کر دی کہ اس سے ناپا جائے گا اور یہ معلوم نہ ہو کہ گز سے کتنی چھوٹی یا بڑی ہے یا کہا فلاں کے ہاتھ سے کپڑا ناپا جائے گا اور یہ معلوم نہیں کہ اُس کا ہاتھ کتنی گرہ اور اُنگل کا ہے یہ سب صورتیں ناجائز ہیں اور بیع میں ان چیزوں سے ناپنا یا وزن کرنا قرار پاتا تو جائز ہوتی کہ بیع میں مبیع کے ناپنے یا تولنے کے لیے کوئی میعاد نہیں ہوتی اُسی وقت ناپ تول سکتے ہیں اور سلم میں ایک مدت کے بعد ناپتے اور تولتے ہیں بہت ممکن ہے کہ اتنا زمانہ گزرنے کے بعد وہ چیز باقی نہ رہے اور نزاع[3] واقع ہو۔[4] (ہدایہ، عالمگیری)

مسئلہ ۸ جو پیمانہ مقرر ہو وہ ایسا ہو کہ سمٹتا پھیلتا نہ ہو مثلاً پیالہ، ہانڈی، گھڑا اور اگر سمٹتا پھیلتا ہو جیسے تھیلی وغیرہ تو سلم جائز نہیں۔ پانی کی مشک اگرچہ پھیلتی سمٹتی ہے اس میں بوجہ رواج وعملدرآمد سلم جائز ہے۔[5] (ہدایہ)

(۱۱) مسلم فیہ دینے کی کوئی میعاد مقرر ہو اور وہ میعاد معلوم ہو فوراً دے دینا قرار پایا یہ جائز نہیں۔

مسئلہ ۹ کم سے کم ایک ماہ کی میعاد مقرر کی جائے۔ اگر رب السلم مر جائے جب بھی میعاد بدستور باقی رہے گی کہ میعاد پر اُس کے ورثہ کو مسلم فیہ ادا کرے گا اور مسلم الیہ مر گیا تو میعاد باطل ہوگئی کہ فوراً اُس کے ترکہ سے وصول کرے گا۔[6] (خانیہ)

(۱۲) مسلم فیہ وقت عقد سے ختم میعاد تک برابر دستیاب ہوتا رہے نہ اس وقت معدوم ہو نہ ادا کے وقت معدوم ہو نہ درمیان میں کسی وقت بھی وہ ناپید ہو ان تینوں زمانوں میں سے ایک میں بھی معدوم ہوا تو سلم ناجائز۔ اُس کے موجود ہونے کے

---

1 ...... خالص، کھرا۔ 2 ...... ناقص، خراب۔ 3 ...... جھگڑا۔

4 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب السلم، ج ٢، ص ٧٢.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن عشر في السلم، الفصل الاول، ج ٣، ص ١٧٩.

5 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب السلم، ج ٢، ص ٧٢.

6 ......"الفتاوى الخانية"، كتاب البيوع، باب السلم، ج ١، ص ٣٣٣.

یہ معنے ہیں کہ بازار میں ملتا ہو اور اگر بازار میں نہ ملے تو موجود نہ کہیں گے اگرچہ گھروں میں پایا جاتا ہو۔

مسئلہ ۱۰ ایسی چیز میں سلم کیا جو اس وقت سے ختم میعاد تک موجود ہے مگر میعاد پوری ہونے پر رب السلم نے قبضہ نہیں کیا اور اب وہ چیز دستیاب نہیں ہوتی تو بیع سلم صحیح ہے اور رب السلم کو اختیار ہے کہ عقد کو فسخ کر دے یا انتظار کرے جب وہ چیز دستیاب ہو بازار میں ملنے لگے اُس وقت دی جائے۔[1] (عالمگیری) اگر وہ چیز ایک شہر میں ملتی ہے دوسرے میں نہیں تو جہاں مفقود ہے[2] وہاں سلم ناجائز اور جہاں موجود ہے وہاں جائز۔[3] (درمختار)

(۱۳) مسلم فیہ ایسی چیز ہو کہ معین کرنے سے معین ہو جائے۔ روپیہ اشرفی میں سلم جائز نہیں کہ یہ متعین نہیں ہوتے۔

(۱۴) مسلم فیہ اگر ایسی چیز ہو جس کی مزدوری اور بار برداری دینی پڑے تو وہ جگہ معین کر دی جائے جہاں مسلم فیہ ادا کرے اور اگر اس قسم کی چیز نہ ہو جیسے مشک زعفران تو جگہ مقرر کرنا ضرور نہیں۔ پھر اس صورت میں کہ جگہ مقرر کرنے کی ضرورت نہیں اگر مقرر نہیں کی ہے تو جہاں عقد ہوا ہے وہیں ایفا کرے[4] اور دوسری جگہ کیا جب بھی حرج نہیں اور اگر جگہ مقرر ہوگئی ہے تو جو مقرر ہوئی وہاں ایفا کرے۔ چھوٹے شہر میں کسی محلّہ میں دیدے کافی ہے محلّہ کی تخصیص ضرور نہیں اور بڑے شہر میں بتانے کی ضرورت ہے کہ کس محلّہ یا شہر کے کس حصہ میں ادا کرنا ہوگا۔

مسئلہ ۱۱ بیع سَلَم کا حکم یہ ہے کہ مسلم الیہ ثمن کا مالک ہو جائے گا اور رب السلم مسلم فیہ کا۔ جب یہ عقد صحیح ہو گیا اور مسلم الیہ نے وقت پر مسلم فیہ کو حاضر کر دیا تو رب السلم کو لینا ہی ہے، ہاں اگر شرائط کے خلاف وہ چیز ہے تو مسلم الیہ کو مجبور کیا جائے گا کہ جس چیز پر بیع سلم منعقد ہوئی وہ حاضر لائے۔[5] (عالمگیری)

بیع سلم کس چیز میں درست ہے اور کس میں نہیں

مسئلہ ۱۲ بیع سَلَم اُس چیز کی ہو سکتی ہے جس کی صفت کا انضباط[6] ہو سکے اور اُس کی مقدار معلوم ہو سکے وہ چیز کیلی

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع،الباب الثامن عشر في السلم،الفصل الأول، ج٣،ص١٨٠.

2 ......یعنی نہیں ملتی۔

3 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع،باب السلم، ج٧،ص٤٨٣.

4 ......یعنی جس جگہ بیع سلم ہوئی اسی جگہ بائع مسلم فیہ (مبیع) کو خریدار کے حوالے کرے۔

5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع،الباب الثامن عشر في السلم،الفصل الاول، ج٣،ص١٨٠.

6 ......تعیین۔

ہو جیسے جَو، گیہوں یا وزنی جیسے لوہا، تانبا، پیتل یا عددی متقارب[1] جیسے اخروٹ، انڈا، پیسہ، ناشپاتی، نارنگی، انجیر وغیرہ۔ خام اینٹ اور پختہ اینٹوں میں سلم صحیح ہے جبکہ سانچا مقرر ہو جائے جیسے اس زمانہ میں عموماً دس انچ طول ۵ انچ عرض کی ہوتی ہیں، یہ بیان بھی کافی ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۳ زرعی چیز میں بھی سلم جائز ہے جیسے کپڑا اس کے لیے ضروری ہے کہ طول وعرض[3] معلوم ہو اور یہ کہ وہ سوتی ہے یا ٹسری[4] یا ریشمی یا مرکب اور کیسا بنا ہوا ہوگا مثلاً فلاں شہر کا، فلاں کارخانہ، فلاں شخص کا اُس کی بناوٹ کیسی ہوگی باریک ہوگا موٹا ہوگا اُس کا وزن کیا ہوگا جب کہ بیع میں وزن کا اعتبار ہوتا ہو یعنی بعض کپڑے ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کا وزن میں کم ہونا خوبی ہے اور بعض میں وزن کا زیادہ ہونا۔[5] (درمختار) بچھونے، چٹائیاں، دریاں، ٹاٹ، کمل، جب ان کا طول وعرض و صفت سب چیزوں کی وضاحت ہو جائے تو ان میں بھی سلم ہو سکتا ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۴ نئے گیہوں میں سَلَم کیا اور ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ہیں یہ ناجائز ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵ گیہوں، جو اگر چہ کیلی[8] ہیں مگر سلم میں ان کی مقدار وزن سے مقرر ہوئی مثلاً اتنے روپے کے اتنے من گیہوں یہ جائز ہے[9] کیونکہ یہاں اس طرح مقدار کا تعین ہو جانا ضروری ہے کہ نزاع باقی نہ رہے اور وزن میں یہ بات حاصل ہے البتہ جب اُس کا تبادلہ اپنی جنس سے ہوگا تو وزن سے برابری کافی نہیں ناپ سے برابر کرنا ضرور ہوگا جس کو پہلے ہم نے بیان کر دیا ہے۔

مسئلہ ۱۶ جو چیزیں عددی ہیں اگر سلم میں ناپ یا وزن کے ساتھ ان کی مقدار کا تعین ہوا تو کوئی حرج نہیں۔[10] (درمختار)

---

1. ......گنتی سے بکنے والی وہ اشیاء جن کے افراد میں زیادہ تفاوت (فرق) نہیں ہوتا۔
2. ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص۴۸۰.
3. ......لمبائی اور چوڑائی۔
4. ......مصنوعی ریشم سے بنا ہوا کپڑا۔
5. ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص۴۸۰.
6. ......المرجع السابق.
7. ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الثانی، ج۳، ص۱۸۲.
8. ......ماپ سے بکنے والی چیز۔
9. ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص۴۷۹.
10. ......المرجع السابق، ص۴۸۱.

مسئلہ ۱۷ دودھ دہی میں بھی بیع سلم ہوسکتی ہے ناپ یا وزن جس طرح سے چاہیں اس کی مقدار معین کرلیں۔ گھی تیل میں بھی درست ہے وزن سے یا ناپ سے[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸ بھوسہ میں سلم درست ہے اس کی مقدار وزن سے مقرر کریں جیسا کہ آج کل اکثر شہروں میں وزن کے ساتھ بُھس بکا کرتا ہے یا بوریوں کی ناپ مقرر ہو جب کہ اس سے تعین ہو جائے ورنہ جائز نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹ عددی متفاوت جیسے تربز، کدو، آم، ان میں گنتی سے سلم جائز نہیں۔[3] (درمختار) اور اگر وزن سے سلم کیا ہو کہ اکثر جگہ کدو وزن سے بکتا بھی ہے اس میں وزن سے سلم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۰ مچھلی میں سلم جائز ہے خشک مچھلی ہو یا تازہ۔ تازہ میں یہ ضرور ہے کہ ایسے موسم میں ہو کہ مچھلیاں بازار میں ملتی ہوں یعنی جہاں ہمیشہ دستیاب نہ ہوں کبھی ہوں کبھی نہیں وہاں یہ شرط ہے۔ مچھلیاں بہت قسم کی ہوتی ہیں لہٰذا قسم کا بیان کرنا بھی ضروری ہے اور مقدار کا تعین وزن سے ہو عدد سے نہ ہو کیونکہ ان کے عدد میں بہت تفاوت[4] ہوتا ہے۔ چھوٹی مچھلیوں میں ناپ سے بھی سلم درست ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۱ بیع سلم کسی حیوان میں درست نہیں۔ نہ لونڈی غلام میں۔ نہ چوپایہ میں، نہ پرند میں حتیٰ کہ جو جانور یکساں ہوتے ہیں مثلاً کبوتر، بٹیر، قمری، فاختہ، چڑیا، ان میں بھی سلم جائز نہیں، جانوروں کی سری پائے میں بھی بیع سلم درست نہیں، ہاں اگر جنس ونوع بیان کرکے سری پایوں میں وزن کے ساتھ سلم کیا تو جائز ہے کہ اب تفاوت بہت کم رہ جاتا ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲ لکڑیوں کے گٹھوں میں سلم اگر اس طرح کریں کہ اتنے گٹھے اتنے روپے میں لیں گے یہ ناجائز ہے کہ اس طرح بیان کرنے سے مقدار اچھی طرح نہیں معلوم ہوتی ہاں اگر گٹھوں کا اِنضباط ہو جائے مثلاً اتنی بڑی رسی سے وہ گٹھا باندھا جائے گا اور اتنا لمبا ہوگا اور اس قسم کی بندش ہوگی تو سلم جائز ہے۔ ترکاریوں میں گڈیوں کے ساتھ مقدار بیان کرنا مثلاً روپیہ

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن عشر في السلم، الفصل الثاني، ج٣، ص١٨٢.

2 ......المرجع السابق، ص١٨٤.

3 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب السلم، ج٧، ص٤٨١.

4 ......فرق۔

5 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب السلم، ج٧، ص٤٨٢.

6 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب السلم، ج٧، ص٤٨٢.

یا اتنے پیسوں میں اتنی گڈیاں فلاں وقت لی جائیں گی یہ بھی ناجائز ہے کہ گڈیاں یکساں نہیں ہوتیں چھوٹی بڑی ہوتی ہیں۔اور اگر ترکاریوں اور ایندھن کی لکڑیوں میں وزن کے ساتھ سلم ہو تو جائز ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: جواہر[2] اور پوت[3] میں سلم درست نہیں کہ یہ چیزیں عددی متفاوت ہیں ہاں چھوٹے موتی جو وزن سے فروخت ہوتے ہیں ان میں اگر وزن کے ساتھ سلم کیا جائے تو جائز ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: گوشت کی نوع[5] وصفت بیان کردی ہو تو اس میں سلم جائز ہے۔ چربی اور دُنبہ کی چکی[6] میں بھی سلم درست ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: قمقمہ[8] اور طشت[9] میں سلم درست ہے جوتے اور موزے میں بھی جائز ہے جب کہ ان کا تعین ہوجائے کہ نزاع[10] کی صورت باقی نہ رہے۔[11] (درر، غرر)

مسئلہ ۲۶: اگر معین کردیا کہ فلاں گاؤں کے گیہوں یا فلاں درخت کے پھل تو سلم فاسد ہے کیونکہ بہت ممکن ہے اُس کھیت یا گاؤں میں گیہوں پیدا نہ ہوں اُس درخت میں پھل نہ آئیں اور اگر اس نسبت سے مقصود[12] بیان صفت ہے یہ مقصد نہیں کہ خاص اُسی کھیت یا گاؤں کا غلہ اُسی درخت کے پھل تو درست ہے۔ یوہیں کسی خاص جگہ کی طرف کپڑے کو منسوب کردیا اور مقصود اُس کی صفت بیان کرنا ہے تو سلم درست ہے اگر مسلم الیہ نے دوسری جگہ کا تھان دیا مگر ویسا ہی ہے تو رب السَّلَم لینے پر مجبور کیا جائے گا۔اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی ملک کی طرف اِنتساب[13] ہو تو سلم صحیح ہے۔ مثلاً پنجاب کے گیہوں کہ یہ بہت بعید ہے کہ پورے پنجاب میں گیہوں پیدا ہی نہ ہوں۔[14] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص۴۸۲.

2 ...... قیمتی پتھر۔

3 ...... شیشے کا سوراخ دار دانا، موتی۔

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص۴۸۳.

5 ...... قِسم۔

6 ...... دُنبے کی چوڑی دُم۔

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص۴۸۳.

8 ...... ایک قسم کی چھوٹی سی قندیل۔

9 ...... پرات، بڑا برتن۔

10 ...... جھگڑا۔

11 ...... "دررالحکام" و "غررالأحکام"، کتاب البیوع، باب السلم، ص۱۹۵.

12 ...... مراد۔

13 ...... نسبت۔

14 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب السلم، مطلب: هل اللحم قیمی أو مثلي، ج۷، ص۴۸۵.
و "الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الثاني، ج۳، ص۱۸۳.

مسئلہ ۲۷ تیل میں سلم درست ہے جب کہ اُس کی قسم بیان کردی گئی ہو، مثلاً تِل کا تیل، سرسوں کا تیل اور خوشبودار تیل میں بھی جائز ہے مگر اس میں بھی قسم بیان کرنا ضرور ہے، مثلاً روغن گل،[1] چمیلی، جوہی وغیرہ۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸ اُون میں سلم درست ہے جب کہ وزن سے ہو اور کسی خاص بھیڑ کو معین نہ کیا ہو۔ روئی، ٹسر،[3] ریشم میں بھی درست ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹ پنیر[5] اور مکھن میں سلم درست ہے جب کہ اس طرح بیان کردیا گیا کہ اہل صنعت کے نزدیک اشتباہ باقی نہ رہے۔[6] شہ تیر[7] اور کڑیوں اور ساکھو،[8] شیشم[9] وغیرہ کے بنے ہوئے سامان میں بھی درست ہے جب کہ لمبائی، چوڑائی، موٹائی اور لکڑی کی قسم وغیرہ تمام وہ باتیں بیان کردی جائیں جن کے نہ بیان کرنے سے نزاع[10] واقع ہو۔[11] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰ مُسلَمُ الیہ[12] ربُّ السَّلم[13] کو راس المال[14] معاف نہیں کرسکتا، اگر اُس نے معاف کردیا اور رب السلم نے قبول کرلیا سلم باطل ہے اور انکار کردیا تو باطل نہیں۔[15] (عالمگیری)

راس المال اورمسلم فیہ پرقبضہ اوران میں تصرف

مسئلہ ۳۱ مُسلَمُ اِلیہ راس المال میں قبضہ کرنے سے پہلے کوئی تصرف نہیں کرسکتا اور ربُّ السَّلَم مسلم فیہ[16] میں کسی قسم کا تصرف نہیں کرسکتا۔ مثلاً اُسے بیع کردے یا کسی سے کہے فلاں سے میں نے اتنے من گیہوں میں سلم کیا ہے وہ

---

1 ...... گلاب کا تیل۔

2 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب البيوع، الباب الثامن عشر في السلم، الفصل الثاني، ج۳، ص۱۸۵.

3 ...... مصنوعی ریشم۔

4 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب البيوع، الباب الثامن عشر في السلم، الفصل الثاني، ج۳، ص۱۸۵.

5 ...... دودھ کو ایک ابال دے کر اس میں کوئی ترش چیز ڈال کر پھاڑتے ہیں اس کے بعد کپڑے میں باندھ کر لٹکا دیتے ہیں تا کہ پانی نکل جائے، جو باقی رہ جاتا ہے اس کو پنیر کہتے ہیں۔

6 ...... یعنی کاریگروں کے نزدیک کوئی شک وشبہ نہ رہے۔

7 ...... شہتیر۔

8 ...... ایک درخت کا نام جس کی لکڑی مضبوط اور پائیدار ہوتی ہے۔

9 ...... ایک درخت جس کی لکڑی نہایت وزنی اور مضبوط ہوتی ہے۔

10 ...... جھگڑا۔

11 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب البيوع، الباب الثامن عشر في السلم، الفصل الثاني، ج۳، ص۱۸۵.

12 ...... یعنی بائع۔

13 ...... یعنی خریدار۔

14 ...... یعنی مقررہ قیمت۔

15 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب البيوع، الباب الثامن عشر في السلم، الفصل الثالث، ج۳، ص۱۸۶.

16 ...... یعنی بیچی گئی چیز۔

تمھارے ہاتھ بیچے۔ نہ اس میں کسی کو شریک کرسکتا ہے کہ کسی سے کہے سو روپے سے میں نے سلم کیا ہے اگر پچاس تم دیدو تو برابر کے شریک ہوجاؤ یا اُس میں تولیہ یا مرابحہ کرے یہ سب تصرفات ناجائز۔ اگر خود مسلم الیہ کے ساتھ یہ عقود کیے مثلاً اُس کے ہاتھ انھیں داموں میں یا زیادہ داموں میں بیع کرڈالی یا اُسے شریک کرلیا یہ بھی ناجائز ہے۔ اگر رب السلم نے مسلم فیہ اُس کو ہبہ کردیا اور اُس نے قبول بھی کرلیا تو یہ اقالۂ سلم قرار پائے گا اور حقیقۃً ہبہ نہ ہوگا اور راس المال واپس کرنا ہوگا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۲ راس المال جو چیز قرار پائی ہے اُس کے عوض میں دوسری جنس کی چیز دینا جائز نہیں مثلاً روپے سے سَلم ہوا اور اس کی جگہ اشرفی یا نوٹ دیا یہ ناجائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳ مسلم فیہ کے بدلے میں دوسری چیز لینا دینا ناجائز ہے ہاں اگر مسلم الیہ نے مسلم فیہ اُس سے بہتر دیا جو ٹھہرا تھا تو رب السلم اُس کے قبول سے انکار نہیں کرسکتا اور اُس سے گھٹیا[3] پیش کرتا ہے تو انکار کرسکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴ کپڑے میں سلم ہوا مسلم الیہ اُس سے بہتر کپڑا لایا جو ٹھہرا تھا یا مقدار میں اُس سے زیادہ لایا اور کہتا یہ ہے کہ یہ تھان لے لو اور ایک روپیہ مجھے اور دو رب السلم نے دیدیا یہ جائز ہے اور یہ روپیہ جو زیادہ دیا ہے اُس خوبی کے مقابل میں قرار پائے گا جو اس تھان میں ہے یا زائد مقدار کے مقابل میں اور اگر جو کچھ ٹھہرا تھا اُس سے گھٹیا لایا اور کہتا یہ ہے کہ اسی کو لے لو اور میں ایک روپیہ واپس کردونگا یہ ناجائز ہے اور اگر گھٹیا پیش کرتا اور یہ فقرہ روپیہ واپس کرنے کا نہ کہتا اور رب السلم قبول کرلیتا تو جائز تھا اور یہ ایک قسم کی معافی ہے یعنی اچھائی جو ایک صفت تھی اُس نے اس کے بغیر لے لیا اور اگر مکیل[5] یا موزون[6] میں سلم ہوا ہے مثلاً دس روپے کے پانچ من گیہوں ٹھہرے ہیں اچھے کھرے گیہوں لایا اور کہتا ہے ایک روپیہ اور دو، یہ ناجائز ہے اور پانچ من سے زیادہ لایا ہے اور کہتا ہے ایک روپیہ اور دو، یا پانچ من سے کم لایا ہے اور کہتا ہے ایک روپیہ واپس لو، یہ جائز ہے اور اگر پانچ من خراب لایا اور ایک روپیہ واپس کرنے کو کہتا ہے، یہ ناجائز ہے۔[7] (خانیہ)

مسئلہ ۳۵ مسلَم فیہ کے مقابل[8] میں رب السَّلم اگر کوئی چیز اپنے پاس رہن[9] رکھے درست ہے۔ اگر رہن

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص٤٩٢.

2 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن عشرفی السلم، الفصل الثالث، ج۳، ص١٨٦.

3 ......کم قیمت، ناقص۔

4 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن عشرفی السلم، الفصل الثالث، ج۳، ص١٨٦.

5 ......جو ماپ سے فروخت ہو۔

6 ......جو چیز وزن سے فروخت ہو اس کو موزون کہتے ہیں۔

7 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب البیوع، باب السلم، فصل فیما یجوز فیه السلم ومالایجوز، ج۱، ص٣٣٥.

8 ......یعنی بدلے، عوض۔

9 ......گروی۔

ہلاک ہوجائے تو رب السلم مسلم الیہ سے کچھ مطالبہ نہیں کرسکتا اور مسلم الیہ مرگیا اور اُس کے ذمہ بہت سے دیون[1] ہیں تو دوسرے قرض خواہ[2] اس رہن سے دَین وصول کرنے کے حقدار نہیں ہیں جب تک رب السلم وصول نہ کرلے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶ مسلم فیہ کی وصولی کے لیے رب السلم اُس سے کفیل (ضامن) لے سکتا ہے اوراس کا حوالہ بھی درست ہے اگر حوالہ کردیا کہ یہ گیہوں فلاں سے وصول کرلو تو خود مسلم الیہ مطالبہ سے بری ہوگیا اور کسی نے کفالت کی ہے تو مسلم الیہ بری نہیں بلکہ رب السلم کو اختیار ہے کفیل سے مطالبہ کرے یا مسلم الیہ سے۔ یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ رب السلم کفیل سے مسلم فیہ کی جگہ پر کوئی دوسری چیز وصول کرے۔ کفیل نے رب السلم کو مسلم فیہ ادا کردیا مسلم الیہ سے وصول کرنے میں اُس کے بدلہ میں دوسری چیز لے سکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷ مسلم الیہ نے کسی کو کفیل کیا کفیل نے مسلّم الیہ سے مسلَم فیہ کو بروجہ کفالت[5] وصول کیا پھر کفیل نے اُسے بیچ کر نفع اُٹھایا مگر رب السَّلَم کو مسلَم فیہ دیدیا تو یہ نفع اُس کے لیے حلال ہے۔ اور اگر مسلم الیہ نے یہ کہہ کر دیا کہ اسے رب السَّلَم کو پہنچادے تو نفع اُٹھانا جائز نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸ رب السَّلَم نے مسلم الیہ سے کہا اسے اپنی بوریوں میں تول کر رکھ دو یا اپنے مکان میں تول کر علیحدہ کرکے رکھ دو اس سے رب السلم کا قبضہ نہیں ہوا یعنی جب کہ بوریوں میں رب السَّلَم کی عدم موجودگی میں بھرا ہو یا رب السلم نے اپنی بوریاں دیں اور یہ کہہ کر چلا گیا کہ ان میں بھر دو اُس نے ناپ یا تول کر بھر دیا اب بھی رب السلم کا قبضہ نہیں ہوا کہ اگر ہلاک ہوگا تو مسلم الیہ کا ہلاک ہوگا رب السلم سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ اور اگر اُس کی موجودگی میں بوریوں میں غلہ بھرا گیا تو چاہے بوریاں اس کی ہوں یا مسلم الیہ کی رب السلم قابض ہوگیا۔ اگر بوری میں رب السلم کا غلہ موجود ہوا اور اُس میں سلم کا غلہ بھی مسلم الیہ نے ڈالدیا تو رب السلم کا قبضہ ہوگیا اور بیع مطلق میں اپنی بوریاں دیتا اور کہتا اس میں ناپ کر بھر دو اور وہ بھر دیتا تو اس کا قبضہ ہوجاتا اس کی موجودگی میں بھرتا یا عدم موجودگی میں۔ یوہیں اگر رب السلم نے مسلم الیہ سے کہا، اس کا آٹا پسوادے اُس نے پسوادیا تو آٹا مسلم

---

1 ...... قرضے۔　2 ...... قرض دینے والا۔

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن عشر في السلم، الفصل الثالث، ج٣، ص١٨٦.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... ضامن کے طور پر۔

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن عشر في السلم، الفصل الثالث، ج٣، ص١٨٦، ١٨٧.

الیہ کا ہے رب السلم کا نہیں اور بیع مطلق میں مشتری کا ہوتا۔ اور اس نے کہا اسے پانی میں پھینک دے اُس نے پھینک دیا تو مسلم الیہ کا نقصان ہوا رب السلم سے تعلق نہیں اور بیع مطلق میں مشتری کا نقصان ہوتا۔[1] (ہدایہ، فتح القدیر)

مسئلہ ۳۹ زید نے عَمْرو سے ایک من گیہوں میں سلم کیا تھا جب میعاد پوری ہوئی عمرو نے کسی سے ایک من گیہوں خریدے تاکہ زید کو دیدے اور زید سے کہہ دیا کہ تم اُس سے جا کر لے لو زید نے اُس سے لے لیے تو زید کا مالکانہ قبضہ نہیں ہوا اور اگر عمرو یہ کہے کہ تم میرے نائب ہو کر وصول کرو پھر اپنے لیے قبضہ کرو اور زید ایک مرتبہ عمرو کے لیے اُن کو تولے پھر دوبارہ اپنے لیے تولے اب سلم کی وصولی ہوگی اور اگر عمرو نے خریدا نہیں بلکہ قرض لیا ہے اور زید سے کہہ دیا جا کر اُس سے سلم کے گیہوں لے لو تو اس کا لینا صحیح ہے یعنی قبضہ ہو جائے گا۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۰ بیع سلم میں یہ شرط ٹھہری کہ فلاں جگہ وہ چیز دے گا مسلم الیہ نے دوسری جگہ وہ چیز دی اور کہا یہاں سے وہاں تک کی مزدوری میں دے دوں گا رب السلم نے چیز لے لی یہ قبضہ درست ہے مگر مزدوری لینا جائز نہیں مزدوری جو لے چکا ہے واپس کرے ہاں اگر اس کو پسند نہیں کرتا کہ مزدوری اپنے پاس سے خرچ کرے تو چیز واپس کر دے اور اُس سے کہہ دے کہ جہاں پہنچانا ٹھہرا ہے وہ خود مزدور کر کے یا جیسے چاہے پہنچائے۔[3] (عالمگیری) یہ طے ہوا ہے کہ رب السلم کے مکان پر پہنچائے گا اور مسلم الیہ کو اپنے مکان کا پورا پتا بتا دیا ہے تو درست ہے۔[4] (عالمگیری)

بیع سلم کا اقالہ

مسئلہ ۴۱ سلم میں اقالہ درست ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پورے سلم میں اقالہ کیا جائے اور یوں بھی ہوسکتا ہے کہ اُس کے کسی جز میں اقالہ کریں اگر پورے سلم میں اقالہ کیا میعاد پوری ہونے سے قبل یا بعد راس المال مسلم الیہ کے پاس موجود ہو یا نہ ہو بہرحال اقالہ درست ہے اگر راس المال ایسی چیز ہو جو معین کرنے سے معین ہوتی ہے مثلاً گائے، بیل یا کپڑا وغیرہ اور یہ چیز بعینہٖ مسلم الیہ کے پاس موجود ہے تو بعینہٖ اسی کو واپس کرنا ہوگا اور موجود نہ ہو تو اگر مثلی ہے اُس کی مثل دینی ہوگی اور قیمی ہو

---

1 ……"الهداية"، كتاب البيوع، باب السلم، ج٢، ص٧٥.

و"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب السلم، ج٦، ص٢٣٣، ٢٣٤.

2 ……"الهداية"، كتاب البيوع، باب السلم، ج٢، ص٧٤.

3 ……"الفتاوى الهندية"، كتاب البيوع، الباب الثامن عشر في السلم، الفصل الرابع، ج٣، ص١٩٥.

4 ……المرجع السابق.

تو قیمت دینی پڑے گی اور اگر راس المال ایسی چیز نہ ہو جو معین کرنے سے معین ہو مثلاً روپیہ اشرفی تو چاہے موجود ہو یا نہ ہو اُس کی مثل دینا جائز ہے بعینہٖ اُسی کا دینا ضرور نہیں۔ رب السلم نے مسلم فیہ پر قبضہ کرلیا ہے اس کے بعد اقالہ کرنا چاہتے ہیں اگر مسلم فیہ بعینہٖ موجود ہے اقالہ ہوسکتا ہے اور بعینہٖ اُسی چیز کو واپس دینا ہوگا اور اگر مسلم فیہ باقی نہیں تو اقالہ درست نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: سلم کے اقالہ میں یہ ضروری نہیں کہ جس مجلس میں اقالہ ہوا اُسی میں راس المال کو واپس لے بعد میں لینا بھی جائز ہے۔ اقالہ کے بعد یہ جائز نہیں کہ قبضہ سے پہلے راس المال کے بدلے میں کوئی چیز مسلم الیہ سے خریدلے راس المال پر قبضہ کرنے کے بعد خرید سکتا ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۳: اگر سلم کے کسی جز میں اقالہ ہوا اور میعاد پوری ہونے کے بعد ہوا تو یہ اقالہ بھی صحیح ہے اور میعاد پوری ہونے سے پہلے ہوا اور یہ شرط نہیں ہے کہ باقی کو میعاد سے قبل ادا کیا جائے یہ بھی صحیح ہے اور اگر یہ شرط ہے کہ باقی کو قبل میعاد پوری ہونے کے ادا کیا جائے تو شرط باطل ہے اور اقالہ صحیح۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۴: کنیز[4] وغیرہ کوئی اسی قسم کی چیز راس المال تھی اور مسلم الیہ نے اُس پر قبضہ بھی کرلیا پھر اقالہ ہوا اس کے بعد ابھی کنیز واپس نہیں ہوئی مسلم الیہ کے پاس مرگئی تو اقالہ صحیح ہے اور کنیز پر جس دن قبضہ کیا تھا اُس روز جو قیمت تھی وہ ادا کرے اور کنیز کے ہلاک ہونے کے بعد اقالہ کیا جب بھی اقالہ صحیح ہے کہ سلم میں مبیع مسلم فیہ ہے اور کنیز راس المال وثمن ہے نہ کہ مبیع۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۵: رب السلم نے مسلم فیہ کو مسلم الیہ کے ہاتھ راس المال کے بدلے میں بیچ ڈالا تو یہ اقالہ صحیح نہیں ہے بلکہ تصرف ناجائز ہے۔ راس المال سے زیادہ میں بیع کیا جب بھی ناجائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶: سو روپے راس المال ہیں یہ مصالحت ہوئی کہ مسلم الیہ رب السلم کو دو سو یا ڈیڑھ سو واپس دے گا اور سلم سے دست بردار ہوگا یہ ناجائز و باطل ہے یعنی اقالہ صحیح ہے مگر راس المال سے جو کچھ زیادہ واپس دینا قرار پایا ہے

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الخامس، ج۳، ص۱۹۵.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص۴۹۳-۴۹٦.

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الخامس، ج۳، ص۱۹٦.

4 ...... لونڈی، باندی۔

5 ...... "الهدایة"، کتاب البیوع، باب السلم، ج۲، ص۷۵.

6 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الخامس، ج۳، ص۱۹٦.

وہ باطل ہے صرف راس المال ہی واپس کرنا ہوگا اور اگر پچاس روپیہ میں مصالحت ہوئی [1] تو نصف سلم کا اقالہ ہوا اور نصف بدستور باقی ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۷ رب السلم و مسلم الیہ میں اختلاف ہوا مسلم الیہ یہ کہتا ہے کہ خراب مال دینا قرار پایا تھا رب السلم یہ کہتا ہے یہ شرط تھی ہی نہیں نہ اچھے کی نہ بُرے کی یا ایک کہتا ہے ایک ماہ کی میعاد تھی دوسرا کہتا ہے کوئی میعاد ہی نہ تھی تو اُس کا قول معتبر ہوگا جو خراب ادا کرنے کی شرط یا میعاد ظاہر کرتا ہے جو منکر ہے اُس کا قول معتبر نہیں کہ یہ ایک دم اس ضمن میں سلم کو ہی اُڑا دینا چاہتا ہے اور اگر میعاد کی کمی بیشی میں اختلاف ہوا تو اُس کا قول معتبر ہوگا جو کم بتاتا ہے یعنی رب السلم کا کیونکہ یہ مدت کم بتائے گا تاکہ جلد مسلم فیہ کو وصول کرے اور اگر میعاد کے گزر جانے میں اختلاف ہوا ایک کہتا ہے گزر گئی دوسرا کہتا ہے باقی ہے تو اُس کا قول معتبر ہے جو کہتا ہے ابھی باقی ہے یعنی مسلم الیہ کا اور اگر دونوں گواہ پیش کریں تو گواہ بھی اسی کے معتبر ہیں۔[3] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۴۸ عقد سلم جس طرح خود کرسکتا ہے وکیل سے بھی کرا سکتا ہے، یعنی سلم کے لیے کسی کو وکیل بنایا یہ توکیل [4] درست ہے اور وکیل کو تمام اُن شرائط کا لحاظ کرنا ہوگا جن پر سلم کا جواز موقوف ہے۔[5] اس صورت میں وکیل سے مطالبہ ہوگا اور وکیل ہی مطالبہ بھی کرے گا یہی راس المال مجلس عقد میں دے گا اور یہی مسلم فیہ وصول کرے گا۔ اگر وکیل نے موکل کے روپے دیے ہیں مسلم فیہ وصول کرکے موکل کو دیدے اور اپنے روپے دیے ہیں تو موکل سے وصول کرے اور اگر اب تک وصول نہیں ہوئے تو مسلم فیہ پر قبضہ کرکے اُسے موکل سے روک سکتا ہے جب تک موکل روپیہ نہ دے یہ چیز نہ دے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۹ وکیل نے اپنے باپ، ماں یا بیٹے یا بی بی سے عقد سلم کیا یہ ناجائز ہے۔[7] (خانیہ)

استصناع کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کاریگر کو فرمائش دے کر چیز بنوائی جاتی ہے اس کو استصناع کہتے ہیں اگر اس میں کوئی میعاد مذکور

---

1 ......یعنی صلح ہوئی۔

2 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الخامس، ج۳، ص۱۹۶۔۱۹۷.

3 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص۴۹۸ .

و"الھدایۃ"، کتاب البیوع، باب السلم، ج۲، ص۷۶.

4 ......وکیل بنانا۔

5 ......یعنی جن پر بیع سلم کے جائز ہونے کا دارومدار ہے۔

6 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الخامس، ج۳، ص۱۹۸.

7 ......"الفتاوی الخانیۃ"، کتاب البیوع، باب السلم، فصل فیمایجوز فیہ السلم...إلخ، ج۱، ص۳۳۶.

ہو اور وہ ایک ماہ سے کم کی نہ ہو تو وہ سلم ہے۔ تمام وہ شرائط جو بیع سلم میں مذکور ہوئے اُن کی مراعات[1] کی جائے یہاں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ اس کے بنوانے کا چلن اور رواج مسلمانوں میں ہے یا نہیں بلکہ صرف یہ دیکھیں گے کہ اس میں سلم جائز ہے یا نہیں اگر مدت ہی نہ ہو یا ایک ماہ سے کم کی مدت ہو تو استصناع ہے اور اس کے جواز کے لیے تعامل ضروری ہے یعنی جس کے بنوانے کا رواج ہے جیسے موزہ۔ جوتا۔ ٹوپی وغیرہ اس میں استصناع درست ہے اور جس میں رواج نہ ہو جیسے کپڑا بُنوانا۔ کتاب چھپوانا اُس میں صحیح نہیں۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱: علما کا اختلاف ہے کہ استصناع کو بیع قرار دیا جائے یا وعدہ، جس کو بنوایا جاتا ہے وہ معدوم شے ہے اور معدوم کی بیع نہیں ہوسکتی لہٰذا وعدہ ہے جب کاریگر بنا کر لاتا ہے اُس وقت بطور تعاطی[3] بیع ہو جاتی ہے مگر صحیح یہ ہے کہ یہ بیع ہے تعامل نے خلاف قیاس اس بیع کو جائز کیا اگر وعدہ ہوتا تو تعامل کی ضرورت نہ ہوتی، ہر جگہ استصناع جائز ہوتا۔ استصناع میں جس چیز پر عقد ہے وہ چیز ہے، کاریگر کا عمل معقود علیہ نہیں، لہٰذا اگر دوسرے کی بنائی ہوئی چیز لایا یا عقد سے پہلے بنا چکا تھا وہ لایا اور اس نے لے لی درست ہے اور عمل معقود علیہ ہوتا تو درست نہ ہوتا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲: جو چیز فرمائش کی بنائی گئی وہ بنوانے والے کے لیے متعین نہیں جب وہ پسند کرلے تو اُس کی ہوگی اور اگر کاریگر نے اُس کے دکھانے سے پہلے ہی بیچ ڈالی تو بیع صحیح ہے اور بُنوانے والے کے پاس پیش کرنے پر کاریگر کو یہ اختیار نہیں کہ اُسے نہ دے دوسرے کو دیدے۔ بنوانے والے کو اختیار ہے کہ لے یا چھوڑ دے۔ عقد کے بعد کاریگر کو یہ اختیار نہیں کہ نہ بنائے۔ عقد ہو جانے کے بعد بنانا لازم ہے۔[5] (ہدایہ)

بیع کے متفرق مسائل

مسئلہ ۱: مٹی کی گائے، بیل، ہاتھی، گھوڑا، اور ان کے علاوہ دوسرے کھلونے بچوں کے کھیلنے کے لیے خریدنا ناجائز ہے

---

1 ...... یعنی رعایت۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص۵۰۰۔۵۰۴.

3 ...... یعنی بغیر زبان سے کہے صرف لین، دین کے ذریعے۔

4 ......"الهداية"، کتاب البیوع، باب السلم، ج۲، ص۷۷.

5 ...... المرجع السابق.

اوران چیزوں کی کوئی قیمت بھی نہیں اگر کوئی شخص انھیں توڑ پھوڑ دے تو اُس پر تاوان بھی واجب نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲ کُتا، بلی، ہاتھی، چیتا، باز، شکرا،[2] بہری،[3] ان سب کی بیع جائز ہے۔ شکاری جانور معلّم (سکھائے ہوئے) ہوں یا غیر معلم دونوں کی بیع صحیح ہے، مگر یہ ضرور ہے کہ قابل تعلیم ہوں، کٹکھنا[4] کُتا جو قابل تعلیم نہیں ہے اُس کی بیع درست نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳ بندر کو کھیل اور مذاق کے لیے خریدنا منع ہے اور اُس کے ساتھ کھیلنا اور تمسخر کرنا[6] حرام۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۴ جانور یا زراعت یا کھیتی یا مکان کی حفاظت کے لیے یا شکار کے لیے کُتا پالنا جائز ہے اور یہ مقاصد نہ ہوں تو پالنا ناجائز[8] اور جس صورت میں پالنا جائز ہے اُس میں بھی مکان کے اندر نہ رکھے البتہ اگر چور یا دشمن کا خوف ہے تو مکان کے

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۰۵.

2 ......شکرہ، باز کی قسم کا ایک شکاری پرندہ۔

3 ......ایک شکاری پرندہ۔ 4 ......بہت زیادہ کاٹنے والا، پاگل۔

5 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۰۵.

6 ......مذاق وغیرہ کرنا۔

7 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۰۶.

8 ......حدیث میں ہے جس کو بخاری و مسلم نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جس نے کُتا پالا، اُس کے عمل میں سے ہر روز دو قیراط کم ہو جائیں گے، سوا اُس کُتے کے جو جانور کی حفاظت کے لیے ہو یا شکار کے لیے ہو۔ قیراط ایک مقدار ہے، واللہ تعالٰی اعلم وہ کتنی بڑی ہے۔"

("صحیح البخاری"، کتاب الذبائح والصید... إلخ، باب من اقتنی کلباً... إلخ، الحدیث:۵۴۸۰-۵۴۸۲، ج۴، ص۵۵۱، ۵۵۲ و "صحیح مسلم"، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب الامر بقتل الکلاب... إلخ، الحدیث:۴۸-۵۵(۱۵۷۴)، ص۸۴۸، ۸۴۹.)

دوسری حدیث بخاری و مسلم کی ہے جو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کُتا پالا اُس کے عمل سے ہر روز ایک قیراط کی کمی ہوگی مگر وہ کُتا کہ جانور یا کھیتی کی حفاظت کے لیے ہو یا شکار کے لیے۔"

("صحیح مسلم"، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب الامر بقتل الکلاب... إلخ، الحدیث:۵۶-(۱۵۷۴)، ص۸۴۹.)

پہلی حدیث میں دو قیراط اور دوسری میں ایک قیراط کی کمی بتائی گئی، شاید یہ تفاوت کتے کی نوعیت کے اختلاف سے ہو یا پالنے والے

اندر بھی رکھ سکتا ہے۔[1] (فتح القدیر)

مسئلہ ۵ مچھلی کے سوا پانی کے تمام جانور مینڈک، کیکڑا[2] وغیرہ اور حشرات الارض چوہا، چھچھوندر[3]، گھونس[4]،

کی دلچسپی کبھی زیادہ ہوتی ہے کبھی کم، اس وجہ سے سزا مختلف بیان فرمائی۔ تیسری حدیث صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کتوں کے قتل کا حکم فرمایا، اس کے بعد قتل سے منع فرمایا اور یہ فرمادیا: کہ ''وہ کُتا جو بالکل سیاہ ہو اور اُس کی آنکھوں کے اوپر دو سپید نقطے ہوں، اُنھیں مار ڈالو کہ وہ شیطان ہے۔''

("صحیح مسلم"، کتاب المساقاۃ و المزارعۃ، باب الأمر بقتل الکلاب... إلخ، الحدیث:٤٧-(١٥٧٢)، ص٨٤٨.)

چوتھی حدیث صحیحین میں ابوطلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس گھر میں کُتا اور تصویریں ہوتی ہیں، اُس میں فرشتے نہیں آتے۔''

("صحیح البخاری"، کتاب بدء الخلق، باب إذا وقع الذباب فی شراب... إلخ، الحدیث:٣٣٢٢، ج٢، ص٤٠٩. و"صحیح مسلم"، کتاب اللباس و الزینۃ، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان... إلخ، الحدیث:٨٧-(٢١٠٦)، ص١١٦٦.)

پانچویں حدیث صحیح مسلم میں ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک دن صبح کو غمگین تھے اور یہ فرمایا: کہ ''جبریل علیہ السلام نے آج رات میں ملاقات کا وعدہ کیا تھا مگر وہ میرے پاس نہیں آئے، واللہ اُنھوں نے وعدہ خلافی نہیں کی۔'' اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو خیال ہوا کہ خیمے کے نیچے کُتے کا پلّا ہے، اُس کے نکال دینے کا حکم فرمایا۔ پھر حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں پانی لے کر اُس جگہ کو دھویا۔ شام کو جبریل علیہ السلام آئے، حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''شب گزشتہ تم نے ملاقات کا وعدہ کیا تھا، کیوں نہیں آئے؟'' عرض کی، ہم اُس گھر میں نہیں آتے جس میں کُتا اور تصویر ہو۔ ("صحیح مسلم"، کتاب اللباس و الزینۃ، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان... إلخ، الحدیث:٨٢-(٢١٠٥)، ص١١٦٥.)

چھٹی حدیث دار قطنی ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعض انصار کے گھر تشریف لے جاتے تھے اور اُن کے قریب دوسرے انصار کا مکان تھا، ان کے یہاں تشریف نہیں لیجاتے۔ ان لوگوں پر یہ بات شاق گزری اور عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فلاں کے یہاں تشریف لاتے ہیں اور ہمارے یہاں تشریف نہیں لاتے۔ فرمایا: ''میں اس لیے تمھارے یہاں نہیں آتا کہ تمھارے گھر میں کُتا ہے۔''

("سنن الدار القطنی"، کتاب الطھارۃ، باب الآسار، الحدیث:١٧٦، ج١، ص٩١.)

1 ......"فتح القدیر" کتاب البیوع، باب السلم، مسائل منثورۃ، ج٦، ص٢٤٦.

2 ......ایک آبی کیڑا جو بچھو کے مشابہ ہوتا ہے۔ 3 ......ایک قسم کا چوہا جو رات کے وقت نکلتا ہے۔ 4 ......ایک قسم کا بڑا چوہا۔

چھپکلی، گرگٹ، گوہ،[1] بچھو، چیونٹی کی بیع ناجائز ہے۔[2] (فتح القدیر)

مسئلہ ۶: کافر ذمی بیع کی صحت وفساد کے معاملہ میں مسلم کے حکم میں ہے، یہ بات البتہ ہے کہ اگر وہ شراب وخنزیر کی بیع وشرا کریں تو ہم اُن سے تعرض نہ کریں گے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۷: کافر نے اگر مصحف شریف[4] خریدا ہے تو اُسے مسلمان کے ہاتھ فروخت کرنے پر مجبور کریں گے۔[5] (تنویر)

مسئلہ ۸: ایک شخص نے دوسرے سے کہا تم اپنی فلاں چیز فلاں شخص کے ہاتھ ہزار روپے میں بیع کردو اور ہزار روپے کے علاوہ پانسو ثمن کا میں ضامن ہوں اُس نے بیع کردی یہ بیع جائز ہے ہزار روپے مشتری سے لے گا اور پانسو ضامن سے اور اگر ضامن نے ثمن کا لفظ نہیں کہا تو ہزار ہی روپے میں بیع ہوئی ضامن سے کچھ نہیں ملے گا۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۹: ایک شخص نے کوئی چیز خریدی اور مبیع پر نہ قبضہ کیا نہ ثمن ادا کیا اور غائب ہوگیا مگر معلوم ہے کہ فلاں جگہ ہے تو قاضی یہ حکم نہیں دے گا کہ اسے بیچ کر ثمن وصول کرے اور اگر معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے اور گواہوں سے قاضی کے سامنے اس نے بیع ثابت کردی تو قاضی یا اس کا نائب بیع کرکے ثمن ادا کردے اگر کچھ بچ رہے تو اُس کے لیے محفوظ رکھے اور کمی پڑے تو مشتری جب مل جائے اُس سے وصول کرے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: دو شخصوں نے مل کر کوئی چیز ایک عقد میں خریدی اور ان میں سے ایک غائب ہوگیا معلوم نہیں کہاں ہے جو موجود ہے وہ پورا ثمن دے کر بائع سے چیز لے سکتا ہے بائع دینے سے انکار نہیں کرسکتا یہ نہیں کہہ سکتا کہ جب تک تمھارا ساتھی نہیں آئے گا میں تم کو تنہا نہیں دونگا اور جب مشتری نے پورا ثمن دیکر مبیع پر قبضہ کرلیا اب اس کا ساتھی آجائے تو اُس کے حصہ کا ثمن وصول کرنے کے لیے مبیع پر قبضہ دینے سے انکار کرسکتا ہے کہہ سکتا ہے کہ جب تک ثمن نہیں ادا کرو گے قبضہ نہیں دوں گا اور یہ یعنی بائع کا مشتری حاضر کو پوری مبیع دینا اُس وقت ہے جب کہ مبیع غیر مثلی[8] قابل قسمت[9] نہ ہو جیسے

---

1 ...... ایک رینگنے والا جانور جو چھپکلی کے مشابہ ہوتا ہے۔

2 ...... "فتح القدير"، كتاب البيوع، باب السلم، مسائل منثورة، ج٦، ص٢٤٦.

3 ...... "الهداية"، كتاب البيوع، باب السلم، مسائل منثورة، ج٢، ص٧٨.

4 ...... قرآن مجید۔

5 ...... "تنويرالابصار"، كتاب البيوع، ج٧، ص٥٠٩.

6 ...... "الهداية"، كتاب البيوع، باب السلم، ج٢، ص٧٨.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب المتفرقات، ج٧، ص٥١١.

8 ...... یعنی اس کی مثل نہ ہو۔

9 ...... تقسیم ہونے کے قابل۔

جانور لونڈی غلام اور اگر قابل قسمت ہو جیسے گیہوں وغیرہ تو صرف اپنے حصہ پر قبضہ کرسکتا ہے کل مبیع پر قبضہ دینے کے لیے بائع مجبور نہیں۔[1] (ہدایہ، فتح، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱ یہ کہا کہ یہ چیز ہزار روپے اور اشرفیوں میں خریدی تو پانسو روپے اور پانسو اشرفیاں دینی ہوں گی تمام معاملات میں یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب چند چیزیں ذکر کی جائیں تو وزن یا ناپ یا عدد اُن سب کے مجموعہ سے پورا کریں گے اور سب کو برابر برابر لیں گے۔ مہر، بدل خلع، وصیت، ودیعت، اجارہ، اقرار، غصب سب کا وہی حکم ہے جو بیع کا ہے مثلاً کسی نے کہا فلاں شخص کے مجھ پر ایک من گیہوں اور جَو ہیں تو نصف من گیہوں اور نصف من جَو دینے ہوں گے یا کہا ایک سو انڈے، اخروٹ، سیب ہیں تو ہر ایک میں سے سو کی ایک ایک تہائی۔ سو گز فلاں فلاں کپڑا تو دونوں کے پچاس پچاس گز۔[2] (ہدایہ، فتح، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲ مکان خریدا بائع سے کہتا ہے دستاویز[3] لکھدو بائع دستاویز لکھنے پر مجبور نہیں اور اس پر بھی مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ گھر سے جا کر دوسروں کو اس بیع کا گواہ بنائے ہاں اگر دستاویز کا کاغذ اور گواہان عادل اس کے پاس مشتری لایا تو صکاک[4] اور گواہوں کے سامنے انکار نہیں کرسکتا مجبور ہے کہ اقرار کرے ورنہ حاکم کے سامنے معاملہ پیش کیا جائے گا اور وہاں اگر اقرار کرے تو گویا بیع کی رجسٹری ہوگئی۔[5] (درمختار، ردالمحتار) یہ اُس زمانہ کی باتیں ہیں جب شریعت پر لوگ عمل کرتے تھے اور کذب وفساد[6] سے گریز کرتے تھے اسلام کے مطابق بیع وشرا کرتے تھے اس زمانۂ فساد میں اگر دستاویز نہ لکھی جائے تو بیع کر کے مکرتے ہوئے کچھ دیر بھی نہ لگے اور بغیر دستاویز بلکہ بلا رجسٹری انگریزی کچہریوں میں مشتری کی کوئی بات بھی نہ پوچھے اس زمانہ میں احیاءِ حق کی یہی صورت ہے[7] کہ دستاویز لکھی جائے اور اس کی رجسٹری ہو لہٰذا بائع کو اس زمانہ میں اس سے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔

---

1 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب السلم، مسائل منثوره، ج ٢، ص ٧٨.
و"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب السلم، مسائل منثورة، ج٦، ص ٢٥٤.
و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب: للقاضى ايداع مال غائب... إلخ، ج٧، ص ٥١٢.

2 ......"الهداية"، كتاب البيوع، باب السلم، مسائل منثورة، ص ٧٩.
و"فتح القدير"، كتاب البيوع، باب السلم، مسائل منثورة، ج٦، ص ٢٥٥.
و "ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب: للقاضى ايداع مال غائب... إلخ، ج٧، ص ٥١٢.

3 ......تحریری ثبوت، اقرار نامہ۔

4 ......دستاویز لکھنے والا۔

5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب: فى النبهرجة والزيوف... إلخ، ج٧، ص ٥١٧.

6 ......جھوٹ بولنے اور لڑائی جھگڑوں۔

7 ......یعنی اپنا حق ثابت کرنے کی یہی صورت ہے۔

مسئلہ ۱۳: پورانی دستاویز جن کے ذریعہ سے یہ شخص مکان کا مالک ہے مشتری طلب کرتا ہے بائع کو اس پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ مشتری کو دیدے ہاں اگر ضرورت پڑے کہ بغیر اُن دستاویزوں کے کام نہیں چلتا مثلاً کسی نے یہ مکان غصب کرلیا اور گواہوں سے کہا جاتا ہے شہادت دو کہ یہ مکان فلاں کا تھا وہ کہتے ہیں جب تک ہم دستاویز میں اپنے دستخط نہ دیکھ لیں گواہی نہیں دیں گے ایسی صورت میں دستاویز کا پیش کرنا ضروری ہے کہ بغیر اس کے احیاءِ حق نہیں ہوتا۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: شوہر نے روئی خریدی عورت نے اُس کا سُوت کاتا[2] کل سُوت شوہر کا ہے عورت کو کاتنے کی اجرت بھی نہیں مل سکتی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: عورت نے اپنے مال سے شوہر کو کفن دیا یا ورثہ میں سے کسی نے میت کو کفن دیا اگر ویسا ہی کفن ہے جیسا دینا چاہیے تو ترکہ میں سے اُس کا صرفہ[4] لے سکتا ہے اور اُس سے بیش[5] ہے تو جو کچھ زیادتی ہے وہ نہیں ملے گی اور اجنبی نے کفن دیا ہے تو تبرع ہے اسے کچھ نہیں مل سکتا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: حرام طور پر کسب کیا یا پرایا مال غصب کرلیا اور اس سے کوئی چیز خریدی اس کی چند صورتیں ہیں:

① بائع کو یہ روپیہ پہلے دیدیا پھر اس کے عوض میں چیز خریدی۔ ② یا اسی حرام روپیہ کو معین کرکے اس سے چیز خریدی اور یہی روپیہ دیا۔ ③ اسی حرام سے خریدی مگر دوسرا روپیہ دیا۔ ④ خریدنے میں اس کو معین نہیں کیا یعنی مطلقاً کہا ایک روپیہ کی چیز دو اور یہ حرام روپیہ دیا۔ ⑤ دوسرے روپے سے چیز خریدی اور حرام روپیہ دیا پہلی دو صورتوں میں مشتری کے لیے وہ بیع حلال نہیں اور اُس سے جو کچھ نفع حاصل کیا وہ بھی حلال نہیں باقی تین صورتوں میں حلال۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: کسی جاہل شخص کو بطورِ مضاربت روپے دیے معلوم نہیں کہ جائز طور پر تجارت کرتا ہے یا ناجائز طور پر تو نفع میں اس کو حصہ لینا جائز ہے جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے حرام طور پر کسب کیا ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: کسی نے اپنا کپڑا پھینک دیا اور پھینکتے وقت یہ کہہ دیا جس کا جی چاہے لے لے تو جس نے سُنا ہے لے سکتا

---

1. ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: فی النبھرجۃ والزیوف والستوقۃ... إلخ، ج۷، ص۵۱۷.
2. ...... چرخے پر روئی سے دھاگا بنایا۔
3. ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۱۷.
4. ...... خرچہ۔
5. ...... زیادہ۔
6. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، باب المتفرقات، مطلب: فی النبھرجۃ... إلخ، ج۷، ص۵۱۷۔۵۱۸.
7. ...... "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: اذا اکتسب حراماً... إلخ، ج۷، ص۵۱۸.
8. ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۱۸.

ہے اور جو لے گا وہ مالک ہو جائے گا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۹ باپ نے نابالغ اولاد کی زمین بیع کر ڈالی اگر اُس کے چال چلن اچھے ہیں یا مستور الحال ہے[2] تو بیع درست ہے اور اگر بدچلن ہے مال کو ضائع کرنے والا ہے تو بیع ناجائز ہے یعنی نابالغ بالغ ہو کر اُس بیع کو توڑ سکتا ہے، ہاں اگر اچھے داموں بیچی ہے تو بیع صحیح ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰ ماں نے بچہ کے لیے کوئی چیز خریدی اس طور پر کہ ثمن اُس سے نہیں لے گی تو یہ خریدنا درست ہے اور یہ بچہ کے لیے ہبہ قرار پائے گا اُس کو یہ اختیار نہیں ہے کہ بچہ کو نہ دے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱ مکان خریدا اور اُس میں چمڑا پکاتا ہے یا اُس کو چمڑے کا گودام بنایا ہے جس سے پڑوسیوں کو اذیت[5] ہوتی ہے اگر وقتی طور پر ہے یہ مصیبت برداشت کی جاسکتی ہے اور اس کا سلسلہ برابر جاری ہے تو اس کام سے وہاں روکا جائے گا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۲ بکری کا گوشت کہہ کر خریدا اور نکلا بھیڑ کا یا گائے کا کہہ کر لیا اور نکلا بھینس کا یا خصی[7] کا گوشت لیا اور معلوم ہوا کہ خصی نہیں ان سب صورتوں میں واپس کرسکتا ہے۔[8] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۳ شیشہ کے برتن بیچنے والے سے برتن کا نرخ کر رہا تھا اُس نے ایک برتن دیکھنے کے لیے اسے دیا دیکھ رہا تھا اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دوسرے برتنوں پر گرا اور سب ٹوٹ گئے تو جو اس کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹا اس کا تاوان نہیں اور اس کے گرنے سے جو دوسرے ٹوٹے اُن کا تاوان دینا پڑے گا۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۲۴ گیہوں میں جَو ملا دیے ہیں اگر جَو اوپر ہیں دکھائی دیتے ہیں تو بیع میں حرج نہیں اور انکا آٹا پسوالیا ہے تو اس کا بیچنا جائز نہیں، جب تک یہ ظاہر نہ کردے کہ اس میں اتنے گیہوں ہیں اور اتنے جَو۔[10] (درمختار)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۱۸.

2 ......یعنی لوگوں کو اس کے چال چلن کے بارے میں معلومات نہیں ہیں۔

3 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: اذا اکتسب حراماً...إلخ، ج۷، ص۵۱۹.

4 ......المرجع السابق.

5 ......تکلیف۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۲۰.

7 ......وہ جانور جس کے فوطے نکال دیئے گئے ہوں۔

8 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۲۰.

9 ......المرجع السابق، ص۵۲۳.

10 ......المرجع السابق.

کیا چیز شرط فاسد سے فاسد ہوتی اور کس کو شرط پر معلق کر سکتے ہیں

تنبیہ: کیا چیز شرط سے فاسد ہوتی ہے اور کیا نہیں ہوتی اور کس کو شرط پر معلق کر سکتے ہیں اور کس کو نہیں کر سکتے اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب مال کو مال سے تبادلہ کیا جائے وہ شرط فاسد سے فاسد ہوگا جیسے بیع کہ شروط فاسدہ سے بیع ناجائز ہو جاتی ہے جس کا بیان پہلے مذکور ہوا اور جہاں مال کو مال سے بدلنا نہ ہو وہ شرط فاسد سے فاسد نہیں خواہ مال کو غیر مال سے بدلنا ہو جیسے نکاح، طلاق، خلع علی المال[1] یا از قبیل تبرعات[2] ہو جیسے ہبہ۔ وصیت ان میں خود وہ شروطِ فاسدہ ہی باطل ہو جاتی ہیں اور قرض اگرچہ انتہاءً مبادلہ[3] ہے مگر ابتداءً چونکہ تبرع ہے، شرط فاسد سے فاسد نہیں۔

دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ جو چیز از قبیل تملیک یا تقیید ہو[4] اس کو شرط پر معلق نہیں کر سکتے تملیک کی مثال بیع، اجارہ، ہبہ، صدقہ، نکاح، اقرار وغیرہ۔ تقیید کی مثال رجعت، وکیل کو معزول کرنا، غلام کے تصرفات روک دینا۔ اور اگر تملیک و تقیید نہ ہو بلکہ از قبیل اسقاط ہو[5] جیسے طلاق یا از قبیل التزامات یا اطلاقات[6] یا ولایات[7] یا تحریضات[8] ہو تو شرط پر معلق کر سکتے ہیں۔ وہ چیزیں جو شرط فاسد سے فاسد ہوتی ہیں اور ان کو شرط پر معلق نہیں کر سکتے حسب ذیل ہیں ان میں بعض وہ ہیں کہ اُن کی تعلیق درست نہیں ہے مگر اُن میں شرط لگا سکتے ہیں۔ ① بیع۔ ② تقسیم۔ ③ اجارہ۔ ④ اجازہ۔[9] ⑤ رجعت۔ ⑥ مال سے صلح۔ ⑦ دَین سے ابرا یعنی دَین کی معافی۔ ⑧ مزارعہ۔ ⑨ معاملہ۔ ⑩ اقرار۔ ⑪ وقف۔ ⑫ تحکیم[10]۔ ⑬ عزل وکیل۔[11] ⑭ اعتکاف۔[12] (درمختار، ردالمحتار، بحر)

مسئلہ ۲۵: یہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ شرط فاسد سے بیع فاسد ہو جاتی ہے۔ اگر عقد میں شرط داخل نہیں ہے

---

1. ......مال کے عوض خلع۔
2. ......تبرع کی جمع احسان، بخشش۔
3. ......باہم تبادلہ۔
4. ......مالک بنانے یا کسی چیز کے ساتھ مقید کرنے کی قسم سے ہو۔
5. ......یعنی ساقط کرنے کی قسم سے ہو۔
6. ......التزامات جیسے نماز، روزہ، اطلاقات جیسے غلام کو تجارت کی اجازت دینا وغیرہ۔
7. ......یعنی کسی کو قاضی یا خلیفہ بنانا۔
8. ......یعنی ابھارنا جیسے امیر لشکر کا یہ کہنا جو فلاں کافر کو قتل کرے گا اس کے لئے یہ انعام ہے۔
9. ......اجازت۔
10. ......یعنی پنچ (ثالث) بنانا۔
11. ......وکیل کو معزول کرنا۔
12. ......"الدرالمختار" و "رد المحتار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مایبطل بالشرط الفاسد...إلخ، ج۷، ص ۵۲۵۔۵۳۸. و "البحرالرائق"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۶، ص۲۹۷-۳۰۷.

مگر بعد عقد متصلاً شرط ذکر کردی تو عقد صحیح ہے مثلاً لکڑیوں کا گٹھا خریدا اور خریدنے میں کوئی شرط نہ تھی فوراً ہی یہ کہا تمھیں میرے مکان پر پہنچانا ہوگا۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: بیع کو کسی شرط پر معلق کیا مثلاً فلاں کام ہوگا یا فلاں شخص آئے گا تو میرے تمھارے درمیان بیع ہے یہ بیع صحیح نہیں صرف ایک صورت اس کے جواز کی ہے وہ یہ کہ یوں کہا اگر فلاں شخص راضی ہوا تو بیع ہے اور اس میں تین دن تک کی مدت مذکور ہو کہ یہ شرط خیار ہے اور اجنبی کو بھی خیار دیا جاسکتا ہے جس کا بیان گزر چکا ہے۔[2] (بحر)

مسئلہ ۲۷: تقسیم کی صورت یہ ہے کہ لوگوں کے ذمہ میت کے دین ہیں ورثہ نے ترکہ کو اس طرح تقسیم کیا کہ فلاں شخص دَین لے اور باقی ورثہ عین (جو چیزیں موجود ہیں) لیں گے یہ تقسیم فاسد ہے یا یوں کہ فلاں شخص نقد (روپیہ اشرفی) لے اور فلاں شخص سامان یا اس شرط سے تقسیم کی کہ فلاں اس کا مکان ہزار روپے میں خریدلے یا فلاں چیز ہبہ کردے یا صدقہ کردے یہ سب صورتیں فاسد ہیں اور اگر یوں تقسیم ہوئی کہ فلاں شخص کو حصہ سے فلاں چیز زائد دی جائے یا مکان تقسیم ہوا اور ایک کے ذمہ کچھ روپے کردیے گئے کہ اتنے روپے شریک کو دے یہ تقسیم جائز ہے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۲۸: اجارہ کی صورت یہ ہے کہ یہ مکان تم کو کرایہ پر دیا اگر فلاں شخص کل آجائے یا اس شرط سے کہ کرایہ دار اتنا روپیہ قرض دے یا یہ چیز ہدیہ کرے یہ اجارہ فاسد ہے۔ دوکان کرایہ پر دی اور شرط یہ کی کہ کرایہ دار اس کی تعمیر یا مرمت کرائے یا دروازہ لگوائے یا کہگل[4] کرائے اور جو کچھ خرچ ہو کرایہ میں مجرا کرے[5] اس طرح اجارہ فاسد ہے کہ کرایہ دار پر دوکان کا واجبی کرایہ جو ہونا چاہیے وہ واجب ہے وہ نہیں جو باہم طے ہوا اور جو کچھ مرمت کرانے میں خرچ ہوا وہ لے گا بلکہ نگرانی اور بنوانے کی اُجرت مثل بھی پائے گا۔[6] (بحر)

مسئلہ ۲۹: ایک شخص نے دوسرے کا مکان غصب کرلیا مالک نے غاصب سے کہا میرا مکان خالی کردے ورنہ اتنے روپے ماہوار کرایہ لوں گا یہ اجارہ صحیح ہے اور یہ صورت اُس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے۔[7] (درمختار)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الطلاق، باب الحضانة، ج٥، ص٥٢٩.

2 ...... "البحرالرائق"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج٦، ص٢٩٨.

3 ...... "البحرالرائق"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج٦، ص٢٩٩.

4 ...... پلستر۔ 5 ...... کاٹ دے یعنی کرایہ کی رقم سے کٹوتی کرے۔

6 ...... "البحرالرائق"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج٦، ص٢٩٩۔٣٠٠.

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج٧، ص٥٣٠.

مسئلہ ۳۰: اجازت کی مثال یہ ہے کہ بالغہ عورت کا اُس کے ولی یا فضولی نے نکاح کردیا جو اس کی اجازت پر موقوف ہے اُس کو نکاح کی خبر دی گئی تو یہ کہا میں نے اس نکاح کو جائز کیا اگر میری ماں بھی اس کو پسند کرے یہ اجازت نہیں ہوئی یوں ہی فضولی نے کسی کی چیز بیچ ڈالی مالک کو خبر ہوئی تو اُس نے اجازتِ مشروط دی یا اجازت کو کسی شرط پر معلق کیا تو اجازت نہ ہوئی۔ یوہیں جو چیز ایسی ہو کہ اس کی تعلیق شرط پر نہ ہوسکتی ہو اگر اُس کو اس طرح پر منعقد کیا کہ کسی کی اجازت پر موقوف ہو اور اجازت دینے والے نے اجازت کو شرط پر معلق کردیا تو اجازت نہیں ہوئی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: صلح کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کا دوسرے پر کچھ مال آتا ہے کچھ دے کر دونوں میں مصالحت ہوگئی،[2] ظاہر میں یہ صلح ہے مگر معنے کے لحاظ سے بیع ہے لہٰذا شرط کے ساتھ اس قسم کی صلح صحیح نہیں مثلاً یہ کہا کہ میں نے صلح کی اس شرط سے کہ تو اپنے مکان میں مجھے ایک سال تک رہنے دے یا صلح کی کہ اگر فلاں شخص آجائے یہ صلح فاسد ہے۔ یہ بیع اُس وقت ہے جب غیرِ جنس پر صلح ہو اگر اُسی جنس پر صلح ہوئی تو تین صورتیں ہیں، اگر کم پر ہوئی مثلاً سو آتے تھے پچاس پر ہوئی تو ابرا ہے یعنی پچاس معاف کردیے اور اتنے ہی پر ہوئی تو آتا ہوا پالیا اور زائد پر ہوئی تو سود و حرام ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: ابرا اگر شرط متعارف[4] سے مشروط ہو یا ایسے امر پر معلق کیا جو فی الحال موجود ہے تو ابرا صحیح ہے مثلاً یہ کہا کہ اگر میرے شریک کو اس کا حصہ تو نے دے دیا تو باقی دَین[5] معاف ہے اُس نے شریک کو دے دیا باقی دین معاف ہوگیا یا یہ کہا اگر تجھ پر میرا دَین ہے تو معاف ہے اور واقع میں دَین ہے تو معاف ہوگیا اور اگر شرط متعارف نہ ہو تو معاف نہیں مثلاً میں نے دَین معاف کردیا اگر فلاں شخص آجائے یا میں نے معاف کیا اس شرط پر کہ ایک ماہ تو میری خدمت کرے یا اگر تو گھر میں گیا تو دَین معاف ہے اگر تو نے پانسو دے دیے تو باقی معاف ہیں اگر تو قسم کھا جائے تو دَین معاف ہے، ان سب صورتوں میں معاف نہ ہوگا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: ابرا کی تعلیق[7] اپنی موت پر صحیح ہے اور یہ وصیّت کے معنے میں ہے مثلاً مدیون[8] سے یہ کہا اگر میں

---

1. "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص ۵۳۰-۵۳۱.
2. یعنی آپس میں صلح ہوگئی۔
3. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مایبطل بالشرط الفاسد...إلخ، ج۷، ص ۵۳۳.
4. یعنی ایسی شرط کے ساتھ ہو جو لوگوں میں معروف ہو۔
5. قرض۔
6. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مایبطل بالشرط الفاسد...إلخ، ج۷، ص ۵۲۳.
7. یعنی کسی شرط پر معلق کرنا۔
8. مقروض۔

مرجاؤں تو تجھ پر جو دَین ہے وہ معاف ہے یا معاف ہو جائے گا اور اگر یہ کہا کہ تو مرجائے تو دَین معاف ہے یہ ابرا صحیح نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: جس کو اعتکاف میں بیٹھنا ہے وہ یوں نیت کرتا ہے کہ اعتکاف کی نیت کرتا ہوں اس شرط کے ساتھ کہ روزہ نہیں رکھوں گا یا جب چاہوں گا حاجت و بے حاجت مسجد سے نکل جاؤں گا، یہ اعتکاف صحیح نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: کھیت یا باغ اِجارہ پر دیا اور نامناسب شرطیں لگائیں تو یہ اِجارہ فاسد ہے مثلاً یہ شرط کہ کام کرنے والوں کے مصارف زمین کا مالک دے گا مزارعت کو فاسد کردیتا ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: اقرار کی صورت یہ ہے کہ اس نے کہا فلاں کا مجھ پر اتنا روپیہ ہے اگر وہ مجھے اتنا روپیہ قرض دے یا فلاں شخص آجائے یہ اقرار صحیح نہیں۔ ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعویٰ کیا اس نے کہا اگر میں کل نہ آیا تو وہ مال میرے ذمہ ہے اور نہیں آیا یہ اقرار صحیح نہیں۔ یا ایک نے دعویٰ کیا دوسرے نے کہا اگر قسم کھا جائے تو میں دَین دار[4] ہوں اُس نے قسم کھالی مگر یہ اب بھی انکار کرتا ہے تو اُس اقرار مشروط کی وجہ سے اس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: اقرار کو کل آنے پر معلق کیا[6] یا اپنے مرنے پر معلق کیا یہ تعلیق درست ہے مثلاً اس کے مجھ پر ہزار روپے ہیں جب کل آجائے یا مہینہ ختم ہوجائے یا عیدالفطر آجائے کہ یہ حقیقۃً تعلیق نہیں بلکہ ادائے دَین کا وقت ہے یا کہا فلاں کے مجھ پر ہزار روپے ہیں اگر میں مرجاؤں یہ بھی حقیقۃً تعلیق نہیں بلکہ لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کرنا ہے کہ میرے مرنے کے بعد ورثہ دینے سے انکار کریں تو لوگ گواہ رہیں کہ یہ دَین میرے ذمہ ہے یہ اقرار صحیح ہے اور روپے فی الحال واجب الادا ہیں[7] مرے یا زندہ رہے روپے بہرحال اس کے ذمہ ہیں۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: قال لمدیونه اذا مت فانت بریئ، ج۷، ص۵۳۳.

2 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: قال لمدیونه اذا مت فانت بریئ، ج۷، ص۵۳۶.

3 ......المرجع السابق.

4 ......مقروض۔

5 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: قال لمدیونه اذا مت فانت بریئ، ج۷، ص۵۳۶.

6 ......یعنی مشروط کیا۔

7 ......یعنی فوراً ادائیگی واجب ہے۔

8 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: قال لمدیونه اذا مت فانت بریئ، ج۷، ص۵۳۶.

مسئلہ ۳۸ تحکیم یعنی کسی کو پنچ بنانا اس کو شرط پر معلق کیا مثلاً یہ کہا جب چاند ہو جائے تو تم ہمارے درمیان میں پنچ ہو یہ تحکیم صحیح نہیں۔[1] (درمختار) بعض وہ چیزیں ہیں کہ شرط فاسد سے فاسد نہیں ہوتیں بلکہ باوجود ایسی شرط کے وہ چیز صحیح ہوتی ہے، وہ یہ ہیں:

(۱) قرض، (۲) ہبہ، (۳) نکاح، (۴) طلاق، (۵) خلع، (۶) صدقہ، (۷) عتق،[2] (۸) رہن، (۹) ایصا،[3] (۱۰) وصیت، (۱۱) شرکت، (۱۲) مضاربت، (۱۳) قضا، (۱۴) امارات، (۱۵) کفالہ، (۱۶) حوالہ، (۱۷) وکالت، (۱۸) اقالہ، (۱۹) کتابت، (۲۰) غلام کو تجارت کی اجازت، (۲۱) لونڈی سے جو بچہ ہوا اُس کی نسبت یہ دعویٰ کہ میرا ہے، (۲۲) قصداً قتل کیا ہے اس سے مصالحت، (۲۳) کسی کو مجروح کیا ہے[4] اُس سے صلح، (۲۴) بادشاہ کا کفار کو ذمہ دینا، (۲۵) بیع میں عیب پانے کی صورت میں اس کے واپس کرنے کو شرط پر معلق کرنا، (۲۶) خیار شرط میں واپسی کو معلق بر شرط کرنا،[5] (۲۷) قاضی کی معزولی۔

جن چیزوں کو شرط پر معلق کرنا جائز ہے وہ اسقاط محض ہیں جن کے ساتھ حلف[6] کر سکتے ہیں جیسے طلاق، عتاق اور وہ التزامات ہیں جن کے ساتھ حلف کر سکتے ہیں جیسے نماز، روزہ، حج اور تولیات یعنی دوسرے کو ولی بنانا مثلاً قاضی یا بادشاہ وخلیفہ مقرر کرنا۔

وہ چیزیں جن کی اضافت[7] زمانۂ مستقبل کی طرف ہوسکتی ہے:

اجارہ، ۲ فسخ اجارہ، ۳ مضاربت، ۴ معاملہ، ۵ مزارعہ،[8] ۶ وکالت، ۷ کفالہ، ۸ ایصا، ۹ وصیت، ۱۰ قضا، ۱۱ امارت، ۱۲ طلاق، ۱۳ عتاق، ۱۴ وقف، ۱۵ عاریت، ۱۶ اذن تجارت۔

وہ چیزیں جن کی اضافت مستقبل کی طرف صحیح نہیں:

۱ بیع، ۲ بیع کی اجازت، ۳ اس کا فسخ، ۴ قسمت، ۵ شرکت، ۶ ہبہ، ۷ نکاح، ۸ رجعت، ۹ مال سے صلح، ۱۰ دَین سے ابرا۔[9]

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۳۸.

2 ...... آزادی۔
3 ...... وصیت کرنا۔
4 ...... یعنی کسی کو زخمی کیا ہے۔
5 ...... یعنی خیار شرط میں واپسی کو کسی شرط پر معلق کرنا۔
6 ...... قسم۔
7 ...... نسبت۔
8 ...... کھیتی کرائے پر لینا۔
9 ...... یعنی قرض سے بَری کرنا۔

بیع صرف کا بیان

حدیث ۱: صحیحین میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''سونے کو سونے کے بدلے میں نہ بیچو، مگر برابر برابر اور بعض کو بعض پر زیادہ نہ کرو اور چاندی کو چاندی کے بدلے میں نہ بیچو، مگر برابر برابر اور بعض کو بعض پر زیادہ نہ کرو اور ان میں اودھار کو نقد کے ساتھ نہ بیچو۔'' اور ایک روایت میں ہے، کہ ''سونے کو سونے کے بدلے میں اور چاندی کو چاندی کے بدلے میں نہ بیچو، مگر وزن کے ساتھ برابر کر کے۔''[1]

حدیث ۲: صحیح مسلم شریف میں ہے، فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں، میں نے خیبر کے دن بارہ دینار کو ایک ہار خریدا تھا جس میں سونا تھا اور پوت،[2] میں نے دونوں چیزیں جدا کیں تو بارہ دینار سے زیادہ سونا نکلا، اس کو میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ذکر کیا، ارشاد فرمایا: ''جب تک جدا نہ کرلیا جائے، بیچا نہ جائے۔''[3]

حدیث ۳: امام مالک و ابوداود و ترمذی وغیرہم ابی الحدثان[4] سے راوی، کہتے ہیں کہ میں سو اشرفیاں توڑانا چاہتا تھا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مجھے بُلایا اور ہم دونوں کی رضامندی ہوگئی اور بیع صَرف ہوگئی۔ اُنھوں نے سونا مجھ سے لے لیا اور اُلٹ پلٹ کر دیکھا اور کہا اس کے روپے اُس وقت ملیں گے جب میرا خازن[5] غابہ[6] سے آجائے، حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سُن رہے تھے اُنھوں نے فرمایا: اُس سے جدا نہ ہونا جب تک روپیہ وصول نہ کرلینا پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''سونا چاندی کے بدلے میں بیچنا سود ہے، مگر جبکہ دست بدست[7] ہو۔''[8]

مسئلہ ۱: صرف کے معنی ہم پہلے بتا چکے ہیں یعنی ثمن کو ثمن سے بیچنا۔ صرف میں کبھی جنس کا تبادلہ جنس سے ہوتا ہے جیسے روپیہ سے چاندی خریدنا یا چاندی کی ریزگاریاں[9] خریدنا۔ سونے کو اشرفی سے خریدنا۔ اور کبھی غیر جنس سے تبادلہ ہوتا ہے جیسے روپے سے سونا یا اشرفی خریدنا۔[10]

---

1 ......''صحیح البخاري''، کتاب البیوع، باب بیع الفضة بالفضة، الحدیث: ۲۱۷۷، ج۲، ص۳۸.
و''مشکاة المصابیح''، کتاب البیوع، باب الربا، الحدیث: ۲۸۱۰، ج۲، ص۱۳۹-۱۴۰.

2 ......شیشے کا سوراخ دار دانا، موتی۔

3 ......''صحیح مسلم''، کتاب المساقاة والمزارعة، باب بیع القلادة...إلخ، الحدیث: ۹۰-(۱۵۹۱)، ص۸۵۸.

4 ......اس مقام پر ''بہارِ شریعت'' کے تمام نسخوں میں ''ابی الحَدَثان'' مکتوب ہے جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے، جبکہ کتب احادیث موطأ امام مالک، سُنن ابی داود و جامع ترمذی وغیرہ میں ''مالك بن اوس بن الحَدَثان'' مذکور ہے۔...**علمیه**

5 ......خزانچی۔ 6 ......مدینے کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔ 7 ......یعنی نقد۔

8 ......''الموطأ'' للإمام مالك، کتاب البیوع، باب ماجاء في الصرف، الحدیث: ۱۳۶۹، ج۲، ص۱۷۱.

9 ......سکے۔

10 ......''الدرالمختار''، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۵۲.

مسئلہ ۲ ثمن سے مراد عام ہے کہ وہ ثمن خلقی ہو یعنی اسی لیے پیدا کیا گیا ہو چاہے اُس میں انسانی صنعت[1] بھی داخل ہو یا نہ ہو چاندی سونا اوران کے سکّے اور زیورات یہ سب ثمنِ خلقی میں داخل ہیں دوسری قسم غیرِ خلقی جس کو ثمنِ اصطلاحی بھی کہتے ہیں یہ وہ چیزیں ہیں کہ ثمنیّت کے لیے مخلوق نہیں ہیں مگر لوگ ان سے ثمن کا کام لیتے ہیں ثمن کی جگہ پر استعمال کرتے ہیں۔ جیسے پیسہ، نوٹ، نِکل[2] کی ریز گاریاں کہ یہ سب اصطلاحی ثمن ہیں روپے کے پیسے بھنائے جائیں[3] یا ریز گاریاں خریدی جائیں یہ صَرف میں داخل ہے۔[4]

مسئلہ ۳ چاندی کی چاندی سے یا سونے کی سونے سے بیع ہوئی یعنی دونوں طرف ایک ہی جنس ہے تو شرط یہ ہے کہ دونوں وزن میں برابر ہوں اور اُسی مجلس میں دست بدست قبضہ ہو یعنی ہر ایک دوسرے کی چیز اپنے فعل سے قبضہ میں لائے اگر عاقدین نے ہاتھ سے قبضہ نہیں کیا بلکہ فرض کرو عقد کے بعد وہاں اپنی چیز رکھدی اور اُس کی چیز لے کر چلا آیا یہ کافی نہیں ہے اور اس طرح کرنے سے بیع ناجائز ہوگئی بلکہ سود ہوا اور دوسرے مواقع میں تخلیہ[5] قبضہ قرار پاتا ہے اور کافی ہوتا ہے وزن برابر ہونے کے یہ معنی کہ کانٹے یا ترازو کے دونوں پلّے[6] میں دونوں برابر ہوں اگرچہ یہ معلوم نہ ہو کہ دونوں کا وزن کیا ہے۔[7] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار) برابری سے مراد یہ ہے کہ عاقدین[8] کے علم میں دونوں چیزیں برابر ہوں یہ مطلب نہیں کہ حقیقت میں برابر ہونا چاہیے اُن کو برابر ہونا معلوم ہو یا نہ ہو لہٰذا اگر دونوں جانب کی چیزیں برابر تھیں مگر اُن کے علم میں یہ بات نہ تھی بیع ناجائز ہے ہاں اگر اُسی مجلس میں دونوں پر یہ بات ظاہر ہو جائے کہ برابر ہیں تو جائز ہو جائے گی۔[9] (فتح القدیر)

مسئلہ ۴ اتحادِ جنس کی صورت میں کھرے کھوٹے ہونے کا کچھ لحاظ نہ ہوگا یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ جدھر کھرا مال[10] ہے اُدھر کم ہو اور جدھر کھوٹا ہو زیادہ ہو کہ اس صورت میں بھی کمی بیشی[11] سود ہے۔[12]

مسئلہ ۵ اس کا لحاظ نہیں ہوگا کہ ایک میں صنعت[13] ہے اور دوسرا چاندی کا ڈھیلا[14] ہے یا ایک سکّہ ہے دوسرا

---

1 ......انسانی کاریگری۔
2 ......ایک قسم کی دھات جو سفیدی مائل ہوتی ہے۔
3 ......یعنی چینج کروائے جائیں۔
4 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۵۲.
5 ......خریدار کو مبیع پر قدرت دے دینا۔
6 ......پلڑے۔
7 ......"الدرالمختار" و"رد المحتار"، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۵۳.
8 ......عقد کرنے والے یعنی خریدار اور بیچنے والا۔
9 ......"فتح القدیر"، کتاب الصرف، ج۶، ص۲۵۹.
10 ......خالص مال۔
11 ......کمی اور زیادتی۔
12 ......"الهداية"، کتاب الصرف، ج۲، ص۸۱.
13 ......کاریگری۔
14 ......ٹکڑا۔

ویسا ہی ہے اگر ان اختلافات کی وجہ سے کم وبیش کیا تو حرام وسود ہے مثلاً ایک روپیہ کی ڈیڑھ دو روپے بھر اس زمانے میں چاندی بکتی ہے اور عام طور پر لوگ روپیہ ہی سے خریدتے ہیں اور اس میں اپنی ناواقفی کی وجہ سے کچھ حرج نہیں جانتے حالانکہ یہ سود ہے اور بالاِجماع حرام ہے۔ اس لیے فقہا یہ فرماتے ہیں کہ اگر سونے چاندی کا زیور کسی نے غصب کیا اور غاصب نے اُسے ہلاک کر ڈالا تو اُس کا تاوان غیرِ جنس سے دلایا جائے یعنی سونے کی چیز ہے تو چاندی سے دلایا جائے اور چاندی کی ہے تو سونے سے کیونکہ اُسی جنس سے دلانے میں مالک کا نقصان ہے اور بنوائی وغیرہ کا لحاظ کر کے کچھ زیادہ دلایا جائے تو سود ہے یہ دینی نقصان ہے۔[1] (ہدایہ، فتح، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: اگر دونوں جانب ایک جنس نہ ہو بلکہ مختلف جنسیں ہوں تو کمی بیشی میں کوئی حرج نہیں مگر تقابُضِ بدلین[2] ضروری ہے اگر تقابضِ بدلین سے قبل مجلس بدل گئی تو بیع باطل ہوگئی۔ لہٰذا سونے کو چاندی سے یا چاندی کو سونے سے خریدنے میں دونوں جانب کو وزن کرنے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ وزن تو اس لیے کرنا ضروری تھا کہ دونوں کا برابر ہونا معلوم ہوجائے اور جب برابری شرط نہیں تو وزن بھی ضروری نہ رہا صرف مجلس میں قبضہ کرنا ضروری ہے۔ اگر چاندی خریدنی ہو اور سود سے بچنا ہو تو روپیہ سے مت خریدو گنّی[3] یا نوٹ یا پیسوں سے خریدو۔ دین و دنیا دونوں کے نقصان سے بچو گے۔ یہ حکم ثمنِ خلقی یعنی سونے چاندی کا ہے اگر پیسوں سے چاندی خریدی تو مجلس میں ایک کا قبضہ ضروری ہے دونوں جانب سے قبضہ ضروری نہیں کیونکہ اُن کی ثمنیّت منصوص نہیں[4] جس کا لحاظ ضروری ہو عاقدین اگر چاہیں تو ان کی ثمنیّت کو باطل کر کے جیسے دوسری چیزیں غیرِ ثمن ہیں اُن کو بھی غیرِ ثمن قرار دے سکتے ہیں[5] (درمختار، ردالمحتار) مجلس بدلنے کے یہاں یہ معنٰے ہیں کہ دونوں جدا ہوجائیں ایک ایک طرف چلا جائے اور دوسرا دوسری طرف یا ایک وہاں سے چلا جائے اور دوسرا وہیں رہے اور اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہوں تو مجلس نہیں بدلی، اگرچہ کتنی ہی طویل مجلس ہو، اگرچہ دونوں وہیں سوجائیں یا بے ہوش ہوجائیں بلکہ اگرچہ دونوں وہاں سے چل دیں مگر ساتھ ساتھ جائیں غرض یہ کہ جب تک دونوں میں جدائی نہ ہو، قبضہ ہوسکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: ایک نے دوسرے کے پاس کہلا بھیجا کہ میں نے تم سے اتنے روپے کی چاندی یا سونا خریدا دوسرے نے

---

[1] ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۵۴.
و"الهداية"، کتاب الصرف، ج۲، ص۸۵.
و"فتح القدير"، کتاب الصرف، ج۶، ص۲۷۹.

[2] ......یعنی ثمن ومبیع پر قبضہ۔

[3] ......سونے کا ایک انگریزی سکہ۔

[4] ......یعنی ان کی ثمنیت پر نص (حدیث) وارد نہیں۔

[5] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۵۴.

[6] ......"الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب الأول فی تعریفه ورکنه...إلخ، ج۳، ص۲۱۷.

قبول کیا یہ عقد درست نہیں کہ تقابضِ بدلین مجلس واحد میں یہاں نہیں ہوسکتا۔[1] (عالمگیری) خط وکتابت کے ذریعہ سے بھی بیع صَرف نہیں ہوسکتی۔

مسئلہ ۸ بیع صرف اگر صحیح ہو تو اس کے دونوں عوض معین کرنے سے بھی معین نہیں ہوتے فرض کرو ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ ایک روپیہ ایک روپیہ کے بدلے میں بیع کیا اور ان دونوں کے پاس روپیہ نہ تھا مگر اسی مجلس میں دونوں نے کسی اور سے قرض لے کر تقابض بدلین کیا تو عقد صحیح رہا یا مثلاً اشارہ کرکے کہا کہ میں نے اس روپیہ کو اس روپیہ کے بدلے میں بیچا اور جس کی طرف اشارہ کیا اُسے اپنے پاس رکھ لیا دوسرا اُس کی جگہ دیا جب بھی صحیح ہے۔[2] (درمختار) یہ اُس وقت ہے کہ سونا یا چاندی یا سکّے ہوں اور بنی ہوئی چیز مثلاً برتن زیور، ان میں تعین ہوتا ہے۔

مسئلہ ۹ بیع صرف خیارِ شرط سے فاسد ہوجاتی ہے۔ یوہیں اگر کسی جانب سے ادا کرنے کی کوئی مدت مقرر ہوئی مثلاً چاندی آج لی اور روپیہ کل دینے کو کہا یہ عقد فاسد ہے ہاں اگر اُسی مجلس میں خیار شرط اور مدت کو ساقط کردیا تو عقد صحیح ہو جائے گا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۰ سونے چاندی کی بیع میں اگر کسی طرف اُودھار ہو تو بیع فاسد ہے اگرچہ اُدھار والے نے جدا ہونے سے پہلے اُسی مجلس میں کچھ ادا کردیا جب بھی کل کی بیع فاسد ہے مثلاً پندرہ روپے کی گنی خریدی اور روپیہ دس دن کے بعد دینے کو کہا مگر اُسی مجلس میں دس روپے دیدیے جب بھی پوری ہی بیع فاسد ہے یہ نہیں کہ جتنا دیا اُس کی مقدار میں جائز ہوجائے ہاں اگر وہیں کل روپے دیدیے تو پوری بیع صحیح ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱ سونے چاندی کی کوئی چیز برتن زیور وغیرہ خریدی تو خیار عیب وخیار رویت حاصل ہوگا۔ روپے اشرفی میں خیار رویت تو نہیں مگر خیار عیب ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲ عقد ہوجانے کے بعد اگر کوئی شرط فاسد پائی گئی تو اس کو اصل عقد سے ملحق کریں گے یعنی اس کی وجہ سے وہ عقد جو صحیح ہوا تھا فاسد ہوگیا مثلاً روپے سے چاندی خریدی اور دونوں طرف وزن بھی برابر ہے اور اُسی مجلس میں تقابض بدلین

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب البيوع، الباب الأول في تعريفه وركنه... إلخ، ج٣، ص٢١٧.

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الصرف، ج٧، ص٥٥٥.

3 ......المرجع السابق.

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصرف، الباب الأول في تعريفه... إلخ، ج٣، ص٢١٨.

5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الصرف، ج٧، ص٥٥٦.

بھی ہوگیا پھر ایک نے کچھ زیادہ کردیا یا کم کردیا مثلاً روپیہ کا سَوا روپیہ یا بارہ آنے کردیے اور دوسرے نے قبول کرلیا وہ پہلا عقد فاسد ہوگیا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۳ پندرہ روپے کی اشرفی خریدی اور روپے دیدیے اشرفی پر قبضہ کرلیا اُن میں ایک روپیہ خراب تھا اگر مجلس نہیں بدلی ہے وہ روپیہ پھیردے[2] دوسرا لے لے اور جدا ہونے کے بعد اُسے معلوم ہوا کہ ایک روپیہ خراب ہے اُس نے وہ روپیہ پھیر دیا تو اُس ایک روپیہ کے مقابل[3] میں بیع صرف جاتی رہی اب یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ اُس کے بدلے میں دوسرا روپیہ لے بلکہ اُس اشرفی میں ایک روپیہ کی مقدار کا یہ شریک ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴ بدل صرف پر جب تک قبضہ نہ کیا ہواُس میں تصرف نہیں کرسکتا اگر اُس نے اُس چیز کو ہبہ کردیا یا صدقہ کردیا یا معاف کردیا اور دوسرے نے قبول کرلیا بیع صرف باطل ہوگئی اور اگر روپے سے اشرفی خریدی اور ابھی اشرفی پر قبضہ بھی نہیں کیا اور اسی اشرفی کی کوئی چیز خریدی یہ بیع فاسد ہے اور بیع صرف بدستور صحیح ہے یعنی اب بھی اگر اشرفی پر قبضہ کرلیا تو صحیح ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۵ ایک کنیز[6] جس کی قیمت ایک ہزار ہے اور اُس کے گلے میں ایک ہزار کا طوق[7] پڑا ہے دونوں کو دو ہزار میں خریدا اور ایک ہزار اُسی وقت دیدیا اور ایک ہزار باقی رکھا تو یہ جو ادا کردیا طوق کا ثمن قرار دیا جائے گا اگرچہ اس کی تصریح نہ کی ہو یا یہ کہہ دیا ہو کہ دونوں کے ثمن میں یہ ایک ہزار لو۔ یوہیں اگر بیع میں ایک ہزار نقد دینا قرار پایا ہے اور ایک ہزار اُودھار تو جو نقد دینا ٹھہرا ہے طوق کا ثمن ہے۔ یوہیں اگر سو روپے میں تلوار خریدی جس میں پچاس روپے کا چاندی کا سامان لگا ہے اور اُسی مجلس میں پچاس دیدیے تو یہ اُس سامان کا ثمن قرار پائے گا یا عقد ہی میں پچاس روپے نقد اور پچاس اُودھار دینا قرار پایا تو یہ پچاس چاندی کے ہیں اگرچہ تصریح نہ کی ہو یا کہہ دیا ہو کہ دونوں کے ثمن میں سے پچاس لے لو بلکہ کہہ دیا ہو کہ تلوار کے ثمن میں سے پچاس روپے وصول کرو کیونکہ وہ آرائش کی چیزیں تلوار کے تابع ہیں تلوار بول کر وہ سب ہی کچھ مراد لیتے ہیں نہ کہ محض لوہے کا پھل البتہ اگر یہ کہہ دیا کہ یہ خاص تلوار کا ثمن ہے تو بیع فاسد ہوجائے گی۔ اور اگر اس مجلس میں طوق اور تلوار کی آرائش کا

---

1 ......"الدرالمختار"،کتاب البیوع،باب الصرف،ج۷،ص۵۵٦.

2 ......یعنی واپس کردے۔ 3 ......بدلے۔

4 ......"ردالمحتار"،کتاب البیوع،باب الصرف،ج۷،ص۵۵٦.

5 ......"الدرالمختار"،کتاب البیوع،باب الصرف،ج۷،ص۵۵٦.

6 ......لونڈی، باندی۔ 7 ......یعنی گلے کا ایک زیور، ہار۔

ثمن بھی ادا نہیں کیا گیا اور دونوں متفرق ہوگئے تو طوق و آرائش کی بیع باطل ہوگئی لونڈی کی صحیح ہے اور تلوار کی آرائش بلاضرر اُس سے علحدہ ہوسکتی ہے تو تلوار کی صحیح ہے ورنہ اس کی بھی باطل۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۶ تلوار میں جو چاندی ہے اُس کو ثمن کی چاندی سے کم ہونا ضروری ہے اگر دونوں برابر ہیں یا تلوار والی ثمن سے زیادہ ہو یا معلوم نہ ہو کہ کون زیادہ ہے کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے تو ان صورتوں میں بیع درست ہی نہیں پہلی دونوں صورتوں میں یقیناً سود ہے اور تیسری صورت میں سود کا احتمال ہے اور یہ بھی حرام ہے اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب ایسی چیز جس میں سونے چاندی کے تار یا پتر[2] لگے ہوں اُس کو اُسی جنس سے بیع کیا جائے تو ثمن کی جانب اُس سے زیادہ سونا یا چاندی ہونا چاہیے جتنا اُس چیز میں ہے تاکہ دونوں طرف کی چاندی یا سونا برابر کرنے کے بعد ثمن کی جانب میں کچھ بچے جو اُس چیز کے مقابل میں ہو اگر ایسا نہ ہو تو سود اور حرام ہے اور اگر غیر جنس سے بیع ہو مثلاً اُس میں سونا ہے اور ثمن روپے ہیں تو فقط تقابض بدلین[3] شرط ہے۔[4] (درمختار، فتح القدیر)

مسئلہ ۱۷ لچکا،[5] گوٹا[6] اگرچہ ریشم سے بُنا جاتا ہے مگر مقصود اُس میں ریشم نہیں ہوتا اور وزن سے ہی بکتا بھی ہے، لہٰذا دونوں جانب وزن برابر ہونا ضروری ہے لیس،[7] پیمک[8] وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۸ بعض کپڑوں میں چاندی کے بادلے[9] بُنے جاتے ہیں۔ آنچل[10] اور کنارے ہوتے ہیں جیسے بنارسی عمامہ اور بعض میں درمیان میں پھول ہوتے ہیں جیسے گلبدن[11] اس میں زری[12] کے کام کو تابع قرار دیں گے کیونکہ شرع مطہر نے اس کے استعمال کو جائز کیا ہے اس کی بیع میں ثمن کی چاندی زیادہ ہونا شرط نہیں۔

---

1 ......"الهداية"، كتاب الصرف، ج۲، ص۸۲.

2 ......پتلے چوڑے ٹکڑے۔　3 ......ثمن و مبیع پر قبضہ۔

4 ......"الدرالمختار"، كتاب البيوع، باب الصرف، ج۷، ص۵٦۰.

و"فتح القدير"، كتاب الصرف، ج٦، ص۲٦٦.

5 ......زری کی تیار کی ہوئی گوٹ، بیل۔

6 ......سونے، چاندی اور ریشم کے تاروں سے بنا ہوا فیتا یا زری کی تیار کی ہوئی گوٹ، یا کناری جو عموماً عورتوں کے لباس پر زینت کے لیے ٹانکی جاتی ہے۔

7 ......ریشمی یا سوتی ڈورے سے بنی ہوئی پٹی، بیل جس پہ سونے، چاندی کے تار لگے ہوتے ہیں۔

8 ......گوٹا جو کلابتوں سے بنایا اور انگرکھوں اور ٹوپیوں وغیرہ پر لگایا جاتا ہے۔

9 ......چاندی کے چپٹے تار۔　10 ......دوپٹے کا سرا۔

11 ......مختلف وضع کا دھاری دار اور پھول دار ریشمی اور سوتی کپڑا۔　12 ......سونے کے تار۔

مسئلہ ۱۹ جس چیز میں سونے، چاندی کا ملمع ہو[1] اُس کے ثمن کا ملمع کی چاندی سے زیادہ ہونا شرط نہیں اور اُسی مجلس میں اتنی چاندی پر قبضہ کرنا بھی شرط نہیں مثلاً برتن پر چاندی کا ملمع ہے اُس کو ملمع کی چاندی سے کم قیمت پر بیع کیا یا اُسی مجلس میں ثمن پر قبضہ نہ کیا جائز ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰ ملمع میں بہت زیادہ چاندی ہے کہ آگ پر پگھلا کر اتنی نکال سکتے ہیں جو تولنے میں آئے یہ قابل اعتبار ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱ چاندی کے برتن کو روپے یا اشرفی کے عوض میں بیع[4] کیا تھوڑے سے دام[5] مجلس میں دے دیے باقی باقی ہیں اور عاقدین[6] میں افتراق[7] ہوگیا تو جتنے دام دیے ہیں اُس کے مقابل میں بیع صحیح ہے اور باقی باطل اور برتن میں بائع و مشتری دونوں شریک ہیں اور مشتری کو عیب شرکت کی وجہ سے یہ اختیار نہیں کہ وہ حصہ بھی پھیر دے کیونکہ یہ عیب مشتری کے فعل و اختیار سے ہے اس نے پورا دام اُسی مجلس میں کیوں نہیں دیا اور اگر اس برتن میں کوئی حقدار پیدا ہوگیا اُس نے ایک جز اپنا ثابت کردیا تو مشتری کو اختیار ہے کہ باقی کو لے یا نہ لے کیونکہ اس صورت میں عیب شرکت اس کے فعل سے نہیں۔[8] (ہدایہ، فتح القدیر) پھر اگر مستحق[9] نے عقد کو جائز کردیا تو جائز ہوجائے گا اور اُتنے ثمن کا وہ مستحق ہے بائع مشتری سے لے کر اُس کو دے بشرطیکہ بائع و مشتری اجازت مستحق سے پہلے جدا نہ ہوئے ہوں خود مستحق کے جدا ہونے سے عقد باطل نہیں ہوگا کہ وہ عاقد نہیں ہے۔[10] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲ چاندی یا سونے کا ٹکڑا خریدا اور اُس کے کسی جز میں دوسرا حقدار پیدا ہوگیا تو جو باقی ہے وہ مشتری کا ہے اور ثمن بھی اتنے ہی کا مشتری کے ذمہ ہے اور مشتری کو یہ حق حاصل نہیں کہ باقی کو بھی نہ لے کیونکہ اس کے ٹکڑے کرنے میں کسی کا کوئی نقصان نہیں یہ اُس صورت میں ہے کہ قبضہ کے بعد حقدار کا حق ثابت ہوا اور اگر قبضہ سے پہلے اُس نے اپنا حق ثابت کردیا تو

---

1 ......جس پر سونے چاندی کا پانی چڑھایا گیا ہو۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: فی بیع المموّہ، ج۷، ص۵۶۰۔۵۶۱.

3 ......المرجع السابق.

4 ......فروخت۔ 5 ......رقم، روپے۔ 6 ......یعنی بائع و مشتری۔ 7 ......جدائی۔

8 ......"الهداية"، کتاب الصرف، ج۲، ص۸۲.

و"فتح القدير"، کتاب الصرف، ج۶، ص۲۶۷.

9 ......حقدار۔

10 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب: فی بیع المفضض... إلخ، ج۷، ص۵۶۲.

مشتری کو یہاں بھی اختیار حاصل ہوگا کہ لے یا نہ لے روپے اور اشرفی کا بھی یہی حکم ہے کہ مشتری کو اختیار نہیں ملتا۔[1] (ہدایہ، درمختار) مگر زمانہ سابق میں یہ رواج تھا کہ روپے اور اشرفی کے ٹکڑے کرنے میں کوئی نقصان نہ تھا اس زمانہ میں ہندوستان کے اندر اگر روپیہ کے ٹکڑے کر دیے جائیں تو ویسا ہی بیکار تصور کیا جائے گا جیسا برتن ٹکڑے کر دینے سے، لہٰذا یہاں روپیہ کا وہی حکم ہونا چاہیے جو برتن کا ہے۔

مسئلہ ۲۳: دو روپے اور ایک اشرفی کو ایک روپیہ دو۲ اشرفیوں سے بیچنا درست ہے روپے کے مقابل میں اشرفیاں تصور کریں اور اشرفی کے مقابل روپیہ، یوں ہی دو من گیہوں اور ایک من جو کو ایک من گیہوں اور دو من جو کے بدلے میں بیچنا بھی جائز ہے اور اگر گیارہ روپے کو دس روپے اور ایک اشرفی کے بدلے میں بیع کیا ہے دس روپے کے مقابل میں دس روپے ہیں اور ایک روپیہ کے مقابل اشرفی یہ دونوں دو۲ جنس ہیں ان میں کمی بیشی درست ہے اور اگر ایک روپیہ اور ایک تھان کو ایک روپیہ اور ایک تھان کے بدلے میں بیچا اور روپیہ پر طرفین نے قبضہ نہ کیا تو بیع صحیح نہ رہی۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۴: سونے کو سونے سے یا چاندی کو چاندی سے بیع کیا ان میں ایک کم ہے ایک زیادہ مگر جو کم ہے اُس کے ساتھ کوئی ایسی چیز شامل کر لی جس کی کچھ قیمت ہو تو بیع جائز ہے پھر اگر اُس کی قیمت اتنی ہے جو زائد کے برابر ہے تو کراہت بھی نہیں ورنہ کراہت ہے اور اگر اُس کی قیمت ہی نہ ہو جیسے مٹّی کا ڈھیلا تو بیع جائز ہی نہیں۔[3] (ہدایہ) روپے سے چاندی خریدنا چاہتے ہوں اور چاندی سستی ہو اگر برابر لیتے ہیں نقصان ہوتا ہے زیادہ لیتے ہیں سود ہوتا ہے تو روپے کے ساتھ پیسے شامل کر لیں بیع جائز ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۵: سونار[4] کے یہاں کی راکھ خریدی اگر چاندی کی راکھ ہے اور چاندی سے خریدی یا سونے کی ہے اور سونے سے خریدی تو ناجائز ہے کیونکہ معلوم نہیں راکھ میں کتنا سونا یا چاندی ہے اور اگر عکس کیا یعنی چاندی کی راکھ کو سونے سے اور سونے کی چاندی سے خریدا تو دو صورتیں ہیں اگر اُس میں سونا چاندی ظاہر ہے تو جائز ہے، ورنہ ناجائز اور جس صورت میں بیع جائز ہے مشتری کو دیکھنے کے بعد اختیار حاصل ہوگا۔[5] (فتح القدیر)

1 ......"الهداية"، كتاب الصرف، ج ٢، ص ٨٣.
و"الدرالمختار"، كتاب الصرف، باب الصرف، ج ٧، ص ٥٦٣.
2 ......"الهداية"، كتاب الصرف، ج ٢، ص ٨٣.
3 ......المرجع السابق.
4 ......سونے کا کاروبار کرنے والا۔
5 ......"فتح القدير"، كتاب الصرف، ج ٦، ص ٢٧٢.

مسئلہ ۲۶ ایک شخص کے دوسرے پر پندرہ روپے ہیں مدیون[1] نے دائن[2] کے ہاتھ ایک اشرفی پندرہ روپے میں بیچی اور اشرفی دیدی اور اس کے ثمن و دین میں مقاصہ کرلیا یعنی ادلا بدلا کرلیا کہ یہ پندرہ ثمن کے اون پندرہ کے مقابل میں ہوگئے جو میرے ذمّہ باقی تھے ایسا کرنا صحیح ہے اور اگر عقد ہی میں یہ کہا کہ اشرفی اُن روپوں کے بدلے میں بیچتا ہوں جو میرے ذمّہ تمھارے ہیں تو مقاصہ کی بھی ضرورت نہیں یہ اُس صورت میں ہے کہ دَین پہلے کا ہو اور اگر اشرفی بیچنے کے بعد کا دَین ہو مثلاً پندرہ میں اشرفی بیچی پھر اُسی مجلس میں اُس سے پندرہ روپے کے کپڑے خریدے اور اشرفی دے دی اشرفی اور کپڑے کے ثمن میں مقاصہ کرلیا یہ بھی دُرست ہے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۷ چاندی سونے میں میل[4] ہو مگر سونا چاندی غالب ہے تو سونا چاندی ہی قرار پائیں گے جیسے روپیہ اور اشرفی کہ خالص چاندی سونا نہیں ہیں میل ضرور ہے مگر کم ہے اس وجہ سے اب بھی انھیں چاندی سونا ہی سمجھیں گے اور ان کی جنس سے بیع ہو تو وزن کے ساتھ برابر کرنا ضروری ہے اور قرض لینے میں بھی ان کے وزن کا اعتبار ہوگا۔ ان میں کھوٹ[5] خود ملایا ہو جیسے روپے اشرفی میں ڈھلنے کے وقت کھوٹ ملاتے ہیں یا ملایا نہیں ہے بلکہ پیدائشی ہے کان سے جب نکالے گئے اُسی وقت اُس میں آمیزش تھی دونوں کا ایک حکم ہے۔[6] (ہدایہ، عالمگیری)

مسئلہ ۲۸ سونے چاندی میں اتنی آمیزش ہے کہ کھوٹ غالب ہے تو خالص کے حکم میں نہیں اور ان کا حکم یہ ہے کہ اگر خالص سونے چاندی سے انکی بیع کریں تو یہ چاندی اُس سے زیادہ ہونی چاہیے جتنی چاندی اُس کھوٹی چاندی میں ہے تا کہ چاندی کے مقابلہ میں چاندی ہوجائے اور زیادتی کھوٹ کے مقابل میں ہو اور تقابض شرط ہے کیونکہ دونوں طرف چاندی ہے اور اگر خالص چاندی اس کے مقابل میں اُتنی ہی ہے جتنی اس میں ہے یا اس سے بھی کم ہے یا معلوم نہیں کم ہے یا زیادہ تو بیع جائز نہیں کہ پہلی دوصورتوں میں کھلا ہوا سُود ہے اور تیسری میں سُود کا احتمال ہے۔[7] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۹ جس میں کھوٹ غالب ہے اُس کی بیع اُس کے جنس کے ساتھ ہو یعنی دونوں طرف اسی طرح کی کھوٹی

---

1 ...... مقروض، قرض لینے والا۔　2 ...... قرض خواہ، قرض دینے والا۔

3 ...... "الهداية"، كتاب الصرف، ج ٢، ص ٨٣۔٨٤.

4 ...... کھوٹ۔　5 ...... ملاوٹ۔

6 ...... "الهداية"، كتاب الصرف، ج ٢، ص ٨٤.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب الصرف، الباب الثانى فى احكام العقد با لنظر...إلخ، الفصل الأول، ج٣، ص ٢١٩.

7 ...... "الهداية"، كتاب الصرف، ج٧، ص ٨٤.

چاندی ہو تو کمی بیشی بھی درست ہے کیونکہ دونوں جانب دو قسم کی چیزیں ہیں چاندی بھی ہے اور کانسہ[1] بھی ہوسکتا ہے کہ ہر ایک کو خلافِ جنس کے مقابل میں کریں مگر جدا ہونے سے پہلے دونوں کا قبضہ ہو جانا ضروری ہے اور اس میں کمی بیشی اگرچہ سود نہیں مگر اس قسم کے جہاں سکّے چلتے ہوں اُن میں مشایخِ کرام کمی بیشی کا فتویٰ نہیں دیتے کیونکہ اس سے سود خواری کا دروازہ کھلتا ہے کہ ان میں کمی بیشی کی جب عادت پڑ جائے گی تو وہاں بھی کمی بیشی کریں گے جہاں سود ہے۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۳۰ ایسے روپے جن میں کھوٹ غالب ہے اِن میں بیع و قرض وزن کے اعتبار سے بھی دُرست ہے اور گنتی کے لحاظ سے بھی، اگر رواج وزن کا ہے تو وزن سے اور عدد کا ہے تو عدد سے اور دونوں کا ہے تو دونوں طرح کیونکہ یہ اُن میں نہیں ہیں جن کا وزن منصوص[3] ہے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۳۱ ایسے روپے جن میں کھوٹ غالب ہے جب تک اُن کا چلن[5] ہے ثمن ہیں متعین کرنے سے بھی متعین نہیں ہوتے مثلاً اشارہ کر کے کہا اس روپیہ کی یہ چیز دے دو تو یہ ضرور نہیں کہ وہی روپیہ دے اُس کی جگہ دوسرا بھی دے سکتا ہے اور اگر ان کا چلن جاتا رہا تو ثمن نہیں بلکہ جس طرح اور چیزیں ہیں یہ بھی ایک متاع[6] ہے اور اُس وقت معین ہیں اگر اُس کے عوض میں کوئی چیز خریدی ہے تو جس کی طرف اشارہ کیا ہے اُسی کو دینا ضروری ہے اُس کے بدلے میں دوسرا نہیں دے سکتا یہ اُس وقت ہے جب بائع و مشتری دونوں کو معلوم ہے کہ اس کا چلن نہیں ہے اور ہر ایک یہ بھی جانتا ہو کہ دوسرے کو بھی اس کا حال معلوم ہے اور اگر دونوں کو یہ بات معلوم نہیں یا ایک کو معلوم نہیں یا دونوں کو معلوم ہے مگر یہ نہیں معلوم کہ دوسرا بھی جانتا ہے تو بیع کا تعلق اس کھوٹے روپے سے نہیں جس کی طرف اِشارہ ہے بلکہ اچھے روپے سے ہے اچھا روپیہ دینا ہوگا اور اگر اُس کا چلن بالکل بند نہیں ہوا ہے بعض طبقہ میں چلتا ہے اور بعض میں نہیں اور ان سے کوئی چیز خریدی تو دو صورتیں ہیں بائع کو یہ بات معلوم ہے یا نہیں کہ کہیں چلتا ہے اور کہیں نہیں اگر معلوم ہے تو یہی روپیہ دینا ضرور نہیں اسی طرح کا دوسرا بھی دے سکتا ہے اور اگر معلوم نہیں تو کھرا روپیہ دینا پڑے گا۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

1 ......ایک قسم کی مرکب دھات جو تانبے اور رانگ کی آمیزش سے بنتی ہے۔

2 ......"الهداية"، كتاب الصرف، ج٢، ص٨٤.

3 ......یعنی جن کے موزوں ہونے کے بارے میں نص (حدیث) وارد ہے۔

4 ......"الهداية"، كتاب الصرف، ج٢، ص٨٤.

5 ......لین دین کا رواج۔ 6 ......ساز و سامان، چیز۔

7 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب: مسائل فی المقاصة، ج٧، ص٥٦٧.

مسئلہ ۳۲ روپیہ میں چاندی اور کھوٹ دونوں برابر ہیں بعض باتوں میں ایسے روپے کا حکم اُس کا ہے جس میں چاندی غالب ہے اور بعض باتوں میں اُس کی طرح ہے جس میں کھوٹ غالب ہے بیع وقرض میں اُس کا حکم اُس کی طرح ہے جس میں چاندی غالب ہے کہ وہ وزنی ہیں اور بیع صرف میں اُس کی طرح ہیں جس میں کھوٹ غالب ہے کہ اُس کی بیع اگر اُسی قسم کے روپے سے ہو یا خالص چاندی سے ہو تو وہ تمام باتیں لحاظ کی جائیں گی جو مذکور ہوئیں مگر اُس کی بیع اُسی قسم کے روپے سے ہو تو اکثر فقہا کمی بیشی کو ناجائز کہتے ہیں اور مقتضائے احتیاط[1] بھی یہی ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳ ایسے روپے جن میں چاندی سے زیادہ میل[3] ہے ان سے یا پیسوں سے کوئی چیز خریدی اور ابھی بائع کو دیئے نہیں کہ ان کا چلن بند ہوگیا، لوگوں نے اُن سے لین دین چھوڑ دیا امام اعظم فرماتے ہیں کہ بیع باطل ہوگئی مگر فتویٰ صاحبین[4] کے قول پر ہے کہ ان روپوں یا پیسوں کی جو قیمت تھی وہ دی جائے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۴ پیسوں یا روپیہ کا چلن بند نہیں ہوا مگر قیمت کم ہوگئی تو بیع بدستور باقی ہے اور بائع کو یہ اختیار نہیں کہ بیع کو فسخ کردے۔ یوہیں اگر قیمت زیادہ ہوگئی جب بھی بیع بدستور ہے اور مشتری کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں اور یہی روپے دونوں صورتوں میں ادا کیے جائیں گے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۵ پیسے چلتے ہوں تو ان سے خریدنا درست ہے اور معین کرنے سے معین نہیں ہوتے مثلاً اشارہ کرکے کہا اس پیسہ کی یہ چیز دو تو وہی پیسہ دینا واجب نہیں دوسرا بھی دے سکتا ہے ہاں اگر دونوں یہ کہتے ہوں کہ ہمارا مقصود معین ہی تھا تو معین ہے۔ اور ایک پیسہ سے دو معین پیسے خریدے تو عقد کا تعلق معین سے ہے اگرچہ وہ دونوں اس کی تصریح نہ کریں کہ ہمارا مقصود یہی تھا۔[7] (درمختار، ردالمحتار) اس صورت میں اگر کوئی بھی ہلاک ہوجائے بیع باطل ہوجائے گی اور اگر دونوں میں کوئی یہ چاہے کہ اُس کے بدلے کا دوسرا پیسہ دیدے یہ نہیں کرسکتا وہی دینا ہوگا۔[8] (عالمگیری)

---

1 ......احتیاط کا تقاضا۔

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب: مسائل فی المقاصة، ج۷، ص۵۶۸.

3 ......ملاوٹ۔

4 ......یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۶۹.

6 ......المرجع السابق، ص۵۷۱.

7 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب: مسائل فی المقاصة، ج۷، ص۵۷۲.

8 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب البیوع، الباب التاسع فیمایجوز بیعه...إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص۱۰۳.

مسئلہ ۳۶ پیسوں کا چلن اُٹھ گیا تو ان سے بیع درست نہیں جب تک معین نہ ہوں کہ اب یہ ثمن نہیں ہیں مبیع ہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۷ ایک روپے کے پیسے خریدے اور ابھی قبضہ نہیں کیا تھا کہ ان کا چلن جاتا رہا بیع باطل ہوگئی اور اگر آدھے روپے کے پیسوں پر قبضہ کیا تھا اور آدھے پر نہیں کہ چلن بند ہوگیا تو اس نصف کی بیع باطل ہوگئی۔[2] (فتح القدیر)

مسئلہ ۳۸ پیسے قرض لیے تھے اور ابھی ادا نہیں کیے تھے کہ ان کا چلن جاتا رہا اب قرض میں ان پیسوں کے دینے کا حکم دیا جائے تو دائن کا سخت نقصان ہوگا جتنا دیا تھا اُس کا چہارم بھی نہیں وصول ہوسکتا لہٰذا چلن اُٹھنے کے دن ان پیسوں کی جو قیمت تھی وہ ادا کی جائے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۹ روپیہ دوروپے اٹھنی چونی کے پیسوں کی چیز خریدی اور یہ نہیں ظاہر کیا کہ یہ پیسے کتنے ہونگے بیع صحیح ہے کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ روپیہ کے اتنے پیسے ہیں۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۰ صراف[5] کو روپیہ دے کر کہا کہ آدھے روپیہ کے پیسے دو اور آدھے کا اٹھنی سے کم چاندی کا سکہ دو یہ بیع ناجائز ہے آدھے کے پیسے خریدے اس میں کچھ حرج نہ تھا، مگر آدھے کا سکہ جو خریدا اس میں کمی بیشی ہے اس کی وجہ سے پوری ہی بیع فاسد ہوگی اور اگر یوں کہتا کہ اس روپیہ کے اتنے پیسے اور اٹھنی سے کم والا سکہ دو تو کوئی حرج نہ تھا کیونکہ یہاں تفصیل نہیں ہے پیسوں اور سکہ سب کے مقابل میں روپیہ ہے۔[6] (درمختار، ہدایہ)

مسئلہ ۴۱ ہم نے کئی جگہ ضمناً یہ بات ذکر کردی ہے کہ نوٹ بھی ثمن اصطلاحی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آج تمام لوگ اس سے چیزیں خریدتے بیچتے ہیں دیون[7] و دیگر مطالبات میں بے تکلّف[8] دیتے لیتے ہیں یہاں تک کہ دس روپے کی چیز

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۶۷ .

2 ......"فتح القدیر"، کتاب الصرف، ج٦، ص۲۷۸ .

3 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۷۲ .

4 ......"الهداية"، کتاب الصرف، ج۷، ص۸۵ .

5 ......سونے کا کاروبار کرنے والا۔

6 ......"الهداية"، کتاب الصرف، ج۷، ص۸۵۔۸٦ .

و"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۷۳ .

7 ......قرضے۔ 8 ......بلا جھجک۔

خریدتے ہیں اور نوٹ دے دیتے ہیں دس روپے قرض لیتے ہیں اور دس روپیہ کا نوٹ دے دیتے ہیں نہ لینے والا سمجھتا ہے کہ حق سے کم یا زیادہ ملا ہے نہ دینے والا جس طرح اٹھنی، چونّی، دوانی کی کوئی چیز خریدی اور پیسے دے دیے یا یہ چیزیں قرض لی تھیں اور پیسوں سے قرض ادا کیا اس میں کوئی تفاوت [1] نہیں سمجھتا بعینہٖ اسی طرح نوٹ میں بھی فرق نہیں سمجھا جاتا حالانکہ یہ ایک کاغذ کا ٹکڑا ہے جس کی قیمت ہزار پانسو تو کیا پیسہ دو پیسہ بھی نہیں ہوسکتی، صرف اصطلاح نے اُسے اس رتبہ تک پہنچایا کہ ہزاروں میں بکتا ہے اور آج اصطلاح ختم ہوجائے تو کوڑی [2] کو بھی کون پوچھے۔ اس بیان کے بعد یہ سمجھنا چاہیے کہ کھوٹے روپے اور پیسوں کا جو حکم ہے، وہی ان کا ہے کہ ان سے چیز خرید سکتے ہیں اور معین کرنے سے بھی معین نہیں ہوں گے خود نوٹ کو نوٹ کے بدلے میں بیچنا بھی جائز ہے اور اگر دونوں معین کرلیں تو ایک نوٹ کے بدلے میں دو نوٹ بھی خرید سکتے ہیں، جس طرح ایک پیسہ سے معین دو پیسوں کو خرید سکتے ہیں روپوں سے اس کو خریدا یا بیچا جائے تو جدا ہونے سے پہلے ایک پر قبضہ ہونا ضروری ہے جو رقم اس پر لکھی ہوتی ہے اُس سے کم وبیش پر بھی نوٹ کا بیچنا جائز ہے دس کا نوٹ پانچ میں بارہ میں بیع کرنا درست ہے جس طرح ایک روپیہ کے ٦٤ کی جگہ سو پیسے یا ۵۰ پیسے بیچے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں بعض لوگ جو کمی بیشی ناجائز جانتے ہیں اسے چاندی تصور کرتے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ یہ چاندی نہیں ہے بلکہ کاغذ ہے اور اگر چاندی ہوتی تو اس کی بیع میں وزن کا اعتبار ضرور کرنا ہوتا دس روپے سے دس کا نوٹ لینا اُس وقت درست ہوتا کہ ایک پلہ میں دس روپے رکھیں دوسرے میں نوٹ اور دونوں کا وزن برابر کریں یہ البتہ کہا جاسکتا ہے کہ بعض باتوں میں چاندی کے حکم میں ہے مثلاً دس روپے قرض لیے تھے یا کسی چیز کا ثمن تھا اور روپے کی جگہ نوٹ دے دیے یہ درست ہے جس طرح پندرہ روپیہ کی جگہ ایک گنی [3] دینا درست ہے مگر اس سے یہ نہیں ہوسکتا کہ گنی کو چاندی کہا جائے کہ پندرہ کی گنی کو پندرہ سے کم وبیش میں بیچنا ہی ناجائز ہو۔

مسئلہ ۴۲: ہندوستان کے اکثر شہروں میں پہلے کوڑیوں کا رواج تھا اور اب بھی بعض جگہ چل رہی ہیں یہ بھی ثمن اصطلاحی ہیں اور ان کا وہی حکم ہے جو پیسوں کا ہے۔

بیع تَلْجِئَہ

مسئلہ ۴۳: بیع تَلْجِئَہ یہ ہے کہ دو شخص اور لوگوں کے سامنے بظاہر کسی چیز کو بیچنا خریدنا چاہتے ہیں مگر اُن کا ارادہ اس

---

1 ...... فرق۔ 2 ...... دمڑی (پیسے کا چوتھا حصہ)۔

3 ...... سونے کا ایک انگریزی سکہ۔

چیز کے بیچنے خریدنے کا نہیں ہے اس کی ضرورت یوں پیش آتی ہے کہ جانتا ہے فلاں شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ چیز میری ہے تو زبردستی چھین لے گا میں اُس کا مقابلہ نہیں کرسکتا، اس میں یہ ضروری ہے کہ مشتری سے کہہ دے کہ میں بظاہر تم سے بیع کروں گا اور حقیقۃً بیع نہیں ہوگی اور اس امر پر لوگوں کو گواہ بھی کرے محض دل میں یہ خیال کر کے بیع کی اور زبان سے اس کو ظاہر نہیں کیا ہے یہ تَلْجِئَہ نہیں۔ تَلْجِئَہ کا حکم ہزل[1] کا ہے کہ صورت بیع کی ہے اور حقیقت میں بیع نہیں[2] (درمختار، ردالمحتار) آج کل جس کو فرضی بیع کہا کرتے ہیں وہ اسی تَلْجِئَہ میں داخل ہوسکتی ہے جبکہ اس کے شرائط پائے جائیں۔

مسئلہ ۴۴ تَلْجِئَہ کی تین صورتیں ہیں: نفس عقد میں تَلْجِئَہ ہو یا مقدار ثمن میں یا جنس ثمن میں۔ نفس عقد میں تَلْجِئَہ کی وہی صورت ہے جو مذکور ہوئی کہ بائع نے مشتری سے کچھ خاص لوگوں کے سامنے یہ کہہ دیا کہ میں لوگوں کے سامنے ظاہر کروں گا کہ اپنا مکان تمھارے ہاتھ بیچا اور تم قبول کرنا اور یہ بیع وشرا[3] محض دکھاوے میں ہوگا حقیقت میں نہیں ہوگا، چنانچہ اسی طور پر بیع ہوئی۔ ثمن کی مقدار میں تَلْجِئَہ کی صورت یہ ہے کہ آپس میں ثمن ایک ہزار طے ہوا ہے مگر یہ طے ہوا کہ ظاہر دو ہزار کیا جائے گا اس صورت میں ثمن وہ ہوگا جو خفیہ طے ہوا ہے جیسا کہ آج کل اکثر شفعہ سے بچانے کے لیے دستاویز میں بڑھا کر ثمن لکھتے ہیں تاکہ اولاً تو ثمن کی کثرت دیکھ کر شفعہ ہی نہ کرے گا اور کرے بھی تو وہ رقم دے گا جو ہم نے دستاویز میں لکھائی ہے (یہ حرام اور فریب اور حق تلفی ہے) تیسری صورت کہ خفیہ روپے ثمن قرار پائے اور ظاہر میں اشرفیوں کو ثمن قرار دیا[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵ بیع تَلْجِئَہ کا یہ حکم ہے کہ یہ بیع موقوف ہے جائز کردے تو جائز ہوگی، رَد کردے تو باطل ہوگی۔[5] (عالمگیری) یعنی جبکہ نفس عقد میں تَلْجِئَہ ہو۔

مسئلہ ۴۶ دو شخصوں نے آپس میں اس پر اتفاق کیا کہ لوگوں کے سامنے ہم فلاں چیز کی بیع کا اقرار کردیں ایک کہے فلاں تاریخ کو میں نے یہ چیز اُس کے ہاتھ اتنے میں بیچی ہے دوسرا اقرار کرے میں نے خریدی ہے حالانکہ حقیقت میں ان دونوں کے مابین بیع نہیں ہوئی ہے تو ایسے غلط اقرار سے بیعِ موقوف بھی ثابت نہیں ہوگی اگر دونوں اس کو جائز کرنا بھی چاہیں تو جائز نہیں ہوگی۔[6] (عالمگیری)

---

1 ......ہنسی مذاق۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب: فی بیع التلجئة، ج۷، ص۵۷۷.

3 ......خرید وفروخت۔

4 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب البیوع، الباب العشرون فی البیاعات المکروهة...إلخ، ج۳، ص۲۰۹.

5 ......المرجع السابق.

6 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۴۷: دونوں میں سے ایک کہتا ہے تَلْجِئَہ تھا، دوسرا کہتا ہے نہیں تھا تو جو تَلْجِئَہ کا مدعی ہے اُس کے ذمّہ گواہ ہیں، گواہ نہ لائے تو منکر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۸: دونوں نے یہ طے کرلیا تھا کہ محض دکھانے کے لیے عقد کیا جائے گا اگر وقتِ عقد اُسی طے شدہ بات پر عقد کی بِنا کریں تو عقد دُرست نہیں کہ بیع میں تبادلہ پر رضا مندی درکار ہے اور یہاں وہ مفقود ہے یعنی اگر عقد کو جائز نہ کریں بلکہ رد کردیں تو باطل ہو جائے گا اور اگر وقتِ عقد اُس طے شدہ پر بِنا نہ ہو یعنی دونوں عقد کے بعد بالاتفاق کہتے ہوں کہ ہم نے اُس طے شدہ کے موافق[2] عقد نہیں کیا تھا تو یہ بیع صحیح ہے اور اگر اس بات پر دونوں متفق ہیں کہ وقتِ عقد ہمارے دِلوں میں کچھ نہ تھا نہ یہ کہ طے شدہ بات پر عقد ہے نہ یہ کہ اُس پر نہیں ہے یا دونوں آپس میں اختلاف کرتے ہیں ایک کہتا ہے کہ طے شدہ بات پر عقد کیا تھا دوسرا کہتا ہے اُس کے موافق میں نے عقد نہیں کیا تھا تو اِن دونوں صورتوں میں بیع صحیح ہے یوں ہی اگر ثمن کی مقدار باہم ایک ہزار طے پائی تھی اور علانیہ دو ہزار ثمن قرار پایا اس میں بھی وہی صورتیں ہیں اگر دونوں کا اس پر اتّفاق ہے کہ ثمن وہی طے شدہ ہے تو ثمن دو ہزار ہے اور اگر دونوں متفق ہیں کہ طے شدہ ثمن پر عقد نہیں ہوا ہے بلکہ دو ہزار پر ہی ہوا ہے یا کہتے ہیں ہمارے خیال میں اُس وقت کچھ نہ تھا کہ طے شدہ ثمن رہے گا یا نہیں یا دونوں میں باہم اختلاف ہے ان سب صورتوں میں بھی ثمن دو ہزار ہے اور اگر جنس ثمن ایک چیز طے پائی اور عقد دوسری جنس پر ہوا تو ثمن وہ ہے جو وقت عقد ذکر ہوئی۔[3] (ردالمحتار)

بیع الوفا

مسئلہ ۴۹: بیع الوفا اس کو بیع الامانۃ اور بیع الاطاعۃ اور بیع المعاملہ بھی کہتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اس طور پر بیع کی جائے کہ بائع جب ثمن مشتری کو واپس دے گا تو مشتری مبیع کو واپس کردے گا یا یوں کہ مدیون نے دائن کے ہاتھ دَین کے عوض[4] میں کوئی چیز بیع کردی اور یہ طے ہوگیا کہ جب میں دَین ادا کردوں گا تو اپنی چیز لے لوں گا یا یوں کہ میں نے یہ چیز تمھارے ہاتھ اتنے میں بیع کردی اس طور پر کہ جب ثمن لاؤں گا تو تم میرے ہاتھ بیع کردینا۔ آج کل جو بیع الوفا لوگوں میں جاری ہے، اس میں مدت بھی ہوتی ہے کہ اگر اس مدت کے اندر یہ رقم میں نے ادا کردی تو چیز میری، ورنہ تمھاری۔

1 ……"الفتاوی الھندیة"، کتاب البیوع، الباب العشرون فی البیاعات المکروھة...إلخ، ج۳، ص۲۱۰.

2 ……مطابق۔

3 ……"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب: فی بیع التلجئة، ج۷، ص۵۷۷.

4 ……بدلے۔

مسئلہ ۵۰: بیع الوفا حقیقت میں رہن ہے لوگوں نے رہن کے منافع کھانے کی یہ ترکیب نکالی ہے کہ بیع کی صورت میں رہن رکھتے ہیں تاکہ مرتہن اُس کے منافع سے مستفید ہو۔لہٰذا رہن کے تمام احکام اس میں جاری ہوں گے اور جو کچھ منافع حاصل ہوں گے سب واپس کرنے ہوں گے اور جو کچھ منافع اپنے صرف میں لا چکا ہے یا ہلاک کر چکا ہے، سب کا تاوان دینا ہوگا اور اگر مبیع ہلاک ہوگئی تو دَین[1] کا روپیہ بھی ساقط ہو جائے گا، بشرطیکہ وہ دَین کی رقم کے برابر ہو اور اگر اس کے پروس میں کوئی مکان یا زمین فروخت ہو تو شفعہ بائع کا ہوگا کہ وہی مالک ہے مشتری کا نہیں کہ وہ مرتہن ہے۔[2] (ردالمحتار) بیع الوفا کا معاملہ نہایت پیچیدہ ہے، فقہائے کرام کے اقوال اس کے متعلق بہت مختلف واقع ہوئے۔علامہ صاحبِ بحر نے اس کے بارے میں آٹھ قول ذکر کیے، فتاوٰے بزازیہ میں نو قول مذکور ہیں، بعض نے دس قول ذکر کیے ہیں، فقیر نے صرف اُس قول کو ذکر کیا کہ یہ حقیقت میں رہن ہے کہ عاقدین کا مقصود اسی کی تائید کرتا ہے اور اگر اس کو بیع بھی قرار دیا جائے جیسا کہ اس کا نام ظاہر کرتا ہے اور خود عاقدین[3] بھی عموماً لفظ بیع ہی سے عقد کرتے ہیں تو یہ شرط کہ ثمن واپس کرنے پر مبیع کو واپس کرنا ہوگا یہ شرط بائع کے لیے مفید ہے اور مقتضائے عقد[4] کے خلاف ہے اور ایسی شرط بیع کو فاسد کرتی ہے جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے اس صورت میں بھی بائع و مشتری دونوں گنہگار بھی ہوں گے اور مبیع کے منافع مشتری کے لیے حلال نہ ہوں گے بلکہ جو منافع موجود ہوں اُنھیں واپس کرے اور جو خرچ کر ڈالے ہیں اُن کا تاوان دے البتہ جو بغیر اس کے فعل کے ہلاک ہو گئے ہوں وہ ساقط لہٰذا ایسی بیع سے اجتناب ہی کا حکم دیا جائے گا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

هٰذا اٰخر ما تیسر لی من کتاب البیوع مع تَشَتُّتِ البَالِ وَضُعْفِ الْحَالِ وَقِلَّةِ الْفُرْصَةِ وَكَثْرَةِ الاشغال والْحَمد لله العزيز المتعال ذى البر والنوال والصلاة والسلام علٰى حبيبه محمد (صلى الله تعالٰى عليه وسلم) صاحب الفضل والكمال واصحابه خير اصحاب واٰله خير اٰل والحمد لله رب العلمين قد وقع الفراغ من تسويد هذا الجزء لثلٰث بقين من شهر رمضان اعنى ليلة السابع والعشرين ليلة الجمعة المباركة الليلة التى ترجى ان تكون ليلة القدر التى هى خيرمن الف شهر ۱۳۵۳ھ وارجو من المولى تعالٰى ان يمتعنى ببركة هذا الشهر وبركة هذه الليلة وان يتقبل بفضل رحمته هذا التاليف وان ينفعنى به وسائر المسلمين وبوفقى باتمام هذا الكتاب واليه المرجع و المآب.

---

1 ......قرض۔

2 ......"ردالمحتار"، کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب: فی بیع الوفاء، ج۷، ص۵۸۰۔

3 ......یعنی بائع و مشتری۔ 4 ......عقد کا تقاضا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ط

کفالت کا بیان

اصطلاحِ شرع میں کفالت کے معنی یہ ہیں کہ ایک شخص اپنے ذمہ کو دوسرے کے ذمہ کے ساتھ مطالبہ میں ضم کر دے یعنی مطالبہ ایک شخص کے ذمہ تھا دوسرے نے بھی مطالبہ اپنے ذمہ لے لیا خواہ وہ مطالبہ نفس[1] کا ہو یا دَین[2] یا عین[3] کا۔[4] (ہدایہ، درمختار)

جس کا مطالبہ ہے اس کو طالب ومکفول لہ کہتے ہیں اور جس پر مطالبہ ہے وہ اصیل ومکفول عنہ ہے اور جس نے ذمہ داری کی وہ کفیل ہے اور جس چیز کی کفالت کی وہ مکفول بہ ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱: جس مدعی[6] کو یہ ڈر ہو کہ معلوم نہیں مال وصول ہوگا یا نہ ہوگا اور جس مدعیٰ علیہ کو یہ اندیشہ ہو کہ کہیں حراست میں نہ لیا جاؤں[7] ان دونوں کو اس اندیشہ سے بچانے کے لیے کفالت کرنا محمود وحسن ہے[8] اور اگر کفیل یہ سمجھتا ہو کہ مجھے خود شرمندگی حاصل ہوگی تو اس سے بچنا ہی احتیاط ہے توریت مقدس[9] میں ہے کہ کفالت کی ابتدا ملامت ہے اور اوسط ندامت ہے اور آخر غرامت ہے یعنی ضامن ہوتے ہی خود اس کا نفس یا دوسرے لوگ ملامت کریں گے اور جب اس سے

---

1 ...... یعنی کسی شخص کو حاضر کرنے کا مطالبہ۔

2 ...... قرض۔

3 ...... معین ومشخص چیز جیسے مکان اور سامان وغیرہ۔

4 ...... "الدر المختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۵۸۹.

و "الھدایۃ"، کتاب الکفالۃ، ج ۲، ص ۸۷.

5 ...... "الدر المختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۵۹۵.

6 ...... دعوی کرنے والا۔

7 ...... گرفتار نہ کر لیا جاؤں۔

8 ...... تعریف کے قابل اور اچھا ہے۔

9 ...... حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب۔

مطالبہ ہونے لگا تو شرمندہ ہونا پڑتا ہے اور آخر یہ کہ گرہ سے[1] دینا پڑتا ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

کفالت کا جواز اور اس کی مشروعیت قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور اس کے جواز پر اجماع منعقد ہے۔ قرآن مجید سورۂ یوسف میں ہے۔ ﴿ وَاَنَابِهٖ زَعِيْمٌ ﴾[3] میں اس کا کفیل وضامن ہوں۔ حدیث میں ہے جس کو ابوداود وترمذی نے روایت کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کفیل ضامن ہے۔[4] ایک معاملہ میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کفالت کی تھی۔[5] (فتح القدیر)

مسئلہ ۲ کفالت کے لیے الفاظ مخصوص ہیں جو بیان کیے جائیں گے اور اس کا رکن ایجاب وقبول ہے یعنی ایک شخص الفاظِ کفالت سے ایجاب کرے دوسرا قبول کرے۔ تنہا کفیل کے کہہ دینے سے کفالت نہیں ہوسکتی جب تک مکفول لہ[6] یا اجنبی شخص نے قبول نہ کیا ہو۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مکفول لہ یا اجنبی نے کسی سے کہا کہ تم فلاں کی کفالت کرلو اُس نے کفالت کرلی تو یہ کفالت صحیح ہے قبول کی اس صورت میں ضرورت نہیں۔ اور اگر کفیل نے کفالت کی اور مکفول لہ وہاں موجود نہیں ہے کہ قبول یا رد کرتا تو یہ کفالت مکفول لہ کی اجازت پر موقوف ہے جب خبر پہنچی اُس نے قبول کرلی کفالت صحیح ہوگئی۔ اور جب تک مکفول لہ نے جائز نہ کی ہو کفیل کفالت سے دست بردار ہوسکتا ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳ مکفول عنہ کا قبول کرنا یا اس کے کہنے سے کسی شخص کا کفالت کرنا کافی نہیں مثلاً اس نے کسی سے کہا میری کفالت کرلو اُس نے کفالت کرلی یا اُس نے خود ہی کہا کہ میں فلاں شخص کی طرف سے کفیل ہوتا ہوں اور مکفول عنہ[8] نے کہا میں نے قبول کیا یہ کفالت صحیح نہیں۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۴ مریض نے اپنے ورثہ سے کہا فلاں شخص کا میرے ذمہ یہ مطالبہ ہے تم ضامن ہوجاؤ۔ ورثہ نے کفالت کرلی

---

1 ...... جیب سے۔

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب فی کفالة نفقة الزوجة، ج ۷، ص ۵۹۵.

3 ...... پ ۱۳، یوسف: ۷۲.

4 ...... "سنن الترمذی"، کتاب البیوع، باب ماجاء ان العاریة مؤدّاة، الحدیث ۱۲۶۹، ج ۳، ص ۳٤.

5 ...... "فتح القدیر"، کتاب الکفالة، ج ٦، ص ۲۸۳، ۲۸۵، ۲۸٦.

6 ...... جس کا مطالبہ ہے۔

7 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الکفالة، الباب الاول فی تعریف الکفالة... إلخ، ج ۳، ص ۲۵۲.

8 ...... جس پر مطالبہ ہے۔

9 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الکفالة، الباب الاول فی تعریف الکفالة... إلخ، ج ۳، ص ۲۵۲، ۲۵۳.

یہ کفالت درست ہے۔ اگرچہ مکفول لہ نے قبول نہ کیا ہو بلکہ وہاں موجود بھی نہ ہو۔ مریض کے مرنے کے بعد ورثہ سے مطالبہ ہوگا مگر میّت نے ترکہ نہ چھوڑا ہو تو ورثا ادا کرنے پر مجبور نہیں کیے جاسکتے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵ مریض نے کسی اجنبی شخص کو اپنا ضامن بنایا وہ ضامن ہوگیا اگرچہ مکفول لہ موجود نہیں ہے کہ اس کفالت کو قبول کرے یہ کفالت بھی درست ہے لہٰذا اس اجنبی نے دَین ادا کر دیا تو اُس کے ترکہ سے وصول کرسکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶ مریض نے ورثہ سے ضمانت کو نہیں کہا بلکہ خود ورثہ ہی نے مریض سے کہا کہ لوگوں کے جو کچھ دیون[3] تمھارے ذمہ ہیں ہم ضامن ہیں اور قرض خواہ وہاں موجود نہیں ہیں کہ قبول کرتے یہ کفالت صحیح نہیں۔ اور اُس کے مرنے کے بعد ورثہ نے کفالت کی تو صحیح ہے۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۷ مکفول بہ[5] کبھی نفس ہوتا ہے کبھی مال۔ نفس کی کفالت کا یہ مطلب ہے کہ اُس شخص کو جس کی کفالت کی حاضر لائے جس طرح آج کل بھی کچہریوں میں ہوتا ہے کہ مدعیٰ علیہ[6] سے کفیل[7] طلب کیا جاتا ہے جو اس امر کا ذمہ دار ہوتا ہے اُس پر لازم ہے کہ تاریخ پر حاضر لائے اور نہ لائے تو خود اُسے حراست[8] میں رکھتے ہیں۔

کفالت کے شرائط

کفالت کے شرائط حسبِ ذیل ہیں:

(۱) کفیل کا عاقل ہونا۔ (۲) بالغ ہونا۔

مجنوں یا نابالغ نے کفالت کی، صحیح نہیں۔ مگر جب کہ ولی نے نابالغ کے لیے قرض لیا اور نابالغ سے کہہ دیا کہ تم اس مال کی کفالت کرلو اُس نے کفالت کر لی یہ کفالت صحیح ہے اور اس کفالت کا مطلب یہ ہوگا کہ نابالغ کو مال ادا کرنے کی اجازت ہے

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الکفالة، الباب الاول فی تعریف الکفالة... الخ ج ٣، ص ٢٥٣.

2 ......المرجع السابق.

3 ......دین کی جمع قرضے۔

4 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الکفالة والحوالة، فصل فی الکفالة بالمال، ج ٢، ص ١٧٤.

5 ......جس چیز کی کفالت کی۔

6 ......جس پر دعوی کیا گیا ہے۔

7 ......ضامن۔

8 ......قید۔

اور اس صورت میں اس بچہ سے دَین کا مطالبہ ہوسکتا ہے اور کفالت نہ کرتا تو صرف ولی سے مطالبہ ہوتا۔ ولی نے نابالغ کو کفالتِ نفس کا حکم دیا اُس نے کفالت کر لی یہ صحیح نہیں۔ [1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۸ نابالغ نے کفالت کی اور بالغ ہونے کے بعد کفالت کا اقرار کرتا ہے تو اس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا اور اگر بعد بلوغ اس میں اور طالب میں اختلاف ہوا یہ کہتا ہے میں نے نابالغی میں کفالت کی تھی اور طالب کہتا ہے بالغ ہونے کے بعد کفالت کی ہے تو نابالغ کا قول معتبر ہے۔ [2] (عالمگیری)

(۳) آزاد ہونا۔

یہ شرطِ نفاذ ہے یعنی اگر غلام نے کفالت کی تو جب تک آزاد نہ ہو اُس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا اگر چہ وہ ایسا غلام ہو جس کو تجارت کرنے کی اجازت ہو ہاں جب وہ آزاد ہوگیا تو اُس کفالت کی وجہ سے جو غلامی کی حالت میں کی تھی اُس سے مطالبہ ہوسکتا ہے اور اگر مولیٰ [3] نے اُسے کفالت کی اجازت دے دی تو اُس کی کفالت صحیح و نافذ ہے جب کہ مدیون [4] نہ ہو۔ [5] (درمختار، عالمگیری)

(۴) مریض نہ ہونا۔

یعنی جو شخص مرض الموت میں ہو اور ثلث مال [6] سے زیادہ کی کفالت کرے تو صحیح نہیں۔ یوہیں اگر اُس پر اتنا دَین [7] ہو جو اُس کے ترکہ کو محیط ہو [8] تو بالکل کفالت نہیں کرسکتا۔ مریض نے وارث کے لیے یا وارث کی طرف سے کفالت کی یہ مطلقاً صحیح نہیں۔ [9] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۵۹۳.
و"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الاول فی تعریف الکفالۃ... إلخ، ج ۳، ص ۲۵۳.

2 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الاول فی تعریف الکفالۃ ... إلخ، ج ۳، ص ۲۵۳.

3 ...... آقا، مالک۔

4 ...... مقروض۔

5 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الاول فی تعریف الکفالۃ ... إلخ، ج ۳، ص ۲۵۳.
و"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص۵۹٤.

6 ...... مال کا تیسرا حصہ۔

7 ...... قرض۔

8 ...... اُس کی تمام میراث کو گھیرے ہوئے ہو۔

9 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب فی کفالۃ نفقۃ الزوجۃ، ج ۷، ص ۵۹٤.

مسئلہ ۹ ﴿ اگر مریض پر بظاہر دین نہ تھا اُس نے کسی کی کفالت کی تھی پھر یہ اقرار کیا کہ مجھ پر اتنا دَین ہے جو کُل مال کو محیط ہے پھر مرگیا اس کا مال مقرلہ[1] کو ملے گا مکفول لہ[2] کو نہیں ملے گا۔ اور اگر اتنے مال کا اقرار کیا ہے جو کُل مال کو محیط نہیں ہے اور دَین نکالنے کے بعد جو بچا کفالت کی رقم اُس کی تہائی تک ہے تو یہ کفالت درست ہے اور اگر کفالت کی رقم تہائی سے زیادہ ہے تو تہائی کی قدر کفالت صحیح ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰ ﴿ مریض نے حالتِ مرض میں یہ اقرار کیا کہ میں نے صحت میں کفالت کی ہے یہ اُس کے پورے مال میں صحیح ہے بشرطیکہ یہ کفالت نہ وارث کے لیے ہو نہ وارث کی طرف سے ہو۔[4] (ردالمحتار)

(۵) مکفول بہ مقدور التسلیم ہو۔

یعنی جس چیز کی کفالت کی اُس کے ادا کرنے پر قادر ہو۔ حدود و قصاص کی کفالت نہیں ہوسکتی۔ جس پر حد واجب ہو اُسکے نفس کی کفالت ہوسکتی ہے۔ جبکہ اُس حد میں بندوں کا حق ہو۔ یوہیں میّت کی کفالت بالنفس[5] نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ جب وہ مرچکا تو حاضر کیونکر کرسکتا ہے بلکہ اگر زندگی میں کفالت کی تھی پھر مرگیا تو کفالت بالنفس باطل ہوگئی کہ وہ رہا ہی نہیں جس کی کفالت کی تھی۔

(۶) دَین کی کفالت کی تو وہ دَین صحیح ہو۔

یعنی بغیر ادا کیے یا مدعی[6] کے معاف کیے وہ ساقط نہ ہوسکے۔ بدل کتابت کی کفالت نہیں ہوسکتی کہ یہ دَین صحیح نہیں۔ یوہیں زوجہ کے نفقہ[7] کی کفالت نہیں ہوسکتی جب تک قاضی نے اس کا حکم نہ دیا ہو کہ یہ دَین صحیح نہیں۔

(۷) وہ دَین قائم ہو۔

---

1. جس کے لیے اقرار کیا۔
2. جس شخص کا مطالبہ ہے۔
3. "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب فی کفالۃ نفقۃ الزوجۃ، ج ۷، ص ۵۹۴.
4. المرجع السابق.
5. جان کی کفالت یعنی کسی شخص کو حاضر کرنے کی کفالت۔
6. دعوی کرنے والا۔
7. کھانے، پینے وغیرہ کے اخراجات۔

لہٰذا جو مفلس[1] مرا اور ترکہ نہیں چھوڑا اُس پر جو دَین ہے قابلِ کفالت نہیں کہ ایسے دَین کا دنیا میں مطالبہ ہی نہیں ہوسکتا۔ یہ دَین قائم نہ رہا۔[2]

کفالت کے الفاظ

مسئلہ ۱۱: کفالت ایسے الفاظ سے ہوتی ہے جن سے کفیل کا ذمہ دار ہونا سمجھا جاتا ہو مثلاً خود لفظِ کفالت ضمانت۔ یہ مجھ پر ہے۔ میری طرف ہے۔ میں ذمہ دار ہوں۔ یہ مجھ پر ہے کہ اس کو تمھارے پاس لاؤں۔ فلاں شخص میری پہچان کا ہے یہ کفالت بالنفس ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: تمھارا جو کچھ فلاں پر ہے میں دوں گا یہ کفالت نہیں بلکہ وعدہ ہے۔ تمھارا جو دَین فلاں پر ہے میں دوں گا میں ادا کروں گا یہ کفالت نہیں جب تک یہ نہ کہے کہ میں ضامن ہوں یا وہ مجھ پر ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: یہ کہا کہ جو کچھ تمھارا فلاں پر ہے میں اُس کا ضامن ہوں یہ کفالت صحیح ہے۔ یا یہ کہا جو کچھ تم کو اس بیع میں پہنچے گا میں اُس کا ضامن ہوں یعنی یہ کہ مبیع میں اگر دوسرے کا حق ثابت ہو تو ثمن کا میں ذمہ دار ہوں یہ کفالت بھی صحیح ہے۔ اس کو ضمان الدرک کہتے ہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: کفالت بالنفس میں یہ کہنا ہوگا کہ اُس کے نفس کا ضامن ہوں یا ایسے عضو کو ذکر کرے جو کل کی تعبیر ہوتا ہے۔ مثلاً گردن، جزو شائع نصف و ربع کی طرف اضافت کرنے سے بھی کفالت ہو جاتی ہے۔ اگر یہ کہا اُس کی شناخت میرے ذمہ ہے تو کفالت نہ ہوئی۔[6] (درمختار)

کفالت کا حکم

مسئلہ ۱۵: کفالت کا حکم یہ ہے کہ اصیل کی طرف سے اس نے جس چیز کی کفالت کی ہے[7] اُس کا مطالبہ اس کے

---

1 ...... نادار محتاج۔

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الكفالة، ج ۷، ص ۵۹۲.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الكفالة، الباب الثانى فى الفاظ الكفالة واقسامها... الخ، الفصل الاول، ج ۳، ص ۲۵۵.

4 ...... المرجع السابق ص ۲۵۶، ۲۵۷.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الكفالة، مطلب: كفالة المال قسمان... الخ، ج ۷، ص ۶۲۱.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الكفالة، ج ۷، ص ۵۹۶، ۵۹۹.

7 ...... یعنی جس چیز کا ضامن بنا ہے، جس چیز کی ضمانت لی ہے۔

ذمہ لازم ہو گیا یعنی طالب کے لیے حقِ مطالبہ ثابت ہو گیا وہ جب چاہے اس سے مطالبہ کرسکتا ہے اس کو انکار کی گنجائش نہیں۔ یہ ضرور نہیں کہ اس سے مطالبہ اُسی وقت کرے جب اصیل سے مطالبہ نہ کر سکے بلکہ اصیل [1] سے مطالبہ کرسکتا ہو۔ جب بھی کفیل سے مطالبہ کرسکتا ہے۔ اور اصیل سے مطالبہ شروع کر دیا جب بھی کفیل سے مطالبہ کرسکتا ہے۔ ہاں اگر اصیل سے اُس نے اپنا حق وصول کرلیا تو کفالت ختم ہو گئی اب کفیل بری ہو گیا مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ [2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶ میں نے فلاں کی کفالت کی آج سے ایک ماہ تک تو ایک ماہ کے بعد کفیل [3] بری ہو جائے گا مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ اور فقط اتنا ہی کہا کہ ایک ماہ کفیل ہوں یہ نہ کہا کہ آج سے جب بھی عرف یہی ہے کہ ایک ماہ کی تحدید ہے [4]، اس کے بعد کفیل سے تعلق نہ رہا۔ [5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷ کفیل نے یوں کفالت کی کہ جب تو طلب کرے گا تو ایک ماہ کی مدت میرے لیے ہوگی یہ کفالت صحیح ہے۔ اور وقتِ طلب سے ایک ماہ کی مدت ہوگی اور مدت پوری ہونے پر تسلیم کرنا لازم ہے اب دوبارہ مدت نہ ہو گی۔ [6] (درمختار)

مسئلہ ۱۸ اس شرط پر کفالت کی کہ مجھ کو تین دن یا دس دن کا خیار ہے کفالت صحیح ہے اور خیار بھی صحیح یعنی جس مدّت تک خیار لیا ہے اُس کے بعد مطالبہ ہوگا اور اندرونِ مدّت اُس کو اختیار ہے کہ کفالت کو ختم کر دے۔ [7] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۹ کفیل نے وقت معین [8] کر دیا ہے کہ میں فلاں وقت اس کو حاضر لاؤں گا اور طالب نے طلب کیا تو اُس وقتِ معین پر حاضر لانا ضرور ہے اگر حاضر لایا فبہا [9] ورنہ خود اس کفیل کو حبس [10] کر دیا جائے گا۔ یہ اُس صورت میں ہے جب

---

1 ......جس پر مطالبہ ہے۔

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب: فی کفالة نفقة الزوجة، ج ۷، ص ۵۹۳.

3 ......ضامن، کفالت کرنے والا۔

4 ......یعنی ایک ماہ کی مدت مقرر ہے۔

5 ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب فی الکفالة المؤقتہ، ج ۷، ص ۶۰۰.

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ۶۰۲.

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ۶۰۲، وغیرہ.

8 ......مقرر۔ 9 ......تو صحیح۔ 10 ......قید، گرفتار۔

حاضر کرنے میں اس نے خود کوتاہی کی ہو اور اگر معلوم ہو کہ اس کی جانب سے کوتاہی نہیں ہے تو ابتداءً حبس نہ کیا جائے بلکہ اس کو اتنا موقع دیا جائے کہ کوشش کر کے لائے۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۰ کفالت بالنفس[2] کی تھی اور وہ شخص غائب ہوگیا کہیں چلا گیا تو کفیل کو اتنے دنوں کی مہلت دی جائے گی کہ وہاں جا کر لائے اور مدّت پوری ہونے پر بھی نہ لایا تو قاضی کفیل کو حبس کرے گا اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں گیا تو کفیل کو چھوڑ دیا جائے گا۔ جب کہ طالب بھی اس بات کو مانتا ہو کہ وہ لاپتا ہے اور اگر طالب گواہوں سے ثابت کر دے کہ وہ فلاں جگہ ہے تو کفیل مجبور کیا جائے گا کہ وہاں سے جا کر لائے۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۱ یہ جو کہا گیا کہ کفیل اُس کو وہاں سے جا کر لائے اگر یہ اندیشہ[4] ہو کہ کفیل بھی بھاگ جائے گا تو طالب کو یہ حق ہوگا کہ کفیل سے ضامن طلب کرے اور کفیل کو اس صورت میں ضامن دینا ہوگا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲ کفالت بالنفس میں اگر مکفول بہ[6] مر گیا کفالت باطل ہوگئی۔ یوہیں اگر کفیل مر گیا جب بھی کفالت باطل ہوگئی اُس کے ورثہ سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ طالب کے مرنے سے کفالت باطل نہیں ہوتی اس کے ورثہ یا وصی کفیل سے مطالبہ کر سکتے ہیں۔ کفیل نے مدعیٰ علیہ[7] کو مدعی[8] کے پاس حاضر کر دیا تو کفالت سے بری ہوگیا مگر شرط یہ ہے کہ ایسی جگہ حاضر لایا ہو جہاں مدعی کو مقدمہ پیش کرنے کا موقع ہو یعنی جہاں حاکم رہتا ہو یعنی اُسی شہر میں حاضر لانا ہوگا دوسرے شہر یا جنگل یا گاؤں میں اُس کے پاس حاضر لانا کافی نہیں۔ کفیل کے بری ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ ضمانت

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ۶۰۳.

و"الفتاوی الهندية"، کتاب الکفالة، الباب الثاني فی الفاظ الکفالة...إلخ، الفصل الثانی، ج ۳، ص ۲۵۸.

2 ......جان کی کفالت یعنی کسی شخص کو حاضر کرنے کا ضامن بنا تھا۔

3 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الکفالة، الباب الثاني فی الفاظ الکفالة... إلخ، الفصل الثانی، ج ۳، ص ۲۵۸.

و"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ۶۰۳.

4 ......ڈر، خوف۔

5 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الکفالة، الباب الثاني فی الفاظ الکفالة... إلخ، الفصل الثانی، ج ۳، ص ۲۵۸.

6 ......جس کی کفالت کی ہے۔

7 ......جس پر دعویٰ کیا جائے۔

8 ......دعویٰ کرنے والا۔

کے وقت یہ شرط کرے کہ جب میں حاضر لاؤں بری ہو جاؤں گا یعنی بغیر اس شرط کے بھی حاضر کر دینے سے بری ہو جائے گا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳ کفیل کی برأت[2] کے لیے یہ ضروری نہیں کہ جب حاضر کر دے تو مکفول لہ[3] قبول کرلے وہ انکار کرتا رہے اور یہ کہے کہ اسے دوسرے وقت لانا جب بھی کفیل بری الذمہ ہوگیا۔ کفیل کے ذمہ صرف ایک بار حاضر کر دینا ہے۔ ہاں اگر ایسے لفظ سے کفالت کی ہو جس سے عموم سمجھا جاتا ہو مثلاً یہ کہ جب کبھی تو اسے طلب کرے گا میں حاضر لاؤں گا تو ایک مرتبہ کے حاضر کرنے سے بریُ الذمہ نہ ہوگا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۴ کفالت میں شرط کر دی ہے کہ مجلسِ قاضی میں حاضر کرے گا اب دوسری جگہ مدعی کے پاس حاضر لانا کافی نہیں۔ ہاں امیرِ شہر کے پاس حاضر کر دیا یا امیر کے پاس حاضر کرنے کی شرط تھی اور قاضی کے پاس لایا یا دوسرے قاضی کے پاس لایا، یہ کافی ہے۔[5] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۵ مطلوب (مدعیٰ علیہ) نے خود اپنے کو حاضر کر دیا کفیل بری ہوگیا جب کہ اس نے مطلوب کے کہنے سے کفالت کی ہو اور اگر بغیر کہے اپنے آپ ہی کفالت کر لی تو اُس کے خود حاضر ہونے سے کفیل بری نہ ہوا۔ کفیل کے وکیل یا قاصد نے حاضر کر دیا کفیل بری ہوگیا مگر ان تینوں میں یعنی خود حاضر ہوگیا یا وکیل یا قاصد نے حاضر کر دیا شرط یہ ہے کہ وہ کہے کہ میں بمقتضائے کفالت[6] حاضر ہوا یا کفیل کی طرف سے پیش کرتا ہوں اور اگر یہ ظاہر نہ کیا تو کفیل بریُ الذمہ نہ ہوا۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶ کسی اجنبی شخص نے جو کفیل کی طرف سے مامور نہیں ہے مطلوب کو پیش کر دیا اور کہہ دیا کہ کفیل کی طرف

---

1 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب فی الکفالۃ المؤقتۃ، ج ۷، ص ٦٠٥.

2 ......یعنی ضامن کا بریُ الذمہ ہونا۔

3 ......جس کا مطالبہ ہے۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ٦٠٦ .

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ٦٠٦ .

و"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... الخ، الفصل الثالث، ج ۳، ص ٢٥٩ .

6 ......کفالت کے تقاضے کے مطابق۔

7 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ النفس لاتبطل بابراء الاصیل، ج ۷، ص ٦٠٧ .

سے پیش کرتا ہوں اگر طالب نے منظور کرلیا کفیل بری ہوگیا ورنہ نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷ کفیل نے یوں کفالت کی کہ اگر میں کل اس کو حاضر نہ لایا تو جو مال اس کے ذمہ ہے میں اُس کا ضامن ہوں اور باوجود قدرت اُس نے حاضر نہیں کیا تو مال کا ضامن ہوگیا اُس سے مال وصول کیا جائے گا اور اگر مطلوب بیمار ہوگیا یا قید کردیا گیا یا اُس کا پتہ نہیں ہے کہ کہاں ہے ان وجوہ سے کفیل نے حاضر نہیں کیا تو مال کا ضامن نہیں ہوا اور اگر مطلوب مرگیا یا مجنون ہوگیا اس وجہ سے نہیں حاضر کرسکا تو ضامن ہے اور اگر صورت مذکورہ میں خود طالب مرگیا تو اُس کے ورثہ اُس کے قائم مقام ہیں اور اگر کفیل مرگیا تو اس کے ورثہ سے مطالبہ ہوگا یعنی اُس وقت تک وارث نے اُس کو حاضر کردیا بری ہوگیا ورنہ وارث پر لازم ہوگا کہ کفیل کے ترکہ سے دَین ادا کرے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸ کفیل نے یہ کہا تھا کہ اگر کل فلاں جگہ اس کو تمھارے پاس نہ لاؤں تو مال کا میں ضامن ہوں کفیل اُسے لایا مگر طالب کو نہیں پایا اور اس پر لوگوں کو گواہ کرلیا تو کفیل دونوں کفالتوں (کفالتِ نفس اور کفالتِ مال) سے بری ہوگیا۔ اور اگر صورت مذکورہ میں طالب وکفیل میں اختلاف ہوا۔ طالب کہتا ہے تم اُسے نہیں لائے۔ کفیل کہتا ہے میں لایا تم نہیں ملے۔ اور گواہ کسی کے پاس نہ ہوں تو طالب کا قول معتبر ہے یعنی کفیل کے ذمہ مال لازم ہوگیا اور اگر کفیل نے گواہوں سے ثابت کردیا کہ اُسے لایا تھا تو کفیل بری ہوگیا۔[3] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹ کفیل مطلوب کو لایا مگر خود طالب چھپ گیا اس صورت میں قاضی اُس کی طرف سے کسی کو وکیل مقرر کردے گا کفیل اُس وکیل کو سپرد کردے گا۔ اسی طرح مشتری کو خیار تھا اور بائع غائب ہوگیا یا کسی نے قسم کھائی تھی کہ آج میں اپنا قرض ادا کردوں گا اور قرض خواہ غائب ہوگیا یا کسی نے عورت سے کہا تھا اگر تیرا نفقہ[4] تجھ کو آج نہ پہنچے تو تجھ کو طلاق دے لینے کا اختیار ہے اور عورت کہیں چھپ گئی ان سب صورتوں میں قاضی ان کی طرف سے وکیل مقرر کردے گا اور وکیل کا فعل مؤکل[5] کا فعل ہوگا۔[6] (ردالمحتار)

---

1. ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الکفالة، الباب الثانی فی الفاظ الکفالة... الخ، الفصل الثالث، ج ٣ ص ٢٦١.
2. ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب: کفالةالنفس... الخ، ج ٧ ص ٦٠٨ ـ ٦١٠.
3. ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الکفالة، الباب الثانی فی الفاظ الکفالة... الخ، الفصل الثالث، ج ٣، ص ٢٦٠.
   و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب: حادثة الفتویٰ، ج ٧، ص ٦١١.
4. ......کھانے پینے وغیرہ کے اخراجات۔
5. ......وکیل بنانے والا۔
6. ...... "ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب فی المواضع التی ینصب فیها القاضی وکیلا... الخ، ج ٧، ص ٦١١.

مسئلہ ۳۰ قاضی یا اس کے امین نے مدعیٰ علیہ[1] سے کفیل طلب کیا جو اس کے حاضر لانے کا ضامن ہو مدعی[2] کے کہنے سے کفیل طلب کیا ہو یا بغیر کہے کفیل پر لازم ہوگا کہ مدعیٰ علیہ کو قاضی کے پاس حاضر لائے مدعی کے پاس لانے سے بریٔ الذمہ نہ ہوگا ہاں اگر قاضی نے یہ کہہ دیا ہو کہ مدعی تم سے کفیل طلب کرتا ہے تم اس کو کفیل دو تو اب مدعی کے پاس لانا ہوگا قاضی کے پاس لانے سے بری الذمہ نہ ہوگا۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۳۱ طالب نے کسی کو وکیل کیا کہ مطلوب سے ضامن لے، اس کی دو صورتیں ہیں وکیل نے کفالت کی اپنی طرف نسبت کی یا مؤکل کی طرف، اگر اپنی طرف نسبت کی تو کفیل سے مطالبہ خود وکیل کرے گا اور مؤکل کی طرف نسبت کی تو مؤکل کے لیے حقِ مطالبہ ہے مگر کفیل نے اگر مؤکل کے پاس مطلوب کو پیش کر دیا تو دونوں صورتوں میں بریٔ الذمہ ہو گیا اور وکیل کے پاس حاضر لایا تو پہلی صورت میں بری ہوگا دوسری صورت میں نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲ ایک شخص کی کفالت چند شخصوں نے کی اگر یہ ایک کفالت ہو تو اُن میں کسی ایک کا حاضر لانا کافی ہے سب بری ہو گئے اور اگر متفرق طور پر سب نے کفالت کی ہے تو ایک کا حاضر لانا کافی نہیں یعنی یہ بری ہو گیا دوسرے بری نہیں ہوئے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳ کفالت صحیح ہونے کے لیے یہ شرط نہیں کہ وقتِ کفالت دعویٰ صحیح ہو بلکہ اگر دعویٰ میں جہالت ہے اور کفالت کر لی یہ کفالت صحیح ہے مثلاً ایک شخص نے دوسرے پر ایک حق کا دعویٰ کیا اور یہ بیان نہیں کیا کہ وہ حق کیا ہے یا سو اشرفیوں کا دعویٰ کیا اور یہ بیان نہیں کیا کہ وہ اشرفیاں کس قسم کی ہیں۔ ایک شخص نے مدعی سے کہا اس کو چھوڑ دو میں اس کی ذات کا کفیل ہوں اگر میں اُس کو کل حاضر نہ لایا تو سو اشرفیاں میرے ذمہ ہیں۔ یہاں دو کفالتیں ہیں ایک نفس کی دوسری مال کی اور دونوں صحیح ہیں لہٰذا اگر دوسرے دن حاضر نہ لایا تو اشرفیاں دینی پڑیں گی یا وہ حق دینا ہوگا رہا یہ کہ کیونکر معلوم ہوگا کہ وہ حق کیا ہے یا اشرفیاں کس قسم کی ہیں اس کی صورت یہ ہوگی کہ مدعی اپنے دعوے کی تفصیل میں جو بیان کرے اور اُس کو گواہوں سے ثابت کر دے یا مدعی علیہ اُس کی تصدیق کرے کفیل کے ذمہ وہ دینا لازم ہوگا اور اگر نہ مدعی نے گواہوں سے ثابت کیا نہ مدعیٰ علیہ نے اُس کی تصدیق کی بلکہ دونوں میں اختلاف ہوا تو مدعی کا قول معتبر ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......جس پر دعوی کیا گیا ہے۔ 2 ......دعوی کرنے والا۔

3 ...... الفتاوی الخانیۃ، کتاب الکفالۃ والحوالۃ، مسائل فی نفس المکفول بہ، ج ۲، ص ۱۷۰.

4 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... الخ، الفصل الثالث، ج ۳، ص ۲۶۲.

5 ......المرجع السابق.

6 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب فی المواضع التی ینصب فیھا القاضی... الخ، ج ۷، ص ۶۱۱.

مسئلہ ۳۴: کفالت بالمال کی دوصورتیں ہیں ایک یہ کہ نفسِ مال کا ضامن ہو[1] دوسری یہ کہ تقاضا[2] کرنے کی ذمہ داری کرے ایک شخص کا دوسرے کے ذمہ کچھ مال تھا تیسرے شخص نے طالب سے کہا کہ میں ضامن ہوتا ہوں کہ اُس سے وصول کرکے تم کو دوں گا یہ مال کی ضمانت نہیں ہے کہ اپنے پاس سے دیدے بلکہ تقاضا کرنے کا ضامن ہے کہ جب اُس سے وصول ہوگا دے گا اس سے مال کا مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ زید نے عمرو کے ہزار روپے غصب کر لیے تھے عمرو اُس سے جھگڑا کررہا تھا کہ میرے روپے دیدے تیسرے شخص نے کہالڑو مت، میں اس کا ضامن ہوں کہ اُس سے لے کر تم کو دوں، اس ضامن کے ذمہ لازم ہے کہ وصول کرکے دے اور اگر زید نے وہ روپے خرچ کرڈالے تو یہ بھی نہ رہا کہ وہ روپے وصول کرکے دے صرف تقاضا کرنے کا ضامن ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: کفالت اُس وقت صحیح ہے جب وہ اپنے ذمہ لازم کرے یعنی کوئی ایسالفظ کہے جس سے التزام سمجھا جاتا ہو مثلاً یہ کہ میرے ذمہ ہے یا مجھ پر ہے میں ضامن ہوں، میں کفالت کرتا ہوں اور اگر فقط یہ کہا کہ فلاں کے ذمہ جوتمھارا روپیہ ہے اُس کو مَیں تمھیں دوں گا، مَیں تسلیم کروں گا، مَیں وصول کروں گا، اس کہنے سے کفیل نہیں ہوا اور اگر ان الفاظ کو تعلیق کے طور پر[4] کہا کہ وہ نہیں دے تو مَیں دوں گا، مَیں ادا کروں گا، یوں کہنے سے کفیل ہوگیا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: اگر کسی وجہ سے اصیل[6] سے اس وقت مطالبہ نہ ہوسکتا ہو اور اُس کی کسی نے کفالت کرلی کفالت صحیح ہے اور کفیل سے اسی وقت مطالبہ ہوگا مثلاً غلام مجور (جس کو مالک نے خرید وفروخت کی ممانعت کردی ہو) اُس نے کسی کی چیز ہلاک کردی یا اس پر قرض ہے اُس سے مطالبہ آزاد ہونے کے بعد ہوگا مگر کسی نے اُس کی کفالت کرلی تو کفیل سے ابھی مطالبہ ہوگا یوہیں مدیون[7] کے متعلق قاضی نے مفلسی[8] کا حکم دے دیا تو اس سے مطالبہ مؤخر ہوگیا مگر کفیل سے مؤخر نہیں ہوگا۔[9] (ردالمحتار)

---

1 ...... یعنی مال کی ادائیگی کا ضامن ہو۔

2 ...... مطالبہ۔

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ المال، ج ۷، ص ۶۱۷.

4 ...... یعنی معلق کرکے۔

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ المال، ج ۷، ص ۶۱۸.

6 ...... جس پر مطالبہ ہے۔

7 ...... مقروض۔

8 ...... محتاجی، ناداری۔

9 ...... "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ المال قسمان... الخ، ج ۷، ص ۶۱۸.

مسئلہ ۳۷ مال مجہول[1] کی کفالت بھی صحیح ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کفالت نفس و کفالت مال میں تردید کرے مثلاً یہ کہے کہ میں فلاں شخص کا ضامن یا اُس کے ذمہ جو فلاں کا مال ہے اُس کا ضامن ہوں اور کفیل کو اختیار ہے دونوں کفالتوں میں سے جس کو چاہے اختیار کرے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸ دو شخصوں میں دَین مشترک ہے یعنی ان دونوں کا کسی کے ذمہ دَین تھا مثلاً دونوں نے ایک مشترک چیز کسی کے ہاتھ بیچی یا ان کے مورث[3] کا کسی کے ذمہ دَین تھا یہ دونوں اُس میں شریک ہیں ان میں سے ایک دوسرے کے لیے کفالت نہیں کرسکتا پورے دَین کا کفیل بھی نہیں ہوسکتا اور دوسرے کے حصہ کا بھی کفیل نہیں ہوسکتا اور اگر دونوں ایک چیز میں شریک تھے اور دونوں نے اپنا اپنا حصہ علیحدہ علیحدہ بیچا ایک عقد میں بیع نہیں کیا تو ایک دوسرے کے لیے کفالت کرسکتا ہے اور پہلی صورتوں میں اگر ایک نے دوسرے کو بقدر اُس کے حصہ کے بلا کفالت دیدیا یہ دینا درست ہے مگر اُس کا معاوضہ نہیں ملے گا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۹ عورت کا نفقہ جو زن وشو[5] کی باہم رضامندی سے مقرر ہوا ہے یا قاضی نے اُس کو مقرر کردیا ہے اس کی کفالت بھی ہوسکتی ہے یا قاضی کے حکم سے نفقہ کے لیے عورت نے قرض لیا ہے عورت اس کا مطالبہ شوہر سے کرے گی، شوہر کی طرف سے کسی نے کفالت کی یہ کفالت بھی صحیح ہے آئندہ کے نفقہ کی ضمانت بھی درست ہے ایام گذشتہ کا نفقہ باقی ہے مگر اُس کا تقرر[6] نہ تراضی سے[7] ہوا، نہ حکم قاضی سے، اس کی ضمانت صحیح نہیں۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰ دَین مَہر کی کفالت[9] صحیح ہے کہ یہ بھی دَین صحیح ہے بدلِ کتابت[10] کی کفالت صحیح نہیں کہ یہ دَین صحیح

---

1 ......یعنی وہ مال جس کو معین نہ کیا گیا ہو۔

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب : کفالة المال قسمان... الخ، ج ۷، ص۶۱۸.

3 ......وارث کرنے والا یعنی میت۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ۶۱۹.

5 ...... میاں بیوی۔ 6 ......مقرر کرنا۔

7 ......باہم رضامندی سے۔

8 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب: کفالة المال قسمان... الخ، ج ۷، ص ۶۱۹.

9 ......وہ مہر جو کسی کے ذمے قرض ہو اُس کی ضمانت۔

10 ......آقا کا اپنے غلام سے مال کی ادائیگی کے بدلے اُس کی آزادی کا معاہدہ کرنا کتابت کہلاتا ہے اور جو مال مقرر ہوا اُسے بدل کتابت کہتے ہیں۔

نہیں اور اگر کسی نے ناواقفی سے ضمانت کرلی اور کچھ ادا بھی کردیا پھر معلوم ہوا کہ یہ کفالت صحیح نہ تھی اور مجھ پر ادا کرنا لازم نہ تھا تو جو کچھ ادا کرچکا ہے واپس لے سکتا ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱ دوسرے کی عورت سے کہا میں ہمیشہ کے لیے تیرے نفقہ[2] کا ضامن ہوں، جب تک وہ عورت اُس کے نکاح میں رہے گی اُس وقت تک یہ کفیل ہے، مرنے کے بعد یا طلاق کے بعد صرف عدّت تک ضامن ہے، اُس کے بعد کفالت ختم ہوگئی۔ یہ کہہ دیا کہ فلاں شخص کو ایک روپیہ روزانہ دے دیا کرو اس کا میں ضامن ہوں وہ دیتا رہا ایک کثیر رقم ہوگئی اب کفیل یہ کہتا ہے میرا مطلب یہ نہ تھا کہ تم اتنی رقمِ کثیر[3] اُسے دے دوگے اس کی یہ بات معتبر نہیں کُل رقم دینی پڑے گی۔ یوہیں دوکاندار سے یہ کہہ دیا کہ اس کے ہاتھ جو کچھ بیچو گے وہ میرے ذمہ ہے تو جو کچھ اس کے ہاتھ بیع کرے گا مطالبہ کفیل سے ہوگا یہ نہیں سنا جائے گا کہ میرا مطلب یہ تھا یہ نہ تھا مگر یہ ضرور ہے کہ مکفول لہ[4] نے اسے قبول کرلیا ہو چاہے قبول کے الفاظ کہے ہوں یا دلالۃً قبول کیا ہو مثلاً اُس کے ہاتھ کوئی چیز فی الحال بیع کردی مگر اس بیع کے بعد دوبارہ یا سہ بارہ[5] بیع کرے گا تو اُس کے ثمن کا ضامن نہ ہوگا کہ یہ ہمیشہ کے لیے ضمانت نہیں ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲ ایک شخص دوسرے سے قرض مانگ رہا تھا اُس نے قرض دینے سے انکار کردیا تیسرے شخص نے یہ کہا اس کو قرض دیدو میں ضامن ہوں اُس نے فوراً قرض دے دیا یہ ضامن ہوگیا کہ اُس کا قرض دے دینا ہی قبول کفالت ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۳ اس کے ہاتھ فلاں چیز بیع کرو اس میں جو کچھ خسارہ ہوگا میں ضامن ہوں یہ کفالت صحیح نہیں۔[8] (ردالمحتار)

---

1. ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الكفالة، مطلب: كفالة المال قسمان... إلخ، ج ۷، ص ٦٢٠.
2. ......کھانے پینے وغیرہ کے اخراجات۔
3. ......اتنا زیادہ مال۔
4. ......جس کا مطالبہ ہے۔
5. ......تیسری بار۔
6. ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الكفالة، مطلب: كفالة المال قسمان... إلخ، ج ۷، ص ٦٢٢.
7. ......"ردالمحتار"، كتاب الكفالة، مطلب: كفالة المال قسمان... إلخ، ج ۷، ص ٦٢٣.
8. ......المرجع السابق، ص ٦٢٢.

مسئلہ ۴۴ یہ کہا کہ فلاں شخص اگر تمھاری کوئی چیز غصب کرلے گا وہ مجھ پر ہے تو کفیل ہوگیا اور اگر یہ کہا کہ جو شخص تیری چیز غصب کرے میں اُس کا ضامن ہوں تو یہ کفالت باطل ہے یوہیں اگر یہ کہا کہ اس گھر والے جو چیز تیری غصب کریں مَیں ضامن ہوں یہ کفالت باطل ہے جب تک کسی آدمی کا نام نہ لے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴۵ یہ کہا تھا کہ جو چیز فلاں کے ہاتھ بیع کروگے میں ضامن ہوں یہ کہہ کر اُس نے اپنا کلام واپس لیا کہہ دیا مَیں ضامن نہیں اب اگر اس نے بیچا تو وہ ضامن نہ رہا اُس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۶ یہ کہتا ہے کہ میں نے ایک شخص کی کفالت کی ہے جس کا نام نہیں جانتا ہوں صورت پہچانتا ہوں یہ اقرار درست ہے اس کے بعد کسی شخص کو لاکر کہتا ہے کہ یہ وہی ہے بریٔ الذمہ ہوجائے گا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۷ ایک شخص نے بار برداری کے لیے جانور کرایہ پر لیا یا خدمت کے لیے غلام کو اجارہ پر لیا[4] اگر وہ جانور اورغلام معین ہیں یعنی اس جانور پر میرا سامان لادا جائے یا یہ غلام میری خدمت کرے گا اس کی کفالت صحیح نہیں کہ کفیل اس کی تسلیم سے عاجز ہے[5] اور غیر معین ہوں تو کفالت صحیح ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴۸ مبیع کی کفالت صحیح نہیں یعنی ایک شخص نے کوئی چیز خریدی کفیل نے مشتری سے کہا یہ چیز اگر ہلاک ہوگئی تو میرے ذمہ ہے یہ کفالت صحیح نہیں کہ مبیع ہلاک ہونے کی صورت میں بیع ہی فسخ ہوگئی بائع سے کسی چیز کا مطالبہ نہ رہا پھر کفالت کس چیز کی ہوگی۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۹ معین شے اگر کسی کے پاس ہو اس کی دو صورتیں ہیں۔ وہ چیز اُس کے ضمان میں ہے یا نہیں اگر ضمان میں ہے تو ضمان بنفسہٖ ہے یا ضمان بغیرہ یہ کل تین صورتیں ہوئیں اگر اُس کا قبضہ قبضۂ ضمان نہ ہو بلکہ قبضۂ امانت ہو کہ ہلاک ہونے کی صورت میں تاوان دینا نہ پڑے جیسے ودیعت (جس کو لوگ امانت کہتے ہیں) مال مضاربت، مال شرکت، عاریت، کرایہ کی چیز

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب الكفالة، ج ٧، ص ٦٢٢، ٦٢٤.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب الكفالة، ج ٧، ص ٦٢٣.

3 ......المرجع السابق ص ٦٢٨.

4 ......یعنی نوکر رکھا۔

5 ......سپرد کرنے سے عاجز ہے۔

6 ......"الدرالمختار"، كتاب الكفالة، ج ٧، ص ٦٢٩.

7 ......"ردالمحتار"، كتاب الكفالة، مطلب في تعليق الكفالة بشرط... إلخ، ج ٧ ص ٦٢٩.

جو کرایہ دار کے قبضہ میں ہے۔

قبضۂ ضمان جبکہ ضمان بغیرہ ہو اسکی مثال مبیع ہے جبکہ بائع کے قبضہ میں ہو یا مرہون[1] جو مرتہن[2] کے قبضہ میں ہو کہ مبیع ہلاک ہونے سے ثمن جاتا رہتا ہے اور مرہون ہلاک ہو تو دَین جاتا رہتا ہے۔

جس کا ضمان بعینہٖ ہے اُس کی مثال وہ مبیع جس کی بیع فاسد ہوئی اور وہ مشتری کے قبضہ میں ہو۔ خریداری کے طور پر نرخ کرکے چیز پر قبضہ کیا۔ مغصوب[3] اور انکے علاوہ وہ چیزیں کہ ہلاک ہونے کی صورت میں اُن کی قیمت دینی پڑتی ہے اس تیسری قسم میں کفالت صحیح ہے پہلی دونوں قسموں میں کفالت صحیح نہیں۔[4] (ردالمحتار) اس قاعدۂ کلیہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مرہون اور ودیعت اور مبیع کی کفالت صحیح نہیں ہے مگر ان چیزوں کی تسلیم کی کفالت ہو سکتی ہے یعنی بائع یا مرتہن یا امین سے لے کر اُس کے قبضہ دلانے کی کفالت صحیح ہے مگر اس کفالت کا محصل[5] یہ ہوگا کہ چیز اگر موجود ہے تو تسلیم کردے اور ہلاک ہوگئی تو کچھ نہیں۔ کفیل بریٔ الذمہ ہوگیا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۰ بیع میں ثمن کی کفالت صحیح ہے جبکہ وہ بیع صحیح ہو کفالت کے بعد یہ معلوم ہوا کہ بیع صحیح نہ تھی اور کفیل نے بائع کو ثمن ادا کردیا ہے تو کفیل کو اختیار ہے کہ جو کچھ ادا کرچکا ہے بائع سے وصول کرے یا مشتری سے اور اگر پہلے وہ بیع صحیح تھی بعد میں شرط فاسد لگا کر بیع کو فاسد کردیا تو کفیل نے جو کچھ دیا ہے مشتری سے وصول کرے گا اور اگر مبیع میں استحقاق ہوا[7] جس کی وجہ سے مشتری سے لے لی گئی یا خیارِ شرط، خیارِ عیب، خیارِ رویت کی وجہ سے بائع کو واپس ہوئی تو کفیل بری ہوگیا کیونکہ ان صورتوں میں مشتری کے ذمہ ثمن دینا نہ رہا لہٰذا کفالت بھی ختم ہوگئی۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... گروی رکھی ہوئی چیز۔

2 ...... جس کے پاس چیز گروی رکھی جاتی ہے۔

3 ...... ناجائز طور پر قبضہ میں لی ہوئی چیز۔

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی تعلیق الکفالۃ... الخ، ج ۷، ص ۶۲۹.

5 ...... ماحاصل، حاصل۔

6 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی تعلیق الکفالۃ... الخ، ج ۷، ص ۶۲۹.

7 ...... کسی کا حق نکل آیا یعنی مبیع میں کسی نے اپنا حق ثابت کردیا۔

8 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب فی تعلیق الکفالۃ... الخ، ج ۷، ص ۶۳۰.

مسئلہ ۵۱ صبی مجور (جس بچہ کو خرید وفروخت کی ممانعت ہو) نے کوئی چیز خریدی اور کسی نے اُس کی طرف سے ثمن کی ضمانت کی یہ کفالت صحیح نہیں کہ جب اصیل سے مطالبہ نہیں ہوسکتا تو کفیل سے کیونکر ہوگا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵۲ ایک شخص نے اپنی کوئی چیز بیع کرنے کے لیے دوسرے کو وکیل کیا وکیل نے چیز بیچ ڈالی اور موکل کے لیے ثمن کا خود ہی ضامن بنا، یہ کفالت صحیح نہیں کہ ثمن پر قبضہ کرنا خود اسی کا کام ہے لہٰذا اپنے لیے کفالت ہوگئی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵۳ وصی[3] اور ناظر[4] مشتری کی طرف سے ثمن کے ضامن نہیں ہوسکتے کہ ثمن وصول کرنا خود انھیں کا کام ہے اور اگر یہ مشتری کو ثمن معاف کردیں تو مشتری سے معاف ہوگیا مگر ان کو اپنے پاس سے دینا ہوگا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۵۴ مضارب[6] نے کوئی چیز بیع کی اور رب المال[7] کے لیے مشتری کی طرف سے خود ہی ضامن ہوگیا یہ کفالت بھی صحیح نہیں۔[8] (درمختار)

کفالت کو شرط پر معلق کرنا

مسئلہ ۵۵ کفالت کو کسی شرط پر معلق کرنا بھی صحیح ہے مگر یہ ضروری ہے کہ وہ شرط کفالت کے مناسب ہو۔اس کی تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ لزومِ حق کے لیے شرط ہو یعنی وہ شرط نہ ہو تو حق لازم ہی نہ ہو مثلاً یہ کہ اگر مبیع میں کوئی حقدار پیدا ہوگیا یا امین نے امانت سے انکار کردیا یا فلاں نے تمھاری کوئی چیز غصب کرلی یا اُس نے تجھے یا تیرے بیٹے کو خطاً قتل کرڈالا تو میں ضامن ہوں بدلا میں دوں گا یہ وہ شرطیں ہیں کہ اگر پائی نہ جائیں تو مکفول لہ[9] کا حق ہی نہیں لہٰذا اگر یہ کہا کہ تجھ کو درندہ مار ڈالے تو میں ضامن ہوں یہ کفالت صحیح نہیں کہ درندہ کے مارڈالنے پر حق لازم ہی نہیں۔ یوہیں اسکے یہاں کوئی مہمان آیا تھا اُس کو

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۳۱.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۳۵.

3 ......وصیت کرنے والا اپنی وصیت پوری کرنے کے لئے جس شخص کو مقرر کرے۔

4 ......دیکھ بھال کرنے والا، نگہداشت کرنے والا۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۳۵.

6 ......مضاربت پر مال لینے والا۔

7 ......مضارب کو مال دینے والا۔

8 ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۳۵.

9 ......جس شخص کا مطالبہ ہے۔

اپنی سواری کے جانور کا اندیشہ تھا کہ کوئی درندہ نہ پھاڑ کھائے اس نے کہا اگر درندہ نے پھاڑ کھایا تو مَیں ضامن ہوں یہ کفالت صحیح نہیں ضمان دینا لازم نہیں۔

دوسری یہ کہ امکان استیفا[1] کے لیے وہ شرط ہو کہ اُس کے پائے جانے سے حق کا وصول کرنا آسانی سے ممکن ہو گا مثلاً یہ کہا کہ اگر زید آجائے تو جو کچھ اُس پر دَین ہے وہ مجھ پر ہے یعنی میں ضامن ہوں اور زید ہی مکفول عنہ[2] ہے یا مکفول عنہ کا مضارب یا امین یا غاصب ہے، ظاہر ہے کہ زید کے آنے سے مطالبہ ادا کرنے میں سہولت ہوگی اور اگر زید اجنبی شخص ہو تو اُس کے آنے پر معلق کرنا صحیح نہیں۔

تیسری صورت یہ کہ وہ شرط ایسی ہو کہ اُس کے پائے جانے سے حق کا وصول کرنا دشوار[3] ہو جائے مثلاً یہ کہ مکفول عنہ غائب ہو گیا تو میں ضامن ہوں کہ جب وہ نہ ہو گا طالب[4] کیونکر حق وصول کر سکتا ہے لہٰذا اس نے اُس صورت میں اپنے کو کفیل[5] بنایا ہے کہ اُس سے وصول نہ ہو سکے۔ یوہیں یہ کہا کہ اگر وہ مر جائے اور کچھ مال نہ چھوڑے یا تمھارا مال اُس سے بوجہ اُس کے مفلس ہو جانے[6] کے نہ وصول ہو سکے یا وہ تمھیں نہ دے تو مجھ پر ہے ان سب صورتوں میں شرط پر معلق کرنا صحیح ہے۔ اور اگر کفیل نے یہ کہا تھا کہ مدیون[7] اگر نہ دے تو میں دوں گا طالب نے مدیون سے مانگا اُس نے دینے سے انکار کر دیا کفیل پر اسی وقت دینا واجب ہو گیا اگر یہ شرط کی کہ چھ ماہ تک وہ ادا نہ کر دے تو مجھ پر ہے یہ شرط صحیح ہے، بعد اُس مدت کے کفیل پر دینا لازم ہو گا۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۶ کفالت کو ایسی شرط پر معلق کیا جو مناسب نہ ہو تو شرط فاسد ہے اور کفالت صحیح ہے مثلاً یہ کہ اگر زید گھر میں گیا یہ شرط صحیح نہیں۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۷ یہ کہا فلاں کے ہاتھ بیع کرو جو بیچو گے اُس کا میں ضامن ہوں طالب کہتا ہے میں نے اُسکے ہاتھ بیچا اور

---

1 ...... یعنی ادائیگیِ حق ممکن ہونے۔

2 ...... جس پر مطالبہ ہے۔

3 ...... مشکل۔

4 ...... جس شخص کا مطالبہ ہے۔

5 ...... ضامن۔

6 ...... نادار ہو جانے محتاج ہو جانے۔

7 ...... مقروض۔

8 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ المال قسمان... الخ، ج ۷، ص ۶۲۴۔ ۶۲۸.

9 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... الخ، الفصل الخامس، ج ۳، ص ۲۷۱.

اُس نے قبضہ بھی کرلیا کفیل کہتا ہے کہ نہیں بیچا اور مکفول عنہ کفیل کے قول کی تصدیق کرتا ہے اگر وہ مال موجود ہے کفیل سے مطالبہ ہوگا اور ہلاک ہوگیا تو جب تک طالب گواہوں سے نہ ثابت کرلے مطالبہ نہیں کرسکتا۔ صورتِ مذکورہ میں اگر کفیل یہ کہے تو نے پانسو میں بیع کی اور طالب کہتا ہے ہزار میں بیع کی ہے اور مکفول عنہ [1] طالب کی بات کا اقرار کرتا ہے تو کفیل سے ہزار کا مطالبہ ہوگا۔ [2] (خانیہ)

مسئلہ ۵۸: کفالت کی کوئی میعاد مجہول [3] ذکر کی اس کی دو صورتیں ہیں اُس میں بہت زیادہ جہالت ہے یا تھوڑی سی جہالت ہے اگر زیادہ جہالت ہے مثلاً آندھی چلنا یا مینہ برسنا یہ میعاد باطل ہے اور کفالت صحیح اور اگر تھوڑی جہالت ہے مثلاً کھیت کٹنا یا تنخواہ ملنا تو کفالت بھی صحیح ہے اور میعاد بھی صحیح۔ [4] (فتح)

مسئلہ ۵۹: تعلیق کی صورت میں اگر مکفول عنہ مجہول ہو کفالت صحیح نہیں اور تعلیق نہ ہو مثلاً جو کچھ تمھارا فلاں یا فلاں پر ہے میں اُس کا ضامن ہوں یہ کفالت صحیح ہے اور کفیل کو اختیار ہوگا کہ اُن دونوں میں جس کو چاہے معین کرلے یو ہیں اگر یہ کہا کہ فلاں کے نفس کا یا جو کچھ اُس کے ذمہ تیرا مال ہے مَیں اُس کا کفیل ہوں یہ کفالت صحیح ہے اور کفیل کو اختیار ہوگا کہ اُس کو حاضر کردے یا مال دیدے۔ [5] (فتح القدیر)

کفیل نے مال ادا کردیا تو کس صورت میں واپس لے سکتا ہے

مسئلہ ۶۰: کفالت بالمال کی دو صورتیں ہیں۔ مکفول عنہ کے کہنے سے کفالت کی ہے یا بغیر کہے۔ اگر کہنے سے کفالت ہوئی تو کفیل جو کچھ دَین [6] ادا کرے گا مکفول عنہ سے لے گا اور اگر بغیر کہے اپنے آپ ہی ضامن ہوگیا تو احسان وتبرع [7] ہے جو کچھ ادا کرے گا مکفول عنہ سے نہیں لے سکتا۔ [8] (ہدایہ)

---

1 ......جس پر مطالبہ ہے۔

2 ......الفتاوی الهندیة ، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما...الخ، الفصل الثانی فی حکم المقبوض علی سوم الشراء ، ج۳ ، ص ۱۱ .

3 ......نامعلوم مدت۔

4 ...... فتح القدیر، کتاب الکفالة ، ج ٦ ، ص ۳۰۲ .

5 ......المرجع السابق، ص۲۹۹، ۳۰۰.

6 ......قرض۔

7 ......بخشش وہدیہ۔

8 ......"الهدایة" ، کتاب الکفالة ، ج ۲، ص ۹۱ .

مسئلہ ٦١: بعض صورتوں میں مکفول عنہ کے بغیر کہے کفالت کرنے سے بھی اگر ادا کیا ہے تو وصول کرسکتا ہے مثلاً باپ نے نابالغ لڑکے کا نکاح کیا اور مَہر کا ضامن ہوگیا اُس کے مرنے کے بعد عورت یا اس کے ولی نے والد زوج کے ترکہ میں سے مَہر وصول کرلیا تو دیگر ورثا اپنا حصہ پورا پورا لیں گے اور لڑکے کے حصہ میں سے بقدر مَہر کے کم کردیا جائے گا کہ باپ چونکہ ولی تھا اُس کا ضامن ہونا گویا لڑکے کے کہنے سے تھا اور اگر باپ مرا نہیں زندہ ہے اُس نے خود مَہر ادا کیا اور لوگوں کو گواہ کرلیا ہے کہ لڑکے سے وصول کرلوں گا تو وصول کرسکتا ہے ورنہ نہیں دوسری صورت یہ ہے کہ کفیل نے کفالت سے انکار کردیا مدعی نے گواہوں سے ثابت کردیا کہ اس نے مکفول عنہ کے حکم سے کفالت کی تھی اس نے دَین ادا کیا مکفول عنہ سے واپس لے سکتا ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اس نے کفالت کی اور مکفول لہ نے ابھی قبول نہیں کی تھی کہ مکفول عنہ نے اجازت دیدی یہ کفالت بھی اُس کے کہنے سے قرار پائے گی۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ٦٢: اجنبی شخص نے کہہ دیا کہ تم فلاں کی ضمانت کرلو اس نے کرلی اور دَین ادا کردیا مکفول عنہ سے واپس نہیں لے سکتا۔ مکفول عنہ کے کہنے سے کفالت کی ہے اس میں بھی واپس لینے کے لیے یہ شرط ہے کہ مکفول عنہ نے یہ کہہ دیا ہو کہ میری طرف سے کفالت کرلو یا میری طرف سے ادا کردو یا یہ کہ جو کچھ تم دوگے وہ مجھ پر ہے یا میرے ذمہ ہے اور اگر فقط اتنا ہی کہا ہے کہ ہزار روپے کی مثلاً تم ضمانت یا کفالت کرلو تو واپس نہیں لے سکتا مگر جبکہ کفیل خلیط ہو تو اس صورت میں بھی واپس لے سکتا ہے۔ خلیط سے مراد اس مقام پر وہ شخص ہے جو اس کے عیال میں ہے مثلاً باپ یا بیٹا بیٹی یا اجیر یا شریک بشرکت عنان یا وہ شخص جس سے اس کا لین دین ہو اُس کے یہاں مال رکھتا ہو۔[2] (فتح القدیر، ردالمحتار)

مسئلہ ٦٣: ایک شخص نے دوسرے سے کہا فلاں شخص کو ہزار روپے دے دو اس نے دے دیے، کہنے والے سے واپس نہیں لے سکتا مگر جس کو دیے ہیں اُس سے لے سکتا ہے۔[3] (خانیہ)

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی ضمان المھر، ج ٧، ص ٦٣٦.

2 ......"فتح القدیر"، کتاب الکفالۃ، ج٦، ص٣٠٤.

و"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی ضمان المھر، ج ٧، ص ٦٣٧.

3 ......"الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الکفالۃ، مسائل الأمر، ج ٢، ص ١٧٥.

مسئلہ ۶۴: صبی مجور[1] نے اس کو کفالت کے لیے کہا اس نے کفالت کر لی اور مال ادا کر دیا واپس نہیں لے سکتا یو ہیں غلام مجور کی طرف سے اُس کے کہنے سے کفالت کی اور ادا کر دیا واپس نہیں لے سکتا جب تک وہ آزاد نہ ہو۔ اور صبی ماذون و غلام ماذون[2] سے واپس ملے گا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۵: غلام نے آقا کی طرف سے کفالت کی اور آزاد ہونے کے بعد ادا کیا واپس نہیں لے سکتا۔ یو ہیں آقا نے غلام کی طرف سے کفالت کی اور غلام کے آزاد ہونے کے بعد ادا کیا واپس نہیں لے سکتا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۶: ثمن کی کفالت کی پھر بائع نے کفیل کو ثمن ہبہ کر دیا کفیل نے مشتری سے وصول کیا اس کے بعد مشتری نے مبیع میں عیب دیکھا اُس کو واپس کر دیا اور بائع سے ثمن واپس لیا کفیل سے نہ بائع لے سکتا ہے نہ مشتری۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۷: کفیل نے جس چیز کی ضمانت کی وہی چیز ادا کی یا دوسری چیز دی مثلاً ہزار روپے کی ضمانت کی اور ہزار روپے ادا کیے یا روپے کی جگہ اشرفیاں[6] یا کوئی دوسری چیز دی۔ پہلی صورت میں جو ادا کیا ہے واپس لے سکتا ہے اور دوسری صورت میں وہ ملے گا جس کا ضامن ہوا تھا یعنی روپے لے سکتا ہے اشرفیوں کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ اور اگر اُسی جنس کی چیز مکفول لہ کو دی مگر اُس سے گھٹیا[7] یا بڑھیا[8] دی جب بھی وہی لے سکتا ہے جس کی ضمانت کی کہ اس صورت میں یعنی جبکہ دوسری چیز دی یا گھٹیا بڑھیا چیز دی تو یہ خود دَین کا مالک ہو گیا اور طالب کے قائم مقام ہو گیا۔[9] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۶۸: ایک شخص نے دوسرے سے کہا تم میرا قرضہ ادا کر دو میں تم کو دے دوں گا اُس نے قرض میں دوسری چیز دی تو جو چیز دی ہے وہی واپس لے گا جو اُس کے ذمہ تھا وہ نہیں لے سکتا کہ یہ دَین کا مالک نہیں ہوا۔[10] (فتح القدیر)

---

1 ...... جس بچہ کو خرید و فروخت کی ممانعت ہو۔

2 ...... وہ غلام جس کو آقا کی طرف سے خرید و فروخت کی اجازت ہو۔

3 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب فی ضمان المھر، ج ۷، ص ۶۳۷.

4 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... الخ، الفصل الرابع، ج ۳، ص ۲۶۶.

5 ...... "الفتاوی الھندیہ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... الخ، الفصل الرابع، ج ۳، ص ۲۶۷.

6 ...... اشرفی کی جمع سونے کا سکہ۔ 7 ...... ردی۔ 8 ...... عمدہ۔

9 ...... "الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۳۷، وغیرہ.

10 ...... "فتح القدیر"، کتاب الکفالۃ، ج ۶، ص ۳۰۵.

مسئلہ ۶۹ اصیل[1] پر ہزار روپے تھے کفیل نے طالب سے پانسو روپے میں مصالحت کر لی[2] اور دے دیئے، مکفول عنہ[3] سے پانسو ہی لے سکتا ہے کہ یہ اسقاط[4] یا ابرا[5] ہے لہٰذا اصیل سے بھی پانسو جاتے رہے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۰ واپسی کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ کفیل نے اُس وقت دیا ہو کہ اصیل پر واجب الادا ہوا ور اگر اصیل پر ابھی دینا واجب بھی نہیں ہوا ہے کہ کفیل نے دے دیا تو واپس نہیں لے سکتا مثلاً مستاجر[7] کی طرف سے کسی نے اجرت کی ضمانت کی تھی اور ابھی اجیر[8] نے کام کیا ہی نہیں ہے کہ اجرت واجب ہوتی کفیل نے اُسے دیدی واپس نہیں لے سکتا۔ یوہیں اگر کفیل کے دینے سے پہلے خود اصیل نے دَین[9] ادا کر دیا اور کفیل کو اس کی اطلاع نہیں ہوئی اس نے بھی دے دیا اصیل سے واپس نہیں لے سکتا کہ جس وقت اس نے دیا ہے اصیل پر دینا واجب ہی نہ تھا بلکہ اس صورت میں دائن[10] سے واپس لے گا۔[11] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۱ کفیل نے جس کے لیے کفالت کی تھی (یعنی طالب) وہ مرگیا اور خود کفیل اُس کا وارث ہے تو کفیل دَین کا مالک ہو گیا مکفول عنہ یعنی مدیون سے مطالبہ کرے گا۔ یوہیں اگر طالب نے کفیل کو دَین ہبہ کر دیا یہ مالک ہو گیا۔[12] (درمختار)

مسئلہ ۷۲ ایک شخص نے ہزار روپے میں گھوڑا خریدا مشتری کی طرف سے ثمن کی کسی نے ضمانت کی کفیل نے اپنے پاس سے روپے دے دیے اور مشتری سے ابھی وصول نہیں کیے تھے بغیر وصول کیے کفیل غائب ہو گیا اور گھوڑے کے متعلق کسی نے اپنا حق ثابت کیا اور لے لیا مشتری چاہتا ہے کہ بائع سے ثمن واپس لے تو جب تک کفیل حاضر نہ ہو جائے بائع سے ثمن نہیں لے سکتا اب کفیل آ گیا تو اسے اختیار ہے بائع سے ثمن واپس لے یا مشتری سے۔ اگر بائع سے لے گا تو بائع مشتری سے نہیں لے سکتا اور مشتری سے لے گا تو مشتری بائع سے واپس لے گا اور اگر کفیل بائع کو دینے کے بعد مشتری سے وصول کر کے

---

1 ......جس پر مطالبہ ہے۔ 2 ......یعنی صلح کر لی۔ 3 ......جس پر مطالبہ ہے۔

4 ......یعنی کم کر دینا۔ 5 ......بری کرنا یعنی معاف کر دینا۔

6 ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی ضمان المھر، ج ۷ ص ۶۳۷ .

7 ......اجرت پر کام کروانے والا۔ 8 ......اجرت پر کام کرنے والا۔

9 ......قرض۔ 10 ......قرض خواہ۔

11 ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی ضمان المھر، ج ۷ ص ۶۳۷ .

12 ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۳۸.

غائب ہوا ہے اس کے بعد حق ثابت ہوا تو مشتری بائع سے ثمن واپس لے گا کفیل کے آنے کا انتظار نہ کرے گا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۳: مسلمان دارالحرب میں مقید تھا روپیہ دے کر کسی نے اُس کو خریدا اگر اُس کے بغیر حکم ایسا کیا تو احسان ہے واپس نہیں لے سکتا اور اُس کے کہنے سے ایسا کیا تو واپس لے سکتا ہے چاہے اُس نے واپس دینے کو کہا ہو یا نہ کہا ہو۔ یو ہیں اگر کسی نے یہ کہہ دیا کہ میرے بال بچوں پر اپنے پاس سے خرچ کرو یا میرے مکان کی تعمیر میں اپنا روپیہ خرچ کرو اُس نے خرچ کیا تو وصول کرسکتا ہے۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۷۴: ایک شخص نے دوسرے سے کہا فلاں شخص کو میری طرف سے ہزار روپے دے دو اُس نے دے دیے یہ ہبہ حکم دینے والے کی طرف سے ہوا مگر جس نے دیے وہ نہ کہنے والے سے لے سکتا ہے نہ اُس سے جس کو دیے اور اگر یہ کہا تھا کہ اُس کو ہزار روپے دے دو میں ضامن ہوں تو کہنے والے سے وصول کرسکتا ہے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۷۵: ایک شخص نے دوسرے سے کہا فلاں کو میری طرف سے ہزار روپے قرض دے دو اُس نے دے دیے واپس لے سکتا ہے اور اگر صرف اتنا ہی کہا کہ فلاں کو ہزار روپے قرض دے دو تو واپس نہیں لے سکتا اگرچہ وہ اسکا خلیط[4] ہو۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۶: ایک شخص نے دوسرے سے کہا میری قسم کا کفارہ ادا کردو یا میری زکوٰۃ اپنے مال سے ادا کردو یا میرا حج بدل کرادو اُس نے یہ سب کردیا تو کہنے والے سے وصول نہیں کرسکتا۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۷۷: ایک نے دوسرے سے کہا مجھ کو ہزار روپے ہبہ کردو فلاں شخص اس کا ضامن ہے اور وہ شخص بھی یہاں موجود ہے اُس نے کہا ہاں اس کے ہاں کہنے پر اُس نے دے دیے یہ ہبہ اس ضامن کی طرف سے ہوگا اور دینے والے کے ہزار روپے اس کے ذمہ قرض ہیں۔[7] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكفالة، الباب الثاني في الفاظ الكفالة... إلخ، الفصل الرابع، ج ٣ ص ٢٦٧، ٢٦٨.

2 ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الكفالة، فصل في الكفالة بالمال، ج ٢ ص ١٧٣.

3 ......المرجع السابق، مسائل الأمر، ج ٢، ص ١٧٥.

4 ......خلیط یعنی وہ شخص جس کے ساتھ اسکا بالواسطہ یا بلاواسطہ لین دین ہے۔

5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكفالة، الباب الثاني في الفاظ الكفالة... إلخ، الفصل الرابع، ج ٣ ص ٢٦٩.

6 ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الكفالة، مسائل الأمر، ج ٢ ص ١٧٥.

7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكفالة، الباب الثاني في الفاظ الكفالة...إلخ، الفصل الرابع، ج ٣، ص ٢٧٠.

مسئلہ ۷۸ ایک شخص کے دوسرے کے ذمہ ہزار روپے ہیں مدیون [1] نے کسی سے کہا اس کے ہزار روپے ادا کردو یہ کہتا ہے میں نے ادا کر دیئے مگر دائن [2] انکار کرتا ہے تو قسم کے ساتھ دائن کا قول معتبر ہے اور وہ شخص مدیون سے واپس نہیں لے سکتا اگرچہ مدیون نے اُس کی تصدیق کی ہو۔ یوہیں مکفول عنہ [3] کے کہنے سے کسی نے کفالت کی کفیل [4] کہتا ہے میں نے مال ادا کر دیا اور مکفول عنہ بھی اسکی تصدیق کرتا ہے مگر طالب انکار کرتا ہے طالب کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے اس نے قسم کھا کر مکفول عنہ سے مال وصول کرلیا اب کفیل مکفول سے واپس نہیں لے سکتا اور اگر مکفول عنہ بھی انکار کرتا ہے کفیل نے گواہوں سے اپنا دینا ثابت کر دیا تو کفیل واپس لے سکتا ہے اور طالب کے مقابل میں یہی گواہ معتبر ہیں اگرچہ طالب موجود نہ ہو۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۹ ایک شخص نے دوسرے سے کہا فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں تم اپنی فلاں چیز اُس کے ہاتھ اُن ہزار روپوں میں بیع کر دو اُس نے بیچ دی یہ جائز ہے پھر اگر بیع کے بعد طالب کہتا ہے اُس نے میرے ہاتھ بیع کی مگر قبضہ سے پہلے اُسی کے پاس چیز ہلاک ہوگئی اور وہ دونوں کہتے ہیں تو نے قبضہ کرلیا تھا اس میں بھی طالب کا قول معتبر ہے اس نے قسم کھالی تو بیع فسخ [6] مانی جائے گی اور طالب اپنے روپے مدیون سے وصول کرے گا اور جس نے بیع کی تھی وہ مدیون سے کچھ نہیں لے سکتا اور اگر بائع نے گواہوں سے طالب کا قبضہ ثابت کر دیا تو بیع فسخ نہیں مانی جائے گی اور ہزار روپے مدیون سے وصول کرے گا اور طالب مدیون سے کچھ نہیں لے سکتا اگرچہ بائع نے طالب کی عدم موجودگی میں گواہ پیش کئے ہوں جبکہ مدیون بھی منکر ہو۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۰ کفیل جب تک طالب کو ادا نہ کر دے مکفول عنہ سے دَین [8] کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر مکفول عنہ نے کفیل کے پاس ادا کرنے سے پہلے کوئی چیز رہن [9] رکھ دی یہ رہن رکھنا درست ہے۔ [10] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... مقروض۔
2 ...... قرض خواہ۔
3 ...... جس پر مطالبہ ہے۔
4 ...... ضامن۔
5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الكفالة، الباب الثاني في الفاظ الكفالة... الخ، الفصل الرابع، ج ٣، ص ٢٧٠.
6 ...... ختم۔
7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الكفالة، الباب الثاني في الفاظ الكفالة... الخ، الفصل الرابع، ج ٣، ص ٢٧٠.
8 ...... قرض۔
9 ...... گروی۔
10 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الكفالة، مطلب في ضمان المهر، ج ٧ ص ٦٣٩.

حبس وملازمہ

مسئلہ ۸۱: طالب یعنی دائن کو اختیار ہے کہ کفیل سے مطالبہ کرے یا اصیل[1] سے یا دونوں سے اگر مکفول لہ نے کفیل کا ملازمہ کیا (یعنی جہاں جاتا ہے طالب بھی اُس کے ساتھ جاتا ہے پیچھا نہیں چھوڑتا) تو کفیل اصیل کے ساتھ ایسا ہی کرسکتا ہے اور اگر طالب نے کفیل کو حبس[2] کرادیا تو کفیل اصیل کو حبس کراسکتا ہے کہ کفیل کا ملازمہ یا حبس اصیل کی وجہ سے ہے۔ یہ حکم اُس وقت ہے کہ اصیل کے کہنے سے اُس نے کفالت کی ہو اور اصیل کا خود کفیل کے ذمہ دَین نہ ہو اور اگر کفیل کے ذمہ مطلوب کا دَین ہو تو کفیل نہ ملازمہ کرسکتا ہے نہ حبس کراسکتا ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اصیل کفیل کے اصول میں نہ ہو اور اگر اصیل اصول میں ہے تو کفیل اُس کے ساتھ یہ فعل نہیں کرسکتا۔ کفیل کا ملازمہ یا حبس اُس وقت ہوسکتا ہے کہ اصیل طالب کے اصول میں سے نہ ہو ورنہ اصول کے ملازمہ وحبس کا سبب خود یہی طالب ہوا اور کوئی شخص اپنے باپ ماں دادا دادی وغیرہ اصول کے ساتھ یہ حرکت کرنے کا مجاز نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

کفیل کے بریُ الذمہ ہونے کی صورتیں

مسئلہ ۸۲: کفیل کا دَین ادا کردینا کفیل واصیل دونوں کی برأت کا سبب ہے یعنی اب طالب کا کسی سے تقاضا نہ رہا، نہ اصیل سے نہ کفیل سے، مگر جبکہ کفیل نے اپنے مدیون پر حوالہ کردیا اور یہ شرط کردی کہ فقط میں بری ہوں تو اصیل بری نہ ہوا اور اگر شرط نہ کی تو اس صورت میں بھی دونوں دَین سے بری ہوگئے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۸۳: اصیل نے دَین ادا کردیا تو کفیل بھی بریُ الذمہ ہوگیا اب کفیل سے بھی مطالبہ نہیں ہوسکتا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۴: طالب نے اصیل سے دَین معاف کردیا کفیل بھی بری ہوگیا مگر یہ ضرور ہے کہ مکفول عنہ نے قبول بھی کرلیا ہو اور اگر اصیل نے اُس کے معاف کرنے پر نہ رد کیا نہ قبول کیا اور مرگیا تو اُس کا مرنا قبول کے قائم مقام ہوگیا یعنی دَین معاف ہوگیا اور کفیل بری ہوگیا اور اگر طالب نے معاف کردیا مگر اصیل نے انکار کردیا معافی کو منظور نہیں کیا تو معافی رد ہوگئی اور دَین بدستور قائم رہا۔ یوہیں اگر طالب نے اصیل کو دَین ہبہ کردیا اور قبول سے پہلے اصیل مرگیا بری ہوگیا اور اصیل نے ہبہ کو رد کردیا

---

1 …… جس پر مطالبہ ہے۔ 2 ……قید۔

3 ……"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب فی ضمان المھر، ج ۷، ص ٦٤٠.

4 ……"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ٦٤١.

5 ……"الفتاوی الھندیة"، کتاب الکفالة، الباب الثانی فی الفاظ الکفالة... الخ، الفصل الثالث، ج ۳، ص ۲٦۲.

تو رد ہو گیا اور دَین بدستور باقی رہا کوئی بری نہ ہوا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۵ اصیل کے مرنے کے بعد طالب نے دَین معاف کر دیا یا ہبہ کر دیا اور ورثہ نے قبول کر لیا تو معافی اور ہبہ صحیح ہیں اور رد کر دیا تو رد ہو گیا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۶ طالب نے اصیل کو مہلت دے دی کفیل کے لیے بھی مہلت ہو گئی اس سے بھی اندرونِ میعاد مطالبہ نہیں ہو سکتا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۸۷ طالب نے کفیل کو بری کر دیا یعنی اس سے مطالبہ معاف کر دیا یا اس کو مہلت دے دی تو اصیل نہ بری ہو گا نہ اس کے لیے مہلت ہو گی اور اصیل اگرچہ بری نہ ہوا مگر کفیل کو یہ حق نہیں کہ اصیل سے کچھ مطالبہ کر سکے بخلاف اُس صورت کے کہ طالب نے کفیل کو ہبہ یا صدقہ کر دیا ہو تو چونکہ طالب کا مطالبہ ساقط ہو گیا کفیل اصیل سے بقدر دَین وصول کرے گا۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۸ کفیل کو معاف کر دیا تو چاہے کفیل اس کو قبول کرے یا نہ کرے بہر حال معافی ہو گئی البتہ اگر اس کو ہبہ یا صدقہ کر دیا ہے تو قبول کرنا ضروری ہے۔ کفیل کو مہلت دی مگر اُس نے منظور نہیں کی تو مہلت کفیل کے لیے بھی نہ ہوئی۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۹ ایک شخص پر دَین واجب الادا ہے یعنی فوری دینا ہے میعادی نہیں ہے اُس کی کفالت کسی نے یوں کی کہ اتنے دنوں کے بعد دینے کا میں ضامن ہوں تو یہ میعاد اصیل کے لیے بھی ہو گئی یعنی اُس سے بھی مطالبہ اتنے دنوں کے لیے مؤخر ہو گیا[6] (ہدایہ) اور اگر کفیل نے میعاد کو اپنے ہی لیے رکھا مثلاً یہ کہا کہ مجھ کو اتنے دنوں کی مہلت دو یا طالب نے وقت کفالت خصوصیت کے ساتھ کفیل کو مہلت دی ہے تو اصیل کے لیے مہلت نہیں۔ یو ہیں قرض کی کفالت میعاد کے ساتھ کی تو کفیل کے لیے میعاد ہو گئی مگر اصیل کے لیے نہیں ہوئی کہ اگرچہ کفالت میں میعاد ہے مگر جس پر قرض ہے اُس کے لیے میعاد ہو نہیں سکتی۔[7] (ردالمحتار)

---

1 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... الخ، الفصل الثالث، ج ۳ ص ۲۶۲، ۲۶۳.

2 ...... المرجع السابق، ص ۲۶۳.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷ ص ۶۴۲.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ مطلب: لو کفل بالقرض موجلاً... الخ ج ۷، ص ۶۴۳.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: لو کفل بالقرض موجلاً... الخ، ج ۷، ص ۶۴۴.

6 ...... الھدایۃ، کتاب الکفالۃ، ج ۲، ص ۹۱.

7 ...... "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، ج ۷ ص ۶۴۳.

مسئلہ ۹۰: کفیل سے دَین کا مطالبہ کیا اُس نے کہا صبر کرو اصیل کو آجانے دو طالب نے کہا مجھے تم سے تعلق ہے اُس سے کوئی تعلق نہیں اس کہنے سے اصیل بری نہ ہوا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۹۱: دَین میعادی تھا[2] اس کی کفالت کی تھی کفیل مرگیا تو کفیل کے حق میں میعاد باقی نہ رہی اور اصیل کے حق میں میعاد بدستور ہے یعنی مکفول لہ[3] کفیل کے ورثہ سے ابھی مطالبہ کرسکتا ہے اور اس کے ورثہ نے دَین ادا کر دیا تو اصیل سے اُس وقت واپس لینے کے حقدار ہوں گے جب میعاد پوری ہو جائے۔ یوہیں اگر اصیل مرگیا تو اس کے حق میں میعاد ساقط ہوگئی کہ اس کے ترکہ سے مرنے کے بعد ہی وصول کرسکتا ہے اور کفیل کے حق میں میعاد بدستور باقی ہے کہ اندرون میعاد اس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا اور اصیل و کفیل دونوں مر گئے تو طالب کو اختیار ہے جس کے ترکہ[4] سے چاہے دَین وصول کرلے میعاد تک انتظار کرنے کی ضرورت نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۹۲: میعادی دَین کو کفیل نے میعاد پوری ہونے سے پہلے ادا کر دیا تو اصیل کے حق میں میعاد بدستور ہے یعنی اُس سے اندرون میعاد واپس نہیں لے سکتا۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۳: جس دَین کی کفالت کی وہ ہزار روپے تھا اور پانسو میں مصالحت ہوئی اس کی چار صورتیں ہیں۔ (۱) یہ شرط ہوئی کہ اصیل و کفیل دونوں پانسو سے بریٔ الذمہ ہیں یا (۲) یہ کہ اصیل بری یا (۳) سکوت رہا اس کا ذکر ہی نہیں کہ کون بری ان تینوں صورتوں میں باقی پانسو سے دونوں بری ہوگئے اور (۴) اگر فقط کفیل کا بری ہونا شرط کیا یعنی کفیل سے پانسو ہی کا مطالبہ ہوگا تو تنہا کفیل پانسو سے بریٔ الذمہ ہوگا اصیل پر پورے ہزار کا مطالبہ رہے گا لہٰذا کفیل نے پانسو روپے دے دیے تو باقی کا مطالبہ اصیل سے کرے گا اور کفیل نے اُس کے کہنے سے کفالت کی ہے تو پانسو اصیل سے واپس لے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

---

[1] ......"الدرالمختار"، كتاب الكفالة، ج ۷، ص ٦٤٥.

[2] ......یعنی قرض کی مدت مقرر تھی۔

[3] ......جس کا مطالبہ ہے۔

[4] ......میت کا چھوڑا ہوا مال۔

[5] ......"الدرالمختار"، كتاب الكفالة، ج ۷، ص ٦٤٥.

[6] ......ردالمحتار، كتاب الكفالة، مطلب: لو كفل بالقرض مؤجلاً... الخ، ج ۷، ص ٦٤٥.

[7] ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الكفالة، مطلب: لو كفل بالقرض مؤجلاً... الخ ج ۷، ص ٦٤٥.

مسئلہ ۹۴: طالب نے کفیل سے یہ مصالحت کی[1] کہ اگر تم مجھ کو اتنا دو تو میں تم کو کفالت سے بری کر دوں گا یعنی کفالت سے بری کرنے کا معاوضہ لینا چاہتا ہے یہ صلح صحیح نہیں اور کفیل پر اس مال کا دینا لازم نہیں پھر اگر وہ کفالت بالنفس تھی تو کفالت باقی ہے کفیل بری نہیں اور اگر کفالت بالمال تھی تو کفالت جاتی رہی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۵: ایک شخص نے دوسرے کی کفالت بالنفس کی، طالب کہتا ہے کہ اُس پر میرا کوئی حق نہیں، اس کہنے سے کفیل بری نہیں ہے بلکہ اُس شخص کو حاضر لانا ہوگا اور اگر طالب نے یہ کہا کہ اُس پر کوئی میرا حق نہیں نہ میری جانب سے نہ دوسرے کی جانب سے ولایت، وصایہ، وکالت کسی اعتبار سے میرا حق نہیں کفیل بری ہوگیا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۹۶: یہ کہا کہ فلاں شخص پر جو ہزار روپے ہیں اُن کا میں ضامن ہوں پھر اُس شخص مکفول عنہ نے گواہوں سے ثابت کردیا کہ کفالت سے پہلے ہی ادا کر چکا ہے اصیل بری ہوگیا مگر کفیل بری نہ ہوا اُس کو دینا پڑے گا۔ اور اگر گواہوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ کفالت کے بعد ادا کردیا تو دونوں بری ہوگئے۔[4] (بحر)

مسئلہ ۹۷: کفیل نے دَین ادا کرنے سے پہلے اصیل کو دَین سے بری کردیا یہ صحیح ہے یعنی اس کے بعد دَین ادا کر کے اصیل سے واپس نہیں لے سکتا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۹۸: طالب نے کفیل سے یہ کہا کہ میں نے تم کو بری کردیا وہ بری ہوگیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوگا کہ کفیل نے طالب کو دَین ادا کر کے برأت حاصل کی ہے لہٰذا کفیل کو اصیل سے واپس لینے کا حق نہ ہوگا اور طالب کو اصیل سے دَین وصول کرنے کا حق رہے گا۔ اور اگر طالب نے یہ کہا کہ تُو بری ہوگیا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ دَین ادا کر کے بری ہوا ہے یعنی میں نے دَین وصول پالیا اس صورت میں کفیل اصیل سے لے سکتا ہے اور طالب اصیل سے نہیں لے سکتا۔[6] (ہدایہ وغیرہ) یہ اُس وقت ہے جب طالب موجود نہ ہو غائب ہو اور اگر موجود ہو تو اُس سے دریافت کیا جائے کہ اس کلام کا کیا مطلب ہے وہ کہے میں نے دَین وصول پالیا تو دونوں صورتوں میں کفیل رجوع کرسکتا ہے اور یہ کہے کہ کفیل کو میں نے معاف کردیا

---

1 ...... صلح کی۔

2 ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: لو کفل بالقرض مؤجلا... إلخ، ج ۷، ص ٦٤٦، ٦٤٧.

3 ......"الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ ،الفصل الثالث، ج ۳ ص ۲٦۳.

4 ......"البحرالرائق"،کتاب الکفالۃ، ج٦، ص۳۷۸.

5 ......"الفتاوی الھندیۃ"،کتاب الکفالۃ ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ ،الفصل الثالث، ج ۳ ص ۲٦۳،۲٦٤.

6 ......"الھدایۃ"،کتاب الکفالۃ ،ج۲، ص۹۲،وغیرہ.

تو دونوں صورتوں میں رجوع نہیں کرسکتا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۹۹ طالب نے دستاویز[2] اس مضمون کی لکھی کہ کفیل نے جن روپوں کی کفالت کی تھی اُس سے بری ہوگیا تو یہ دَین وصول پالینے کا اقرار ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۰ ایک شخص نے مَہر کی کفالت کی اگر دخول سے پہلے عورت کی طرف سے کوئی ایسی بات ہوئی جس کی وجہ سے جدائی ہوگئی تو کُل مَہر ساقط اور کفیل بالکل بری اور اگر شوہر نے قبل دخول طلاق دے دی تو آدھا مَہر ساقط اور کفیل بھی آدھے سے بری۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۱ عورت نے مَہر کے بدلے شوہر سے خلع کیا اور اس عورت کا شوہر کے ذمہ دَین ہے کسی نے اس دَین کی کفالت کر لی اس کے بعد اُن دونوں نے پھر آپس میں نکاح کر لیا تو کفیل بری نہ ہوا عورت اُس سے مطالبہ کرسکتی ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۰۲ کفیل کی برأت کو شرط پر معلق کیا اگر وہ شرط ایسی ہے جس میں طالب کا فائدہ ہے مثلاً اگر تم اتنا دے دو بریُ الذمہ ہوجاؤ گے یہ تعلیق صحیح ہے اور اگر وہ شرط ایسی نہیں ہے مثلاً جب کل کا دن آئے گا تم بری ہوجاؤ گے یہ تعلیق باطل ہے یعنی بری نہ ہوگا بدستور کفیل رہے گا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۳ اصیل کی برأت کو شرط پر معلق کرنا صحیح نہیں یعنی وہ بری نہیں ہوگا۔ طالب نے مدیون[7] سے کہا جو کچھ میرا مال تمھارے ذمہ ہے اگر مجھے وصول نہ ہوا اور تم مرگئے تو معاف ہے اور وہ مرگیا معاف نہ ہوا اور اگر یہ کہا کہ میں مرجاؤں تو معاف ہے اور طالب مرگیا معاف ہوگیا کہ یہ وصیت ہے۔[8] (عالمگیری)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ٦٤٧.

2 ......ایسا تحریری ثبوت جس سے اپنا حق ثابت کرسکیں۔

3 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الکفالة، الباب الثانی فی الفاظ الکفالة... إلخ، الفصل الثالث، ج ۳ ص ٢٦٤.

4 ...... المرجع السابق.

5 ......الدر المختار و رد المحتار، کتاب الکفالة، مطلب بیع العینة، ج۷، ص٦٦٧.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الکفالة، الباب الثانی فی الفاظ الکفالة... إلخ، الفصل الثالث، ج ۳ ص ٢٦٥.

7 ......مقروض۔

8 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الکفالة، الباب الثانی فی الفاظ الکفالة... إلخ، الفصل الثالث، ج ۳ ص ٢٦٥.

مسئلہ ۱۰۴ کفیل بالنفس کی براءت کو شرط پر معلق کیا اس کی تین صورتیں ہیں۔

① یہ شرط ہے کہ تم دس روپے دے دو بری ہو اس صورت میں براءت ہوگئی اور شرط باطل اور ② اگر وہ مال کا بھی کفیل ہے طالب نے یہ کہا کہ مال اگر دے دو تو کفالت بالنفس سے بری ہو اس میں براءت اور شرط دونوں جائز کہ مال دیدے گا بری ہو جائے گا۔ ③ کفیل بالنفس سے یہ شرط کی کہ مال دے دو اور اصیل سے وصول کرلو اس صورت میں براءت بھی نہ ہوئی اور شرط بھی باطل۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۱۰۵ اصیل نے کفیل کو مال دے دیا کہ طالب کو ادا کردے اور وہ کفیل طالب کے کہنے سے ضامن ہوا تھا اب اصیل وہ مال کفیل سے واپس نہیں لے سکتا اگرچہ کفیل نے طالب کو ادا نہ کیا ہو۔ یو ہیں اصیل کو یہ حق بھی نہیں کہ کفیل کو ادا کرنے سے منع کردے یہ اُس صورت میں ہے جب اصیل نے کفیل کو بروجہ قضا دَین کا روپیہ دیا ہو یعنی یہ کہہ کر کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں طالب اپنا حق تم سے نہ وصول کرے لہٰذا قبل اس کے کہ تم اُسے دو میں تم کو دیتا ہوں اور اگر کفیل کو بروجہ رسالت دیا ہو یعنی اُس کے ہاتھ طالب کے پاس بھیجا ہے تو واپس بھی لے سکتا ہے اور منع بھی کرسکتا ہے اور اگر وہ شخص اس کے بغیر کہے کفیل ہو گیا ہے اس نے طالب کو دینے کے لیے اُسے روپے دے دیے تو جب تک ادا نہیں کیا ہے واپس بھی لے سکتا ہے اور اُسے دینے سے منع بھی کرسکتا ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰۶ اصیل نے کفیل کو دیا تھا مگر اُس نے طالب کو نہیں دیا اور اصیل نے خود طالب کو دیا تو کفیل سے واپس لے سکتا ہے کہ اب اُس کو روکنے کا کوئی حق نہ رہا۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰۷ کفیل نے اصیل سے روپیہ وصول کیا اور طالب کو نہیں دیا اس روپے سے کچھ منفعت حاصل کی یہ نفع اُس کے لیے حلال ہے کہ بروجہ قضا جو کچھ کفیل وصول کرے گا اُس کا مالک ہو جائے گا اور اگر اصیل نے اُس کے ہاتھ طالب کے یہاں بھیجے ہیں اور اس نے نہیں دیے بلکہ تصرف کر کے نفع اُٹھایا تو یہ نفع خبیث ہے کہ اس تقدیر پر[4] وہ روپیہ اس کے پاس امانت تھا اس کو تصرف کرنا[5] حرام تھا اس نفع کو صدقہ کردینا واجب ہے۔[6] (درمختار)

---

1 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الکفالة والحوالة، مسائل فی تسلیم نفس المکفول به، ج۲، ص۱۷۲.

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب: فی بطلان تعلیق البراءة...إلخ، ج۷، ص۶۵۱-۶۵۲.

3 ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالة، مطلب: فی بطلان تعلیق البراءة...إلخ، ج۷، ص۶۵۳.

4 ......اس صورت میں۔ 5 ......یعنی اخراجات میں لانا۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالة، ج۷، ص۶۵۲-۶۵۴.

مسئلہ ۱۰۸ اُس صورت میں کہ کفیل نے اصیل سے چیز لی اور طالب کو نہیں دی اور اُس سے نفع اُٹھایا اگر وہ چیز ایسی ہو جو متعین کرنے سے معین ہو جاتی ہے مثلاً اصیل پر گیہوں واجب تھے اُس نے کفیل کو دیے کفیل نے ان میں نفع حاصل کیا تو بہتر یہ ہے کہ نفع اصیل کو واپس کردے اور اصیل کے لیے وہ نفع حلال ہے اگرچہ مالدار ہو اور اگر وہ چیز نقود کی قسم سے ہو مثلاً روپیہ اشرفی تو نفع واپس کرنا مندوب بھی نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۰۹ اصیل نے کفیل سے کہا تم بیع عینہ کرو اور جو کچھ خسارہ ہوگا وہ میرے ذمہ ہے (یعنی دس روپے کی مثلاً ضرورت ہے کفیل نے کسی تاجر سے مانگے وہ اپنے یہاں سے کوئی چیز جس کی واجبی قیمت[2] دس روپے ہے کفیل کے ہاتھ پندرہ روپے میں بیع کردی کفیل اُس کو بازار میں دس روپے میں فروخت کردیتا ہے اس صورت میں تاجر کو پانچ روپے کا نفع ہو جاتا ہے اور کفیل کو پانچ روپے کا خسارہ ہوتا ہے اس کو اصیل کہتا ہے کہ میرے ذمہ ہے) کفیل نے اُس کے کہنے سے بیع عینہ کی تو تاجر سے جو چیز نقصان کے ساتھ خریدی ہے اُس کا مالک کفیل ہے اور نقصان بھی کفیل ہی کے سر رہے گا اصیل سے اس کا مطالبہ نہیں کرسکتا کیوں کہ اصیل کے لفظ سے اگر خسارہ کی ضمانت مراد ہے تو یہ باطل اس کی ضمانت نہیں ہوسکتی اور اگر توکیل[3] قرار دی جائے تو یہ بھی صحیح نہیں کہ مجہول کی توکیل نہیں ہوتی۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۱۰ یوں کفالت کی کہ جو کچھ اُس کے ذمہ لازم ہوگا یا ثابت ہوگا یا قاضی جو کچھ اُس پر لازم کردے گا میں اُس کی کفالت کرتا ہوں اور اصیل غائب ہوگیا مدعی نے قاضی کے سامنے کفیل کے مقابلے میں گواہ پیش کیے کہ اُس کے ذمہ میرا اتنا ہے تو جب تک اصیل حاضر نہ ہو گواہ مقبول نہیں جب اصیل حاضر ہوگا اُس کے مقابلے میں گواہ سنے جائیں گے اور فیصلہ ہوگا اس کے بعد کفیل سے مطالبہ ہوگا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۱۱ مدعی نے یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص جو غائب ہے اُس کے ذمہ میرا اتنا روپیہ ہے اور یہ شخص اُس کا کفیل ہے اور اس کو گواہوں سے ثابت کردیا اس صورت میں صرف کفیل کے مقابلے میں فیصلہ ہوگا اور اگر مدعی نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ یہ اُس کے حکم سے ضامن ہوا تھا تو کفیل واصیل دونوں کے مقابلہ میں فیصلہ ہوگا اور کفیل کو اصیل سے واپس لینے کا حق ہوگا۔[6] (درمختار)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص٦٥٣، ٦٥٤.

2 ......کسی چیز کی وہ قیمت جو عام طور پر بازار میں مقرر ہو، رائج قیمت۔

3 ......یعنی وکالت۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص٦٥٦.

5 ......المرجع السابق.

6 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۱۲ کفالت بالدرک (یعنی بائع کی طرف سے اس بات کی کفالت کہ اگر مبیع کا کوئی دوسرا حقدار ثابت ہوا تو ثمن کا میں ذمہ دار ہوں) یہ کفیل کی جانب سے تسلیم ہے کہ مبیع بائع کی ملک ہے لہٰذا جس نے کفالت کی وہ خود اس کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ مبیع میری ملک ہے جس طرح کفیل کو شفعہ کرنے کا حق نہیں کہ اُس کا کفیل ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ مشتری کے خریدنے پر راضی ہے۔ یوہیں جس دستاویز میں یہ تحریر ہے کہ میں نے اپنی ملک فلاں کے ہاتھ بیع کی یا میں نے بیع بات نافذ فلاں کے ہاتھ کی اس دستاویز پر کسی نے اپنی گواہی لکھی یا قاضی کے یہاں بیع کی شہادت دی ان سب صورتوں میں بائع کی ملک کا اقرار ہے کہ یہ شخص اب اپنی ملک کا دعویٰ نہیں کرسکتا اور اگر دستاویز میں فقط اتنی بات لکھی ہے کہ فلاں شخص نے یہ چیز بیع کی بائع نے اُس میں اپنی ملک کا ذکر نہیں کیا ہے نہ یہ کہ بیع بات نافذ ہے ایسی دستاویز پر گواہی ثبت کرنا بائع کی ملک کا اقرار نہیں یا اُس نے اپنی گواہی کے الفاظ یہ تحریر کیے کہ عاقدین نے [1] بیع کا اقرار کیا میں اس کا شاہد ہوں یہ بھی ملک بائع کا اقرار نہیں یعنی ایسی شہادت تحریر کرنے کے بعد بھی اپنی ملک کا دعویٰ کرسکتا ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۱۳ کفالت بالدرک میں محض استحقاق سے [3] ضامن سے مؤاخذہ نہیں ہوگا جب تک قاضی یہ فیصلہ نہ کردے کہ مبیع مستحق کی ہے اور بیع کو فسخ نہ کردے بیع فسخ ہونے کے بعد بیشک کفیل سے ثمن کا مطالبہ ہوسکتا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۱۴ استحقاق مبطل (جس کا ذکر باب الاستحقاق میں ہو چکا ہے) مثلاً دعویٔ نسب [5] یا یہ دعویٰ کہ جو زمین خریدی ہے یہ وقف ہے یا یہ پہلے مسجد تھی ان میں اگرچہ قاضی نے یہ فیصلہ نہ دیا ہو کہ ثمن مکفول عنہ (بائع) سے واپس لیا جائے مشتری کفیل سے وصول کرسکتا ہے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱۵ ایک نے دوسرے سے کہا تم اپنی فلاں چیز اس کے ہاتھ ایک ہزار میں بیع کردو میں اُس ہزار کا ضامن ہوں اس نے دو ہزار میں بیع کی کفیل ایک ہی ہزار کا ضامن ہے اور پانسو میں بیع کی تو کفیل پانسو کا ضامن ہے۔[7] (عالمگیری)

---

1 ......یعنی بیچنے والے اور خریدار نے۔

2 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: بیع العینۃ، ج۷، ص ٦٦٠.

3 ......حق ثابت ہونے سے۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص ٦٦٢.

5 ......نسب کا دعوی مثلاً یہ میرا بیٹا یا بیٹی ہے۔

6 ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: بیع العینۃ، ج۷، ص ٦٦٢.

7 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ...إلخ، الفصل الخامس، ج۳، ص ٢٧٢.

مسئلہ ۱۱۶ یہ کہا کہ جو کچھ تیرا فلاں کے ذمہ ہے میں اُس کا ضامن ہوں اور گواہوں سے ثابت ہوا کہ اُس کے ذمہ ہزار روپے ہیں تو کفیل سے ہزار کا مطالبہ ہوگا اور اگر گواہوں سے ثابت نہ ہوا تو کفیل قسم کے ساتھ جتنے کا اقرار کرے اُسی کا مطالبہ ہوگا اور اگر مکفول عنہ[1] اِس سے زیادہ کا اقرار کرتا ہے تو یہ زائد کفیل سے نہیں لیا جا سکتا مکفول عنہ سے لیا جائے گا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱۷ کفیل نے حالت صحت میں یہ کہا جو کچھ فلاں شخص اپنے ذمہ فلاں کے لیے اقرار کرلے اُس کا میں ضامن ہوں اس کے بعد کفیل بیمار ہوگیا یعنی مرض الموت میں مبتلا ہوگیا اور اس کے پاس جو کچھ ہے وہ سب دَین میں مستغرق ہے[3] مکفول عنہ نے طالب کے لیے ایک ہزار کا اقرار کیا کفیل کے ذمہ ایک ہزار لازم ہوگئے۔ یوہیں اگر کفیل کے مرنے کے بعد ایک ہزار کا اقرار کیا تو یہ کفیل کے ذمہ لازم ہوگئے مگر چونکہ کفیل کے پاس جو کچھ مال تھا وہ دَین میں مستغرق تھا لہٰذا مکفول لہ[4] دیگر قرض خواہوں کی طرح کفیل کے ترکہ سے اپنے حصہ کی قدر وصول کرے گا یہ نہیں ہوسکتا کہ یہ کہہ دیا جائے کہ دَین سے بچی ہوئی کوئی جائداد نہیں ہے لہٰذا مکفول لہ کو نہیں ملے گا صرف قرض خواہ لیں گے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۱۱۸ ایک شخص نے دوسرے کی طرف سے کفالت کی اور یہ شرط کی کہ تم اپنی فلاں چیز میرے پاس رہن[6] رکھ دو مگر طالب سے یہ نہیں کہا کہ میں نے اس شرط پر کفالت کی ہے۔ اب مکفول عنہ اپنی چیز رہن رکھنا نہیں چاہتا تو کفیل کو کفالت فسخ[7] کرنے کا اختیار نہیں طالب کا مطالبہ دینا پڑے گا کیونکہ رہن کی شرط اگر تھی تو مکفول عنہ سے تھی طالب کو اس شرط سے تعلق نہیں ہاں اگر طالب سے کہہ دیا تھا کہ تیرے لیے اس شرط پر کفالت کرتا ہوں کہ مکفول عنہ اپنی فلاں چیز میرے پاس رہن رکھے تو بیشک رہن نہ رکھنے کی صورت میں کفالت کو فسخ کرسکتا ہے اور اب طالب اس سے مطالبہ نہیں کرسکتا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱۹ کفیل نے یوں کفالت کی کہ مکفول عنہ کی جو امانت میرے پاس ہے میں اُس سے تمھارا دَین ادا کروں گا

---

1. جس شخص پر مطالبہ ہے۔
2. "الفتاوی الهندية"، كتاب الكفالة، الباب الثاني في الفاظ الكفالة... إلخ، الفصل الخامس، ج۳، ص۲۷۲.
3. یعنی جو کچھ اس کے پاس ہے دَین اس سے زائد ہے۔
4. جس شخص کا مطالبہ ہے۔
5. "الفتاوی الخانية"، كتاب الكفالة والحوالة، مسائل الامر ينفذ المال عنه، ج۲، ص۱۷٦.
6. گروی۔
7. ختم۔
8. "الفتاوی الهندية"، كتاب الكفالة، الباب الثاني في الفاظ الكفالة... إلخ، الفصل الخامس، ج۳، ص۲۷۳.

یہ کفالت صحیح ہے اور امانت سے اُس کو دَین ادا کرنا ہوگا اور امانت اس کے پاس سے ہلاک ہوگئی تو کفالت بھی ختم ہوگئی کفیل سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ [1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲۰: یوں ضمانت کی تھی کہ اس چیز کے ثمن سے دَین ادا کرے گا اور وہ چیز کفیل ہی کی ہے مگر بیع کرنے سے پہلے ہی وہ چیز ہلاک ہوگئی تو کفالت باطل ہوگئی اور اگر وہ چیز سو روپے میں بیچی اور اُس کی واجبی قیمت بھی سو ہی ہے اور دَین ہزار روپے ہے تو کفیل کو سو ہی دینے ہوں گے۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲۱: سو روپے کی ضمانت کی اور یہ کہہ دیا کہ پچاس یہاں دے گا اور پچاس دوسرے شہر میں مگر میعاد نہیں مقرر کی ہے طالب کو اختیار ہے جہاں چاہے وصول کرسکتا ہے اور اگر وہ چیز جو ضامن دے گا ایسی ہے جس میں بار برداری صرف ہوگی [3] تو جس مقام میں دینا قرار پایا ہے وہیں مطالبہ ہوسکتا ہے۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲۲: ایک شخص نے کپڑا غصب کیا تھا مالک نے اُسے پکڑا دوسرا شخص ضامن ہوا کہ اس کو کل میں حاضر کردوں گا مدعی نے کہا اگر تم اس کو نہ لائے تو کپڑے کی قیمت دس روپے ہے وہ تم کو دینے ہوں گے کفیل نے کہا دس نہیں بیس میں دوں گا اور مکفول لہ خاموش رہا تو کفیل سے دس ہی وصول کئے جاسکتے ہیں۔ [5] (خانیہ)

مسئلہ ۱۲۳: ایک شخص نے دوسرے سے کہا تم اس راستہ سے جاؤ اگر تمھارا مال چھین لیا جائے میں ضامن ہوں یہ کفالت صحیح ہے کفیل کو مال دینا ہوگا اور اگر یہ کہا کہ اس راستہ سے جاؤ اگر درندہ نے تمھارا مال ہلاک کردیا یا تمھارے بیٹے کو مار ڈالا تو میں ضامن ہوں یہ کفالت صحیح نہیں۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲۴: دوسرے کے دَین کی کفالت کی اس شرط پر کہ فلاں اور فلاں بھی اتنے کی کفالت کریں اور اُن دونوں نے انکار کردیا تو پہلی کفالت لازم رہے گی اُس کو فسخ کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔ [7] (خانیہ)

---

1 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الکفالة،الباب الثانی فی الفاظ الکفالة...إلخ،الفصل الخامس، ج۳،ص۲۷۳.

2 ......المرجع السابق.

3 ......یعنی مزدوری خرچ ہوگی۔

4 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الکفالة، الباب الثانی فی الفاظ الکفالة...إلخ،الفصل الخامس، ج ۳ ،ص ۲۷٤.

5 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الکفالةو الحوالة،مسائل فی تسلیم نفس المکفول به، ج۲،ص۱۷۲.

6 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الکفالة،الباب الثانی فی الفاظ الکفالة...إلخ،الفصل الخامس، ج۳،ص۲۷۷.

7 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الکفالةو الحوالة،فصل فی الکفالة بالمال، ج۲،ص۱۷۳.

مسئلہ ۱۲۵ ایک شخص نے دوسرے کی طرف سے ہزار روپے کی ضمانت کی تھی اب کفیل یہ کہتا ہے وہ روپے جوے کے تھے یا شراب کے دام تھے یا اسی قسم کی کسی دوسری چیز کا نام لیا یعنی وہ روپے مکفول عنہ[1] پر واجب نہیں تھے لہٰذا کفالت صحیح نہیں ہوئی اور مجھ سے مطالبہ نہیں ہوسکتا کفیل کی یہ بات قابلِ سماعت نہیں[2] بلکہ مکفول لہ کے مقابل میں اگر گواہ بھی اس بات پر پیش کرے اور مکفول لہ[3] انکار کرتا ہو تو کفیل کے گواہ بھی نہیں لیے جائیں گے اور اگر مکفول لہ پر حلف رکھنا چاہے تو حلف نہیں دیا جائے گا اور اگر اس بات کے گواہ پیش کرنا چاہتا ہے کہ خود مکفول لہ نے ایسا اقرار کیا تھا جب بھی گواہ مسموع نہ ہوں گے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲۶ کفیل نے طالب کا مطالبہ ادا کر دیا اور مکفول عنہ سے واپس لینا چاہتا ہے مکفول عنہ اُسی قسم کا عذر پیش کرتا ہے کہ وہ روپیہ جس کا مجھ پر مطالبہ تھا وہ جوے کا تھا یعنی جوئے میں ہار گیا تھا اس کا مطالبہ تھا یا شراب کا ثمن تھا اور مکفول لہ موجود نہیں ہے کہ اُس سے دریافت کیا جائے یہ گواہ پیش کرنا چاہتا ہے گواہ نہیں لیے جائیں گے بلکہ یہ حکم دیا جائے گا کہ کفیل کا روپیہ ادا کردے اور اُس سے یہ کہا جائے گا کہ تجھ کو یہ دعویٰ کرنا ہو تو طالب کے مقابل میں کر اور اگر طالب نے اب تک کفیل سے وصول نہیں کیا ہے اُس نے قاضی کے سامنے اقرار کرلیا کہ یہ مطالبہ شراب کے ثمن کا ہے تو اصیل وکفیل دونوں بری کردیے جائیں اور اگر قاضی نے کفیل کو بری کردیا مگر مکفول عنہ نے حاضر ہوکر یہ اقرار کیا کہ وہ روپیہ قرض تھا یا مبیع کا ثمن تھا اور طالب بھی اُس کی تصدیق کرتا ہے تو اصیل پر اُس مال کا دینا لازم ہے اور کفیل کے مقابل میں ان دونوں کی بات قابل اعتبار نہ رہی۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۱۲۷ تین شخصوں کے ہزار ہزار روپے ایک شخص کے ذمہ ہیں مگر سب کا دَین الگ الگ ہے یہ نہیں کہ وہ روپے سب کے مشترک ہوں تو ان میں دو تیسرے کے لیے یہ گواہی دے سکتے ہیں کہ اس کے روپے کی فلاں شخص نے ضمانت کی تھی اور اگر روپے میں شرکت ہو تو گواہی مقبول نہیں۔[6] (عالمگیری)

---

1 ......جس شخص پر مطالبہ ہے۔
2 ......قابل قبول نہیں۔
3 ......جس شخص کا مطالبہ ہے۔
4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكفالة، الباب الثالث فی الدعوی والخصومة، ج۳، ص۲۸۰.
5 ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الكفالة والحوالة، مسائل الامر بنقد المال عنه، ج۲، ص۱۷۶.
6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الكفالة، الباب الثالث فی الدعوی والخصومة، ج۳، ص۲۸۰.

مسئلہ ۱۲۸ خراج موظف میں (جس کی مقدار معین ہوتی ہے کہ سالانہ اتنا دینا ہوتا ہے جس کا ذکر کتاب الزکوۃ میں گزرا) کفالت صحیح ہے اور اس کے مقابل میں رہن رکھنا بھی صحیح ہے اور خراج مقاسمہ کی نہ کفالت صحیح ہوسکتی ہے نہ اُس کے مقابلہ میں رہن رکھنا صحیح ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۲۹ سلطنت کی جانب سے جو مطالبات لازم ہوتے ہیں اُن کی کفالت بھی صحیح ہے خواہ وہ مطالبہ جائز ہو یا ناجائز کیوں کہ یہ مطالبہ دَین کے مطالبہ سے بھی سخت ہوتا ہے مثلاً آج کل گورنمنٹ زمینداروں سے مال گزاری[2] اور ابواب[3] لیتی ہے اگر اس کے دینے میں تاخیر کرے فوراً حراست[4] میں لے لیا جاتا ہے جائداد نیلام کردی جاتی ہے۔ اسی طرح مکان کا ٹیکس، انکم ٹیکس[5]، چونگی[6] کہ ان تمام مطالبات کے ادا کرنے پر آدمی مجبور ہے لہٰذا ان سب کی کفالت صحیح ہے اور جس پر مطالبہ ہے اُس کے حکم سے کفالت کی ہے تو کفیل اُس سے واپس لے گا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۳۰ دلال[8] کے پاس سے چیز جاتی رہی اُس پر تاوان واجب نہیں اور اگر دلال یہ کہتا ہے کہ میں نے کسی دوکان میں رکھ دی تھی یاد نہیں کس دوکان میں رکھی تھی تو تاوان دینا پڑے گا اور اگر دلال نے دوکاندار کو دکھائی اور دام طے ہوگئے اور اُس کے پاس رکھ کر چلا گیا دوکاندار کے پاس سے جاتی رہی یا دلال نے بازار میں وہ چیز دکھائی پھر کسی دوکان پر رکھ دی یہاں سے جاتی رہی تو تاوان دینا ہوگا اور دوکاندار سے تاوان نہیں لیا جاسکتا۔[9] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳۱ کسی نے دلال کو چیز دی اور دلال کو معلوم ہوگیا کہ یہ چیز چوری کی ہے اور اس کا مالک فلاں شخص ہے اُس نے مالک کو چیز دے دی دلال سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔[10] (درمختار)

---

1. ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص۶۶۲.
2. ......زمین کا سرکاری مقرر کردہ ٹیکس۔
3. ......غیر مقررہ ٹیکس، نذرانہ۔
4. ......قید۔
5. ......مقررہ قواعد کے مطابق آمدنی پر سرکاری محصول۔
6. ......ایک محصول جو میونسپل کمیٹی کی حدود میں مال لانے پر لیا جاتا ہے۔
7. ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص۶۶۲.
8. ......کمیشن پر مال بیچنے والا، کمیشن ایجنٹ۔
9. ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: بیع العِینۃ، ج۷، ص۶۶۸.
10. ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص۶۶۸.

مسئلہ ۱۳۲ دلال نے بائع کے لیے ثمن کی ضمانت کی یہ کفالت صحیح نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۳۳ ایک شخص نے کہا فلاں شخص پر میرے اتنے روپے ہیں اگر تم وصول کرلاؤ تو دس روپے تم کو دوں گا اس وصول کرنے والے کو اُجرتِ مثل ملے گی جو دس روپے سے زیادہ نہیں ہوگی۔[2] (درمختار)

دوشخص کفالت کریں اس کی صورتیں

مسئلہ ۱۳۴ دو شخصوں پر دَین ہے مثلاً دونوں نے کوئی چیز سو روپے میں خریدی تھی اور ان میں ہر ایک نے دوسرے کی طرف سے اُس کے کہنے سے کفالت کی یہ کفالت صحیح ہے اور اس صورت میں چونکہ ہر ایک نصف دَین میں اصیل[3] ہے اور نصف میں کفیل[4] ہے لہٰذا جو کچھ ادا کرے گا جب تک نصف سے زیادہ نہ ہو وہ اصالۃً[5] قرار پائے گا یعنی وہ روپیہ ادا کیا جو اس پر اصالۃً تھا شریک سے وصول نہیں کرسکتا اور جب نصف سے زیادہ ادا کیا تو جو کچھ زیادہ دیا ہے کفالت میں شمار ہوگا شریک سے وصول کرسکتا ہے۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۳۵ صورتِ مذکورہ میں صرف ایک نے دوسرے کی طرف سے کفالت کی ہے اور کفیل نے کچھ ادا کیا اور کہتا ہے کہ میں نے جو کچھ ادا کیا ہے بطور کفالت ہے اس کی بات مقبول ہے یعنی دوسرے مدیون مکفول عنہ[7] سے واپس لے سکتا ہے۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳۶ دو شخصوں پر دَین ہے اور ہر ایک نے دوسرے کی طرف سے کفالت کی مگر دونوں پر دو قسم کے دَین ہیں ایک پر میعادی دَین ہے اور دوسرے پر فوراً واجب الادا ہے اور جس پر میعادی دَین ہے اُس نے قبل میعاد ایک رقم ادا کی اور یہ کہتا ہے میں نے دوسرے کی طرف سے یعنی کفالت کے روپے ادا کیے ہیں اُس کی بات قابلِ تسلیم ہے جو کچھ اُس نے دیا ہے دوسرے سے وصول کرسکتا ہے اور جس کے ذمہ فوراً واجب الادا ہے اُس نے دیا اور کہتا یہ ہے کہ کفالت کے روپے ادا کیے ہیں

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص۶۶۸.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص۶۶۸.

3 ......یعنی نصف دَین خود اِسی پر ہو۔

4 ......ضامن۔ 5 ......یعنی اپنی طرف سے ادائیگی۔

6 ......"الھدایۃ"، کتاب الکفالۃ، باب کفالۃ الرجلین، ج۲، ص۹۶.

7 ......جس شخص پر مطالبہ ہے۔

8 ......"ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، باب کفالۃ الرجلین، ج۷، ص۶۷۱.

تو جب تک میعاد پوری نہ ہو جائے دوسرے سے وصول نہیں کرسکتا۔ اور اگر ایک پر قرض ہے دوسرے کے ذمہ مبیع کا ثمن ہے اور ہر ایک نے دوسرے کی کفالت کی تو جو ادا کرے یہ نیت کرسکتا ہے کہ اپنے ساتھی کی طرف سے ادا کرتا ہوں یعنی اُس سے وصول کرسکتا ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳۷: ایک شخص پر دَین[2] ہے دو شخصوں نے اُس کی کفالت کی یعنی ہر ایک نے پورے دَین کی ضمانت کی پھر ہر ایک کفیل نے دوسرے کفیل کی طرف سے بھی کفالت کی اس صورت مفروضہ[3] میں ایک کفیل جو کچھ ادا کرے گا اُس کا نصف دوسرے سے وصول کرسکتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کل روپیہ اصیل سے وصول کرے اور اگر طالب نے ایک کو بری کردیا تو دوسرا بری نہ ہوگا کیونکہ یہاں ہر ایک کفیل ہے اور اصیل بھی ہے اور کفیل کے بری کرنے سے اصیل بری نہیں ہوتا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۳۸: دو شخصوں کے مابین شرکت مفاوضہ تھی اور دونوں علیحدہ ہوگئے قرض خواہ کو اختیار ہے کہ ان میں جس سے چاہے پورا دَین وصول کرسکتا ہے کیونکہ شرکت مفاوضہ میں ہر ایک دوسرے کا کفیل ہوتا ہے اور ایک نے جو دَین ادا کیا ہے اگر وہ نصف تک ہے تو دوسرے سے وصول نہیں کرسکتا اور نصف سے زیادہ دے چکا تو یہ رقم اپنے ساتھی سے وصول کرسکتا ہے۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۳۹: اپنے دو غلاموں سے عقد کتابت کیا ان میں ہر ایک نے دوسرے کی کفالت کی تو جو کچھ بدلِ کتابت ایک ادا کرے گا اُس کا نصف دوسرے سے وصول کرسکتا ہے اگر مولےٰ[6] نے ان میں سے بعد عقد کتابت ایک کو آزاد کردیا یہ آزاد ہوگیا اور اس کے مقابلہ میں جو کچھ بدلِ کتابت تھا ساقط ہوگیا اور دوسرے کا بدلِ کتابت باقی ہے اور اختیار ہے جس سے چاہے وصول کرے کیونکہ ایک اصیل ہے دوسرا کفیل ہے اگر کفیل سے لیا تو یہ اصیل سے وصول کرسکتا ہے۔[7] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۴۰: کسی نے غلام کی طرف سے مال کی کفالت کی اس کفالت کا اثر مولےٰ کے حق میں بالکل نہ ہوگا یعنی کفیل مولےٰ سے روپیہ وصول نہیں کرسکتا اس کفالت کا اثر یہ ہوگا کہ غلام جب آزاد ہوجائے اُس سے وصول کیا جائے اور کفیل کو یہ روپیہ

---

1. "ردالمحتار"، کتاب الکفالۃ، مطلب: بیع العینۃ، ج۷، ص۶۷۱.
2. قرض۔
3. فرض کردہ صورت، مثال کے طور پر بیان کی گئی صورت۔
4. "الھدایۃ"، کتاب الکفالۃ، باب کفالۃ الرجلین، ج۲، ص۹۶.
5. المرجع السابق، ص۹۷.
6. آقا، مالک۔
7. "الھدایۃ"، کتاب الکفالۃ، باب کفالۃ الرجلین، ج۲، ص۹۷.

فی الحال ادا کرنا ہوگا اگرچہ اس کی شرط نہ ہو ہاں اگر کفالت کے وقت ہی میعاد کی شرط ہو تو جب تک میعاد پوری نہ ہو دَین ادا کرنا واجب نہیں۔[1] (ہدایہ، فتح القدیر)

مسئلہ ۱۴۱ ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ غلام میرا ہے کسی نے اُس کی کفالت کی اس کے بعد غلام مرگیا اور مدعی نے گواہوں سے اپنی ملک ثابت کردی کفیل کو اُس کی قیمت دینی پڑے گی اور اگر غلام پر مال کا دعویٰ ہوتا اور کفالت بالنفس[2] کرتا پھر وہ مرجاتا تو کفیل بری ہوجاتا۔[3] (ہدایہ)

حوالہ کا بیان

حوالہ جائز ہے مدیون[4] کبھی دَین ادا کرنے سے عاجز ہوتا ہے اور دائن[5] کا تقاضا[6] ہوتا ہے اس صورت میں دائن کو دوسرے پر حوالہ کردیتا ہے اور کبھی یوں ہوتا ہے کہ مدیون کا دوسرے پر دَین ہے مدیون اپنے دائن کو اُس دوسرے پر حوالہ کردیتا ہے کیوں کہ دائن کو اُس پر اطمینان ہوتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ اُس سے بآسانی مجھے وصول ہوجائے گا۔ بالجملہ اس کی متعدد صورتیں ہیں اور اس کی حاجت بھی پیش آتی ہے اسی لیے حدیث میں ارشاد فرمایا کہ تونگر[7] کا دَین ادا کرنے میں دیر کرنا ظلم ہے اور جب مالدار پر حوالہ کردیا جائے تو دائن قبول کرلے۔[8] اس حدیث کو بخاری و مسلم و ابو داود و طبرانی وغیرہم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ ۱ دَین کو اپنے ذمہ سے دوسرے کے ذمہ کی طرف منتقل کردینے کو حوالہ کہتے ہیں، مدیون کو مُحیل کہتے ہیں اور دائن کو محتال اور محتال لہ اور محال اور محال لہ اور حویل کہتے ہیں اور جس پر حوالہ کیا گیا اُس کو محتال علیہ اور محال علیہ کہتے ہیں اور مال کو محال بہ کہتے ہیں۔[9] (درمختار)

---

1 ......"الهداية"، كتاب الكفالة، باب كفالة العبد وعنه، ج٢، ص٩٧-٩٨.
و"فتح القدير"، كتاب الكفالة، باب كفالة العبد وعنه، ج٦، ص٣٤٢.

2 ......شخصی ضمانت یعنی جس شخص کے ذمہ حق باقی ہو ضامن اس کو حاضر کرنے کی ذمہ داری قبول کرے۔

3 ......"الهداية"، كتاب الكفالة، باب كفالة العبد وعنه، ج٢، ص٩٨.

4 ......مقروض۔ 5 ......قرض دینے والا۔ 6 ......مطالبہ۔ 7 ......مالدار، امیر۔

8 ......"صحيح البخاري"، كتاب الحوالات، باب اذا أحال على مليٍّ فليس له رد، الحديث: ٢٢٨٨، ج٢، ص٧٢.

9 ......"الدرالمختار"، كتاب الحوالة، ج٨، ص٥-٧.

مسئلہ ۲ حوالہ کے رکن ایجاب وقبول ہیں۔ مثلاً مدیون یہ کہے میرے ذمہ جو دَین ہے فلاں شخص پر میں نے اُس کا حوالہ کیا محتال لہ اور محتال علیہ نے کہا ہم نے قبول کیا۔[1] (عالمگیری)

حوالہ کے شرائط

مسئلہ ۳ حوالہ کے لیے چند شرائط ہیں۔

(۱) محیل کا عاقل بالغ ہونا۔ مجنوں یا ناسمجھ بچہ نے حوالہ کیا یہ صحیح نہیں اور نابالغ عاقل نے جو حوالہ کیا یہ اجازت ولی پر موقوف ہے اُس نے جائز کر دیا نافذ ہوجائے گا ورنہ نافذ نہ ہوگا۔ محیل کا آزاد ہونا شرط نہیں اگر غلام ماذون لہ ہے[2] تو محتال علیہ دَین ادا کرنے کے بعد اُس سے وصول کرسکتا ہے اور مجور ہے[3] تو جب تک آزاد نہ ہو اُس سے وصول نہیں کیا جاسکتا۔ محیل اگر مرض الموت میں مبتلا ہے جب بھی حوالہ درست ہے یعنی صحت شرط نہیں۔ محیل کا راضی ہونا بھی شرط نہیں یعنی اگر مدیون نے خود حوالہ نہ کیا بلکہ محتال علیہ نے دائن سے یہ کہہ دیا کہ فلاں شخص پر جو تمھارا دَین ہے اُس کو میں اپنے اوپر حوالہ کرتا ہوں تم اس کو قبول کرو اُس نے منظور کرلیا حوالہ صحیح ہوگیا اس کو دَین ادا کرنا ہوگا مگر مدیون سے اس صورت میں وصول نہیں کرسکتا کہ یہ حوالہ اُس کے حکم سے نہیں ہوا۔[4] (عالمگیری)

(۲) محتال کا عاقل بالغ ہونا۔ مجنوں یا ناسمجھ بچہ نے حوالہ قبول کرلیا صحیح نہ ہوا اور نابالغ سمجھ وال نے کیا تو اجازت ولی پر موقوف ہے جب کہ محتال علیہ بہ نسبت محیل کے زیادہ مالدار ہو۔

(۳) محتال کا راضی ہونا۔ اگر محتال یعنی دائن کو حوالہ قبول کرنے پر مجبور کیا گیا حوالہ صحیح نہ ہوا۔

(۴) محتال کا اُسی مجلس میں قبول کرنا۔ یعنی اگر مدیون نے حوالہ کردیا اور دائن وہاں موجود نہیں ہے جب اُس کو خبر پہنچی اُس نے منظور کرلیا یہ حوالہ صحیح نہ ہوا۔ ہاں اگر مجلس حوالہ میں کسی نے اُس کی طرف سے قبول کرلیا جب خبر پہنچی اُس نے منظور کرلیا یہ حوالہ صحیح ہوگیا۔

(۵) محتال علیہ کا عاقل بالغ ہونا۔ سمجھ وال بچہ نے حوالہ قبول کرلیا جب بھی صحیح نہیں اگرچہ اُسے تجارت کی اجازت ہو

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الحوالة، الباب الأول في تعريفها وركنها، ج٣، ص٢٩٥.

2 ...... یعنی اس کے مالک نے اسے خرید وفروخت کی اجازت دی ہے۔

3 ...... یعنی اس کے مالک نے اسے خرید وفروخت سے روک دیا ہے۔

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الحوالة، الباب الأول في تعريفها وركنها، ج٣، ص٢٩٥.

اگرچہ اُس کے ولی نے بھی منظور کرلیا ہو۔

(۶) محتال علیہ کا قبول کرنا۔ یہ ضرور نہیں کہ اُسی مجلس حوالہ ہی میں اس نے قبول کیا ہو بلکہ اگر وہاں موجود نہیں ہے مگر جب خبر ملی اس نے منظور کرلیا صحیح ہوگیا یہ ضرور نہیں کہ محیل کا اس کے ذمہ دَین ہو۔ ہو یا نہ ہو جب قبول کرلے گا صحیح ہوجائے گا۔

(۷) جس چیز کا حوالہ کیا گیا ہو وہ دَین لازم ہو۔ عین کا حوالہ یا دَین غیر لازم مثلاً بدلِ کتابت کا حوالہ صحیح نہیں خلاصہ یہ کہ جس دَین کی کفالت نہیں ہوسکتی اُس کا حوالہ بھی نہیں ہوسکتا۔[1]

مسئلہ ۴: محتال علیہ نے دوسرے پر حوالہ کردیا اور تمام شرائط پائے جاتے ہوں یہ حوالہ بھی صحیح ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: دَین مجہول کا حوالہ صحیح نہیں مثلاً یہ کہہ دیا کہ جو کچھ تمھارا فلاں کے ذمہ مطالبہ ثابت ہو اُس کو میں نے اپنے اوپر حوالہ کیا یہ صحیح نہیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: مالِ غنیمت دارالاسلام میں لاکر جمع کردیا گیا ہے مگر ابھی اُس کی تقسیم نہیں ہوئی غازی نے دَین لے کر اپنا کام چلایا اور دائن کو بادشاہ پر حوالہ کردیا کہ غنیمت سے جو میرا حصہ ملے اتنا اس شخص کو دیا جائے یہ حوالہ صحیح ہے۔ یوہیں جو شخص جائداد موقوفہ کی آمدنی کا حقدار ہے اُس نے قرض لیا اور متولی[4] پر دائن کو حوالہ کردیا کہ میرے حصہ کی آمدنی سے اس کا دَین ادا کیا جائے یہ حوالہ بھی صحیح ہے۔[5] (ردالمحتار) یوہیں ملازم پر دَین ہے جس کے یہاں نوکر ہے اُس پر حوالہ کردیا کہ میری تنخواہ سے اس کا دَین ادا کردیا جائے صحیح ہے۔

مسئلہ ۷: جب حوالہ صحیح ہوگیا محیل یعنی مدیون دَین سے بری ہوگیا جب تک دَین کے ہلاک ہونے کی صورت پیدا نہ ہو محیل کو دَین سے کوئی تعلق نہ رہا۔ دائن کو یہ حق نہ رہا کہ اس سے مطالبہ کرے۔ اگر محیل مرجائے محتال اُس کے ترکہ سے دَین وصول نہیں کرسکتا البتہ ورثہ سے کفیل لے سکتا ہے کہ دَین ہلاک ہونے کی صورت میں ترکہ سے دَین وصول ہوسکے۔ دائن محیل کو معاف کرنا چاہے معاف نہیں کرسکتا نہ دَین اُسے ہبہ کرسکتا ہے کہ اُس کے ذمہ دَین ہی نہ رہا۔ مشتری نے بائع کو ثمن کا حوالہ کسی

---

1 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الحوالة، الباب الأول فی تعریفھا ورکنھا، ج۳، ص۲۹۵-۲۹۶.

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الحوالة، ج۸، ص۱۰.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... مال وقف کی نگرانی کرنے والا۔

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الحوالة، مطلب: فی حوالة الغازی و حوالة المستحق من الوقف، ج۸، ص۱۱.

دوسرے پر کردیا بائع مبیع کو روک نہیں سکتا۔ راہن[1] نے مرتہن[2] کو دوسرے پر حوالہ کردیا مرتہن رہن کو روکنے کا حقدار نہ رہا یعنی رہن واپس کرنا ہوگا۔ عورت نے مہر معجّل کا مطالبہ کیا تھا شوہر نے حوالہ کردیا عورت اپنے نفس کو نہیں روک سکتی۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸ اگر دَین ہلاک ہونے کی صورت پیدا ہوگئی تو محتال محیل سے مطالبہ کرے گا اور اس سے دَین وصول کرے گا دَین ہلاک ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ ① محتال علیہ نے حوالہ ہی سے انکار کردیا اور گواہ نہ محیل کے پاس ہیں نہ محتال کے پاس محتال علیہ پر حلف دیا گیا اُس نے قسم کھالی کہ میں نے حوالہ نہیں قبول کیا ہے۔ ② محتال علیہ مفلسی[4] کی حالت میں مرگیا نہ اُس کے پاس عین ہے نہ دَین جس سے مطالبہ ادا ہوسکے نہ اُس نے کوئی کفیل چھوڑا ہے کہ کفیل سے ہی رقم وصول کی جائے۔[5] (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ ۹ محتال علیہ کے مرنے کے بعد محیل و محتال میں اختلاف ہوا محتال کہتا ہے اُس نے کچھ نہیں چھوڑا ہے اور محیل کہتا ہے ترکہ چھوڑ مرا ہے محتال کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے یعنی یہ قسم کھائے گا کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ ترکہ چھوڑ مرا ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۰ محتال علیہ نے محیل سے یہ مطالبہ کیا کہ تمھارے حکم سے میں نے تم پر جو دَین تھا ادا کردیا لہٰذا وہ رقم مجھے دے دو محیل نے جواب میں یہ کہا کہ میں نے تم پر حوالہ اس لیے کیا تھا کہ میرا دَین تمھارے ذمہ تھا لہٰذا میرے ذمہ مطالبہ نہیں رہا۔ اس صورت میں محتال علیہ[7] کا قول معتبر ہے کیوں کہ محیل نے حوالہ کا اقرار کرلیا اور حوالہ کے لیے یہ ضروری نہیں کہ محیل کا محتال علیہ کے ذمہ باقی ہو۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۱۱ محیل نے محتال سے یہ کہا کہ میں نے تمھیں فلاں پر حوالہ اس لیے کیا تھا کہ اُس چیز پر میرے لیے قبضہ کرو یعنی یہ حوالہ بمعنیٰ وکالت ہے محتال جواب میں یہ کہتا ہے کہ یہ بات نہیں بلکہ تمھارے ذمہ میرا دَین تھا اس لیے تم نے حوالہ کیا تھا اس صورت میں محیل کا قول معتبر ہے کہ وہی منکر ہے۔[9] (درمختار)

---

1 ......گروی رکھنے والا۔ 2 ......جس کے پاس چیز گروی رکھی جائے۔

3 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الحوالۃ، مطلب: فی حوالۃ الغازی و حوالۃ المستحق من الوقف، ج۸، ص۱۲.

4 ......ناداری، محتاجی۔

5 ......"الھدایۃ"، کتاب الحوالۃ، ج۲، ص۹۹، ۱۰۰، وغیرہ.

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الحوالۃ، ج۸، ص۱۵.

7 ......بہارشریعت کے نسخوں میں اس مقام پر "محتال" مذکور ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ درمختار میں اس مقام پر "محتال" نہیں بلکہ "محتال علیہ" ذکر ہے، اسی وجہ سے ہم نے تصحیح کردی ہے۔... **عِلْمِیہ**

8 ......"الدرالمختار"، کتاب الحوالۃ، ج۸، ص۱٦.

9 ......"الدرالمختار"، کتاب الحوالۃ، ج۸، ص۱٦.

مسئلہ ۱۲ حوالہ کی دو قسمیں ہیں۔(۱) مُطلَقہ (۲) مقیدہ۔

مطلقہ کا مطلب یہ ہے کہ اُس میں یہ قید نہ ہو کہ امانت یا دَین جو تم پر ہے اُس سے اس دَین کو ادا کرنا۔ مقیدہ میں اسی قسم کی قید ہوتی ہے۔ حوالہ اگر مطلقہ ہو اور فرض کرو محیل [1] کا دَین یا امانت محتال علیہ [2] کے پاس ہے تو محتال [3] کا حق اُس مخصوص مال کے ساتھ متعلق نہیں بلکہ محتال علیہ کے ذمہ کے ساتھ متعلق ہوگا یعنی محیل اپنا دَین یا ودیعت [4] محتال علیہ سے لے لے تو حوالہ باطل نہ ہوگا۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳ محیل پر دَین غیر میعادی ہے یعنی فوراً واجب الادا ہے اس کا حوالہ کردیا تو محتال علیہ پر فوراً ادا کرنا واجب ہے اور محیل پر دَین میعادی ہے مثلاً ایک سال کی میعاد ہے اس کا حوالہ کیا اور محتال علیہ کے لیے بھی ایک سال کی میعاد ذکر کردی گئی تو محتال علیہ کے لیے بھی میعاد ہوگئی اور اس صورت میں اگر حوالہ کے اندر میعاد کا ذکر نہ ہوا جب بھی حوالہ میعادی ہے جس طرح میعادی دَین کی کفالت کرنے سے کفیل کے لیے بھی میعاد ہوجاتی ہے اگرچہ کفالت میں میعاد کا ذکر نہ ہو۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴ محیل پر میعادی دَین تھا اُس کا حوالہ کردیا اور محیل مرگیا تو محتال علیہ پر اب بھی میعادی ہے محیل کے مرنے سے میعاد ساقط نہ ہوگی اور محتال علیہ مرگیا تو میعاد جاتی رہی اگرچہ محیل زندہ ہو۔ ہاں اگر محتال علیہ مفلس مرا کچھ ترکہ اُس نے نہیں چھوڑا تو محیل کی طرف دَین رجوع کرے گا اور وہ میعاد بھی ہوگی جو پہلے تھی۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵ محیل پر دَین غیر میعادی تھا مثلاً قرض اس کا حوالہ کیا اور محتال علیہ نے کوئی میعاد حوالہ میں ذکر کی تو یہ میعادی ہوگیا اندرون میعاد مطالبہ نہیں ہوسکتا مگر محتال علیہ اگر نادار ہوکر مرا پھر محیل کی طرف دَین رجوع کرے گا اور غیر میعادی ہوگا۔ [8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶ زید کے ہزار روپے عمرو پر واجب الادا ہیں اور عمرو کے بکر پر ہزار روپے واجب الادا ہیں عمرو نے زید کو بکر پر حوالہ کردیا کہ تمھارے ذمہ جو میرے روپے واجب الادا ہیں وہ زید کو ادا کردو یہ حوالہ صحیح ہے پھر اگر زید نے بکر کو مثلاً ایک سال کی میعاد دے دی تو عمرو بکر سے اپنا روپیہ وصول نہیں کرسکتا اور اگر میعاد دینے کے بعد زید نے بکر کو حوالہ کی رقم سے بری کردیا تو عمرو اپنا دَین بکر سے وصول کرسکتا ہے۔ [9] (خانیہ)

---

1 ...... مقروض۔

2 ...... مقروض قرض کی ادائیگی جس کے ذمے ڈال دے وہ محتال علیہ ہے۔

3 ...... قرض دینے والا۔

4 ...... امانت۔

5 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الحوالة، الباب الثاني في تقسیم الحوالة، ج۳، ص۲۹۷.

6 ...... المرجع السابق، ص۲۹۸.

7 ...... المرجع السابق.

8 ...... المرجع السابق.

9 ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الکفالة والحوالة، مسائل الحوالة، ج۲، ص۱۷۹.

مسئلہ ۱۷ زید کے عمرو پر ہزار روپے واجب الادا ہیں اور زید نے اپنے دائن کو عمرو پر حوالہ کر دیا کہ ایک سال میں عمرو اُس کو روپے دے دے مگر زید نے خود سال کے اندر دَین ادا کر دیا تو عمرو سے اپنے روپے ابھی وصول کر سکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸ نابالغ کا کسی کے ذمہ دَین تھا اُس نے حوالہ کر دیا اور اس میں کوئی میعاد مقرر ہوئی اُس نابالغ کے باپ یا وصی نے حوالہ قبول کرلیا یہ ناجائز ہے یعنی جبکہ نابالغ کو وہ دَین میراث میں ملا ہو اور اگر باپ یا وصی نے اس نابالغ کے لیے کوئی عقد کیا ہو اس کا دَین ہو تو اس میں میعاد مقرر کرنا جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹ حوالہ کا روپیہ جب تک محتال علیہ ادا نہ کرلے محیل سے وصول نہیں کر سکتا اور اگر محتال لہ نے محتال علیہ کو قید کرا دیا تو یہ محیل کو قید کرا سکتا ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰ محتال علیہ نے محتال لہ[4] کو ادا کر دیا یا محتال لہ نے محتال علیہ کو ہبہ کر دیا[5] یا صدقہ کر دیا یا محتال لہ مر گیا اور محتال علیہ اُس کا وارث ہے تو محیل سے وصول کر سکتا ہے اور اگر محتال لہ نے محتال علیہ کو دَین سے بری کر دیا[6] بری ہو گیا اور محیل سے وصول نہیں کر سکتا۔ اور اگر محتال لہ نے یہ کہہ دیا کہ میں نے دَین تمھارے لیے چھوڑ دیا تو محیل سے وصول کر سکتا ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱ مدیون نے ایسے شخص پر حوالہ کیا جس پر مدیون کا دَین نہیں ہے اور کسی اجنبی شخص نے محتال علیہ کی طرف سے دَین ادا کر دیا تو محتال علیہ محیل سے وصول کر سکتا ہے اور اگر محیل کا محتال علیہ پر دَین تھا اور حوالہ کر دیا اور اجنبی نے محیل کی طرف سے دَین ادا کر دیا تو محیل محتال علیہ سے اپنا دَین وصول کر سکتا ہے اور اگر محیل یہ کہتا ہے کہ اُس نے میری طرف سے دَین ادا کیا ہے اور محتال علیہ کہتا ہے میری طرف سے ادا کیا ہے اور فضولی نے ادا کے وقت کچھ ظاہر نہیں کیا تھا تو اُس فضولی سے دریافت کیا جائے کہ کس کی طرف سے ادا کیا تھا جو وہ کہے اُس کا اعتبار کیا جائے۔ اور اگر وہ فضولی مر گیا یا اُس کا پتا ہی نہیں ہے کہ اُس سے دریافت ہوسکے تو محتال علیہ کی طرف سے دَین ادا کرنا قرار دیا جائے۔[8] (خانیہ)

مسئلہ ۲۲ محتال علیہ نے ادا کر دیا تو جس مال کا حوالہ ہوا وہ محیل سے وصول کرے گا وہ نہیں جو اُس نے ادا کیا مثلاً روپیہ کا حوالہ ہوا اور اس نے اشرفیاں ادا کیں یا اس کا عکس ہوا یا روپے کی جگہ کوئی سامان محتال لہ کو دیا تو وہ چیز دینی ہوگی جس کا حوالہ ہوا۔ اور محتال علیہ و محتال لہ میں مصالحت ہوگئی اگر اُسی قسم کی چیز پر مصالحت ہوئی جو واجب تھی یعنی جتنی دینی لازم تھی اُس

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الحوالة، الباب الثانی فی تقسيم الحوالة، ج٣، ص٢٩٨.

2 ......المرجع السابق. 3 ......المرجع السابق.

4 ......یعنی قرض دینے والے۔ 5 ......یعنی دے دیا۔ 6 ......قرض معاف کردیا۔

7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الحوالة، الباب الثانی فی تقسيم الحوالة، ج٣، ص٢٩٨.

8 ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الكفالة والحوالة، مسائل الحوالة، ج٢، ص١٧٩.

سے کم پر مصالحت ہوئی مثلاً سو روپے کی جگہ اَسّی ۸۰ پر صلح ہوئی یعنی بیس معاف کر دیئے تو جتنے دیے محیل سے اُتنے ہی وصول کر سکتا ہے اور اگر خلاف جنس پر مصالحت ہوئی مثلاً سو روپے کی جگہ دو اشرفیوں پر صلح ہوئی تو محتال علیہ محیل سے سو روپے وصول کر سکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳ حوالۂ مقیدہ کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ محیل کا دَین محتال علیہ کے ذمہ ہے اُس دَین کے ساتھ حوالہ کو مخصوص کیا دوسری یہ کہ محتال علیہ[2] کے پاس محیل[3] کی عین شے ہے اُس سے مقید کیا مثلاً محیل نے اُس کے پاس روپے وغیرہ کوئی چیز امانت رکھی ہے یا اُس نے محیل کی کوئی چیز غصب کر لی ہے اس نے حوالہ میں یہ ذکر کر دیا کہ امانت یا غصب کے روپے سے محتال علیہ دَین ادا کر دے۔ حوالہ مقیدہ کا حکم یہ ہے کہ محیل اپنا دَین یا امانت یا مغصوب شے[4] حوالہ کے بعد محتال علیہ سے نہیں لے سکتا اور اگر اُس نے محیل کو دے دیا تو ضامن ہے اُس کو اپنے پاس سے دینا پڑے گا اور اس صورت میں کہ محیل نے اپنا مال اُس سے وصول کر لیا اور محتال لہ[5] نے بھی بر بنائے حوالہ اس سے وصول کیا محتال علیہ محیل سے یہ رقم لے سکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴ حوالہ مقید بہ امانت تھا اور وہ امانت اس کے پاس سے ضائع ہوگئی حوالہ بھی باطل ہو گیا محتال علیہ بری ہو گیا اور دَین محیل کے ذمہ لوٹ آیا اور اگر حوالہ میں مغصوب کی قید تھی یعنی محتال علیہ نے محیل کی چیز غصب کی ہے اُس سے دَین وصول کرنے کو حوالہ کیا اور مغصوب شے غاصب کے پاس سے ہلاک ہوگئی حوالہ بدستور باقی ہے اب بھی محتال علیہ کو دَین ادا کرنا لازم ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۲۵ حوالہ مقید بدَین یا مقید بعین تھا اور محیل مر گیا اور اُس پر اس دَین کے علاوہ اور دیون بھی ہیں مگر سوا اُس دین کے جو محتال علیہ کے ذمہ ہے یا اُس عین کے جو محتال علیہ کے پاس ہے کوئی چیز نہیں چھوڑی تو وہ دَین یا عین تنہا محتال لہ کے لیے مخصوص نہ ہوگا بلکہ دیگر قرض خواہ بھی اُس میں حقدار ہیں سب پر بقدر حصۂ رسد[8] تقسیم ہوگا۔[9] (عالمگیری، درمختار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الحوالة، الباب الثاني في تقسيم الحوالة، ج٣، ص٢٩٩.

2 ...... اپنے قرض کی ادائیگی جس کے ذمے ڈال دے وہ محتال علیہ ہے۔ 3 ...... اپنے قرض کی ادائیگی دوسرے کے ذمے ڈالنے والا یعنی مقروض۔

4 ...... غصب کی گئی چیز۔ 5 ...... یعنی دائن، قرض دینے والا۔

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الحوالة، الباب الثاني في تقسيم الحوالة، ج٣، ص٢٩٩.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحوالة، ج٨، ص١٧.

8 ...... یعنی جتنا جتنا حصے میں آئے اُس کے مطابق۔

9 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الحوالة، الباب الثاني في تقسيم الحوالة، ج٣، ص٣٠٠.

و "الدرالمختار"، كتاب الحوالة، ج٨، ص١٨.

مسئلہ ۲۶ حوالہ مقید بودیعت تھا محیل بیمار ہوگیا اور محتال علیہ نے ودیعت محتال لہ کو دے دی اس کے بعد محیل کا انتقال ہوگیا اور اس کے ذمہ دیگر دیون[1] بھی ہیں امین سے دوسرے قرض خواہ تاوان نہیں لے سکتے مگر ودیعت تنہا محتال لہ کو نہیں ملے گی بلکہ دوسرے قرض خواہ بھی اُس میں شریک ہوں گے اور اگر محتال علیہ کے پاس ودیعت نہیں ہے بلکہ محیل کا اُس کے ذمہ دَین ہے اور حوالہ اس دَین کے ساتھ مقید کیا تھا اور محتال علیہ کے ادا کرنے سے پہلے محیل بیمار ہوگیا اب محتال علیہ نے محتال لہ کو ادا کر دیا اور محیل مرگیا اور اُس کے ذمہ دیگر دیون بھی ہیں اور اُس دَین کے علاوہ جو محتال علیہ کے ذمہ تھا محیل نے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا تو محتال لہ جو وصول کر چکا وہ تنہا اُسی کا ہے دیگر غرما اس میں شریک نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷ حوالہ مقید بہ امانت تھا اور محتال علیہ نے امانت سے دَین نہیں ادا کیا بلکہ اپنے روپے دَین میں دیے اور امانت کے روپے اپنے پاس رکھ لیے تو یہ دَین ادا کرنا تبرع نہیں قرار پائے گا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸ حوالہ مقید بہ ثمن تھا یعنی محیل نے محتال علیہ کے ہاتھ کوئی چیز بیع کی تھی جس کا ثمن باقی تھا اس مشتری پر اپنے دَین کا حوالہ کر دیا کہ محتال لہ ثمن وصول کرے مگر مشتری نے خیارِ رویت، خیارِ شرط کی وجہ سے بیع فسخ کر دی یا خیارِ عیب کی وجہ سے قبل قبضہ فسخ کی یا بعد قبضہ قضائے قاضی سے فسخ ہوئی یا مبیع قبل قبضہ ہلاک ہوگئی ان سب صورتوں میں مشتری کے ذمہ ثمن باقی نہ رہا جب بھی حوالہ بدستور باقی ہے۔ اور اگر مبیع میں کوئی دوسرا حقدار نکلا یا ظاہر ہوا کہ مبیع غلام نہیں ہے بلکہ حُر[4] ہے یا دَین کے ساتھ حوالہ کو مقید کیا تھا اور اُس کا کوئی مستحق ظاہر ہوا تو ان صورتوں میں حوالہ باطل ہوجائے گا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹ ایک شخص نے کوئی چیز خریدی اور بائع کو ثمن وصول کرنے کے لیے کسی شخص پر حوالہ کر دیا پھر مشتری نے مبیع میں کوئی عیب پایا اور قاضی کے حکم سے بائع کو واپس کر دی تو مشتری بائع سے ثمن واپس نہیں لے سکتا جبکہ بائع یہ کہتا ہو کہ میں نے ثمن وصول نہیں کیا ہے ہاں بائع اُس محتال علیہ پر حوالہ کر دے گا۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۳۰ ایک شخص پر دَین ہے دوسرا اس کا کفیل[7] ہے کفیل نے طالب کو ایک تیسرے شخص پر حوالہ کر دیا اُس نے قبول

1 ......دَین کی جمع، قرض۔

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الحوالة، الباب الثانی فی تقسيم الحوالة، ج٣، ص٣٠٠.

3 ......المرجع السابق.

4 ......آزاد۔

5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الحوالة، الباب الثانی فی تقسيم الحوالة، ج٣، ص٣٠٠.

6 ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الكفالة والحوالة، مسائل الحوالة، ج٢، ص١٨٠.

7 ......ضامن۔

کرلیا اصیل[1] وکفیل دونوں بری ہوگئے اور محتال علیہ مفلس[2] مرا تو اصیل وکفیل دونوں کی طرف معاملہ لوٹے گا۔[3] (خانیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۳۱ ایک شخص پر حوالہ کیا کہ وہ اپنے مکان کے ثمن سے دَین ادا کرے گا محتال علیہ اس پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ گھر بیچ کر دَین ادا کرے البتہ جب مکان بیع کرے گا تو دَین ادا کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲ ایک شخص کے ہاتھ کوئی چیز بیع کی اور یہ شرط کردی کہ بائع اپنے قرض خواہ کو مشتری پر حوالہ کردے گا کہ ثمن سے دَین ادا کرے یہ بیع فاسد ہے اور حوالہ بھی باطل اور اگر یہ شرط کی ہے کہ مشتری ثمن کا کسی اور پر حوالہ کردے گا یہ بیع صحیح ہے اور حوالہ بھی صحیح۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳ حوالۂ فاسدہ میں اگر محتال علیہ نے دَین ادا کردیا تو اُسے اختیار ہے محتال لہ سے واپس لے یا محیل سے وصول کرے مثلاً یہ حوالہ کہ محیل کے مکان کو بیع کرکے ثمن سے دَین ادا کرے گا اور محیل نے اس کی اجازت نہ دی ہو یہ حوالہ فاسد ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۴ ایک شخص نے دوسرے کی کفالت کی اور یہ شرط ہوگئی کہ اصیل بری ہے یہ حقیقت میں حوالہ ہے اور حوالہ میں یہ شرط قرار پائی کہ اصیل سے بھی مطالبہ کرے گا تو یہ کفالت ہے دائن نے مدیون پر کسی کو حوالہ کردیا اور محتال لہ کا دائن پر دَین نہیں ہے یہ حقیقت میں وکالت ہے حوالہ نہیں۔ ایک شخص نے دوسرے کو کسی پر حوالہ کردیا کہ اس سے اتنے من غلہ لے لینا اور محتال علیہ نے قبول کرلیا مگر حقیقت میں نہ محیل کا محتال علیہ پر کچھ ہے نہ محتال لہ کا محیل پر تو محتال علیہ پر کچھ دینا واجب نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵ آڑھت[8] میں غلہ وغیرہ ہر قسم کی چیز بیچنے والے لاکر جمع کردیتے ہیں اور خریدنے والے آڑھت والے سے خریدتے ہیں اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ خریدار سے ابھی دام وصول نہیں ہوئے اور بیچنے والے اپنے وطن کو واپس جانا

---

1 ...... جس شخص پر مطالبہ ہے یعنی مقروض۔ 2 ...... نادار محتاج۔

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الحوالة، الباب الثانی فی تقسیم الحوالة، ج۳، ص۳۰۱.

و"الفتاوی الخانیة"، کتاب الکفالة والحوالة، مسائل الحوالة، ج۲، ص۱۷۹.

4 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الحوالة، الباب الثانی فی تقسیم الحوالة، ج۳، ص۳۰۲.

5 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الحوالة، مطلب: فی حوالة الغازی...إلخ، ج۸، ص۱۹.

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحوالة، ج۸، ص۱۹.

7 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الحوالة، مسائل شتی، ج۳، ص۳۰۵.

8 ...... وہ مکان یا دُکان جہاں سوداگروں کا مال کمیشن لیکر بیچا جاتا ہے۔

چاہتے ہیں آڑھت والے اپنے پاس سے دام دے دیتے ہیں خریدار سے وصول ہوگا تو رکھ لیں گے یہاں اگرچہ بظاہر حوالہ نہیں مگر اس کو حوالہ ہی کے حکم میں سمجھنا چاہیے یعنی بائع نے آڑھتی [1] سے قرض لیا اور مشتری پر حوالہ کر دیا کہ اُس سے وصول کر لے لہٰذا اگر آڑھتی کو مشتری سے دَین وصول نہ ہوسکا کہ وہ مفلس مرا تو آڑھتی بائع سے اُس روپیہ کو وصول کرسکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶ مدیون نے دائن کو کسی پر حوالہ کر دیا اس شرط پر کہ محتال لہ [3] کو خیار حاصل ہے یہ حوالہ جائز ہے اور محتال لہ کو اختیار ہے کہ حوالہ کو نافذ کرے محتال علیہ [4] سے وصول کرے یا خود محیل [5] سے وصول کرے۔ یوہیں اگر یوں حوالہ کیا کہ محتال لہ جب چاہے محیل پر رجوع کرے یہ حوالہ بھی جائز ہے اور اُسے اختیار ہے جس سے چاہے وصول کرے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷ عقد حوالہ میں میعاد نہیں ہوسکتی ہاں جس دَین کا حوالہ ہوا اُس کے لیے میعاد ہوسکتی ہے یعنی انتقال دَین [7] تو ابھی ہوگیا مگر مطالبہ میعاد پر ہوگا۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۳۸ ہُنڈی بھی حوالہ ہی کی ایک قسم ہے اس کی صورت یہ ہے کہ تاجر کو روپیہ بطورِ قرض دیتے ہیں کہ وہ اس کو دوسرے شہر میں ادا کر دے گا یا اس کے کسی دوست یا عزیز کو دوسرے شہر میں دے دے گا مثلاً اُس تاجر کی دوسرے شہر میں دوکان ہے وہاں لکھ دے گا اس کو یا اس کے عزیز کو وہاں قرض کا روپیہ وصول ہوجائے گا۔ قرض کے طور پر دینے سے مقصود یہ ہے کہ اگر امانت کہہ کر دیتا ہے تو وہی روپیہ بعینہ اُس کو پہنچایا جائے گا اور ہوسکتا ہے کہ راستہ میں ضائع ہوجائے اور دینے والے کا نقصان ہو کیوں کہ امانت میں تاوان نہیں لیا جاسکتا اس نفع کی خاطر قرض دیتا ہے لہٰذا یہ مکروہ تحریمی ہے کہ قرض سے ایک نفع حاصل کرنا ہے۔ اور اگر قرض میں دوسری جگہ دینے کی شرط نہ ہو مثلاً اس کا قرض اُس کے ذمہ تھا اُس سے کہا فلاں جگہ کے لیے حوالہ لکھ دو اُس نے لکھ دیا یہ ناجائز نہیں۔ ہنڈی کی یہ صورت بھی ہے کہ دوکاندار دوسرے شہر میں مال لینے جاتا ہے اگر ساتھ میں روپیہ لے جاتا ہے تو ضائع ہونے کا اندیشہ ہے یا اس وقت روپیہ موجود نہیں ہے وہاں مال خرید کر ہُنڈی لکھ دیتا ہے جب یہاں ہُنڈی پہنچتی ہے

---

1. کمیشن پر مال بیچنے والا، کمیشن ایجنٹ۔
2. "الفتاوی الھندیة"، کتاب الحوالة، مسائل شتی، ج۳، ص۳۰۵۔
3. یعنی قرض دینے والا۔
4. مقروض قرض کی ادائیگی جس کے سپرد کرے وہ محتال علیہ ہے۔
5. اپنے قرض کی ادائیگی دوسرے کے سپرد کرنے والا یعنی مقروض۔
6. "الفتاوی الھندیة"، کتاب الحوالة، مسائل شتی، ج۳، ص۳۰۵۔
7. قرض کی منتقلی۔
8. "الدرالمختار"، کتاب الحوالة، ج۸، ص۲۰۔

روپیہ ادا کردیا جاتا ہے اکثر یہ ہُنڈی میعادی ہوتی ہے [1] اور کبھی غیر میعادی بھی ہوتی ہے مگر اس میں سود کی ایک رقم شامل ہوتی ہے اس کے حرام ہونے میں کیا شبہ ہے۔

مسئلہ ۳۹: محیل محتال لہ کا وکیل بن کر حوالہ کا روپیہ وصول کرنا چاہتا ہے یہ صحیح نہیں اگر محتال علیہ اسے دینے سے انکار کرے تو دینے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ [2] (درمختار)

قضا کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌۚ یَحْكُمُ بِهَا النَّبِیُّوْنَ ﴾ [3]

''ہم نے توراۃ نازل کی جس میں ہدایت ونور ہے اُس کے موافق انبیاء حکم کرتے رہے''۔

پھر فرمایا:

﴿ وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝۴۴ ﴾ [4]

''جولوگ خدا کے اُتارے ہوئے پر حکم نہ کریں وہ کافر ہیں''۔

پھر فرمایا:

﴿ وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۴۵ ﴾ [5]

''جولوگ خدا کے اُتارے ہوئے پر حکم نہ کریں وہ ظالم ہیں''۔

پھر فرمایا:

﴿ وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۴۷ ﴾ [6]

''جولوگ خدا کے اُتارے ہوئے کے موافق حکم نہ کریں وہ فاسق ہیں''۔

---

1 ......یعنی اس کا وقت مقرر ہوتا ہے۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الحوالة، ج۸، ص۲۲.

3 ......پ٦، المائدة: ٤٤.

4 ......پ٦، المائدة: ٤٤.

5 ......پ٦، المائدة: ٤٥.

6 ......پ٦، المائدة: ٤٧.

پھر فرمایا:

اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ [1]

''تم حکم کرو اُن کے مابین اُس کے موافق جو خدا نے نازل کیا اور اُنکی خواہشوں کی پیروی نہ کرو اور اُن سے بچتے رہو کہ کہیں تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں بعض اُن چیزوں سے جو خدا نے تمھاری طرف اُتاری اور اگر وہ اعراض کریں تو جان لو کہ خدا اُنکے بعض گناہوں کی سزا اُن کو پہنچانا چاہتا ہے اور بیشک بہت سے لوگ فاسق ہیں کیا وہ لوگ جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں اور اللہ (عزوجل) سے بڑھ کر یقین والوں کے لیے کون حکم دینے والا ہے''۔

اور فرمایا:

وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾ [2]

''تمھارے رب کی قسم وہ مومن نہ ہوں گے جب تک تم کو حکم نہ بنائیں اُس چیز میں جس میں اُن کے مابین اختلاف ہے پھر جو کچھ تم نے فیصلہ کردیا اُس سے اپنے دل میں تنگی نہ پائیں اور اُسے پورے طور پر تسلیم نہ کریں''۔

اور فرماتا ہے:

[3]

''ہم نے تمھاری طرف حق کے ساتھ کتاب اُتاری تاکہ لوگوں کے درمیان اُس کے ساتھ فیصلہ کرو جو خدا نے تمھیں دکھایا اور خیانت کرنے والوں کے لیے جھگڑا نہ کرو''۔

حدیث ۱ امام احمد بن حنبل نے ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ''چھ دن بعد تم سے جو کچھ کہا جائے اُسے اپنے ذہن میں رکھنا ساتویں دن یہ ارشاد فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ ① باطن وظاہر میں اللہ تعالٰی سے ڈرتے رہنا اور ② جب تم سے کوئی برا کام ہوجائے تو نیکی کرنا اور ③ کسی سے کوئی چیز طلب نہ

1 ......پ٦، المائدة: ٤٩، ٥٠.

2 ......پ٥، النساء: ٦٥.

3 ......پ٥، النساء: ١٠٥.

کرنا اگرچہ تمھارا کوڑا[1] گر جائے یعنی تم سواری پر ہو اور کوڑا گر جائے تو یہ بھی کسی سے نہ کہنا کہ اُٹھا دے ④ کسی کی امانت اپنے پاس نہ رکھنا اور ⑤ دو شخصوں کے مابین فیصلہ نہ کرنا''۔[2]

حدیث ۲ امام احمد و ابن ماجہ اور بیہقی شعب الایمان میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں کے مابین حکم[3] کرتا ہے وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ فرشتہ اُس کی گدی[4] پکڑے ہوگا پھر وہ فرشتہ اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھائے گا (اس انتظار میں کہ اس کے لیے کیا حکم ہوتا ہے) اگر یہ حکم ہوگا کہ ڈال دے تو ایسے گڑھے میں ڈالے گا کہ چالیس برس تک گرتا ہی رہے گا یعنی چالیس برس میں تہ تک پہنچے گا''۔[5]

حدیث ۳ امام احمد ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''قاضی عادل قیامت کے دن تمنا کرے گا کہ دو شخصوں کے درمیان ایک پھل کے متعلق بھی فیصلہ نہ کیے ہوتا''۔[6]

حدیث ۴ ترمذی نے روایت کی کہ عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کرو (عہدۂ قضا کو قبول کرو) اُنھوں نے عرض کی امیر المومنین آپ مجھے معافی دیں فرمایا کہ اس کو ناپسند کیوں رکھتے ہو تمھارے والد فیصلہ کیا کرتے تھے عرض کی اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے: ''جو قاضی ہو اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرے اُس کے لیے لائق یہ ہے کہ برابر واپس ہو'' یعنی جس حالت میں تھا ویسا ہی رہ جائے یہی غنیمت ہے۔[7]

حدیث ۵ امام احمد و ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو لوگوں کے مابین قاضی بنایا گیا وہ بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا''۔[8]

حدیث ۶ ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو قضا کا طالب ہو اور اس کی درخواست کرے وہ اپنے نفس کی طرف سپرد کر دیا جائے گا اور جس کو مجبور کر کے قاضی بنایا جائے اللہ تعالٰی اُس

---

1 ...... چابک۔

2 ...... ''المسند''، للإمام أحمد بن حنبل، حدیث ابی ذر الغفاري، الحدیث: ۲۱۶۲۹، ۲۱۶۳۰، ج۸، ص۱۳۷.

3 ...... یعنی فیصلہ۔　4 ...... گردن کا پچھلا حصہ۔

5 ...... ''سنن ابن ماجه''، کتاب الأحکام، باب التغلیظ في الحیف... إلخ، الحدیث: ۲۳۱۱، ج۳، ص۹۱.

6 ...... ''المسند''، للإمام أحمد بن حنبل، مسند السیدة عائشة رضی اللّٰه عنها، الحدیث: ۲۴۵۱۸، ج۹، ص۳۵۱.

7 ...... ''جامع الترمذي''، کتاب الأحکام، باب ماجاء عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم في القاضي، الحدیث: ۱۳۲۶، ج۳، ص۶۰.

8 ...... ''سنن ابي داوٗد''، کتاب الأقضیة، باب في طلب القضاء، الحدیث: ۳۵۷۲، ج۳، ص۴۱۷.

کے پاس فرشتہ بھیجے گا جو ٹھیک چلائے گا''۔[1]

حدیث ۷ ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے قضا طلب کی[2] اور اُسے مل گئی پھر اس کا عدل اُس کے جور[3] پر غالب رہا۔ یعنی عدل نے ظلم کرنے سے روکا اُس کے لیے جنت ہے اور جس کا جور عدل پر غالب آیا اُس کے لیے جہنم ہے''۔[4]

حدیث ۸ صحیح بخاری میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں اور میری قوم کے دو شخص حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پاس حاضر ہوئے ایک نے کہا یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھے حاکم کردیجیے اور دوسرے نے بھی ایسا ہی کہا ارشاد فرمایا: ''ہم اُس کو حاکم نہیں بناتے جو اس کا سوال کرے اور نہ اُس کو جو اس کی حرص کرے۔''[5]

حدیث ۹ سنن ابوداود و ترمذی میں عمرو بن مرّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ ''اللہ تعالیٰ امورِ مسلمین[6] میں کوئی کام کسی کو سپرد فرمائے (یعنی اُسے حاکم بنائے) وہ لوگوں کے حوائج و ضرورت و احتیاج میں پردے کے اندر رہے'' یعنی اہل حاجت کی اُس تک رسائی نہ ہوسکے اپنے پاس اربابِ حاجت[7] کو آنے نہ دے ''تو اللہ تعالیٰ اُس کی حاجت و ضرورت و احتیاج میں حجاب فرمائے گا'' یعنی اُس کو اپنی رحمت سے دور فرمادے گا اور ایک روایت میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ اُس کی حاجت کے وقت میں آسمان کے دروازے بند فرمادے گا''۔[8] اسی کی مثل ابوداود و ابن سعد و بغوی و طبرانی و بیہقی و ابن عساکر ابی مریم و احمد و طبرانی معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔

حدیث ۱۰ بیہقی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عمال (حکام) کو بھیجتے اُن پر یہ شرط کرتے کہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا اور باریک آٹا یعنی میدہ نہ کھانا اور باریک کپڑے نہ پہننا اور لوگوں

---

1. ......"جامع الترمذي"، كتاب الأحكام، باب ماجاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في القاضي، الحديث: ١٣٢٨، ج٣، ص٦١.
2. ......یعنی قاضی بننا چاہا۔
3. ......یعنی انصاف سے فیصلہ نہ کرنا، ظلم۔
4. ......"سنن ابي داود"، كتاب الأقضية، باب في القاضي يخطيء، الحديث: ٣٥٧٥، ج٣، ص٤١٨.
5. ......"صحيح البخاري"، كتاب الأحكام، باب مايكره من الحرص على الإمارة، الحديث: ٧١٤٩، ج٤، ص٤٥٦.
6. ......مسلمانوں کے معاملات۔
7. ......حاجت مند لوگ۔
8. ......"سنن ابي داود"، كتاب الخراج والفيء والإمارة، باب فيما يلزم الإمام...إلخ، الحديث: ٢٩٤٨، ج٣، ص١٨٨. و"جامع الترمذي"، كتاب الأحكام، باب ماجاء في إمام الرعية، الحديث: ١٣٣٧، ج٣، ص٦٤.

کے حوائج[1] کے وقت اپنے دروازے نہ بند کرنا اگر تم نے ان میں سے کسی امر کو کیا تو سزا کے مستحق ہوگے۔[2]

حدیث ۱۱ ترمذی وابوداود و دارمی نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جب ان کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجنا چاہا فرمایا کہ ''جب تمھارے سامنے کوئی معاملہ پیش آئے گا تو کس طرح فیصلہ کروگے عرض کی کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ پاؤ تو کیا کروگے عرض کی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سنت کے ساتھ فیصلہ کروں گا فرمایا اگر سنت رسول اللہ میں بھی نہ پاؤ تو کیا کروگے عرض کی اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اجتہاد کرنے میں کمی نہ کروں گا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے سینہ پر ہاتھ مارا اور یہ کہا کہ حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جس نے رسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے فرستادہ[3] کو اُس چیز کی توفیق دی جس سے رسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) راضی ہے۔''[4]

حدیث ۱۲ ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہتے ہیں جب مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجنا چاہا میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) مجھے بھیجتے ہیں اور میں نوعمر شخص ہوں اور مجھے فیصلہ کرنا آتا بھی نہیں یعنی میں نے کبھی اس کام کو نہیں کیا ہے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالٰی تمھارے قلب کو رہنمائی کرے گا اور تمھاری زبان کو حق پر ثابت رکھے گا۔ جب تمھارے پاس دو شخص معاملہ پیش کریں تو صرف پہلے کی بات سن کر فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے کی بات سن نہ لو کہ اس صورت میں یہ ہوگا کہ فیصلہ کی نوعیت تمھارے لیے ظاہر ہو جائے گی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کبھی مجھے فیصلہ کرنے میں شک و تردد نہ ہوا۔''[5]

حدیث ۱۳ صحیح بخاری شریف میں ہے حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالٰی نے حکام کے ذمہ یہ بات رکھی ہے کہ خواہش نفسانی کی پیروی نہ کریں اور لوگوں سے خوف نہ کریں اور اللہ (عزوجل) کی آیات کو تھوڑے دام کے بدلے میں نہ خریدیں اس کے بعد یہ آیت پڑھی:

﴿ یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَیُضِلَّكَ عَنْ

---

1 ......لوگوں کی ضروریات۔

2 ......"شعب الإيمان"،باب في طاعة أولي الأمر،فصل في فضل الإمام العادل،الحديث:٧٣٩٤،ج٦،ص٢٤.

3 ......بھیجا ہوا، قاصد، سفیر۔

4 ......"سنن أبي داود"،كتاب القضاء،باب اجتهاد الرأي في القضاء،الحديث:٣٥٩٢،ج٣،ص٤٢٤.

5 ......"سنن أبي داود"،كتاب القضاء،باب كيف القضاء،الحديث:٣٥٨٢،ج٣،ص٤٢١.

و"جامع الترمذي"،كتاب الأحكام،باب ماجاء في القاضي لا يقضي...إلخ،الحديث:١٣٣٦،ج٣،ص٦٣.

سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾ [1]

''اے داود ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ کیا لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرو کہ وہ تم کو اللہ (عزوجل) کے راستہ سے ہٹا دے گی اور جو اللہ (عزوجل) کے راستہ سے الگ ہو گئے اُن کے لیے سخت عذاب ہے اس وجہ سے کہ حساب کے دن کو بھول گئے۔''

عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پانچ باتیں قاضی میں جمع ہونی چاہیے اُن میں کی ایک نہ ہو تو اُس میں عیب ہوگا۔(۱) سمجھ دار ہو (۲) بردبار ہو (۳) سخت ہو (۴) عالم ہو (۵) علم کی باتوں کا پوچھنے والا ہو۔ [2]

حدیث ۱۴ بیہقی نے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ''فریقین مقدمہ کو واپس کر دو تا کہ وہ آپس میں صلح کر لیں کیونکہ معاملہ کا فیصلہ کر دینا لوگوں کے درمیان عداوت [3] پیدا کرتا ہے۔'' [4]

حدیث ۱۵ ابن عساکر و بیہقی روایت کرتے ہیں کہ شعبی کہتے ہیں حضرت عمر اور ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین ایک معاملہ میں خصومت تھی حضرت عمر نے فرمایا میرے اور اپنے درمیان کسی کو حکم کرلو [5]۔ دونوں صاحبوں نے زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم بنایا اور دونوں ان کے پاس آئے حضرت عمر نے کہا ہم اس لیے تمھارے پاس آئے ہیں کہ ہمارے مابین فیصلہ کردو جب دونوں اُن کے پاس فیصلہ کے لیے پہنچے تو حضرت زید صدر مجلس سے ہٹ گئے اور عرض کی امیر المومنین یہاں تشریف لائیے حضرت عمر نے فرمایا یہ تمھارا پہلا ظلم ہے جو فیصلہ میں تم نے کیا۔ ولیکن میں اپنے فریق کے ساتھ بیٹھوں گا دونوں صاحب اُن کے سامنے بیٹھ گئے۔ ابی بن کعب نے دعویٰ کیا اور حضرت عمر نے اُن کے دعوے سے انکار کیا۔ حضرت زید نے ابی بن کعب سے کہا کہ امیر المومنین کو حلف سے معافی دے دو حضرت عمر نے قسم کھالی اس کے بعد قسم کھا کر کہا کہ زید کو کبھی فیصلہ سپرد نہ کیا جائے جب تک اُن کے نزدیک عمر اور دوسرا مسلمان برابر نہ ہو یعنی جو شخص مدعی [6] و مدعی علیہ [7] میں اس قسم کی تفریق کرے وہ فیصلہ کا اہل نہیں۔ [8]

---

1. ......پ۲۳، ص:۲۶.
2. ......''صحیح البخاري''، کتاب الأحکام، باب متی یستوجب الرجل القضاء، ج٤، ص٤٦٠.
3. ......یعنی دشمنی۔
4. ......''السنن الکبری''للبیهقي، کتاب الصلح، باب ماجاء في التحلل...إلخ، الحدیث:١١٣٦٠، ج٦، ص١٠٩.
5. ......ثالث مقرر کرلو۔
6. ......دعوی کرنے والا۔
7. ......جس پر دعوی کیا گیا ہے، ملزم۔
8. ......''السنن الکبری''للبیهقي، کتاب آداب القاضي، باب انصاف الخصمین...إلخ، الحدیث:٢٠٤٦٣، ج١٠، ص٢٢٩.

حدیث ۱۶ صحیح بخاری و مسلم میں ابوبکرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''حاکم غصہ کی حالت میں دوشخصوں کے مابین فیصلہ نہ کرے۔''[1]

حدیث ۱۷ صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمرو[2] وابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''حاکم نے فیصلہ کرنے میں کوشش کی اور ٹھیک فیصلہ کیا اُس کے لیے دو ثواب اور اگر کوشش کر کے (غور وخوض کر کے) فیصلہ کیا اور غلطی ہوگئی اس کو ایک ثواب۔''[3]

حدیث ۱۸ ابوداود وابن ماجہ بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''قاضی تین ہیں ایک جنت میں اور دو جہنم میں، جو قاضی جنت میں جائے گا وہ ہے جس نے حق کو پہچانا اور حق کے ساتھ فیصلہ کیا اور جس نے حق کو پہچانا مگر فیصلہ حق کے خلاف کیا وہ جہنم میں ہے اور جس نے بغیر جانے بوجھے فیصلہ کر دیا وہ جہنم میں ہے''[4] اسی کی مثل ابن عدی و حاکم نے بھی بریدہ سے اور طبرانی ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی۔

حدیث ۱۹ ترمذی وابن ماجہ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''قاضی کے ساتھ اللہ تعالٰی ہے جب تک وہ ظلم نہ کرے اور جب وہ ظلم کرتا ہے اللہ تعالٰی اُس سے جدا ہو جاتا ہے اور شیطان اُس کے ساتھ ہو جاتا ہے۔''[5]

حدیث ۲۰ بیہقی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ فرمایا حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے: ''قاضی جب اپنے اجلاس میں بیٹھتا ہے دو فرشتے اُترتے ہیں جو اُسے ٹھیک راستہ پر لے چلنا چاہتے ہیں اور توفیق دیتے ہیں اور رہنمائی کرتے ہیں جب تک وہ ظلم نہ کرے اور جب ظلم کرتا ہے تو چلے جاتے ہیں اور اسے چھوڑ دیتے ہیں۔''[6]

حدیث ۲۱ ابویعلٰی حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''حکام عادل وظالم سب کو قیامت کے دن

---

1 ......"صحيح البخاري"، كتاب الأحكام، باب هل يقضي الحاكم او يفتي وهو غضبان، الحديث: ٧١٥٨، ج٤، ص٤٥٨.

2 ......بہارِ شریعت کے نسخوں میں یہاں ایسے ہی مذکور ہے جبکہ ''بخاری و مسلم'' میں اس حدیث کے راوی حضرت ''عبداللہ بن عمرو'' رضی اللہ تعالٰی عنہ مذکور نہیں ہیں، بہرحال (مشكوٰة المصابيح، كتاب الامارة والقضاء، باب العمل في القضاء... إلخ، ج٢، ص١٤) میں یہ حدیث بخاری و مسلم کے حوالے سے ایسے ہی یعنی حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے۔... عِلْمِیہ

3 ......"صحيح البخاري"، كتاب الإعتصام، باب اجر الحاكم اذا اجتهد فاصاب او أخطأ، الحديث: ٧٣٥٢، ج٤، ص٦١١.

4 ......"سنن أبي داوٗد"، كتاب الأقضية، باب في القاضي يخطئ، الحديث: ٣٥٧٣، ج٣، ص٤١٨.

5 ......"جامع الترمذي"، كتاب الأحكام، باب ماجاء في الإمام العادل، الحديث: ١٣٣٥، ج٣، ص٦٣.

6 ......"السنن الكبرى"، للبيهقي، كتاب آداب القاضي، باب فضل من ابتلي بشيء... إلخ، الحديث: ٢٠١٦٦، ج١٠، ص١٥١.

پلِ صراط پر روکا جائے گا پھر اﷲ عزوجل فرمائے گا تم سے میرا مطالبہ ہے جس حاکم نے فیصلہ میں ظلم کیا ہوگا اور رشوت لی ہوگی صرف ایک فریق کی بات توجہ سے سنی ہوگی وہ جہنم کی اتنی گہرائی میں ڈالا جائے گا جس کی مسافت ستّر سال ہے اور جس نے حد (مقرر) سے زیادہ مارا ہے اُس سے اﷲ تعالیٰ فرمائے گا کہ جتنا میں نے حکم دیا تھا اُس سے زیادہ تُو نے کیوں مارا وہ کہے گا اے پروردگار مَیں نے تیرے لیے غضب کیا اﷲ (عزوجل) فرمائے گا تیرا غصہ میرے غضب سے بھی زیادہ ہوگیا اور وہ شخص لایا جائے گا جس نے سزا میں کمی کی ہے اﷲ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندہ تُو نے کمی کیوں کی کہے گا میں نے اُس پر رحم کیا فرمائے گا کیا تیری رحمت میری رحمت سے بھی زیادہ ہوگئی۔ (1)

حدیث ۲۲ ابوداود بریدہ رضی اﷲ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اﷲ صلی اﷲ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کو ہم کسی کام پر مقرر کریں اور اُس کو روزی دیں اب اس کے بعد وہ جو کچھ لے گا خیانت ہے۔'' (2)

حدیث ۲۳ ترمذی نے معاذ رضی اﷲ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں رسول اﷲ صلی اﷲ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف حاکم کرکے بھیجا جب میں چلا تو میرے پیچھے آدمی بھیج کر واپس بلایا اور فرمایا: ''تمھیں معلوم ہے کیوں میں نے آدمی بھیج کر بلایا اس لیے کہ کوئی چیز بغیر میری اجازت نہ لینا کہ وہ خیانت ہوگی اور جو خیانت کرے گا اُس چیز کو قیامت کے دن لے کر آنا ہوگا اسی کہنے کے لیے بلایا تھا اب اپنے کام پر جاؤ۔'' (3)

حدیث ۲۴ مسلم و ابو داود عدی بن عمیرہ رضی اﷲ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اﷲ صلی اﷲ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے لوگو! تم میں جو کوئی ہمارے کسی کام پر مقرر ہوا وہ ایک سوئی یا اس سے بھی کم کوئی چیز ہم سے چھپائے گا وہ خائن ہے قیامت کے دن اُسے لے کر آئے گا انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور یہ کہا یا رسول اﷲ! (صلی اﷲ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنا یہ کام مجھ سے واپس لیجیے فرمایا کیا وجہ ہے عرض کی میں نے حضور (صلی اﷲ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ایسا ایسا فرماتے سنا فرمایا: ''میں یہ کہتا ہوں جس کو ہم عامل بنائیں وہ تھوڑا یا زیادہ جو کچھ ہو ہمارے پاس لائے پھر جو کچھ ہم دیں اُسے لے اور جس سے منع کیا جائے باز رہے۔'' (4)

---

1 ......''کنز العمال''، کتاب الإمارۃ، الفصل الثانی، الحدیث: ۱٤۷٦٥، ج٦، ص۱۸.

2 ......''سنن أبي داوٗد''، کتاب الخراج... إلخ، باب في ارزاق العمال، الحدیث: ۲۹٤۳، ج۳، ص۱۸٦.

3 ......''جامع الترمذی''، کتاب الأحکام، باب ماجاء في ھدایا الأمراء، الحدیث: ۱۳٤۰، ج۳، ص٦٥.

4 ......''صحیح مسلم''، کتاب الإمارۃ، باب تحریم ھدایا العمال، الحدیث: ۳۰۔(۱۸۳۳)، ص۱۰۲۰.

و''سنن أبي داوٗد''، کتاب الأقضیۃ، باب في ھدایا العمال، الحدیث: ۳٥۸۱، ج۳، ص٤۲۰.

حدیث ۲۵ ابوداود و ابن ماجہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اور ترمذی اُن سے اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور امام احمد و بیہقی ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت فرمائی اور ایک روایت میں اُس پر بھی لعنت فرمائی جو رشوت کا دلال ہے۔ [1]

حدیث ۲۶ صحیح بخاری وغیرہ میں ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بنی اسد میں سے ایک شخص کو جس کو ابن اللُّتبِيَّه کہا جاتا تھا عامل بنا کر بھیجا جب وہ واپس آئے یہ کہا کہ یہ (مال) تمہارے لیے ہے اور یہ میرے لیے ہدیہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور حمد الٰہی اور ثنا کے بعد یہ فرمایا: ''کیا حال ہے اُس عامل کا جس کو ہم بھیجتے ہیں اور وہ آ کر یہ کہتا ہے کہ یہ آپ کے لیے ہے اور یہ میرے لیے ہے وہ اپنے باپ یا ماں کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھا رہا دیکھتا کہ اُسے ہدیہ کیا جاتا ہے یا نہیں، قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میرا نفس ہے ایسا شخص قیامت کے دن اُس چیز کو اپنی گردن پر لاد کر لائے گا اگر اونٹ ہے تو وہ چلائے گا اور گائے ہے تو وہ باں باں کرے گی اور بکری ہے تو وہ میں میں کرے گی اس کے بعد حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے اپنے ہاتھوں کو اتنا بلند فرمایا کہ بغل مبارک کی سپیدی ظاہر ہونے لگی اور اس کلمہ کو تین بار فرمایا آگاہ [2] میں نے پہنچا دیا۔'' [3]

حدیث ۲۷ ابوداود نے ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کسی کے لیے سفارش کرے اور وہ اس کے لیے کچھ ہدیہ دے اور یہ قبول کرلے وہ سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازہ پر آ گیا۔'' [4]

مسائل فقهيّه

لوگوں کے جھگڑوں اور منازعات کے فیصلہ کرنے کو قضا کہتے ہیں۔ [5] (درمختار)

قضا فرضِ کفایہ ہے کیونکہ بغیر اس کے نہ لوگوں کے حقوق کی محافظت ہوسکتی نہ امن عامہ قائم رہ سکتا ہے۔ جس کو قاضی

---

1 ...... ''سنن ابي داوٗد''، كتاب الأقضية، باب في كراهية الرشوة، الحديث: ٣٥٨٠، ج٣، ص٤٢٠.

و''المسند''، للإمام أحمد بن حنبل، حديث ثوبان، الحديث: ٢٢٤٦٢، ج٨، ص٣٢٧.

2 ...... یعنی خبردار ہو جاؤ۔

3 ...... ''صحيح البخاري''، كتاب الحيل، باب إحتيال العامل ليهدى له، الحديث: ٦٩٧٩، ج٤، ص٣٩٨.

و''مشكاة المصابيح''، كتاب الزكاة، الفصل الاول، الحديث: ١٧٧٩، ج١، ص٤٩٥.

4 ...... ''سنن ابي داوٗد''، كتاب الإجارة، باب في الهدية لقضاء الحاجة، الحديث: ٣٥٤١، ج٣، ص٤٠٧.

5 ...... ''الدرالمختار''، كتاب القضاء، ج٨، ص٢٥.

بنایا جاتا ہے اگر وہی اس عہدہ کا صالح ہے دوسرے میں صلاحیت ہی نہ ہو کہ انصاف کرے اس صورت میں عہدہ قضا قبول کر لینا واجب ہے اور اگر دوسرا بھی اس قابل ہے مگر یہ زیادہ صلاحیت رکھتا ہو تو اس کو قبول کر لینا مستحب ہے اور اگر دوسرے بھی اسی قابلیت کے ہیں تو اختیار ہے قبول کرے یا نہ کرے اور اگر یہ صلاحیت رکھتا ہے مگر دوسرا اس سے بہتر ہے تو اس کو قبول کرنا مکروہ ہے اور یہ شخص اگر خود جانتا ہے کہ یہ کام مجھ سے انجام نہ پا سکے گا تو قبول کرنا حرام ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱: قاضی اُسی کو بنا سکتے ہیں جس میں شرائط شہادت پائے جائیں وہ یہ ہیں:

مسلمان۔ عاقل۔ بالغ۔ آزاد ہو۔ اندھا نہ ہو۔ گونگا نہ ہو۔ بالکل بہرہ نہ ہو کہ کچھ نہ سنے۔ محدود فی القذف نہ ہو۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: کافر کو قاضی بنایا اس لیے کہ وہ کفار کے معاملات کو فیصل کرے[3] یہ ہوسکتا ہے مگر مسلمانوں کے معاملات فیصل کرنے کا اُسے اختیار نہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: قاضی مقرر کرنا بادشاہ اسلام کا کام ہے یا سلطان کے ماتحت جو ریاستیں خراج گزار ہیں[5] جن کو سلطان نے قضاۃ کے عزل ونصب کا اختیار[6] دیا ہو یہ بھی قاضی مقرر کر سکتی ہیں۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: فاسق کو قاضی بنانا نہ چاہیے اور اگر مقرر کر دیا گیا تو اس کی قضا نافذ ہوگی۔ فاسق کو مفتی بنانا یعنی اُس سے فتویٰ پوچھنا درست نہیں کیونکہ فتویٰ امور دین سے ہے اور فاسق کا قول دیانات میں نامعتبر[8]۔ قاضی نے اپنے دشمن کے خلاف فیصلہ کیا یہ فیصلہ جائز نہیں جب کہ دونوں میں دنیوی عداوت ہو۔[9] (درمختار)

---

1. ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب أدب القاضی، الباب الأول فی تفسیرمعنی الأدب...إلخ، ج۳، ص۳۰۶.
2. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: الحکم الفعلی، ج۸، ص۲۹.
3. ......یعنی فیصلہ کرے۔
4. ...... "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: الحکم الفعلی، ج۸، ص۳۰.
5. ......یعنی وہ حکومتیں جو خراج ادا کرتی ہیں۔
6. ......یعنی قاضیوں کو معزول کرنے اور مقرر کرنے کا اختیار۔
7. ......"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی حکم القاضی، الدُّرزی والنصرانی، ج۸، ص۳۱.
8. ......یعنی دینی معاملات میں فاسق کا قول قابلِ قبول نہیں۔
9. ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۳۱، ۳۶.

مسئلہ ۵ جس وقت اُس کو قاضی مقرر کیا تھا اُس وقت عادل (غیر فاسق) تھا اُس کے بعد فاسق ہوگیا تو فسق کی وجہ سے معزول نہ ہوا مگر معزولی کا مستحق ہوگیا بلکہ سلطان پر معزول کردینا واجب ہے اور اگر سلطان نے اُس کے تقرر کے وقت یہ شرط کردی ہے کہ اگر فاسق ہوجائے گا تو معزول ہوجائے گا تو فسق کرنے سے خود ہی معزول ہوگیا معزول کرنے کی ضرورت نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶ جس طرح بادشاہ عادل کی طرف سے عہدہ قبول کرنا جائز ہے بادشاہ ظالم کی طرف سے بھی قبول کرنا صحیح ہے مگر بادشاہ ظالم کی طرف سے اس عہدہ کو قبول کرنا اُس وقت درست ہے جبکہ قاضی عدل و انصاف وحق کے مطابق فیصلہ کرسکتا ہو اس کے فیصلوں میں ناجائز طور پر بادشاہ مداخلت نہ کرتا ہو اور احکام کو مطابق شرع نافذ کرنے سے منع نہ کرتا ہو اور اگر یہ باتیں نہ ہوں بلکہ جانتا ہو کہ حق کے مطابق فیصلہ ناممکن ہوگا یا اس کے فیصلوں میں بے جا مداخلت ہوگی یا بعض احکام کی تنفیذ سے[2] منع کیا جائے گا تو اس عہدہ کو قبول نہ کرے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ بادشاہ کو چاہیے کہ رعایا میں[4] جو اس عہدہ کے لیے زیادہ موزوں ہو اُسے قاضی بنائے کیوں کہ حدیث میں ارشاد ہوا کہ جس نے کسی کو کام سپرد کردیا اور اُس کی رعایا میں اس سے بہتر موجود تھا اُس نے اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) و جماعت مسلمین کی خیانت کی۔ قاضی میں یہ اوصاف ہوں معاملہ فہم ہو[5]۔ فیصلہ نافذ کرنے پر قادر ہو۔ وجیہ ہو[6]۔ بارعب ہو۔ لوگوں کی باتوں پر صبر کرتا ہو۔ صاحبِ ثروت ہو[7] تاکہ طمع میں مبتلا نہ ہو۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۸ قاضی اُس کو کیا جائے جو عفت و پارسائی[9] اور عقل و صلاح[10] وفہم[11] وعلم میں معتمد علیہ ہو[12] اُس کے مزاج میں شدت[13] ہو مگر زیادہ شدت نہ ہو اور نرمی ہو تو اتنی نہ ہو جو لوگوں سے دب جائے[14]۔ وجیہ ہو اُس کا رعب لوگوں

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الأول في تفسير معنى الادب، ج٣، ص٣٠٧ .

2 ...... احکام کو نافذ کرنے سے۔

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الأول في تفسير معنى الادب، ج٣، ص٢٢٧ .

4 ...... اپنے محکوم لوگوں میں، عوام۔

5 ...... معاملات کو صحیح طریقے سے سمجھنے والا ہو۔

6 ...... باوقار، معتبر، معزز۔

7 ...... امیر و دولتمند ہو۔

8 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الأول في تفسير معنى الادب، ج٣، ص٣٠٨ .

9 ...... پاکدامنی اور نیکوکاری۔

10 ...... عقلمندی وصلاحیت۔

11 ...... سمجھداری۔

12 ...... یعنی علم میں قابل اعتماد ہو۔

13 ...... طبیعت میں سختی۔

14 ...... مغلوب ہوجائے۔

پر ہو۔لوگوں کی طرف سے جو اُس پر مصائب [1] آئیں اُن پر صبر کرے۔[2]

تنبیہ: عہدۂ قضا کا قبول کرلینا اگرچہ جائز ہے مگر علما وائمہ کی اس کے متعلق مختلف رائیں ہیں بعض نے اس میں حرج نہ سمجھا اور بعض نے بچنے ہی کو ترجیح دی اور حدیث سے بھی اسی رائے کی ترجیح ظاہر ہوتی ہے ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ ''جو شخص قاضی بنایا گیا وہ بغیر چھری ذبح کردیا گیا۔''[3] خود ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ [4] نے یہ عہدہ دینا چاہا مگر امام نے انکار کیا۔ یہاں تک کہ نوّے ۹۰ درّے آپ کو لگائے گئے پھر بھی آپ نے اسے قبول نہیں فرمایا اور یہ فرمایا کہ اگر سمندر تیر کر پار کرنے کا مجھے حکم دیا جائے تو یہ کرسکتا ہوں مگر اس عہدہ کو قبول نہیں کرسکتا۔ عبداللہ بن وہب رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ عہدہ دیا گیا اُنھوں نے انکار کردیا اور پاگل بن گئے جو کوئی ان کے پاس آتا مونھ نوچتے اور کپڑے پھاڑتے اُن کے ایک شاگرد نے سوراخ سے جھانک کر کہا اگر آپ اس عہدۂ قضا کو قبول فرمالیتے اور عدل کرتے تو بہتر ہوتا جواب دیا اے شخص تیری عقل یہ ہے کیا تو نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''قاضیوں کا حشر سلاطین کے ساتھ ہوگا اور علما کا حشر انبیاء علیہم السلام کیساتھ ہوگا۔'' امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا گیا اُنھوں نے اس سے انکار کیا جب قید کردیئے گئے اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں مجبوراً اُنھوں نے قبول کیا۔[5]

مسئلہ ۹ حکومت کی نہ طلب ہونی چاہیے نہ اس کا سوال کرنا چاہیے۔ طلب کا یہ مطلب ہے کہ بادشاہ کے یہاں اس کی درخواست پیش کرے اور سوال کا مطلب یہ کہ لوگوں کے سامنے یہ تذکرہ کرے کہ اگر بادشاہ کی طرف سے مجھے فلاں جگہ کی حکومت ملے گی تو قبول کرلوں گا اور دل میں یہ خواہش ہو کہ یہ خبر کسی طرح بادشاہ تک پہنچ جائے اور وہ مجھے بلا کر حکومت عطا کرے لہٰذا اس کی خواہش نہ دل میں ہو نہ زبان سے اس کا اظہار ہو۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰ جو لوگ عہدۂ قضا کی قابلیت رکھتے ہیں سب نے انکار کردیا اور کسی نااہل کو قاضی بنادیا گیا تو وہ سب گنہگار

---

1 ......تکالیف، پریشانیاں۔

2 ......"تنویرالأبصار"و"ردالمحتار"،کتاب القضاء،مطلب:السلطان یصیر سلطانا بأمرین،ج۸،ص۴۵.

3 ......"سنن ابی داوٗد"،کتاب الأقضیۃ،باب فی طلب القضاء،الحدیث:۳۵۷۲،ج۳،ص۴۱۷.

4 ......خلیفہ ابوجعفر منصور۔

5 ......"الفتاوی الھندیۃ"،کتاب أدب القاضی،الباب الثانی فی الدخول فی القضاء،ج۳،ص۳۱۰.

6 ......المرجع السابق،ص۳۱۱.

ہوئے اور اگر قابلیت والوں کو چھوڑ کر بادشاہ نے نا قابل کو قاضی بنایا تو بادشاہ گنہگار ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱ دو شخص عہدۂ قضا کے قابل ہیں مگر ان میں ایک زیادہ فقیہ ہے دوسرا زیادہ پرہیزگار ہے تو اُس کو قاضی مقرر کیا جائے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲ قاضی جس کا مقلد ہے[3] اگر اُس کا قول مسئلہ متنازع فیہا[4] میں معلوم و محفوظ ہے تو اُس کے موافق فیصلہ کرے ورنہ فقہا سے فتوی حاصل کر کے اس کے مطابق عمل کرے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳ قاضی کے تقرر کو کسی شرط پر معلق کرنا یا کسی وقت کی طرف مضاف کرنا جائز ہے یعنی جب وہ شرط پائی جائے گی یا وہ وقت آجائے گا اُس وقت وہ قاضی ہوگا اُس کے پہلے نہیں ہوگا مثلاً یہ کہا کہ تم جب فلاں شہر میں پہنچ جاؤ تو وہاں کے قاضی ہو یا فلاں مہینہ کے شروع سے تم کو قاضی کیا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴ ایک وقت معین تک کے لیے بھی کسی کو قاضی مقرر کیا جاسکتا ہے مثلاً ایک دن کے لیے قاضی بنایا تو ایک ہی دن قاضی رہے گا اور اگر اُس کو کسی خاص جگہ کا قاضی بنایا ہے تو وہیں کا قاضی ہے دوسری جگہ کے لیے وہ قاضی نہیں اور اس کا بھی پابند کیا جاسکتا ہے کہ فلاں قسم کے مقدمات کی سماعت نہ کرے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی خاص شخص کے معاملات کی نسبت استثنا کر دیا جائے یعنی فلاں کے مقدمہ کی سماعت نہ کرے اور بادشاہ یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ جب تک میں سفر سے واپس نہ آؤں فلاں معاملہ کی سماعت نہ کی جائے اس صورت میں اگر مقدمہ کی سماعت کی اور فیصلہ بھی دے دیا وہ نافذ نہیں ہوگا۔ (عالمگیری)[7]

مسئلہ ۱۵ بادشاہ نے کسی شخص کی نسبت یہ کہہ دیا کہ میں نے تمھیں قاضی مقرر کیا اور یہ نہیں ظاہر کیا کہ کہاں کا قاضی اُس کو بنایا تو جہاں تک سلطنت ہے وہ سب جگہ کا قاضی ہوگیا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶ ایک مقدمہ کی سماعت کر کے فیصلہ صادر کر دیا اس کے بعد بادشاہ نے حکم دیا کہ علما کے سامنے دوبارہ مقدمہ

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الثاني في الدخول في القضاء، ج۳، ص۳۱۱.

2 ...... المرجع السابق.

3 ......یعنی آئمہ اربعہ میں سے جس امام کا پیروکار ہے۔

4 ......یعنی جس جھگڑے، مقدمے کے متعلق اس نے فیصلہ کرنا ہے۔

5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الثالث في ترتيب الدلائل للعمل بها، ج۳، ص۳۱۲.

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الخامس في التقليد والعزل، ج۸، ص۳۱۵.

7 ......المرجع السابق.

8 ...... المرجع السابق.

کی سماعت کی جائے قاضی پر اس کی پابندی لازم نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: کسی شہر کے تمام لوگوں نے متفق ہو کر ایک شخص کو قاضی مقرر کر دیا کہ وہ اُن کے معاملات فیصل کیا کرے اُن کے قاضی بنانے سے وہ قاضی نہ ہوگا کہ قاضی بنانا بادشاہ اسلام کا کام ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: قاضی نے کسی کو اپنا نائب[3] بنایا کہ وہ دعوے کی سماعت کرے اور گواہوں کے بیانات لے مگر معاملہ کو فیصل نہ کرے[4] تو یہ نائب اُتنا ہی کرسکتا ہے جتنا قاضی نے اُسے اختیار دیا ہے یعنی فیصلہ نہیں کرسکتا اور جو کچھ اُس نے تحقیقات کر کے قاضی کے روبرو پیش کر دیا قاضی گواہوں کے ان بیانات یا مدعیٰ علیہ[5] کے اقرار پر فیصلہ نہیں کرسکتا کہ قاضی کے سامنے نہ گواہوں نے گواہی دی ہے نہ مدعیٰ علیہ نے اقرار کیا ہے بلکہ اس صورت میں قاضی ازسرنو[6] بیان لے گا اس کے بعد فیصلہ کرے گا۔[7] (خانیہ)

مسئلہ ۱۹: بادشاہ نے قاضی کو معزول کر دیا اس کی خبر جب قاضی کو پہنچے گی اُس وقت معزول ہوگا یعنی معزول کرنے کے بعد خبر پہنچنے سے قبل جو فیصلے کرے گا صحیح و نافذ ہوں گے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: بادشاہ مرگیا تو قاضی وغیرہ حکام جو اُس کے زمانہ میں تھے سب بدستور اپنے اپنے عہدہ پر باقی رہیں گے یعنی بادشاہ کے مرنے سے معزول نہ ہوں گے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: قاضی کی آنکھیں جاتی رہیں یا بالکل بہرا ہوگیا یا عقل جاتی رہی یا مرتد ہوگیا تو خود بخود معزول ہوگیا اور اگر پھر یہ اعذار جاتے رہے یعنی مثلاً آنکھیں ٹھیک ہوگئیں تو بدستور سابق قاضی ہوجائے گا۔[10] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: قاضی نے بادشاہ کے سامنے کہہ دیا میں نے اپنے کو معزول کر دیا اور بادشاہ نے سن لیا معزول ہو

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الخامس في التقليد و العزل، ج٣، ص٣١٥.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... قائم مقام۔

4 ...... فیصلہ نہ کرے۔

5 ...... جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔

6 ...... نئے سرے سے، دوبارہ۔

7 ...... "الفتاوی الخانية"، كتاب الدعوی و البينات، الباب الاول في آداب القاضي، الفصل الاول، ج٢، ص٤٦.

8 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الخامس في التقليد و العزل، ج٣، ص٣١٧.

9 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الخامس في التقليدو العزل، ج٣، ص٣١٧.

10 ...... المرجع السابق، ص٣١٨.

گیا اور نہ سنا تو معزول نہ ہوا۔ یوہیں بادشاہ کے پاس یہ تحریر بھیج دی کہ میں نے اپنے کو معزول کر دیا اور تحریر پہنچ گئی معزول ہو گیا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: قاضی کے لڑکے نے کسی پر دعویٰ کیا اور یہ مقدمہ قاضی کے پاس پیش ہوا یا کسی دوسرے نے قاضی کے لڑکے پر دعوی قاضی کے یہاں کیا قاضی اس معاملہ میں غور کرے اگر لڑکے کے خلاف فیصلہ ہو جب تو خود ہی فیصلہ کر دے اور اگر لڑکے کے موافق فیصلہ ہوگا تو دونوں سے کہہ دے اس دعوے کو تم کسی دوسرے کے پاس لے جاؤ۔ بادشاہ جس نے قاضی بنایا ہے قاضی اُس کے موافق فیصلہ کرے گا جب بھی نافذ ہوگا۔ یوہیں قاضی ماتحت نے قاضی بالا کے موافق فیصلہ کیا یہ بھی نافذ ہوگا۔ قاضی نے اپنی ساس کے موافق فیصلہ کیا اگر قاضی کی بی بی زندہ ہے تو فیصلہ ناجائز ہے اور بی بی مرچکی ہے تو جائز ہے۔ سوتیلی ماں کے موافق فیصلہ کیا اگر اس کا باپ زندہ ہے تو ناجائز ہے اور مرچکا ہے تو جائز ہے۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۲۴: دو شخصوں کے مابین مقدمہ ہے ایک نے قاضی کے لڑکے کو اپنا وکیل کیا قاضی نے اس کے موافق فیصلہ کیا ناجائز ہے اور خلاف فیصلہ کیا تو جائز ہے۔ یوہیں اگر قاضی کا بیٹا وصی ہو تو موافق فیصلہ کرنا جائز نہیں۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۵: قاضی کو قضا کے لیے ایسی جگہ بیٹھنا چاہیے جہاں لوگ آسانی سے پہنچ سکیں ایسی جگہ نہ بیٹھے جہاں مسافر و غریب الوطن[4] پہنچ نہ سکیں۔ سب سے بہتر مسجد جامع ہے پھر وہ مسجد جہاں پنجگانہ جماعت ہوتی ہو اگرچہ اُس میں جمعہ نہ پڑھا جاتا ہو اور اگر مسجد جامع وسط شہر میں نہ ہو بلکہ شہر کے ایک کنارہ پر واقع ہے کہ اکثر لوگوں کو وہاں جانے میں دشواری ہوگی تو وسط شہر میں کوئی دوسری مسجد تجویز کرے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اپنے محلّہ کی مسجد کو اختیار کرے۔ مسجد بازار چونکہ زیادہ مشہور ہے مسجد محلّہ سے بہتر ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: قاضی قبلہ کو پیٹھ کر کے بیٹھے جس طرح خطیب و مدرس قبلہ کو پیٹھ کر کے بیٹھتے ہیں۔[6] (درمختار)

---

1 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الخامس في التقليد والعزل، ج٣، ص٣١٨.

2 ......"الفتاوى الخانية"، كتاب الدعوى و البينات، فصل لمن يجوز قضاء القاضي...إلخ، ج٢، ص١٠٨.

3 ......"البحرالرائق"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته و من لاتقبل، ج٧، ص١٣٨.

4 ......یعنی دوسرے علاقے کے رہنے والے۔

5 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب السابع في جلوس القاضي...إلخ، ج٣، ص٣١٩-٣٢٠.

6 ......"الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج٨، ص٥٦.

مسئلہ ۲۷: اگر اپنے مکان میں اجلاس کرے درست ہے مگر اذن عام ہونا چاہیے یعنی ارباب حاجت[1] کے لیے روک ٹوک نہ ہو۔[2] (درمختار) یہ اُس زمانہ کی باتیں ہیں جب کہ دار القضا نہ تھا مسجد یا اپنے مکان میں قاضی اجلاس کیا کرتے تھے اور اب دار القضا موجود ہیں عام طور پر لوگوں کے علم میں یہی بات ہے کہ قاضی کا اجلاس دار القضا میں ہوتا ہے لہٰذا قاضی کے لیے یہ مناسب جگہ ہے۔

مسئلہ ۲۸: قاضی کہیں بھی اجلاس کرے دربان مقرر کردے کہ مقدمہ والے دربار قاضی میں ہجوم و شور و غل نہ کریں وہ ان کو بیجا باتوں سے روکے گا مگر دربان کو یہ جائز نہیں کہ لوگوں سے کچھ لے کر اندر آنے کی اجازت دے دے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۲۹: قاضی کے پاس جب مدعی[4] و مدعی علیہ[5] دونوں فریق مقدمہ حاضر ہوں تو دونوں کے ساتھ یکساں برتاؤ کرے،[6] نظر کرے تو دونوں کی طرف نظر کرے، بات کرے تو دونوں سے کرے، ایسا نہ کرے کہ ایک کی طرف مخاطب ہو دوسرے سے بے توجہی رکھے، اگر ایک سے بکشادہ پیشانی بات کرے تو دوسرے سے بھی کرے، دونوں کو ایک قسم کی جگہ دے، یہ نہ ہو کہ ایک کو کرسی دے اور دوسرے کو کھڑا رکھے یا فرش پر بٹھائے، اُن میں کسی سے سرگوشی نہ کرے، نہ ایک کی طرف ہاتھ یا سر یا ابرو سے اشارہ کرے، نہ ہنس کر کسی سے بات کرے۔ اجلاس میں ہنسی مذاق نہ کرے، نہ ان دونوں سے، نہ کسی اور سے۔ علاوہ کچہری کے بھی کثرت مزاح سے پرہیز کرے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: دونوں فریق میں سے ایک کی طرف دل جھکتا ہے[8] اور قاضی کا جی چاہتا ہے کہ یہ اپنے ثبوت و دلائل اچھی طرح پیش کرے تو یہ جرم نہیں کہ دل کا میلان اختیاری چیز نہیں ہاں جو چیزیں اختیاری ہوں اُن میں اگر یکساں معاملہ نہ کرے تو بے شک مجرم ہے۔[9] (عالمگیری)

---

1 ......یعنی حاجتمند، محتاج لوگوں۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۵٦.

3 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الدعوی والبینات، الباب الأول فی آداب القاضی، فصل فیمایستحق علی...إلخ، ج۲، ص٤۷.

4 ......دعویٰ کرنے والا۔ 5 ......جس پر دعویٰ کیا جائے۔ 6 ......یعنی ایک جیسا سلوک کرے۔

7 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب أدب القاضی، الباب السابع فی جلوس القاضی، ج۳، ص۳۲۲.

8 ......یعنی دل مائل ہوتا ہے۔

9 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب أدب القاضی، الباب السابع فی جلوس القاضی، ج۳، ص۳۲۲.

مسئلہ ۳۱ دونوں میں سے ایک کی دعوت نہ کرے ایک کی دعوت کرتا ہے تو دوسرے کی بھی کرے۔ ایک سے ایسی زبان میں بات نہ کرے جس کو دوسرا نہ جانتا ہو۔ اپنے مکان پر بھی ایک سے تنہائی میں کوئی بات نہ کرے بلکہ اپنے مکان پر آنے کی اُسے اجازت بھی نہ دے بالجملہ ہر اُس بات سے اجتناب کرے جس سے لوگوں کو بدگمانی کا موقع ہاتھ آئے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲ قاضی کو ہدیہ قبول کرنا ناجائز ہے کہ یہ ہدیہ نہیں ہے بلکہ رشوت ہے جیسا کہ آج کل اکثر لوگ حکام کو ڈالی[2] کے نام سے دیتے ہیں اور اس سے مقصود صرف یہی ہوتا ہے کہ اگر کوئی معاملہ ہوگا تو ہمارے ساتھ رعایت ہوگی۔ قاضی کو اگر یہ معلوم ہو کہ اس کی چیز پھیر دی جائے گی[3] تو اسے تکلیف ہوگی تو چیز کو لے لے اور اُس کی واجبی قیمت[4] دے دے، کم قیمت دے کر لینا بھی ناجائز ہے اور اگر کوئی شخص ہدیہ رکھ کر چلا گیا معلوم نہیں کہ وہ کون تھا اُس کا مکان دور ہے پھیرنے میں دقت ہے تو بیت المال میں یہ چیز داخل کردے خود نہ رکھے جب دینے والا مل جائے اُسے واپس کردے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۳ جس طرح ہدیہ لینا جائز نہیں ہے دیگر تبرعات بھی ناجائز ہیں مثلاً قرض لینا، عاریت لینا، کسی سے کوئی کام مفت کرانا بلکہ واجبی اجرت سے کم دے کر کام لینا بھی جائز نہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴ واعظ و مفتی و مدرس و امام مسجد ہدیہ قبول کرسکتے ہیں کہ ان کو جو کچھ دیا جاتا ہے وہ ان کے علم کا اعزاز ہے کسی چیز کی رشوت نہیں ہے۔ اگر مفتی کو اس لیے ہدیہ دیا کہ فتوے میں رعایت کرے تو دینا لینا دونوں حرام اور اگر فتوی بتانے کی اجرت ہے تو یہ بھی حلال نہیں۔ ہاں لکھنے کی اجرت لے سکتا ہے مگر یہ بھی نہ لے تو بہتر ہے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵ قاضی کو بادشاہ نے یا کسی حاکم بالا نے ہدیہ دیا تو لینا جائز ہے۔ یوہیں قاضی کے کسی رشتہ دار محرم نے ہدیہ دیا یا ایسے شخص نے ہدیہ دیا جو اس کے قاضی ہونے سے پہلے بھی دیا کرتا تھا اور اُتنا ہی دیا جتنا پہلے دیا کرتا تھا تو قبول کرنا جائز ہے اور پہلے جتنا دیتا تھا اب اُس سے زائد دیا تو جتنا زیادہ دیا ہے واپس کردے ہاں اگر ہدیہ دینے والا پہلے سے اب زیادہ مالدار ہے

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب السابع في جلوس القاضي، ج ٣، ص ٣٢٢.

2 ......تحائف، نذرانے۔

3 ......واپس کی گئی۔

4 ......رائج قیمت، عام طور پر بازار میں اُس چیز کی جو قیمت ہو۔

5 ......"الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج٨، ص ٥٧.

6 ......"ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: في هدية القاضي، ج٨، ص ٥٦-٥٧.

7 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: في حكم الهدية للمفتي، ج٨، ص ٥٧.

اور پہلے جو کچھ دیتا تھا اپنی حیثیت کے لائق دیتا تھا اور اس وقت جو پیش کر رہا ہے اس حیثیت کے مطابق ہے تو زیادتی کے قبول کرنے میں حرج نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار، فتح)

مسئلہ ۳۶ رشتہ دار یا جس کی عادت پہلے سے ہدیہ دینے کی تھی ان دونوں کے ہدیے قاضی کو قبول کرنا اُس وقت جائز ہے جب کہ ان کے مقدمات اس قاضی کے یہاں نہ ہوں ورنہ دوران مقدمہ میں ہدیہ، ہدیہ نہیں بلکہ رشوت ہے ہاں بعد ختم مقدمہ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷ دعوت خاصہ قبول کرنا قاضی کے لیے جائز نہیں دعوت عامہ قبول کرسکتا ہے مگر جس کا مقدمہ قاضی کے یہاں ہو اُس کی دعوت عامہ کو بھی قبول نہ کرے دعوت خاصہ وہ ہے کہ اگر معلوم ہو جائے کہ قاضی اس میں شریک نہ ہوگا تو دعوت ہی نہ ہوگی اور عامہ وہ ہے کہ قاضی آئے یا نہ آئے بہرحال لوگوں کی دعوت ہوگی کھانا کھلایا جائے گا مثلاً دعوتِ ولیمہ۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸ قاضی کو چاہیے کہ کسی سے قرض وعاریت نہ لے مگر جو شخص قاضی ہونے سے پہلے ہی اس کا دوست تھا یا شریک تھا جس سے اس قسم کے معاملات جاری تھے اُس سے قرض لینے اور عاریت لینے میں کوئی حرج نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹ جنازہ میں جا سکتا ہے مریض کی عیادت کے لیے بھی جائے گا مگر وہاں دیر تک نہ ٹھہرے نہ وہاں اہل مقدمہ کو کلام کا موقع دے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰ قاضی نے ایسا فیصلہ دیا جو کتاب اللہ کے خلاف ہے یا سنت مشہورہ[6] یا اجماع[7] کے مخالف ہے یہ فیصلہ نافذ نہ ہوگا مثلاً مدعی نے صرف ایک گواہ پیش کیا اور قسم بھی کھائی کہ میرا حق مدعیٰ علیہ کے ذمہ ہے اور قاضی نے ایک گواہ اور یمین[8] سے مدعی کے موافق فیصلہ کر دیا یہ فیصلہ نافذ نہیں اگر دوسرے قاضی کے پاس مرافعہ[9] ہوگا اُس فیصلہ کو باطل کر دے گا۔

---

1 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"،کتاب القضاء،مطلب:فی حکم الهدیة للمفتی،ج۸،ص۵۸-۵۹.
و"فتح القدیر"،کتاب أدب القاضی،ج۶،ص۳۷۱.

2 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"،کتاب القضاء،مطلب:فی حکم الهدیة للمفتی،ج۸،ص۵۸.

3 ......المرجع السابق،ص۵۹.

4 ......"الفتاوی الهندیة"،کتاب أدب القاضی،الباب الثامن فی افعال القاضی وصفاته،ج۳،ص۳۲۸.

5 ......المرجع السابق.

6 ......یہاں پر اس سے مراد وہ احکام ہیں جو حدیثِ مشہور سے ثابت ہوں۔

7 ......صحابہ یا مجتہدین وفقہاء کا کسی امر شرعی پر متفق ہونا۔

8 ......قسم۔

9 ......اپیل۔

یوہیں ولی مقتول نے قسم کے ساتھ بتایا کہ فلاں شخص قاتل ہے محض اس کی یمین پر قاضی نے قصاص کا حکم دے دیا یہ نافذ نہیں۔ یا محض تنہا مُرضِعہ[1] کی شہادت پر کہ ان دونوں میاں بی بی نے میرا دودھ پیا ہے قاضی نے تفریق[2] کا حکم دے دیا یہ نافذ نہیں۔ غلام یا بچہ کا فیصلہ نافذ نہیں۔ کافر نے مسلم کے خلاف فیصلہ کیا یہ بھی نافذ نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: یومِ موت[4] فیصلہ کے تحت میں داخل نہیں یعنی دو شخصوں کے مابین محض اس بات میں اختلاف ہوا کہ فلاں شخص کس دن مرا ہے اس کے متعلق قاضی نے فیصلہ بھی کر دیا اس فیصلہ کا وجود و عدم[5] برابر ہے یعنی اس فیصلہ کے بعد اگر دوسرا شخص اس امر پر گواہ پیش کرے جس سے معلوم ہو کہ اُس وقت مرا نہ تھا تو یہ گواہ مقبول ہوں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ فیصلہ کا مقصد رفعِ نزاع[6] ہے کہ گواہوں سے ثابت کر کے نزاع کو دور کریں اور موت فی نفسہٖ[7] محلِ نزاع نہیں لہٰذا اگر اس کے ساتھ کوئی ایسی چیز شامل ہو جو محلِ نزاع[8] بن سکتی ہے تو اُس کے ضمن میں یوم موت تحت قضا داخل ہو سکتا ہے مثلاً ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ چیز میرے باپ کی ہے اور وہ فلاں تاریخ میں مر گیا اور میں اُس کا وارث ہوں اور اس کو گواہوں سے ثابت کر دیا قاضی نے اس کے موافق فیصلہ کیا اور چیز اسے دلا دی اس کے بعد ایک عورت دعویٰ کرتی ہے کہ میں اُس میّت کی زوجہ ہوں اُس نے مجھ سے فلاں تاریخ میں نکاح کیا تھا وہ مر گیا مجھ کو مہر اور ترکہ[9] ملنا چاہیے اور نکاح کی جو تاریخ بتاتی ہے یہ اُس کے بعد ہے جو بیٹے نے مرنے کی ثابت کی تھی اور عورت نے بھی اپنے دعوے کو گواہوں سے ثابت کر دیا تو قاضی اس عورت کو بھی مہر و ترکہ ملنے کا حکم دے گا کیوں کہ ان دونوں دعوؤں کا حاصل یہ ہے کہ مُورِث[10] مر چکا اور میں وارث ہوں تاریخ موت کو اس میں کچھ دخل نہیں ہاں اگر موت مشہور ہے چھوٹے بڑے سب کو معلوم ہے اور عورت اُس تاریخ کے بعد نکاح ہونا بتاتی ہے تو وہ یقیناً جھوٹی ہے اُس کی بات قابل اعتبار نہیں۔ اور اگر یہ سب باتیں قتل کے بعد ہوں کہ پہلے بیٹے نے اپنے باپ کے قتل کیے جانے کی تاریخ گواہوں سے ثابت کی اور قاضی نے فیصلہ کر دیا اس کے بعد عورت نے اُس تاریخ کے بعد اپنا نکاح ہونا بیان کیا تو عورت کے گواہ مقبول نہیں کیونکہ قتل کے متعلق جو احکام ہیں عورت کے گواہ قبول کر لیے جانے میں باطل ہو جاتے ہیں۔[11] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: اگر تاریخ سے محض موت کا بتانا مقصود نہ ہو بلکہ اس کا مقصود کچھ اور ہو مثلاً مِلک کا تقدم ثابت کرنا[12] چاہتا

---

1. دودھ پلانے والی عورت۔
2. جدائی۔
3. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب أدب القاضی، مطلب: فی الحکم بما خالف الکتاب او السنة، ج۸، ص۹۶۔۹۹.
4. مرنے کا دن۔
5. ہونا نہ ہونا۔
6. جھگڑے کو ختم کرنا۔
7. بذاتِ خود، بالذات۔
8. جھگڑے کا سبب۔
9. میت کا چھوڑا ہوا مال و جائیداد۔
10. وارث کرنے والا۔
11. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب أدب القاضی، مطلب: یوم الموت لایدخل القضاء، ج۸، ص۱۰۱۔۱۰۲.
12. ملکیت کے پہلے ہونے کو ثابت کرنا۔

ہوتو یوم موت تحت قضا[1] داخل ہے مثلاً دو شخص ایک چیز کے مدعی[2] ہیں جو تیسرے کے ہاتھ میں ہے ہر ایک کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ چیز میرے باپ کی ہے وہ مرگیا اوراس چیز کو ترکہ میں چھوڑا تو جو اپنے باپ کے مرنے کی تاریخ کومقدم ثابت کرے گا وہی پائے گا اور اگر موت کی تاریخ بیان نہ کرتے یا دونوں نے ایک ہی تاریخ بیان کی ہوتی تو دونوں نصف نصف کے حقدار ہوتے۔ ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص کی جو چیز تمھارے پاس ہے اُس نے مجھے وکیل کیا ہے کہ اُس پر قبضہ کروں مدعی علیہ[3] نے گواہوں سے ثابت کیا کہ وہ شخص فلاں روز مرگیا یہ گواہ مقبول ہیں کیوں کہ اس سے مقصود یہ ہے کہ وکیل وکالت سے اُس کے مرنے کی وجہ سے معزول ہوگیا لہٰذا یہ شخص قبضہ نہیں کرسکتا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۳: بیع و ہبہ ونکاح وغیر ہا جملہ عقود[5] و مداینات[6] تحتِ قضا داخل ہیں یعنی جب ایک مرتبہ ایک معین دن میں اس کا ہونا ثابت کر دیا گیا اور قاضی نے فیصلہ دے دیا تو اس کے بعد کی تاریخ اگر کوئی ثابت کرنا چاہے یہ مقبول نہیں مثلاً ایک شخص نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ زید نے یہ چیز فلاں تاریخ میں میرے ہاتھ بیع کی ہے دوسرا یہ کہتا ہے کہ اُسی زید نے میرے ہاتھ فلاں تاریخ میں بیع کی ہے اوراس کی تاریخ مؤخر ہے یہ گواہ مقبول نہیں۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۴: جس امر میں نزاع[8] ہے اُس کے متعلق قاضی کے سامنے جیسا ثبوت ہوگا قاضی اُس کے موافق فیصلہ کرنے پر مجبور ہے ہوسکتا ہے کہ قاضی کے سامنے حق دار نے ثبوت نہ پہنچایا اور غیر مستحق نے ثابت کر دکھایا اور قاضی نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا یہ فیصلہ بظاہر نافذ ہی ہوگا مگر باطناً[9] نافذ ہے یا نہیں اس کی دو صورتیں ہیں بعض چیزیں ایسی ہیں جن میں قضاء قاضی ظاہراً و باطناً ہر طرح نافذ ہے اور بعض ایسی ہیں جن میں ظاہراً نافذ ہے باطناً نافذ نہیں یعنی مدعی وہ چیز مدعیٰ علیہ سے جبراً لے سکتا ہے مگر اُس سے نفع حاصل کرنا بلکہ اُس کو اپنے قبضہ میں لینا ناجائز ہے وہ گنہگار ہے مواخذۂ اخروی[10] میں گرفتار ہے قسم اول عقود و فسوخ ہیں یعنی کسی عقد کے متعلق نزاع ہے مثلاً مدعی نے دعویٰ کیا کہ مدعی علیہ نے یہ چیز میرے ہاتھ بیع کی ہے اور مدعی علیہ منکر ہے مدعی نے گواہوں سے بیع کرنا ثابت کر دیا اور قاضی نے بیع کا حکم دے دیا فرض کرو کہ بیع نہیں

---

1 ......فیصلہ کے تحت۔ 2 ......دعویٰ کرنے والے۔ 3 ......جس پر دعویٰ کیا گیا، ملزم۔

4 ......"ردالمحتار"، کتاب أدب القاضی، مطلب: یوم الموت لایدخل القضاء، ج۸، ص۱۰۱-۱۰۲۔

5 ......تمام عقد، لین دین وغیرہ کے تمام قول وقرار۔

6 ......بہارِ شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر " مدانیات" مذکور ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ درست لفظ '' مداینات " ہے، اسی وجہ سے ہم نے درست کردیا ہے۔...**عِلْمِیه**

7 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب أدب القاضی، مطلب: یوم الموت لایدخل القضاء، ج۸، ص۱۰۳۔

8 ......جھگڑا۔ 9 ......حقیقت میں۔ 10 ......آخرت کی پکڑ، آخرت کی پوچھ گچھ۔

ہوئی تھی مگر قاضی کا یہ حکم خود بمنزلۂ بیع[1] ہے یا اقالہ[2] کو گواہوں سے ثابت کیا تو اگرا قالہ نہ بھی ہوا ہو یہ حکم قاضی ہی اقالہ ہے۔قسم دوم املاک مرسلہ[3] ہے کہ مدعی نے چیز کے متعلق ملک کا دعویٰ کیا اوراس کا سبب کچھ نہیں بیان کیا مثلاً ہبہ یا خرید نے کے ذریعہ سے میں مالک ہوا ہوں اور گواہوں سے ثابت کر دیا اس صورت میں اگر واقع میں مدعی کی ملک نہ ہوتو باوجود فیصلہ اُس کو لینا جائز نہیں اور تصرف[4] حرام ہے۔ یوہیں اگر ملک کا سبب بیان کیا مگر وہ سبب ایسا ہے جس کا انشا ممکن نہیں مثلاً یہ کہتا ہے کہ بذریعہ وراثت یہ چیز مجھے ملی ہے اور حقیقت میں ایسا نہیں تو باوجود قضاء قاضی اس کا لینا جائز نہیں۔ یوہیں اگر کسی عورت پر دعویٰ کیا کہ یہ میری عورت ہے اور گواہوں سے نکاح ثابت کر دیا حالانکہ وہ عورت دوسرے کی منکوحہ ہے تو اگر چہ قاضی نے اس کے موافق فیصلہ کر دیا اس کو اُس عورت سے صحبت کرنا جائز نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۵ قضاء قاضی ظاہراً و باطناً نافذ ہونے میں یہ شرط ہے کہ قاضی کو گواہوں کا جھوٹا ہونا معلوم نہ ہو اور اگر خود قاضی کو علم ہے کہ یہ گواہ جھوٹے ہیں باوجود اس کے مدعی کے موافق فیصلہ کر دیا یہ قضا بالکل نافذ نہیں نہ ظاہراً نہ باطناً۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴۶ مدعی کے پاس گواہ نہیں ہیں مدعیٰ علیہ پر حلف دیا گیا اُس نے جھوٹی قسم کھالی اور قاضی نے مدعیٰ علیہ کے موافق فیصلہ کر دیا یہ قضا بھی باطناً نافذ نہیں مثلاً عورت نے دعویٰ کیا کہ شوہر نے اُسے تین طلاقیں دے دی ہیں اور شوہر انکار کرتا ہے عورت طلاق کے گواہ نہ پیش کر سکی شوہر پر حلف دیا گیا اُس نے قسم کھالی کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے قاضی نے عورت کا دعویٰ خارج کر دیا اگر واقع میں عورت اپنے دعوے میں سچی ہے تو اُسے شوہر کے ساتھ رہنے اور وطی[7] پر قدرت دینے کی اجازت نہیں جس طرح ہو سکے اُس سے پیچھا چھوڑائے اور یہ شوہر مر جائے تو اس کی میراث لینا بھی عورت کو جائز نہیں۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۷ فیصلہ صحیح ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ قاضی اپنے مذہب کے موافق فیصلہ کرے اگر اپنے مذہب کے خلاف فیصلہ کیا دانستہ[9] اُس نے ایسا کیا یا بھول کر بہر حال اُس کا حکم نافذ نہ ہوگا مثلاً حنفی کو[10] یہ اختیار نہیں کہ وہ

---

1 ......بیع کی طرح، بیع کے قائم مقام۔

2 ......بیع کو ختم کرنا۔

3 ......وہ جائیداد جس میں ملکیت کا دعویٰ کیا جائے اور سببِ ملک بیان نہ کیا گیا ہو۔

4 ......اپنے استعمال میں لانا۔

5 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی القضاء بشھادۃ الزور، ج۸، ص۱۰۵ - ۱۰۷.

6 ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۰۶.

7 ......ہم بستری، جماع، مباشرت۔

8 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی القضاء بشھادۃ الزور، ج۸، ص۱۰۶-۱۰۷.

9 ......قصداً یعنی جان بوجھ کر۔

10 ......امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرنے والے کو۔

مذہب شافعی کے موافق[1] فیصلہ کرے۔[2] (درمختار)

غائب کے خلاف فیصلہ درست نہیں ہے

مسئلہ ۴۸ قاضی کے لیے یہ درست نہیں کہ غائب کے خلاف فیصلہ کرے خواہ وہ شہادت کے وقت غائب ہو یا بعد شہادت و بعد تزکیۂ شہود[3] غائب ہوا ہو چاہے وہ مجلس قاضی سے غائب ہو یا شہر ہی میں نہ ہو یہ اُس وقت ہے کہ حق کا ثبوت گواہوں سے ہوا ہو۔ اور اگر خود مدعیٰ علیہ نے حق کا اقرار کرلیا ہو تو اس صورت میں فیصلہ کے وقت اُس کا موجود ہونا ضروری نہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۹ مدعیٰ علیہ غائب ہے مگر اُس کا نائب حاضر ہے نائب کی موجودگی میں فیصلہ کرنا درست ہے اگرچہ مدعیٰ علیہ کی عدم موجودگی میں ہو مثلاً اُس کا وکیل موجود ہے تو فیصلہ صحیح ہے کہ یہ حقیقۃً اُس کا نائب ہے یا مدعیٰ علیہ مرگیا ہے مگر اُس کا وصی موجود ہے یا نابالغ مدعیٰ علیہ ہے اور اُس کے ولی مثلاً باپ یا دادا کی موجودگی میں فیصلہ ہوا یا وقف کا متولی[5] کہ یہ واقف کا قائم مقام ہے اس کی موجودگی میں فیصلہ درست ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۰ وکیلِ مدعیٰ علیہ کی موجودگی میں گواہانِ ثبوت پیش ہوئے پھر وہ وکیل مرگیا یا غائب ہوگیا اور موکل[7] کی موجودگی میں فیصلہ ہوا یہ فیصلہ درست ہے۔ یوہیں موکل کے سامنے گواہ گزرے اور وکیل کی موجودگی میں فیصلہ ہوا یہ بھی درست ہے۔ یوہیں مدعیٰ علیہ کے سامنے ثبوت گزرا پھر وہ مرگیا اور کسی وارث کے سامنے فیصلہ ہوا یہ بھی درست ہے۔[8] (غرر)

مسئلہ ۵۱ میّت کے ذمہ کسی کا حق ہو یا میّت کا کسی کے ذمہ ہو اس صورت میں ایک وارث سب کے قائم مقام ہوسکتا ہے یعنی اس کے موافق یا مخالف جو فیصلہ ہوگا وہ سب کے مقابل تصور کیا جائے گا کہ یہ فیصلہ حقیقۃً میّت کے مقابل ہے اور یہ

---

1. ......امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کے مطابق۔
2. ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۰۸.
3. ......گواہوں کے عادل وغیر عادل ہونے کی تحقیق کے بعد۔
4. ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی القضا علی الغائب، ج۸، ص۱۱۱.
5. ......مال وقف کی نگرانی کرنے والا۔
6. ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی القضا علی الغائب، ج۸، ص۱۱۱۔۱۱۲.
7. ......وکیل کرنے والا۔
8. ......"غررالأحکام"، کتاب القضاء، الجزء الثانی، ص۴۱۱.

وارث میّت کا قائم مقام ہے مگر عین کا دعوی ہوتو وارث اُس وقت مدعی علیہ بن سکتا ہے جب وہ عین اُس کے قبضہ میں ہو۔اور اگر اُس کو مدعی علیہ بنایا جس کے پاس وہ چیز نہ ہوتو دعویٰ مسموع نہ ہوگا۔اور اگر دَین کا دعویٰ ہوتو ترکہ کی کوئی چیز اس کے قبضہ میں ہو یا نہ ہو بہرحال یہ مدعی علیہ بن سکتا ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۲: جن لوگوں پر جائداد وقف کی گئی ہے اُن میں سے بعض بقیہ موقوف علیہم[2] کے قائم مقام ہو سکتے ہیں بشرطیکہ وقف ثابت ہو نفس وقف میں نزاع نہ ہو[3] اور اگر نزاع وقف میں ہو کہ وقف ہوا ہے یا نہیں تو ایک شخص دوسرے کے قائم مقام نہ ہوگا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۵۳: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ حقیقۃً خصم[5] کے قائم مقام کوئی نہیں ہے ایسی صورت میں جانب شرع سے اُس کا نائب مقرر کیا جاتا ہے مثلاً ایک شخص مرا اور اُس نے مال اور نابالغ بچوں کو چھوڑا اور کسی کو وصی نہیں بنایا اس صورت میں قاضی ایک وصی مقرر کرے گا اور یہ اُس میّت کا قائم مقام ہوگا یہی دعویٰ کرے گا اور اسی پر دعویٰ ہوگا اور اسی کی موجودگی میں فیصلہ ہو گا۔[6] (درر)

مسئلہ ۵۴: کبھی حکماً نیابت ہوتی ہے[7] اِس کی صورت یہ ہے کہ غائب پر دعویٰ حاضر پر دعوی کے لیے سبب ہو یعنی دعوی تو حاضر پر ہے مگر اس کا سبب غائب پر دعویٰ ہے بغیر غائب کو مدعیٰ علیہ بنائے حاضر پر دعوی نہیں چل سکتا لہٰذا یہ حاضر اُس غائب کا حکماً قائم مقام ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ایک مکان ایک شخص کے قبضہ میں ہے اُس پر کسی نے یہ دعوی کیا کہ میں نے یہ مکان فلاں شخص سے جو غائب ہے خریدا ہے اور اس کو گواہوں سے ثابت کر دیا حاکم نے مدعی کے حق میں فیصلہ کر دیا تو یہ فیصلہ جس طرح اس حاضر کے مقابل میں ہے اُس غائب کے مقابل میں بھی ہے یعنی اگر وہ غائب حاضر ہو کر انکار کرے تو یہ انکار نا معتبر ہے۔[8] (درر، غرر) اس کی ایک مثال یہ بھی ہے زید نے دعوی کیا کہ عمرو پر میرے اتنے روپے ہیں وہ غائب ہے بکر اُس کے حکم

---

1. ۔۔۔۔۔۔"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب:فیمن ینصب خصمًا عن غیرہ، ج۸، ص۱۱۳.
2. ۔۔۔۔۔۔جن پر جائیداد وقف کی گی ہے۔
3. ۔۔۔۔۔۔یعنی وقف ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف نہ ہو۔
4. ۔۔۔۔۔۔"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۱۳.
5. ۔۔۔۔۔۔مدمقابل۔
6. ۔۔۔۔۔۔"دررالحکام" شرح "غرر الأحکام"، کتاب القضاء، مسائل شتی، الجزء الثانی، ص۴۱۹.
7. ۔۔۔۔۔۔یعنی کبھی حکماً قائم مقام ہونا ہوتا ہے۔
8. ۔۔۔۔۔۔"دررالحکام"و"غررالأحکام"، کتاب القضاء، الجزء الثانی، ص۴۱۱.

سے اُس کا کفیل ہوا تھا جو موجود ہے اور گواہوں سے ثابت کر دیا قاضی کا فیصلہ عمرو و بکر دونوں پر ہوگا اگرچہ عمرو موجود نہیں ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۵ اگر غائب پر دعوی حاضر پر دعوی کے لیے شرط ہو تو یہ حاضر اُس غائب کے قائم مقام نہیں ہوگا یعنی یہ فیصلہ نہ حاضر پر ہے نہ غائب پر جب کہ غائب کا ضرر ہو اور اگر غائب کا ضرر نہ ہو تو حاضر پر فیصلہ ہو جائے گا مثلاً غلام نے مولے پر یہ دعوی کیا کہ اس نے کہا تھا کہ فلاں شخص اپنی بی بی کو طلاق دے دے تو تُو آزاد ہے اور اُس نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی اور اس پر گواہ پیش کیے تو یہ گواہ اُس وقت مقبول ہوں گے جب وہ شوہر بھی موجود ہو کیونکہ اس فیصلہ میں اُس کا نقصان ہے۔ اور اگر عورت نے یہ دعویٰ کیا کہ شوہر نے کہا تھا اگر زید مکان میں داخل ہو تو تجھ کو طلاق ہے اور چونکہ شرط طلاق پائی گئی لہٰذا میں مطلقہ ہوں اور زید کی عدم موجودگی میں گواہوں سے ثابت کر دیا طلاق ہوگئی زید کا موجود ہونا اس فیصلہ میں شرط نہیں کہ اس فیصلہ سے زید کا کوئی نقصان نہیں۔[2] (درر، غرر)

مسئلہ ۵۶ ایک شخص مر گیا اُس کے ذمہ اتنا دَین ہے جو سارے ترکہ[3] کو مستغرق ہے[4] ورثہ[5] کو اختیار نہیں ہے کہ ترکہ بیچ کر دَین[6] ادا کریں بلکہ یہ حق قاضی کا ہے یہ اُس وقت ہے کہ سب ورثہ اپنے مال سے دَین ادا کرنے میں متفق نہ ہوں اور اگر سب نے اس امر پر اتفاق کر لیا کہ جو کچھ دَین ہے ہم اپنے مال سے ادا کریں گے اور ترکہ ہم لیں گے تو خود ورثہ ایسا کر سکتے ہیں اور اگر قرض خواہ اس بات پر راضی ہوں کہ ترکہ کو بیع کر کے ورثہ دَین ادا کر دیں تو ان کو بیچنا جائز ہے اور ان کی رضامندی کے بغیر بیع کریں گے تو یہ بیع نافذ نہ ہوگی۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۷ قاضی کو یہ حق حاصل ہے کہ مال وقف یا مال غائب یا مال یتیم کسی تونگر[8] کو جو امین ہے قرض دے دے مگر شرط یہ ہے کہ اس مال کی حفاظت کی اس سے بہتر دوسری صورت نہ ہو اور اگر مضاربت پر کوئی لینے والا موجود ہو یا اُس مال سے کوئی ایسی جائداد خریدی جا سکتی ہو جس کی کچھ آمدنی ہو تو قرض دینے کی اجازت نہیں اور قرض دینے کی صورت میں دستاویز

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: المسائل التی یکون القضاء... إلخ، ج۸، ص۱۱۵.

2 ...... "دررالحکام" و"غررالأحکام"، کتاب القضاء، الجزء الثانی، ص۴۱۰.

3 ...... وہ مال و جائیداد جو میت چھوڑ جائے۔

4 ...... گھیرے ہوئے ہے یعنی قرض زیادہ اور ترکہ کم ہے۔

5 ...... ورثاء، میت کے وارث۔

6 ...... قرض۔

7 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی بیع الترکة المستغرقة بالدین، ج۸، ص۱۲۲-۱۲۳.

8 ...... دولتمند۔

لکھی جائے تا کہ یادداشت رہے مگر قاضی اپنی ذات کے لیے یہ اموال بطورِ قرض نہیں لے سکتا۔[1] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۵۸ باپ یا وصی کو یہ حق حاصل نہیں کہ نابالغ بچہ کا مال قرض کے طور پر دے دیں یہاں تک کہ خود قاضی بھی اپنے نابالغ بچہ کا مال قرض نہیں دے سکتا اگر یہ لوگ قرض دیں گے ضامن ہوں گے تلف[2] ہونے کی صورت میں تاوان دینا پڑے گا اسی طرح جس نے لقطہ (پڑا مال) پایا ہے یہ بھی اُس مال کو قرض نہیں دے سکتا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۹ ملتقط[4] نے اگر لقطہ[5] کا اُتنے زمانہ تک اعلان کرلیا جو اُس کے لیے مقرر ہے اور مالک کا پتہ نہ چلا اب اگر یہ قرض دینا چاہے دے سکتا ہے کیوں کہ جب اس وقت اس کو تصدق[6] کرنا جائز ہے تو قرض دینا بدرجۂ اولیٰ جائز ہوگا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۶۰ باپ یا وصی کو اگر ایسی ضرورت پیش آ گئی کہ بغیر قرض دیے مال کی حفاظت ہی نہ ہوسکتی ہو مثلاً آگ لگ گئی ہے یا لوٹیرے مال لوٹ رہے ہیں اور ایسے وقت کوئی قرض مانگتا ہے اگر یہ نہیں دے گا تو مال تلف ہوجائے گا ایسی حالت میں ان کو بھی قرض دینا جائز ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۶۱ باپ یا وصی فضول خرچ ہیں اندیشہ ہے کہ نابالغ کے مال کو فضول خرچی میں اُڑا دیں گے تو قاضی ان سے مال لے کر ایسے کے پاس امانت رکھے کہ ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔[9] (درمختار)

افتا کے مسائل

مسئلہ ۱ فتویٰ دینا حقیقۃً مجتہد کا کام ہے کہ سائل کے سوال کا جواب کتاب و سنت و اجماع و قیاس سے وہی دے سکتا ہے۔ افتا کا دوسرا مرتبہ نقل ہے یعنی صاحبِ مذہب سے جو بات ثابت ہے سائل کے جواب میں اُسے بیان کر دینا اس کا کام ہے اور یہ حقیقۃً فتویٰ دینا نہ ہوا بلکہ مستفتی[10] کے لیے مفتی (مجتہد) کا قول نقل کر دینا ہوا کہ وہ اس پر عمل کرے۔[11] (عالمگیری)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۲۴-۱۲۵.
و"البحرالرائق"، کتاب القضاء، باب کتاب القاضی الی القاضی وغیرہ، ج۷، ص۳۹.
2 ......ضائع۔
3 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: للقاضی اقراض مال الیتیم ونحوہ، ج۸، ص۱۲۵-۱۲۶.
4 ......گری پڑی چیز کو اُٹھانے والا۔ 5 ......گری پڑی چیز۔ 6 ......صدقہ۔
7 ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۲۶.
8 ......المرجع السابق، ص۱۲۵. 9 ......المرجع السابق.
10 ......فتویٰ طلب کرنے والے۔
11 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب أدب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الادب...إلخ، ج۳، ص۳۰۸.

مسئلہ ۲: مفتی ناقل کے لیے یہ امر ضروری ہے کہ قول مجتہد کو مشہور و متداول[1] و معتبر کتابوں سے اخذ کرے غیر مشہور کتب سے نقل نہ کرے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: فاسق مفتی ہوسکتا ہے یا نہیں اکثر متاخرین کی رائے یہ ہے کہ نہیں ہوسکتا کیوں کہ فتویٰ امورِ دین سے ہے اور فاسق کی بات دیانات[3] میں نامعتبر۔ فاسق سے فتویٰ پوچھنا ناجائز اور اُس کے جواب پر اعتماد نہ کرے کہ علم شریعت ایک نور ہے جو تقویٰ کرنے والوں پر فائض ہوتا ہے جو فسق و فجور میں مبتلا ہوتا ہے اس سے محروم رہتا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴: ایک شخص کو دیکھا کہ لوگ اُس سے دینی سوالات کرتے ہیں اور وہ جواب دیتا ہے اور لوگ اُسے عظمت کی نظر سے دیکھتے ہیں اگرچہ اس کو یہ معلوم نہیں کہ یہ کون ہیں اور کیسے ہیں اس کو فتویٰ پوچھنا جائز ہے کہ مسلمانوں کا اُن کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا اس کی دلیل ہے کہ یہ قابلِ اعتماد شخص ہیں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: مفتی کو بیدار مغز ہوشیار ہونا چاہیے غفلت برتنا اس کے لیے درست نہیں کیونکہ اس زمانہ میں اکثر حیلہ سازی اور ترکیبوں سے واقعات کی صورت بدل کر فتوی حاصل کر لیتے ہیں اور لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ فلاں مفتی نے مجھے فتوی دے دیا ہے محض فتوی ہاتھ میں ہونا ہی اپنی کامیابی تصور کرتے ہیں بلکہ مخالف پر اس کی وجہ سے غالب آجاتے ہیں اس کو کون دیکھے کہ واقعہ کیا تھا اور اس نے سوال میں کیا ظاہر کیا۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: مفتی پر یہ بھی لازم ہے کہ سائل سے واقعہ کی تحقیق کرلے اپنی طرف سے شقوق[7] نکال کر سائل کے سامنے بیان نہ کرے مثلاً یہ صورت ہے تو یہ حکم ہے اور یہ ہے تو یہ حکم ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو صورت سائل کے موافق ہوتی ہے اُسے اختیار کر لیتا ہے اور گواہوں سے ثابت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو گواہ بھی بنالیتا ہے بلکہ بہتر یہ کہ نزاعی معاملات[8] میں

---

1 ......مروج، رائج۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب أدب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الادب...إلخ، ج۳، ص۳۰۸.

3 ......دینی معاملات۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۳٦.

5 ......"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی قضاء العدو علی عدوہ، ج۸، ص۳٦.

6 ......"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی قضاء العدو علی عدوہ، ج۸، ص۳۷.

7 ......مختلف صورتیں۔

8 ......وہ معاملات جن میں فریقین کا جھگڑا ہو۔

اُس وقت فتوی دے جب فریقین کو طلب کرے اور ہر ایک کا بیان دوسرے کی موجودگی میں سنے اور جس کے ساتھ حق دیکھے اُسے فتوی دے دوسرے کو نہ دے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: استفتا کا جواب اشارہ سے بھی دیا جاسکتا ہے مثلاً سر یا ہاتھ سے ہاں یا نہیں کا اشارہ کرسکتا ہے اور قاضی کسی معاملہ کے متعلق اشارہ سے فیصلہ نہیں کرسکتا ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۸: قاضی بھی لوگوں کو فتوی دے سکتا ہے کچہری میں بھی اور بیرون اجلاس بھی مگر متخاصمین (مدعی، مدعی علیہ) کو ان کے دعوے کے متعلق فتویٰ نہیں دے سکتا دوسرے امور میں انھیں بھی فتویٰ دے سکتا ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: مفتی اگر اونچا سنتا ہے اُس کے پاس تحریری سوال پیش ہوا اُس نے لکھ کر جواب دے دیا اس پر عمل درست ہے مگر جو شخص کارِ افتا[4] پر مقرر ہو اُس کے پاس دیہاتی اور عورتیں ہر قسم کے لوگ فتویٰ پوچھنے آتے ہیں اُس کی سماعت ٹھیک ہونی چاہیے کیونکہ ہر شخص تحریر پیش کرے دشوار ہے اور جب سماعت ٹھیک نہیں ہے تو بہت ممکن ہے کہ پوری بات نہ سنے اور فتویٰ دے دے یہ فتوی قابل اعتبار نہ ہوگا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول سب پر مقدم ہے پھر قول امام ابو یوسف پھر قول امام محمد پھر امام زفر و حسن بن زیاد کا قول البتہ جہاں اصحاب فتوی اور اصحاب ترجیح نے امام اعظم کے علاوہ دوسرے قول پر فتوی دیا ہو یا ترجیح دی ہو تو جس پر فتوی یا ترجیح ہے اُس کے موافق فتوی دیا جائے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: جو شخص فتوی دینے کا اہل ہو اُس کے لیے فتوی دینے میں کوئی حرج نہیں۔[7] (عالمگیری) بلکہ فتوی دینا لوگوں کو دین کی بات بتانا ہے اور یہ خود ایک ضروری چیز ہے کیونکہ کتمانِ علم[8] حرام ہے۔

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی قضاء العدو علی عدوہ، ج۸، ص۳۷ - ۳۸.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۳۸.

3 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: یفتی بقول الا مام علی الاطلاق، ج۸، ص۳۹.

4 ......فتوی دینے کا کام۔

5 ......"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی قضاء العدو علی عدوہ، ج۸، ص۳۸.

6 ......"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فی قضاء العدو علی عدوہ، ج۸، ص۳۸.

7 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب ادب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الأدب...إلخ، ج۳، ص۳۰۹.

8 ......علم کا چھپانا۔

مسئلہ ۱۲ حاکم اسلام پر یہ لازم ہے کہ اس کا تَجَسُّس کرے کون فتویٰ دینے کے قابل ہے اور کون نہیں ہے جو نا اہل ہو اُسے اس کام سے روک دے کہ ایسوں کے فتوے سے طرح طرح کی خرابیاں واقع ہوتی ہیں جن کا اس زمانہ میں پوری طور پر مشاہدہ ہو رہا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳ فتوے کے شرائط سے یہ بھی ہے کہ سائلین[2] کی ترتیب کا لحاظ رکھے امیر وغریب کا خیال نہ کرے یہ نہ ہو کہ کوئی مالدار یا حکومت کا ملازم ہو تو اُس کو پہلے جواب دے دے اور پیشتر سے جو غریب لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اُنھیں بٹھائے رکھے بلکہ جو پہلے آیا اُسے پہلے جواب دے اور جو پیچھے آیا اُسے پیچھے، کسے باشد[3]۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴ مفتی کو یہ چاہیے کہ کتاب کو عزت وحرمت کے ساتھ لے کتاب کی بے حرمتی نہ کرے اور جو سوال اُس کے سامنے پیش ہو اُسے غور سے پڑھے پہلے سوال کو خوب اچھی طرح سمجھ لے اُس کے بعد جواب دے۔[5] (عالمگیری) بارہا ایسا بھی ہوتا ہے کہ سوال میں پیچیدگیاں ہوتی ہیں جب تک مُستفتی سے دریافت نہ کیا جائے سمجھ میں نہیں آتا ایسے سوال کو مستفتی سے سمجھنے کی ضرورت ہے اُس کی ظاہر عبارت پر ہرگز جواب نہ دیا جائے۔ اور یہ بھی ہوتا ہے کہ سوال میں بعض ضروری باتیں مستفتی ذکر نہیں کرتا اگرچہ اس کا ذکر نہ کرنا بددیانتی کی بنا پر نہ ہو بلکہ اُس نے اپنے نزدیک اُس کو ضروری نہیں سمجھا تھا مفتی پر لازم ہے کہ ایسی ضروری باتیں سائل سے دریافت کرلے تاکہ جواب واقعہ کے مطابق ہو سکے اور جو کچھ سائل نے بیان کردیا ہے مفتی اُس کو اپنے جواب میں ظاہر کردے تاکہ یہ شبہہ نہ ہو کہ جواب وسوال میں مطابقت نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵ سوال کا کاغذ ہاتھ میں لیا جائے اور جواب لکھ کر ہاتھ میں دیا جائے اُسے سائل کی طرف پھینکا نہ جائے کیوں کہ ایسے کاغذت میں اکثر اللہ عزوجل کا نام ہوتا ہے قرآن کی آیات ہوتی ہیں حدیثیں ہوتی ہیں ان کی تعظیم ضروری ہے اور یہ چیزیں نہ بھی ہوں تو فتویٰ خود تعظیم کی چیز ہے کہ اُس میں حکم شریعت تحریر ہے حکم شرع کا احترام لازم ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶ جواب کو ختم کرنے کے بعد واللہ تعالیٰ اعلم یا اس کے مثل دوسرے الفاظ تحریر کردینا چاہیے۔[7] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"،كتاب ادب القاضي،الباب الاول في تفسير معنى الأدب...إلخ،ج٣،ص٣٠٩.

2 ......سوال پوچھنے والے،فتوی طلب کرنے والے۔ 3 ......یعنی کوئی بھی ہو۔

4 ......"الفتاوی الهندية"،كتاب ادب القاضي،الباب الاول في تفسير معنى الأدب...إلخ،ج٣،ص٣٠٩.

5 ......"الفتاوی الهندية"،كتاب ادب القاضي،الباب الاول في تفسير معنى الأدب...إلخ،ج٣،ص٣٠٩.

6 ...... المرجع السابق. 7 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۷ مفتی کے لیے یہ ضروری ہے کہ بردبار خوش خلق ہنس مکھ ہو نرمی کے ساتھ بات کرے غلطی ہو جائے تو واپس لے اپنی غلطی سے رجوع کرنے میں کبھی دریغ نہ کرے یہ نہ سمجھے کہ مجھے لوگ کیا کہیں گے کہ غلط فتوی دے کر رجوع نہ کرنا حیا سے ہو یا تکبر سے بہر حال حرام ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸ ایسے وقت میں فتوی نہ دے جب مزاج صحیح نہ ہو مثلاً غصہ یا غم یا خوشی کی حالت میں طبیعت ٹھیک نہ ہو تو فتوی نہ دے۔ یوہیں پاخانہ پیشاب کی ضرورت کے وقت فتوی نہ دے ہاں اگر اُسے یقین ہے کہ اس حالت میں بھی صحیح جواب ہو گا تو فتوی دینا صحیح ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹ بہتر یہ ہے کہ فتوی پر سائل سے اجرت نہ لے مفت جواب لکھے اور وہاں والوں نے اگر اس کی ضروریات کا لحاظ کرکے گزارہ کے لائق مقرر کر رکھا ہو کہ عالمِ دین، دین کی خدمت میں مشغول رہے اور اُس کی ضروریات لوگ اپنے طور پر پورے کریں یہ درست ہے۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۰ مفتی کو ہدیہ قبول کرنا اور دعوتِ خاص میں جانا جائز ہے۔[4] (عالمگیری) یعنی جب اُسے اطمینان ہو کہ ہدیہ یا دعوت کی وجہ سے فتوے میں کسی قسم کی رعایت نہ ہوگی بلکہ حکم شرع بلاکم وکاست[5] ظاہر کرے گا۔

مسئلہ ۲۱ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی سے فتویٰ پوچھا گیا وہ سیدھے بیٹھ گئے اور چادر اوڑھ کر عمامہ باندھ کر فتوی دیا یعنی اِفتا کی عظمت کا لحاظ کیا جائے گا۔[6] (عالمگیری)

اس زمانہ میں کہ علمِ دین کی عظمت لوگوں کے دلوں میں بہت کم باقی ہے اہلِ علم کو اس قسم کی باتوں کی طرف توجہ کی بہت ضرورت ہے جن سے علم کی عظمت پیدا ہو اس طرح ہرگز تواضع نہ کی جائے کہ علم و اہلِ علم کی وقعت میں کمی پیدا ہو۔ سب سے بڑھ کر جو چیز تجربہ سے ثابت ہوئی وہ احتیاج[7] ہے جب اہلِ دنیا کو یہ معلوم ہوا کہ ان کو ہماری طرف احتیاج ہے وہیں وقعت کا خاتمہ ہے۔

---

1 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب أدب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الأدب...إلخ، ج۳، ص۳۰۹.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "البحرالرائق"، کتاب القضاء، فصل فی المستفتی، ج٦، ص٤٥٠.

4 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب ادب القاضی، الباب التاسع فی رزق القاضی وھدیة...إلخ، ج۳، ص۳۳۰.

5 ...... کمی بیشی کے بغیر۔

6 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب آدب القاضی الباب الاول فی تفسیر معنی الأدب...إلخ، ج۳، ص۳۱۰.

7 ...... حاجت، ضرورت۔

تحکیم کا بیان

تحکیم کے معنی حَکَم بنانا یعنی فریقین اپنے معاملہ میں کسی کو اس لیے مقرر کریں کہ وہ فیصلہ کرے[1] اور نزاع کو دور کردے اسی کو پنچ اور ثالث بھی کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱ تحکیم کا رکن ایجاب وقبول ہے یعنی فریقین یہ کہیں کہ ہم نے فلاں کو حَکَم بنایا اور حَکَم قبول کرے اور اگر حَکَم نے قبول نہ کیا پھر فیصلہ کردیا یہ فیصلہ نافذ نہ ہوگا ہاں اگر انکار کے بعد پھر فریقین نے اُس سے کہا اور اب قبول کرلیا تو حَکَم ہو گیا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲ حَکَم کا فیصلہ[3] فریقین کے حق میں ویسا ہی ہے جیسا کہ قاضی کا فیصلہ، فرق یہ ہے کہ قاضی کے لیے چونکہ ولایت[4] عامہ ہے سب کے حق میں اس کا فیصلہ ناطق[5] ہے اور حَکَم کا فیصلہ علاوہ فریقین کے اور اُس شخص کے جو اُس کے فیصلہ پر راضی ہے دوسروں سے تعلق نہیں رکھتا دوسروں کے لیے بمنزلہ مصلح کے[6] ہے گویا طرفین[7] میں صلح کرادی۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳ اس کے لیے چند شرائط ہیں۔

فریقین کا عاقل ہونا شرط ہے۔ حریت واسلام[9] شرط نہیں یعنی غلام اور کافر کو بھی کسی کا حَکَم بنا سکتے ہیں۔ حَکَم کے لیے ضروری ہے کہ وقت تحکیم و وقت فیصلہ وہ اہل شہادت سے ہو[10] فرض کرو جس وقت اُس کو حَکَم بنایا اہل شہادت سے نہ تھا مثلاً غلام تھا اور وقت فیصلہ آزاد ہو چکا ہے اس کا فیصلہ درست نہیں یا مسلمانوں نے کافر کو حَکَم بنایا اور وہ فیصلہ کے وقت مسلمان ہو چکا ہے اس کا فیصلہ نافذ نہیں۔[11] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۴ ذمیوں نے ذمی کو حَکَم بنایا یہ تحکیم صحیح ہے اگر حَکَم فیصلہ کے وقت مسلمان ہوگیا ہے جب بھی فیصلہ صحیح ہے۔ اور

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، باب التحکیم، ج۸، ص۱٤۰.
و"الهداية"، کتاب أدب القاضی، باب التحکیم، ج۲، ص۱۰۸.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، باب التحکیم، ج۸، ص۱٤۰.

3 ......ثالث کا فیصلہ، جرگہ کا فیصلہ۔ 4 ......سرپرستی، سربراہی۔ 5 ......لازم۔

6 ......صلح کروانے والے کی طرح۔ 7 ......یعنی مدعی اور مدعی علیہ۔

8 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب أدب القاضی، الباب الرابع والعشرون فی التحکیم، ج۳، ص۳۹۷.

9 ......آزاد اور مسلمان ہونا۔ 10 ......گواہی دینے کا اہل ہو۔

11 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب أدب القاضی، الباب الرابع والعشرون فی التحکیم، ج۳، ص۳۹۷.
و"الدرالمختار"، کتاب القضاء، باب التحکیم، ج۸، ص۱٤۰،۱٤۱.

اگر فریقین میں سے کوئی مسلمان ہوگیا اور حکم کافر ہے تو فیصلہ صحیح نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵ حَکَم ایسے کو بنائیں جس کو طرفین جانتے ہوں اور اگر ایسے کو حکم بنایا جو معلوم نہ ہو مثلاً جو شخص پہلے مسجد میں آئے وہ حکم ہے یہ تحکیم ناجائز اور اس کا فیصلہ کرنا بھی درست نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ٦ جس کو پنچ[3] بنایا ہے وہ بیمار ہوگیا یا بیہوش ہوگیا یا سفر میں چلا گیا پھر اچھا ہوگیا یا ہوش میں ہوگیا یا سفر سے واپس ہوا اور فیصلہ کیا یہ فیصلہ صحیح ہے۔ اور اگر اندھا ہوگیا پھر بینائی واپس ہوئی اس کا فیصلہ جائز نہیں۔ اور اگر مرتد ہوگیا پھر اسلام لایا اس کا فیصلہ بھی ناجائز ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ حَکَم کو فریقین میں سے کسی نے وکیل بالخصومۃ[5] کیا اور اُس نے قبول کرلیا حَکَم نہ رہا یوہیں جس چیز میں جھگڑا تھا اگر حکم نے یا اُس کے بیٹے نے یا کسی ایسے شخص نے خرید لی جس کے حق میں حَکَم کی شہادت درست نہیں ہے تو اب وہ حکم نہ رہا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۸ حدود و قصاص اور عاقلہ پر دیت کے متعلق حکم بنانا درست نہیں ہے اور ان امور کے متعلق حکم کا فیصلہ بھی درست نہیں اور ان کے علاوہ جتنے حقوق العباد ہیں جن میں مصالحت ہوسکتی ہے سب میں تحکیم ہوسکتی ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۹ حَکَم نے جو کچھ فیصلہ کیا خواہ مدعی علیہ[8] کے اقرار کی بنا پر ہو یا مدعی[9] کے گواہ پیش کرنے پر یا مدعی علیہ نے قسم سے انکار کیا اس بنا پر اُس کا فیصلہ فریقین پر نافذ ہے اُن دونوں پر لازم ہے اُس سے انکار نہیں کر سکتے بشرطیکہ فریقین[10] تحکیم پر[11] وقتِ فیصلہ تک قائم ہوں اور اگر فیصلہ سے قبل دونوں میں سے ایک نے بھی ناراضی ظاہر کی تحکیم کو

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون في التحكيم، ج٣، ص٣٩٧.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب القضاء، باب التحكيم، ج٨، ص١٤١.

3 ...... ثالث، فیصلہ کرنے والا۔

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون في التحكيم، ج٣، ص٣٩٨.

5 ...... مقدمہ کی پیروی کا وکیل۔

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون في الحكيم، ج٣، ص٣٩٨۔٣٩٩.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج٨، ص١٤٢.

8 ...... جس دعوی کیا گیا ہے۔

9 ...... دعوی کرنے والا۔

10 ...... یعنی مدعی اور مدعی علیہ۔

11 ...... یعنی حَکَم بنانے پر۔

توڑ دیا تو فیصلہ نافذ نہ ہوگا کہ وہ اب حکم ہی نہ رہا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۰ دو شریکوں میں سے ایک نے اور غریم[2] نے کسی کو حکم بنایا اس نے فیصلہ کردیا وہ فیصلہ دوسرے شریک پر بھی لازم ہے اگرچہ دوسرے شریک کی عدم موجودگی میں فیصلہ ہوا کہ حکم کا فیصلہ بمنزلہ صلح ہے[3] اور صلح کا حکم یہ ہے کہ ایک شریک نے جو صلح کی وہ دوسرے پر لازم ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۱ بائع[5] و مشتری[6] کے مابین مبیع[7] کے عیب میں اختلاف ہوا ان دونوں نے کسی کو حکم بنایا اس نے مبیع واپس کرنے کا حکم دیا تو بائع کو یہ اختیار نہیں کہ اپنے بائع یعنی بائع اول کو واپس دے ہاں اگر بائع اول و ثانی و مشتری تینوں کی رضامندی سے حکم ہوا تو بائع اول پر مبیع واپس ہوگی۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۱۲ حکم نے فیصلہ کے وقت یہ کہا کہ تو نے میرے سامنے مدعی کے حق کا اقرار کیا یا میرے نزدیک گواہان عادل سے مدعی کا حق ثابت ہوا میں نے اس بنا پر یہ فیصلہ دیا اب مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہے کہ میں نے اقرار نہیں کیا تھا یا وہ گواہ عادل نہ تھے تو یہ انکار نامعتبر ہے وہ فیصلہ لازم ہوجائے گا اور اگر حکم نے بعد فیصلہ کرنے کے یہ خبر دی کہ میں نے اس معاملہ میں یہ فیصلہ کیا تھا یہ خبر اُس کی نامعتبر ہے کہ اب وہ حکم نہیں ہے۔[9] (درر وغیرہ)

مسئلہ ۱۳ اپنے والدین اور اولاد اور زوجہ کے موافق فیصلہ کرے گا یہ نافذ نہ ہوگا اور ان کے خلاف فیصلہ کرے گا وہ نافذ ہوگا کیونکہ ان کے لیے وہ اہل شہادت سے نہیں ان کے خلاف شہادت کا اہل ہے جس طرح قاضی ان کے موافق فیصلہ کرے گا نافذ نہ ہوگا مخالف کرے گا تو نافذ ہوگا۔[10] (درمختار)

مسئلہ ۱۴ فریقین نے دو شخصوں کو پنچ[11] مقرر کیا تو فیصلہ میں دونوں کا مجتمع ہونا[12] ضروری ہے فقط ایک

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱٤۲ .

2 ......قرض خواہ۔ 3 ......یعنی صلح کی طرح ہے۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱٤۳ .

5 ......بیچنے والا۔ 6 ......خریدار۔ 7 ......بیچی جانے والی چیز۔

8 ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱٤۳ .

9 ......"دررالحکام" شرح "غرر الأحکام"، کتاب القضاء، الجزء الثانی، ص ٤١١، وغیرہ .

10 ......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱٤٤ .

11 ......ثالث، فیصلہ کرنے والا۔ 12 ......حاضر ہونا۔

کا فیصلہ کر دینا نا کافی ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ دونوں کا ایک امر پر اتفاق ہوا گر مختلف رائیں ہوئیں تو کوئی رائے پابندی کے قابل نہیں مثلاً شوہر نے عورت سے کہا تُو مجھ پر حرام ہے اور اس لفظ سے طلاق کی نیت کی ان دونوں نے دو شخصوں کو حکم بنایا ایک نے طلاق بائن کا فیصلہ دیا دوسرے نے تین طلاق کا حکم دیا یہ فیصلہ جائز نہ ہوا کہ دونوں کا ایک امر پر اتفاق نہ ہوا۔[1] (درر، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: فریقین اس بات پر متفق ہوئے کہ ہمارے مابین فلاں یا فلاں فیصلہ کر دے ان میں سے جو ایک فیصلہ کر دے گا صحیح ہوگا مگر ایک کے پاس انھوں نے معاملہ پیش کر دیا تو وہی حکم ہونے کے لیے متعین ہوگیا دوسرا حکم نہ رہا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: حکم نے جو فیصلہ کیا اُس کا مرافعہ[3] قاضی کے پاس ہوا اگر یہ فیصلہ قاضی کے مذہب کے موافق ہو تو اسے نافذ کر دے اور مذہب قاضی کے خلاف ہو تو باطل کر دے اور قاضی کا فیصلہ اگر دوسرے قاضی کے پاس پیش ہوا تو اگرچہ اس کے مذہب کے خلاف ہے اختلافی مسائل میں قاضی اول کے فیصلہ کو باطل نہیں کرسکتا جبکہ قاضی اول نے اپنے مذہب کے موافق فیصلہ کیا ہو۔ یوہیں قاضی نے اگر حکم کے فیصلہ کا امضا[4] کر دیا تو اب دوسرا قاضی اس فیصلہ کو نہیں توڑ سکتا کہ یہ تنہا حکم کا فیصلہ نہیں ہے بلکہ قاضی کا بھی ہے۔[5] (درر، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: فریقین نے حکم بنایا پھر فیصلہ کرنے کے قبل قاضی نے اُس کے حکم ہونے کو جائز کر دیا اور حکم نے رائے قاضی کے خلاف فیصلہ کیا یہ فیصلہ جائز نہیں جبکہ قاضی کو اپنا قائم مقام بنانے کی اجازت نہ ہو اور اگر اُسے نائب و خلیفہ مقرر کرنے کی اجازت ہے اور اُس نے حکم ہونے کو جائز رکھا تو اگرچہ حکم کا فیصلہ رائے قاضی کے خلاف ہو قاضی اس فیصلہ کو نہیں توڑ سکتا۔[6] (عالمگیری)

---

1 ……"دررالحکام" شرح "غرر الأحکام"، کتاب القضاء، الجزء الثانی، ص ٤١١.
و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: حکم بینهماقبل تحکیمه...إلخ، ج٨، ص ١٤٤-١٤٥.

2 ……"الفتاوی الهندیة"، کتاب أدب القاضی، الباب الرابع والعشرون فی التحکیم، ج٣، ص ٣٩٨.

3 ……اپیل۔ 4 ……نافذ۔

5 ……"دررالحکام" شرح "غرر الأحکام"، کتاب القضاء، الجزء الثانی، ص ٤١١.
و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: حکم منهاقبل تحکیمه...إلخ، ج٨، ص ١٤٥.

6 ……"الفتاوی الهندیة"، کتاب أدب القاضی، الباب الرابع والعشرون فی التحکیم، ج٣، ص ٣٩٩.

مسئلہ ۱۸ ایک کو حَکم بنایا اُس نے فیصلہ کر دیا پھر فریقین نے دوسرے کو حَکم بنایا اگر اس کے نزدیک پہلے کا فیصلہ صحیح ہے اُسی کو نافذ کر دے اور اگر اس کی رائے کے خلاف ہے باطل کر دے اور ایک نے ایک فیصلہ کیا دوسرے حکم نے دوسرا فیصلہ کیا اور یہ دونوں فیصلے قاضی کے سامنے پیش ہوئے ان میں جو فیصلہ قاضی کی رائے کے موافق ہواُسے نافذ کر دے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹ حَکم کو یہ اختیار نہیں کہ دوسرے کو حَکم بنائے اور اُس سے فیصلہ کرائے اور اگر دوسرے کو حکم بنا دیا اور اُس نے فیصلہ کر دیا اور فریقین اُس کے فیصلہ پر راضی ہو گئے تو خیر ورنہ بغیر رضامندی فریقین اُس کا فیصلہ کوئی چیز نہیں اور حکم اول چاہے کہ اُس کے فیصلہ کو نافذ کر دے یہ نہیں کر سکتا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰ شخص ثالث[3] نے فریقین میں خود ہی فیصلہ کر دیا انھوں نے اس کو حَکم نہیں بنایا ہے مگر فریقین اس کے فیصلہ پر راضی ہو گئے تو یہ فیصلہ صحیح ہو گیا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱ فریقین میں ایک نے اپنے آدمی کو حَکم بنایا دوسرے نے اپنے آدمی کو اور ہر ایک حَکم نے اپنے اپنے فریق کے موافق فیصلہ کیا تو کوئی فیصلہ صحیح نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲ زمانۂ تحکیم میں[6] فریقین میں سے کوئی بھی حَکم کے پاس ہدیہ پیش کرے یا اُس کی خاص دعوت کرے حَکم کو چاہیے کہ قبول نہ کرے۔[7] (درمختار)

مسائل متفرقہ

مسئلہ ۱ دومنزلہ مکان دو شخصوں کے مابین مشترک ہے نیچے کی منزل ایک کی ہے بالا خانہ دوسرے کا ہے ہر ایک اپنے حصہ میں ایسا تصرف کرنے سے روکا جائے گا جس کا ضرر دوسرے تک پہنچتا ہو مثلاً نیچے والا دیوار میں میخ گاڑنا چاہتا ہے

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون فی التحكيم، ج۳، ص۳۹۹.

2 ......المرجع السابق، ص۴۰۰.

3 ......یعنی کسی تیسرے شخص۔

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون فی التحكيم، ج۳، ص۴۰۰.

5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون فی التحكيم، ج۳، ص۴۰۰.

6 ......یعنی جس وقت تک ان کا ثالث ہے۔

7 ......"الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج۸، ص۱۴۷.

یا طاق بنانا چاہتا ہے یا بالا خانہ والا اوپر جدید عمارت بنانا چاہتا ہے یا پردہ کی دیواروں پر کڑیاں رکھ کر چھت پاٹنا[1] چاہتا ہے یا جدید پاخانہ[2] بنوانا چاہتا ہے۔ یہ سب تصرفات[3] بغیر مرضی دوسرے کے نہیں کرسکتا اُس کی رضامندی سے کرسکتا ہے اور اگر ایسا تصرف ہے جس سے ضرر کا اندیشہ نہیں ہے مثلاً چھوٹی کیل گاڑنا کہ اس سے دیوار میں کیا کمزوری پیدا ہوسکتی ہے اس کی ممانعت نہیں اور اگر مشکوک حالت ہے معلوم نہیں کہ نقصان پہنچے گا یا نہیں یہ تصرف بھی بغیر رضامندی نہیں کرسکتا۔[4] (ہدایہ، فتح، درمختار وغیرہا)

مسئلہ ۲: اوپر کی عمارت گر چکی ہے صرف نیچے کی منزل باقی ہے اس کے مالک نے اپنی عمارت قصداً گرادی کہ بالا خانہ والا بھی بنوانے سے مجبور ہوگیا نیچے والے کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ اپنی عمارت بنوائے تاکہ بالا خانہ والا اسکے اوپر عمارت طیار کرلے اور اگر اُس نے نہیں گرائی ہے بلکہ اپنے آپ عمارت گر گئی تو بنوانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ اس نے اُس کو نقصان نہیں پہنچایا ہے بلکہ قدرتی طور پر اُسے نقصان پہنچ گیا پھر اگر بالا خانہ والا یہ چاہتا ہے کہ نیچے کی منزل بنا کر اپنی عمارت اوپر بنائے تو نیچے والے سے اجازت حاصل کرلے یا قاضی سے اجازت لے کر بنائے اور نیچے کی تعمیر میں جو کچھ صرفہ[5] ہوگا وہ مالک مکان سے وصول کرسکتا ہے اور اگر نہ اُس سے اجازت لی نہ قاضی سے حاصل کی خود ہی بنا ڈالی تو صرفہ نہیں ملے گا بلکہ عمارت کی بنانے کے وقت جو قیمت ہوگی وہ وصول کرسکتا ہے۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳: مکان ایک منزلہ دو شخصوں میں مشترک تھا پورا مکان گر گیا ایک شریک نے بغیر اجازت دوسرے کی اُس مکان کو بنوایا تو یہ بنوانا محض تبرع[7] ہے شریک سے کوئی معاوضہ نہیں لے سکتا کیوں کہ یہ شخص پورا مکان بنوانے پر مجبور نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ زمین تقسیم کراکے صرف اپنے حصہ کی تعمیر کرائے ہاں اگر یہ مکان مشترک اتنا چھوٹا ہے کہ تقسیم کے بعد قابل انتفاع باقی نہیں رہتا تو یہ شخص پورا مکان بنوانے پر مجبور ہے اور شریک سے بقدر اُس کے حصہ کے عمارت کی قیمت لے سکتا ہے۔ یوہیں اگر مکان مشترک کا ایک حصہ گر گیا ہے اور ایک شریک نے تعمیر کرائی تو دوسرے سے اُس کے حصہ کے لائق قیمت وصول کرسکتا ہے

---

1 ...... چھت ڈالنا۔ 2 ...... نیا بیت الخلا۔ 3 ...... یہ تمام کام۔

4 ...... "الهداية"، كتاب أدب القاضي، باب التحكيم، مسائل شتى من كتاب القضاء، ج۲، ص۱۰۸، ۱۰۹.
و"فتح القدير"، كتاب أدب القاضي، باب التحكيم، مسائل منثورة من كتاب القضاء، ج٦، ص٤١٢.
و"الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج۸، ص۱٦٥، ۱٦٦، وغيرها.

5 ...... خرچہ۔

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب القضاء، ج۸، ص۱٦٦، وغيره.

7 ...... احسان، نیکی بھلائی۔

جبکہ یہ مکان چھوٹا ہو اور اگر بڑا مکان ہو جو قابل قسمت[1] ہے اور کچھ حصہ گر گیا ہے تو تقسیم کرالے اگر منہدم حصہ[2] اس کے حصہ میں پڑے درست کرالے اور شریک کے حصہ میں پڑے تو وہ جو چاہے کرے۔[3] (ردالمحتار)

قاعدہ کلیہ

جو شخص اپنے شریک کو کام کرنے پر مجبور کرسکتا ہو وہ بغیر اجازت شریک خود ہی اگر اُس کام کو تنہا کرلے گا متبرع[4] قرار پائے گا شریک سے معاوضہ نہیں لے سکتا مثلاً نہر پٹ گئی[5] ہے یا کشتی عیب دار ہوگئی ہے شریک درستی پر مجبور ہے اور اگر وہ خود درست نہیں کراتا ہے قاضی کے یہاں درخواست دے کر مجبور کرائے اور اگر شریک کو مجبور نہیں کرسکتا اور تنہا ایک شخص کرے گا تو معاوضہ لے سکتا ہے مثلاً بالاخانہ والا نیچے والے کو تعمیر پر مجبور نہیں کرسکتا یہ بغیر اُس کے حکم کے بنائے گا جب بھی معاوضہ پائے گا اس کی دوسری مثال یہ ہے کہ جانور دو شخصوں میں مشترک ہے ایک شریک نے بغیر اجازت دوسرے کے اُسے کھلایا معاوضہ نہیں پائے گا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ قاضی کے پاس معاملہ پیش کرے اور قاضی دوسرے کو مجبور کرے اور زراعت مشترک میں قاضی شریک کو مجبور نہیں کرسکتا اس میں معاوضہ پائے گا۔[6] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۴: بالاخانہ والے نے جب نیچے کی عمارت بنوالی تو نیچے والے کو اُس میں سکونت سے[7] روک سکتا ہے جب تک جو رقم واجب ہے ادا نہ کرلے اسی طرح ایک دیوار مشترک ہے جس پر دو شخصوں کی کڑیاں[8] ہیں وہ گر گئی ایک نے بنوائی جب تک دوسرا اس کا معاوضہ ادا نہ کرلے اُس پر کڑیاں رکھنے سے روکا جاسکتا ہے۔[9] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: ایک دیوار پر دو شخصوں کے چھپر[10] یا کھپریلیں[11] ہیں دیوار خراب ہوگئی ہے ایک شخص اُس کو درست کرانا چاہتا ہے دوسرا انکار کرتا ہے پہلا شخص دوسرے سے کہہ دے کہ تم بانس، بلی[12] وغیرہ لگا کر اپنے چھپر یا کھپریل

---

1 ...... تقسیم کے قابل۔
2 ...... گرا ہوا حصہ۔
3 ...... "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فیمالو انهدم المشترك واراد... إلخ، ج۸، ص۱٦٦.
4 ...... احسان کرنے والا۔
5 ...... مٹی وغیرہ سے بھر گئی، خراب ہوگئی۔
6 ...... "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فیمالو انهدم المشترك واراد... إلخ، ج۸، ص۱٦٧ وغیرہ.
7 ...... رہائش سے، رہنے سے۔
8 ...... کڑی کی جمع شہتیر۔
9 ...... "ردالمحتار"، کتاب القضاء، مطلب: فیمالو انهدم المشترك واراد... إلخ، ج۸، ص۱٦٧.
10 ...... پھوس کی چھت، سائبان۔
11 ...... ٹائل، چوکے وغیرہ جن سے چھت بنائی جاتی ہے۔
12 ...... لکڑی کا لٹھا، مظبوط لمبا بانس۔

کو روک لو ورنہ میں دیوار گراؤں گا تمھارا نقصان ہوگا اور اس پر لوگوں کو گواہ کرلے اگر اُس نے انتظام کرلیا فبہا[1] ورنہ یہ دیوار گرادے دوسرے کا جو کچھ نقصان ہوگا اُس کا تاوان اس کے ذمہ نہیں کیوں کہ وہ خود اپنے نقصان کے لیے طیار ہوا ہے اس کا قصور نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶ ایک[3] لمبا راستہ ہے جس میں سے ایک کوچۂ غیر نافذہ نکلا ہے یعنی کچھ دور کے بعد یہ گلی بند ہوگئی ہے جن لوگوں کے مکانات کے دروازے پہلے راستہ میں ہیں اُن کو یہ حق حاصل نہیں کہ کوچۂ غیر نافذہ میں دروازے نکالیں کیونکہ کوچۂ غیر نافذہ میں اُن لوگوں کے لیے آمد و رفت[4] کا حق نہیں ہے ہاں اگر ہوا آنے جانے کے لیے کھڑکی بنانا چاہتے ہیں یا روشندان کھولنا چاہتے ہیں تو اس سے روکے نہیں جاسکتے کہ اس میں کوچۂ سربستہ[5] والوں کا کوئی نقصان نہیں ہے اور کوچۂ سربستہ والے اگر پہلے راستہ میں اپنا دروازہ نکالیں تو منع نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ وہ راستہ اُن لوگوں کے لیے مخصوص نہیں۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷ اگر اُس لمبے راستہ میں ایک شاخ[7] مستدیر (گول)[8] نکلی ہو جو نصف دائرہ یا کم ہو تو جن لوگوں کے دروازے پہلے راستہ میں ہوں وہ اس کوچۂ مستدیرہ[9] میں بھی اپنا دروازہ نکال سکتے ہیں کہ یہ میدان مشترک ہے سب کے لیے

---

1 ...... تو صحیح ہے، تو بہتر ہے۔

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: فيما لو انهدم المشترك واراد... إلخ، ج٨، ص١٦٨.

3 ...... اس کی صورت یہ ہے

راستہ

مکان	مکان	مکان
		مکان
		مکان

مکان	مکان
مکان	
مکان	
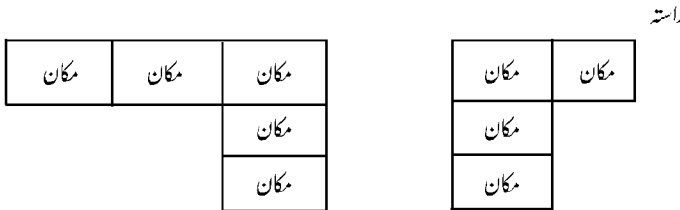
4 ...... آنے جانے۔

5 ...... ایک طرف سے بند گلی۔

6 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: في فتح باب آخر للدار، ج٨، ص١٦٨، ١٧٠.

7 ...... یعنی گلی۔

8 ...... اس کی صورت یہ ہے
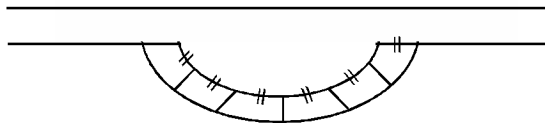
9 ...... گول گلی۔

اس میں حق آسائش ہے۔[1] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۸ ہر شخص اپنی مِلک میں جو تصرف چاہے کرسکتا ہے دوسرے کو منع کرنے کا اختیار نہیں مگر جبکہ ایسا تصرف کرے کہ اس کی وجہ سے پروس والے کو کھلا ہوا ضرر پہنچے تو یہ اپنے تصرف سے روک دیا جائے گا مثلاً اس کے تصرف کرنے سے پروس والے کی دیوار گر جائے گی یا پروسی کا مکان قابل انتفاع نہ رہے گا مثلاً اپنی زمین میں دیوار اُٹھارہا ہے جس سے دوسرے کا روشندان بند ہوجائے گا اُس میں بالکل اندھیرا ہوجائے گا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹ کوئی شخص اپنے مکان میں تنور گاڑنا چاہتا ہے جس میں ہر وقت روٹی پکے گی جس طرح دوکانوں میں ہوتا ہے یا اجرت پر آٹا پیسنے کی چکی لگانا چاہتا ہے یا دھوبی کا پاٹا رکھوانا چاہتا ہے جس پر کپڑے دھلتے رہیں گے ان چیزوں سے منع کیا جاسکتا ہے کہ تنور کی وجہ سے ہر وقت دھواں آئے گا جو پریشان کرے گا چکی اور کپڑے دھونے کی دھمک سے پروسی کی عمارت کمزور ہوگی اس لیے ان سے مالک مکان کو منع کرسکتا ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰ بالاخانہ پر کھڑکی بناتا ہے جس سے پروس والے کے مکان کی بے پردگی ہوگی اس سے روکا جائے گا۔[4] (درمختار، ردالمحتار) یوہیں چھت پر چڑھنے سے منع کیا جائے گا جب کہ اس کی وجہ سے بے پردگی ہوتی ہو۔

مسئلہ ۱۱ دومکانوں کے درمیان میں پردہ کی دیوار تھی گر گئی جس کی دیوار ہے وہ بنائے اور مشترک ہو تو دونوں بنوائیں تاکہ بے پردگی دور ہو۔[5]

مسئلہ ۱۲ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ فلاں وقت اُس نے یہ مکان مجھے ہبہ کردیا تھا اور قبضہ بھی دے دیا مدعی سے ہبہ کے گواہ مانگے گئے تو کہنے لگا اُس نے ہبہ سے انکار کردیا تھا لہٰذا میں نے یہ مکان اُس سے خرید لیا اور خرید نے کے گواہ پیش کئے اگر یہ گواہ خریدنے کا وقت ہبہ کے بعد کا بتاتے ہیں مقبول ہیں اور پہلے کا بتائیں تو مقبول نہیں کہ تناقض پیدا ہوگیا اور اگر ہبہ اور بیع دونوں کے وقت مذکور نہ ہوں یا ایک کے لیے وقت ہو دوسرے کے لیے وقت نہ ہو جب بھی گواہ

---

1 ……"الهداية"، كتاب أدب القاضي، باب التحكيم، مسائل شتى من كتاب القضاء، ج۲، ص۱۰۹ وغيرها.

2 ……"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: اقتسموا دارًا وأرا د...إلخ، ج۸، ص۱۷۱۔۱۷۳.

3 ……"الفتاوى الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الثاني والثلاثون في المتفرقات، ج۳، ص٤٤٥.

4 ……"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: اقتسموا دارًا وأرا د...إلخ، ج۸، ص۱۷۲.

5 ……"البحرالرائق"، كتاب الحوالة، باب التحكيم، ج۷، ص۵۷.

مقبول ہیں کہ دونوں قولوں میں توفیق ممکن ہے۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۳: مکان کے متعلق دعوی کیا کہ یہ مجھ پر وقف ہے پھر یہ کہتا ہے میرا ہے یا پہلے دوسرے کے لیے دعوی کیا پھر اپنے لیے دعوی کرتا ہے یہ مقبول نہیں کہ تناقض ہے اور اگر پہلے اپنی ملک کا دعوی کیا پھر اپنے اوپر وقف بتایا یا پہلے اپنے لیے دعوی کیا پھر دوسرے کے لیے یہ مقبول ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: ایک شخص نے دوسرے سے کہا میرے ذمہ تمھارے ہزار روپے ہیں اُس نے کہا میرا تم پر کچھ نہیں ہے پھر اُسی جگہ اُس نے کہا ہاں میرے تمھارے ذمہ ہزار روپے ہیں تو اب کچھ نہیں لے سکتا کہ اُس کا اقرار اس کے رد کرنے سے رد ہو گیا اب یہ اس کا دعوی ہے گواہ سے ثابت کرے یا وہ شخص اس کی تصدیق کرے تو لے سکتا ہے ورنہ نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: ایک شخص نے دوسرے پر ہزار روپے کا دعوی کیا مدعی علیہ نے انکار کیا کہ میرے ذمہ تمھارا کچھ نہیں ہے یا یہ کہا کہ میرے ذمہ کبھی کچھ نہ تھا اور مدعی نے اُس کے ذمہ ہزار روپے ہونا گواہوں سے ثابت کیا اور مدعی علیہ نے گواہوں سے ثابت کیا کہ میں ادا کر چکا ہوں یا مدعی معاف کر چکا ہے مدعی علیہ کے گواہ مقبول ہیں اور اگر مدعی علیہ نے یہ کہا کہ میرے ذمہ کچھ نہ تھا اور میں تمھیں پہچانتا بھی نہیں اسکے بعد ادا یا ابراء کے[4] گواہ قائم کئے مقبول نہیں۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۶: چار سو روپے کا دعوی کیا مدعی علیہ نے انکار کر دیا مدعی نے گواہوں سے ثابت کیا اس کے بعد مدعی نے یہ اقرار کیا کہ مدعی علیہ کے اسکے ذمہ تین سو ہیں اس اقرار کی وجہ سے مدعی علیہ سے تین سو ساقط نہ ہوں گے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: دعوی کیا کہ تم نے فلاں چیز میرے ہاتھ بیع کی ہے مدعی علیہ منکر ہے مدعی نے گواہوں سے بیع ثابت کر دی اور قاضی نے چیز دلا دی اس کے بعد مدعی نے دعوی کیا کہ اس چیز میں عیب ہے لہٰذا واپس کرا دی جائے بائع جواب میں کہتا ہے کہ میں ہر عیب سے دست بردار ہو چکا تھا اور اس کو گواہوں سے ثابت کرنا چاہتا ہے بائع کے گواہ نامقبول ہیں۔[7] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي،الباب الثاني و الثلاثون في المتفرقات،ج٣،ص٤٤٤،وغيره.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب القضاء،ج٨،ص١٧٧.

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي،الباب الثاني و الثلاثون في المتفرقات،ج٣،ص٤٤٤.

4 ......معاف کرنے کے۔

5 ......"الهداية"، كتاب أدب القاضي،باب التحكيم،مسائل شتى من القضاء،ج٢،ص١١٠.

6 ......"الدرالمختار"، كتاب القضاء،ج٨،ص١٨١.

7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي،الباب الثاني و الثلاثون في المتفرقات،ج٣،ص٤٤٥.

مسئلہ ۱۸ ایک شخص دستاویز[1] پیش کرتا ہے کہ اس کی رو سے تم نے فلاں چیز کا میرے لیے اقرار کیا ہے وہ کہتا ہے ہاں میں نے اقرار کیا تھا مگر تم نے اُس کو رد کردیا مقرلہ کو حلف دیا جائے گا[2] اگر وہ حلف سے یہ کہہ دے کہ میں نے رد نہیں کیا تھا وہ چیز مقر سے[3] لے سکتا ہے۔ یوہیں ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ تم نے یہ چیز میرے ہاتھ بیع کی ہے بائع کہتا ہے کہ ہاں بیع کی تھی مگر تم نے اقالہ کرلیا مدعی پر حلف دیا جائے گا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹ کافر ذمی مرگیا اُس کی عورت میراث کا دعویٰ کرتی ہے اور یہ عورت اس وقت مسلمان ہے کہتی ہے میں اُس کے مرنے کے بعد مسلمان ہوئی ہوں اور ورثہ[5] یہ کہتے ہیں کہ اُس کے مرنے سے پہلے مسلمان ہوچکی تھی لہٰذا میراث کی حقدار نہیں ہے ورثہ کا قول معتبر ہے اور مسلمان مرگیا اُس کی عورت کافرہ تھی وہ کہتی ہے میں شوہر کی زندگی میں مسلمان ہوچکی ہوں اور ورثہ کہتے ہیں مرنے کے بعد مسلمان ہوئی ہے اس صورت میں بھی ورثہ کا قول معتبر ہے۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۰ میّت کے کفر و اسلام میں اختلاف ہے کہ وہ مسلمان ہوا تھا یا کافر ہی تھا جو اُس کے اسلام کا مدعی ہے اُس کا قول معتبر ہے مثلاً ایک شخص مرگیا جس کے والدین کافر ہیں اور اولاد مسلمان ہے والدین یہ کہتے ہیں کہ ہمارا بیٹا کافر تھا اور کافر مرا اور اُس کی اولاد یہ کہتی ہے کہ ہمارا باپ مسلمان ہوچکا تھا اسلام پر مرا اولاد کا قول معتبر ہے یہی اُس کے وارث قرار پائیں گے ماں باپ کو ترکہ نہیں ملے گا۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱ پن چکی ٹھیکہ پر دے دی ہے مالک اجرت کا مطالبہ کرتا ہے ٹھیکہ دار یہ کہتا ہے کہ نہر کا پانی خشک ہوگیا تھا اس وجہ سے چکی چل نہ سکی اور میرے ذمہ اجرت واجب نہیں مالک اس سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے پانی جاری تھا چکی بند رہنے کی کوئی وجہ نہیں اور گواہ کسی کے پاس نہیں اگر اس وقت پانی جاری ہے مالک کا قول معتبر ہے اور جاری نہیں ہے تو ٹھیکہ دار کا قول معتبر۔[8] (درمختار)

---

1. یعنی ایسا تحریری ثبوت جس سے اپنا حق ثابت کیا جاسکے۔
2. جس کے لیے اقرار کیا تھا اس سے قسم لی جائے گی۔
3. اقرار کرنے والے سے۔
4. "الفتاوی الهندية"، كتاب أدب القاضي، الباب الثاني و الثلاثون في المتفرقات، ج٣، ص٤٤٧.
5. میت کے وارث۔
6. "الهداية"، كتاب أدب القاضي، فصل في القضاء بالمواريث، ج٢، ص١١١.
7. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب القضاء، مطلب: اقتسموا دارًا وأرادوا... إلخ، ج٨، ص١٨٥.
8. "الدرالمختار"، كتاب القضاء، ص١٨٤.

مسئلہ ۲۲ ایک شخص نے اپنی چیز کسی کے پاس امانت رکھی تھی وہ مر گیا امین ایک شخص کی نسبت یہ کہتا ہے یہ شخص اُس امانت رکھنے والے کا بیٹا ہے اس کے سوا اُس کا کوئی وارث نہیں حکم دیا جائے گا کہ امانت اسے دے دے۔ اس کے بعد وہ امین ایک دوسرے شخص کی نسبت یہ اقرار کرتا ہے کہ یہ اُس میت کا بیٹا ہے مگر وہ پہلا شخص انکار کرتا ہے تو یہ شخص اُس امانت میں سے کچھ نہیں لے سکتا ہاں اگر پہلے شخص کو امین نے بغیر قضائے قاضی [1] امانت دے دی ہے تو دوسرے کے حصہ کی قدر امین کو اپنے پاس سے دینا پڑے گا۔ مدیون [2] نے یہ اقرار کیا کہ یہ میرے دائن [3] کا بیٹا ہے اس کے سوا اُس کا کوئی وارث نہیں تو دَین [4] اُسے دے دینا ضروری ہے۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۲۳ صورتِ مذکورہ میں امین نے یہ اقرار کیا کہ یہ شخص اُس کا بھائی ہے اور اس کے سوا میّت کا کوئی وارث نہیں تو قاضی فوراً دینے کا حکم نہ دے گا بلکہ انتظار کرے گا کہ شاید اُس کا کوئی بیٹا ہو۔ جو شخص بہرحال وارث ہوتا ہے جیسے بیٹی باپ ماں یہ سب بیٹے کے حکم میں ہیں اور جو کبھی وارث ہوتا ہے کبھی نہیں وہ بھائی کے حکم میں ہے۔ [6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴ امین نے اقرار کیا کہ جس نے امانت رکھی ہے یہ اُس کا وکیل بالقبض [7] ہے یا وصی ہے یا اس نے اُس سے اس چیز کو خرید لیا ہے تو ان سب کو دینے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ اور اگر مدیون نے کسی شخص کی نسبت یہ اقرار کیا کہ یہ اُس کا وکیل بالقبض ہے تو دے دینے کا حکم دیا جائے گا۔ عاریت اور عینِ مغصوبہ [8] امانت کے حکم میں ہیں جہاں امانت دے دینا جائز ان کا بھی دے دینا جائز اور جہاں وہ ناجائز یہ بھی ناجائز۔ [9] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۵ میّت کا ترکہ وارثوں یا قرض خواہوں میں تقسیم کیا گیا اگر ورثہ یا قرض خواہوں کا ثبوت گواہوں سے ہوا ہو تو ان لوگوں سے اس بات کا ضامن نہیں لیا جائے گا کہ اگر کوئی وارث یا دائن ثابت ہوا تو تم کو واپس کرنا ہوگا اور اگر

---

1 ...... قاضی کے فیصلے کے بغیر۔
2 ...... مقروض۔
3 ...... یعنی قرض دینے والا۔
4 ...... قرض۔
5 ...... ''الدرالمختار''، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۸۵.
6 ...... ''ردالمحتار''، کتاب القضاء، مطلب: اقتسموا دارًا وأرادوا...إلخ، ج۸، ص۱۸۵.
7 ...... کسی چیز پر قبضہ کرنے کا وکیل۔
8 ...... جس چیز پر ناجائز قبضہ کیا گیا ہو۔
9 ...... ''البحرالرائق''، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالخصومة والقبض، ج۷، ص۳۱۳-۳۱۴.

اِرث[1] یا دَین اقرار سے ثابت ہو تو کفیل[2] لیا جائے گا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۶: ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان میرا اور میرے بھائی کا ہے جو ہم کو میراث میں ملا ہے اور اُس کا بھائی غائب ہے اس موجود نے گواہوں سے ثابت کر دیا آدھا مکان اس کو دے دیا جائے گا اور آدھا قابض کے ہاتھ میں چھوڑ دیا جائے گا جب وہ غائب آجائے گا تو اُس کا حصہ اُسے مل جائے گا نہ اُسے گواہ قائم کرنے کی ضرورت پڑے گی نہ جدید فیصلہ کی وہ پہلا ہی فیصلہ اُس کے حق میں بھی فیصلہ ہے۔ جائداد منقولہ[4] کا بھی یہی حکم ہے۔[5] (درمختار، بحرالرائق)

مسئلہ ۲۷: کسی شخص نے یہ کہا کہ میرا مال صدقہ ہے یا جو کچھ میری مِلک میں ہے صدقہ ہے تو جو اموال ازقبیل زکاۃ ہیں یعنی سونا، چاندی، سائمہ، اموال تجارت یہ سب مساکین پر تصدق کرے[6]۔ اور اگر اُس کے پاس اموال زکاۃ کے سوا کوئی دوسرا مال ہی نہ ہو تو اس میں سے بقدر قوت روک لے[7] باقی صدقہ کر دے پھر جب کچھ مال ہاتھ میں آجائے تو جتنا روک لیا تھا اوتنا صدقہ کر دے۔[8] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۲۸: کسی شخص کو وصی بنایا اور اُسے خبر نہ ہوئی یہ ایصا[9] صحیح ہے اور وصی نے اگر تصرف کر لیا تو یہ تصرف صحیح ہے اور کسی کو وکیل بنایا اور وکیل کو علم نہ ہوا یہ توکیل صحیح نہیں اور اسی لاعلمی میں وکیل نے تصرف کر ڈالا یہ تصرف بھی صحیح نہیں۔[10] (درمختار)

---

1 ...... وراثت۔ 2 ...... ضامن۔

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۸۵۔۱۸۷.

4 ...... وہ جائیداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جاسکتی ہو۔

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۸۷.

و"البحرالرائق"، کتاب الحوالة، باب التحکیم، ج۷، ص۷۷.

6 ...... یعنی صدقہ کر دے۔

7 ...... یعنی اتنی مقدار جو اس کی گزر بسر کے لیے کافی ہو۔

8 ...... "الهداية"، کتاب أدب القاضی، باب التحکیم، فصل فی القضاء بالمواریث، ج۲، ص۱۱۳، وغیرها.

9 ...... یعنی وصی مقرر کرنا۔

10 ...... "الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۸۹.

مسئلہ ۲۹ قاضی یا امین قاضی نے کسی کی چیز قرض خواہ کے دَین ادا کرنے کے لیے بیع کر دی اور ثمن پر قبضہ کرلیا مگر یہ ثمن قاضی یا اُس کے امین کے پاس سے ضائع ہوگیا اور وہ چیز جو بیع کی گئی تھی اُسکا کوئی حقدار پیدا ہوگیا یا مشتری کو دینے سے پہلے وہ چیز ضائع ہوگئی تو اس صورت میں نہ قاضی پر تاوان ہے نہ اُس کے امین پر بلکہ مشتری جو ثمن ادا کر چکا ہے اُن قرض خواہوں سے اس کا تاوان وصول کرے گا اور اگر وصی نے دَین ادا کرنے کے لیے میّت کا مال بیچا ہے اور یہی صورت واقع ہوئی تو مشتری وصی سے وصول کرے گا اگرچہ وصی نے قاضی کے حکم سے بیچا ہو پھر وصی دائن سے وصول کرے گا اس کے بعد اگر میّت کے کسی مال کا پتہ چلے تو دائن[1] اُس سے اپنا دَین وصول کرے ورنہ گیا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۰ کسی نے ایک ثلث مال[3] کی فقرا کے لیے وصیت کی قاضی نے ثلث مال ترکہ[4] میں سے نکال لیا مگر ابھی فقیروں کو دیا نہ تھا کہ ضائع ہوگیا تو فقرا کا مال ہلاک ہوا یعنی باقی دوتہائی[5] میں سے ثلث نہیں نکالا جائے گا بلکہ یہ دوتہائیاں ورثہ[6] کو دی جائیں گی۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۳۱ قاضی عالم و عادل اگر حکم دے کہ میں نے اس شخص کے رجم یا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا ہے یا کوڑے مارنے کا حکم دیا ہے تو یہ سزا قائم کرتو اگرچہ ثبوت اس کے سامنے نہیں گذرا ہے مگر اس کو کرنا درست ہے اور اگر قاضی عادل ہے مگر عالم نہیں تو اُس سے اُس سزا کے شرائط دریافت کرے اگر اُس نے صحیح طور پر شرائط بیان کر دیئے تو اُس کے حکم کی تعمیل کرے ورنہ نہیں۔ یوہیں اگر قاضی عادل نہ ہو تو جب تک ثبوت کا خود معاینہ کیا ہو وہ کام نہ کرے اور اس زمانہ میں احتیاط کا مقتضیٰ[8] یہی ہے کہ بہرصورت بدون معاینۂ ثبوت[9] قاضی کے کہنے پر افعال نہ کرے۔[10] (درمختار وغیرہ)

---

[1]......قرض دینے والا۔

[2]......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۹۰-۱۹۱.

[3]......ایک تہائی مال۔

[4]...... وہ مال جو مرنے والا چھوڑ جائے۔

[5]......تین حصوں میں سے دو حصے۔

[6]......میت کے وارث۔

[7]......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۹۱-۱۹۲.

[8]......احتیاط کا تقاضا۔

[9]......ثبوت کا معائنہ کئے بغیر۔

[10]......"الدرالمختار"، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۹۲، وغیرہ.

گواہی کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۠ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ؕ۬ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۲۸۲ ﴾[1]

''اپنے مردوں میں سے دو کو گواہ بنالو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں اُن گواہوں سے جن کو تم پسند کرتے ہو کہ کہیں ایک عورت بھول جائے تو اُسے دوسری یاددلا دے گی۔ گواہ جب بلائے جائیں تو انکار نہ کریں۔ معاملہ کسی میعاد تک ہو تو اُس کے لکھنے سے مت گھبراؤ چھوٹا معاملہ ہو یا بڑا۔ یہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک انصاف کی بات ہے اور شہادت کو درست رکھنے والا ہے اور اس کے قریب ہے کہ تمھیں شبہہ نہ ہو ہاں اس صورت میں کہ تجارت فوری طور پر ہو جس کو تم آپس میں کر رہے ہو تو اس کے نہ لکھنے میں حرج نہیں۔ اور جب خرید و فروخت کرو تو گواہ بنالو اور نہ تو کاتب نقصان پہنچائے نہ گواہ اور اگر تم نے ایسا کیا تو یہ تمھارا فسق ہے اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو اور اللہ (عزوجل) تم کو سکھاتا ہے اور اللہ (عزوجل) ہر چیز کا جاننے والا ہے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝۲۸۳ ﴾[2]

''اور شہادت کو نہ چھپاؤ اور جو اسے چھپائے گا اُس کا دل گنہگار ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ (عزوجل) اُس کو جانتا ہے۔''

حدیث ۱: امام مالک و مسلم و احمد و ابوداود و ترمذی زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم کو یہ خبر نہ دوں کہ بہتر گواہ کون ہے وہ جو گواہی دیتا ہے اس سے قبل کہ اُس سے گواہی کے لیے کہا جائے''۔[3]

حدیث ۲: بیہقی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو محض

---

1 ......پ۳، البقرۃ:۲۸۲.

2 ......پ۳، البقرۃ:۲۸۳.

3 ......''صحیح مسلم''، کتاب الأقضیۃ، باب بیان خیر الشھود، الحدیث:۱۹۔(۱۷۱۹)، ص۹۴۶.

اُن کے دعوے پر چیز دلائی جائے تو بہت سے لوگ خون اور مال کے دعوے کرڈالیں گے ولیکن مدعی [1] کے ذمہ بینہ (گواہ) ہے اور منکر پر قسم۔ [2]

حدیث ۳ ابوداود نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ دو شخصوں نے میراث کے متعلق حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں دعویٰ کیا اور گواہ کسی کے پاس نہ تھے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کے موافق اُس کے بھائی کی چیز کا فیصلہ کردیا جائے تو وہ آگ کا ٹکڑا ہے یہ سن کر دونوں نے عرض کی یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں اپنا حق اپنے فریق کو دیتا ہوں فرمایا یوں نہیں بلکہ تم دونوں جاکر اُسے تقسیم کرو اور ٹھیک ٹھیک تقسیم کرو۔ پھر قرعہ اندازی کرکے اپنا اپنا حصہ لے لو اور ہر ایک دوسرے سے (اگر اس کے حصہ میں اُس کا حق پہنچ گیا ہو) معافی کرالے۔ [3]

حدیث ۴ شرح سنت میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ دو شخصوں نے ایک جانور کے متعلق دعویٰ کیا ہر ایک نے اس بات پر گواہ کئے کہ میرے گھر کا بچہ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس کے موافق فیصلہ کیا جس کے قبضہ میں تھا۔ [4]

حدیث ۵ ابوداود نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے زمانۂ اقدس میں دو شخصوں نے ایک اونٹ کے متعلق دعویٰ کیا اور ہر ایک نے گواہ پیش کیے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے دونوں کے مابین نصف نصف تقسیم فرمادیا۔ [5]

حدیث ٦ صحیح مسلم میں ہے علقمہ بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص حضرموت کا اور ایک قبیلۂ کندہ کا دونوں حاضر ہوئے حضرموت والے نے کہا یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس نے میری زمین زبردستی لے لی کندی نے کہا وہ زمین میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے اُس میں اس شخص کا کوئی حق نہیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے حضرموت والے سے فرمایا کیا تمھارے پاس گواہ ہیں عرض کی نہیں۔ فرمایا تو اب اُس پر حلف دے سکتے ہو عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ شخص فاجر ہے اس کی پرواہ بھی نہ کرے گا کہ کس چیز پر قسم کھاتا ہے ایسی باتوں سے پرہیز نہیں کرتا ارشاد فرمایا

---

1 ......دعویٰ کرنے والا۔

2 ......"السنن الكبرى"للبيهقي، كتاب الدعوىٰ والبينات،باب البينة على المدعى...إلخ،الحديث:٢١٢٠١،ج١٠،ص٤٢٧.

3 ......"سنن أبي داوٗد"،كتاب القضاء،باب في قضاء القاضي اذا أخطأ،الحديث:٣٥٨٣،٣٥٨٤،ج٣،ص٤٢١.

4 ......"شرح السنة"،كتاب الإمارة والقضاء، باب المتداعيين اذا أقام كل واحد بينة،الحديث:٢٤٩٨،ج٥،ص٣٤٣.

5 ......"سنن أبي داوٗد"،كتاب القضاء،باب الرجلين يدعيان شيئًا...إلخ،الحديث:٣٦١٥،ج٣،ص٤٣٤.

اس کے سوا دوسری بات نہیں۔ جب وہ شخص قسم کے لیے آمادہ ہوا ارشاد فرمایا اگر یہ دوسرے کے مال پر قسم کھائے گا کہ بطور ظلم اُس کا مال کھا جائے تو خدا سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس سے اعراض [1] فرمانے والا ہے۔ [2]

حدیث ۷ ترمذی نے عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ نہ خیانت کرنے والے مرد اور خیانت کرنے والی عورت کی گواہی جائز اور نہ اُس مرد کی جس پر حد لگائی گئی اور نہ ایسی عورت کی اور نہ اُس کی جس کو اُس سے عداوت ہے جس کے خلاف گواہی دیتا ہے اور نہ اُس کی جس کی جھوٹی گواہی کا تجربہ ہو چکا ہو اور نہ اُس کے موافق جس کا یہ تابع ہے (یعنی اس کا کھانا پینا جس کے ساتھ ہو) اور نہ اُس کی جو وِلا یا قرابت میں متہم ہو۔ [3]

حدیث ۸ صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''کبیرہ گناہ یہ ہیں اللہ (عزوجل) کے ساتھ شریک کرنا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ کسی کو ناحق قتل کرنا۔ اور جھوٹی گواہی دینا''۔ [4]

حدیث ۹ ابوداود و ابن ماجہ نے خریم بن فاتک اور امام احمد و ترمذی نے ایمن بن خریم رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نماز صبح پڑھ کر قیام کیا اور یہ فرمایا کہ جھوٹی گواہی شرک کے ساتھ برابر کر دی گئی پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ ﴾ [5]

''بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے بچو اللہ (عزوجل) کے لیے باطل سے حق کی طرف مائل ہو جاؤ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو''۔ [6]

حدیث ۱۰ بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہیں پھر جو اُن کے بعد ہیں پھر وہ جو اُن کے بعد ہیں پھر ایسی قوم آئے گی کہ اُن کی گواہی قسم پر سبقت کرے گی اور قسم گواہی پر''یعنی گواہی دینے اور قسم کھانے میں بے باک ہوں گے۔ [7]

---

1 ......یعنی اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔

2 ......"صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب وعید من اقتطع حق مسلم... إلخ، الحدیث: ۲۲۳-(۱۳۹)، ص۸٤.

3 ......"جامع الترمذی"، کتاب الشهادات، باب ماجاء فیمن لا تجوز شهادته، الحدیث: ۲۳۰۵، ج٤، ص۸٤.

4 ......"صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب الکبائر واکبرها، الحدیث: ۱٤٤-(۸۸)، ص۵۹.

5 ......پ۱۷، الحج: ۳۰، ۳۱.

6 ......"سنن أبي داود"، کتاب القضاء، باب في شهادة الزور، الحدیث: ۳۵۹۹، ج۳، ص٤۲۷.

و"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الکوفیین، حدیث خریم بن فاتك رضی اللہ تعالٰی عنہ، الحدیث: ۱۸۹۲٤، ج٦، ص٤۸۵.

7 ......"صحیح البخاري"، کتاب الشهادات، باب لایشهد علی شهادة جور... إلخ، الحدیث: ۲٦۵۲، ج۲، ص۱۹۳.

حدیث ۱۱ ابن ماجہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹے گواہ کے قدم ہٹنے بھی نہ پائیں گے کہ اللہ تعالٰی اُس کے لیے جہنم واجب کردے گا۔[1]

حدیث ۱۲ طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایسی گواہی دی جس سے کسی مردِ مسلم کا مال ہلاک ہوجائے یا کسی کا خون بہایا جائے اُس نے جہنم واجب کرلیا۔[2]

حدیث ۱۳ بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ فرمایا جو شخص لوگوں کے ساتھ یہ ظاہر کرتے ہوئے چلا کہ یہ بھی گواہ ہے حالانکہ یہ گواہ نہیں وہ بھی جھوٹے گواہ کے حکم میں ہے اور جو بغیر جانے ہوئے کسی کے مقدمہ کی پیروی کرے وہ اللہ (عزوجل) کی ناخوشی میں ہے جب تک اُس سے جدا نہ ہوجائے۔[3]

حدیث ۱۴ طبرانی ابوموسیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا جو گواہی کے لیے بلایا گیا اور اُس نے گواہی چھپائی یعنی ادا کرنے سے گریز کی وہ ویسا ہی ہے جیسا جھوٹی گواہی دینے والا۔[4]

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱ کسی حق کے ثابت کرنے کے لیے مجلس قاضی میں لفظ شہادت کے ساتھ سچی خبر دینے کو شہادت یا گواہی کہتے ہیں۔[5]

مسئلہ ۲ مدعی[6] کے طلب کرنے پر گواہی دینا لازم ہے اور اگر گواہ کو اندیشہ ہو کہ گواہی نہ دے گا تو صاحبِ حق[7] کا حق تلف[8] ہوجائے گا یعنی اُسے معلوم ہی نہیں ہے کہ فلاں شخص معاملہ کو جانتا ہے کہ اُسے گواہی کے لیے طلب کرتا اس صورت میں بغیر طلب بھی گواہی دینا لازم ہے۔[9] (درمختار)

---

1 ......"سنن ابن ماجه"،ابواب الأحكام،باب شهادة الزور،الحديث:۲۳۷۳،ج۳،ص۱۲۳.

2 ......"المعجم الكبير"،الحديث:۱۱۵٤۱،ج۱۱،ص۱۷۲۔۱۷۳.

3 ......"السنن الكبرى"،للبيهقي،كتاب الوكالة،باب اثم من خاصم...إلخ،الحديث:۱۱٤٤٤،ج٦،ص۱۳٦.

4 ......"المعجم الأوسط"،من اسمه على،الحديث:٤۱٦۷،ج۳،ص۱۵٦.

5 ......"تنوير الأبصار"،كتاب الشهادات،ج۸،ص۱۹٦.

6 ......دعویٰ کرنے والا۔ 7 ......حق دار۔ 8 ......ضائع۔

9 ......"الدرالمختار"،كتاب الشهادات،ج۸،ص۱۹٦.

مسئلہ ۳: شہادت فرضِ کفایہ ہے بعض نے کرلیا تو باقی لوگوں سے ساقط اور دو ہی شخص ہوں تو فرض عین ہے۔ خواہ تحمل ہو یا ادا یعنی گواہ بنانے کے لیے بلائے گئے یا گواہی دینے کے لیے دونوں صورتوں میں جانا ضروری ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۴: جس چیز کے گواہ ہوں اگر وہ مؤجل ہے یعنی اُس کے لیے کوئی میعاد ہو تو لکھ لینا چاہیے ورنہ نہ لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔[2] (بحر)

مسئلہ ۵: شہادت کے لیے دو قسم کی شرطیں ہیں۔ شرائط تحمل و شرائط ادا۔

تحمل یعنی معاملہ کے گواہ بننے کے لیے تین شرطیں ہیں۔

(۱) بوقتِ تحمل عاقل ہونا، (۲) انکھیارا ہونا[3]، (۳) جس چیز کا گواہ بنے اُس کا مشاہدہ کرنا۔

لہٰذا مجنوں یا لا یعقل بچہ[4] یا اندھے کی گواہی درست نہیں۔ یوہیں جس چیز کا مشاہدہ نہ کیا ہو محض سنی سنائی بات کی گواہی دینا جائز نہیں۔ ہاں بعض امور کی شہادت بغیر دیکھے محض سننے کے ساتھ ہوسکتی ہے جن کا ذکر آئے گا۔ تحمل کے لیے بلوغ، حریت، اسلام، عدالت شرط نہیں یعنی اگر وقت تحمل[5] بچہ یا غلام یا کافر یا فاسق تھا مگر ادا کے وقت بچہ بالغ ہوگیا ہے غلام آزاد ہو چکا ہے کافر مسلمان ہو چکا ہے فاسق تائب ہو چکا ہے تو گواہی مقبول ہے۔[6] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۶: شرائطِ ادا یہ ہیں۔ (۱) گواہ کا عاقل (۲) بالغ (۳) آزاد (۴) انکھیارا ہونا (۵) ناطق ہونا[7] (۶) محدود فی القذف نہ ہونا یعنی اُسے تہمت کی حد[8] نہ ماری گئی ہو (۷) گواہی دینے میں گواہ کا نفع یا دفع ضرر مقصود نہ ہونا[9] (۸) جس چیز کی شہادت دیتا ہو اُس کو جانتا ہو اس وقت بھی اُسے یاد ہو (۹) گواہ کا فریق مقدمہ نہ ہونا (۱۰) جس کے خلاف شہادت دیتا ہے وہ مسلمان ہو تو گواہ کا مسلمان ہونا (۱۱) حدود و قصاص میں گواہ کا مرد ہونا (۱۲) حقوق العباد میں جس چیز کی گواہی دیتا ہے اُس کا

---

1 ...... "البحرالرائق"، کتاب الشهادات، ج۷، ص۹۷.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... یعنی دیکھ سکتا ہو۔

4 ...... ناسمجھ بچہ۔

5 ...... یعنی جس وقت گواہ بن رہا تھا۔

6 ...... "الفتاوى الهندية"، کتاب الشهادات، الباب الاول فی بیان تعریفها...إلخ، ج ۳، ص ٤٥٠، وغيره.

7 ...... یعنی گفتگو کرسکتا ہو۔

8 ...... یعنی کسی کو زنا کی جھوٹی تہمت لگانے کی شرعی سزا۔

9 ...... یعنی گواہی اپنے نفع یا نقصان دور کرنے کے لیے نہ ہو۔

پہلے سے دعوےٰ ہونا (۱۳) شہادت کا دعوے کے موافق ہونا۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۷ شہادت کا رکن یہ ہے کہ بوقت ادا گواہ یہ لفظ کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں اس لفظ کا یہ مطلب ہے کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس بات پر مطلع ہوا اور اب اس کی خبر دیتا ہوں۔ اگر گواہی میں یہ لفظ کہہ دیا کہ میرے علم میں یہ ہے یا میرا گمان یہ ہے تو گواہی مقبول نہیں۔[2] (درمختار) آج کل انگریزی کچہریوں میں ان لفظوں سے گواہی دی جاتی ہے میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں۔ یہ شرع کے خلاف ہے۔

مسئلہ ۸ شہادت کا حکم یہ ہے کہ گواہوں کا جب تزکیہ ہو جائے[3] اُس کے موافق حکم کرنا واجب ہے اور جب تمام شرائط پائے گئے اور قاضی نے گواہی کے موافق فیصلہ نہ کیا گنہگار ہوا اور مستحق عزل وتعزیر[4] ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۹ ادائے شہادت واجب ہونے کے لیے چند شرائط ہیں: (۱) حقوق العباد میں مدعی کا طلب کرنا اور اگر مدعی کو اس کا گواہ ہونا معلوم نہ ہو اور اس کو معلوم ہو کہ گواہی نہ دے گا تو مدعی کی حق تلفی ہوگی اس صورت میں بغیر طلب گواہی دینا واجب ہے۔ (۲) یہ معلوم ہو کہ قاضی اس کی گواہی قبول کرلے گا اور اگر معلوم ہو کہ قبول نہیں کرے گا تو گواہی دینا واجب نہیں۔ (۳) گواہی کے لیے یہ معین ہے اور اگر معین نہ ہو یعنی اور بھی بہت سے گواہ ہوں تو گواہی دینا واجب نہیں جب کہ دوسرے لوگ گواہی دے دیں اور وہ اس قابل ہوں کہ اُن کی گواہی مقبول ہوگی۔ اور اگر ایسے لوگوں نے شہادت دی جن کی گواہی مقبول نہ ہو گی اور اس نے نہ دی تو یہ گنہگار ہے اور اگر اس کی گواہی دوسروں کی بہ نسبت جلد قبول ہوگی اگرچہ دوسروں کی بھی قبول ہوگی اور اُس نے نہ دی گنہگار ہے۔ (۴) دو عادل کی زبانی اس امر کا بطلان معلوم نہ ہوا ہو جس کی شہادت دینا چاہتا ہے مثلاً مدعی نے دَین کا دعویٰ کیا ہے جس کا یہ شاہد ہے مگر دو عادل سے معلوم ہوا کہ مدعیٰ علیہ[6] دَین[7] ادا کرچکا ہے یا زوج نکاح کا مدعی ہے[8] اور گواہ کو معلوم ہوا کہ تین طلاقیں دے چکا ہے یا مشتری غلام خریدنے کا دعویٰ کرتا ہے اور گواہ کو معلوم ہوا ہے کہ مشتری اُسے آزاد کرچکا ہے

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشهادات، الباب الاول فی بیان تعریفها...إلخ، ج۳، ص ۴۵۰-۴۵۱.
و"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، ج۸، ص۱۹۶.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، ج۸، ص۱۹۸.

3 ......یعنی جب قاضی گواہوں کے متعلق یہ تحقیق کرلے کہ وہ عادل اور معتبر ہیں یا نہیں۔

4 ......یعنی وہ قاضی اس بات کا مستحق ہے کہ اسے معزول کرکے تادیباً سزا دی جائے۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، ج۸، ص۱۹۸.

6 ......جس پر دعویٰ کیا گیا۔ 7 ......قرض۔ 8 ......شوہر نکاح کا دعویٰ کرتا ہے۔

یا قتل کا دعویٰ ہے اور معلوم ہے کہ ولی معاف کر چکا ہے ان سب صورتوں میں دَین و نکاح و بیع و قتل کی گواہی دینا درست نہیں۔ اور اگر خبر دینے والے عادل نہ ہوں تو گواہ کو اختیار ہے گواہی دے اور قاضی کے سامنے جو کچھ سنا ہے ظاہر کر دے اور یہ بھی اختیار ہے کہ گواہی سے انکار کر دے۔ اور اگر خبر دینے والا ایک عادل ہو تو گواہی سے انکار نہیں کر سکتا۔ نکاح کے دعوے میں گواہ سے دو عادل نے کہا کہ ہم نے خود معاینہ کیا ہے کہ دونوں نے ایک عورت کا دودھ پیا۔ یا گواہوں نے دیکھا ہے کہ مدعی اُس چیز میں اُس طرح تصرف کرتا ہے جیسے مالک کیا کرتے ہیں اور دو عادل نے ان کے سامنے یہ شہادت دی کہ وہ چیز دوسرے شخص کی ہے تو گواہی دینا جائز نہیں۔ (۵) جس قاضی کے پاس شہادت کے لیے بلایا جاتا ہے وہ عادل ہو۔ (۶) گواہ کو یہ معلوم نہ ہو کہ مقر[1] نے خوف کی وجہ سے اقرار کیا ہے۔ اگر یہ معلوم ہو جائے تو گواہی نہ دے مثلاً مدعیٰ علیہ سے جبراً ایک چیز کا اقرار کرایا گیا تو اس اقرار کی شہادت درست نہیں۔ (۷) گواہ ایسی جگہ ہو کہ وہ کچہری سے قریب ہو یعنی قاضی کے یہاں جا کر گواہی دے کر شام تک اپنے مکان کو واپس آ سکتا ہو اور اگر زیادہ فاصلہ ہو کہ شام تک واپس نہ آ سکتا ہو تو گواہی نہ دینے میں گناہ نہیں اور اگر بوڑھا ہے کہ پیدل کچہری تک نہیں جا سکتا اور خود اُسکے پاس سواری نہیں ہے مدعی اپنی طرف سے اُسے سوار کر کے لے گیا اس میں حرج نہیں اور گواہی مقبول ہے اور اگر اپنی سواری پر جا سکتا ہو اور مدعی سوار کر کے لے گیا تو گواہی مقبول نہیں۔[2] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۰ آج کل انگریزی کچہریوں میں گواہی دینے کی جو صورت ہے وہ اہلِ معاملہ پر مخفی نہیں[3] وکیلِ مدعی[4] جھوٹ بولنے پر زور دیتے ہیں اور وکیل مدعیٰ علیہ جھوٹا بنانے کی کوشش کرتے ہیں ایسی گواہی سے خدا بچائے۔

مسئلہ ۱۱ مدعی نے گواہوں کو کھانا کھلایا اگر اس کی صورت یہ ہے کہ کھانا طیار تھا اور گواہ اس موقع پر پہنچ گیا اُسے بھی کھلا دیا تو گواہی مقبول ہے اور اگر خاص گواہوں کے لیے کھانا طیار ہوا ہے تو گواہی مقبول نہیں مگر امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اس صورت میں بھی مقبول ہے۔[5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۲ حقوق اللہ میں گواہی دینا بغیر طلب مدعی بھی واجب ہے بلکہ گواہی میں تاخیر کرنا بھی اس کے لیے جائز نہیں

---

1 ......اقرار کرنے والا۔

2 ......"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، ج۷، ص۹۷۔۹۸.

3 ......پوشیدہ نہیں۔ 4 ......دعویٰ کرنے والے کا وکیل۔

5 ......"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، ج۷، ص۹۸.

اگر بلا عذر شرعی تاخیر کرے گا فاسق ہو جائے گا اور اس کی گواہی مردود ہوگی مثلاً کسی نے اپنی عورت کو بائن طلاق دے دی ہے اسکی گواہی دینا ضروری ہے اور اگر مغلظہ طلاق کے بعد[1] وہ دونوں میاں بی بی کی طرح رہتے ہوں اور اسے معلوم ہے اور گواہی نہیں دی کچھ دنوں کے بعد گواہی دیتا ہے مردود الشہادۃ[2] ہے۔[3] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۱۳ ایک شخص مرگیا اُس نے زوجہ اور دیگر وارث چھوڑے گواہوں نے گواہی دی کہ اُس نے صحت کی حالت میں ہمارے سامنے اقرار کیا تھا کہ عورت کو تین طلاقیں دے دی ہیں یا بائن طلاق دی ہے یہ گواہی مردود ہے جب کہ وہ عورت اُسی مرد کے ساتھ رہی ہو کہ ان لوگوں نے اب تک دیکھا اور خاموش رہے لہٰذا فاسق ہو گئے۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۴ ہلال رمضان وعید الفطر وعید اضحیٰ کی شہادت دینا بھی واجب ہے اور وقف کی گواہی بھی ضروری ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵ حدود کی گواہی میں دونوں پہلو ہیں ایک ازالۂ منکر[6] ورفع فساد[7] اور دوسرا مسلم کی پردہ پوشی کرنا، گواہ کو اختیار ہے کہ پہلی صورت اختیار کرے اور گواہی دے یا دوسری صورت اختیار کرے اور گواہی دینے سے اجتناب کرے اور یہ دوسری صورت زیادہ بہتر ہے مگر جب کہ وہ شخص بیباک ہو[8] حدود شرعیہ کی محافظت نہ کرتا ہو۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۱۶ چوری کی شہادت میں بہتر یہ کہنا ہے کہ اس نے اس شخص کا مال لے لیا یہ نہ کہے کہ چوری کی کہ اُس طرح کہنے میں احیاءِ حق بھی ہو جاتا ہے[10] اور پردہ پوشی بھی۔[11] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۷ نصاب شہادت زنا میں چار مرد ہیں بقیہ حدود وقصاص کے لیے دو مرد ان دونوں چیزوں میں عورتوں کی

---

1 ...... یعنی تین طلاقوں کے بعد۔

2 ...... یعنی گواہی قابل قبول نہیں۔

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشھادات، ج ۸، ص ۱۹۹.
و "البحرالرائق"، کتاب الشھادات، ج ۷، ص ۹۷.

4 ...... "البحرالرائق"، کتاب الشھادات، ج ۷، ص ۹۷.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الشھادات، ج ۸، ص ۱۹۹.

6 ...... گناہ، برائی کو مٹانا۔

7 ...... جھگڑا، فساد کو ختم کرنا۔

8 ...... بے خوف یعنی گناہ کرنے سے نہ گھبراتا ہو۔

9 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشھادات، ج ۸، ص ۲۰۰.

10 ...... یعنی حق بھی ثابت ہو جاتا ہے۔

11 ...... "الھدایۃ"، کتاب الشھادات، ج ۲، ص ۱۱۶.

گواہی معتبر نہیں ہاں اگر کسی نے طلاق کو شراب پینے پر معلق کیا تھا اور اس کے شراب پینے کی گواہی ایک مرد اور دو عورتوں نے دی تو طلاق واقع ہونے کا حکم دیا جائے گا اگرچہ حد نہیں جاری ہوگی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۸ کسی مرد کافر کے اسلام لانے کا ثبوت بھی دو مردوں کی شہادت سے ہوگا۔ اسی طرح مسلمان کے مرتد ہونے کا ثبوت بھی دو مردوں کی گواہی سے ہوگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۹ ولادت[3] وبکارت[4] اور عورتوں کے وہ عیوب جن پر مردوں کو اطلاع نہیں ہوتی ان میں ایک عورت حرہ مسلمہ[5] کی گواہی کافی ہے اور دو عورتیں ہوں تو بہتر اور بچہ زندہ پیدا ہوا، پیدا ہونے کے وقت رویا تھا اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے حق میں ایک عورت کی گواہی کافی ہے۔ مگر حق وراثت میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ایک عورت کی گواہی کافی نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۰ عورتوں کے وہ عیوب جن پر مردوں کو اطلاع نہیں ہوتی اور ولادت کے متعلق اگر ایک مرد نے شہادت دی تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر کہتا ہے میں نے بالقصد اُدھر نظر کی تھی گواہی مقبول نہیں کہ مرد کو نظر کرنا جائز نہیں۔ اور اگر یہ کہتا ہے کہ اچانک میری اُس طرف نظر چلی گئی تو گواہی مقبول ہے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱ مکتب کے بچوں میں مار پیٹ جھگڑے ہو جائیں ان میں تنہا معلم کی گواہی مقبول ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲ ان کے علاوہ دیگر معاملات میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی معتبر ہے جس حق کی شہادت دی گئی ہو وہ مال ہو یا غیر مال مثلاً نکاح، طلاق، عتاق، وکالت کہ یہ مال نہیں۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۲۳ کسی معاملہ میں تنہا چار عورتیں گواہی دیں جن کے ساتھ مرد کوئی نہیں یہ گواہی نامعتبر ہے۔[10] (درمختار)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، ج ۸، ص ۲۰۰.

2 ......المرجع السابق، ص ۲۰۱.

3 ......بچہ جننا۔ 4 ......عورت کا کنواری ہونا۔ 5 ......مسلمان آزاد عورت۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، ج۸، ص ۲۰۱.

7 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الشهادات، ج۸، ص ۲۰۲.

8 ......"الفتاوى الهندية"، کتاب الشهادات، الباب الاول فی بيان تعريفها...إلخ، ج۳، ص ۴۷۰.

9 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، ج۸، ص ۲۰۲.

10 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۲۴ گواہی کی ہر صورت میں یہ کہنا ضروری ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں یعنی صیغۂ حال کہنا ضروری ہے اور جہاں یہ لفظ شرط نہ ہو مثلاً پانی کی طہارت اور رویت ہلالِ رمضان کہ یہ از قبیل شہادت نہیں بلکہ اخبار ہے۔ شہادت کے واجب القبول ہونے کے لیے عدالت شرط ہے۔ صحتِ قضا کے لیے عدالت شرط نہیں اگر غیر عادل کی شہادت قاضی نے قبول کرلی اور فیصلہ دے دیا تو یہ فیصلہ نافذ ہے اگرچہ قاضی گنہگار ہوا اور اگر قاضی کے لیے بادشاہ کا یہ حکم ہے کہ فاسق کی گواہی قبول نہ کرنا اور قاضی نے قبول کرلی تو فیصلہ نافذ نہ ہوگا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۵ گواہی ایسے شخص پر دیتا ہو جو موجود ہے تو گواہ کو مدعی[2] و مدعیٰ علیہ[3] و مشہود بہ (وہ چیز جس کے متعلق شہادت دیتا ہے) کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے جب کہ مشہود بہ عین ہو اور غائب یا میّت پر شہادت دیتا ہو تو اُس کا اور اُس کے باپ اور دادا کا نام لینا ضروری ہے اور اگر اُس کے باپ اور پیشہ کا نام لیا دادا کا نام نہ لیا یہ کافی نہیں ہاں اگر اس کی وجہ سے ایسا ممتاز ہوجائے کہ کسی قسم کا شبہہ باقی نہ رہے تو کافی ہے اور اگر وہ اتنا معروف ہے کہ فقط نام یا لقب ہی سے بالکل ممتاز ہوجائے تو یہی کافی ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۶ قاضی کو اگر گواہوں کا عادل ہونا معلوم ہو تو ان کے حالات کی تحقیق کی کیا حاجت اور معلوم نہ ہو تو حدود و قصاص میں تحقیقات کرنا ہی ہے مدعیٰ علیہ اس کی درخواست کرے یا نہ کرے اور ان کے غیر میں اگر مدعیٰ علیہ ان پر طعن کرتا ہو تو ضرور ہے ورنہ قاضی کو اختیار ہے۔ اور اس زمانہ میں مخفی طور پر گواہوں کے حالات دریافت کیے جائیں علانیہ دریافت کرنے میں بڑے فتنے ہیں۔[5] (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ ۲۷ جو چیز دیکھنے کی ہے اُسے آنکھ سے دیکھا اور جو چیز سننے کی ہے اُسے اپنے کان سے سنا مگر جس سے سُنا اُس کو بھی آنکھ سے دیکھا ہو تو گواہی دینا جائز ہے اگرچہ پردہ کی آڑ سے دیکھا ہو کہ اس نے دیکھا اور اُس نے نہ دیکھا یہ ضرور نہیں کہ اُس نے کہہ دیا ہو کہ میں نے تمھیں گواہ بنایا مثلاً دو شخصوں کے مابین بیع ہوئی اس نے دونوں کو دیکھا اور دونوں کے الفاظ سُنے یا بطور تعاطی[6] دو شخصوں کے مابین بیع ہوئی جس کو خود اس نے دیکھا یہ بیع کا گواہ ہے یا مجلس نکاح میں یہ حاضر ہے الفاظ ایجاب و

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، ج۸، ص۲۰۲.

2 ......دعویٰ کرنے والا۔

3 ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، ج۸، ص۲۰۳.

5 ......"الھدایة"، کتاب الشھادات، ج۲، ص۱۱۸، وغیرہ.

6 ......یعنی بغیر بولے صرف لین دین کے ذریعے خرید و فروخت کرنا۔

قبول اپنے کان سے سُنے اور دونوں کو بوقت سُننے کے دیکھ رہا ہے یہ نکاح کا گواہ ہے اگرچہ رسمی طور پر اس کو گواہی کے لیے نامزد نہ کیا ہو۔ یوہیں اگر اس کے سامنے مقر نے اقرار کیا یہ اقرار کا گواہ ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: جس کی بات اس نے سُنی وہ پردے میں ہے آواز سُنتا ہے مگر اُسے دیکھتا نہیں ہے اُس کے متعلق اس کی گواہی درست نہیں اگرچہ آواز سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ فلاں کی آواز ہے ہاں اگر اسے واضح طور پر یہ معلوم ہے کہ اُس کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے یوں کہ یہ خود پہلے مکان میں گیا تھا اور دیکھ آیا تھا کہ مکان میں اُس کے سوا کوئی نہیں ہے اور یہ دروازہ پر بیٹھا رہا کوئی دوسرا مکان کے اندر گیا نہیں اور مکان میں جانے کا کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں ایسی حالت میں جو کچھ اندر سے آواز آئی اور اس نے سُنی اُس کی شہادت دے سکتا ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: ایک عورت نے کوئی بات کہی یہ اُس کو دیکھ رہا ہے مگر چہرہ نہیں دیکھا کہ پہچانتا اور دو شخصوں نے اس کے سامنے یہ شہادت دی کہ یہ فلانی عورت ہے تو نام ونسب کے ساتھ یعنی فلانی عورت فلاں کی بیٹی نے یہ اقرار کیا یوں گواہی دینا جائز ہے اور اگر دیکھا نہیں فقط آواز سُنی اور دو شخصوں نے اس کے سامنے شہادت دی کہ یہ فلانی عورت ہے اس صورت میں گواہی دینا جائز نہیں۔ اور اگر چہرہ اس نے خود دیکھ لیا اور اُس نے خود اپنے مونھ سے کہہ دیا کہ میں فلانہ بنت فلاں ہوں تو جب تک وہ زندہ ہے یہ گواہی دے سکتا ہے اور اُس کی طرف اشارہ کر کے یہ کہہ سکتا ہے کہ اس نے میرے سامنے یہ اقرار کیا تھا اس صورت میں اس کی ضرورت نہیں کہ دو شخص اس کے سامنے گواہی دیں کہ یہ فلانی ہے اور اُس کے مرنے کے بعد یہ شہادت دینا جائز نہیں کہ فلانی عورت نے میرے سامنے اقرار کیا جب کہ یہ خود پہچانتا نہیں محض اُس کے کہنے سے جان لیا ہو۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: ایک عورت کے متعلق نام ونسب کے ساتھ گواہی دی اور عورت کچہری میں حاضر ہے حاکم نے دریافت کیا کہ اُس عورت کو پہچانتے ہو گواہ نے کہا نہیں یہ گواہی مقبول نہیں اور اگر گواہوں نے یہ کہا کہ وہ عورت جس کا نام ونسب یہ ہے اُس نے جو بات کہی تھی ہم اُس کے شاہد ہیں مگر یہ ہم کو معلوم نہیں کہ یہ وہی ہے یا دوسری تو اُس نَامُبُرْدَہ[4] پر شہادت صحیح ہے مگر مدعی کے ذمہ یہ ثابت کرنا ہے کہ یہ عورت جو حاضر ہے وہی ہے۔[5] (عالمگیری)

---

1. ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، ج۸، ص۲۰۵.
2. ......المرجع السابق، ص۲۰۶.
3. ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشھادات، الباب الثانی فی بیان تحمل الشھادۃ...إلخ، ج۳، ص۴۵۲.
   و"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، ج۸، ص۲۰۶.
4. ......جس کا نام لیا جا چکا ہے۔
5. ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشھادات، الباب الثانی فی بیان تحمل الشھادۃ...إلخ، ج۳، ص۴۵۳.

مسئلہ ۳۱ ایک شخص کے ذمہ کسی کا مطالبہ ہے وہ تنہائی میں اقرار کرلیتا ہے مگر جب لوگوں کے سامنے دریافت کرتا ہے توانکار کردیتا ہے صاحب حق نے یہ حیلہ کیا کہ کچھ لوگوں کو مکان کے اندر چھپادیا اور اُس کو بلایا اور دریافت کیا اُس نے یہ سمجھ کر کہ یہاں کوئی نہیں ہے اقرار کرلیا جس کو اُن لوگوں نے سُنا اگر اُن لوگوں نے دروازہ کی جھری[1] یا سوراخ سے اُس شخص کو دیکھ لیا گواہی دینا درست ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲ مِلک کو جانتا ہے مگر مالک کو نہیں پہچانتا مثلاً ایک مکان ہے جس کو اس نے دیکھا ہے اور اُس کے حدود اربعہ کو پہچانتا ہے اور لوگوں سے اس نے سُنا ہے کہ یہ مکان فلاں بن فلاں کا ہے جس کو یہ پہچانتا نہیں اس کو گواہی دینا جائز ہے اور گواہی مقبول ہے اور اگر مِلک و مالک دونوں کو نہیں پہچانتا مثلاً یہ سُنا ہے کہ فلاں بن فلاں کا فلاں گاؤں میں ایک مکان ہے جس کے حدود یہ ہیں نہ مکان کو دیکھا نہ مالک کو تصرف کرتے دیکھا اس صورت میں گواہی دینا جائز نہیں اور اگر مالک کو دیکھا ہے مگر مِلک کو نہیں دیکھا ہے مثلاً اس شخص کو خوب پہچانتا ہے اور لوگوں سے سُنتا ہے کہ فلاں جگہ اس کا ایک مکان ہے جس کے حدود یہ ہیں اس صورت میں گواہی دینا جائز نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳ مالک ومِلک دونوں کو دیکھا ہے اُس شخص کو دیکھا ہے کہ اُس مِلک میں اُس قسم کا تصرف[4] کرتا ہے جس طرح مالک کرتے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ یہ چیز میری ہے اور گواہ کی سمجھ میں بھی یہ بات آگئی کہ یہ اسی کی ہے پھر کچھ دنوں کے بعد وہ چیز دوسرے کے قبضہ میں دیکھی شخص اول کی مِلک کی شہادت دے سکتا ہے مگر قاضی کے سامنے اگر یہ بیان کردے گا کہ مجھے اُس کی مِلک ہونا اس طرح معلوم ہوا ہے کہ میں نے اُسے تصرف کرتے دیکھا ہے تو گواہی رد کردی جائے گی ہاں اگر دو عادل نے گواہ کو یہ خبر دی کہ یہ چیز شخصِ ثانی ہی کی ہے اس نے پہلے کے پاس امانت رکھی تھی تو اب پہلے کے لیے گواہی دینا جائز نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴ جو بات معروف ومشہور ہو جس میں سُن کر بھی گواہی دینا جائز ہوجاتا ہے مثلاً کسی کی موت، نکاح، نسب جب کہ دل میں یہ بات آتی ہے کہ جو کچھ لوگ کہہ رہے ہیں ٹھیک ہے اُس کے متعلق اگر دو عادل یہ کہہ دیں کہ ویسا نہیں ہے جو

---

1 ......شگاف، چیر، درز۔

2 ......"الفتاوی الھندیة"،کتاب الشھادات،الباب الثانی فی بیان تحمل الشھادۃ...إلخ،ج۳،ص٤٥٣.

3 ......"الفتاوی الھندیة"،کتاب الشھادات،الباب الثانی فی بیان تحمل الشھادۃ...إلخ،ج۳،ص٤٥٣۔٤٥٤.

4 ......عمل دخل۔

5 ......"الفتاوی الھندیة"،کتاب الشھادات،الباب الثانی فی بیان تحمل الشھادۃ...إلخ،ج۳،ص٤٥٤.

تمھارے دل میں ہے اب گواہی دینا جائز نہیں ہاں اگر گواہ کو یقین ہے کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں غلط ہے تو گواہی دے سکتا ہے اور اگر ایک عادل نے اس کے خلاف کی شہادت دی ہے تو گواہی دینا جائز ہے مگر جب دل میں یہ بات آئے کہ یہ شخص سچ کہتا ہے تو ناجائز ہے۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۳۵ مدعی[2] نے ایک تحریر پیش کی کہ یہ مدعی علیہ[3] کی تحریر ہے اور مدعی علیہ کہتا ہے کہ یہ میری تحریر نہیں، مدعی علیہ سے ایک تحریر لکھوائی گئی دونوں تحریروں کو ملایا گیا بالکل مشابہ ہیں محض اتنی بات سے مدعیٰ علیہ کی تحریر قرار دے کر اُس پر مال لازم نہیں کیا جاسکتا جب تک گواہوں سے وہ تحریر اُس کی ثابت نہ ہو اور اگر مدعیٰ علیہ اپنی تحریر بتاتا ہے مگر مال سے انکار کرتا ہے اگر وہ تحریر باضابطہ ہے یعنی اُس طرح لکھی ہے جس طرح اقرارنامہ لکھا جاتا ہے تو مدعیٰ علیہ پر مال لازم ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۶ دستاویز[5] پر اس کی گواہی لکھی ہوئی ہے اگر اس کے سامنے دستاویز پیش ہوئی پہچان لیا کہ یہ میرے دستخط ہیں اگر واقعہ اس کو یاد آگیا اگرچہ اس سے پہلے یاد نہ تھا گواہی دینا جائز ہے۔ اور اگر اب بھی یاد نہیں آتا یا یہ یاد آتا ہے کہ میں نے اس کاغذ پر گواہی لکھی تھی مگر مال دیا گیا یا یہ یاد نہیں تو امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گواہی دینا جائز ہے۔ یہ پہچانتا ہے کہ دستخط میرے ہیں مگر معاملہ بالکل یاد نہیں اگر کاغذ اس کی حفاظت میں تھا جب تو امام ابو یوسف کے نزدیک بھی گواہی دینا جائز ہے اور فتوے اس پر ہے کہ اگر اُسے یقین ہے کہ یہ دستخط میرے ہی ہیں تو چاہے کاغذ اس کے پاس ہو یا مدعی کے پاس ہو گواہی دینا جائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷ دستخط پہچانتا ہے کہ میرے ہی ہیں اور مقر[7] کا اقرار بھی یاد ہے اور مقرلہ[8] کو بھی پہچانتا ہے مگر یہ یاد نہیں کہ وہ کیا وقت تھا اور کونسی جگہ تھی گواہی دینا حلال ہے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸ گواہوں کے سامنے دستاویز لکھی گئی مگر پڑھ کر سُنائی نہیں گئی گواہوں سے کہا جو کچھ اس میں لکھا ہے اُس

---

1 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الشهادات، فصل فی الشاهد یشهد بعدما اخبربزوال الحق...إلخ، ج۲، ص۱٤٠.

2 ......دعویٰ کرنے والا۔ 3 ......جس پر دعویٰ کیا جاتا ہے۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، ج۸، ص۲٠۷.

5 ......ایسا تحریری ثبوت جس سے اپنا حق ثابت کرسکیں۔

6 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشهادات، الباب الثانی فی بیان تحمل الشهادة...إلخ، ج۳، ص٤٥٦.

7 ......اقرار کرنے والا۔

8 ......جس کے لیے اقرار کیا۔

9 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشهادات، الباب الثانی فی بیان تحمل الشهادة...إلخ، ج۳، ص٤٥٦.

کے گواہ ہو جاؤ ان لوگوں کو شہادت دینا جائز نہیں۔ گواہی دینا اُس وقت جائز ہے کہ اُنھیں پڑھ کر سُنا دے یا دوسرے نے دستاویز لکھی اور مقر نے خود پڑھ کر سُنائی اور یہ کہہ دیا کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے اُس کے گواہ ہو جاؤ یا گواہوں کے سامنے خود مقر نے لکھی اور گواہوں کو معلوم ہے جو کچھ اُس میں لکھا ہے اور مقر نے کہہ دیا جو کچھ میں نے اس میں لکھا ہے اُس کے تم گواہ ہو جاؤ۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹ مقر نے دستاویز لکھی اور گواہوں کو معلوم ہے جو کچھ اُس میں لکھا ہے مگر مقر نے گواہوں سے یہ نہیں کہا کہ تم اس کے گواہ ہو جاؤ اگر وہ اقرار نامہ رسم کے مطابق ہے اور گواہوں کے سامنے لکھا ہے اُن کو گواہی دینا جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰ جس چیز کی گواہی دی جاتی ہے اُس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ محض اُس کا معاینہ گواہی دینے کے لیے کافی ہے جیسے بیع، اقرار، غصب، قتل کہ بائع و مشتری سے بیع کے الفاظ سُنے یا مقر سے اقرار سُنا یا غصب و قتل کرتے ہوئے دیکھا گواہی دینا دُرست ہے اس کو گواہ بنایا ہو یا نہ بنایا ہو۔ اگر گواہ نہیں بنایا ہے تو یہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں یہ نہیں کہے گا کہ مجھے گواہ بنایا ہے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ بغیر گواہ بنائے ہوئے گواہی دینا درست نہیں جیسے کسی کو گواہی دیتے ہوئے دیکھا تو یہ گواہی نہیں دے سکتا یعنی یوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اُس نے یہ گواہی دی ہاں اگر اس نے اس کو گواہ بنایا تو گواہی دے سکتا ہے۔[3] (ہدایہ وغیرہ)

مسئلہ ۴۱ قاضی نے اس کے سامنے فیصلہ سُنایا یہ گواہی دے سکتا ہے کہ فلاں قاضی نے اس معاملہ میں یہ فیصلہ کیا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴۲ چند چیزیں وہ ہیں کہ محض شہرت اور سُننے کے بنا پر اُن کی شہادت دینا درست ہے اگرچہ اس نے خود مشاہدہ نہ کیا ہو جب کہ ایسے لوگوں سے سُنا ہو جن پر اعتماد ہو۔

(۱) نکاح (۲) نسب (۳) موت (۴) قضا (۵) دخول۔

مثلاً ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک عورت کے پاس جاتا ہے اور لوگوں سے سُنا کہ یہ اُس کی بی بی ہے یہ نکاح کی گواہی

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الثانى فى بيان تحمل الشهادة...إلخ، ج٣، ص٤٥٦.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الهداية"، كتاب الشهادات، فصل مايتحمله الشاهدعلى ضربين، ج٢، ص١١٩، وغيره.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الشهادات، ج٨، ص٢٠٨.

دے سکتا ہے۔ یا لوگوں سے سُنا ہے کہ یہ شخص فلاں کا بیٹا ہے شہادت دے سکتا ہے۔ یا ایک شخص کو دیکھا کہ لوگوں کے معاملات فیصل کرتا ہے اور لوگوں سے سُنا کہ یہ یہاں کا قاضی ہے۔ گواہی دے سکتا ہے کہ یہ قاضی ہے اگرچہ بادشاہ نے جب قاضی بنایا اس نے مشاہدہ نہیں کیا۔ یا ایک شخص کی نسبت لوگوں سے سُنا کہ مرگیا اُس کی موت کی شہادت دے سکتا ہے مگر ان صورتوں میں گواہ کو چاہیے کہ یہ ظاہر نہ کرے کہ میں نے ایسا سُنا ہے اگر سُنتا بیان کردے گا تو گواہی رد ہو جائے گی۔[1] (ہدایہ، عالمگیری)

مسئلہ ۴۳ مرد و عورت کو ایک گھر میں رہتے دیکھا اور یہ کہ وہ اس طرح رہتے ہیں جیسے میاں بی بی اس صورت میں نکاح کی گواہی دے سکتا ہے۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۴ اگر کسی کے دفن میں یہ خود حاضر تھا یا اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی تو یہ معاینہ ہی کے حکم میں ہے اگرچہ نہ مرتے وقت حاضر تھا نہ میّت کا چہرہ کھول کر دیکھا۔ اگر اس امر کو قاضی کے سامنے بھی ظاہر کردے گا جب بھی گواہی مقبول ہے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۵ کسی کے مرنے کی خبر آئی اور گھر والوں نے وہ چیزیں کیں جو اموات کے لیے کرتے ہیں مثلاً سوم۔ و ایصال ثواب[4] وغیرہ محض اتنی بات معلوم ہونے پر موت کی شہادت دینا درست نہیں جب تک معتبر آدمی یہ خبر نہ دے کہ وہ مرگیا اور اُس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶ (۶) اصل وقف کی شہادت سُننے کی بنا پر جائز ہے شرائط کے متعلق سُن کر شہادت دینا نادرست ہے کیونکہ عام طور پر وقف ہی کی شہرت ہوا کرتی ہے اور یہ بات کہ اُس کی آمدنی اس نوعیت سے خرچ کی جائے گی اس کو خاص ہی جانتے ہیں۔[6] (ہدایہ)

کس کی گواہی مقبول ہے اور کس کی نہیں

مسئلہ ۱ گونگے اور اندھے کی گواہی مقبول نہیں چاہے وہ پہلے ہی سے اندھا تھا یا پہلے اندھا نہ تھا وہ شے دیکھی تھی جس

1 ......"الهداية"، كتاب الشهادات، فصل مايتحمله الشاهد على ضربين، ج٢، ص١٢٠.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الثانى فى بيان تحمل الشهادة...إلخ، ج٣، ص٤٥٩.

2 ......"الهداية"، كتاب الشهادات، فصل مايتحمله الشاهد على ضربين، ج٢، ص١٢٠.

3 ......المرجع السابق.

4 ......کسی فوت شدہ مسلمان کے لیے بخشش و مغفرت کی دعا اور صدقہ و خیرات کرنا۔

5 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الثانى فى بيان تحمل الشهادة...إلخ، ج٣، ص٤٥٩.

6 ......"الهداية"، كتاب الشهادات، فصل مايتحمله الشاهد على ضربين، ج٢، ص١٢٠.

کی گواہی دیتا ہے مگر گواہی دینے کے وقت اندھا ہے بلکہ اگر گواہی دینے کے وقت انکھیارا ہے[1] اور ابھی فیصلہ نہیں ہوا ہے کہ اندھا ہوگیا اس گواہی پر فیصلہ نہیں ہوسکتا پہلے اندھا تھا گواہی رد ہوگئی پھر انکھیارا ہوگیا اور اسی معاملہ میں گواہی دی اب قبول ہو گی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲ کافر کی گواہی مسلم کے خلاف قبول نہیں۔ مرتد کی گواہی اصلاً مقبول نہیں۔ ذمی کی گواہی ذمی پر قبول ہے اگرچہ دونوں کے مختلف دین ہوں مثلاً ایک یہودی ہے دوسرا نصرانی[3]۔ یوہیں ذمی کی شہادت مستامن پر درست ہے اور مستامن کی ذمی پر درست نہیں۔ ایک مستامن دوسرے مستامن پر گواہی دے سکتا ہے جب کہ دونوں ایک سلطنت کے رہنے والے ہوں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳ دو شخصوں میں دنیوی عداوت[5] ہو تو ایک کی گواہی دوسرے کے خلاف مقبول نہیں اور اگر دین کی بنا پر عداوت ہو تو قبول کی جاسکتی ہے جبکہ اُن کے مذہب میں مخالف مذہب کے مقابل جھوٹی گواہی دینا جائز نہ ہو اور وہ حد کفر کو بھی نہ پہنچا ہو۔[6] (درمختار) آج کل کے وہابی اولاً کفر کی حد کو پہنچ گئے ہیں دوم تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ سنّیوں کے مقابل میں جھوٹ بولنے میں بالکل باک نہیں رکھتے[7] ان کی گواہی سنّیوں کے مقابل ہرگز قابل قبول نہیں۔

مسئلہ ۴ جو شخص صغیرہ گناہ کا مرتکب ہے مگر اُس پر اصرار نہ کرتا ہو یعنی متعدد بار نہ کیا ہو اور کبیرہ سے اجتناب کرتا ہو اُس کی گواہی مقبول ہے اور کبیرہ کا ارتکاب کرے گا تو گواہی قبول نہیں۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۵ جس کا کسی عذر کی وجہ سے ختنہ نہیں ہوا ہے یا اُس کے انثیین[9] نکال ڈالے گئے ہوں یا مقطوع الذکر ہو یا ولدالزنا ہو یا خنثٰی[10] ہو اُس کی گواہی مقبول ہے۔[11] (درمختار)

---

1 ...... آنکھوں والا، جو دیکھ سکتا ہو۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الشهادات، الباب الرابع فيمن تقبل شهادته ومن لاتقبل، ج۳، ص٤٦٤.

3 ...... عیسائی۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص٢١٦.

5 ...... کسی دنیاوی معاملے کی وجہ سے دشمنی۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص٢١٤.

7 ...... ڈر، خوف نہیں رکھتے۔

8 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص٢١٤.

9 ...... فوطے، خصیے۔

10 ...... ہیجڑا۔

11 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص٢١٦.

مسئلہ ۶: بھائی کی گواہی بھائی کے لیے بھتیجے کی چچا کے لیے یا چچا کی اولاد کے لیے یا بالعکس یا ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد کے لیے یا بالعکس، ساس سسر، سالی، سالے، داماد کے لیے درست ہے۔ مابین مدعی و گواہ کے حرمت رضاعت یا مصاہرت ہو گواہی قبول ہے۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۷: ملازمین سلطنت اگر ظلم پر اعانت نہ کرتے ہوں تو ان کی گواہی مقبول ہے۔ کسی امیر کبیر نے دعویٰ کیا اُس کے ملازمین اور رعایا کی گواہی اُس کے حق میں مقبول نہیں۔ یوہیں زمیندار کے حق میں اسامیوں[2] کی گواہی مقبول نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۸: غلام اور بچہ کی گواہی اور وہ لوگ جو دنیا کی باتوں سے بے خبر رہتے ہیں یعنی مجذوب یا مجذوب صفت ان کی گواہی بھی مقبول نہیں۔ غلام نے یا کسی نے بچپن میں کسی معاملہ کو دیکھا تھا آزاد ہونے اور بالغ ہونے کے بعد گواہی دیتا ہے یا زمانۂ کفر میں مشاہدہ کیا تھا اسلام لانے کے بعد مسلم کے خلاف گواہی دیتا ہے مقبول ہے کہ مانع موجود نہ رہا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۹: جس پر حد قذف قائم کی گئی (یعنی کسی پر زنا کی تہمت لگائی اور ثبوت نہیں دے سکا اس وجہ سے اُس پر حد ماری گئی) اُس کی گواہی کبھی مقبول نہیں اگرچہ تائب ہو چکا ہو ہاں کافر پر حد قذف قائم ہوئی پھر مسلمان ہو گیا تو اس کی گواہی مقبول ہے۔ جس کا جھوٹا ہونا مشہور ہے یا جھوٹی گواہی دے چکا ہے جس کا ثبوت ہو چکا ہے اُس کی گواہی مقبول نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: زوج و زوجہ میں سے ایک کی گواہی دوسرے کے حق میں مقبول نہیں بلکہ تین طلاقیں دے چکا ہے اور ابھی عدت میں ہے جب بھی ایک کی گواہی دوسرے کے حق میں قبول نہیں بلکہ گواہی دینے کے بعد نکاح ہوا اور ابھی فیصلہ نہیں ہوا ہے یہ گواہی بھی باطل ہو گئی اور ان میں ایک کی گواہی دوسرے کے خلاف مقبول ہے۔ مگر شوہر نے عورت کے زنا کی شہادت دی تو یہ گواہی مقبول نہیں۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۱٦.

و"الفتاوی الھندیة"، کتاب الشھادات، الباب الرابع فیمن تقبل شھادته ومن لاتقبل، ج۳، ص۴۷۰.

2 ...... کاشتکار، وہ لوگ جو کاشتکاری کے لیے زمیندار سے ٹھیکے پر زمین لیتے ہیں۔

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۱۷.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۲۰.

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۲۱.

6 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الشھادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۲۲.

مسئلہ ۱۱ فرع کی گواہی اصل کے لیے اور اصل کی فرع کے لیے یعنی اولاد اگر ماں باپ دادا دادی وغیرہم اصول کے حق میں گواہی دیں یا ماں باپ دادا دادی وغیرہم اپنی اولاد کے حق میں گواہی دیں یہ نامقبول ہے۔ ہاں اگر باپ بیٹے کے مابین مقدمہ ہے اور دادا نے باپ کے خلاف پوتے کے حق میں گواہی دی تو مقبول ہے اور اصل نے فرع کے خلاف یا فرع نے اصل کے خلاف گواہی دی تو مقبول ہے۔ مگر میاں بی بی میں جھگڑا ہے اور بیٹے نے باپ کے خلاف ماں کے موافق گواہی دی تو مقبول نہیں یہاں تک کہ اس کی سوتیلی ماں نے اس کے باپ پر طلاق کا دعویٰ کیا اور اس کی ماں زندہ ہے اور اس کے باپ کے نکاح میں ہے اس نے طلاق کی گواہی دی یہ مقبول نہیں کہ اس میں اس کی ماں کا فائدہ ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۲ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی جس کی گواہی بیٹے دیتے ہیں اور وہ شخص طلاق دینے سے انکار کرتا ہے اسکی دو صورتیں ہیں ان کی ماں طلاق کا دعویٰ کرتی ہے یا نہیں اگر کرتی ہے تو بیٹوں کی گواہی قبول نہیں اور مدعی نہیں ہے تو مقبول ہے۔[2] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۳ بیٹوں نے یہ گواہی دی کہ ہماری سوتیلی ماں معاذ اللہ مرتدہ ہوگئی اور وہ منکر ہے[3] اگر ان لڑکوں کی ماں زندہ ہے یہ گواہی مقبول نہیں اور اگر زندہ نہیں ہے تو دو صورتیں ہیں باپ مدعی ہے یا نہیں اگر باپ مدعی ہے جب بھی مقبول نہیں ورنہ مقبول ہے۔[4] (بحر)

مسئلہ ۱۴ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی پھر نکاح کیا بیٹے یہ کہتے ہیں کہ تین طلاقیں دی تھیں اور بغیر حلالہ کے نکاح کیا باپ اگر مدعی ہے تو مقبول نہیں ورنہ مقبول ہے۔[5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۵ دو شخص باہم شریک ہیں اُن میں ایک دوسرے کے حق میں اُس شے کے بارے میں شہادت دیتا ہے جو دونوں کی شرکت کی ہے یہ گواہی مقبول نہیں کہ خود اپنی ذات کے لیے یہ گواہی ہوگئی اور اگر وہ چیز شرکت کی نہ ہو تو گواہی مقبول ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۶ گاؤں کے زمینداروں نے یہ شہادت دی کہ یہ زمین اسی گاؤں کی ہے یہ شہادت مقبول نہیں کہ یہ شہادت

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۲۲.

2 ......"البحرالرائق"، کتاب الشھادات، باب من تقبل شھادته ومن لا تقبل، ج۷، ص۱۳۶.

3 ......انکار کرتی ہے۔

4 ......"البحرالرائق"، کتاب الشھادات، باب من تقبل شھادته ومن لا تقبل، ج۷ ص۱۳۷.

5 ......المرجع السابق.

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۲۳.

اپنی ذات کے لیے ہے یو ہیں کوچۂ غیر نافذہ [1] کے رہنے والے ایک نے دوسرے کے حق میں ایسی گواہی دی جس کا نفع خود اس کی طرف بھی عائد ہوتا ہے۔ یہ گواہی مقبول نہیں۔ [2] (درمختار)

مسئلہ ۱۷ محلّہ کے لوگوں نے مسجد محلّہ کے وقف کی شہادت دی کہ یہ چیز اس مسجد پر وقف ہے یا اہلِ شہر نے مسجد جامع کے اوقاف کی شہادت دی یا مسافروں نے یہ گواہی دی کہ یہ چیز مسافروں پر وقف ہے مثلاً مسافر خانہ یہ گواہیاں مقبول ہیں۔ علمائے مدرسہ نے مدرسہ کی جائداد موقوفہ [3] کی گواہی دی یا کسی ایسے شخص نے گواہی دی جس کا بچہ مدرسہ میں پڑھتا ہے یہ گواہی بھی مقبول ہے۔ [4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۸ اہلِ مدرسہ نے آمدنی وقف کے متعلق کوئی ایسی گواہی دی جس کا نفع خود اس کی طرف بھی عائد ہوتا ہے یہ گواہی مقبول نہیں۔ [5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۹ کسی کاریگر کے پاس کام سیکھنے والے جن کی نہ کوئی تنخواہ ہے نہ مزدوری پاتے ہیں اپنے اُستاد کے پاس رہتے اور اُس کے یہاں کھاتے پیتے ہیں ان کی گواہی اُستاد کے حق میں مقبول نہیں۔ [6] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۰ اجیر خاص جو ایک مخصوص شخص کا کام کرتا ہے کہ اُن اوقات میں دوسرے کا کام نہیں کرسکتا خواہ وہ نوکر ہو جو ہفتہ وار، ماہوار، ششماہی، برسی [7] پر تنخواہ پاتا یا روزانہ کا مزدور ہو کہ صبح سے شام تک کا مثلاً مزدور ہے دوسرے دن مستاجر [8] نے بلایا تو کام کرے گا ورنہ نہیں ان سب کی گواہی مستاجر کے حق میں مقبول نہیں اور اجیر مشترک جسے اجیر عام بھی کہتے ہیں جیسے درزی، دھوبی کہ یہ سبھی کے کپڑے سیتے اور دھوتے ہیں کسی کے نوکر نہیں کام کریں گے تو مزدوری پائیں گے ورنہ نہیں ان کی گواہی مقبول ہے۔ [9] (ہدایہ، بحر)

---

1 ...... ایسی گلی جو کچھ فاصلہ کے بعد بند ہو یعنی عام راستہ نہ ہو۔

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۲۳.

3 ...... وہ جائیداد جو راہ خدا عزوجل میں وقف کی گئی ہو۔

4 ...... "البحرالرائق"، کتاب الشهادات، باب تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج۷ ص۱٤۱.

5 ...... المرجع السابق، ص۱٤۰.

6 ...... "الهداية"، کتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج۲، ص۱۲۲.

7 ...... سالانہ۔ 8 ...... ٹھیکیدار، مزدوری دے کر کام کروانے والا۔

9 ...... "الهداية"، کتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج۲، ص۱۲۲.
و"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، باب تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج۷، ص۱۳۹.

مسئلہ ۲۱ مخنث [1] جس کے اعضا میں لچک اور کلام میں نرمی ہو کہ یہ خلقی چیز ہے اس کی شہادت مقبول ہے اور جو برے افعال کراتا ہو اُس کی گواہی مردود۔ یوہیں گویّا اور گانے والی عورت ان کی گواہی مقبول نہیں اور نوحہ کرنے والی [2] جس کا پیشہ ہو کہ دوسرے کے مصائب میں جا کر نوحہ کرتی ہو اسکی گواہی مقبول نہیں اور اگر اپنی مصیبت پر بے اختیار ہو کر صبر نہ کرسکی اور نوحہ کیا تو گواہی مقبول ہے۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۲۲ جو شخص اٹکل پچو [4] باتیں اُڑاتا ہو یا کثرت سے قسم کھاتا ہو یا اپنے بچوں کو یا دوسروں کو گالی دینے کا عادی ہو یا جانور کو بکثرت گالی دیتا ہو جیسا یکہ [5] تانگہ گاڑی [6] والے اور ہل جوتنے والے کہ خوامخواہ جانوروں کو گالیاں دیتے رہتے ہیں ان کی گواہی مقبول نہیں۔ [7] (درمختار)

مسئلہ ۲۳ جو شاعر ہجو کرتا ہو اُس کی گواہی مقبول نہیں اور مرد صالح نے ایسا شعر پڑھا جس میں فحش [8] ہے تو اس کی گواہی مردود نہیں۔ یوہیں جس نے جاہلیت کے اشعار سیکھے اگر یہ سیکھنا عربیت کے لیے ہو تو گواہی مردود نہیں۔ اگرچہ ان اشعار میں فحش ہو۔ [9] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴ جس کا پیشہ کفن اور مردہ کی خوشبو بیچنے کا ہو کہ وہ اس انتظار میں رہتا ہو کہ کوئی مرے اور کفن فروخت ہو اس کی گواہی مقبول نہیں۔ [10] (درمختار) یہاں ہندوستان میں ایسے لوگ نہیں پائے جاتے جو یہ کام کرتے ہوں عام طور پر بزاز [11] کے یہاں سے کفن لیا جاتا ہے اور پنساریوں [12] کے یہاں سے لوبان [13] وغیرہ لیتے ہیں۔ ہاں شہروں میں تکیہ دار فقیر [14] جو گورکن [15] ہوتے ہیں یا گورکنی [16] نہ بھی کرتے ہوں تو چادر وغیرہ لینا اُن کا کام ہے اور اُسی پر اُن کی گزر اوقات ہے اُن کی

---

1 ......ہیجڑا۔ 2 ......میت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کرکے آواز سے رونے والی۔

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۲۵.

4 ......اوٹ پٹانگ۔ 5 ......ایک قسم کی گاڑی جس میں صرف ایک ہی گھوڑا جوتا جاتا ہے۔

6 ......وہ گھوڑا گاڑی جس میں آگے پیچھے چھ سواریاں بیٹھ سکتی ہیں۔

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۲۶.

8 ......بیہودہ بات۔

9 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الشھادات، الباب الرابع فیمن تقبل شھادته ومن لاتقبل، الفصل الثانی، ج۳، ص٤٦٨.

10 ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲۲۷.

11 ......کپڑا بیچنے والا۔ 12 ......پنساری کی جمع، دیسی دوائیاں، جڑی بوٹی بیچنے والا۔ 13 ......ایک قسم کا گوند جو آگ پر رکھنے سے خوشبو دیتا ہے۔

14 ......قبرستان میں رہنے والا فقیر۔ 15 ......قبر کھودنے والا۔ 16 ......قبر کھودنے کا کام۔

نسبت بارہا ایسا سنا گیا ہے یہاں تک کہ وبا کے زمانہ میں یہ لوگ کہتے ہیں آج کل خوب سہالگ ہے۔[1] لوگوں کے مرنے پر یہ لوگ خوش ہوتے ہیں ایسے لوگ قابلِ قبول شہادت نہیں۔

مسئلہ ۲۵: جس کا پیشہ دلالی ہو کہ وہ کثرت سے جھوٹ بولتا ہے اسکی گواہی مقبول نہیں۔[2] (درمختار) وکالت و مختاری کا پیشہ کرنے والوں کی نسبت عموماً یہ بات مشہور ہے کہ جان بوجھ کر جھوٹ کو سچ کرنا چاہتے ہیں بلکہ گواہوں کو جھوٹ بولنے کی تعلیم وتلقین کرتے ہیں۔

مسئلہ ۲۶: خمر یعنی انگوری شراب ایک مرتبہ پینے سے بھی فاسق اور مردود الشہادۃ ہو جاتا ہے[3] اور اس کے علاوہ دوسری شراب پینے کا عادی ہو اور لہو کے طور پر پیتا ہو تو اُس کی شہادت بھی مردود ہے۔ اور اگر علاج کے طور پر کسی نے ایسا کیا اگر چہ یہ بھی ناجائز ہے مگر اختلاف کی وجہ سے فسق سے بچ جائے گا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۷: جانور کے ساتھ کھیلنے والا جیسے مرغ بازی[5]، کبوتر بازی،[6] بٹیر بازی[7] کرنے والے کی گواہی مقبول نہیں اسی طرح مینڈھا[8] لڑانے والے، بھینسا لڑانے والے اور طرح طرح کے اس قسم کے کھیل کرنے والے کہ ان کی بھی گواہی مقبول نہیں ہاں اگر محض دل بہلنے کے لیے کسی نے کبوتر پال لیا ہے بازی نہیں کرتا یعنی اُڑاتا نہ ہو تو جائز ہے مگر جب کہ دوسروں کے کبوتر پکڑ لیتا ہو جیسا کہ اکثر کبوتر بازوں کی عادت ہوتی ہے اور وہ اسے عیب بھی نہیں سمجھتے یہ حرام اور سخت حرام ہے کہ پرایا مال ناحق لینا ہے۔[9] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۸: جو شخص کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے بلکہ جو مجلس فجور میں بیٹھتا ہے اگر چہ وہ خود اس حرام کا مرتکب نہیں ہے اُس کی گواہی بھی مقبول نہیں ہے۔[10] (عالمگیری)

---

1 ...... خوشی کے دن ہیں۔

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب القبول وعدمہ، ج۸، ص۲۲۸.

3 ...... یعنی اس کی گواہی قبول نہیں ہوتی۔

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب القبول وعدمہ، ج۸، ص۲۲۸.

5 ...... مرغ لڑانا۔ 6 ...... کبوتر پالنے اور اڑانے کا مشغلہ۔ 7 ...... بٹیر پالنا اور لڑانا۔ 8 ...... دنبہ، بھیڑ کا نر۔

9 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب القبول وعدمہ، ج۸، ص۲۲۹، وغیرہ.

10 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشھادات، الباب الرابع فیمن تقبل شھادتہ ومن لاتقبل، الفصل الثانی، ج۳، ص۴٦٦.

مسئلہ ۲۹ حمام میں برہنہ غسل کرنے والا، سودخوار اور جواری اور چوسر[1]، پچیسی[2] کھیلنے والا اگرچہ اس کے ساتھ جوا شامل نہ ہو یا شطرنج[3] کے ساتھ جوا کھیلنے والا یا اس کھیل میں نماز فوت کردینے والا یا شطرنج راستہ پر کھیلنے والا ان سب کی گواہی مقبول نہیں۔[4] (درمختار عالمگیری)

مسئلہ ۳۰ جو عبادتیں وقت معین میں فرض ہیں کہ وقت نکل جانے پر قضا ہوجاتی ہیں جیسے نماز روزہ اگر بغیر عذر شرعی ان کو وقت سے مؤخر کرے فاسق مردود الشہادۃ ہے اور جن کے لیے وقت معین نہیں جیسے زکوٰۃ اور حج ان میں اختلاف ہے تاخیر سے مردود الشہادۃ ہوتا ہے یا نہیں صحیح یہ ہے کہ نہیں ہوتا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱ بلاعذر جمعہ ترک کرنے والا فاسق ہے یعنی محض اپنی کاہلی اور سستی سے جو ترک کرے اور اگر عذر کی وجہ سے نہیں پڑھا مثلاً بیمار ہے یا کسی تاویل کی بنا پر نہیں پڑھتا مثلاً یہ کہتا ہے کہ امام فاسق ہے اس وجہ سے نہیں پڑھتا ہوں تو یہ چھوڑنے والا فاسق نہیں۔[6] (عالمگیری) یہ عذر اُس وقت مسموع ہوگا[7] کہ ایک ہی جگہ جمعہ ہوتا ہو یا کئی جگہ جمعہ ہوتا ہے مگر سب امام اسی قسم کے ہوں۔

مسئلہ ۳۲ محض کاہلی اور سستی سے نماز یا جماعت ترک کرنے والا مردود الشہادۃ ہے اور اگر ترک جماعت کے لیے عذر ہو مثلاً امام فاسق ہے کہ اُس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور امام کو ہٹا بھی نہیں سکتا یا امام گمراہ بدعتی ہے اس وجہ سے اُس کے پیچھے نہیں پڑھتا گھر میں تنہا پڑھ لیتا ہے تو اس کی گواہی مقبول ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳ فاسق نے توبہ کرلی تو جب تک اتنا زمانہ نہ گزر جائے کہ توبہ کے آثار اُس پر ظاہر ہوجائیں اُس وقت تک گواہی مقبول نہیں اور اس کے لیے کوئی مدت نہیں ہے بلکہ قاضی کی رائے پر ہے۔[9] (عالمگیری)

---

1 ......ایک قسم کا کھیل۔ 2 ......ایک قسم کا کھیل جو سات کوڑیوں سے کھیلا جاتا ہے۔

3 ......ایک قسم کا کھیل جو ۶۴ چکور خانوں کی بساط پر دو رنگ کے ۳۲ مہروں سے کھیلا جاتا ہے۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص ۲۳۰.

و"الفتاوی الهندية"، کتاب الشھادات، الباب الرابع فیمن تقبل شھادته ومن لا تقبل، الفصل الثانی، ج۳، ص ٤٦٦.

5 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الشھادات، الباب الرابع فیمن تقبل شھادته ومن لا تقبل، الفصل الثانی، ج۳، ص ٤٦٦.

6 ......المرجع السابق.

7 ......قبول ہوگا۔

8 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الشھادات، الباب الرابع فیمن تقبل شھادته ومن لا تقبل، الفصل الثانی، ج۳، ص ٤٦٦.

9 ......المرجع السابق، ص ٤٦٨.

مسئلہ ۳۴ جو شخص بزرگانِ دین، پیشوایانِ اسلام مثلاً صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برے الفاظ سے علانیہ یاد کرتا ہو اُس کی گواہی مقبول نہیں۔ اُنھیں بزرگانِ دین سلف صالحین میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں مثلاً روافض[1] کہ صحابۂ کرام کی شان میں دشنام بکتے ہیں[2] اور غیر مقلدین[3] کہ ائمہ مجتہدین خصوصاً امام اعظم کی شان میں سب و شتم[4] و بیہودہ گوئی کرتے ہیں۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۳۵ جو شخص حقیر و ذلیل افعال کرتا ہو اُس کی شہادت مقبول نہیں جیسے راستہ پر پیشاب کرنا۔ راستہ پر کوئی چیز کھانا۔ بازار میں لوگوں کے سامنے کھانا۔ صرف پاجامہ یا تہبند پہن کر بغیر کرتہ پہنے یا بغیر چادر اوڑھے گزرگاہ عام پر چلنا۔ لوگوں کے سامنے پاؤں دراز کر کے بیٹھنا۔ ننگے سر ہو جانا جہاں اس کو خفیف و بے ادبی و قلت حیا تصور کیا جاتا ہو۔[6] (عالمگیری، ہدایہ، فتح)

مسئلہ ۳۶ دو شخصوں نے یہ گواہی دی کہ ہمارے باپ نے فلاں شخص کو وصی مقرر کیا ہے اگر یہ شخص مدعی[7] ہو تو گواہی مقبول ہے۔ اور منکر ہو تو مقبول نہیں کیوں کہ قبول وصیت پر قاضی کسی کو مجبور نہیں کر سکتا۔ اسی طرح میت کے دائن[8] یا مدیون[9] یا موصےٰ لہ[10] نے گواہی دی کہ میت نے فلاں شخص کو وصی بنایا ہے تو ان کی گواہیاں بھی مقبول ہیں۔[11] (ہدایہ)

مسئلہ ۳۷ دو شخصوں نے یہ گواہی دی کہ ہمارا باپ پردیس چلا گیا ہے اُس نے فلاں شخص کو اپنا قرضہ اور دَین وصول کرنے کے لیے وکیل کیا ہے یہ گواہی مقبول نہیں وہ شخص ثالث وکالت کا مدعی ہو یا منکر دونوں کا ایک حکم ہے۔ اور اگر ان کا باپ

---

1 ......رافضی کی جمع، تفصیل کے لیے دیکھئے بہارشریعت، ج۱، ص۲۰۵۔
2 ......بیہودہ بکتے ہیں۔
3 ......تفصیل کے لیے دیکھئے بہارشریعت، ج۱، ص۲۳۵۔
4 ......گالی گلوچ، لعن طعن۔
5 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشهادات، الباب الرابع فیمن تقبل شهادته ومن لا تقبل، الفصل الثانی، ج۳، ص۴٦٨، وغیره.
6 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الشهادات، الباب الرابع فیمن تقبل شهادته ومن لا تقبل، الفصل الثانی، ج۳، ص۴٦٨.
و"الهدایة"، کتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج۲، ص۱۲۳.
و"فتح القدیر"، کتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج٦، ص۴٨۵، ۴٨٦.
7 ......دعویٰ کرنے والا۔
8 ......جس نے میت کو قرض دیا ہے۔
9 ......مقروض۔
10 ......میت نے جس کے لیے وصیت کی ہے۔
11 ......"الهدایة"، کتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج۲، ص۱۲۴.

یہیں موجود ہوتو دعویٰ ہی مسموع نہیں شہادت کس بات کی ہوگی۔ وکیل کے بیٹے پوتے یا باپ دادا نے وکالت کی گواہی دی نامقبول ہے۔[1] (ہدایہ، فتح، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸ دو شخص کسی امانت کے امین ہیں اُنھوں نے گواہی دی کہ یہ امانت اُس کی مِلک ہے جس نے ان کے پاس رکھی ہے گواہی مقبول ہے اور اگر یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص جو اس چیز کا دعویٰ کرتا ہے اس نے خود اقرار کیا ہے کہ امانت رکھنے والے کی مِلک ہے تو گواہی مقبول نہیں مگر جب کہ ان دونوں نے امانت اُس شخص کو واپس دے دی ہو جس نے رکھی تھی۔[2] (فتح القدیر)

مسئلہ ۳۹ دو مرتہن یہ گواہی دیتے ہیں کہ مرہون شے[3] اُس کی مِلک ہے جو دعویٰ کرتا ہے گواہی مقبول ہے اور اُس چیز کے ہلاک ہونے کے بعد یہ گواہی دیں تو نامقبول ہے مگر ان دونوں کے ذمہ اُس چیز کا تاوان لازم ہوگیا یعنی مدعی[4] کو اُس کی قیمت ادا کریں کہ ان دونوں نے غصب کا خود اقرار کرلیا اور اگر مرتہن یہ گواہی دیں کہ خود مدعی نے مِلک راہن[5] کا اقرار کیا تھا تو مقبول نہیں اگرچہ مرہون ہلاک ہوچکا ہو۔ ہاں اگر راہن کو واپس کرنے کے بعد یہ گواہی دیں تو مقبول ہے۔ ایک شخص نے مرتہن پر دعویٰ کیا کہ مرہون چیز میری ہے اور مرتہن منکر ہے اور راہن نے گواہی دی تو قبول نہیں مگر راہن پر تاوان لازم ہے۔[6] (فتح القدیر)

مسئلہ ۴۰ غاصب نے[7] شہادت دی کہ مغصوب چیز[8] مدعی کی ہے مقبول نہیں مگر جب کہ جس سے غصب کی تھی اُس کو واپس دینے کے بعد گواہی دی تو قبول ہے اور اگر غاصب کے ہاتھ میں چیز ہلاک ہوگئی پھر مدعی کے حق میں شہادت دی تو مقبول نہیں۔[9] (فتح القدیر)

مسئلہ ۴۱ مستقرض (قرض لینے والے) نے گواہی دی کہ چیز مدعی کی ہے تو گواہی مقبول نہیں چیز واپس کرچکا ہو یا

---

1 ...... "الهداية"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج٢، ص١٢٥.

و"فتح القدير"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل شهادته، ج٦، ص٤٩٤، ٤٩٥.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢٣٢.

2 ...... "فتح القدير"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل شهادته، ج٦، ص٤٩٤، ٤٩٥.

3 ...... گروی رکھی گئی چیز۔ 4 ...... دعویٰ کرنے والا۔ 5 ...... گروی رکھنے والے کی ملکیت۔

6 ...... "فتح القدير"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج٦، ص٤٩٤.

7 ...... ناجائز قبضہ کرنے والے نے۔ 8 ...... وہ چیز جس پر ناجائز قبضہ کیا گیا ہو۔

9 ...... "فتح القدير"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج٦، ص٤٩٤.

نہیں۔ بیع فاسد کے ساتھ چیز خریدی اور قبضہ کر چکا مشتری گواہی دیتا ہے کہ مدعی کی مِلک ہے مقبول نہیں۔ اور اگر قاضی نے اس بیع کو توڑ دیا یا خود بائع و مشتری نے اپنی رضامندی سے توڑ دیا اور چیز ابھی مشتری کے پاس ہے اور مشتری نے مدعی کے حق میں گواہی دی مقبول نہیں۔ اور اگر مبیع بائع کو واپس کر دینے کے بعد مدعی کے حق میں گواہی دیتا ہے قبول ہے۔[1] (فتح القدیر)

مسئلہ ۴۲: مشتری نے جو چیز خریدی ہے اُس کے متعلق گواہی دیتا ہے کہ مدعی کی مِلک ہے اگرچہ بیع کا اقالہ ہو چکا ہو یا عیب کی وجہ سے بغیر قضائے قاضی[2] واپس ہو چکی ہو گواہی مقبول نہیں۔ یوہیں بائع نے بیع کے بعد یہ گواہی دی کہ مبیع مِلک مدعی ہے یہ مقبول نہیں۔ اگر بیع کو اس طرح پر رد کیا گیا ہو جو فسخ[3] قرار پائے تو گواہی مقبول ہے۔[4] (فتح)

مسئلہ ۴۳: مدیون کی یہ گواہی کہ دَین جو اس پر تھا وہ اس مدعی کا ہے مقبول نہیں اگرچہ دَین ادا کر چکا ہو۔ مستاجر[5] نے گواہی دی کہ مکان جو میرے کرایہ میں ہے مدعی کی مِلک ہے اور مدعی یہ کہتا ہے کہ میرے حکم سے یہ مکان مدعی علیہ نے اسے کرایہ پر دیا تھا یہ گواہی مقبول نہیں۔ اور اگر مدعی یہ کہتا ہے کہ بغیر میرے حکم کے دیا گیا تو مقبول ہے اور جو شخص بغیر کرایہ مکان میں رہتا ہے اُس کی گواہی مدعی کے موافق و مخالف دونوں مقبول۔[6] (فتح)

مسئلہ ۴۴: ایک شخص کو وکیل بالخصومۃ کیا[7] اُس نے قاضی کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے پاس مقدمہ پیش کیا پھر موکل نے وکیل کو معزول کر کے قاضی کے پاس پیش کیا۔ وکیل نے گواہی دی یہ مقبول ہے۔ اور اگر قاضی کے پاس وکیل نے مقدمہ پیش کر دیا اس کے بعد وکیل کو معزول کیا تو گواہی مقبول نہیں۔[8] (فتح القدیر)

مسئلہ ۴۵: وصی کو قاضی نے معزول کر کے دوسرا وصی اُس کے قائم مقام مقرر کیا یا ورثہ بالغ ہو گئے اب وہ وصی یہ گواہی دیتا ہے کہ میت کا فلاں شخص پر دَین ہے یہ گواہی نامقبول اور معزولی سے قبل کی گواہی تو بدرجۂ اولیٰ نامقبول ہے۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۴۶: جو شخص کسی معاملہ میں خصم[10] ہو چکا اُس معاملہ میں اُسکی گواہی مقبول نہیں اور جو ابھی تک خصم نہیں ہوا

---

1. ......"فتح القدير"، كتاب الشهادات،باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل،ج٦،ص٤٩٤.
2. ......قاضی کے فیصلہ کے بغیر۔
3. ......ختم کرنا۔
4. ......"فتح القدير"، كتاب الشهادات،باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل،ج٦،ص٤٩٤.
5. ......کرائے پر لینے والا، کرایہ دار۔
6. ......"فتح القدير"، كتاب الشهادات،باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل،ج٦،ص٤٩٤.
7. ......مقدمے کا وکیل بنایا۔
8. ......"فتح القدير"، كتاب الشهادات،باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل،ج٦،ص٤٩٤.
9. ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات،باب القبول وعدمه،ج٨،ص٢٣٢.
10. ......مدمقابل، حریف۔

ہے مگر قریب ہونے کے ہے اُس کی گواہی مقبول ہے پہلے کی مثال وصی ہے دوسرے کی مثال وکیل بالخصومۃ ہے جس نے قاضی کے یہاں دعویٰ نہیں کیا اور معزول ہوگیا۔[1] (تبیین)

مسئلہ ۴۷ وکیل بالخصومۃ نے قاضی کے یہاں ایک ہزار روپے کا دعویٰ کیا اس کے بعد موکل نے اُسے معزول کر دیا اس کے بعد وکیل نے موکل کے لیے یہ گواہی دی کہ اس کی فلاں شخص کے ذمہ سو اشرفیاں ہیں یہ گواہی مقبول ہے کہ یہ دوسرا دعویٰ ہے جس میں یہ شخص وکیل نہ تھا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۸ دو شخصوں نے میت کے ذمہ دَین کا دعویٰ کیا ان کی گواہی دو شخصوں نے دی پھر ان دونوں گواہوں نے اُسی میت پر اپنے دَین کا دعویٰ کیا اور ان مدعیوں نے ان کے موافق شہادت دی سب کی گواہیاں مقبول ہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۹ دو شخصوں نے گواہی دی کہ میت نے فلاں اور فلاں کے لیے ایک ہزار کی وصیت کی ہے اور ان دونوں نے بھی اُن گواہوں کے لیے یہی شہادت دی کہ میت نے اُن کے لیے ہزار کی وصیت کی ہے تو ان میں کسی کی گواہی مقبول نہیں۔ اور اگر عین کی وصیت کا دعویٰ ہو اور گواہوں نے شہادت دی کہ میت نے اس چیز کی وصیت فلاں وفلاں کے لیے کی ہے اور ان دونوں نے گواہوں کے لیے ایک دوسری معین چیز کی وصیت کرنے کی شہادت دی تو سب گواہیاں مقبول ہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۰ میت نے دو شخصوں کو وصی کیا ان دونوں نے ایک وارث بالغ کے حق میں شہادت ایک اجنبی کے مقابل میں دی اور جس مال کے متعلق شہادت دی وہ میت کا ترکہ[5] نہیں ہے یہ گواہی مقبول ہے اور اگر میت کا ترکہ ہے تو گواہی مقبول نہیں اور اگر نابالغ وارث کے حق میں شہادت ہو تو مطلقاً مقبول نہیں میت کا ترکہ ہو یا نہ ہو۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۵۱ جرح مُجَرَّد (یعنی جس سے محض گواہ کا فسق بیان کرنا مقصود ہو، حق اللہ یا حق العبد کا ثابت کرنا مقصود نہ ہو) اس پر گواہی نہیں ہوسکتی مثلاً اس کی گواہی کہ یہ گواہ فاسق ہیں یا زانی یا سودخوار یا شرابی ہیں یا انھوں نے خود اقرار کیا ہے کہ جھوٹی گواہی دی ہے یا شہادت سے رجوع کرنے کا انھوں نے اقرار کیا ہے یا اقرار کیا ہے کہ اجرت لے کر یہ گواہی دی ہے یا یہ اقرار کیا

---

1 ......"تبيين الحقائق"، كتاب الديات، باب القسامة، ج٧، ص٣٦٠.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢٣٢.

3 ......المرجع السابق، ص٢٣٤.

4 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢٣٤.

5 ......وہ مال واسباب جو میت چھوڑ جائے۔

6 ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢٣٥.

ہے کہ مدعی کا یہ دعویٰ غلط ہے یا یہ کہ اس واقعہ کے ہم لوگ شاہد نہ تھے ان امور پر شہادت کو نہ قاضی سُنے گا اور نہ اس کے متعلق کوئی حکم دے گا۔[1] (ہدایہ، فتح القدیر)

مسئلہ ۵۲ مدعی علیہ[2] نے گواہوں سے ثابت کیا کہ گواہوں نے اجرت لے کر گواہی دی ہے مدعی[3] نے ہمارے سامنے اجرت دی ہے یہ گواہی بھی مقبول نہیں کہ یہ بھی جرح مجرد ہے اور مدعی کا اجرت دینا اگرچہ امر زائد ہے مگر مدعی کا اس کے متعلق کوئی دعویٰ نہیں ہے کہ اس پر شہادت لی جائے۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۵۳ جرح مُجَرَّد پر گواہی مقبول نہ ہونا اُس صورت میں ہے جب دربار قاضی میں یہ شہادت گزرے اور مخفی طور پر مدعیٰ علیہ نے قاضی کے سامنے اُن کا فاسق ہونا بیان کیا اور طلب کرنے پر اُس نے گواہ پیش کردیے تو یہ شہادت مقبول ہوگی یعنی گواہوں کی گواہی رد کردے گا اگرچہ اُن کی عدالت ثابت ہو کہ جرح تعدیل[5] پر مقدم ہے۔[6] (بحر)

مسئلہ ۵۴ فسق کے علاوہ اگر گواہوں پر اور کسی قسم کا طعن کیا اور اس کی شہادت پیش کردی مثلاً گواہ مدعی کا شریک ہے یا مدعی کا بیٹا یا باپ ہے یا احدالزوجین[7] ہے یا اُس کا مملوک[8] ہے یا حقیر و ذلیل افعال کرتا ہے اس قسم کی شہادت مقبول ہے۔[9] (بحر)

مسئلہ ۵۵ جس شخص کے فسق سے عام طور پر لوگوں کو ضرر پہنچتا ہے مثلاً لوگوں کو گالیاں دیتا ہے یا اپنے ہاتھ سے مسلمانوں کو ایذا پہنچاتا ہے اس کے متعلق گواہی دینا جائز ہے تاکہ حکومت کی طرف سے ایسے شریر سے نجات کی کوئی صورت تجویز ہو اور حقیقۃً یہ شہادت نہیں ہے۔[10] (بحر)

مسئلہ ۵۶ جرح اگر مجرد نہ ہو بلکہ اُس کے ساتھ کسی حق کا تعلق ہو اس پر شہادت ہوسکتی ہے مثلاً مدعیٰ علیہ نے گواہوں پر دعویٰ کیا کہ میں نے ان کو کچھ روپے اس لیے دیے تھے کہ اس جھوٹے مقدمہ میں شہادت نہ دیں اور انھوں نے گواہی دے دی لہٰذا

---

1 ......"فتح القدير"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لاتقبل، ج٦، ص٤٩٥.
و"الهداية"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لاتقبل، ج٢، ص١٢٥.

2 ......جس پر دعویٰ کیا جائے۔ 3 ......دعویٰ کرنے والا۔

4 ......"البحرالرائق"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج٧، ص١٦٦.

5 ......یعنی گواہوں کا عادل ہونا، قابلِ شہادت ہونا۔

6 ......"البحرالرائق"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لاتقبل، ج٧، ص١٦٩.

7 ......یعنی میاں بیوی میں سے کوئی ایک۔ 8 ......غلام۔

9 ......"البحرالرائق"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لاتقبل، ج٧، ص١٧٠.

10 ......المرجع السابق.

میرے روپے واپس ملنے چاہیے یا یہ دعویٰ کیا کہ مدعی کے پاس میرا مال تھا اُس نے وہ مال گواہوں کو اس لیے دے دیا کہ وہ میرے خلاف مدعی کے حق میں گواہی دیں میرا وہ مال ان گواہوں سے دلایا جائے یا کسی اجنبی نے گواہوں پر دعویٰ کیا کہ ان لوگوں کو میں نے اتنے روپے دیے تھے کہ فلاں کے خلاف گواہی نہ دیں میرے روپے واپس دلائے جائیں اور یہ بات مدعیٰ علیہ نے گواہوں سے ثابت کردی یا انھوں نے خود اقرار کرلیا یا قسم سے انکار کیا وہ مال ان گواہوں سے دلایا جائے گا اور اسی ضمن میں ان کے فسق کا بھی حکم ہوگا۔ اور جو گواہی یہ دے چکے ہیں رد ہو جائے گی۔ اور اگر مدعیٰ علیہ نے محض اتنی بات کہی کہ میں نے ان کو اس لیے روپے دیے تھے کہ گواہی نہ دیں اور مال کا مطالبہ نہیں کرتا تو اس پر شہادت نہیں لی جائے گی کہ یہ جرح مجرد ہے۔[1] (ہدایہ، فتح القدیر، بحر)

مسئلہ ۵۷ مدعی نے اقرار کیا ہے کہ گواہوں کو اس نے اجرت دی ہے یا اقرار کیا ہے کہ وہ فاسق ہیں، یا اقرار کیا ہے کہ اُنہوں نے جھوٹی گواہی دی ہے اس پر شہادت ہوسکتی ہے۔[2] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۵۸ گواہوں پر یہ دعویٰ کہ انھوں نے چوری کی ہے یا شراب پی ہے یا زنا کیا ہے اس پر شہادت لی جائے گی کہ یہ جرح مجرد نہیں اس کے ساتھ حق اللہ کا تعلق ہے یعنی اگر ثبوت ہوگا تو حد قائم ہوگی اور اسی کے ساتھ وہ گواہی جو دے چکے ہیں رد کردی جائے گی۔[3] (فتح القدیر)

مسئلہ ۵۹ گواہ نے گواہی دی اور ابھی وہیں قاضی کے پاس موجود ہے باہر نہیں گیا ہے اور کہتا ہے کہ گواہی میں مجھ سے کچھ غلطی ہوگئی اس کہنے سے اُس کی گواہی باطل نہ ہوگی بلکہ اگر وہ عادل ہے تو گواہی مقبول ہے غلطی اگر اس قسم کی ہے جس سے شہادت میں کوئی فرق نہیں آتا یعنی جس چیز کے متعلق شہادت ہے اُس میں کچھ کمی بیشی نہیں ہوتی مثلاً یہ لفظ بھول گیا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں تو باہر سے آکر بھی یہ کہہ سکتا ہے اس کی وجہ سے متہم نہیں کیا جاسکتا اور وہ غلطی جس سے فرق پیدا ہوتا ہے اُس کی دو صورتیں ہیں جو کچھ پہلے کہا تھا اُس سے اب زائد بتاتا ہے یا کم کہتا ہے مثلاً پہلے بیان میں ایک ہزار کہا تھا اب ڈیڑھ ہزار کہتا ہے یا پانسو اگر کمی بتاتا ہے یعنی جتنا پہلے کہا تھا اب اُس سے کم کہتا ہے یعنی مدعی کے مدعیٰ علیہ کے ذمہ پانسو ہیں اس صورت میں حکم یہ ہے کہ کم کرنے کے بعد جو کچھ بچے اُس کا فیصلہ ہوگا اور زیادہ بتاتا ہو یعنی کہتا ہے بجائے ڈیڑھ ہزار کے میری زبان سے ہزار نکل

---

1 ......"فتح القدير"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته و من لاتقبل، ج٦، ص٤٩٥.
و"الهداية"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته و من لا تقبل، ج٢، ص١٢٥.
و"البحرالرائق"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته و من لاتقبل، ج٧، ص١٧١.

2 ......"الهداية"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته و من لا تقبل، ج٢، ص١٢٥.
و"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢٣٧.

3 ......"فتح القدير"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته و من لاتقبل، ج٦، ص٤٩٦.

گیا اس کی دوصورتیں ہیں۔ مدعی کا دعویٰ ڈیڑھ ہزار کا ہے یا ہزار کا اگر مدعی کا دعویٰ ڈیڑھ ہزار کا ہے تو یہ زیادت مقبول ہے ورنہ نہیں۔[1] (فتح،ردالمحتار)

مسئلہ ٦٠ حدود یا نسب میں غلطی کی مثلاً شرقی حد کی جگہ غربی بول گیا یا محمد بن عمر بن علی کی جگہ محمد بن علی بن عمر کہہ دیا اور اُسی مجلس میں اس غلطی کی تصحیح کردی تو گواہی معتبر ہوجائے گی۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ٦١ شہادت قاصرہ جس میں بعض ضروری باتیں ذکر کرنے سے رہ گئیں اس کی تکمیل دوسرے نے کردی یہ گواہی معتبر ہے مثلاً ایک مکان کے متعلق گواہی گزری کہ یہ مدعی کی مِلک ہے مگر گواہوں نے یہ نہیں بتایا کہ وہ مکان اس وقت مدعیٰ علیہ کے قبضہ میں ہے مدعی نے دوسرے گواہوں سے مدعیٰ علیہ کا قبضہ ثابت کردیا گواہی معتبر ہوگئی۔ یا گواہوں نے ایک محدود شے میں مِلک کی شہادت دی اور حدود ذکر نہیں کیے، دوسرے گواہوں سے حدود ثابت کیے گواہی معتبر ہوگئی۔ یا ایک شخص کے مقابل میں نام و نسب کے ساتھ شہادت دی اور مدعیٰ علیہ کو پہچانا نہیں دوسرے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ جس کا یہ نام و نسب ہے وہ یہ شخص ہے گواہی معتبر ہوگئی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ٦٢ ایک گواہ نے گواہی دی باقی گواہ یوں گواہی دیتے ہیں کہ جو اُس کی گواہی ہے وہی ہماری شہادت ہے یہ مقبول نہیں بلکہ اُن کو بھی وہ باتیں کہنی ہوں گی جن کی گواہی دینا چاہتے ہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ٦٣ نفی کی گواہی نہیں ہوتی یعنی مثلاً یہ گواہی دی کہ اس نے بیع نہیں کی ہے یا اقرار نہیں کیا ہے ایسی چیزوں کو گواہوں سے نہیں ثابت کرسکتے۔ نفی صورۃً ہو یا معنًی دونوں کا ایک حکم ہے مثلاً وہ نہیں تھا یا غائب تھا کہ دونوں کا حاصل ایک ہے۔ گواہ کو یقینی طور پر نفی کا علم ہو یا نہ ہو بہر حال گواہی نہیں دے سکتا مثلاً گواہوں نے یہ گواہی دی کہ زید نے عمرو کے ہاتھ یہ چیز بیع کی ہے اب یہ گواہی نہیں دی جاسکتی کہ زید تو وہاں تھا ہی نہیں ہاں اگر نفی متواتر ہو سب لوگ جانتے ہوں کہ وہ اُس جگہ یا اُس وقت موجود نہ تھا تو نفی کی گواہی صحیح ہے کہ دعویٰ ہی مسموع نہ ہوگا۔[5] (درمختار،ردالمحتار)

---

1 ......"فتح القدير"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لاتقبل، ج٦، ص٤٩٧.
و"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢٣٧.

2 ......"الهداية"، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، ج٢، ص١٢٥.

3 ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢٤٤.

4 ......المرجع السابق.

5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، باب القبول وعدمه، ج٨، ص٢٤٤.

مسئلہ ۶۴ شہادت کا جب ایک جز باطل ہوگیا تو کل شہادت باطل ہوگئی یہ نہیں کہ ایک جز صحیح ہو اور ایک جز باطل مگر بعض صورتیں ایسی ہیں کہ ایک جز صحیح اور ایک جز باطل مثلاً ایک غلام مشترک ہے اُس کا مالک ایک مسلم اور ایک نصرانی ہے، دو نصرانیوں نے شہادت دی کہ ان دونوں نے غلام کو آزاد کردیا نصرانی کے خلاف میں گواہی صحیح ہے یعنی اس کا حصہ آزاد اور مسلمان کا حصہ آزاد نہ ہوگا۔[1] (درمختار)

شہادت میں اختلاف کا بیان

اختلاف شہادت کے مسائل کی بنا چند اصول پر ہے:

(۱) حقوق العباد میں شہادت کے لیے دعویٰ ضروری ہے یعنی جس بات پر گواہی گزری مدعی[2] نے اُس کا دعویٰ نہیں کیا ہے یہ گواہی معتبر نہیں کہ حق العبد کا فیصلہ[3] بغیر مطالبہ نہیں کیا جا سکتا اور یہاں مطالبہ نہیں اور حقوق اللہ میں دعوے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہر شخص کے ذمہ اس کا اثبات ہے گویا دعویٰ موجود ہے۔

(۲) گواہوں نے اُس سے زیادہ بیان کیا جتنا مدعی دعویٰ کرتا ہے تو گواہی باطل ہے اور کم بیان کیا تو مقبول ہے اور اُتنے ہی کا فیصلہ ہوگا جتنا گواہوں نے بیان کیا۔

(۳) مِلک مطلق مِلک مقید سے زیادہ ہے کہ وہ اصل سے ثابت ہوتی ہے اور مقید وقت سبب سے معتبر ہوگی۔

(۴) دونوں شہادتوں میں لفظاً و معنیً ہر طرح اتفاق ہونا ضروری ہے اور شہادت و دعویٰ میں باعتبار معنے متفق ہونا ضرور ہے لفظ کے مختلف ہونے کا اعتبار نہیں۔[4] (درر)

مسئلہ ۱ مدعی نے مِلک مطلق کا دعویٰ کیا یعنی کہتا ہے کہ یہ چیز میری ہے یہ نہیں بتاتا کہ کس سبب سے ہے مثلاً خریدی ہے یا کسی نے ہبہ کی ہے[5] اور گواہوں نے مِلک مقید بیان کی یعنی سبب مِلک کا اظہار کیا مثلاً مدعی نے خریدی ہے یہ گواہی

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه، ج۸، ص۲٤٤.

2 ......دعوی کرنے والا۔

3 ......بندے کے حق کا فیصلہ۔

4 ......"دررالحكام" شرح "غرر الأحكام"، باب الاختلاف فی الشهادة، الجزء الثانی، ص۳۸٤.

5 ......یعنی بطور تحفہ دی ہے۔

مقبول ہے اور اس کا عکس ہو یعنی مدعی نے مِلک مقید کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے مِلک مطلق بیان کی یہ گواہی مقبول نہیں بشرطیکہ مدعی نے یہ بیان کیا کہ میں نے فلاں شخص سے خریدی ہے اور بائع کو اس طرح بیان کر دے کہ اُس کی شناخت ہو جائے اور خریدنے کے ساتھ قبضہ کا ذکر نہ کرے۔ اور اگر دعوے میں بائع کا ذکر نہیں یا یہ کہ میں نے ایک شخص سے خریدی ہے یا یہ کہ میں نے عبداللہ سے خریدی ہے یا خریدنے کے ساتھ دعوے میں قبضہ کا بھی ذکر ہے اور گواہوں نے ان صورتوں میں مِلک مطلق کی شہادت دی تو مقبول ہے۔[1] (درمختار، بحرالرائق)

مسئلہ ۲: یہ اختلاف اُس وقت معتبر ہے جب اُس شے کے لیے متعدد اسباب ہوں اور اگر ایک ہی سبب ہو مثلاً مدعی نے دعویٰ کیا کہ یہ میری عورت ہے میں نے اس سے نکاح کیا ہے گواہوں نے بیان کیا کہ اُس کی منکوحہ ہے شہادت مقبول ہے۔[2] (بحر)

مسئلہ ۳: مدعی نے اپنی مِلک کا سبب میراث بتایا کہ وراثۃً میں اس کا مالک ہوں یا مدعی نے کہا کہ یہ جانور میرے گھر کا بچہ ہے اور گواہوں نے مِلک مطلق کی شہادت دی یہ گواہی مقبول ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴: ودیعت[4] کا دعویٰ کیا کہ میں نے یہ چیز فلاں کے پاس ودیعت رکھی ہے گواہوں نے بیان کیا کہ مدعی علیہ[5] نے ہمارے سامنے اقرار کیا ہے کہ یہ چیز میرے پاس فلاں کی امانت ہے۔ یوہیں غصب یا عاریت کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے مدعی علیہ کے اقرار کی شہادت دی یا نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے اقرار نکاح کی گواہی دی یا دَین کا دعویٰ کیا اور گواہی یہ دی کہ مدعی علیہ نے اپنے ذمہ اُس کے مال کا اقرار کیا ہے یا قرض کا دعویٰ ہے اور گواہی یہ ہوئی کہ اپنے ذمہ مال کا اقرار کیا ہے اور سبب کچھ نہیں بیان کیا ان سب صورتوں میں گواہی مقبول ہے۔ بیع کا دعویٰ کیا اور اقرار بیع کی شہادت گزری گواہی مقبول ہے۔ دعویٰ یہ ہے کہ میرے دس من گیہوں فلاں شخص پر بیع سلم کی رو سے واجب ہیں اور گواہوں نے یہ بیان کیا کہ مدعیٰ علیہ نے اپنے ذمہ دس من گیہوں کا اقرار کیا ہے یہ گواہی مقبول نہیں۔[6] (بحرالرائق)

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ...إلخ، ج۸، ص۲۴۷.
و"البحرالرائق"، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ، ج۷، ص۱۷۴۔۱۷۵.

2 ......"البحرالرائق"، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ، ج۷، ص۱۸۰.

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ...إلخ، ج۸، ص۲۴۸.

4 ......امانت۔ 5 ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔

6 ......"البحرالرائق"، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ، ج۷، ص۱۸۳.

مسئلہ ۵ دونوں گواہوں کے بیان میں لفظاً و معنیً اتفاق ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں لفظوں کے ایک معنے ہوں یہ نہ ہو کہ ہر لفظ کے جدا جدا معنے ہوں اور ایک دوسرے میں داخل ہوں مثلاً ایک نے کہا دو روپے دوسرے نے کہا چار روپے یہ اختلاف ہو گیا کہ دو اور چار کے الگ الگ معنے ہیں یہ نہیں کہا جائے گا کہ چار میں دو بھی ہیں لہٰذا دو روپے پر دونوں گواہوں کا اتفاق ہو گیا۔ اور اگر لفظ دو ہیں مگر دونوں کے معنی ایک ہیں تو یہ اختلاف نہیں مثلاً ایک نے کہا ہبہ دوسرے نے کہا عطیہ یا ایک نے کہا نکاح دوسرے نے کہا تزویج یہ اختلاف نہیں اور گواہی معتبر ہے۔[1] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۶ ایک گواہ نے دو ہزار روپے بتائے دوسرے نے ایک ہزار یا ایک نے دو سو دوسرے نے ایک سو یا ایک نے کہا ایک طلاق یا دو طلاق دوسرے نے کہا تین طلاقیں دیں یہ گواہیاں رد کر دی جائیں گی کہ دونوں میں اختلاف ہو گیا یا ایک نے کہا مدعیٰ علیہ نے غصب کیا دوسرے نے کہا غصب کا اقرار کیا یا ایک نے کہا قتل کیا دوسرے نے کہا قتل کا اقرار کیا دونوں نامقبول ہیں۔ اور اگر دونوں اقرار کی شہادت دیتے قبول ہوتی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۷ جب قول و فعل کا اجتماع ہو گا یعنی ایک گواہ نے قول بیان کیا دوسرے نے فعل تو گواہی مقبول نہ ہو گی مثلاً ایک نے کہا غصب کیا دوسرے نے کہا غصب کا اقرار کیا دوسری مثال یہ ہے کہ مدعی نے ایک شخص پر ہزار روپے کا دعویٰ کیا ایک گواہ نے مدعی کا دینا بیان کیا دوسرے نے مدعی علیہ کا اقرار کرنا بیان کیا یہ نامقبول ہے البتہ جس مقام پر قول و فعل دونوں لفظ میں متحد ہوں مثلاً ایک نے بیع[3] یا قرض یا طلاق یا عتاق کی[4] شہادت دی دوسرے نے ان کے اقرار کی شہادت دی کہ ان سب میں دونوں کے لیے ایک لفظ ہے یعنی یہ لفظ کہ میں نے طلاق دی طلاق دینا بھی ہے اور اقرار بھی اسی طرح سب میں لہٰذا فعل و قول کا اختلاف ان میں معتبر نہیں دونوں گواہیاں مقبول ہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۸ ایک نے گواہی دی کہ تلوار سے قتل کیا دوسرے نے بتایا کہ چھری سے یہ گواہی مقبول نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۹ ایک نے گواہی دی ایک ہزار کی دوسرے نے ایک ہزار اور ایک سو کی اور مدعی کا دعویٰ گیارہ سو کا ہو تو ایک ہزار کی گواہی مقبول ہے کہ دونوں اس میں متفق ہیں اور اگر دعویٰ صرف ہزار کا ہے تو نہیں مگر جب کہ مدعی کہہ دے کہ تھا تو ایک ہزار

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة...إلخ، ج۸، ص۲٤۸.
و"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة، ج۷، ص۱۸٤.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة...إلخ، ج۸، ص۲٤۸.

3 ......تجارت، خرید و فروخت۔ 4 ......غلام آزاد کرنے کی۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة...إلخ، ج۸، ص۲٤۹.

6 ......المرجع السابق.

ایک سومگر ایک سو اُس نے دیدیا یا میں نے معاف کر دیا جس کا علم اس گواہ کو نہیں تو اب قبول ہے۔[1] (درمختار) اور اگر گواہ نے ایک ہزار ایک سو کی جگہ گیارہ سو کہا تو اختلاف ہو گیا کہ لفظاً دونوں مختلف ہیں۔

مسئلہ ۱۰ ایک گواہ نے دو معین چیز کی شہادت دی اور دوسرے نے ان میں سے ایک معین کی تو جس ایک معین پر دونوں کا اتفاق ہوا اس کے متعلق گواہی مقبول ہے۔ اور اگر عقد میں یہی صورت ہو مثلاً ایک نے کہا یہ دونوں چیزیں مدعی نے خریدی ہیں اور ایک نے ایک معین کی نسبت کہا کہ یہ خریدی ہے تو گواہی مقبول نہیں یا ثمن میں اختلاف ہوا ایک کہتا ہے ایک ہزار میں خریدی ہے دوسرا ایک ہزار ایک سو بتاتا ہے تو عقد ثابت نہ ہوگا کہ مبیع یا ثمن کے مختلف ہونے سے عقد مختلف ہو جاتا ہے اور عقد کے دعوے میں ثمن کا ذکر کرنا ضروری ہے کیونکہ بغیر ثمن کے بیع نہیں ہوسکتی ہاں اگر گواہ یہ کہیں کہ بائع نے اقرار کیا ہے کہ مشتری نے یہ چیز خریدی اور ثمن ادا کر دیا ہے تو مقدار ثمن کے ذکر کی حاجت نہیں کیونکہ اس صورت میں فیصلہ کا تعلق عقد سے نہیں ہے بلکہ مشتری کے لیے مِلک ثابت کرنا ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۱ مدعی نے پانسو کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے ایک ہزار کی شہادت دی مدعی نے بیان کیا کہ تھا تو ایک ہزار مگر پانسو مجھے وصول ہو گئے فوراً کہا ہو یا کچھ دیر کے بعد گواہی مقبول ہے اور اگر یہ کہا کہ مدعیٰ علیہ کے ذمہ پانسو ہی تھے تو شہادت باطل ہے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۲ راہن[4] نے دعویٰ کیا اور گواہوں نے زرِ رہن[5] میں اختلاف کیا ایک نے ایک ہزار بتایا دوسرے نے ایک ہزار ایک سو اور راہن زائد کا مدعی ہے یا کم کا، بہرحال شہادت معتبر نہیں کہ مقصود اثبات عقد ہے۔ اور اگر مرتہن[6] مدعی ہو اور گواہوں میں اختلاف ہو اور مرتہن زائد کا مدعی ہو تو گواہی معتبر ہے یعنی ایک ہزار کی رقم پر دونوں کا اتفاق ہے اسی کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اور اگر مرتہن نے کم یعنی ایک ہزار ہی کا دعویٰ کیا ہے تو گواہی معتبر نہیں۔ خلع میں اگر عورت مدعی ہو اور گواہوں میں اختلاف ہو تو گواہی معتبر نہیں اور اگر شوہر مدعی ہو تو زیادت کی صورت میں معتبر ہے جیسا دَین کا حکم ہے۔[7] (درمختار)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة...إلخ، ج۸، ص۲٤۹.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"الفتاوى الخانية"، کتاب الشهادات، فصل الشهادة التي تخالف الاصل، ج۲، ص۳۰.

4 ......اپنی چیز گروی رکھنے والا۔ 5 ......وہ روپیہ جس کے لیے کوئی چیز رہن رکھی جائے۔ 6 ......جس کے پاس رہن رکھا جاتا ہے۔

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة...إلخ، ج۸، ص۲٤۹۔۲۵۱.

مسئلہ ۱۳: اجارہ کا دعویٰ ہے اور گواہوں کے بیان میں اجرت کی مقدار میں اسی قسم کا اختلاف ہوا اس کی چار صورتیں ہیں۔ مستاجر[1] مدعی ہے یا موجر[2]۔ ابتدائے مدت اجارہ میں دعویٰ ہے یا ختم مدت کے بعد۔ اگر ابتدائے مدت میں دعویٰ ہوا ہے گواہی مقبول نہیں کہ اس صورت میں مقصود اثبات عقد ہے اور زمانۂ اجارہ ختم ہونے کے بعد دعویٰ ہوا ہے اور موجر مدعی ہے تو گواہی مقبول ہے اور مستاجر مدعی ہے مقبول نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: نکاح کا دعویٰ ہے اور گواہوں نے مقدار مہر میں اسی قسم کا اختلاف کیا تو نکاح ثابت ہوجائے گا اور کم مقدار مثلاً ایک ہزار مہر قرار پائے گا مرد مدعی ہو یا عورت۔ دعوے میں مہر کم بتایا ہو یا زیادہ سب کا ایک حکم ہے کیونکہ یہاں مال مقصود نہیں جو چیز مقصود ہے یعنی نکاح اُس میں دونوں متفق ہیں لہٰذا یہ اختلاف معتبر نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: میراث کا دعویٰ ہو مثلاً زید نے عمرو پر یہ دعویٰ کیا کہ فلاں چیز جو تمھارے پاس ہے یہ میرے باپ کی میراث ہے اس میں گواہوں کا مِلک مورث[5] ثابت کردینا کافی نہیں ہے بلکہ یہ کہنا پڑے گا کہ وہ شخص مرا اور اس چیز کو ترکہ[6] میں چھوڑا، یا یہ کہنا ہوگا کہ وہ شخص مرتے وقت اس چیز کا مالک تھا یا یہ چیز موت کے وقت اُس کے قبضے میں یا اُس کے قائم مقام کے قبضے میں تھی مثلاً جب مرا تھا یہ چیز اُس کے مستاجر کے پاس یا مستعیر[7] یا امین یا غاصب[8] کے ہاتھ میں تھی کہ جب مورث کا قبضہ بوقت موت ثابت ہوگیا تو یہ قبضہ مالکانہ ہی قرار پائے گا کیونکہ موت کے وقت کا قبضہ قبضۂ ضمان ہے۔ اگر قبضۂ ضمان نہ ہوتا تو ظاہر کردیتا اُس کا ظاہر نہ کرنا کہ یہ چیز فلاں کی میرے پاس امانت ہے قبضۂ ضمان کردیتا ہے اور جب مورث کی مِلک ہوئی تو وارث کی طرف منتقل ہی ہوگی۔[9] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۱۶: میراث کے دعوے میں گواہوں کو سبب وراثت بھی بیان کرنا ہوگا فقط اتنا کہنا کافی نہ ہوگا کہ یہ اُس کا وارث ہے بلکہ مثلاً یہ کہنا ہوگا کہ اُس کا بھائی ہے اور جب بھائی بتاچکا تو یہ بتانا بھی ہوگا کہ حقیقی بھائی ہے یا علاتی ہے یا اخیافی۔[10] (بحر)

---

1 ...... اجرت پر لینے والا، ٹھیکیدار۔ 2 ...... اجرت پر دینے والا، ٹھیکے پر دینے والا۔

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ...إلخ، ج۸، ص۲۵۱.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... وارث بنانے والے کی ملکیت۔ 6 ...... وہ مال جو میت چھوڑ جائے، میراث۔

7 ...... عاریتاً لینے والا۔ 8 ...... ناجائز قبضہ کرنے والا۔

9 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ...إلخ، ج۸، ص۲۵۲.

و"البحرالرائق"، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ، ج۷، ص۱۹۹۔۲۰۰.

10 ...... "البحرالرائق"، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ، ج۷، ص۲۰۰.

مسئلہ ۱۷ گواہ کو یہ بھی بتانا ہوگا کہ اس کے سوا میت کا کوئی وارث نہیں ہے یا یہ کہے کہ اس کے سوا کوئی دوسرا وارث میں نہیں جانتا اس کے بعد قاضی نسب نامہ [1] پوچھے گا تاکہ معلوم ہو سکے کوئی دوسرا وارث ہے یا نہیں۔ [2] (بحر)

مسئلہ ۱۸ یہ بھی ضروری ہے کہ گواہوں نے میت کو پایا ہو اگر یہ بیان کیا کہ فلاں شخص مر گیا اور یہ مکان ترکہ میں چھوڑا اور خود ان گواہوں نے میت کو نہیں پایا ہے تو یہ گواہی باطل ہے۔ میت کا نام لینا ضرور نہیں اگر یہ کہہ دیا کہ اس مدعی کا باپ یا اس کا دادا جب بھی گواہی مقبول ہے۔ [3] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۱۹ گواہوں نے گواہی دی کہ یہ مرد اُس عورت کا جو مر گئی ہے شوہر ہے یا یہ عورت اُس مرد کی زوجہ ہے جو مر گیا اور ہمارے علم میں میت کا کوئی دوسرا وارث نہیں ہے عورت کے ترکہ سے [4] شوہر کو نصف دے دیا جائے اور شوہر کے ترکہ سے عورت کو چوتھائی دی جائے اور اگر گواہوں نے فقط اتنا ہی کہا ہے کہ یہ اُس کا شوہر ہے یا یہ اُس کی بی بی ہے تو یہ حصہ یعنی نصف و چہارم نہ دیا جائے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ میت کی اولاد ہو اور اس صورت میں زوج و زوجہ کو حصہ کم ملے گا لہٰذا ایک حد تک قاضی انتظار کرے۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰ ایک شخص نے مکان کا دعویٰ کیا گواہوں نے یہ گواہی دی کہ ایک مہینہ ہوا مدعی کے قبضہ میں ہے یہ گواہی مقبول نہیں اور اگر یہ کہیں کہ مدعی کی مِلک میں ہے تو مقبول ہے یا کہہ دیں کہ مدعی سے مدعیٰ علیہ نے چھین لیا جب بھی مقبول۔ [6] (ہدایہ) محصل یہ ہے کہ زمانۂ گذشتہ کی مِلک پر شہادت مقبول ہے اور زمانۂ گذشتہ میں زندہ کا قبضہ ثابت ہونا مِلک کے لیے کافی نہیں ہے اور موت کے وقت قبضہ ہونا دلیلِ مِلک [7] ہے۔

مسئلہ ۲۱ مدعیٰ علیہ نے خود مدعی کے قبضہ کا اقرار کیا یا اُس کا اقرار کرنا گواہوں سے ثابت ہو گیا تو چیز مدعی کو دلا دی

---

1 ......یعنی باپ دادا کا نام وغیرہ۔

2 ......"البحر الرائق"، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ، ج۷، ص۲۰۰.

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ...إلخ، ج۸، ص۲۵۳.

و"البحرالرائق"، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ، ج۷، ص۲۰۱.

4 ......یعنی مرحومہ بیوی کے چھوڑے ہوئے مال سے۔

5 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشھادات، الباب السادس فی الشھادۃ فی المواریث، ج۳، ص۴۸۹.

6 ......"الھدایۃ"، کتاب الشھادات، فصل فی الشھادۃ علی الإرث، ج۲، ص۱۲۸.

7 ......ملکیت کی دلیل

جائے گی۔[1] (ہدایہ) مدعیٰ علیہ[2] نے کہا کہ میں نے یہ چیز مدعی[3] سے چھینی ہے کیونکہ یہ میری مِلک ہے مدعی چھیننے سے انکار کرتا ہے تو اس کو نہیں ملے گی کہ اقرار کو رد کر دیا اور مدعی تصدیق کرتا ہو تو مدعی کو دلائی جائے گی اور قبضہ مدعی کا مانا جائے گا لہٰذا اُس کے مقابل میں جو شخص ہے وہ گواہ پیش کرے یا اس سے حلف لیا جائے۔[4] (بحر)

مسئلہ ۲۲ مدعیٰ علیہ اقرار کرتا ہے کہ چیز مدعی کے ہاتھ میں ناحق طریقہ سے تھی یہ قبضہٴ مدعی کا اقرار ہو گیا اور جائداد غیر منقولہ میں قبضہٴ مدعی کے لیے اقرار مدعیٰ علیہ کافی نہیں بلکہ مدعی گواہوں سے ثابت کرے یا قاضی کو خود علم ہو۔[5] (بحر)

مسئلہ ۲۳ گواہوں کے بیانات میں اگر تاریخ و وقت کا اختلاف ہو جائے یا جگہ میں اختلاف ہو بعض صورتوں میں اختلاف کا لحاظ کر کے گواہی قبول نہیں کرتے اور بعض صورتوں میں اختلاف کا لحاظ نہیں کرتے گواہی قبول کرتے ہیں۔ بیع وشرا[6] وطلاق۔ عتق[7]۔ وکالت۔ وصیت۔ دَین۔ براءت[8]۔ کفالہ۔ حوالہ۔ قذف ان سب میں گواہی قبول ہے۔ اور جنایت۔ غصب۔ قتل۔ نکاح۔ رہن۔ ہبہ۔ صدقہ میں اختلاف ہوا تو گواہی مقبول نہیں۔ اس کا قاعدہٴ کلیہ یہ ہے کہ جس چیز کی شہادت دی جاتی ہے وہ قول ہے یا فعل۔ اگر قول ہے جیسے بیع وطلاق وغیرہ ان میں وقت اور جگہ کا اختلاف معتبر نہیں یعنی گواہی مقبول ہے ہو سکتا ہے کہ وہ لفظ بار بار کہے گئے لہٰذا وقت اور جگہ کے بیان میں اختلاف پیدا ہو گیا اور اگر مشہود بہ[9] فعل ہے جیسے غصب و جنایت یا مشہود بہ قول ہے مگر اُس کی صحت کے لیے فعل شرط ہے جیسے نکاح کہ یہ ایجاب وقبول کا نام ہے جو قول ہے مگر گواہوں کا وہاں حاضر ہونا کہ یہ فعل ہے نکاح کے لیے شرط ہے یا وہ ایسا عقد ہو جس کی تمامیت[10] فعل سے ہو جیسے ہبہ ان میں گواہوں کا یہ اختلاف مضر[11] ہے گواہی معتبر نہیں۔[12] (بحرالرائق)

---

1 ......"الهداية"، كتاب الشهادات، فصل في الشهادة على الإرث، ج٢، ص١٢٨.

2 ......جس پر دعویٰ کیا جائے۔ 3 ......دعویٰ کرنے والا۔

4 ......"البحرالرائق"، كتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة، ج٧، ص٢٠٢.

5 ......المرجع السابق.

6 ......خرید وفروخت۔ 7 ......غلام آزاد کرنا۔

8 ......کسی کو دَین (قرض) سے بَری کرنا، قرض معاف کرنا۔

9 ......یعنی جس چیز کے متعلق گواہی دی۔ 10 ......مکمل ہونا۔ 11 ......نقصان دہ۔

12 ......"البحرالرائق"، كتاب الشهادات، باب الاختلاف في الشهادة، ج٧، ص١٩٠-١٩٢.

مسئلہ ۲۴: ایک شخص نے گواہی دی کہ زید نے اپنی زوجہ کو ۱۰ ذی الحجہ کو مکہ میں طلاق دی اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اُسی تاریخ میں بی بی کو زید نے کوفہ میں طلاق دی یہ گواہی باطل ہے کہ دونوں میں ایک یقیناً جھوٹا ہے اور اگر دونوں کی ایک تاریخ نہیں بلکہ دو تاریخیں ہیں اور دونوں میں اتنے دن کا فاصلہ ہے کہ زید وہاں پہنچ سکتا ہے تو گواہی جائز ہے۔ یوہیں اگر گواہوں نے دو مختلف بیبیوں کے نام لے کر طلاق دینا بیان کیا اور تاریخ ایک ہے مگر ایک کو مکہ میں طلاق دینا دوسری کو کوفہ میں اُسی تاریخ میں طلاق دینا بیان کیا یہ بھی مقبول نہیں۔[1] (بحر)

مسئلہ ۲۵: ایک زوجہ کے طلاق دینے کے گواہ پیش ہوئے کہ زید نے اپنی اس زوجہ کو مکہ میں فلاں تاریخ کو طلاق دی اور قاضی نے حکم طلاق دے دیا اس کے بعد دو گواہ دوسرے پیش ہوتے ہیں جو اُسی تاریخ میں زید کا دوسری زوجہ کو کوفہ میں طلاق دینا بیان کرتے ہیں ان گواہوں کی طرف قاضی التفات بھی نہ کرے گا۔[2] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۶: اولیائے مقتول نے گواہ پیش کیے کہ اُسی زخم سے مرا اور زخمی کرنے والے نے گواہ پیش کیے کہ زخم اچھا ہو گیا تھا یا دس روز کے بعد مرا اولیا کے گواہ کو ترجیح ہے۔[3] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۲۷: وصی نے یتیم کا مال بیچا یتیم نے بالغ ہوکر یہ دعویٰ کیا کہ غبن (ٹوٹے) کے ساتھ مال بیع کیا گیا اور مشتری نے گواہ قائم کیے کہ واجبی قیمت پر فروخت کیا گیا غبن کے گواہ کو ترجیح ہوگی۔ مرد نے عورت سے خلع کیا اس کے بعد مرد نے گواہوں سے ثابت کیا کہ خلع کے وقت میں مجنون تھا اور عورت نے گواہ پیش کیے کہ عاقل تھا عورت کے گواہ مقبول ہیں۔ بائع نے گواہ پیش کیے کہ نابالغی میں اُس نے بیچا تھا اور مشتری نے ثابت کیا کہ وقتِ بیع بالغ تھا مشتری کے گواہ معتبر ہیں۔ ایک شخص نے وارث کے لیے اقرار کیا مقرلہ[4] یہ کہتا ہے کہ حالتِ صحت میں اقرار کیا تھا دیگر ورثہ[5] کہتے ہیں کہ مرض میں اقرار کیا تھا گواہ مقرلہ کے معتبر ہیں اور اُس کے پاس گواہ نہ ہوں تو ورثہ کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔ بیع وصلح واقرار میں اکراہ[6] اور غیر اکراہ دونوں قسم کے گواہ پیش ہوئے تو گواہ اکراہ اولے ہیں۔ بائع ومشتری[7] بیع کی صحت وفساد میں مختلف ہیں تو قول اُس کا معتبر ہے

[1] ......"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة، ج۷، ص۱۹۲.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......"الدرالمختار"، کتاب الجنایات، ج۱۰، ص۱۷۸.

و"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة، ج۷، ص۱۹۲.

[4] ......جس کے لیے اقرار کیا تھا۔

[5] ......میت کے دوسرے وارث۔

[6] ......زبردستی کرنا مراد اکراہ شرعی ہے۔

[7] ......بیچنے والا اور خریدار۔

جو مدعی صحت ہے اور گواہ اُس کے معتبر ہیں جو مدعی فساد ہو۔[1] (بحرالرائق، منحۃ الخالق)

مسئلہ ۲۸ دو شخصوں نے شہادت دی کہ اس نے گائے چُرائی ہے مگر ایک نے اُس گائے کا رنگ سیاہ بتایا دوسرے نے سفید اور مدعی نے رنگ کے متعلق کچھ نہیں بیان کیا ہے تو گواہی مقبول ہے اور اگر مدعی نے کوئی رنگ متعین کر دیا ہے تو گواہی مقبول نہیں۔ اور اگر ایک گواہ نے گائے کہا دوسرے نے بیل تو مطلقاً گواہی مردود ہے۔ اور دعویٰ غصب کا ہو اور گواہوں نے رنگ کا اختلاف کیا تو شہادت مردود ہے۔[2] (ہدایہ، بحر)

مسئلہ ۲۹ زندہ آدمی کے دَین کی شہادت دی کہ اُس کے ذمہ اتنا دَین تھا گواہی مقبول ہے ہاں اگر مدعیٰ علیہ نے سوال کیا کہ بتاؤ اب بھی ہے یا نہیں گواہوں نے یہ کہا ہمیں یہ نہیں معلوم تو گواہی مقبول نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۰ مدعی نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری مِلک تھی اور گواہوں نے بیان کیا کہ اُس کی مِلک ہے یہ گواہی مقبول نہیں۔ یوہیں اگر گواہوں نے بھی زمانۂ گذشتہ میں مِلک ہونا بتایا کہ اُس کی مِلک تھی جب بھی معتبر نہیں کہ مدعی کا یہ کہنا میری مِلک تھی بتاتا ہے کہ اب اُس کی مِلک نہیں ہے کیونکہ اگر اس وقت بھی اُس کی مِلک ہوتی تو یہ نہ کہتا کہ مِلک تھی۔ اور اگر مدعی نے دعویٰ کیا ہے کہ میری مِلک ہے اور گواہوں نے زمانۂ گذشتہ کی طرف نسبت کی تو مقبول ہے کیونکہ پہلے مِلک ہونا معلوم ہے اور اس وقت بھی اُسی کی مِلک ہے یہ گواہوں کو اسی بنا پر معلوم ہوا کہ وہی پہلی مِلک چلی آئی ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱ مدعی نے دعویٰ کیا کہ یہ مکان جس کے حدود دستاویز میں مکتوب ہیں[5] میرا ہے اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ مکان جس کے حدود دستاویز میں لکھے ہیں مدعی کا ہے یہ دعویٰ اور شہادت دونوں صحیح ہیں اگرچہ حدود کو تفصیل کے ساتھ خود نہ بیان کیا ہو۔ یوہیں اگر یہ شہادت دی کہ جو مال اس دستاویز میں لکھا ہے وہ مدعی علیہ کے ذمہ ہے اور تفصیل نہیں بیان کی گواہی مقبول ہے۔ یوہیں مکان متنازع فیہ[6] کے متعلق گواہی دی کہ وہ مدعی کا ہے مگر اُس کے حدود نہیں بیان کئے اگر فریقین اس بات پر متفق ہیں کہ گواہ کی شہادت متنازع فیہ کے ہی متعلق ہے گواہی مقبول ہے۔[7] (ردالمحتار)

---

1. ……"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة، ج۷، ص۱۹۳.
و"منحة الخالق"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة، ج۷، ص۱۹۳۔۱۹٤.
2. ……"الهداية"، کتاب الشهادة، باب الاختلاف فی الشهادة، ج۲، ص۱۲۷.
و"البحرالرائق"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة، ج۷، ص۱۹۵.
3. ……"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة، ج۸، ص۲۵۵.
4. ……"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة، ج۸، ص۲۵٤.
5. ……یعنی تحریری ثبوت میں لکھے ہوئے ہیں۔
6. ……ایسا مکان جس کی ملکیت کے متعلق فریقین میں اختلاف ہو۔
7. ……"ردالمحتار"، کتاب الشهادات، باب الاختلاف فی الشهادة، ج۸، ص۲۵٦.

شہادۃ علی الشہادۃ کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو شخص اصل واقعہ کا شاہد ہے کسی وجہ سے اُس کی گواہی نہیں ہوسکتی مثلاً وہ سخت بیمار ہے کہ کچہری نہیں جا سکتا یا سفر میں گیا ہے ایسی صورتوں میں یہ ہوسکتا ہے کہ اپنی جگہ دوسرے کو کردے اور یہ دوسرا جا کر گواہی دے گا اس کو شہادۃ علی الشہادۃ کہتے ہیں۔[1]

مسئلہ ۱ جملہ حقوق میں شہادۃ علی الشہادۃ جائز ہے مگر حدود وقصاص میں جائز نہیں یعنی اس کے ذریعہ سے ثبوت ہونے پر حد اور قصاص نہیں جاری کریں گے۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۲ جو شخص واقعہ کا گواہ ہے وہ دوسرے کو مطلقاً گواہ بنا سکتا ہے یعنی اُسے عذر ہو یا نہ ہو گواہ بنانے میں مضایقہ نہیں[3] مگر اس کی گواہی قبول اُس وقت کی جائے گی جب اصل گواہ شہادت دینے سے معذور ہو اس کی چند صورتیں ہیں۔ اصل گواہ مرگیا یا ایسا بیمار ہے کہ کچہری حاضر نہیں ہوسکتا یا سفر میں گیا ہے یا اتنی دور پر ہے کہ مکان سے آئے اور گواہی دے کر رات تک گھر پہنچ جانا چاہے تو نہ پہنچے، یہ بھی اصلی گواہ کے عذر کے لیے کافی ہے یا وہ پردہ نشین عورت ہے کہ ایسی جگہ جانے کی اُس کی عادت نہیں جہاں اجانب سے اختلاط ہو[4]۔ اور اگر وہ اپنی ضرورت کے لیے کبھی کبھی نکلتی ہو یا غسل کے لیے حمام میں جاتی ہو جب بھی پردہ نشین ہی کہلائی گی، الغرض جب اصلی گواہ معذور ہو اُس وقت وہ شخص گواہی دے سکتا ہے جس کو اُس نے اپنا قائم مقام کیا ہے اگرچہ قائم مقام کرنے کے وقت معذور نہ ہو۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳ شاہد فرع میں عدد بھی شرط ہے یعنی اصلی گواہ اپنے قائم مقام دو مردوں یا ایک مرد دو عورتوں کو مقرر کرے بلکہ عورت گواہ ہے اور وہ اپنی جگہ کسی کو گواہ کرنا چاہتی ہے تو اُسے بھی لازم ہے کہ دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں اپنی جگہ مقرر کرے۔[6] (درمختار)

---

1 ......"الهداية"، كتاب الشهادات، باب الشهادة على الشهادة، ج٢، ص١٢٩.

2 ......المرجع السابق.

3 ......حرج نہیں۔

4 ......غیر محرم لوگوں سے میل ملاپ ہو۔

5 ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب الشهادة على الشهادة، ج٨، ص٢٥٦، وغيره.

6 ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب الشهادة على الشهادة، ج٨، ص٢٥٧.

مسئلہ ۴ ایک شخص کی گواہی کے دو شاہد ہیں[1] مگران میں ایک ایسا ہے جو خود نفس واقعہ کا بھی شاہد ہے یعنی اس نے اپنی طرف سے بھی شہادت ادا کی اور شاہد اصل کی طرف سے بھی یہ گواہی مقبول نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵ ایک اصلی گواہ ہے جو واقعہ کا شاہد ہے اور دو شخص دوسرے اصلی گواہ کے قائم مقام ہیں یوں تین شخصوں نے گواہی دی یہ مقبول ہے۔ اور اگر ایک اصلی گواہ نے دو شخصوں کو اپنی جگہ کیا دوسرے اصلی نے بھی اُنھیں دونوں کو اپنی جگہ پر کیا بلکہ فرض کرو بہت سے لوگ گواہ تھے اور سب نے انھیں دونوں کو اپنے اپنے قائم مقام کیا یہ درست ہے یعنی اِنھیں دونوں کی گواہی سب کی جگہ پر قرار پائے گی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶ گواہ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ گواہ اصل کسی دوسرے شخص کو جس کو اپنے قائم مقام کرنا چاہتا ہے خطاب کر کے یہ کہے تم میری اس گواہی پر گواہ ہو جاؤ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ مثلاً زید کے عمرو کے ذمہ اتنے روپے ہیں۔ یا یوں کہے میں گواہی دیتا ہوں کہ زید نے میرے سامنے یہ اقرار کیا ہے اور تم میری اس گواہی کے گواہ ہو جاؤ۔ غرض اصلی گواہ اس وقت اُس طرح گواہی دے گا جس طرح قاضی کے سامنے گواہی ہوتی ہے اور فرع کو[4] اس پر گواہ بنائے گا اور فرع اس کو قبول کرے بلکہ فرع نے سکوت کیا جب بھی شاہد کے قائم مقام ہو جائے گا اور اگر انکار کر دے گا کہہ دے گا کہ تمھاری جگہ گواہ ہونے کو مَیں قبول نہیں کرتا تو گواہی رد ہو گئی یعنی اب اُس کی جگہ گواہی نہیں دے سکتا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۷ شاہد فرع قاضی کے پاس یوں گواہی دے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں شخص نے مجھے اپنی فلاں گواہی پر گواہ بنایا تھا اور مجھ سے کہا تھا کہ تم میری اس شہادت پر گواہ ہو جاؤ۔ اور اس سے مختصر عبارت یہ ہے کہ اصل گواہ کہے تم میری اس گواہی پر گواہ ہو جاؤ اور فرع یہ کہے میں فلاں شخص کی اس شہادت کی شہادت دیتا ہوں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۸ شاہد فرع کو معلوم ہے کہ اصلی گواہ عادل نہیں ہے بلکہ اگر اُس کا عادل وغیر عادل ہونا کچھ معلوم نہ ہو تو اُس کی جگہ پر گواہی نہ دینا چاہیے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۹ دوسرے کو اپنی جگہ گواہ بنانا چاہتا ہو تو یہ کرنا چاہیے کہ طالب و مطلوب[8] دونوں کو سامنے بلا کر شاہد فرع[9]

---

1 ......دو گواہ ہیں۔
2 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الشھادات، باب الحادی عشرفی الشھادۃ علی الشھادۃ، ج۳، ص۵۲۴.
3 ......المرجع السابق، ص۵۲۳، ۵۲۴.
4 ......قائم مقام گواہ کو۔
5 ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الشھادۃ علی الشھادۃ، ج۸، ص۲۵۸.
6 ......المرجع السابق.
7 ......المرجع السابق، ص۲۵۹.
8 ......یعنی مدعی اور مدعی علیہ۔
9 ......قائم مقام گواہ۔

کے سامنے دونوں کی طرف اشارہ کرکے شہادت دے مثلاً اس شخص نے اس شخص کے لیے اس چیز کا اقرار کیا ہے اور اگر طالب و مطلوب موجود نہ ہوں تو نام ونسب کے ساتھ شہادت دے یعنی فلاں بن فلاں بن فلاں اور شاہد فرع جب قاضی کے پاس شہادت دے تو شاہد اصل کا نام اور اُس کے باپ دادا کے نام ضرور ذکر کرے اور ذکر نہ کرے تو گواہی مقبول نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: گواہانِ فرع اگر اصلی گواہ کی تعدیل کریں[2] یہ درست ہے جس طرح دو گواہوں میں سے ایک دوسرے کی تعدیل کرسکتا ہے اور اگر فرع نے تعدیل نہیں کی تو قاضی خود نظر کرے اور دیکھے کہ عادل ہے یا نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: چند امور ایسے ہیں جن کی وجہ سے فرع کی شہادت باطل ہوجاتی ہے۔

(۱) اصلی گواہ نے گواہی دینے سے منع کردیا۔ (۲) اصلی گواہ خود قابل قبول شہادت نہ رہا مثلاً فاسق ہوگیا گونگا ہوگیا اندھا ہوگیا۔ (۳) اصل گواہ نے شہادت سے انکار کردیا مثلاً ہم واقعہ کے گواہ نہیں یا ہم نے اُن لوگوں کو گواہ نہیں بنایا یا ہم نے گواہ بنایا مگر یہ ہماری غلطی ہے۔ (۴) اگر اصول[4] خود قاضی کے پاس فیصلہ کے قبل حاضر ہوگئے تو فروع کی شہادت پر فیصلہ نہیں ہوگا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: شاہد اصل نے دوسروں کو اپنے قائم مقام گواہ کردیا اس کے بعد اصل ایسی حالت میں ہوگیا کہ اُس کی گواہی جائز نہیں اس کے بعد پھر ایسے حال میں ہوا کہ اب گواہی جائز ہے مثلاً فاسق ہوگیا تھا پھر تائب ہوگیا اس کے بعد فرع نے شہادت دی یہ گواہی جائز ہے۔ یوہیں اگر دونوں فرع نا قابل شہادت ہوگئے پھر قابل شہادت ہوگئے اور اب شہادت دی یہ بھی جائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: قاضی نے اگر فرع کی شہادت اس وجہ سے رد کی ہے کہ اصل متہم ہے تو نہ اصل کی قبول ہوگی نہ فرع کی اور اگر اس وجہ سے رد کی کہ فرع میں تہمت ہے تو اصل کی شہادت قبول ہوسکتی ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: فروع[8] یہ کہتے ہیں اصول نے ہم کو فلاں بن فلاں پر شاہد کیا تھا ہم اس کی شہادت دیتے ہیں مگر ہم اُس کو پہچانتے نہیں اس صورت میں مدعی کے ذمہ یہ لازم ہے کہ گواہوں سے ثابت کرے کہ جس کے متعلق شہادت گزری ہے یہ شخص ہے۔[9] (عالمگیری) فرض کرو ایک عورت کے مقابل میں نام ونسب کے ساتھ گواہی گزری مگر گواہوں نے کہہ دیا ہم

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الحادی عشر فی الشهادة علی الشهادة، ج۳، ص۵۲٤.

2 ...... یعنی قائم مقام گواہ اصلی گواہ کا عادل و گواہی کے قابل ہونا بتائیں۔

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب الشهادة علی الشهادة ج۸، ص۲۵۹.

4 ...... یعنی اصلی گواہ۔

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الحادی عشر فی الشهادة علی الشهادة، ج۳، ص۵۲۵.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... المرجع السابق ۵۲۵، ۵۲٦.

8 ...... قائم مقام گواہ۔

9 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الشهادات، الباب الحادی عشر فی الشهادة علی الشهادة، ج۳، ص۵۲٦.

اُس کو پہچانتے نہیں اور مدعی ایک عورت کو پیش کرتا ہے کہ یہ وہی عورت ہے بلکہ خود عورت بھی اقرار کرتی ہے کہ ہاں میں ہی وہ ہوں یہ کافی نہیں بلکہ مدعی کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا کہ یہی وہ عورت ہے بلکہ اگر مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہو کہ یہ نام ونسب دوسرے شخص کے بھی ہیں اُس سے قاضی ثبوت طلب کرے گا اگر ثبوت ہو جائے گا دعویٰ خارج۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۵ جس نے جھوٹی گواہی دی قاضی اُس کی تشہیر کرے گا یعنی جہاں کا وہ رہنے والا ہے اُس محلّہ میں ایسے وقت آدمی بھیجے گا کہ لوگ کثرت سے مجتمع ہوں وہ شخص قاضی کا یہ پیغام پہنچائے گا کہ ہم نے اسے جھوٹی گواہی دینے والا پایا تم لوگ اس سے بچو اور دوسرے لوگوں کو بھی اس سے پرہیز کرنے کو کہو۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۶ جھوٹی گواہی کا ثبوت گواہوں سے نہیں ہوسکتا کیونکہ نفی کے متعلق گواہی نہیں ہوسکتی بلکہ اس کا ثبوت صرف گواہ کے اقرار سے ہوسکتا ہے خواہ اُس نے خود قاضی کے یہاں اقرار کیا ہو یا قاضی کے پاس اُس کے اقرار کے متعلق گواہ پیش ہوئے۔[3] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۱۷ اگر گواہی رد کردی گئی کسی تہمت کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ شہادت و دعوے میں مخالفت تھی یا اس وجہ سے کہ دونوں شہادتوں میں باہم مخالفت تھی اس کو جھوٹا گواہ قرار دیکر تعزیر نہیں کریں گے کیا معلوم کہ یہ جھوٹا ہے یا مدعی جھوٹا ہے یا اس کا ساتھی دوسرا گواہ جھوٹا ہے۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۸ اگر فاسق نے جھوٹی گواہی دی اور اُس کا جھوٹ ثابت ہوگیا پھر تائب ہوگیا تو اب اُس کی گواہی مقبول ہے کہ اس کا سبب فسق تھا وہ زائل ہوگیا اور اگر عادل یا مستور الحال نے جھوٹی گواہی دی پھر تائب ہوگیا تو بعد توبہ بھی اُس کی گواہی ہمیشہ کے لیے مردود ہے[5] مگر فتویٰ قول امام ابو یوسف پر ہے کہ اگر تائب ہو جائے اور قاضی کے نزدیک اُس کی گواہی قابلِ اطمینان ہو جائے تو اب مقبول ہے۔[6] (درمختار)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الشھادۃ علی الشھادۃ، ج۸، ص ۲۶۱ .

2 ......"الھدایۃ"، کتاب الشھادات، باب الشھادۃ علی الشھادۃ، ج ۲، ص ۱۳۱ .

3 ......"الھدایۃ"، کتاب الشھادات، باب الشھادۃ علی الشھادۃ، ج ۲، ص ۱۳۱ .

و"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الشھادۃ علی الشھادۃ، ج۸، ص۲۶۳ .

4 ......"البحرالرائق"، کتاب الشھادات، باب الشھادۃ علی الشھادۃ، ج۷، ص ۲۱۲ .

5 ......نامقبول ہے۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الشھادۃ علی الشھادۃ، ج۸، ص ۲۶۲ .

گواہی سے رجوع کرنے کا بیان

گواہی سے رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود کہے کہ میں نے اپنی شہادت سے رجوع کیا یا اس کے مثل دوسرے الفاظ کہے اور اگر گواہی سے انکار کرتا ہے کہتا ہے میں نے گواہی دی ہی نہیں تو اس کو رجوع نہیں کہیں گے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱ اگر فیصلہ سے قبل رجوع کیا ہے تو قاضی اس کی گواہی پر فیصلہ ہی نہیں کرے گا کیونکہ اس کے دونوں قول متناقض ہیں[2] کیا معلوم کونسا قول سچا ہے اور اس صورت میں گواہ پر تاوان واجب نہیں کہ اُس نے کسی کو نقصان نہیں پہنچایا ہے جس کا تاوان دے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۲ اگر فیصلہ کے بعد رجوع کیا تو جو فیصلہ ہو چکا وہ توڑا نہیں جائے گا بخلاف اُس صورت کے کہ گواہ کا غلام ہونا یا محدود فی القذف ہونا ثابت ہو جائے کہ یہ فیصلہ ہی صحیح نہیں ہوا اور اس صورت میں مدعی نے جو کچھ لیا ہے واپس کرے اور اس صورت میں گواہوں پر تاوان نہیں کہ یہ غلطی قاضی کی ہے کیونکہ ایسے لوگوں کی شہادت پر فیصلہ کیا جو قابلِ شہادت نہ تھے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳ رجوع کے لیے شرط یہ ہے کہ مجلس قاضی میں رجوع کرے خواہ اُسی قاضی کی کچہری میں رجوع کرے جس کے یہاں شہادت دی ہے یا دوسرے قاضی کے یہاں لہٰذا اگر مدعیٰ علیہ جس کے خلاف اُس نے گواہی دی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ گواہ نے غیر قاضی کے پاس رجوع کیا اور اس پر گواہ پیش کرنا چاہتا ہے یا اُس گواہ رجوع کرنے والے پر حلف دینا چاہتا ہے یہ قبول نہیں کیا جائے گا کہ اُس کا دعویٰ ہی غلط ہے۔ ہاں اگر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اُس نے کسی قاضی کے پاس رجوع کیا ہے یا رجوع کا اقرار غیر قاضی کے پاس کیا ہے اور وہ کہتا ہے مجھے تاوان دلایا جائے کیونکہ اُس کی غلط گواہی سے میرے خلاف فیصلہ ہوا ہے اور رجوع یا اقرار رجوع پر گواہ پیش کرنا چاہتا ہے تو گواہ لیے جائیں گے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۴ فیصلہ کے بعد گواہوں نے رجوع کیا تو جس کے خلاف فیصلہ ہوا ہے گواہ اُس کو تاوان دیں کہ اُس کا جو کچھ نقصان ہوا ان گواہوں کی بدولت ہوا ہے مدعی سے وہ چیز نہیں لی جا سکتی کہ اُس کے موافق فیصلہ ہو چکا ان کے رجوع کرنے سے اُس پر اثر نہیں پڑتا۔[6] (ہدایہ وغیرہا)

1 ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب الرجوع عن الشهادة، ج٨، ص٢٦٤.
2 ......یعنی اس کے دونوں قول ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔
3 ......"الهداية"، كتاب الرجوع عن الشهادة، ج٣، ص١٣٢.
4 ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب الرجوع عن الشهادة، ج٨، ص٢٦٥.
5 ......المرجع السابق، ص٢٦٤.
6 ......"الهداية"، كتاب الرجوع عن الشهادة، ج٢، ص١٣٢، وغيرها.

مسئلہ ۵ تاوان کے بارے میں اعتبار اُس کا ہوگا جو باقی رہ گیا ہو اُس کا اعتبار نہیں جو رجوع کر گیا مثلاً دو گواہ تھے ایک نے رجوع کیا نصف تاوان دے اور تین گواہ تھے ایک نے رجوع کیا کچھ تاوان نہیں کہ اب بھی دو باقی ہیں اور اگر ان میں سے پھر ایک رجوع کر گیا تو نصف تاوان دونوں سے لیا جائے گا اور تیسرا بھی رجوع کر گیا تو تینوں پر ایک ایک تہائی۔ ایک مرد، دو عورتیں گواہ تھیں ایک عورت نے رجوع کیا چوتھائی تاوان اس کے ذمہ ہے اور دونوں نے رجوع کیا تو دونوں پر نصف اور اگر ایک مرد، دس عورتیں گواہ تھیں ان میں آٹھ رجوع کر گئیں تو کچھ تاوان نہیں اور نویں بھی رجوع کر گئی تو اب ان نو پر ایک چوتھائی تاوان ہے اور سب رجوع کر گئے یعنی ایک مرد اور دسوں عورتیں تو چھٹا حصہ مرد اور باقی پانچ حصے دسوں عورتوں پر یعنی بارہ حصے تاوان کے ہوں گے ہر ایک عورت ایک ایک حصہ دے اور مرد، دو حصے۔ دو مرد اور ایک عورت نے گواہی دی تھی اور سب رجوع کر گئے تو عورت پر تاوان نہیں کہ ایک عورت گواہ ہی نہیں۔[1] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۶ نکاح کی شہادت دی اس کی تین صورتیں ہیں مہر مثل کے ساتھ یا مہر مثل سے زاید یا کم کے ساتھ۔ اور تینوں صورتوں میں مدعی نکاح مرد ہے یا عورت یہ کل چھ صورتیں ہوئیں۔ مرد مدعی ہے جب تو رجوع کرنے کی تینوں صورتوں میں تاوان نہیں۔ اور عورت مدعی ہے اور مہر مثل سے زیادہ کے ساتھ نکاح ہونا گواہوں نے بیان کیا ہے تو جتنا مہر مثل سے زائد ہے وہ تاوان میں واجب ہے باقی دو صورتوں میں کچھ تاوان نہیں۔[2] (ہدایہ)

مسئلہ ۷ گواہوں نے عورت کے خلاف یہ گواہی دی کہ اس نے اپنے پورے مہر پر یا اُس کے جز پر قبضہ کر لیا پھر رجوع کیا تو تاوان دینا ہوگا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۸ قبل دخول طلاق کی شہادت دی اور قاضی نے طلاق کا حکم دے دیا اس کے بعد گواہوں نے رجوع کیا تو نصف مہر کا تاوان دینا پڑے گا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۹ بیع کی گواہی دی پھر رجوع کر گئے اگر واجبی قیمت[5] پر بیع ہونا بتایا تو تاوان کچھ نہیں مدعی بائع ہو یا مشتری

---

1 ...... "الهداية"، كتاب الرجوع عن الشهادة، ج ۲، ص ۱۳۲، ۱۳۳، وغيرها.

2 ...... "الهداية"، كتاب الرجوع عن الشهادة، ج ۲، ص ۱۳۳.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب الرجوع عن الشهادة، ج ۸، ص ۲٦۸.

4 ...... "الهداية"، كتاب الرجوع عن الشهادة، ج ۲، ص ۱۳۳.

5 ...... رائج قیمت، لاگو قیمت۔

اوراصلی قیمت سے زیادہ پر بیع ہونا بتایا اور مدعی بائع ہے تو بقدر زیادتی تاوان واجب ہے اور بائع مدعی نہ ہوتو تاوان نہیں۔ اور واجبی قیمت سے کم کی شہادت دی پھر رجوع کیا تو واجبی قیمت سے جو کچھ کم ہے اُس کا تاوان دے یہ اُس صورت میں ہے کہ مدعی مشتری ہو اور بائع مدعی ہوتو کچھ نہیں۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۰ بیع کی شہادت دی اور اس کی بھی کہ مشتری نے بائع کو ثمن دے دیا اور رجوع کیا اگر ایک ہی شہادت میں بیع اور ادائے ثمن دونوں کی گواہی دی ہے کہ زید نے عمرو سے فلاں چیز اتنے میں خریدی اور ثمن ادا کر دیا اس صورت میں قیمت کا تاوان ہے یعنی اُس چیز کی واجبی قیمت[2] جو ہو وہ تاوان ہے اور اگر دونوں باتوں کی گواہی دو شہادتوں میں دی ہے تو ثمن کا تاوان ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۱ بائع کے خلاف یہ گواہی دی کہ اُس نے یہ چیز دو ہزار میں ایک سال کی میعاد پر بیچی ہے اور چیز کی واجبی قیمت ایک ہزار ہے اور گواہوں نے رجوع کیا تو بائع کو اختیار ہے گواہوں سے اس وقت کی قیمت کا تاوان لے یعنی ایک ہزار یا مشتری سے سال بھر بعد دو ہزار لے ان دونوں صورتوں میں جو صورت اختیار کرے گا دوسرا بری ہو جائے گا مگر گواہوں سے اُس نے ایک ہزار لے لیے تو گواہ مشتری سے ثمن یعنی دو ہزار وصول کریں گے اور اس میں سے ایک ہزار صدقہ کر دیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲ بیع بات اور بیع بالخیار دونوں کا ایک حکم ہے یعنی اگر گواہوں نے یہ شہادت دی کہ اس نے یہ چیز واجبی قیمت سے کم پر بیع کی ہے اور اس کو خیار ہے اگرچہ اب بھی مدت خیار باقی ہو اور فرض کرو قاضی نے فیصلہ بیع بالخیار کا کر دیا اور اندرون مدت بائع نے بیع کو فسخ نہیں کیا[5] اور گواہوں نے رجوع کیا تو تاوان واجب ہوگا۔ ہاں اگر اندرون مدت بائع نے بیع کو جائز کر دیا تو گواہوں سے ضمان ساقط ہو جائے گا۔[6] (ہدایہ، فتح القدیر)

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب الرجوع عن الشهادة ج٨، ص٢٦٨، وغيره.

2 ......بازار میں رائج قیمت۔

3 ......"الدرالمختار"، كتاب الشهادات، باب الرجوع عن الشهادة، ج٨، ص٢٦٩.

4 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الشهادات، باب الرجوع عن الشهادة، ج٨، ص٢٦٩.

5 ......ختم نہیں کیا۔

6 ......"الهداية"، كتاب الرجوع عن الشهادة، ج٢، ص١٣٣.

و"فتح القدير"، كتاب الرجوع عن الشهادة، ج٦، ٥٤٤، ٥٤٥.

مسئلہ ۱۳ دو گواہوں نے قبل دخول[1] تین طلاق کی شہادت دی اور ایک گواہ نے ایک طلاق قبل دخول کی شہادت دی اورسب رجوع کر گئے تو تاوان اُن پر ہے جنھوں نے تین طلاق کی گواہی دی ہے اُس پر نہیں ہے جس نے ایک طلاق کی گواہی دی اور اگر وطی یا خلوت کے بعد طلاق کی شہادت دی پھر رجوع کیا تو کچھ تاوان واجب نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۴ دو گواہوں نے طلاق قبل الدخول کی شہادت دی اور دو نے دخول کی پھر یہ سب رجوع کر گئے دخول کے گواہوں پر مہر کے تین ربع[3] کا تاوان ہے اور طلاق کے گواہوں پر ایک ربع کا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۵ اصلی گواہوں نے دوسرے لوگوں کو اپنے قائم مقام کیا تھا فروع نے رجوع کیا تو ان پر تاوان واجب ہے اور اگر فیصلہ کے بعد اصلی گواہوں نے یہ کہا کہ ہم نے فروع کو اپنی گواہی پر شاہد بنایا ہی نہ تھا یا ہم نے غلطی کی کہ ان کو گواہ بنایا تو اس صورت میں تاوان واجب نہیں نہ اصول پر نہ فروع پر۔ یوہیں اگر فروع نے یہ کہا کہ اصول نے جھوٹ کہا یا غلطی کی تو تاوان نہیں۔ اور اگر اصول و فروع سب رجوع کر گئے تو تاوان صرف فروع پر ہے اصول پر نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۶ تزکیہ کرنے والے[6] جنھوں نے گواہ کی تعدیل کی تھی یہ بتایا تھا کہ یہ قابل شہادت ہے رجوع کر گئے اگر علم تھا کہ یہ قابلِ شہادت نہیں ہے مثلاً غلام ہے اور تزکیہ کر دیا تو تاوان دینا ہوگا اور اگر دانستہ[7] نہیں کیا ہے بلکہ غلطی سے تزکیہ کر دیا تو تاوان نہیں۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۱۷ دو گواہوں نے تعلیق کی گواہی دی مثلاً شوہر نے یہ کہا ہے اگر تو اس گھر میں گئی تو تجھ کو طلاق ہے یا مولےٰ نے کہا اگر یہ کام کروں تو میرا غلام آزاد ہے اور دو گواہوں نے یہ شہادت دی کہ شرط پائی گئی لہٰذا بی بی کو طلاق کا اور غلام کو آزاد ہونے کا حکم ہو گیا پھر یہ سب گواہ رجوع کر گئے تو تعلیق کے گواہ کو تاوان دینا ہوگا غلام آزاد ہوا ہے تو اُس کی قیمت اور عورت کو طلاق کا حکم ہوا اور قبل دخول ہے تو نصف مہر تاوان دیں۔[9] (ہدایہ)

---

1 ......یعنی ہمبستری سے پہلے۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الرجوع عن الشهادة، ج۸، ص۲۷۰.

3 ......تین چوتھائی۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الرجوع عن الشهادة، ج۸، ص۲۷۰.

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الرجوع عن الشهادة، ج۸، ص۲۷۱.

6 ......گواہوں کے قابل شہادت ہونے کی تحقیق کرنے والے۔

7 ......قصداً، جان بوجھ کر۔

8 ......"الدرالمختار"، کتاب الشهادات، باب الرجوع عن الشهادة، ج۸، ص۲۷۱.

9 ......"الهداية"، کتاب الرجوع عن الشهادة، ج۲، ص۱۳۴-۱۳۵.

مسئلہ ۱۸ دوگواہوں نے گواہی دی کہ مرد نے عورت کوطلاق سپرد کردی اور دو نے یہ گواہی دی کہ عورت نے اپنے کو طلاق دے دی پھر یہ سب رجوع کر گئے تو تاوان اُن پر ہے جو طلاق دینے کے گواہ ہیں اُن پرنہیں جو سپرد کرنے کے گواہ ہیں۔ یوہیں شہود احصان [1] پر رجوع کرنے سے دیت واجب نہیں کہ رجم کی علت زنا ہے اوراحصان محض شرط ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۹ عورت نے دعویٰ کیا کہ شوہر سے دس روپے ماہوار نفقہ پر میری مصالحت ہوگئی ہے شوہر کہتا ہے پانچ روپے ماہوار پر صلح ہوئی ہے عورت نے گواہوں سے دس روپے ماہوار پر صلح ہونا ثابت کیا اور قاضی نے فیصلہ دے دیا اس کے بعد گواہ رجوع کر گئے اگر عورت ایسی ہے کہ اس جیسی کا نفقہ دس روپے یا زیادہ ہونا چاہیے جب تو کچھ نہیں اور اگر ایسی نہیں ہے تو جو کچھ زیادہ اس گذشتہ زمانہ میں دیا گیا مثلاً پانچ روپے کی حیثیت تھی اور دلائے گئے دس روپے تو ماہوار پانچ روپے زیادہ دیے گئے لہٰذا فیصلہ کے بعد سے اب تک جو کچھ شوہر سے زیادہ لیا گیا ہے اُس کا تاوان گواہوں پر لازم ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰ قاضی نے شوہر پر دس روپے ماہوار نفقہ کے مقرر کردیے ایک برس کے بعد عورت نے مطالبہ کیا کہ آج تک مجھ کو میرا نفقہ نہیں وصول ہوا ہے شوہر نے دو گواہ پیش کردیے جنھوں نے شہادت دی کہ شوہر نے برابر ماہ بماہ نفقہ ادا کیا ہے قاضی نے اس گواہی کے موافق فیصلہ کردیا پھر گواہ رجوع کر گئے اُن کو اس پوری مدت کے نفقہ کا تاوان دینا ہوگا۔ اولاد یا کسی محرم [4] کا نفقہ قاضی نے مقرر کردیا اور اُس میں یہی صورت پیش آئی تو اُس کا بھی وہی حکم ہے۔[5] (عالمگیری)

وکالت کا بیان

انسان کو اللہ تعالیٰ نے مختلف طبائع عطا کیے ہیں کوئی قوی ہے اور کوئی کمزور بعض کم سمجھ ہیں اور بعض عقلمند ہر شخص میں خود ہی اپنے معاملات کو انجام دینے کی قابلیت نہیں نہ ہر شخص اپنے ہاتھ سے اپنے سب کام کرنے کے لیے طیار لہٰذا انسانی حاجت کا یہ تقاضا ہوا کہ وہ دوسروں سے اپنا کام کرائے۔ قرآن مجید نے بھی اس کے جواز کی طرف اشارہ کیا اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کا قول ذکر فرمایا۔

﴿ فَابْعَثُوْۤا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖۤ اِلَى الْمَدِیْنَةِ فَلْیَنْظُرْ اَیُّهَاۤ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْیَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ ﴾ [6]

---

1 ...... مرد یا عورت کا شادی ہونے کی گواہی دینے والے۔

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الشھادات، باب الرجوع عن الشھادۃ، ج۸، ص۲۸۲.

3 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الرجوع عن الشھادۃ، الباب الحادی عشر فی المتفرقات، ج۳، ص۵۵۷.

4 ...... ایسا قریبی رشتہ دار جس سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لیے حرام ہو۔

5 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الرجوع عن الشھادۃ، الباب الحادی عشر فی المتفرقات، ج۳، ص۵۵۷.

6 ...... پ۱۵، الکھف: ۱۹.

''اپنے میں سے کسی کو یہ چاندی دے کر شہر میں بھیجو وہاں سے حلال کھانا دیکھ کر تمھارے پاس لائے۔''

خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعض امور میں لوگوں کو وکیل بنایا، حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قربانی کا جانور خریدنے کے لیے وکیل کیا۔[1] اور بعض صحابہ کو نکاح کا وکیل کیا وغیرہ وغیرہ۔ اور وکالت کے جواز پر اجماع امت بھی منعقد لہٰذا کتاب و سنت و اجماع سے اس کا جواز ثابت۔ وکالت کے یہ معنیٰ ہیں کہ جو تصرف خود کرتا اُس میں دوسرے کو اپنے قائم مقام کر دینا۔[2]

مسئلہ ۱ یہ کہہ دیا کہ میں نے تجھے فلاں کام کرنے کا وکیل کیا یا میں یہ چاہتا ہوں کہ تم میری یہ چیز بیچ دو یا میری خوشی یہ ہے کہ تم یہ کام کر دو یہ سب صورتیں توکیل کی[3] ہیں۔ وکیل کا قبول کرنا صحت وکالت کے لیے ضروری نہیں یعنی اُس نے وکیل بنایا اور وکیل نے کچھ نہیں کہا یہ بھی نہیں کہ میں نے قبول کیا اور اُس کام کو کر دیا تو مؤکل پر لازم ہوگا۔ ہاں اگر وکیل نے رد کر دیا تو وکالت نہیں ہوئی فرض کرو ایک شخص نے کہا تھا کہ میری یہ چیز بیچ دو اُس نے انکار کر دیا اس کے بعد پھر بیع کر دی تو یہ بیع مؤکل پر لازم نہ ہوئی کہ یہ اُس کا وکیل نہیں بلکہ فضولی ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲ زید نے عمرو کو اپنی زوجہ کو طلاق دینے کے لیے وکیل کیا عمرو نے انکار کر دیا اب طلاق نہیں دے سکتا اور اگر خاموش رہا اور اُس کو طلاق دے دی تو طلاق ہوگئی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳ یہ ضروری ہے کہ وہ تصرف جس میں وکیل بناتا ہے معلوم ہو اور اگر معلوم نہ ہو تو سب سے کم درجہ کا تصرف یعنی حفاظت کرنا اس کا کام ہوگا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴ اس کے لیے شرط یہ ہے کہ توکیل اُسی چیز میں ہوسکتی ہے جس کو مؤکل خود کر سکتا ہو اور اگر کسی خاص وجہ سے مؤکل کا تصرف ممتنع ہوگیا اور اصل میں جائز ہو تو کیل درست ہے مثلاً مُحرِم[7] نے شکار بیع کرنے کے لیے غیر محرم کو وکیل کیا۔[8] (درمختار)

---

1 ......''سنن ابی داود''، کتاب البیوع، باب فی المضارب یخالف، الحدیث:۳۳۸٦، ج۳، ص۳۵۰.

2 ......''الدرالمختار''، کتاب الوکالة، ج۸، ص۲۷۳۔۲۷٦.

3 ......وکیل بنانے کی۔

4 ......''الفتاوی الھندیة''، کتاب الوکالة، الباب الاول فی بیان معناھا شرعاً...إلخ، ج۳، ص۵٦۰.

5 ......المرجع السابق.

6 ......المرجع السابق.

7 ......حج وعمرہ کی نیت سے احرام باندھنے والا مُحرِم کہلاتا ہے۔

8 ......''الدرالمختار''، کتاب الوکالة، ج۸، ص۲۷٦.

مسئلہ ۵ مجنون یا لایعقل بچہ[1] نے وکیل بنایا یہ توکیل مطلقاً صحیح نہیں اور سمجھ وال بچہ نے وکیل کیا اس کی تین صورتیں ہیں۔(۱) اُس چیز کا وکیل کیا جس کو خود نہیں کرسکتا ہے مثلاً زوجہ کو طلاق دینا۔غلام کو آزاد کرنا۔ہبہ کرنا۔صدقہ دینا یعنی ایسے تصرفات جن میں ضرر محض ہے ان میں توکیل صحیح نہیں۔(۲) اور اگر ایسے تصرفات میں وکیل کیا جو نفع محض ہیں یہ توکیل درست ہے مثلاً ہبہ قبول کرنا۔صدقہ قبول کرنا۔(۳) اور ایسے تصرفات میں وکیل کیا جن میں نفع وضرر دونوں ہوں جیسے بیع واجارہ وغیرہما اس میں ولی نے اجازت تجارت دی ہو تو توکیل صحیح ہے ورنہ ولی کی اجازت پر موقوف ہے اجازت دے گا صحیح ہوگی ورنہ باطل۔[2] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۶ مرتد نے کسی کو وکیل کیا یہ توکیل موقوف ہے اگر مسلمان ہوگیا نافذ ہے اور اگر قتل کیا گیا یا مر گیا یا دارالحرب میں چلا گیا تو توکیل باطل ہے اور اگر دارالحرب میں چلا گیا تھا پھر مسلمان ہو کر واپس ہوا اور قاضی نے اسکے دارالحرب چلے جانے کا حکم دے دیا تھا وہ توکیل باطل ہوچکی اور قاضی نے ابھی حکم نہیں دیا ہے کہ مسلمان ہو کر واپس آگیا توکیل باقی ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ مرتدہ عورت نے کسی کو وکیل بنایا یہ توکیل جائز ہے۔وکیل بنانے کے بعد معاذ اللہ مرتدہ ہوگئی یہ توکیل بدستور باقی ہے ہاں اگر مرتدہ عورت اپنے نکاح کا وکیل بنائے یہ توکیل باطل ہے اگر زمانۂ ارتداد میں[4] وکیل نے نکاح کر دیا یہ نکاح بھی باطل اور اگر مسلمان ہونے کے بعد وکیل نے اس کا نکاح کیا یہ نکاح صحیح ہے اور اگر وکیل نے اُس وقت نکاح کیا تھا جب وہ مسلمان تھی پھر معاذ اللہ مرتدہ ہوگئی پھر مسلمان ہوگئی اب وکیل نے اُس کا نکاح کیا یہ نکاح جائز نہیں ہے کہ توکیل باطل ہوگئی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۸ کافر کی کافر کے ذمہ شراب باقی ہے اُس نے مسلمان کو تقاضے کے لیے[6] وکیل کیا مسلمان کو ایسی وکالت قبول نہ کرنی چاہیے۔[7] (عالمگیری)

---

1 ......ناسمجھ بچہ۔

2 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوکالة،الباب الاول فی بیان معنا ھا شرعاً...إلخ،ج۳،ص ۵۶۱،وغیرہ.

3 ......المرجع السابق،ص ۵۶۱۔۵۶۲.

4 ......مرتد ہونے کے زمانے میں۔

5 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوکالة،الباب الاول فی بیان معنا ھا شرعاً...إلخ،ج۳،ص ۵۶۲.

6 ......مطالبے کے لیے، لینے کے لیے۔

7 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوکالة،الباب الاول فی بیان معنا ھا شرعاً...إلخ،ج۳،ص ۵۶۲.

مسئلہ ۹: باپ نے نابالغ بچہ کے لیے کسی چیز کے خریدنے یا بیچنے کا کسی کو وکیل کیا یہ توکیل درست ہے باپ کے وصی کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ بچے کے لیے چیز خریدنے یا بیچنے کا کسی کو وکیل بنا سکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: توکیل کے لیے وکیل کا عاقل ہونا شرط ہے یعنی مجنون یا اتنا چھوٹا بچہ جو لایعقل ہو وکیل نہیں ہوسکتا بلوغ اور حریت[2] اس کے لیے شرط نہیں یعنی نابالغ سمجھ وال کو اور غلام مجور[3] کو بھی وکیل بنا سکتے ہیں۔ وکیل نے بھنگ پی لی کہ عقل میں فتور[4] پیدا ہوگیا وہ اپنی وکالت پر نہ رہا یعنی اس حالت میں جو تصرف کرے گا وہ مؤکل پر نافذ نہیں ہوگا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: وکیل کو علم ہو جانا صحت توکیل کے لیے شرط نہیں فرض کرو اُس نے کسی کو وکیل کر دیا ہے اور اُس وقت وکیل کو خبر نہ ہوئی بعد کو وکیل نے معلوم کیا اور تصرف کیا یہ تصرف جائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: وکیل بنانے کے لیے وکیل کو علم ہو جانا اگرچہ شرط نہیں ہے مگر وہ وکیل اُس وقت ہوگا جب اُسے علم ہو جائے لہٰذا اگر غلام بیچنے یا زوجہ کو طلاق دینے کا وکیل کیا اور وکیل کو ابھی علم نہیں ہوا ہے بطور خود اُس وکیل نے غلام کو بیچ دیا یا اُس کی بی بی کو طلاق دے دی نہ بیع جائز ہوئی نہ طلاق۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: حقوق دو قسم ہیں حقوق العبد، حقوق اللہ۔

حقوق اللہ دو قسم ہیں۔ اُس میں دعویٰ شرط ہے یا نہیں۔ جن حقوق اللہ میں دعویٰ شرط ہے جیسے حدقذف، حدسرقہ ان کے اثبات کے لیے توکیل صحیح ہے۔ موکل موجود ہو یا غائب وکیل اس کا ثبوت پیش کرسکتا ہے اوران کا استیفا یعنی قذف میں درّے لگانا یا چوری میں ہاتھ کاٹنا اس کے لیے موکل کی موجودگی ضروری ہے۔ اور جن حقوق اللہ میں دعوے شرط نہیں جیسے حد زنا، حد شرب خمر[8] ان کے اثبات یا استیفا کسی میں توکیل جائز نہیں۔

حقوق العباد بھی دو قسم ہیں شبہہ سے ساقط ہوتے ہیں یا نہیں۔ اگر ساقط ہو جائیں جیسے قصاص اسکے اثبات کی توکیل صحیح

1. ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوکالة، الباب الاول فی بیان معنا ها شرعاً...إلخ، ج۳، ص۵۶۲.
2. ......آزادی یعنی غلام نہ ہونا۔
3. ......ایسا غلام جسے آقا نے تجارت کرنے سے روک دیا ہو۔
4. ......نقص، خرابی، خلل۔
5. ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوکالة، الباب الاول فی بیان معنا ها شرعاً...إلخ، ج۳، ص۵۶۱.
6. ......المرجع السابق، ص۵۶۳.
7. ......المرجع السابق.
8. ......شراب پینے کی سزا۔

ہے اور استیفا کی توکیل یعنی قصاص جاری کرنے کا وکیل بنانا یہ اگر موکل یعنی ولی کی موجودگی میں ہو تو درست ہے ورنہ نہیں۔ اور حقوق العبد جو شبہہ سے ساقط نہیں ہوتے ان سب میں وکیل بالخصومۃ [1] بنانا درست ہے وہ حق از قبیل دَین ہو [2] یا عین [3]۔ تعزیر کے اثبات اور استیفا دونوں کے لیے وکیل بنانا جائز ہے موکل موجود ہو یا غائب۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴ مباحات میں وکیل بنانا جائز نہیں جیسے جنگل کی لکڑی کاٹنا، گھاس کاٹنا، دریا یا کوئیں سے پانی بھرنا، جانور کا شکار کرنا، کان سے جواہر نکالنا جو کچھ ان سب میں حاصل ہوگا وہ سب وکیل کا ہے موکل اُس میں سے کسی شے کا حقدار نہیں۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵ وکیل بالخصومۃ میں خصم [6] کا راضی ہونا شرط ہے یعنی بغیر اُس کی رضامندی کے وکالت لازم نہیں اگر وہ رد کردے گا تو وکالت رد ہو جائے گی خصم یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ خود حاضر ہو کر جواب دے۔ خصم مدعی [7] ہو یا مدعی علیہ [8] دونوں کا ایک حکم ہے اور اگر موکل بیمار ہو کہ پیدل کچہری نہ جا سکتا ہو یا سواری پر جانے میں مرض کا اضافہ ہو جاتا ہو یا موکل سفر میں ہو یا سفر کا ارادہ رکھتا ہو یا عورت پردہ نشین ہو یا عورت حیض و نفاس والی ہو اور حاکم مسجد میں اجلاس کرتا ہو یا کسی دوسرے حاکم نے اُسے قید کر دیا ہو یا اپنا دعویٰ اچھی طرح بیان نہ کر سکتا ہو ان سب نے وکیل کیا تو وکالت بغیر رضامندی خصم لازم ہوگی۔ [9] (درمختار)

مسئلہ ۱۶ مدعی مدعیٰ علیہ میں سے ایک معزز ہے دوسرا کم درجہ کا ہے وہ معزز مقدمہ کی پیروی کے لیے وکیل کرتا ہے یہ عذر نہیں اس کی وجہ سے وکالت لازم نہ ہوگی اُس کا فریق کہہ سکتا ہے کہ وہ خود کچہری میں حاضر ہو کر جواب دہی کرے۔ [10] (درمختار)

مسئلہ ۱۷ خصم راضی ہو گیا تھا مگر ابھی دعوے کی سماعت نہیں ہوئی ہے اس رضامندی کو واپس لے سکتا ہے اور دعوے کی سماعت کے بعد واپس نہیں لے سکتا۔ [11] (درمختار)

---

1 ......مقدمے کا وکیل۔ 2 ......یعنی قرض کی قسم سے ہو۔ 3 ......یعنی کوئی مخصوص چیز۔

4 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب الاول فی بیان معناھا شرعاً...إلخ، ج۳، ص۵٦٣۔٥٦٤.

5 ......المرجع السابق، ص٥٦٤.

6 ......مدمقابل۔ 7 ......دعویٰ کرنے والا۔

8 ......جس پر دعویٰ کیا جاتا ہے۔

9 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، ج۸، ص٢٧٨.

10 ......المرجع السابق، ص٢٧٩. 11 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۱۸ عقد دو قسم کے ہیں بعض وہ ہیں جن کی اضافت[1] موکل[2] کی طرف کرنا ضروری نہیں خود اپنی طرف بھی اضافت کرے جب بھی موکل ہی کے لیے ہو جیسے بیع اجارہ اور بعض وہ ہیں جن کی اضافت موکل کی طرف کرنا ضروری ہے اگر اپنی طرف اضافت کردے تو موکل کے لیے نہ ہو بلکہ وکیل ہی کے لیے ہو جیسے نکاح کہ اس میں موکل کا نام لینا ضروری ہے اگر یہ کہہ دے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا تو اسی کا نکاح ہوگا موکل کا نہیں ہوگا۔ قسم اوّل کے حقوق کا تعلق خود وکیل سے ہوگا موکل سے نہیں ہوگا مثلاً بائع کا وکیل ہے تو تسلیم مبیع[3] اور قبض ثمن[4] وکیل کرے گا اور مشتری کا وکیل ہے تو ثمن دینا اور مبیع لینا اسی کا کام ہے مبیع میں استحقاق ہوا[5] تو مشتری وکیل سے ثمن واپس لے گا وہ بائع سے لے گا اور مشتری کے وکیل نے خریدا ہے تو یہ وکیل ہی بائع سے ثمن واپس لے گا یہ کام موکل یعنی مشتری کا نہیں اور مبیع میں عیب ظاہر ہوا تو اس میں جو کچھ کرنا پڑے خصومت وغیرہ[6] وہ سب وکیل ہی کا کام ہے۔[7] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۹ عقد کی اضافت اگر وکیل نے موکل کی طرف کردی مثلاً یہ کہا کہ یہ چیز تم سے فلاں شخص نے خریدی اس صورت میں عقد کے حقوق موکل سے متعلق ہوں گے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۲۰ موکل نے یہ شرط کردی کہ عقد کے حقوق کا تعلق وکیل سے نہ ہوگا بلکہ مجھ سے ہوگا یہ شرط باطل ہے یعنی باوجود اس شرط کے بھی وکیل ہی سے تعلق ہوگا۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۲۱ اس صورت میں حقوق کا تعلق اگرچہ وکیل سے ہے مگر ملک ابتدا ہی سے موکل کے لیے ہوتی ہے یہ نہیں کہ پہلے اُس چیز کا وکیل مالک ہو پھر اُس سے موکل کی طرف منتقل ہو لہٰذا غلام خریدنے کا اسے وکیل کیا تھا اس نے اپنے قریبی رشتہ دار کو جو غلام ہے خریدا آزاد نہیں ہوگا یا باندی[10] خریدنے کو کہا تھا اس نے اپنی زوجہ کو جو باندی ہے خریدا نکاح فاسد نہیں کہ وکیل ان کا مالک ہوا ہی نہیں اور موکل کے ذی رحم محرم کو خریدا آزاد ہو جائے گا اور موکل کی زوجہ کو خریدا نکاح فاسد ہو جائے گا۔[11] (درمختار)

---

1 ......نسبت یعنی منسوب کرنا۔
2 ......وکیل بنانے والا۔
3 ......یعنی فروخت شدہ چیز خریدار کو دینا۔
4 ......یعنی خریدار سے چیز کی مقرر کردہ قیمت لینا۔
5 ......جو چیز بیچی گئی ہے اس میں کسی کا حق ثابت ہوا۔
6 ......مقدمہ وغیرہ۔
7 ......"الهداية"، كتاب الوكالة، ج٣، ص١٣٧-١٣٨.
8 ......"الدرالمختار"، كتاب الوكالة، ج٨، ص٢٨١.
9 ......المرجع السابق.
10 ......لونڈی۔
11 ......"الدرالمختار"، كتاب الوكالة، ج٨، ص٢٨٢.

مسئلہ ۲۲ جس عقد کی موکل کی طرف اضافت ضروری ہے جیسے نکاح، خلع، دم عمد [1] سے صلح، انکار کے بعد صلح، مال کے بدلے میں آزاد کرنا، کتابت، ہبہ، تصدق [2]، عاریت، امانت رکھنا، رہن [3]، قرض دینا، شرکت، مضاربت کہ اگر ان کو موکل کی طرف نسبت نہ کرے تو موکل کے لیے نہیں ہوں گے ان میں عقد کے حقوق کا تعلق موکل سے ہوگا وکیل سے نہیں ہوگا۔ وکیل ان عقود میں [4] سفیر محض ہوتا ہے قاصد کی طرح کہ پیغام پہنچا دیا اور کسی بات سے کچھ تعلق نہیں لہٰذا نکاح میں شوہر کے وکیل سے مہر کا مطالبہ نہیں ہوسکتا عورت کے وکیل سے تسلیمِ زوجہ کا مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۲۳ وکیل سے چیز خریدی ہے موکل ثمن کا مطالبہ کرتا ہے مشتری انکار کرسکتا ہے کہہ سکتا ہے کہ میں نے تم سے نہیں خریدی جس سے خریدی اُس کو دام دوں گا مگر مشتری نے موکل کو دے دیا تو دینا صحیح ہے اگرچہ وکیل نے منع کر دیا ہو کہہ دیا ہو کہ مجھی کو دینا موکل کو نہ دینا۔ وکیل کے سامنے موکل کو دے یا اُس کی غیبت [6] میں ثمن ادا ہو جائے گا وکیل دوبارہ مطالبہ نہیں کر سکتا۔ [7] (ہدایہ، بحر)

مسئلہ ۲۴ وکیل کے مرجانے کے بعد وصی اس کے قائم مقام ہے موکل قائم مقام نہیں۔ [8] (بحر)

مسئلہ ۲۵ ایک شخص نے خریدنے کے لیے دوسرے کو وکیل کیا خریدنے سے پہلے یا بعد میں وکیل کو زرِ ثمن دے دیا کہ اسے ادا کر کے مبیع لاؤ وکیل نے روپیہ ضائع کر دیا اور وکیل خود تنگدست ہے اپنے پاس سے اس وقت روپیہ نہیں دے سکتا اس صورت میں بائع کو اختیار ہے کہ مبیع کو روک لے اُس پر قبضہ نہ دے جب تک ثمن وصول نہ کر لے مگر موکل سے ثمن کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور فرض کرو کہ موکل نہ ثمن دیتا ہے نہ مبیع پر قبضہ لیتا ہے تو قاضی ان دونوں کی رضامندی سے چیز کو بیع کر دے گا۔ [9] (بحرالرائق)

---

1 ......جان بوجھ کر کسی کو قتل کرنا۔

2 ......صدقہ کرنا۔

3 ......کسی کے پاس اپنی کوئی چیز گروی رکھنا۔

4 ......ان معاملات میں۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، ج۸، ص۲۸۲.

6 ......عدم موجودگی۔

7 ......"الھدایۃ"، کتاب الوکالۃ، ج۳، ص۱۳۸.

و"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، ج۷، ص۲۵۸.

8 ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، ج۷، ص۲۵۸.

9 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۲۶: وکیلِ بائع سے ایک چیز خریدی اور مشتری کا دَین موکل یا وکیل یا دونوں کے ذمہ ہے چاہتا یہ ہے کہ دام نہ دینا پڑے بقایا میں مجرا[1] کر دیا جائے[2] اگر موکل کے ذمہ دَین ہے تو محض عقد کرنے ہی سے مقاصہ یعنی ادلا بدلا ہو گیا اور اگر وکیل و موکل دونوں کے ذمہ ہے تو موکل کے دَین کے مقابلہ میں مقاصہ ہوگا وکیل کے نہیں اور تنہا وکیل پر دَین ہو تو اس سے بھی مقاصہ ہو جائے گا مگر وکیل پر لازم ہوگا کہ اپنے پاس سے موکل کو ثمن ادا کرے۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۷: وصی نے کسی کو یتیم کی چیز بیچنے کو کہا وکیل نے بیچ کر دام یتیم کو دے دیے یہ دینا جائز نہیں بلکہ وصی کو دے۔ بیع صرف میں وکیل کیا ہے وکیل نے عقد کیا اور موکل نے عوض پر قبضہ کیا یہ درست نہیں عقد صرف باطل ہو جائے گا کہ اس میں مجلس عقد میں عاقد کا قبضہ ضروری ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: کسی کو اس لیے وکیل کیا کہ وہ فلاں شخص سے یا کسی سے قرض لا دے یہ توکیل صحیح نہیں اور اگر اس لیے وکیل کیا ہے کہ میں نے فلاں سے قرض لیا ہے تو اُس پر قبضہ کر لے یہ توکیل صحیح ہے۔ اور قرض لینے کے لیے قاصد بنانا صحیح ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: وکیل کو کام کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا ہاں وکیل اس لیے کیا کہ یہ چیز فلاں کو دے دے وکیل کو دینا لازم ہے مثلاً کسی سے کہا یہ کپڑا فلاں شخص کو دے دینا اُس نے منظور کر لیا وہ شخص چلا گیا اس کو دینا لازم ہے۔ غلام آزاد کرنے پر وکیل کیا اور موکل غائب ہو گیا وکیل آزاد کرنے پر مجبور نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ جس کام کے لیے وکیل بنایا گیا ہے دوسرے کو اُس کا وکیل کر دے ہاں اگر موکل نے اُس کو یہ اختیار دیا ہو کہ خود کر دے یا دوسرے سے کرا دے تو وکیل بنا سکتا ہے یا وکیل کے وکیل نے کام کر لیا اُس کو موکل نے جائز کر دیا تو اب درست ہو گیا۔ وکیل سے کہہ دیا جو کچھ تو کرے منظور ہے وکیل نے وکیل کر لیا یہ توکیل درست ہے اور یہ وکیلِ ثانی موکل کا وکیل قرار پائے گا وکیل کا وکیل نہیں یعنی اگر وکیل اوّل مر جائے یا مجنون ہو جائے یا معزول کر دیا جائے تو اس کا اثر وکیل ثانی پر کچھ نہیں اور اگر وکیل اوّل نے ثانی کو معزول کر دیا معزول ہو جائے گا۔ اگر وکیل اوّل نے دوسرے کو وکیل بناتے

---

1 ...... قیمت۔　2 ...... کاٹ دیا جائے۔

3 ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالة، ج۷، ص۲۵۸.

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة، ج۸، ص۲۸۳.

5 ......المرجع السابق.

6 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوکالة، الباب الاول فی بیان معنا ها شرعاً...إلخ، ج۳، ص۵٦٦.

وقت یہ کہہ دیا کہ تو جو کرے گا جائز ہے اور اس وکیل دوم نے کسی کو وکیل کیا یہ درست نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: وکالت میں تھوڑی سی جہالت مضر نہیں مثلاً کہہ دیا ململ کا تھان[2] خرید دو۔ شروط فاسدہ سے وکالت فاسد نہیں ہوتی۔ اس میں شرط خیار نہیں ہوسکتی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: وکالتِ عقدلازم نہیں وکیل وموکل ہر ایک بغیر دوسرے کی موجودگی کے معزول کرسکتا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ موکل اگر وکیل کو معزول کرے تو جب تک وکیل کو خبر نہ ہو معزول نہیں یعنی اس درمیان میں جو تصرف[4] کرلے گا نافذ ہوگا موکل یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں معزول کرچکا ہوں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: وکیل کے قبضہ میں جو چیز ہوتی ہے وہ بطورِ امانت ہے یعنی ضائع ہو جانے سے ضمان واجب نہیں۔[6] (عالمگیری)

خرید و فروخت میں توکیل کا بیان

مسئلہ ۱: موکل نے یہ کہا کہ جو چیز مناسب سمجھو میرے لیے خریدلو یہ خریداری کی وکالت عامہ ہے جو کچھ بھی خریدے گا موکل انکار نہیں کرسکتا۔ یوہیں اگر یہ کہہ دیا کہ میرے لیے جو کپڑا چاہو خریدلو یہ کپڑے کے متعلق وکالت عامہ ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کسی خاص چیز کی خریداری کے لیے وکیل کیا ہو مثلاً یہ گائے یہ بکری یہ گھوڑا خرید دو۔ اس صورت کا حکم یہ ہے کہ وہی معین چیز جس کی خریداری کا وکیل کیا ہے خرید سکتا ہے اُس کے سوا دوسری چیز نہیں خرید سکتا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ نہ تعمیم ہے نہ تخصیص مثلاً یہ کہہ دیا کہ میرے لیے ایک گائے خرید دو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر جہالت تھوڑی سی ہو توکیل درست ہے اور جہالت فاحشہ ہو توکیل باطل[7]۔[8] (درمختار وغیرہ)

---

1. ......"الفتاوی الهندیه"، کتاب الوکالة،الباب الاول فی بیان معنا ها شرعاً...إلخ، ج٣، ص٥٦٦.
2. ......ایک قسم کے باریک سوتی کپڑے کا تھان۔
3. ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الوکالة،الباب الاول فی بیان معنا ها شرعاً...إلخ، ج٣، ص٥٦٧.
4. ......عمل دخل۔
5. ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الوکالة،الباب الاول فی بیان معنا ها شرعاً...إلخ، ج٣، ص٥٦٧، ٦٣٧.
6. ......المرجع السابق.
7. ......یعنی وکیل بنانا درست نہیں۔
8. ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج٨، ص٢٨٤، وغیره.

مسئلہ ۲ جب خریدنے کا وکیل کیا جائے تو ضرور ہے کہ اُس چیز کی جنس وصفت یا جنس وثمن بیان کردیا جائے تاکہ جہالت میں کمی پیدا ہو جائے۔ اگر ایسا لفظ ذکر کیا جس کے نیچے کئی جنسیں شامل ہیں مثلاً کہہ دیا چوپایہ خرید لاؤ یہ توکیل صحیح نہیں اگرچہ ثمن بیان کردیا گیا ہو کیونکہ اُس ثمن میں مختلف جنسوں کی اشیاء خرید سکتے ہیں اور اگر وہ لفظ ایسا ہے جس کے نیچے کئی نوعیں ہیں [1] تو نوع بیان کرے یا ثمن بیان کرے اور نوع یا ثمن بیان کرنے کے بعد وصف یعنی اعلیٰ، اوسط، ادنیٰ بیان کرنا ضرور نہیں۔ [2] (ہدایہ)

مسئلہ ۳ یہ کہا کہ میرے لیے گھوڑا خرید لاؤ یا تنزیب کا تھان [3] خرید لاؤ یہ توکیل صحیح ہے اگرچہ ثمن نہ ذکر کیا ہو کہ اس میں بہت کم جہالت ہے اور وکیل اس صورت میں ایسا گھوڑا یا ایسا کپڑا خریدے گا جو موکل کے حال سے مناسب ہو۔ غلام یا مکان خریدنے کو کہا تو ثمن ذکر کرنا ضروری ہے یعنی اس قیمت کا خریدنا یا نوع بیان کردے مثلاً حبشی غلام ورنہ توکیل صحیح نہیں یہ کہا کہ کپڑا خرید لاؤ یہ توکیل صحیح نہیں اگرچہ ثمن بھی بتا دیا ہو کہ یہ لفظ بہت جنسوں کو شامل ہے۔ [4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴ طعام خریدنے کے لیے بھیجا مقدار بیان کردی یا ثمن دے دیا تو عرف کا لحاظ کرتے ہوئے طیار کھانا لیا جائے گا گوشت روٹی وغیرہ۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۵ یہ کہا کہ موتی کا ایک دانہ خرید لاؤ یا یاقوت سرخ کا نگینہ خرید لاؤ اور ثمن ذکر کیا تو توکیل صحیح ہے ورنہ نہیں۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۶ گیہوں وغیرہ غلہ خریدنے کو کہا نہ مقدار ذکر کی کہ اتنے سیر یا اتنے مَن اور نہ ثمن ذکر کیا کہ اتنے کا یہ توکیل صحیح نہیں اور اگر بیان کردیا ہے تو صحیح ہے۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ گاؤں کے کسی آدمی نے یہ کہا میرے لیے فلاں کپڑا خرید لو اور ثمن نہیں بتایا وکیل وہ کپڑا خریدے جو گاؤں والے استعمال کرتے ہیں اور ایسا کپڑا خریدنا جو گاؤں والوں کے استعمال میں نہیں آتا ہو، ناجائز ہے یعنی موکل اُس کے لینے سے انکار کرسکتا ہے۔ [8] (عالمگیری)

---

1 ......یعنی کئی قسمیں ہیں۔

2 ......"الهداية"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج۲، ص۱۳۹.

3 ......باریک اور کلف دار سوتی کپڑے کا تھان۔

4 ......"الدرالمختار"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج۸، ص۲۸٤، وغيره.

5 ......المرجع السابق، ص۲۸۵.

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوكالة، الباب الثاني في التوكيل بالشراء، ج۳، ص۵۷٤.

7 ......المرجع السابق. 8 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۸: دلال[1] کو روپے دیے کہ اس کی میرے لیے چیز خرید دو اور چیز کا نام نہیں لیا اگر وہ کسی خاص چیز کی دلالی کرتا ہو تو وہی چیز مراد ہے ورنہ توکیل فاسد۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: توکیل میں موکل[3] نے کوئی قید ذکر کی ہے اُس کا لحاظ ضروری ہے اُس کے خلاف کرے گا تو خریداری کا تعلق موکل سے نہیں ہوگا ہاں اگر موکل کے خلاف کیا اور اُس سے بہتر کیا جس کو موکل نے بتایا تھا تو یہ خریداری موکل پر نافذ ہوگی وکیل سے کہا خدمت کے لیے یا روٹی پکانے کے لیے لونڈی خرید لاؤ یا فلاں کام کے لیے غلام خرید لاؤ کنیز[4] یا غلام ایسا خریدا جس کی آنکھیں نہیں یا ہاتھ پاؤں نہیں یہ خریداری موکل پر نافذ نہیں ہوگی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: موکل نے جو جنس متعین کی تھی وکیل نے دوسری جنس سے بیع کی موکل پر نافذ نہیں اگرچہ وہ چیز اُس کی بہ نسبت زیادہ کام کی ہے جس کو موکل نے کہا ہے مثلاً وکیل سے کہا تھا میرا غلام ہزار روپے کو بیچنا اُس نے ہزار اشرفی کو بیع کر دیا اور اگر وصف یا مقدار کے لحاظ سے مخالفت ہے تو دو صورتیں ہیں اس مخالفت میں موکل کا نفع ہے یا نقصان اگر نفع ہے موکل پر نافذ ہے مثلاً اُس نے ایک ہزار روپے میں بیچنے کو کہا تھا اس نے ڈیڑھ ہزار میں بیع کی اور نقصان ہے تو نافذ نہیں مثلاً نوسو میں بیع کی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: وکیل نے کوئی چیز خریدی اور اُس میں عیب ظاہر ہوا جب تک وہ چیز وکیل کے پاس ہو اُس کے واپس کرنے کا حق وکیل کو ہے اور اگر وکیل مر گیا تو اُس کے وصی یا وارث کا یہ حق ہے اور یہ نہ ہوں تو یہ حق موکل کے لیے ہے اور اگر وکیل نے وہ چیز موکل کو دیدی تو اب بغیر اجازت موکل وکیل کو پھیرنے کا حق نہیں ہے۔ یہی حکم وکیل بالبیع[7] کا ہے کہ جب تک مبیع کی تسلیم نہیں کی واپسی کا حق اس کو ہے۔ وکیل نے عیب پر مطلع ہو کر بیع سے رضامندی ظاہر کر دی تو اب وہ بیع وکیل پر لازم ہوگئی واپسی کا حق جاتا رہا اور موکل کو اختیار ہے چاہے اس بیع کو قبول کرلے اور انکار کر دے گا تو وکیل کی وہ چیز ہو جائے گی موکل سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔[8] (بحر، درمختار)

---

1 ......سودا طے کرانے والا، آڑھتی۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الوکالة، الباب الثانی فی التوکیل بالشراء، ج۳، ص۵۷٤.

3 ......وکیل بنانے والا۔ 4 ......لونڈی۔

5 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الوکالة، الباب الثانی فی التوکیل بالشراء، ج۳، ص۵۷٤، ۵۷۵.

6 ......المرجع السابق، ص۵۷۵.

7 ......فروخت کرنے کا وکیل۔

8 ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۷، ص۲٦۲.

و"الدرالمختار"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۸۵.

مسئلہ ۱۲ وکیل بالبیع نے چیز بیع کی مشتری[1] کو مبیع[2] کے عیب پر اطلاع ہوئی اگر مشتری نے ثمن وکیل کو دیا ہے تو وکیل سے واپس لے اور موکل کو دیا ہے تو موکل سے واپس لے اور مشتری نے وکیل کو دیا وکیل نے موکل کو دے دیا اس صورت میں بھی وکیل سے واپس لے گا۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۳ مشتری نے مبیع میں عیب پایا موکل اُس عیب کا اقرار کرتا ہے مگر وکیل منکر ہے مبیع واپس نہیں ہوسکتی کیونکہ عقد کے حقوق وکیل سے متعلق ہیں موکل اجنبی ہے اس کا اقرار کوئی چیز نہیں اور اگر وکیل اقرار کرتا ہے موکل انکار کرتا ہے وکیل پر واپسی ہوجائے گی پھر اگر وہ عیب اس قسم کا ہے کہ اتنے دنوں میں کہ موکل کے یہاں سے چیز آئی پیدا نہیں ہوسکتا جب تو چیز موکل پر واپس ہوجائے گی اور اگر وہ عیب ایسا ہے کہ اتنے دنوں میں پیدا ہوسکتا ہے تو وکیل کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا کہ یہ عیب موکل کے یہاں تھا اور اگر وکیل کے پاس گواہ نہ ہوں تو موکل پر قسم دے گا اگر قسم سے انکار کرے چیز واپس ہوگی اور قسم کھالے تو وکیل پر لازم ہوگی۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۴ وکیل نے بیع فاسد کے ساتھ چیز خریدی یا بیچی اگر موکل ثمن دے چکا ہے یا مبیع کی تسلیم کردی ہے اور ثمن وصول کرکے موکل کو دے چکا ہے بہرحال وکیل کو بیع فسخ کردینے کا اختیار[5] ہے اور ثمن موکل سے لیکر بائع کو واپس کردے کہ یہ فسخ بیع حق موکل کی وجہ سے نہیں ہے کہ اُس سے اجازت لے بلکہ حق شرع کی وجہ سے ہے۔[6] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۵ وکیل کو یہ اختیار ہے کہ جب تک موکل سے ثمن نہ وصول کرلے چیز اپنے قبضہ میں رکھے موکل کو نہ دے خواہ وکیل نے ثمن اپنے پاس سے بائع کو دے دیا ہو یا نہ دیا ہو یہ اُس صورت میں ہے کہ ثمن مؤجل نہ ہو اور اگر ثمن مؤجل ہو یعنی ادا کی کوئی میعاد مقرر ہو تو موکل کے حق میں بھی مؤجل ہوگیا یعنی جب تک میعاد پوری نہ ہو موکل سے مطالبہ نہیں کرسکتا۔ اگر بیع میں ثمن مؤجل نہ تھا بیع کے بعد بائع نے ثمن کے لیے کوئی میعاد مقرر کردی تو موکل پر مؤجل نہ ہوگا یعنی وکیل اسی وقت اُس سے مطالبہ کرسکتا ہے۔[7] (بحرالرائق)

---

1 ......خریدار۔ 2 ......بیچی ہوئی چیز۔

3 ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۶۲.

4 ......المرجع السابق.

5 ......سودا ختم کرنے کا اختیار۔

6 ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۶۳.

7 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۱۶: وکیل نے ہزار روپے میں چیز خریدی بائع نے وہ ہزار وکیل کو ہبہ کر دیے وکیل موکل سے پورے ہزار کا مطالبہ کرے گا اور اگر بائع نے پانسو ہبہ کر دیے تو یہ پانسو مؤکل سے ساقط ہوگئے بقیہ پانسو کا مطالبہ ہوگا اور اگر پہلے پانسو ہبہ کر دیے پھر پانسو ہبہ کئے پہلے پانسو موکل سے ساقط ہوگئے بعد والے پانسو کا وکیل مطالبہ کرسکتا ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۱۷: وکیل نے ثمن وصول کرنے کے لیے مبیع کو روک لیا اس کے بعد مبیع ہلاک ہوگئی تو وکیل کا نقصان ہوا موکل سے کچھ نہیں لے سکتا اور روکی نہیں تھی اور ہلاک ہوگئی تو مؤکل کا نقصان ہوا موکل کو ثمن دینا ہوگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: بیع صرف وسلم میں مجلسِ عقد میں[3] قبضہ ضروری ہے بدونِ قبضہ[4] جدا ہوجانا عقد کو باطل کر دیتا ہے اس سے مراد وکیل کی جدائی ہے موکل کے جدا ہونے کا اعتبار نہیں فرض کرو مؤکل بھی وہاں موجود تھا عقد کے بعد قبضہ سے پہلے موکل چلا گیا عقد باطل نہ ہوا اور وکیل چلا گیا باطل ہوگیا اگرچہ موکل موجود ہو۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: وکیل بالشرا[6] کو موکل نے روپے دیدیے تھے اُس نے چیز خریدی اور دام نہیں دیے وہ چیز موکل کو دے دی اور موکل کے روپے خرچ کر ڈالے اور بائع کو روپے اپنے پاس سے دیدیے یہ خریداری موکل ہی کے حق میں ہوگی اور اگر دوسرے روپے سے چیز خریدی مگر ادا کیے موکل کے روپے، تو خریداری وکیل کے حق میں ہوگی موکل کے لیے ضمان دینا ہوگا۔[7] (بحر)

مسئلہ ۲۰: وکیل بالشراء نے موکل سے ثمن نہیں لیا ہے تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ موکل سے ملے گا تب دوں گا اُسے اپنے پاس سے دینا ہوگا اور وکیل بالبیع نے چیز بیچ ڈالی اور ابھی دام نہیں ملے ہیں تو موکل سے کہہ سکتا ہے کہ مشتری دے گا تو دوں گا اُس کو اِس پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ اپنے پاس سے دیدے۔[8] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۱: وکیل بالبیع[9] نے موکل سے کہا کہ میں نے تمھارا کپڑا فلاں کے ہاتھ بیچ ڈالا میں اُس کی طرف سے تمھیں اپنے پاس سے دام دے دیتا ہوں تو متبرع[10] ہے مشتری سے نہیں لے سکتا اور اگر یہ کہا کہ میں تمھیں اپنے پاس سے دام دے دیتا

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ،باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲٦٣ .

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ ،باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۸٦ .

3 ......یعنی جہاں خرید وفروخت ہو رہی ہیں۔ 4 ......قبضہ کے بغیر۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ ،باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۸۷ .

6 ......چیز خریدنے کا وکیل۔

7 ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ،باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲٦٣ .

8 ......المرجع السابق.

9 ......کسی چیز کو فروخت کرنے کا وکیل۔ 10 ......احسان، بھلائی کرنے والا۔

ہوں مشتری کے ذمہ جو دام ہیں وہ میں لے لوں گا اس طرح دینا جائز نہیں جو کچھ موکل کو دیا اُس سے واپس لے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۲۲ آڑھتی[2] کے پاس لوگ اپنے مال رکھ دیتے ہیں اور بیچنے کو کہہ دیتے ہیں اُس نے چیز بیع کی اور اپنے پاس سے دام دے دیے کہ مشتری سے ملیں گے تو میں لے لوں گا مشتری مفلس ہو گیا اُس سے ملنے کی اُمید نہیں تو جو کچھ آڑھتی نے مال والوں کو دیا ہے اُن سے واپس لے سکتا ہے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۲۳ موکل نے وکیل کو ہزار روپے چیز خریدنے کے لیے دیے اُس نے چیز خریدی مگر ابھی بائع کو ثمن ادا نہیں کیا اور وہ روپے ضائع ہو گئے تو موکل کے ضائع ہوئے یعنی اُس کو دوبارہ دینا ہوگا اور اگر موکل نے پہلے روپے نہیں دیے ہیں وکیل کے خریدنے کے بعد دیے اور بائع کو ابھی دیے نہیں روپے ضائع ہو گئے تو وکیل کے ہلاک ہوئے اور اگر پہلے دے دیے تھے اور وکیل نے بائع کو نہیں دیے اور ہلاک ہو گئے تو وکیل موکل سے دوبارہ لے گا اور اس مرتبہ بھی ہلاک ہو گئے تو اب موکل سے نہیں لے سکتا اپنے پاس سے دینا ہوگا۔[4] (بحر)

مسئلہ ۲۴ غلام خریدنے کے لیے ہزار روپے کسی نے دیے تھے روپے گھر میں رکھ کر بازار گیا اور غلام خرید لایا بائع کو روپیہ دینا چاہتا ہے دیکھتا ہے کہ روپے چوری گئے اور غلام بھی اسی کے گھر مر گیا ایک طرف بائع آیا کہ روپیہ دو، دوسری طرف موکل آتا ہے کہتا ہے غلام لاؤ، اس کا حکم یہ ہے کہ موکل سے ہزار روپے لے کر بائع کو دے اور پہلے کے روپے اور غلام یہ ہلاک ہوئے موکل ان کا کوئی معاوضہ نہیں لے سکتا کہ امانت تھے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۲۵ ایک شخص سے کہا کہ ایک روپیہ کا پانچ سیر گوشت لا دو، وہ ایک روپیہ کا دس سیر گوشت لایا اور گوشت بھی وہ ہے جو بازار میں روپیہ کا پانچ سیر ملتا ہے موکل کو صرف پانچ سیر آٹھ آنے میں لینا ضروری ہے اور باقی گوشت وکیل کے ذمہ۔ اور اگر پاؤ آدھ سیر زائد لایا ہے مگر اتنے ہی میں جتنے میں موکل نے بتایا تھا تو یہ زیادتی موکل کے ذمہ لازم ہے اس کے لینے سے انکار نہیں کر سکتا اور اگر گوشت روپیہ کا پانچ سیر والا نہیں ہے بلکہ یہ گوشت روپیہ کا دس سیر بکتا ہے تو اس میں سے موکل کو کچھ لینا ضرور نہیں۔ یہی حکم ہر وزنی چیز کا ہے۔ اور اگر قیمی چیز ہو مثلاً یہ کہا کہ پانچ روپے کا ململ[6] کا تھان لاؤ وکیل پانچ روپے میں دو

1 ……"البحرالرائق"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۷، ص۲٦٤.

2 ……دلال یعنی وہ شخص جو کمیشن لیکر لوگوں کا مال بیچتا ہے۔

3 ……"البحرالرائق"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۷، ص۲٦٤.

4 ……المرجع السابق.

5 ……"الفتاوی الخانیة"، کتاب الوکالة، فصل فی التوکیل بالبیع والشراء، ج۲، ص۱٥٨.

6 ……ایک قسم کا باریک سوتی کپڑا۔

تھان لایا مگر تھان وہی ہے جو بازار میں پانچ کا آتا ہے تو موکل کو لینا لازم نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: ایک چیز معین کر کے کہا کہ یہ چیز میرے لیے خرید لاؤ مثلاً یہ بکری یہ گائے یہ بھینس تو وکیل کو وہ چیز اپنے لیے یا موکل کے علاوہ کسی دوسرے کے لیے خریدنا جائز نہیں اگر وکیل کی نیت اپنے لیے خریدنے کی ہے یا مونھ سے کہہ دیا کہ اس کو اپنے لیے یا فلاں کے لیے خریدتا ہوں جب بھی وہ چیز موکل ہی کے لیے ہے۔[2] (ہدایہ، بحر)

مسئلہ ۲۷: وکیل مذکور نے موکل کی موجودگی میں چیز اپنے لیے خریدی یعنی صاف طور پر کہہ دیا کہ اپنے لیے خریدتا ہوں یا ثمن جو کچھ اُس نے بتایا تھا اُس کے خلاف دوسری جنس کو ثمن کیا اُس نے روپیہ کہا تھا اس نے اشرفی[3] یا نوٹ سے وہ چیز خریدی یا موکل نے ثمن کی جنس کو معین نہیں کیا تھا اس نے نقود کے علاوہ دوسری چیز کے عوض میں خریدی یا اس نے خود نہیں خریدی بلکہ دوسرے کو خریدنے کے لیے وکیل کیا اور اُس نے اس کی عدم موجودگی میں خریدی ان سب صورتوں میں وکیل کی مِلک ہوگی موکل کی نہیں ہوگی اور اگر وکیل کے وکیل نے وکیل کی موجودگی میں خریدی تو موکل کی ہوگی۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۸: غیر معین چیز خریدنے کے لیے وکیل کیا تو جو کچھ خریدے گا وہ خود وکیل کے لیے ہے مگر دو صورتوں میں موکل کے لیے ہے ایک یہ کہ خریداری کے وقت اُس نے موکل کے لیے خریدنے کی نیت کی دوسری یہ کہ موکل کے مال سے خریدی یعنی عقد کو وکیل نے مال موکل کی طرف نسبت کیا مثلاً یہ چیز فلاں کے روپے سے خریدتا ہوں۔[5] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۲۹: عقد کو اپنے روپے کی طرف نسبت کیا تو اسی کے لیے ہے اور اگر عقد کو مطلق روپے سے کیا نہ یہ کہا کہ موکل کے روپے سے نہ یہ کہ اپنے روپے سے تو جو نیت ہو۔ اپنے لیے نیت کی تو اپنے لیے موکل کے لیے نیت کی تو موکل کے لئے۔ اور اگر نیتوں میں اختلاف ہے تو یہ دیکھا جائے گا کہ کس کے روپے اُس نے دیے اپنے دیے تو اپنے لیے خریدی ہے موکل کے دیے تو اُس کے لیے خریدی ہے۔[6] (بحر)

---

1. ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الوکالة،باب الوکالةبالبیع والشراء،ج۸،ص۲۸۷.
2. ......"الهداية"، کتاب الوکالة،باب الوکالة بالبیع والشراء،ج ۲،ص۱٤۱.
   و"البحرالرائق"، کتاب الوکالة،باب الوکالةبالبیع والشراء،ج۷،ص۲٦۸.
3. ......سونے کا سکہ۔
4. ......"الهداية"، کتاب الوکالة،باب الوکالة بالبیع والشراء،ج۲،ص۱٤۱.
5. ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الوکالة،باب الوکالةبالبیع والشراء،ج۸،ص۲۸۸.
   و"الهداية"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء،ج۲،ص۱٤۲.
6. ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالة،با ب الوکالةبالبیع والشراء،ج۷،ص ۲۷۰-۲۷۱.

مسئلہ ۳۰ وکیل وموکل میں اختلاف ہے وکیل کہتا ہے میں نے تمھارے (موکل کے) لیے خریدی ہے موکل کہتا ہے تم نے اپنے لیے خریدی ہے اس صورت میں موکل کا قول معتبر ہے جبکہ موکل نے روپیہ نہ دیا ہو اور اگر موکل نے روپیہ دے دیا ہو تو وکیل کا قول معتبر ہے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۳۱ معین غلام کی خریداری کا وکیل تھا پھر وکیل وموکل میں اختلاف ہوا اگر غلام زندہ ہے وکیل کا قول معتبر ہے موکل نے دام[2] دیے ہوں یا نہ دیے ہوں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۲ خریدار نے کہا یہ چیز میرے ہاتھ زید کے لیے بیچو اُس نے بیچی اس کے بعد خریدار یہ کہتا ہے کہ زید نے مجھے خریدنے کا حکم نہیں کیا تھا مقصود یہ ہے کہ اس کو میں خودلوں زید کو نہ دوں اگر زید لینا چاہتا ہے تو چیز لے لیگا اور خریدار کا انکار لغو وبیکار ہے۔ ہاں اگر زید بھی یہی کہتا ہے کہ میں نے اُسے حکم نہیں دیا تھا تو خریدار لے گا زید کو نہیں ملے گی مگر جب کہ باوجود اس کے کہ زید نے کہہ دیا ہے کہ میں نے اُس سے لینے کو نہیں کہا ہے خریدار نے وہ چیز زید کو دے دی اور زید نے لے لی تو اب زید کی ہوگئی اور یہ تعاطی کے طور پر[4] زید سے بیع ہوئی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۳ دو چیزیں خریدنے کے لیے حکم دیا خواہ دونوں معین ہوں یا غیر معین اور ثمن معین نہیں کیا ہے کہ اتنے میں خریدی جائیں وکیل نے ایک خریدی اگر یہ واجبی قیمت[6] میں خریدی ہے یا خفیف سی زیادتی کے ساتھ خریدی کہ اتنی زیادتی کے ساتھ لوگ خرید لیتے ہوں تو یہ بیع موکل کے لیے ہوگی اور اگر بہت زیادہ داموں کے ساتھ خریدی تو موکل کے لیے لینا ضرور نہیں۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۳۴ دو چیزیں خریدنے کے لیے وکیل کیا اور ثمن معین کر دیا ہے مثلاً ہزار روپے میں دونوں خریدو اور فرض کرو کہ دونوں قیمت میں یکساں ہیں وکیل نے ایک کو پانسو یا کم میں خریدا تو موکل پر نافذ ہے اور پانسو سے زیادہ میں خریدی اگرچہ تھوڑی ہی زیادتی ہو تو موکل پر نافذ نہیں مگر جب کہ دوسری باقی روپے میں موکل کے مقدمہ دائر کرنے سے پہلے خرید لے مثلاً پہلی ساڑھے

---

1 ...... "الهداية"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج٢، ص١٤١-١٤٢.

2 ...... روپے۔

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج٨، ص٢٨٩.

4 ...... ایجاب وقبول کے بغیر صرف لین دین سے۔

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج٨، ص٢٨٩-٢٩٠.

6 ...... بازار میں کسی چیز کی معین قیمت جس میں کمی بیشی نہیں کی جاتی۔

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج٨، ص٢٩٠.

پانسو میں خریدی اور دوسری ساڑھے چار سو میں کہ دونوں ایک ہزار میں ہوگئیں اب دونوں موکل پر لازم ہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۵ زید کا عمرو پر دَین[2] ہے زید نے عمرو سے کہا کہ تمھارے ذمہ جو میرے روپے ہیں اُن کے بدلے فلاں چیز معین میرے لیے خریدلو یا فلاں سے فلاں چیز خریدلو یعنی چیز معین کردی ہو یا بائع کو معین کردیا ہو یہ توکیل صحیح ہے عمرو خرید کر جب وہ روپیہ بائع کو دیدے گا زید کے دَین سے بری الذمہ ہوجائے گا زید نہ تو چیز کے لینے سے انکار کرسکتا ہے نہ اب دَین کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر نہ چیز کو معین کیا نہ بائع کو معین کیا اور مدیون[3] نے چیز خریدلی اور روپیہ ادا کردیا تو بریٔ الذمہ نہیں ہوا زید اس سے دَین کا مطالبہ کرسکتا ہے اور وہ چیز جو خریدی ہے مدیون کی ہے زید اُس کے لینے سے انکار کرسکتا ہے اور فرض کرو ہلاک ہوگئی تو مدیون کی ہلاک ہوئی زید سے تعلق نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۶ دائن[5] نے مدیون سے کہہ دیا کہ میرا روپیہ جو تمھارے ذمہ ہے اُسے خیرات کردو یہ کہنا صحیح ہے خیرات کردے گا تو دائن کی طرف سے ہوگا اب دَین کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ یوہیں مالک مکان نے کرایہ دار سے یہ کہا کہ کرایہ جو تمھارے ذمہ ہے اُس سے مکان کی مرمت کرادو اُس نے کرادی درست ہے کرایہ کا مطالبہ نہیں ہوسکتا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۷ ایک چیز ہزار روپے میں خریدنے کو کہا تھا اور روپے بھی دے دیے اُس نے خرید لی اور چیز بھی ایسی ہے جس کی واجبی قیمت ہزار روپے ہے وہ شخص کہتا ہے یہ پانسو میں تم نے خریدی ہے اور وکیل کہتا ہے نہیں میں نے ہزار میں خریدی ہے اس میں وکیل کا قول معتبر ہوگا اور اگر واجبی قیمت اُس کی پانسو ہی ہے تو موکل کا قول معتبر ہے اور اگر روپے نہیں دیے ہیں اور واجبی قیمت پانسو ہے جب بھی موکل کا قول معتبر ہے اور اگر واجبی قیمت ہزار ہے تو دونوں پر حلف دیا جائے گا اگر دونوں قسم کھا جائیں تو عقد فسخ ہوجائے گا[7] اور وہ چیز وکیل کے ذمہ لازم ہوجائے گی۔[8] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۳۸ موکل نے چیز کو معین کردیا ہے مگر ثمن نہیں معین کیا کہ کتنے میں خریدنا اور یہی اختلاف ہوا یعنی وکیل کہتا

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۹۰.

2 ......قرض۔　3 ......مقروض۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۹۰.

5 ......قرض دینے والا۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۹۰.

7 ......یعنی وکیل ومؤکل کے درمیان یہ معاملہ ختم ہوجائے گا۔

8 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۹۱.
و"البحرالرائق"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۷۷-۲۷۸.

ہے میں نے ہزار میں خریدی ہے موکل کہتا ہے پانسو میں خریدی ہے یہاں بھی دونوں پر حلف ہے [1] اگرچہ بائع وکیل کی تصدیق کرتا ہو کہ اس کی تصدیق کا کچھ لحاظ نہیں کیونکہ یہ اس معاملہ میں اجنبی ہے اور بعد حلف وہ چیز وکیل پر لازم ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۹: موکل یہ کہتا ہے میں نے تم سے کہا تھا کہ پانسو میں خریدنا اور وکیل کہتا ہے تم نے ہزار روپے میں خریدنے کو کہا تھا یہاں موکل کا قول معتبر ہے اور اگر دونوں گواہ پیش کریں تو وکیل کے گواہ معتبر ہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۰: ایک شخص سے کہا تھا کہ میری یہ چیز اتنے میں بیع کر دو اور اُس وقت اُس چیز کی اُتنی ہی قیمت تھی مگر بعد میں قیمت زیادہ ہوگئی تو وکیل کو اُتنے میں بیچنا اب درست نہیں یعنی نہیں بیچ سکتا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: خرید وفروخت واجارہ وبیع سلم وبیع صرف کا وکیل اُن لوگوں کے ساتھ عقد نہیں کرسکتا جن کے حق میں اس کی گواہی مقبول نہیں اگرچہ واجبی قیمت کے ساتھ عقد کیا ہو ہاں اگر موکل نے اس کی اجازت دے دی ہو کہہ دیا ہو کہ جس کے ساتھ تم چاہو عقد کرو تو ان لوگوں سے واجبی قیمت پر عقد کرسکتا ہے اور اگر موکل نے عام اجازت نہیں دی ہے اور واجبی قیمت سے زیادہ پر ان لوگوں کے ہاتھ چیز بیع کی تو جائز ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۴۲: وکیل کو یہ جائز نہیں کہ اُس چیز کو خود خریدلے جس کی بیع کے لیے اس کو وکیل کیا ہے یعنی یہ بیع ہی نہیں ہوسکتی کہ خود ہی بائع ہوا اور خود مشتری۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴۳: موکل نے اُن لوگوں سے بیع کی صریح لفظوں میں اجازت دے دی ہو جب بھی اپنی ذات یا نابالغ لڑکے یا اپنے غلام کے ہاتھ جس پر دَین نہ ہو بیع کرنا جائز نہیں۔[7] (بحرالرائق)

---

1 ......قسم ہے۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ،باب الوکالۃ بالبیع والشراء،ج۸،ص۲۹۲.

3 ......المرجع السابق.

4 ......"ردالمحتار"، کتاب الوکالۃ،باب الوکالۃ بالبیع والشراء،ج۸،ص۲۹۳.

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ،فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ،ج۸،ص۲۹۳.

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ،باب الوکالۃ بالبیع والشراء،ج۸،ص۲۸۸.

7 ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ،باب الوکالۃبالبیع والشراء،ج۷،ص۲۹۴.

مسئلہ ۴۴ وکیل کم یا زیادہ جتنی قیمت پر چاہے خرید وفروخت کرسکتا ہے جب کہ تہمت کی جگہ نہ ہواور موکل نے دام بتائے نہ ہوں[1] مگر بیع صرف میں غبن فاحش کے ساتھ بیع کرنا درست نہیں اور وکیل یہ بھی کرسکتا ہے کہ چیز کو غیر نقود کے بدلے میں بیع کرے۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۵ بیع کا وکیل چیز اُدھار بھی بیع کرسکتا ہے جب کہ موکل بطور تجارت چیز بیچنا چاہتا ہو اور اگر ضرورت و حاجت کے لیے بیع کرتا ہے مثلاً خانہ داری کی چیزیں ضرورت کے وقت بیچ ڈالتے ہیں اس صورت میں وکیل کو اُدھار بیچنا جائز نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۶ عورت نے سوت کات کر کسی کو بیچنے کے لیے دیا اُدھار بیچنا جائز نہیں غرض اگر قرینہ سے یہ ثابت ہو کہ موکل کی مراد نقد بیچنا ہے تو اُدھار بیچنا درست نہیں اور جہاں اُدھار بیچنا درست ہے اُس سے مراد اُتنے زمانہ کے لیے اُدھار بیچنا ہے جس کا رواج ہو اور اگر زمانہ طویل کردیا مثلاً عام طور پر لوگ ایک مہینے کی مدت دیتے تھے اس نے زیادہ کردی یہ جائز نہیں۔[4] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۴۷ موکل نے کہا اس چیز کو سو روپے میں اُدھار بیچ دینا اُس نے سو روپے نقد میں بیچ دی یہ جائز ہے اور اگر موکل نے دام نہ بتائے ہوں یہ کہا کہ اس کو اُدھار بیچنا وکیل نے نقد بیچ دی یہ جائز نہیں۔[5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۴۸ وکالت کو زمانہ یا مکان کے ساتھ مقید کرنا درست ہے یعنی موکل نے کہہ دیا کہ اسکو کل بیچنا یا خریدنا یا فلاں جگہ خریدنا یا بیچنا وکیل آج عقد نہیں کرسکتا نہ اس جگہ کے علاوہ دوسری جگہ کرسکتا ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴۹ وکیل سے کہا جاؤ بازار سے فلاں چیز فلاں شخص کی معرفت خرید لاؤ وکیل نے بغیر اُس کی معرفت کے خریدی یہ درست ہے یعنی اگر وہ چیز ضائع ہوگئی تو وکیل ضامن نہیں اور اگر یہ کہا تھا کہ بغیر اُس کی معرفت کے مت خریدنا وکیل نے بغیر معرفت خریدلی یہ جائز نہیں ہلاک ہوجائے تو وکیل کا نقصان ہے موکل سے تعلق نہیں۔[7] (درمختار)

---

1 ...... قیمت نہ بتائی ہو۔

2 ......"الدرالمختار"، كتاب الوكالة،فصل لايعقد وكيلُ البيع والشراء...إلخ، ج٨،ص٢٩٤،وغيره.

3 ......المرجع السابق،ص٢٩٥.

4 ......"البحرالرائق"، كتاب الوكالة،باب الوكالة بالبيع والشراء، ج٧،ص٢٩٤.

و"الدرالمختار" كتاب الوكالة،فصل لايعقد وكيلُ البيع والشراء...إلخ، ج٨،ص٢٩٥.

5 ......"البحرالرائق"، كتاب الوكالة،باب الوكالة بالبيع والشراء، ج٧،ص٢٨٤.

6 ......"الدرالمختار"، كتاب الوكالة،فصل لايعقد وكيلُ البيع والشراء...إلخ، ج٨،ص٢٩٦.

7 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۵۰: ایسی چیز بیچنے کے لیے وکیل کیا ہے جس میں بار برداری صَرف ہوگی [1] اور وکیل وموکل دونوں ایک ہی شہر میں ہیں تو اُس سے مراد اُسی شہر میں بیچنا ہے دوسرے شہر میں لے جانا جائز نہیں فرض کرو دوسری جگہ بار کرا کے لے گیا اور چوری گئی یا ضائع ہوگئی وکیل کو تاوان دینا ہوگا۔ اور اگر بار برداری کا صرفہ نہ ہوتا ہو اور موکل نے جگہ کی تعیین نہیں کی ہے تو اس شہر کی خصوصیت نہیں وکیل کو اختیار ہے جہاں چاہے لے جائے۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۱: موکل نے وکیل پر کوئی شرط کر دی ہے جو پوری طور پر مفید ہے وکیل کو اُس شرط کی رعایت واجب ہے مثلاً کہا تھا اس کو خیار کے ساتھ بیع کرنا وکیل نے بلا خیار بیع کر دی یہ جائز نہیں۔ موکل نے کہا تھا کہ میرے لیے اس میں خیار رکھنا اور خیار کی شرط نہیں کی جب تو بیع ہی جائز نہیں اور اگر موکل کے لیے خیار شرط کیا تو وکیل وموکل دونوں کے لیے ہوگا۔ موکل نے مطلق بیع کی اجازت دی وکیل نے موکل یا اجنبی کے لیے خیار شرط کیا یہ بیع صحیح ہے۔ موکل نے ایسی شرط لگائی جس کا کوئی فائدہ نہیں اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: وکیل نے اُدھار بیچی تو ثمن کے لیے مشتری سے کفیل [4] لے سکتا ہے یا ثمن کے مقابل [5] میں کوئی چیز رہن [6] رکھ سکتا ہے لہٰذا اس صورت میں وکیل کے پاس سے رہن کی چیز ہلاک ہوگئی یا کفیل سے وصولی کی کوئی صورت ہی نہ رہی تو وکیل ضامن نہیں۔ [7] (درمختار)

مسئلہ ۵۳: موکل نے کہہ دیا ہے کہ جس کے ہاتھ بیع کرو اُس سے کفیل لینا یا کوئی چیز رہن رکھ لینا وکیل نے بغیر رہن وکفالت [8] بیع کر دی یہ جائز نہیں۔ وکیل وموکل میں اختلاف ہوا موکل کہتا ہے میں نے رہن یا کفالت کے لیے کہا تھا وکیل کہتا ہے نہیں کہا تھا اس میں موکل کا قول معتبر ہے۔ [9] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴: وکیل نے بیع کی اور مشتری کی طرف سے ثمن کی خود ہی کفالت کی یہ کفالت جائز نہیں اور اگر وہ بیع کا وکیل

---

1. یعنی مزدوری دینی پڑے گی۔
2. "الفتاوی الهندية"، كتاب الوكالة، الباب الثالث في الوكالة بالبيع، ج٣، ص٥٨٩.
3. المرجع السابق.
4. ضامن، ذمہ دار۔
5. یعنی قیمت کے بدلے۔
6. گروی۔
7. "الدرالمختار"، كتاب الوكالة، فصل لايعقد وكيلُ البيع والشراء...إلخ، ج٨، ص٢٩٦.
8. رہن رکھے بغیر یا کفیل لیے بغیر۔
9. "الفتاوی الهندية"، كتاب الوكالة، الباب الثالث في الوكالة بالبيع...إلخ، ج٣، ص٥٩٠.

نہیں ہے بلکہ مشتری سے ثمن وصول کرنے کے لیے وکیل ہے یہ مشتری کی طرف سے ثمن کی کفالت کرتا ہے جائز ہے اور مشتری سے ثمن معاف کردے تو معاف نہ ہوگا۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۵۵: وکیل نے مشتری سے ثمن وصول کرنے میں تاخیر کردی یعنی بیع کے بعد اُس کے لیے میعاد مقرر کردی یا ثمن معاف کردیا یا مشتری نے حوالہ کردیا اس نے قبول کرلیا یا اُس نے کھوٹے روپے دے دیے اس نے لے لیے یہ سب درست ہے یعنی جو کچھ کرچکا ہے مشتری سے اُس کے خلاف نہیں کرسکتا مگر مؤکل کے لیے تاوان دینا ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶: جو شخص خریدنے کا وکیل ہوا اُس کی خریداری کے لیے موکل نے ثمن کی تعیین نہ کی ہو تو اُتنے ہی دام کے ساتھ خرید سکتا ہے جو چیز کی اصلی قیمت ہے یا کچھ زیادہ کے ساتھ خرید سکتا ہے کہ عام طور پر لوگوں کے خریدنے میں یہ دام ہوتے ہوں۔ یہ اُن چیزوں میں ہے جن کا ثمن معروف ومشہور نہ ہو اور اگر ثمن معروف ہے جیسے روٹی۔ گوشت۔ ڈبل روٹی۔ بسکٹ اور انکے علاوہ بہت سی چیزیں ان کو وکیل نے زیادہ ثمن سے خریدا اگرچہ بہت تھوڑی زیادتی ہے مثلاً چار پیسے میں چار روٹیاں آتی ہیں اس نے پانچ کی چار خریدیں یہ بیع موکل پر نافذ نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵۷: چیز بیچنے کے لیے وکیل کیا وکیل نے اُس میں سے آدھی بیچ دی اور چیز ایسی ہے جس میں تقسیم نہ ہوسکے جیسے لونڈی، غلام، گائے، بکری کہ ان میں تقسیم نہیں ہوسکتی اگر موکل کے دعویٰ کرنے سے پہلے وکیل نے دوسرا نصف بھی بیچ دیا جب تو جائز ہے ورنہ نہیں اور اگر چیز ایسی ہے جس کے حصہ کرنے میں نقصان نہ ہو جیسے جو، گیہوں[4] تو نصف کی بیع صحیح ہے چاہے باقی کو بیع کرے یا نہ کرے اور اگر خریدنے کا وکیل ہے اور آدھی چیز خریدی تو جب تک باقی کو خرید نہ لے موکل پر نافذ نہ ہوگی اُس چیز کے حصے ہوسکتے ہوں یا نہ ہوسکیں دونوں کا ایک حکم ہے۔[5] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۵۸: مشتری نے مبیع میں عیب پایا اور وکیل پر اس کو رد کردیا اس کی چند صورتیں ہیں مشتری نے گواہوں سے عیب ثابت کیا ہے یا وکیل پر حلف دیا گیا اس نے حلف سے انکار کیا یا خود وکیل نے عیب کا اقرار کیا بشرطیکہ اس تیسری صورت میں

---

1 ......الفتاوىٰ الخانيه، كتاب الوكالة، فصل فى التوكيل بالبيع والشراء، ج٢، ص١٥٦.

2 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الوكالة، الباب الثالث فى الوكالة بالبيع، ج٣، ص٥٩٦.

3 ......"الدرالمختار"، كتاب الوكالة، فصل لايعقد وكيلُ البيع والشراء...إلخ، ج٨، ص٢٩٧.

4 ......گندم۔

5 ......"البحرالرائق"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج٧، ص٢٨٨.
و"الدرالمختار"، كتاب الوكالة، فصل لايعقد وكيلُ البيع والشراء...إلخ، ج٨، ص٢٩٧.

وہ عیب ایسا ہو کہ اس مدت میں پیدا نہیں ہوسکتا ان تینوں صورتوں میں وکیل پر رد موکل پر رد ہے اور اگر عیب ایسا ہے جس کا مثل اس مدت میں پیدا ہوسکتا ہے اور وکیل نے اس کا اقرار کرلیا تو وکیل پر رد موکل پر رد نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵۹ مبیع ایسے عیب کی وجہ سے جس کا مثل حادث ہوسکتا ہے وکیل پر بوجہ اقرار کے رد کی گئی اس صورت میں وکیل کو موکل پر دعویٰ کرنے کا حق ہے گواہوں سے اگر موکل کے یہاں عیب ہونا ثابت کردے گا یا بصورت گواہ نہ ہونے کے موکل پر حلف دیا جائے گا اگر حلف سے انکار کردے گا تو موکل پر رد کردی جائے گی اور اگر وکیل پر رد کیا جانا قاضی کے حکم سے نہ ہو بلکہ خود وکیل نے اپنی رضامندی سے چیز واپس لی تو اب موکل پر دعویٰ کرنے کا بھی حق نہیں ہے کہ اس طرح واپسی حق ثالث میں بیع جدید[2] ہے۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۶۰ وکالت میں اصل خصوص ہے کیونکہ عموماً یہی ہوتا ہے کہ وکیل کے لیے معین کرکے کام بتایا جاتا ہے عموم بہت کم ہوتا ہے اور مضاربت میں عموم اصل ہے یعنی عام طور پر مضارب کو امور تجارت میں وسیع اختیارات دیے جاتے ہیں کیونکہ مضارب کے لیے پابندی اکثر موقع پر اصل مقصود کے منافی ہوتی ہے اس قاعدۂ کلیہ کی تفریع یہ ہے کہ وکیل نے اُدھار بیچا موکل نے کہا میں نے تم سے نقد بیچنے کو کہا تھا وکیل کہتا ہے تم نے مطلق رکھا تھا نقد یا اُدھار کسی کی تخصیص نہیں تھی موکل کی بات مانی جائے گی اور یہی صورت مضاربت میں ہو کہ رب المال[4] کہتا ہے میں نے نقد بیچنے کو کہا تھا اور مضارب[5] کہتا ہے نقد یا اُدھار کسی کی تعیین نہ تھی تو مضارب کی بات مانی جائے گی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۶۱ وکیل مدعی ہے کہ میں نے چیز بیچ دی اور ثمن پر قبضہ بھی کرلیا مگر ثمن ہلاک ہوگیا اور مشتری بھی وکیل کی تصدیق کرتا ہے موکل کہتا ہے دونوں جھوٹے ہیں وکیل کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہے۔[7] (بحرالرائق)

مسئلہ ۶۲ مؤکل کہتا ہے میں نے تجھ کو وکالت سے جدا کردیا وکیل کہتا ہے وہ چیز تو میں نے کل ہی بیچ ڈالی وکیل کی بات نہیں مانی جائے گی۔[8] (بحر)

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب الوكالة، فصل لايعقد وكيلُ البيع والشراء...إلخ، ج۸، ص۲۹۸.

2 ......تیسرے شخص کے حق میں نیا سودا۔

3 ......"البحرالرائق"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج۷، ص۲۸۹.

4 ......مال کا مالک۔ 5 ......دوسرے کے مال سے مشترک نفع پر تجارت کرنے والا۔

6 ......"الدرالمختار"، كتاب الوكالة، فصل لايعقد وكيلُ البيع والشراء...إلخ، ج۸، ص۲۹۹.

7 ......"البحرالرائق"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج۷، ص۲۹۱.

8 ......المرجع السابق.

دو شخصوں کے وکیل کرنے کے احکام

مسئلہ ۶۳ ایک شخص نے دو شخصوں کو وکیل کیا تو ان میں سے ایک تنہا تصرف نہیں کرسکتا[1] اگر کرے گا موکل پر نافذ نہیں ہوگا دوسرا مجنوں ہوگیا یا مرگیا جب بھی اُس ایک کو تصرف کرنا جائز نہیں۔ یہ اُس صورت میں ہے کہ اُس کام میں دونوں کی رائے اور مشورہ کی ضرورت ہو مثلاً بیع اگرچہ ثمن بھی بتادیا ہو اور یہ حکم وہاں ہے کہ دونوں کو ایک ساتھ وکیل بنایا یعنی یہ کہا میں نے دونوں کو وکیل کیا یا زید وعمرو کو وکیل کیا اور اگر دونوں کو ایک کلام میں وکیل نہ بنایا ہو آگے پیچھے وکیل کیا ہو تو ہر ایک بغیر دوسرے کی رائے کے تصرف کرسکتا ہے۔[2] (بحر)

مسئلہ ۶۴ دو شخصوں کو مقدمہ کی پیروی کے لیے وکیل کیا تو بوقت پیروی دونوں کا مجتمع ہونا[3] ضروری نہیں تنہا ایک بھی پیروی کرسکتا ہے بشرطیکہ امور مقدمہ[4] میں دونوں کی رائے مجتمع ہو۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۶۵ زوجہ کو بغیر مال کے طلاق دینے کے لیے یا غلام کو بغیر مال آزاد کرنے کے لیے دو شخصوں کو وکیل کیا ان میں تنہا ایک شخص طلاق دے سکتا ہے آزاد کرسکتا ہے یہاں تک کہ ایک نے طلاق دے دی اور دوسرا انکار کرتا ہے جب بھی طلاق ہوگئی۔ یوہیں کسی کی امانت واپس کرنے کے لیے یا عاریت پھیرنے کے لیے[6] یا غصب کی ہوئی چیز[7] دینے کے لیے یا بیع فاسد میں رد کرنے کے لیے دو وکیل کیے تنہا ایک شخص بغیر مشارکت دوسرے کے یہ سب کام کرسکتا ہے۔ زوجہ کو طلاق دینے کے لیے دو شخصوں کو وکیل کیا اور یہ کہہ دیا کہ تنہا ایک شخص طلاق نہ دے بلکہ دونوں جمع ہو کر متفق ہو کر طلاق دیں اور ایک نے طلاق دے دی دوسرے نے نہیں دی یا ایک نے طلاق دی دوسرے نے اسے جائز کیا طلاق نہ ہوئی اور اگر یہ کہا کہ تم دونوں مجتمع ہو کر اُسے تین طلاقیں دے دینا ایک نے ایک طلاق دی دوسرے نے دو طلاقیں دیں ایک بھی نہیں ہوئی جب تک مجتمع ہو کر دونوں تین طلاقیں نہ دیں۔ یوہیں دو شخصوں سے کہا کہ میری عورتوں میں سے ایک کو تم دونوں طلاق دے دو اور عورت کو معین نہ کیا تو تنہا ایک شخص طلاق نہیں دے سکتا۔[8] (عالمگیری)

---

1 ...... یعنی معاملہ طے نہیں کرسکتا۔

2 ...... "البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالہ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۹٤.

3 ...... یعنی حاضر ہونا۔ 4 ...... مقدمہ کے معاملات۔

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۲۹۹.

6 ...... عارضی طور پر لی ہوئی چیز واپس کرنے کے لیے۔ 7 ...... ناجائز قبضہ کی ہوئی چیز۔

8 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب الثامن فی توکیل الرجلین، ج۳، ص٦٣٤.

مسئلہ ٦٦ دو شخصوں کو کسی عورت سے نکاح کرنے کے لیے وکیل کیا یا عورت نے دو شخصوں کو نکاح کا وکیل کیا تنہا ایک وکیل نکاح نہیں کرسکتا اگرچہ موکل نے مہر کا تعین بھی کر دیا ہو۔ خلع کے لیے دو شخصوں کو وکیل کیا تنہا ایک شخص خلع نہیں کرسکتا اگرچہ بدلِ خلع بھی ذکر کر دیا ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ٦٧ امانت یا عاریت یا مغصوب شے کو واپس لینے کے لیے دو شخصوں کو وکیل کیا تو تنہا ایک شخص واپس نہیں لے سکتا جب تک اس کا ساتھی بھی شریک نہ ہو فرض کرو اگر تنہا ایک نے واپس لی اور ضائع ہوئی تو اُسے پوری چیز کا تاوان دینا ہوگا۔[2] (بحرالرائق)

مسئلہ ٦٨ دَین[3] ادا کرنے کے لیے دو وکیل کیے تو ایک تنہا بھی ادا کرسکتا ہے دوسرے کی شرکت ضروری نہیں اور دَین وصول کرنے کے لیے دو وکیل کیے تو تنہا ایک وصول نہیں کرسکتا۔[4] (بحر)

مسئلہ ٦٩ دَین وصول کرنے کے لیے دو شخصوں کو وکیل کیا اور موکل غائب ہوگیا اور ایک وکیل بھی غائب ہوگیا جو وکیل موجود تھا اُس نے دَین کا مطالبہ کیا مدیون دَین کا اقرار کرتا ہے مگر وکالت سے انکار کرتا ہے وکیل نے گواہوں سے ثابت کیا کہ فلاں شخص نے دَین وصول کرنے کا مجھے اور فلاں شخص کو وکیل کیا ہے اس صورت میں قاضی دونوں کی وکالت کا حکم دے گا دوسرا وکیل جو غائب ہے جب آجائے گا اُسے گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہ ہوگی بلکہ دونوں مل کر دَین وصول کرلیں گے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ٧٠ واہب نے[6] دو شخصوں کو وکیل کیا کہ یہ چیز فلاں موہوب لہ[7] کو تسلیم کردو[8] ان میں کا ایک شخص تسلیم کرسکتا ہے اور اگر موہوب لہ نے قبضہ کے لیے دو شخصوں کو وکیل کیا تو تنہا ایک شخص قبضہ نہیں کرسکتا اور اگر دو شخصوں کو وکیل کیا کہ یہ چیز کسی کو ہبہ کردو اور موہوب لہ کو معین نہیں کیا تو ایک شخص کسی کو ہبہ نہیں کرسکتا اور اگر موہوب لہ کو معین کر دیا ہے تو ایک شخص ہبہ کرسکتا ہے۔[9] (بحرالرائق)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوكالة، الباب الثامن فی توكيل الرجلين، ج٣، ص٦٣٤.

2 ......"البحرالرائق"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج٧، ص٢٩٦.

3 ......قرض۔

4 ......"البحرالرائق"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج٧، ص٢٩٧.

5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الوكالة، الباب الثامن فی توكيل الرجلين، ج٣، ص٦٣٤.

6 ......ہبہ کرنے والے نے۔ 7 ......جس کے لیے ہبہ کیا۔ 8 ......یعنی سپرد کردو، دے دو۔

9 ......"البحرالرائق"، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ج٧، ص٢٩٧.

مسئلہ ۷۱: رہن ایک شخص تنہا نہیں رکھ سکتا مکان یا زمین کرایہ پر لینے کے لیے دو وکیل کیے تنہا ایک نے کرایہ پر لیا تو وکیل کے اجارہ میں ہوا پھر اگر وکیل نے موکل[1] کو دے دیا تو یہ وکیل و موکل کے مابین ایک جدید اجارہ بطور تعاطی منعقد ہوا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۲: یہ کہا کہ میں نے تم دونوں میں سے ایک کو فلاں چیز کے خریدنے کا وکیل کیا دونوں نے خرید لی اگر آگے پیچھے خریدی ہے تو پہلے کی چیز موکل کی ہوگی اور دوسرے نے جو خریدی ہے وہ خود اُس وکیل کی ہوگی اور اگر دونوں نے بیک وقت خریدی تو دونوں چیزیں موکل کی ہوں گی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۳: ایک شخص سے کہا میری یہ چیز بیچ دو پھر دوسرے سے بھی اُسی چیز کے بیچنے کو کہا اور دونوں نے دو شخصوں کے ہاتھ بیع کر دی اگر معلوم ہے کہ کس نے پہلے بیع کی تو جس نے پہلے خریدی ہے چیز اُسی کی ہے اور معلوم نہ ہو تو دونوں مشتری اُس میں نصف نصف کے شریک ہیں اور ہر ایک کو اختیار ہے کہ نصف ثمن کے ساتھ لے یا نہ لے اور اگر دونوں نے ایک ہی شخص کے ہاتھ بیع کی اور دوسرے نے زیادہ داموں میں[4] بیچی دوسری بیع جائز ہے۔[5] (عالمگیری)

وکیل کام کرنے پر کہاں مجبور ہے کہاں نہیں

مسئلہ ۷۴: ایک شخص کو وکیل کیا ہے کہ وہ اپنے مال سے یا موکل کے مال سے دَین ادا کر دے اس کو دَین ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا مگر جب کہ وکیل کے ذمہ خود موکل کا دَین ہے اور موکل نے اُس سے دوسرے کا دَین جو موکل پر ہے ادا کرنے کو کہا۔ اسی کی خصوصیت نہیں بلکہ کسی جگہ بھی وکیل اُس کام پر مجبور نہیں کیا جاسکتا جس کے لیے وکیل ہوا ہے مثلاً یہ کہا کہ میری یہ چیز بیچ کر فلاں کا دَین ادا کر دو وکیل اُس کے بیچنے پر مجبور نہیں یا یہ کہہ دیا ہو کہ میری عورت کو طلاق دے دو، وکیل طلاق دینے پر مجبور نہیں اگرچہ عورت طلاق مانگتی ہو یا غلام آزاد کر دو یا فلاں شخص کو یہ چیز ہبہ کر دو یا فلاں کے ہاتھ یہ چیز بیع کر دو۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ......وکیل کرنے والا۔

2 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوکالة، الباب الثامن فی توکیل الرجلین، ج۳، ص٦٣٥.

3 ......المرجع السابق.

4 ......زیادہ قیمت پر۔

5 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوکالة، الباب الثامن فی توکیل الرجلین، ج۳، ص٦٣٥.

6 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الوکالة، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص٣٠٠.

مسئلہ ۷۵ بعض باتوں میں وکیل اُس کام کے کرنے پر مجبور کیا جائے گا انکار نہیں کرسکتا۔ ① ایک چیز معین شخص کو دینے کے لیے وکیل کیا تھا کہ یہ چیز فلاں کو دے آؤ اور موکل غائب ہوگیا وکیل کو اُسے دینا لازم ہے۔ ② مدعی[1] کی طلب پر مدعی علیہ[2] نے وکیل کیا اور مدعی علیہ غائب ہوگیا وکیل کو پیروی کرنی لازم ہے ③ ایک چیز رہن رکھی ہے اور عقد رہن کے اندر یا بعد میں راہن[3] نے توکیل بالبیع شرط کردی اس صورت میں وکیل کو بیع کر کے مرتہن[4] کا دَین ادا کرنا ضروری ہے ④ جو وکیل اجرت پر کام کرتے ہوں جیسے دلال آڑھتی[5] وہ کام کرنے پر مجبور ہیں انکار نہیں کرسکتے۔[6] (درمختار)

وکیل دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے یا نہیں

مسئلہ ۷۶ وکیل جس چیز کے بارے میں وکیل ہے بغیر اجازت موکل اُس میں دوسرے کو وکیل نہیں کرسکتا مثلاً زید نے عمرو سے ایک چیز خریدنے کو کہا عمرو بکر سے کہہ دے کہ تُو خرید کرلا یہ نہیں ہوسکتا یعنی وکیل الوکیل جو کچھ کرے گا وہ موکل پر نافذ نہیں ہوگا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۷۷ وکیل کو موکل نے اس کی اجازت دے دی ہے کہ وہ خود کردے یا دوسرے سے کرادے تو وکیل بنانا جائز ہے یا اُس کام کے لیے اُس نے اختیارِ تام[8] دے دیا ہے مثلاً کہہ دیا ہے کہ تم اپنی رائے سے کام کرو اس صورت میں بھی وکیل بنانا جائز ہے۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۷۸ ایک شخص کو زکوٰۃ کے روپے دے کر کہا کہ فقیروں کو دے دو اس نے دوسرے کو کہا اُس نے تیسرے کو کہا غرض یہ کہ جو بھی فقیروں کو دے دے گا زکوٰۃ ادا ہو جائے گی موکل کو اجازت دینے کی بھی ضرورت نہیں اور اگر قربانی کا جانور خریدنے کے لیے ایک کو کہا اُس نے دوسرے سے کہہ دیا دوسرے نے تیسرے سے کہا غرض آخر والے نے خریدا تو اوّل کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر جائز کرے گا جائز ہوگا ورنہ نہیں۔[10] (درمختار)

---

1 ......دعویٰ کرنے والا۔ 2 ......جس پر دعویٰ کیا جائے۔ 3 ......گروی رکھنے والا۔

4 ......جس کے پاس چیز گروی رکھی جاتی ہے۔ 5 ......کمیشن لیکر چیز فروخت کرنے والا۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ،فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰۱.

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ،فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰۲.

8 ......مکمل اختیار۔

9 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ،فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰۳.

10 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۷۹ اذن یا تفویض (کام اس کی رائے پر سپرد کرنے) کی وجہ سے وکیل نے دوسرے کو وکیل بنایا تو یہ وکیل ثانی[1] وکیل کا وکیل نہیں ہے بلکہ موکل کا وکیل ہے اگر وکیل اوّل اسے معزول[2] کرنا چاہے معزول نہیں کرسکتا نہ اُس کے مرنے سے یہ معزول ہوسکتا ہے موکل کے مرنے سے دونوں معزول ہوجائیں گے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۸۰ وکیل نے وہ کام کیا جس کے لیے وکیل تھا اور حقوق میں اُس نے دوسرے کو وکیل بنایا یہ جائز ہے اس کے لیے نہ اذن کی ضرورت ہے نہ تفویض کی مثلاً خریدنے کا وکیل تھا اس نے خریدا اور مبیع پر قبضہ کے لیے یا عیب کی وجہ سے واپس کرنے کے لیے یا اُس کے متعلق دعویٰ کرنا پڑے اس کے لیے بغیر اذن و تفویض بھی وکیل کرسکتا ہے کہ ان سب کاموں میں وکیل اصیل ہے۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۸۱ وکیل نے بغیر اذن و تفویض دوسرے کو وکیل کردیا دوسرے نے پہلے کی موجودگی یا عدم موجودگی میں کام کیا اور اوّل نے اُسے جائز کردیا تو جائز ہوگیا بلکہ کسی اجنبی نے کردیا اُس نے جائز کردیا جب بھی جائز ہوگیا اور اگر وکیل اوّل نے ثانی کے لیے ثمن مقرر کردیا ہے کہ چیز اتنے میں بیچنا اور ثانی نے اوّل کی غیبت میں بیچ دی تو جائز ہے یعنی اوّل کی رائے سے کام ہوا اور یہ بیع موکل پر نافذ ہوگی کیونکہ اُس کی رائے اس صورت میں یہی ہے کہ ثمن کی مقدار متعین کردے اور یہ کام اُس نے کردیا۔ خریدنے کے لیے وکیل کیا تھا اور اجنبی نے خریدی اور وکیل نے جائز کردی جب بھی اُسی اجنبی کے لیے ہے۔[5] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۸۲ ایسی چیزیں جو عقد نہیں ہیں جیسے طلاق، عتاق ان میں کسی کو وکیل کیا وکیل نے دوسرے کو وکیل کردیا ثانی نے اوّل کی موجودگی میں طلاق دی یا اجنبی نے طلاق دی وکیل نے جائز کردی طلاق نہیں ہوگی۔[6] (درمختار)

وکالت عامہ وخاصہ

مسئلہ ۸۳ وکالت کبھی خاص ہوتی ہے کہ ایک مخصوص کام مثلاً خریدنے یا بیچنے یا نکاح یا طلاق کے لیے وکیل کیا اور کبھی عام ہوتی ہے کہ ہر قسم کے کام وکیل کو سپرد کردیتے ہیں جس کو مختار عام کہتے ہیں مثلاً کہہ دیا کہ میں نے تجھے ہر کام میں وکیل کیا اس

---

1. ......دوسرا وکیل۔
2. ......برطرف۔
3. ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۹۷.
4. ......المرجع السابق، ص۲۹۸.
5. ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰٤.
   و"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۹۸.
6. ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰٤.

صورت میں وکیل کو تمام معاوضات خریدنا بیچنا اجارہ دینا لینا سب کام کا اختیار حاصل ہوجاتا ہے مگر بی بی کو طلاق دینا غلام کو آزاد کرنا یا دوسرے تبرعات مثلاً کسی کو اسکی چیز ہبہ کردینا اس کی جائداد کو وقف کردینا اس قسم کے کاموں کا وکیل اختیار نہیں رکھتا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۸۴ کسی سے کہا میں نے اپنی عورت کا معاملہ تمھیں سپرد کردیا یہ طلاق کا وکیل ہے مگر مجلس تک اختیار رکھتا ہے بعد میں نہیں اور اگر یہ کہا کہ عورت کے معاملہ میں، مَیں نے تم کو وکیل کیا تو مجلس تک مقتصر نہیں[2]۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۸۵ جس شخص کو دوسرے پر ولایت[4] نہ ہو اُس کے حق میں اگر تصرف کرے گا جائز نہیں ہوگا مثلاً غلام یا کافر نے اپنے نابالغ بچہ حر[5] مسلمان کا مال بیچ دیا یا اُس کے بدلے میں کوئی چیز خریدی یا اپنی نابالغہ لڑکی حرہ مسلمہ[6] کا نکاح کیا یہ جائز نہیں۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۸۶ نابالغ کے مال کی ولایت اُس کے باپ کو ہے پھر اُس کے وصی کو ہے یہ نہ ہو تو اس کے وصی کو ہے یعنی باپ کا وصی دوسرے کو وصی بنا سکتا ہے اس کے بعد دادا کو پھر دادا کے وصی کو پھر اس وصی کے وصی کو یہ بھی نہ ہو تو قاضی کو اس کے بعد وہ جس کو قاضی نے مقرر کیا ہو اس کو وصی قاضی کہتے ہیں پھر اُس کو جس کو اس وصی نے وصی کیا ہو۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۸۷ ماں مرگئی یا بھائی مرا اور انھوں نے ترکہ چھوڑا اور اس مال کا کسی کو وصی کیا تو باپ یا اسکے وصی یا وصی وصی یا دادا یا اسکے وصی یا وصی وصی کے ہوتے ہوئے ماں یا بھائی کے وصی کو کچھ اختیار نہیں اور اگر ان مذکورین میں کوئی نہیں ہے تو ماں یا بھائی کے وصی کے متعلق اُس ترکہ کی حفاظت ہے اور اُس ترکہ میں سے صرف منقول چیزیں[9] بیع کرسکتا ہے غیر منقول کی بیع نہیں کرسکتا اور کھانے اور لباس کی چیزیں خرید سکتا ہے وبس۔[10] (درمختار)

مسئلہ ۸۸ وصی قاضی بھی وہ تمام اختیارات رکھتا ہے جو باپ کا وصی رکھتا ہے ہاں اگر قاضی نے اُسے کسی خاص بات کا پابند کردیا ہے تو پابند ہوگا۔[11] (درمختار)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ، ج۸،ص۳۰۵.

2 ......یعنی مجلس تک محدود نہیں بعد میں بھی اُس کو اختیار ہے۔

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ،فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ،ج۸،ص۳۰۵.

4 ......سرپرستی، تصرف کا اختیار۔ 5 ......آزاد جو غلام نہ ہو۔ 6 ......آزاد مسلمان لڑکی جو لونڈی نہ ہو۔

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ،فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ،ج۸،ص۳۰۵.

8 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ،فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ،ج۸،ص۳۰۵.

9 ......وہ چیزیں جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جاسکتی ہو۔

10 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ،فصل لایعقد وکیلُ البیع والشراء...إلخ،ج۸،ص۳۰۶.

11 ......المرجع السابق.

وکیل بالخصومۃ اور وکیل بالقبض کا بیان

مسئلہ ۱: جس شخص کو خصومت یعنی مقدمہ میں پیروی کرنے کے لیے وکیل کیا ہے وہ قبضہ کا اختیار نہیں رکھتا یعنی اس کے موافق فیصلہ ہوا اور چیز دلا دی گئی تو اُس پر قبضہ کرنا اس وکیل کا کام نہیں۔ یو ہیں تقاضا کرنے کا[1] جس کو وکیل کیا ہے وہ بھی قبضہ نہیں کرسکتا۔[2] (درمختار) مگر جہاں عرف اس قسم کا ہو کہ جو تقاضے کو جاتا ہے وہی دَین وصول بھی کرتا ہے جیسا کہ ہندوستان کا عموماً یہی عرف ہے کہ تجار کے یہاں سے جو تقاضے کو بھیجے جاتے ہیں وہی بقایا وصول کر کے لاتے بھی ہیں یہ نہیں ہے کہ تقاضا ایک کا کام ہو اور وصول کرنا دوسرے کا لہٰذا یہاں کے عرف کا لحاظ کرتے ہوئے تقاضا کرنے والا قبضہ کا اختیار رکھتا ہے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۲: خصومت[4] یا تقاضے کے لیے جس کو وکیل کیا ہے یہ مصالحت نہیں کرسکتے کہ ان کا یہ کام نہیں۔ تقاضے کے لیے جس کو قاصد بنایا ہے جس سے یہ کہہ دیا کہ فلاں شخص کو ہمارا یہ پیغام پہنچا دینا وہ قبضہ کرسکتا ہے اُس مدیون[5] پر دعویٰ نہیں کر سکتا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳: جس کو صلح کے لیے وکیل بنایا ہے وہ دعویٰ نہیں کرسکتا اور دَین پر قبضہ کے لیے جسے وکیل کیا ہے وہ دعویٰ کرسکتا ہے۔ وکیل قسمۃ، وکیل شفعہ[7]، ہبہ میں رجوع کا وکیل۔ عیب کی وجہ سے رد کا وکیل[8] ان سب کو دعویٰ کرنے کا حق حاصل ہے۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۴: ایک شخص کے ذمہ میرا دَین ہے تم اُس پر قبضہ کرو اور سب ہی پر قبضہ کرنا، وکیل نے تمام دَین پر قبضہ کیا صرف ایک روپیہ باقی رہ گیا یہ قبضہ صحیح نہیں ہوا کہ موکل کی اس نے مخالفت کی یعنی اگر وہ دَین جس پر قبضہ کیا ہے ہلاک ہو جائے تو موکل ذمہ دار نہیں موکل اُس مدیون سے اپنا پورا دَین وصول کرے گا۔[10] (درمختار)

---

1 ......یعنی قرضہ وصول کرنے کا۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۰۶.

3 ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ، ج۷، ص۳۰۲.

4 ......مقدمہ لڑنے۔

5 ......مقروض۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۰۷.

7 ......شفعہ کا وکیل۔

8 ......خریدی ہوئی چیز کو واپس کرنے کا وکیل۔

9 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۰۷.

10 ......المرجع السابق، ص۳۰۸.

مسئلہ ۵: یہ کہا کہ میں نے اپنے ہر دَین کے تقاضا کا تجھے وکیل کیا یا میرے جتنے حقوق لوگوں پر ہیں اُن کے لیے وکیل کیا یہ توکیل اُن حقوق کے متعلق بھی ہے جو اس وقت موجود ہیں اور اُن کے متعلق بھی جو اب ہوں گے اور اگر یہ کہا ہے کہ فلاں کے ذمہ جو میرا دَین ہے اُس کے قبض کا وکیل کیا تو صرف وہی دَین مراد ہے جو اس وقت ہے جو بعد میں ہوں گے اُن کے متعلق وکیل نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: جو شخص قبض دَین کا وکیل[2] ہے وہ نہ تو حوالہ قبول کرسکتا ہے نہ مدیون کو دَین ہبہ کرسکتا ہے نہ دَین معاف کر سکتا ہے نہ دَین کو مؤخر کرسکتا ہے یعنی میعاد نہیں مقرر کرسکتا نہ دَین کے مقابلے میں کوئی شے رہن[3] رکھ سکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: ایک شخص کو وکیل کیا کہ فلاں کے ذمہ میرا دَین ہے اُسے وصول کر کے فلاں شخص کو ہبہ کردے یہ جائز ہے اگر مدیون[5] یہ کہتا ہے میں نے دَین دے دیا اور موہوب لہ[6] بھی تصدیق کرتا ہے تو ٹھیک ہے اور موہوب لہ انکار کرتا ہے تو مدیون کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: دَین وصول کرنے کا وکیل آیا اُس نے وصول کیا پھر دوسرا وکیل آیا کہ یہ بھی دَین وصول کرنے کا وکیل ہے یہ چاہتا ہے کہ وکیل اوّل نے جو کچھ وصول کیا ہے اُسے میں اپنے قبضہ میں رکھوں اُسے اس کا اختیار نہیں ہاں اگر وکیل دوم کو موکل نے یہ اختیارات دیے ہیں کہ جو کچھ موکل کی چیز کسی کے پاس ہو اُس پر قبضہ کرے تو وکیل اوّل سے لے سکتا ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: محتال لہ نے[9] محیل[10] کو وکیل کردیا کہ محتال علیہ[11] سے دَین وصول کرے یہ توکیل صحیح نہیں۔ یوہیں دائن نے[12] مدیون کو وکیل بنایا کہ وہ خود اپنے نفس سے دَین وصول کرے یہ توکیل صحیح نہیں۔[13] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: کفیل بالمال کو وکیل نہیں بنایا جاسکتا اُس کو وکیل بنانا ویسا ہی ہے جیسے خود مدیون کو وکیل کیا جائے ہاں اگر

1 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ،الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ،فصل فی أحکام التوکیل...إلخ،ج۳،ص ۶۲۰.

2 ......قرض پر قبضہ کرنے کا وکیل۔ 3 ......گروی۔

4 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ،الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ،فصل فی أحکام التوکیل...إلخ،ج۳،ص ۶۲۱.

5 ......مقروض۔ 6 ......جس کے لیے ہبہ کیا۔

7 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ،الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ،فصل فی أحکام التوکیل...إلخ،ج۳،ص ۶۲۱.

8 ......المرجع السابق.

9 ......قرض دینے والے نے۔ 10 ......اپنے قرض کی ادائیگی دوسرے کے سپرد کرنے والا یعنی قرض دار۔

11 ......وہ شخص کہ قرض دار نے اپنے قرض کی ادائیگی اس کے سپرد کردی۔ 12 ......قرض دینے والے نے۔

13 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ،الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ،فصل فی أحکام التوکیل...إلخ،ج۳،ص ۶۲۲.

مدیون کو وکیل کیا کہ تم اپنے سے دَین معاف کردو یہ توکیل صحیح ہے اور معاف کرنے سے پہلے موکل نے معزول کردیا یہ عزل[1] بھی صحیح ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۱ زید کے دو شخصوں کے ذمہ ہزار روپے ہیں اور ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کا کفیل ہے زید نے عمرو کو وکیل کیا کہ ان میں سے فلاں سے دَین وصول کرے عمرو نے بجائے اُس کے دوسرے سے وصول کیا یہ اُس کا قبضہ کرنا صحیح ہے۔ اسی طرح اگر ایک شخص پر ہزار روپے دَین ہے اور دوسرا اس کا کفیل ہے دائن نے وکیل کیا تھا مدیون سے وصول کرنے کے لیے، اُس نے کفیل سے وصول کرلیا یہ بھی صحیح ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲ دَین وصول کرنے کے لیے وکیل کیا تھا وکیل نے مدیون سے بجائے روپیہ کے سامان لیا اس چیز کو موکل[4] پسند نہیں کرتا ہے وکیل یہ سامان پھیر دے[5] اور دَین کا مطالبہ کرے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳ مدیون نے دائن کو کوئی چیز دے دی کہ اسے بیچ کر اُس میں سے اپنا حق لے لو اُس نے بیع کی اور ثمن پر قبضہ کرلیا پھر یہ ثمن ہلاک ہوگیا تو مدیون کا نقصان ہوا جب تک دائن نے ثمن پر جدید قبضہ نہ کیا ہو اور اگر مدیون نے چیز دیتے وقت یہ کہا اسے اپنے حق کے بدلے میں بیع کرلو تو ثمن پر قبضہ ہوتے ہی دَین وصول ہوگیا اگر ہلاک ہوگا دائن کا ہلاک ہوگا۔[7] (خانیہ)

مسئلہ ۱۴ ایک شخص نے دوسرے سے یہ کہا کہ فلاں کا تمھارے ذمہ دَین ہے اُس نے مجھے دَین لینے کے لیے[8] وکیل کیا ہے اس کی تین صورتیں ہیں۔ ① مدیون اس کی تصدیق کرتا ہے ② یا تکذیب کرتا ہے ③ یا سکوت کرتا ہے[9]، اگر تصدیق کرتا ہے دَین ادا کرنے پر مجبور کیا جائے گا پھر واپس لینے کا اس کو اختیار نہیں۔ باقی دو صورتوں میں مجبور نہیں کیا جائے گا مگر اس نے دے دیا تو واپس لینے کا اختیار نہیں۔ پھر موکل آیا اس نے وکالت کا اقرار کرلیا تو معاملہ ختم ہے اور اگر وکالت سے انکار

---

1 ...... برطرف کرنا۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص ۲۱۰.

3 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ، فصل فی أحکام التوکیل...إلخ، ج۳، ص ۶۲۲.

4 ......وکیل کرنے والا۔ 5 ......سامان واپس کردے۔

6 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ، فصل فی أحکام التوکیل...إلخ، ج۳، ص ۶۲۲.

7 ......"الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الوکالۃ، فصل فیما یکون وکیلًا ومالا یکون، ج۲، ص ۱۴۷-۱۴۸.

8 ......قرض وصول کرنے کے لیے۔ 9 ...... خاموشی اختیار کرتا ہے۔

کرتا ہے اور مدیون [1] سے دَین [2] لینا چاہتا ہے اگر مدیون نے دعویٰ کیا کہ تم نے فلاں کو وکیل کیا تھا میں نے اُسے دے دیا اور اُس کی توکیل کو گواہوں سے ثابت کر دیا یا گواہ نہ ہونے کی صورت میں دائن [3] پر حلف [4] دیا گیا اس نے حلف سے انکار کر دیا مدیون بری ہو گیا اور اگر اس نے حلف کر لیا کہ میں نے اُسے وکیل نہیں کیا تھا تو مدیون سے اپنا دَین وصول کرے گا۔ پھر اُس وکیل کے پاس اگر وہ چیز موجود ہے تو مدیون اُس سے وصول کرے اور ہلاک کر دی ہے تو تاوان لے سکتا ہے اور اگر ہلاک ہو گئی ہو اور مدیون نے اس کی تصدیق کی تھی تو کچھ نہیں لے سکتا اور تکذیب کی تھی یا سکوت کیا تھا یا تصدیق کی تھی مگر ضمان کی شرط کر لی تھی تو جو کچھ دائن کو دیا ہے اس وکیل سے واپس لے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: ایک شخص نے کہا فلاں شخص کی امانت تمھارے پاس ہے اُس نے مجھے وکیل بالقبض کیا ہے امین اگر چہ اس کی تصدیق کرتا ہو امانت دینے کا حکم نہیں دیا جائے گا اور اگر امین نے دے دی تو اب واپس لینے کا حق نہیں رکھتا اور اگر امین سے کوئی یہ کہتا ہے کہ میں نے امانت والی چیز خرید لی ہے اُس کو دینے کا حکم نہیں دیا جائے گا اگر چہ امین اُس کی تصدیق کرتا ہو اور اگر امین سے یہ کہتا ہے کہ جس نے امانت رکھی تھی اُس کا انتقال ہو گیا اور یہ چیز بطور وصیت یا وراثت مجھے ملی ہے اگر امین اس کی بات کو سچ مانتا ہے حکم دیا جائے گا کہ اس کو دے دے بشرطیکہ میت پر دَین مستغرق نہ ہو [6] اور اگر امین اُس کی بات سے منکر ہے [7] یا کہتا ہے مجھے نہیں معلوم تو اس صورت میں جب تک ثابت نہ کر دے، دینے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔[8] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۱۶: دائن نے مدیون سے کہا تم فلاں شخص کو دے دینا پھر دوسرے موقع پر کہا اُس کو مت دینا مدیون نے کہا میں تو اُسے دے چکا اور وہ شخص بھی اقرار کرتا ہے کہ مجھے دیا ہے مدیون دَین سے بری ہو گیا۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: دائن نے مدیون کے پاس کہلا بھیجا کہ میرا روپیہ بھیج دو مدیون نے اسی کے ہاتھ بھیج دیا تو دائن کا ہو گیا اگر ہلاک ہو گا دائن کا ہو گا اور اگر دائن نے مدیون سے کہا کہ فلاں کے ہاتھ بھیج دینا یا میرے بیٹے کے ہاتھ یا اپنے بیٹے کے ہاتھ بھیج دینا مدیون نے بھیج دیا اور ضائع ہوا تو مدیون کا ضائع ہوا اور اگر دائن نے یہ کہا تھا کہ میرے بیٹے کو یا اپنے بیٹے کو دے دینا وہ مجھے

---

[1] ......مقروض۔ [2] ......قرض۔ [3] ......قرض دینے والا۔ [4] ......قسم۔

[5] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ،الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ،فصل فی أحکام التوکیل...إلخ، ج۳، ص۶۲۳.

[6] ......یعنی اتنا قرض نہ ہو جو اس کے چھوڑے ہوئے مال سے زیادہ ہو۔ [7] ......یعنی انکار کرتا ہے۔

[8] ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۱۳.

و"الھدایۃ"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۲، ص۱۵۱.

[9] ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ،الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ،فصل فی أحکام التوکیل...إلخ، ج۳، ص۶۲۵.

لا کے دے دیگا یہ توکیل ہے اگر ضائع ہوگا دائن کا نقصان ہوگا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸ مدیون نے کسی کو اپنا دَین ادا کرنے کا وکیل کیا اُس نے ادا کر دیا تو جو کچھ دیا ہے مدیون سے لے گا اور اگر یہ کہا ہے کہ میری زکوٰۃ ادا کردینا یا میری قسم کے کفارہ میں کھانا کھلا دینا اور اس نے کر دیا تو کچھ نہیں لے سکتا ہاں اگر اُس نے یہ بھی کہا تھا کہ میں ضامن ہوں تو وصول کرسکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹ یہ کہا کہ فلاں کو اتنے روپے ادا کر دینا، یہ نہیں کہا کہ میری طرف سے، نہ یہ کہ میں ضامن ہوں، نہ یہ کہ وہ میرے ذمہ ہوں گے، اس نے دے دیے، اگر یہ اُس کا شریک یا خلیط یا اُس کی عیال میں ہے یا اس پر اُسے اعتماد ہے تو رجوع کرے گا ورنہ نہیں خلیط کے معنی یہ ہیں کہ دونوں میں لین دین ہے یا آپس میں دونوں کے یہ طے ہے کہ اگر ایک کا دوسرے کے پاس قاصد یا وکیل آئے گا تو اُس کے ہاتھ بیع کرے گا اُسے قرض دیدیگا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰ ایک ہی شخص دائن و مدیون دونوں کا وکیل ہو کہ ایک کی طرف سے خود ادا کرے اور دوسرے کی طرف سے خود ہی وصول کرے یہ نہیں ہوسکتا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱ مدیون نے ایک شخص کو روپے دیے کہ میرے ذمہ فلاں کے اتنے روپے باقی ہیں یہ دے دینا اور رسید لکھوا لینا روپے اُس نے دے دیے مگر رسید نہیں لکھوائی اُس پر ضمان نہیں یعنی اگر دائن انکار کرے تو تاوان لازم نہ ہو گا اور اگر مدیون نے یہ کہا تھا کہ جب تک رسید نہ لے لینا دینا مت اور اُس نے بغیر رسید لیے دے دیے تو ضامن ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲ جس کو دَین ادا کرنے کو کہا ہے اُس نے اُس سے بہتر ادا کیا جو کہا تھا تو ویسا رجوع کرے گا جیسا ادا کرنے کو کہا تھا اور اُس سے خراب ادا کیا تو جیسا دیا ہے ویسا ہی لے گا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳ ایک شخص کو اپنے حقوق وصول کرنے اور مقدمات کی پیروی کرنے کے لیے وکیل کیا ہے اور یہ کہہ دیا ہے کہ موکل پر (یعنی مجھ پر) جو دعویٰ ہو اُس میں تو وکیل نہیں یہ صورت توکیل کی جائز ہے نتیجہ یہ ہوا کہ وکیل نے ایک شخص پر مال کا

---

1 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الوکالة،الباب السابع فی التوکیل بالخصومة...إلخ،فصل فی أحکام التوکیل...إلخ،ج۳،ص۶۲۶.

2 ......المرجع السابق.

3 ......المرجع السابق، فصل اذا وکل انساناً...إلخ،ص۶۲۶-۶۲۷.

4 ......المرجع السابق،ص ۶۲۷.

5 ......المرجع السابق.

6 ......المرجع السابق ۶۲۸.

دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کر دیا مدعیٰ علیہ اپنے اوپر سے اس کو دفع کرنا چاہتا ہے مثلاً کہتا ہے میں نے ادا کر دیا ہے یا دائن نے معاف کر دیا ہے یہ جوابدہی وکیل کے مقابل میں مسموع نہیں کہ وہ اس بات میں وکیل ہی نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۴ وکیل بالخصومۃ[2] کو اختیار ہے کہ خصم[3] کے حق سے انکار کر دے یا اُس کے حق کا اقرار کرلے مگر قاضی کے پاس اقرار کرسکتا ہے غیر قاضی کے پاس نہیں یعنی مجلس قضا[4] کے علاوہ دوسری جگہ اُس نے اقرار کیا اس کو اگر قاضی کے پاس خصم نے گواہوں سے ثابت کیا تو وکیل کا اقرار نہیں قرار پائے گا یہ البتہ ہوگا کہ گواہوں سے غیر مجلس قضا میں اقرار ثابت ہونے پر یہ وکیل ہی وکالت سے معزول[5] ہوجائے گا اور اس کو مال نہیں دیا جائے گا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۵ وکیل بالخصومۃ اقرار اُس وقت کرسکتا ہے جب اُس کی توکیل مطلق ہوا قرار کی موکل نے ممانعت نہ کی ہو اور اگر موکل نے اُس کو غیر جائز الاقرار قرار دیا ہے تو وکیل ہے مگر اقرار نہیں کرسکتا اگر قاضی کے پاس یہ اقرار کرے گا اقرار صحیح نہیں ہوگا اور وکالت سے خارج ہو جائے گا اور اگر وکیل کیا ہے مگر انکار کی اجازت نہیں دی ہے تو انکار نہیں کرسکتا۔[7] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۶ توکیل بالاقرار صحیح ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ اقرار کا وکیل ہے یا یہ کہ کچہری میں جاتے ہی اقرار کرلے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وکیل سے کہہ دیا ہے کہ اولاً تم جھگڑا کرنا جو کچھ فریق کہے اُس سے انکار کرنا مگر جب دیکھنا کہ کام نہیں چلتا اور انکار میں میری بدنامی ہوتی ہے تو اقرار کرلینا اس وکیل کا اقرار صحیح ہے وہ موکل پر اقرار ہے۔[8] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۷ جو شخص دائن کا وکیل ہے مدیون نے بھی اُسی کو قبضہ کا وکیل کر دیا یہ توکیل درست نہیں مثلاً وہ مدیون کے پاس آکر مطالبہ کرتا ہے مدیون نے اُسے کوئی چیز دے دی کہ اسے بیچ کر ثمن سے دَین ادا کر دینا اگر فرض کرو اُس نے بیچی مگر ثمن

---

1. ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۰۹.
2. ......مقدمہ کی پیروی کا وکیل۔
3. ......مدمقابل۔
4. ......عدالت جہاں قاضی فیصلہ کرتا ہے۔
5. ......برطرف۔
6. ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۰۹.
7. ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ، ج۳، ص۶۱۷.
   و"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۱۰.
8. ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ، ج۳، ص۶۱۷.
   و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۱۰.

ہلاک ہوگیا تو مدیون کا ہلاک ہوا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸ کفیل بالنفس[2] قبض دَین کا وکیل[3] ہوسکتا ہے۔ یوہیں قاصد اور وکیل بالنکاح ان کو وکیل بالقبض کیا جاسکتا ہے وکیل بالنکاح مہر کا ضامن ہوسکتا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۹ دَین قبضہ کرنے کا وکیل تھا اس نے کفالت کرلی یہ صحیح ہے مگر وکالت باطل ہوگئی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۰ وکیل بیع نے[6] مشتری کی طرف سے بائع کے لیے ثمن[7] کی ضمانت کرلی یہ جائز نہیں پھر اگر اس ضمانت باطلہ کی بنا پر وکیل نے بائع کو ثمن اپنے پاس سے دے دیا تو بائع سے واپس لے سکتا ہے اور اگر ادا کیا مگر ضمانت کی وجہ سے نہیں تو واپس نہیں لے سکتا کہ متبرع[8] ہے۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۳۱ وکیل بالقبض نے مال طلب کیا مدیون نے جواب میں یہ کہا کہ موکل کو دے چکا ہوں یا اُس نے معاف کردیا ہے یا تمھارے موکل نے خود میری مِلک کا اقرار کیا ہے اس کا حاصل یہ ہوا کہ اس نے مِلکِ موکل کا اقرار کرلیا اور اس کی وکالت کو بھی تسلیم کیا مگر ایک عذر ایسا پیش کرتا ہے جس سے مطالبہ ساقط ہوجائے اور اس پر گواہ پیش نہیں کیے اب دوسری صورت منکر پر حلف کی ہے مگر حلف اگر ہوگا تو موکل پر نہ کہ وکیل پر لہٰذا اس صورت میں اُس شخص کو مال دینا ہوگا۔[10] (درمختار)

مسئلہ ۳۲ مشتری[11] نے عیب کی وجہ سے مبیع[12] کو واپس کرنے کے لیے کسی کو وکیل کیا وکیل جب بائع کے پاس[13] جاتا ہے بائع یہ کہتا ہے کہ مشتری اس عیب پر راضی ہوگیا تھا لہٰذا واپسی نہیں ہوسکتی اس صورت میں جب تک مشتری حلف[14] نہ اُٹھائے بائع پر رد نہیں کرسکتا اور اگر وکیل نے بائع پر رد کردی پھر موکل آیا اس نے بائع کی تصدیق کی تو چیز اسی کی

---

1 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۱۱.

2 ......شخصی ضمانت یعنی جس شخص کے ذمہ حق باقی ہو ضامن اس کو حاضر کرنے کی ذمہ داری قبول کرے۔

3 ......قرض پر قبضہ کرنے کا وکیل۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۱۱.

5 ......المرجع السابق.

6 ......کسی چیز کے بیچنے کے وکیل نے۔ 7 ......بائع اور مشتری کی مقرر کردہ قیمت۔ 8 ......احسان کرنے والا۔

9 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۱۱.

10 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۱۳.

11 ......خریدار۔ 12 ......جو چیز بیچی گئی، فروخت شدہ چیز۔ 13 ......بیچنے والے کے پاس۔ 14 ......قسم۔

ہوگی بائع کی نہ ہوگی۔[1] (بحر)

مسئلہ ۳۳: زید نے عمرو کو دس روپے دیے کہ یہ میرے بال بچوں پر خرچ کرنا عمرو نے دس روپے اپنے پاس کے خرچ کیے وہ روپے جو دیے گئے تھے رکھ لیے تو یہ دس اُن دس کے بدلے میں ہوگئے اسی طرح اگر دَین ادا کرنے کے لیے روپے دیے تھے یا صدقہ کرنے کے لیے دیے تھے اس نے یہ روپے رکھ لیے اور اپنے پاس سے دَین ادا کردیا یا صدقہ کردیا تو ان صورتوں میں بھی ادلا بدلا ہوگیا۔ جو روپے زید نے دیے ہیں اُن کے رہتے ہوئے یہ حکم ہے اور اگر عمرو نے زید کے روپے خرچ کرڈالے اس کے بعد بال بچوں کے لیے چیزیں خریدیں وہ سب عمرو کی مِلک ہیں اور بچوں پر خرچ کرنا تبرع ہے[2] اور زید کے روپے جو خرچ کیے ہیں اُن کا تاوان دینا ہوگا اور یہ بھی ضرور ہے کہ خرچ کے لیے عمرو جو چیزیں خریدلایا اُن کی بیع کو زید کے روپے کی طرف نسبت کرے یا عقد کو مطلق رکھے اور اگر عمرو نے عقد کو اپنے روپے کی طرف نسبت کیا تو یہ چیزیں عمرو کی ہوں گی اور زید کے بال بچوں پر خرچ کرنے میں متبرع ہوگا اور زید کے روپے اس کے ذمہ باقی رہیں گے یہی حکم دَین[3] ادا کرنے اور صدقہ کرنے کا ہے۔[4] (بحر الرائق)

مسئلہ ۳۴: زید نے عمرو سے کہا فلاں شخص پر میرے اتنے روپے باقی ہیں اُن کو وصول کرکے خیرات کردو، عمرو نے اپنے پاس سے یہ نیت کرتے ہوئے خرچ کردیے کہ جب مدیون[5] سے وصول ہوں گے تو اُنھیں رکھ لوں گا یہ جائز ہے یعنی عمرو پر تاوان نہیں اور اگر زید نے روپے دے دیے تھے اس نے وہ روپے رکھ لیے[6] اور اپنے پاس کے خیرات کردیے تو تاوان نہیں۔[7] (بحر)

مسئلہ ۳۵: وصی یا باپ نے بچہ پر اپنا مال خرچ کیا کیونکہ اُس کا مال ابھی آیا نہیں ہے تو اس کا معاوضہ نہیں ملے گا ہاں اگر اُس نے اس پر گواہ بنالیے ہیں کہ یہ قرض دیتا ہوں یا میں خرچ کرتا ہوں اس کا معاوضہ لوں گا تو بدلا لے سکتا ہے۔[8] (درمختار)

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۷، ص۳۱۶.

2 ......احسان، بھلائی ہے۔ 3 ......قرض۔

4 ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۷، ص۳۱۶-۳۱۷.

5 ......مقروض۔

6 ......لیکن اگر زید نے روپے دے دیے تھے اور اس نے وہ روپے خرچ کرڈالے اور اپنے پاس کے روپے خیرات کردیے تو اس صورت میں عمرو پر تاوان ہے، کذا فی البحر الرائق۔...عِلْمِیہ

7 ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۷، ص۳۱۷.

8 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۸، ص۳۱۵.

وکیل بقبضِ العین

مسئلہ ۳۶ جو شخص قبض عین (شے معین) کا وکیل ہو وہ وکیل بالخصومۃ[1] نہیں ہے مثلاً کسی نے یہ کہہ دیا کہ میری فلاں چیز فلاں شخص سے وصول کرو جس کے ہاتھ میں چیز ہے اُس نے کہا کہ موکل نے یہ چیز میرے ہاتھ بیع کی ہے اور اس کو گواہوں سے ثابت کردیا معاملہ ملتوی ہوجائے گا جب موکل آجائے گا اُس کی موجودگی میں بیع کے گواہ پھر پیش کیے جائیں گے۔ اسی طرح ایک شخص نے کسی کو بھیجا کہ میری زوجہ کو رخصت کرالاؤ عورت نے کہا شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے اور گواہوں سے طلاق ثابت کردی اس کا اثر صرف اتنا ہوگا کہ رخصت کو ملتوی کردیا جائے گا طلاق کا حکم نہیں دیا جائے گا جب شوہر آئے گا اُس کی موجودگی میں عورت کو طلاق کے گواہ پھر پیش کرنے ہوں گے۔[2] (عالمگیری، ہدایہ)

مسئلہ ۳۷ ایک شخص قبض عین کا وکیل تھا اس کے قبضہ سے پہلے کسی نے وہ چیز ہلاک کردی یہ اُس پر تاوان کا دعویٰ نہیں کرسکتا اور قبضہ کے بعد ہلاک کی ہے تو دعویٰ کرسکتا ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸ کسی سے کہا میری بکری فلاں کے یہاں ہے اُس پر قبضہ کرو اس کہنے کے بعد بکری کے بچہ پیدا ہوا تو وکیل بکری اور بچہ دونوں پر قبضہ کرے گا اور اگر وکیل کرنے سے پہلے بچہ پیدا ہوچکا ہے تو بچہ پر قبضہ نہیں کرسکتا۔ باغ کے پھل کا وہی حکم ہے جو بچہ کا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹ وکیل کیا کہ میری امانت فلاں کے پاس ہے اُس پر قبضہ کرو اور وکیل کے قبضہ سے پہلے خود موکل نے قبضہ کرلیا اور پھر دوبارہ اُس کو امانت رکھ دیا اب وکیل نہ رہا یعنی قبضہ نہیں کرسکتا موکل کے قبضہ کرنے کا چاہے اس کو علم ہو یا نہ ہو۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰ مالک نے حکم دیا تھا کہ فلاں کے پاس میری امانت ہے اُس پر آج قبضہ کرو تو اُسی دن قبضہ کرنا ضرور نہیں دوسرے دن بھی قبضہ کرسکتا ہے اور اگر کہا تھا کہ کل قبضہ کرنا تو آج نہیں قبضہ کرسکتا اور اگر کہا تھا کہ فلاں کی موجودگی میں قبضہ کرنا تو بغیر اُس کی موجودگی کے قبضہ کرسکتا ہے۔ یوہیں اگر کہا تھا کہ گواہوں کے سامنے قبضہ کرنا تو بغیر گواہوں کے قبضہ کرسکتا ہے اور اگر

---

1 ...... مقدمہ کی پیروی کا وکیل۔

2 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الوکالة، الباب السابع فی التوکیل بالخصومة... إلخ، فصل فی الوکیل... إلخ، ج۳، ص۶۲۹. و"الھدایة"، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالخصومة والقبض، ج۲، ص۱۴۹-۱۵۰.

3 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الوکالة، الباب السابع فی التوکیل بالخصومة... إلخ، فصل فی الوکیل... إلخ، ج۳، ص۶۲۹.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق، ص۶۳۰.

کہا بغیر فلاں کی موجودگی کے قبضہ نہ کرنا تو غیبت میں[1] قبضہ نہیں کرسکتا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: ایک شخص نے گھوڑا عاریت لیا اور کسی کو بھیجا کہ اُسے لاؤ یہ اُس پر سوار ہو کر لے گیا اگر گھوڑا ایسا ہے کہ بغیر سوار ہوئے قابو میں آسکتا ہے تو یہ ضامن ہے اور قابو میں نہیں آسکتا ہے تو ضامن نہیں۔[3] (عالمگیری)

وکیل کو معزول کرنے کا بیان

مسئلہ ۱: وکالت عقود لازمہ میں سے نہیں یعنی نہ موکل پر اس کی پابندی لازم ہے نہ وکیل پر، جس طرح موکل جب چاہے وکیل کو برطرف کرسکتا ہے وکیل بھی جب چاہے دست بردار ہوسکتا ہے[4] اسی وجہ سے اس میں خیار شرط نہیں ہوتا کہ جب یہ خود ہی لازم نہیں تو شرط لگانے سے کیا فائدہ۔[5] (بحر)

مسئلہ ۲: وکالت کا بالقصد حکم نہیں ہوسکتا یعنی جب تک اس کے ساتھ دوسری چیز شامل نہ ہو محض وکالت کا قاضی حکم نہیں دے گا مثلاً یہ کہ زید عمرو کا وکیل ہے۔ اگر مدیون پر وکیل نے دعویٰ کیا اور وہ اس کی وکالت سے انکار کرتا ہے تو اب یہ بیشک اس قابل ہے کہ اس کے متعلق قاضی اپنا فیصلہ صادر کرے۔[6] (بحر)

مسئلہ ۳: موکل وکیل کو معزول کرے یا وکیل خود اپنے کو معزول کرے بہر حال دوسرے کو اس کا علم ہوجانا ضرور ہے جب تک علم نہ ہوگا معزول نہ ہوگا اگرچہ وہ نکاح یا طلاق کا وکیل ہو جس میں وکیل کو معزولی کی وجہ سے کوئی ضرر بھی نہیں پہنچتا۔ عزل کی کئی صورتیں ہیں وکیل کے سامنے موکل نے کہہ دیا کہ میں نے تم کو معزول کردیا یا لکھ کر دے دیا یا وکیل کے یہاں کسی سے کہلا بھیجا جس کو بھیجا وہ عادل ہو یا غیر عادل آزاد ہو یا غلام بالغ ہو یا نابالغ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ جاکر یہ کہے کہ موکل نے مجھے بھیجا ہے کہ میں تم کو یہ خبر پہنچا دوں کہ اُس نے تمھیں معزول کردیا۔ اور اگر اُس نے خود کسی کو نہیں بھیجا ہے بلکہ بطور خود کسی نے یہ خبر پہنچائی تو اس کے لیے ضرور ہے کہ وہ خبر لے جانے والا عادل ہو یا دو شخص ہوں۔[7] (بحرالرائق)

1 ...... غیر موجودگی میں۔

2 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ، فصل فی الوکیل...إلخ، ج۳، ص۶۳۰.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... یعنی وکالت چھوڑ سکتا ہے۔

5 ...... "البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۷، ص۳۱۷.

6 ...... المرجع السابق.　7 ...... المرجع السابق، ص ۳۱۷-۳۱۸.

مسئلہ ۴ اگر وکالت کے ساتھ حق غیر متعلق ہو جائے تو موکل وکیل کو معزول نہیں کرسکتا مثلاً وکیل بالخصومة [1] جس کو خصم [2] کے طلب کرنے پر وکیل بنایا گیا اس کو موکل معزول نہیں کرسکتا۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۵ طلاق وعتاق کا وکیل۔ موکل کا مال بیع کرنے کا وکیل۔ کسی غیر معین چیز کے خریدنے کا وکیل یہ سب اپنے کو بغیر علمِ موکل معزول کرسکتے ہیں یعنی اپنے کو خود معزول کرنے کے بعد یہ سب کام کیے تو نافذ نہیں ہوں گے۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۶ قبض دَین کے لیے [5] وکیل کیا تھا مدیون [6] کی عدم موجودگی میں اسے معزول کرسکتا ہے اور اگر مدیون کی موجودگی میں وکیل کیا ہے تو عدم موجودگی میں معزول نہیں کرسکتا مگر جبکہ مدیون کو اسکی معزولی کا علم ہو جائے یعنی مدیون کو اسکی معزولی کا علم نہیں تھا اور دَین اس کو دے دیا بریٔ الذمہ ہو گیا دائن [7] اُس سے مطالبہ نہیں کرسکتا اور مدیون کو معلوم تھا اور دے دیا تو بریٔ الذمہ نہیں ہے۔ [8] (درمختار)

مسئلہ ۷ ایک شخص کو راہن [9] نے وکیل کیا تھا کہ شے مرہون [10] کو بیع کر کے دَین ادا کر دے اُس نے اپنے کو مرتہن [11] کی موجودگی میں معزول کر دیا اور مرتہن اس پر راضی بھی ہو گیا تو معزول ہو گیا ورنہ نہیں۔ [12] (درمختار)

مسئلہ ۸ وکالت قبول کرنے کے بعد وکیل کا یہ کہنا میں نے وکالت کو لغو کر دیا میں وکالت سے بری ہوں ان الفاظ سے معزول نہیں ہوگا اگرچہ یہ الفاظ موکل کے سامنے کہے۔ یوہیں موکل کا توکیل سے انکار کر دینا بھی عزل نہیں ہے۔ [13] (درمختار)

مسئلہ ۹ وکیل نے وکالت رد کر دی رد ہو گئی مگر اس کے لیے موکل کو معلوم ہونا شرط ہے مثلاً موکل نے وکیل کیا جس کی خبر وکیل کو پہنچی وکیل نے رد کر دی کہہ دیا مجھے منظور نہیں مگر اس کا علم موکل کو نہیں ہوا پھر اس نے وکالت قبول کر لی وکیل ہو گیا۔ وکیل نے وکالت قبول کر لی اس کے بعد موکل نے کہا وکالت رد کر دو اُس نے کہا میں نے رد کر دی رد ہو گئی۔ [14] (عالمگیری)

---

1 ...... مقدمہ کی پیروی کا وکیل۔ 2 ...... مدمقابل۔

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة، باب عزل الوکیل، ج۷ ص۳۱۷.

4 ...... المرجع السابق، ص۳۲۰.

5 ...... قرض پر قبضہ کرنے کے لیے۔ 6 ...... مقروض۔ 7 ...... قرض دینے والا۔

8 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة، باب عزل الوکیل، ج۷، ص۳۲۱.

9 ...... اپنی چیز کسی کے پاس گروی رکھنے والا۔ 10 ...... وہ چیز جو گروی رکھی گئی ہے۔ 11 ...... جس کے پاس چیز گروی رکھی گئی ہے۔

12 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة، باب عزل الوکیل، ج۷، ص۳۲۱.

13 ...... المرجع السابق.

14 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوکالة، الباب التاسع فیما یخرج به الوکیل عن الوکالة، مسائل متفرقة من العزل وغیره، ج۳، ص۶۳۹.

مسئلہ ۱۰ توکیل کو شرط پر معلق کرسکتے ہیں مثلاً یہ کام کروں تو تم میرے وکیل ہو مگر اس کے عزل کو شرط پر معلق نہیں کر سکتے۔ توکیل کو شرط پر معلق کیا تھا اور شرط پائی جانے سے پہلے وکیل کو معزول کرنا چاہتا ہے کرسکتا ہے۔[1] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۱ وکیل کو معزول کرنے کا یہ مطلب ہے کہ جس کام کے لیے اُس کو وکیل کیا ہے وہ اب تک نہ ہوا ہو اور کام پورا ہوگیا تو معزول کرنے کی کیا ضرورت خود ہی معزول ہوگیا وہ کام ہی باقی نہ رہا جس میں وکیل تھا مثلاً دَین وصول کرنے کے لیے وکیل تھا دَین وصول کرلیا۔ عورت سے نکاح کرنے کے لیے وکیل تھا اور نکاح ہوگیا۔[2] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۱۲ دونوں میں سے کوئی مرگیا یا اُس کو جنون مطبق ہوگیا وکالت باطل ہوگئی جنون مطبق یہ ہے کہ مسلسل ایک ماہ تک رہے۔ یوہیں مرتد ہوکر دارالحرب کو چلے جانے سے بھی وکالت باطل ہوجاتی ہے جبکہ قاضی نے اُس کے دارالحرب چلے جانے کا اعلان کردیا ہو پھر اگر مجنون ٹھیک ہوجائے یا مرتد مسلمان ہوکر دارالحرب سے واپس آجائے تو وکالت واپس نہیں ہوگی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۳ راہن نے کسی کو مرہون شے کی بیع کا وکیل کیا تھا یا خود مرتہن کو وکیل کیا تھا کہ دَین کی میعاد پوری ہونے پر چیز کو بیچ دینا اور راہن مرگیا اس کے مرنے سے وکالت باطل نہیں ہوگی یہی حکم اُس کے مجنون ہونے یا معاذ اللہ مرتد ہوجانے کا ہے۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۴ امر بالید کا وکیل یعنی اُس کے ہاتھ میں معاملہ دے دیا گیا ہے اور بیع بالوفا کا وکیل یعنی مدیون نے دائن کو اپنی کوئی چیز دیدی ہے کہ اس کو بیچ کر اپنا حق وصول کرلو ان دونوں صورتوں میں بھی موکل کے مرنے سے وکالت باطل نہیں ہوگی۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵ دو شخصوں میں شرکت تھی شریکین نے وکیل کیا تھا پھر ان میں جدائی و تفریق ہوگئی یعنی شرکت توڑ دی وکالت باطل ہوگئی اس صورت میں وکیل کو معلوم ہونے کی بھی ضرورت نہیں کہ یہ عزل حکمی ہے عزل حکمی میں معلوم ہونا شرط نہیں۔[6] (درمختار)

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۷، ص۳۲۰.

2 ......المرجع السابق، ص۳۲۲.
و "الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۸، ص۳۲۲.

3 ......"الدرالمختار"، المرجع السابق، ص۳۲۲، ۳۲۳.

4 ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۷، ص۳۲۱.

5 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۸، ص۳۲۳.

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۸، ص۳۲۴.

مسئلہ ۱۶: موکل[1] مکاتب تھا وہ بدل کتابت سے عاجز ہوگیا یا موکل غلام ماذون تھا اس کے مولی نے مجبور کردیا یعنی اس کے تصرفات روک دیے ان دونوں صورتوں میں بھی ان کا وکیل معزول ہوجاتا ہے اور یہ بھی عزل حکمی ہے علم کی شرط نہیں مگر یہ اُسی وکیل کی معزولی ہے جو خصومت[2] یا عقود کا وکیل ہو اور اگر وہ اس لیے وکیل تھا کہ دَین ادا کرے یا دَین وصول کرے یا ودیعت پر قبضہ کرے وہ معزول نہیں ہوگا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: جس کام کے لیے وکیل کیا تھا موکل نے اُسے خود ہی کرڈالا وکیل معزول ہوگیا کہ اب وہ کام کرنا ہی نہیں ہے۔ اس سے مراد وہ تصرف ہے کہ موکل کے ساتھ وکیل تصرف نہ کرسکتا ہو مثلاً غلام کو آزاد کرنے یا مکاتب کرنے کا وکیل تھا مولی[4] نے خود ہی آزاد کردیا یا مکاتب کردیا یا کسی عورت سے نکاح کا وکیل کیا تھا اُس نے خود ہی نکاح کرلیا یا کسی چیز کے خریدنے کا وکیل کیا تھا اُس نے خود خریدلی یا زوجہ کو طلاق دینے کا وکیل کیا تھا موکل نے خود ہی تین طلاقیں دے دیں یا ایک ہی طلاق دی اور عدت پوری ہوگئی یا خلع کا وکیل تھا اُس نے خود خلع کرلیا اور اگر وکیل بھی تصرف کرسکتا ہے عاجز نہیں ہے تو وکالت باطل نہیں ہوگی مثلاً طلاق کا وکیل تھا موکل نے ابھی ایک ہی طلاق دی ہے اور عدت باقی ہے وکیل بھی طلاق دے سکتا ہے یا طلاق کا وکیل تھا شوہر نے خلع کیا اندرون عدت[5] وکیل طلاق دے سکتا ہے۔ بیع کا وکیل تھا اور موکل نے خود بیع کردی مگر وہ چیز موکل پر واپس ہوئی اُس طریقہ پر جو فسخ ہے تو وکیل اپنی وکالت پر باقی ہے اُس چیز کو بیع کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور اگر ایسے طور پر چیز واپس ہوئی جو فسخ نہیں ہے تو وکیل کو اختیار نہ رہا۔[6] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۸: ہبہ کرنے کا وکیل کیا تھا اور موکل نے خود ہبہ کردیا اس کے بعد اپنا ہبہ واپس لے لیا وکیل کو ہبہ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ بیع کے لیے وکیل کیا تھا اور موکل نے اُس چیز کو رہن رکھ دیا یا اجرت پر دیدیا وکیل اپنی وکالت پر باقی ہے۔[7] (بحر)

مسئلہ ۱۹: مکان کرایہ پر دینے کے لیے وکیل کیا تھا اور موکل نے خود کرایہ پر دے دیا پھر اجارہ فسخ ہوگیا وکیل کی وکالت لوٹ آئی۔[8] (بحر)

---

1 ......وکیل کرنے والا۔ 2 ......مقدمہ۔

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۸، ص ۳۲۵.

4 ......آقا، مالک۔ 5 ......عدت کے دوران۔

6 ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۷، ص ۳۲٤.

7 ......المرجع السابق. 8 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۲۰: مکان بیع کرنے کے لیے وکیل کیا تھا اور اُس میں جدید تعمیر کی وکالت جاتی رہی۔ یوہیں زمین بیع کرنے کے لیے وکیل کیا تھا اور اُس میں پیڑ لگا دیئے۔ اور اگر موکل نے اُس میں زراعت کی کھیت کو بو دیا تو وکیل زمین کو بیچ سکتا ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۲۱: ستو[2] خریدنے کو کہا اُس میں گھی مل دیا گیا یا تل خریدنے کو کہا تھا پَیل کر[3] تیل نکال لیا گیا وکالت باطل ہوگئی اور اگر ان کی بیع کا وکیل تھا تو وکالت باقی ہے۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۲: ایک چیز کی بیع کا وکیل کیا تھا اُس کو خود موکل نے بیچ ڈالا اس کی اطلاع وکیل کو نہیں ہوئی اُس نے بھی ایک شخص کے ہاتھ بیع کردی اور مشتری سے ثمن بھی وصول کرلیا مگر اس کے پاس سے ضائع ہوگیا اور مبیع ابھی مشتری کو دی نہیں تھی کہ ہلاک ہوگئی مشتری وکیل سے ثمن واپس لے گا اور وکیل موکل سے۔[5] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۳: دَین وصول کرنے کے لیے وکیل کیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ تم جس کو چاہو وکیل کردو وکیل نے کسی کو وکیل کیا وکیل اوّل چاہے تو اسے معزول بھی کرسکتا ہے اور اگر موکل نے یہ کہا تھا کہ فلاں کو وکیل کرلو اور وکیل نے اُس کو وکیل مقرر کیا اب اُس کو معزول نہیں کرسکتا اور اگر یہ کہا تھا کہ فلاں کو تم چاہو تو وکیل کرلو اب اسے معزول بھی کرسکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: مدیون سے کہہ دیا جو شخص تمھارے پاس فلاں نشانی کے ساتھ آئے تم اُس کو دے دینا یا جو شخص تمہاری انگلی پکڑلے یا جو شخص تم سے یہ بات کہہ دے اُس کو دَین[7] ادا کردینا ان سب صورتوں میں توکیل صحیح نہیں کہ مجہول[8] کو وکیل بنانا ہے اگر مدیون[9] نے اُسے دے دیا بری الذمہ نہیں ہوا۔[10] (درمختار)

وَاللّٰهُ سُبۡحَانَهٗ وَ تَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُهٗ جَلَّ مَجۡدُهٗ اَتَمُّ وَاَحۡكَمُ.

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالة،باب عزل الوکیل،ج۷،ص۳۲٤.

2 ......بھُنے ہوئے اناج کا آٹا۔

3 ......تیل یا رس بیلنے کے آلے میں پیس کر۔

4 ......"البحرالرائق"، کتاب الوکالة،باب عزل الوکیل،ج۷،ص۳۲٤۔۳۲٥.

5 ......المرجع السابق،ص۳۲٥.

6 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الوکالة،الباب العاشر فی المتفرقات،ج۳،ص٦٤٠.

7 ......قرض۔ 8 ......غیر معین شخص۔ 9 ......مقروض۔

10 ......"الدرالمختار"، کتاب الوکالة،باب عزل الوکیل،ج۸،ص۳۲٦.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ط

دعوے کا بیان

حدیث ۱ صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ "اگر لوگوں کو محض دعوے کی وجہ سے دے دیا جایا کرے تو کتنے لوگ خون اور مال کا دعویٰ کر ڈالیں گے ولیکن مدعیٰ علیہ [1] پر حلف [2] ہے" اور بیہقی کی روایت میں ہے "ولیکن مدعی [3] کے ذمہ بیّنہ (گواہ) ہے اور منکر پر قسم۔" [4]

حدیث ۲ امام احمد و بیہقی ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں "جو شخص اُس چیز کا دعویٰ کرے جو اُس کی نہ ہو وہ ہم میں سے نہیں اور وہ جہنم کو اپنا ٹھکانا بنائے۔" [5]

حدیث ۳ طبرانی واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "بہت بڑا کبیرہ گناہ یہ ہے کہ مرد اپنی اولاد سے انکار کردے۔" [6]

حدیث ۴ امام احمد و طبرانی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "جو اپنی اولاد سے انکار کرے کہ اسے دنیا میں رُسوا کرے قیامت کے دن علی رؤس الاشہاد [7] اُس کو اللہ تعالیٰ رسوا کرے گا یہ اُس کا بدلہ ہے۔" [8]

حدیث ۵ عبدالرزاق نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی میری عورت کے سیاہ بچہ پیدا ہوا ہے (یہ شخص اشارۃً اُس بچہ سے انکار کرنا چاہتا ہے) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: "تیرے یہاں اونٹ ہیں۔" عرض کی ہاں، فرمایا: "اُن کے رنگ کیا کیا ہیں؟" عرض کی سب سرخ

---

1 ...... جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔ 2 ...... قسم۔ 3 ...... دعویٰ کرنے والا۔

4 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الأقضیة، باب الیمین علی المدعیٰ علیه، الحدیث: ۱-(۱۷۱۱)، ص ۹۴۱.

و"السنن الکبری"، للبیهقي، کتاب الدعوی و البیّنات، باب البیّنة علی المدعی... إلخ، الحدیث: ۲۱۲۰۱، ج ۱۰، ص ۴۲۷.

5 ...... "المسند" للإمام احمد بن حنبل، مسند الأنصار/حدیث أبي ذر الغفاري، الحدیث: ۲۱۵۲۱، ج ۸، ص ۱۰۷.

6 ...... "المعجم الکبیر"، الحدیث: ۲۳۸، ج ۲۲، ص ۹۸.

7 ...... علی الاعلان، مخلوق کے سامنے۔

8 ...... "المسند" للإمام احمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰه بن عمر بن الخطاب، الحدیث: ۴۷۹۵، ج ۲، ص ۲۵۵.

ہیں۔فرمایا: ''اُن میں کوئی بھورے رنگ کا بھی ہے۔''عرض کی چند اونٹ بھورے بھی ہیں۔فرمایا: ''سرخ اونٹوں میں بھورے کہاں سے پیدا ہوگئے۔''عرض کی مجھے معلوم نہیں شاید رگ نے کھینچ لیا ہو یعنی اُن کی اُوپر کی پشت میں کوئی بھورا ہوگا۔اُس کا یہ اثر ہوگا۔فرمایا: ''تیرے بیٹے کو بھی شاید رگ نے کھینچ لیا ہو''(1) یعنی تیرے آبا اجداد میں کوئی سیاہ ہو اُس کا یہ اثر ہو۔اُس شخص کو نسب سے انکار کی اجازت نہیں دی۔

مسائل فقهيه

دعویٰ اُس قول کو کہتے ہیں جو قاضی کے سامنے اِس لیے پیش کیا گیا جس سے مقصود دوسرے شخص سے حق طلب کرنا ہے۔(2)

مسئلہ ۱ دعویٰ میں سب سے زیادہ اہم جو چیز ہے وہ مدعی و مدعیٰ علیہ کا تعیّن ہے اس میں غلطی کرنا فیصلہ کی غلطی کا سبب ہوتا ہے عام لوگ تو اُس کو مدعی جانتے ہیں جو پہلے قاضی کے پاس جا کر دعویٰ کرتا ہے اور اس کے مقابل کو مدعیٰ علیہ۔مگر یہ سطحی و ظاہری بات ہے بہت مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ جو صورۃً مدعی ہے وہ مدعیٰ علیہ ہے اور جو مدعیٰ علیہ ہے وہ مدعی۔فقہا نے اس کی تعریفات میں بہت کچھ کلام ذکر کیے ہیں اس کی ایک تعریف یہ ہے کہ مدعی وہ ہے کہ اگر وہ اپنے دعوے کو ترک کردے تو اسے مجبور نہ کیا جائے اور مدعیٰ علیہ وہ ہے جو مجبور کیا جاتا ہو مثلاً ایک شخص کے دوسرے پر ہزار روپے ہیں اگر وہ دائن (3) مطالبہ نہ کرے تو قاضی کبھی اس کو دعویٰ کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا اگرچہ قاضی کو معلوم ہو اور مدیون (4) اُس کے دعوے کے بعد مجبور ہے۔ اُس کو لامحالہ (5) جواب دینا ہی پڑے گا۔ظاہر میں مدعی اور حقیقت میں مدعیٰ علیہ کی ایک مثال یہ ہے ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ فلاں کے پاس میری امانت ہے دلادی جائے۔امین (6) یہ کہتا ہے کہ میں نے امانت واپس کردی۔اس کا ظاہر مطلب یہ ہوا کہ اُس کی امانت مجھ کو تسلیم ہے مگر میں دے چکا ہوں یہ امین کا ایک دعویٰ ہے مگر حقیقت میں امین ضمان سے منکر ہے۔کیونکہ امین جب امانت سے انکار کرے تو امین نہیں رہتا بلکہ اُس پر ضمان واجب ہوجاتا ہے۔لہٰذا پہلے شخص کے دعوے کا حاصل طلبِ ضمان (7) ہے۔اور اس کے جواب کا محصل وجوبِ ضمان سے انکار ہے اب اس صورت میں حلف (8) امین کے ذمہ ہوگا

1 ......''المصنف''،لعبدالرزاق،کتاب الطلاق،باب الرجل ينتفي من ولده،الحديث:۱۲۴۱۹،ج۷،ص۷۴،۷۵.

2 ......''الدرالمختار''،کتاب الدعویٰ،ج۸،ص۳۲۷.

3 ......قرض دینے والا۔

4 ......مقروض۔

5 ......یعنی لازمی۔

6 ......جس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے،امانت دار۔

7 ......تاوان طلب کرنا۔

8 ......قسم۔

اور حلف سے کہہ دے گا تو بات اسی کی معتبر ہوگی۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۲ مدعی اگر اصیل ہے یعنی خود اپنے حق کا دعویٰ کرتا ہے تو اُس کو دعوے میں یہ ظاہر کرنا ہوگا کہ فلاں کے ذمّہ میرا یہ حق ہے اور اگر اصیل نہیں ہے بلکہ دوسرے شخص کا قائم مقام ہے مثلاً وکیل یا وصی ہے تو یہ بتانا ہوگا کہ فلاں شخص جس کا میں قائم مقام ہوں اُس کا فلاں کے ذمہ یہ حق ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳ دعویٰ وہی کرسکتا ہے جو عاقل تمیز دار ہو مجنون یا اتنا چھوٹا بچہ جس کو کچھ تمیز نہیں ہے دعویٰ نہیں کرسکتا۔ نابالغ سمجھ وال دعویٰ کرسکتا ہے بشرطیکہ وہ جانب ولی سے ماذون ہو۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴ دعوے میں مدعی کو جزم و یقین کے ساتھ بیان دینا ہوگا۔ اگر یہ کہے گا مجھے ایسا شبہہ ہوتا ہے یا میرا گمان یہ ہے تو دعویٰ قابلِ سماعت[4] نہ ہوگا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵ دعوے کی صحت کے شرائط یہ ہیں:

(۱) جس چیز کا دعویٰ کرے وہ معلوم ہو۔ مجہول شے کا دعویٰ مثلاً فلاں کے ذمہ میں میرا کچھ حق ہے۔ قابلِ سماعت نہیں۔

(۲) دعویٰ ثبوت کا احتمال رکھتا ہو لہٰذا ایسا دعویٰ جس کا وجود محال[6] ہے باطل ہے مثلاً کسی ایسے کو اپنا بیٹا بتاتا ہے کہ اُس کی عمر اس سے زائد ہے یا اُس عمر کا اس کا بیٹا نہیں ہوسکتا یا معروف النسب[7] کو کہتا ہے یہ میرا بیٹا ہے قابلِ سماعت نہیں۔ جو چیز عادۃً محال ہے وہ بھی قابلِ سماعت نہیں مثلاً ایک شخص فقر و فاقہ میں مبتلا ہے سب لوگ اُسکی محتاجی سے واقف ہیں اغنیا سے زکاۃ لیتا ہے وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں شخص کو میں نے ایک لاکھ اشرفی قرض دی ہے۔ وہ مجھے دلا دی جائے۔ یا کہتا ہے فلاں امیر کبیر نے میرے لاکھوں روپے غصب کر لیے وہ مجھ کو دلا دیے جائیں۔

(۳) خود مدعی اپنی زبان سے دعویٰ کرے بلا عذر اسکی طرف سے دوسرا شخص دعویٰ نہیں کرسکتا اگر مدعی زبانی دعویٰ کرنے سے عاجز ہے تو لکھ کر پیش کرے اور اگر قاضی اسکی زبان نہ سمجھتا ہو تو مترجم مقرر کرے۔

---

1 ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، ج ٢، ص ١٥٤.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، ج ٨، ص ٣٢٩.

3 ......المرجع السابق.

4 ......سننے کے قابل یعنی مقدمہ چلانے کے قابل۔

5 ......"ردالمحتار"، كتاب الدعوىٰ، ج ٨، ص ٣٣٠.

6 ......جس کا پایا جانا ممکن ہی نہیں۔

7 ......یعنی جس کا باپ معلوم ہو۔

(۴) مدعیٰ علیہ یا اُس کے نائب کے سامنے اپنے دعوے کو بیان کرے اور اُس کے سامنے ثبوت پیش کرے۔

(۵) دعوے میں تناقض نہ ہو یعنی اس سے پہلے ایسی بات نہ کہی ہو جو اس دعوے کے مناقض ہو مثلاً پہلے مدعیٰ علیہ کی ملک کا خود اقرار کر چکا ہے اب یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اُس اقرار سے پہلے میں نے یہ چیز اُس سے خرید لی ہے۔ نسب اور حریت[1] میں تناقض مانع دعویٰ نہیں۔

(۶) دعویٰ ایسا ہو کہ بعد ثبوت خصم پر کوئی چیز لازم کی جاسکے یہ دعویٰ کہ میں اُس کا وکیل ہوں بیکار ہے۔[2] (خانیہ، بحرالرائق، منحۃ الخالق، عالمگیری)

مسئلہ ۶: جب دعویٰ صحیح ہو گیا تو مدعیٰ علیہ پر جواب دینا ہاں یا نہ کے ساتھ لازم ہے اگر سکوت کرے گا[3] تو یہ بھی انکار کے معنے میں ہے۔ اس کے مقابلے میں مدعی کو گواہ پیش کرنے کا حق ہے یا گواہ نہ ہونے کی صورت میں مدعیٰ علیہ پر حلف ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۷: منقول شے کا دعویٰ ہو تو یہ بھی بیان کرنا ہوگا کہ وہ مدعیٰ علیہ کے قبضہ میں ناحق طور پر ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ چیز مدعی کی ہو اور مدعیٰ علیہ کے پاس مرہون ہو[5] یا ثمن نہ دینے کی وجہ سے اس نے روک رکھی ہو۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۸: ایک چیز میں ملکِ مطلق کا دعویٰ کرتا ہے اور وہ چیز مدعیٰ علیہ کے مستاجر[7] یا مستعیر[8] یا مرتہن[9] کے قبضہ میں ہے اس صورت میں مالک و قابض[10] دونوں کو حاضر ہونا ضروری ہے ہاں اگر مدعی یہ کہتا ہے کہ مالک کے اجارہ پر

---

1 ...... آزاد ہونا غلام نہ ہونا۔

2 ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الدعویٰ و البیّنات، باب الدعویٰ، ج۲، ص۴۸، ۴۹.
و"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، ج۷، ص۳۲۷.
و"منحة الخالق" حاشیة "البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، ج۷، ص۳۲۸.
و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعویٰ، الباب الأول، ج٤، ص۲، ۳.

3 ...... خاموش رہے گا۔

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳۳۱.

5 ...... گروی رکھی ہو۔

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳۳۱.

7 ...... کرایہ دار۔

8 ...... عارضی طور پر استعمال کے لیے کسی سے کوئی چیز لینے والا۔

9 ...... جس کے پاس چیز گروی رکھی جائے۔

10 ...... جس کا قبضہ ہے اس کو قابض کہتے ہیں۔

دینے سے قبل میں نے خریدی ہے تو تنہا مالک خصم ہے اسی کے حاضر ہونے کی ضرورت ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۹ زمین کے متعلق دعویٰ ہے اور زمین مزارع کے قبضہ میں ہے اگر بیج اس نے اپنے ڈالے ہیں یا زراعت اوگ چکی ہے تو مزارع[2] کا حاضر ہونا بھی ضروری ہے ورنہ نہیں۔[3] (بحر)

مسئلہ ۱۰ منقول چیز اگر ایسی ہو کہ اسکے حاضر کرنے میں دشواری نہ ہو تو مدعیٰ علیہ کے ذمہ اس کا حاضر کرنا ہے تا کہ دعویٰ اور شہادت اور حلف میں اسکی طرف اشارہ کیا جاسکے اور اگر وہ چیز ہلاک ہوچکی ہے یا غائب ہوگئی ہے تو مدعی اسکی قیمت بیان کردے اور اگر چیز موجود ہے مگر اسکے لانے میں دشواری ہو اگر چہ فقط اتنی ہی کہ اُس کے لانے میں مزدوری دینی پڑے گی تکلیف ہوگی جیسے چکی اور غلہ کی ڈھیری بکریوں کا ریوڑ تو مدعی قیمت ذکر کرے گا اور قاضی معاینہ کے لیے اپنا امین بھیجے گا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۱ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے میری فلاں چیز غصب کر لی اور مدعی اُسکی قیمت نہیں بتا تا ہے جب بھی دعویٰ مسموع ہے یعنی مدعیٰ علیہ منکر ہے تو اُس پر حلف دیا جائے گا اور مقر ہے[5] یا قسم سے انکار کرتا ہے تو بیان کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۲ چند جنس ونوع وصفت کی چیزوں کا دعویٰ کیا اور تفصیل کے ساتھ ہر ایک کی قیمت نہیں بتا تا مجموعی قیمت بتا دینا کافی ہے۔ اِس کے ثبوت کے گواہ لیے جائیں گے اور حلف کی ضرورت ہوگی تو مجموعہ پر ایک دم حلف دیا جائے گا۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۳ مدعیٰ علیہ نے مدعی کی کوئی چیز ہلاک کردی ہے۔ اُس کی قیمت دلا پانے کا دعوٰی ہے تو مدعی اُس کی جنس و نوع بیان کرے تا کہ قاضی کو معلوم ہو سکے کہ کیا فیصلہ دینا چاہیے کیونکہ بعض چیزیں مثلی ہیں جن کا تاوان مثل سے ہے اور بعض قیمی جن کا تاوان قیمت سے دلایا جائے گا۔[8] (درمختار، عالمگیری)

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الدعوی، ج۷، ص ۳۳۱.

2 ......کسان، کاشتکار۔

3 ......"البحرالرائق"، کتاب الدعوی، ج۷، ص ۳۳۱.

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، ج۸، ص ۳۳۱.

5 ......اقرار کرتا ہے۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، ج۸، ص ۳۳۲.

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، ج۸، ص ۳۳۲.

8 ......المرجع السابق، ص ۳۳۳.

و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعوی، الباب الثانی فیما تصح به الدعوی...إلخ، الفصل الثانی، ج٤، ص٧.

مسئلہ ۱۴: کُرتے کا دعویٰ ہو تو جنس ونوع وصفت و قیمت بیان کرنے کے علاوہ یہ بھی بیان کرنا ہوگا کہ زنانہ ہے یا مردانہ بڑا ہے یا چھوٹا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: ودِیعت (امانت) کا دعویٰ ہو تو یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ یہ چیز فلاں جگہ اُس کے پاس امانت رکھی گئی تھی خواہ وہ چیز ایسی ہو جس کے لیے بار برداری صرف کرنی پڑے[2] یا نہ پڑے اور غصب کا دعویٰ ہو تو جگہ بیان کرنے کی وہاں ضرورت ہے کہ اُس چیز کے جگہ بدلنے میں بار برداری صرف کرنی پڑے ورنہ جگہ بیان کرنا ضروری نہیں۔ غیر مثلی چیز کے غصب کا دعویٰ ہو تو غصب کے دن جو اُس کی قیمت ہو وہ بیان کرے۔[3] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۱۶: جائدادِ غیر منقولہ[4] کا دعویٰ ہو تو اُس کے حدود کا بیان کرنا ضرور ہے دعوے میں بھی اور شہادت میں بھی اگر یہ جائداد بہت مشہور ہو جب بھی اِس کے حدود کا بیان کرنا ضروری ہے گواہوں کو وہ مکان جس کے متعلق دعویٰ ہے معلوم ہے یعنی بعینہٖ اُس کو پہچانتے ہوں تو اُن کو حدود کا ذکر کرنا ضروری نہیں اور عقار (غیر منقولہ) میں یہ بھی بیان کرنا ہوگا کہ وہ کس شہر کس محلّہ کس کوچہ میں ہے۔[5] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۱۷: تین حدوں کا بیان کرنا کافی ہے۔ یعنی مدعی یا گواہ چوتھی حد چھوڑ گیا دعویٰ صحیح ہے اور گواہی بھی صحیح اور اگر چوتھی حد غلط بیان کی یعنی جو چیز اُس جانب ہے اُس کے سوا دوسری چیز کو بتایا تو نہ دعویٰ صحیح ہے نہ شہادت کیونکہ مدعیٰ علیہ یہ کہے گا کہ یہ چیز میرے پاس نہیں ہے پھر مجھ پر دعویٰ کیوں ہے۔ اور اگر مدعیٰ علیہ یہ کہے کہ یہ محدود میرے قبضہ میں ہے مگر تو نے حدود کے ذکر میں غلطی کی یہ بات قابل التفات نہیں یعنی مدعیٰ علیہ پر ڈگری نہ ہوگی ہاں دونوں نے بالاتفاق غلطی کا اعتراف کیا تو سرے سے مقدمہ کی سماعت ہوگی[6] (خانیہ) اور اگر صرف دو ہی حدیں ذکر کیں تو نہ دعویٰ صحیح ہے نہ شہادت۔ رہی یہ بات کہ یہ کیونکر معلوم ہو کہ مدعی یا شاہد نے حد کے بیان میں غلطی کی ہے اس کا بیان خود اُس کے اقرار سے ہوگا مدعیٰ علیہ

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فیما تصح به الدعوی...إلخ، الفصل الثانی، ج٤، ص٧.

2 ......یعنی چیز لانے کی مزدوری دینی پڑے۔

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج٨، ص٣٣٤.

و"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، ج٧، ص٣٣٧.

4 ......وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہو جیسے زمین وغیرہ۔

5 ......"الهدایة"، کتاب الدعویٰ، ج٢، ص١٥٤، ١٥٥.

و"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج٨، ص٣٣٤.

6 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الدعویٰ و البیّنات، فصل فی دعوی الدورِ والأراضی، ج٢، ص٦٤.

اُس کی غلطی پر گواہ نہیں پیش کرے گا۔[1] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۱۸ تین حدیں ذکر کردی ہیں۔ایک باقی ہے جب یہ صحیح ہے تو چوتھی جانب کہاں تک چیز شمار ہوگی اس کی صورت یہ کی جائے گی کہ تیسری حد جہاں ختم ہوئی ہے وہاں سے پہلی حد کے کنارہ تک ایک خطِ مستقیم کھینچا جائے اور اُس کو چوتھی حد قرار دیا جائے۔[2] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۹ راستہ حد ہوسکتا ہے اس کا طول وعرض بیان کرنا ضرور نہیں نہر کو حد قرار نہیں دے سکتے۔شہر پناہ کو حد قرار دے سکتے ہیں اور خندق کو نہیں۔ اگر یہ کہا کہ فلاں جانب فلاں شخص کی زمین یا مکان ہے اگرچہ اس شخص کے اس شہر یا گاؤں میں بہت مکان، بہت زمینیں ہیں جب بھی یہ دعویٰ اور شہادت صحیح ہے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۲۰ حدود میں جو چیزیں لکھی جائیں گی اُن کے مالکوں کے نام اور اُن کے باپ اور دادا کے نام لکھے جائیں یعنی فلاں بن فلاں بن فلاں اور اگر وہ شخص معروف ومشہور ہو تو فقط اُس کا ہی نام کافی ہے اگر کوئی جائدادِ موقوفہ کسی جانب میں واقع ہو تو اُس کو اِس طرح تحریر کیا جائے کہ پوری طرح ممتاز ہوجائے۔مثلاً اگر وہ واقف کے نام سے مشہور ہے تو اُسکا نام جن لوگوں پر وقف ہے اُن کے نام سے مشہور ہو تو اُن کے نام لکھے جائیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱ مکان کا دعویٰ کیا قاضی نے دریافت کیا تم اُس مکان کے حدود کو پہچانتے ہو اُس نے کہا نہیں دعویٰ خارج ہوگیا اب پھر دعویٰ کرتا ہے اور حدود بیان کرتا ہے یہ دعویٰ مسموع نہ ہوگا[5] اور اگر پہلی مرتبہ کے دعوے میں اُس نے یہ کہا تھا کہ جن لوگوں کے مکان حدود میں واقع ہیں اُن کے نام مجھے نہیں معلوم ہیں اس وجہ سے خارج ہوا تھا اور اب دعوے کے ساتھ نام بتاتا ہے تو یہ دعویٰ مسموع ہوگا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲ عقار[7] میں مدعی کو یہ ذکر کرنا ہوگا کہ مدعیٰ علیہ اُس پر قابض ہے کیونکہ بغیر اس کے خصم[8] نہیں ہوسکتا

---

1 ...... "البحرالرائق"، كتاب الدعوىٰ، ج٧، ص٣٣٩.
و"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، ج٨، ص٣٣٥.

2 ...... "البحرالرائق"، كتاب الدعوىٰ، ج٧، ص٣٤٠.

3 ...... المرجع السابق، ص٣٣٨.

4 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الدعوىٰ، ج٨، ص٣٣٥.

5 ...... قابل قبول نہ ہوگا۔

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الثاني فيما تصح به الدعوىٰ...إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص١١.

7 ...... غیر منقولہ جائیداد جیسے زمین وغیرہ۔　8 ...... یعنی مدمقابل۔

اور دونوں کا متفق ہو کر مدعیٰ علیہ کا قبضہ ظاہر کرنا یہ کافی نہیں بلکہ گواہوں سے قبضہ ءمدعیٰ علیہ ثابت کرنا ہوگا یا قاضی کو ذاتی طور پر اس کا علم ہو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ایک مکان کے متعلق زید نے عمرو [1] پر دعویٰ کر دیا اور عمرو نے اقرار کرلیا زید کے موافق فیصلہ ہوگیا حالانکہ وہ مکان نہ زید کا ہے نہ عمرو کا بلکہ تیسرے کا ہے اور اُس کے قبضہ میں ہے یہ دونوں مل گئے ان میں ایک مدعی بن گیا ایک مدعیٰ علیہ تاکہ ڈگری کرا کے آپس میں بانٹ لیں۔[2] (درمختار، ہدایہ)

مسئلہ ۲۳ عقار میں اگر غصب کا دعویٰ ہو کہ میرا مکان فلاں نے غصب کرلیا یا خریداری کا دعویٰ ہو کہ میں نے وہ مکان خریدا ہے تو اس کی ضرورت نہیں کہ گواہوں سے مدعیٰ علیہ کا قابض ہونا ثابت کرے کہ فعل کا دعویٰ قابض اور غیر قابض دونوں پر ہوتا ہے۔ فرض کیا جائے کہ وہ قابض نہیں ہے تو دعوے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۴ یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص کے مکان میں میرے مکان کی نالی جاتی ہے یا اُس کے مکان میں پرنالہ [4] گرتا ہے یا آبچک [5] ہے تو یہ بیان کرنا ہوگا کہ برساتی پانی جانے کا راستہ ہے یا وہاں گرتا ہے یا استعمالی پانی بھی اور نالی یا آبچک کی جگہ بھی متعین کرنی ہوگی کہ اُس مکان کے کس حصہ میں ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵ یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے میری زمین میں درخت نصب کیے [7] ہیں تو زمین کو بتانا ہوگا کہ کس زمین میں درخت لگائے اور کیا درخت لگائے ہیں۔ یہ دعویٰ کیا کہ میری زمین میں مکان بنالیا ہے تو زمین کو بیان کرے اور مکان کا طول وعرض [8] بیان کرے اور یہ کہ اینٹ کا بنایا ہے یا کچّا مکان ہے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶ دوسرے کا مکان بیع کر دیا اور مشتری کو قبضہ بھی دے دیا اب مالک آیا اور اُس نے بائع پر دعویٰ کیا اُسکی چند صورتیں ہیں اگر مالک کا یہ مقصد ہے کہ مکان واپس لوں تو دعویٰ صحیح نہیں کہ بائع کے پاس مکان کب ہے جو اُس سے لے گا۔

---

1 ......اسے عَمْرُ پڑھتے ہیں اس میں واو صرف لکھا جاتا ہے پڑھا نہیں جاتا۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳۳٦.
و"الهداية"، کتاب الدعویٰ، ج۲، ص۱۵۵.

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳۳۷.

4 ......بالاخانے یا چھت کی نالی۔

5 ......مکان کے پچھواڑے چھت کا پانی گرنے کی جگہ۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فيما تصح به الدعوٰی...إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص١١.

7 ......درخت لگا دیئے۔

8 ......لمبائی، چوڑائی۔

9 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فيما تصح به الدعوٰی...إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص١١.

اور اگر یہ مقصود ہے کہ اُس سے تاوان لے تو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک معلوم ہے کہ عقار میں امام کے نزدیک غصب سے ضمان نہیں مگر چونکہ اس شخص نے بیع کر کے تسلیم مبیع کی ہے اس میں اصح قول یہی ہے کہ ضمان واجب ہے اور اگر مالک یہ چاہتا ہے کہ بیع جائز کر کے بائع سے ثمن وصول کرلے یہ دعویٰ صحیح ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷ ایک شخص نے جائداد غیر منقولہ[2] بیع کی اور بائع[3] کا بیٹا یا بی بی یا بعض دیگر قریبی رشتہ دار وہاں حاضر تھے۔ اور مشتری[4] مبیع پر قبضہ کر کے ایک زمانہ تک تصرف کرتا رہا پھر ان حاضرین میں کسی نے مشتری پر دعویٰ کیا کہ بائع مالک نہ تھا میں مالک ہوں یہ دعویٰ مسموع نہ ہوگا اور اس کا سکوت[5] ملک بائع کا اقرار متصور ہوگا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸ یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان جو مدعیٰ علیہ کے قبضہ میں ہے یہ میرے باپ کا ہے جو مر گیا اور اس کو ترکہ[7] میں چھوڑا اور میرے باپ نے اس مکان کے علاوہ دوسری اشیا جانور وغیرہ بھی ترکہ میں چھوڑیں اور میں اور میری ایک بہن کل دو وارث چھوڑے ہم نے ترکہ کو باہم تقسیم کرلیا اور یہ مکان تنہا میرے حصہ میں پڑا میری بہن نے اپنا کل حصہ اُن اشیا سے وصول کرلیا یہ مکان خاص میری ملک ہے یہ دعویٰ مسموع ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹ یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان مجھے اپنے باپ یا ماں سے میراث میں ملا ہے اور مورث[9] کا نام ونسب کچھ نہیں بیان کیا یہ دعویٰ مسموع نہیں۔[10] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰ یوں دعویٰ کیا کہ اس کے پاس جو فلاں چیز ہے وہ میری ہے کیونکہ اُس نے میرے لیے اقرار کیا ہے یا اُس پر میرے ہزار روپے ہیں اس لیے کہ اُس نے ایسا اقرار کیا ہے یعنی اقرار کو دعوے کی بنا قرار دیتا ہے یہ دعویٰ مسموع نہیں ہاں اگر ملک کا دعویٰ کرتا اور اقرار کو ثبوت میں پیش کرتا تو دعویٰ مسموع ہوتا۔[11] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الثانی فيما تصح به الدعوىٰ... إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص١٢.

2 ......وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہو جیسے زمین وغیرہ۔

3 ......بیچنے والا۔ 4 ......خریدار۔ 5 ......خاموش رہنا۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الثانی فيما تصح به الدعوىٰ... إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص١٢.

7 ......وہ مال وجائداد جو میت چھوڑ جائے۔

8 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الثانی فيما تصح به الدعوىٰ... إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص١٢.

9 ......وارث بنانے والا یعنی میت۔

10 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الثانی فيما تصح به الدعوىٰ... إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص١٣.

11 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۳۱ مدعیٰ علیہ نے اقرارِ مدعی کو دفع دعویٰ میں پیش کیا یعنی مدعی کو مجھ پر دعویٰ کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ اُس نے خود میرے لیے اقرار کیا ہے یہ مسموع ہے یعنی اس کی وجہ سے دعوے مدعی دفع ہو جائے گا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲ دَین کا دعویٰ ہو تو وہ مکیل ہو یا موزون نقد ہو یا غیر نقد اُس کا وصف بیان کرنا ہوگا اور مثلی چیزوں میں جنس، نوع، صفت، مقدار، سببِ وجوب[2] سب ہی کو بیان کرنا ہوگا مثلاً یہ دعویٰ کیا کہ فلاں کے ذمہ میرے اتنے گیہوں[3] ہیں اور سببِ وجوب نہیں بیان کرتا کہ اُس نے قرض لیا ہے یا اُس سے میں نے سلم کیا ہے یا اُس نے غصب کیا ہے ایسا دعویٰ مسموع نہیں اور سبب بیان کردے گا تو مسموع ہوگا اور قرض کی صورت میں جہاں قرض لیا ہے وہاں دینا ہوگا اور غصب کیا ہے تو جہاں سے غصب کیا ہے وہاں اور سلم ہے تو جوجگہ تسلیم کی قرار پائی ہے وہاں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۳ سلم کا دعویٰ ہو تو شرائط صحت کا بیان کرنا بھی ضرور ہے اگر یہ کہہ دیا کہ اتنے من گیہوں سلم صحیح کی رو سے واجب ہیں اسکو بعض مشائخ کافی بتاتے ہیں اسے شرائط صحت کے قائم مقام کہتے ہیں۔ اور بیع کے دعوے میں بیع صحیح کہنا کافی ہے۔ شرائطِ صحت بیان کرنا ضروری نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴ یہ دعویٰ کیا کہ میرا اس کے ذمہ اتنا چاہیے ہمارے مابین جو حساب تھا اُس کے سبب سے یہ صحیح نہیں کہ حساب سببِ وجوب نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵ یہ دعویٰ ہے کہ میت کے ذمّہ اتنا دین ہے اور یہ بیان کردیا کہ وہ بغیر دین ادا کیے مرگیا اور اُس نے اتنا ترکہ چھوڑا ہے جس سے میرا دین ادا ہوسکتا ہے اور ترکہ ان وارثوں کے قبضہ میں ہے یہ دعویٰ مسموع ہے مگر وارث کو دین ادا کرنے کا اُس وقت حکم ہوگا جب اُسے ترکہ ملا ہو اور اگر وارث ترکہ ملنے سے انکار کرتا ہو تو مدعی کو ثابت کرنا ہوگا اور یہ بھی بتانا ہوگا کہ ترکہ کی فلاں فلاں چیزیں اسے ملی ہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶ دائن نے دین کا دعویٰ کیا مدیون کہتا ہے کہ میں نے اتنے روپے تمھارے پاس بھیج دیے تھے یا فلاں

---

1 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فیما تصح بہ الدعوی... إلخ، الفصل الثالث، ج ٤، ص ١٣ .

2 ......یعنی حق کے لازم ہونے کا سبب۔ 3 ......گندم۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج ٨، ص ٣٣٨ .

5 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فیما تصح بہ الدعوی... إلخ، الفصل الثالث، ج ٤، ص ١٣ .

6 ......المرجع السابق، الفصل الأول، ص ٤ .

7 ......المرجع السابق، ص ٣ .

شخص نے بغیر میرے کہنے کے دین ادا کردیا مدیون کی یہ بات مسموع ہوگی اور دائن پر حلف دیا جائیگا اور اگر مدیون قرض کا دعویٰ کرتا ہے کہتا ہے کہ فلاں شخص نے جو تمہیں اتنے روپے قرض دیے تھے وہ میرے روپے تھے یہ بات مسموع نہ ہوگی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷ یہ دعویٰ کیا کہ مبیع کا ثمن اسکے ذمہ ہے اور مبیع پر قبضہ کر چکا ہے تو مبیع کیا چیز تھی صحتِ دعویٰ کے لیے اس کا بیان کرنا ضرور نہیں اسی طرح مکان بیچا تھا اس کے ثمن کا دعویٰ ہے تو اس دعوے میں اُس کے حدود بیان کرنا ضرور نہیں اور اگر مبیع پر مشتری کا قبضہ نہیں ہوا ہے تو مبیع کا بیان کرنا ضرور ہے بلکہ ممکن ہو تو حاضر لانا ہوگا تا کہ اُسکی بیع ثابت کی جاسکے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸ دعویٰ صحیح ہوگیا تو قاضی مدعیٰ علیہ سے اس دعوے کے متعلق دریافت کرے گا کہ اس دعوے کے متعلق تم کیا کہتے ہو اور دعویٰ اگر صحیح نہ ہو تو مدعیٰ علیہ سے کچھ نہیں دریافت کرے گا کیونکہ اُس پر جواب دینا واجب نہیں۔ اب مدعیٰ علیہ اقرار کرے گا یا انکار اگر اقرار کرلیا بات ختم ہوگئی مدعی کے موافق فیصلہ ہوگا اور مدعیٰ علیہ کے انکار کی صورت میں مدعی کے ذمہ یہ ہے کہ وہ اپنے دعوے کو گواہوں سے ثابت کرے اگر ثابت کردیا مدعی کے موافق فیصلہ کیا جائے گا اور گواہ پیش کرنے سے مدعی عاجز ہے اور مدعیٰ علیہ پر حلف دینے کو کہتا ہے تو اُس پر حلف دیا جائے گا بغیر طلب مدعی حلف نہیں دیا جائے گا کیونکہ حلف دینا مدعی کا حق ہے اُس کا طلب کرنا ضروری ہے اگر مدعیٰ علیہ نے قسم کھالی مدعی کا دعویٰ خارج اور قسم سے انکار کرتا ہے تو مدعی کا دعویٰ دلایا جائے گا۔[3] (ہدایہ، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۳۹ مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہے کہ نہ میں اقرار کرتا ہوں نہ انکار تو قاضی حلف[4] نہیں دے گا بلکہ دونوں باتوں میں سے ایک پر مجبور کرے گا اُسے قید کردیگا یہاں تک کہ اقرار کرے یا انکار۔ یوہیں اگر مدعیٰ علیہ خاموش ہے کچھ بولتا ہی نہیں اور کسی مرض کی وجہ سے بولنے سے عاجز بھی نہیں تو اُسے مجبور کیا جائے گا مگر امام ابو یوسف یہ فرماتے ہیں کہ سکوت بمنزلہ انکار کے ہے۔[5] اور اس باب میں اُنھیں کے قول پر بیشتر فتویٰ دیا جاتا ہے۔[6] (درمختار)

---

1 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الدعویٰ، الباب الثانی فیما تصح به الدعوی... إلخ، الفصل الثانی، ج٤، ص٥.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"الھدایة"، کتاب الدعویٰ، ج٢، ص١٥٥.

و"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج٨، ص٣٣٩، وغیرھما.

4 ...... قسم۔　5 ......یعنی یہ خاموشی انکار کے قائم مقام ہے۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج٨، ص٣٤٠.

مسئلہ ۴۰: مدعیٰ علیہ نے مدعی سے کہا اگر تم قسم کھاجاؤ تو میں مال کا ضامن ہوں۔ مدعی نے قسم کھالی مدعیٰ علیہ مال کا ضامن نہ ہوگا کہ یہ تغییر شرع ہے[1] شرع میں مدعی پر حلف نہیں ہے۔ یوہیں زید نے عمرو پر ہزار روپے کا دعویٰ کیا عمرو نے کہا اگر تم قسم کھاجاؤ کہ میرے ذمہ تمہارے ہزار روپے ہیں تو ہزار روپے دے دوں گا زید نے قسم کھالی اور عمرو نے اس وجہ سے کہ قسم کھانے پر دینے کو کہا تھا دیدیے یہ دینا باطل ہے جو کچھ دیا ہے اُس سے واپس لے سکتا ہے۔[2] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۴۱: مدعی نے مدعیٰ علیہ سے قسم کھانے کو کہا اُس نے قاضی کے سامنے بغیر حکم قاضی قسم کھالی یہ قسم معتبر نہیں کہ اگرچہ قسم کا مطالبہ مدعی کا کام ہے مگر حلف دینا قاضی کا کام ہے جب تک قاضی اُس پر حلف نہ دے اُس کا قسم کھانا بے سود ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: شوہر غائب ہے عورت نے قاضی کے یہاں درخواست کی کہ میرے لیے نفقہ مقرر کردیا جائے قاضی عورت پر حلف دے گا کہ قسم کھا کہ تیرا شوہر جب گیا تجھے نفقہ نہیں دے گیا یہ حلف بغیر طلب مدعی ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: میّت پر دَین کا دعویٰ کیا اور ثبوت کے گواہ بھی رکھتا ہے مگر باوجود گواہ قاضی خود بغیر وارث یا وصی کی طلب کے اُس پر یہ قسم دے گا کہ نہ تو نے میّت سے دَین وصول پایا نہ کسی دوسرے نے اُس کی طرف سے تجھے دَین ادا کیا نہ کسی دوسرے نے تیرے حکم سے دَین پر قبضہ کیا نہ تو نے کل دَین یا اُس کا کوئی جُز معاف کیا نہ کل دَین یا جز کا کسی پر حوالہ تو نے قبول کیا نہ دَین کے بدلہ میں کوئی چیز تیرے پاس رہن ہے۔ یہاں بھی بغیر طلب خود قاضی یہ حلف دیگا بغیر حلف لیے قاضی نے دَین ادا کرنیکا حکم دیدیا یہ حکم نافذ نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۴۴: گواہ سے ثبوت ہونے کے بعد قسم نہیں دی جاتی مگر ان مسائل ذیل میں (۱) میت پر دَین کا دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کردیا یا ترکہ میں حق کا دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کردیا قاضی حلف دے گا کہ قسم کھا کر مدعی یہ کہے کہ میں نے اپنا دَین یا حق وصول نہیں پایا ہے۔ یہاں بغیر دعویٰ حلف دیا جائے گا جس طرح حقوق اللہ میں حلف دیا جاتا ہے۔(۲) کسی

---

1 ......یعنی حکمِ شرعی کو بدلنا ہے۔

2 ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، ج۷، ص۳٤۹.
و"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳٤۱.

3 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعوی، الباب الثانی فیما تصح به الدعوٰی...إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص۱۳.

4 ......المرجع السابق، ص۱٤.

5 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳٤۰.
و"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعوی، الباب الثالث فی الیمین...إلخ، الفصل الأول، ج٤، ص۱٤.

نے مبیع میں اپنا حق ثابت کیا کہ یہ چیز میری ہے اور گواہوں سے اپنی ملک ثابت کردی۔ مشتری مستحق پر یہ حلف دے گا کہ نہ تو نے یہ چیز بیع کی نہ ہبہ کی نہ صدقہ کی نہ یہ چیز تیری ملک سے خارج ہوئی۔ (۳) کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے بھاگ گیا ہے اور گواہوں سے ثابت کیا اُس کو قسم کھا کر بتانا ہوگا کہ وہ اب تک اسی کی ملک میں ہے نہ اسے بیچا ہے نہ ہبہ کیا ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۴۵ مدعی نے دعوے کو گواہوں سے ثابت کردیا مدعیٰ علیہ قاضی سے یہ کہتا ہے کہ مدعی پر یہ قسم دی جائے کہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہے یا اُس کے گواہ پر قسم دی جائے کہ وہ سچے ہیں یا شہادت میں حق پر ہیں۔ قاضی اُسکی بات تسلیم نہ کرے بلکہ اگر گواہوں کو معلوم ہو کہ قاضی اُن پر حلف دیگا اور منسوخ پر عمل کرے گا تو گواہی سے باز رہ سکتے ہیں کہ ایسی حالت میں گواہی دینا اُن پر لازم نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۶ مغصوب منہ (جس کی چیز کسی نے غصب کی) کہتا ہے میرے کپڑے کی قیمت سو روپے ہے اور غاصب یہ کہتا ہے مجھے معلوم نہیں کیا قیمت ہے مگر سو روپے نہیں غاصب کو قیمت بیان کرنے پر مجبور کیا جائے گا اگر وہ نہ بیان کرے تو اُس کو یہ قسم کھانی ہوگی کہ سو روپے اُس کی قیمت نہیں ہے اس کے بعد پھر مغصوب منہ کو حلف دیا جائے گا کہ وہ قسم کھائے سو روپے قیمت ہے اگر یہ بھی قسم کھا جائے تو سو روپے دلوا دیے جائیں گے اس کے بعد اگر وہ کپڑا مل گیا تو غاصب کو اختیار ہے کہ کپڑا لے لے یا کپڑا مغصوب منہ کو دے کر اپنے سو روپے واپس لے لے۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۴۷ مدعی یہ کہتا ہے میرے گواہ شہر میں موجود ہیں کچہری میں حاضر نہیں ہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ مدعیٰ علیہ پر حلف دے دیا جائے قاضی حلف نہیں دے گا بلکہ کہے گا تم اپنے گواہ پیش کرو۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۴۸ مدعی کہتا ہے میرے گواہ شہر سے غائب ہوگئے ہیں یا بیمار ہیں کہ کچہری تک نہیں آسکتے تو مدعیٰ علیہ پر حلف دیا جائے گا مگر قاضی اپنا آدمی بھیج کر تحقیق کرلے کہ واقعی وہ نہیں ہیں یا بیمار ہیں بغیر اس کے حلف نہ دے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۹ ملک مطلق کا دعویٰ کیا یعنی مدعی نے اپنی ملک کا کوئی سبب نہیں بیان کیا اور اپنی ملک پر گواہ پیش کرتا ہے ذی الید یعنی مدعیٰ علیہ بھی اپنی ملک کے گواہ پیش کرتا ہے کیونکہ یہ بھی اپنی ملک کا مدعی ہے اس صورت میں ذی الید (قابض)

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، ج۷، ص۳٤۷.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳٤۱.

3 ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، ج۷، ص۳٤۸.

4 ......"الهداية"، کتاب الدعویٰ، باب اليمين، ج۲، ص۱٥٥.

5 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعویٰ، الباب الثالث فی اليمين...إلخ، الفصل الأول، ج٤، ص۱٤.

کے گواہ سے خارج (جسکے قبضہ میں وہ چیز نہیں ہے) اُس کے گواہ زیادہ ترجیح رکھتے ہیں یعنی خارج کے گواہ مقبول ہیں یہ اُس صورت میں ہے کہ دونوں نے ملک کی کوئی تاریخ نہیں بیان کی یا دونوں کی ایک تاریخ ہے یا خارج کی تاریخ پہلے کی ہے۔[1] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۵۰ مدعیٰ علیہ نے انکار کیا اُس پر حلف دیا گیا حلف سے بھی انکار کر دیا خواہ یوں کہ اُس نے کہہ دیا میں حلف نہیں اٹھاؤنگا یا سکوت کیا اور معلوم ہے کہ یہ سکوت کسی آفت کی وجہ سے نہیں ہے مثلاً بہرا نہیں ہے کہ سنا ہی نہیں اور یہ انکار یا سکوت مجلسِ قاضی میں ہے تو قاضی فیصلہ کر دے گا اور بہتر یہ ہے کہ اس صورت میں تین مرتبہ اُس پر حلف پیش کیا جائے بلکہ قاضی کو چاہئے کہ اُس سے پہلے ہی کہہ دے میں تجھ پر تین مرتبہ قسم پیش کروں گا اگر تو نے قسم کھالی تو تیرے موافق فیصلہ کروں گا ورنہ تیرے خلاف فیصلہ کردوں گا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵۱ حلف سے انکار پر فیصلہ کر دیا گیا اب کہتا ہے میں قسم کھاؤں گا اس کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا۔ فیصلہ جو ہو چکا، ہو چکا مگر جس کے خلاف فیصلہ ہوا ہے وہ اگر ایسی بات پر شہادت پیش کرنا چاہتا ہو جس سے فیصلہ باطل ہو جائے تو گواہ لیے جاسکتے ہیں۔[3] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۵۲ قاضی نے دو مرتبہ قسم پیش کی اُس نے کہا مجھے تین دن کی مہلت دی جائے تین دن کے بعد آکر کہتا ہے میں قسم نہیں کھاؤں گا اُس کے خلاف فیصلہ نہ کیا جائے جب تک پھر قاضی اُس پر قسم پیش نہ کرے اور وہ انکار نہ کرے اور اس وقت بھی تین مرتبہ قسم پیش کرنا اور انکار کرنا ہو۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳ مدعیٰ علیہ کا جواب نہ دینا اس وجہ سے ہے کہ وہ گونگا ہے قاضی حکم دے گا کہ اشارہ سے جواب دے اگر اقرار کا اشارہ کیا اقرار صحیح ہے انکار کا اشارہ کیا اُس پر قسم دی جائے گی۔ قسم کھالینے کا اشارہ کیا قسم ہوگئی قسم سے انکار کا اشارہ کیا نکول ہوگا[5] اور اُس کے خلاف فیصلہ کیا جائے گا۔[6] (عالمگیری)

---

1 ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب اليمين، ج٢، ص١٥٦، وغيرها.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، ج٨، ص٣٤٢.

3 ......"البحرالرائق"، كتاب الدعوىٰ، ج٧، ص٣٥٠.

و"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، ج٨، ص٣٤٣.

4 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الثالث في اليمين...إلخ، الفصل الأول، ج٤، ص١٥.

5 ......یعنی قسم سے انکار ہوگا۔

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب الثالث في اليمين...إلخ، الفصل الأول، ج٤، ص١٥.

مسئلہ ۵۴ ایک صورت فیصلہ کی یہ بھی ہے کہ دعویٰ قطعی قرائن سے ثابت ہو جس میں شبہہ کی گنجائش نہ ہو مثلاً ایک خالی مکان سے ایک شخص خون آلودہ چھری لیے ہوئے نکلا جس پر خوف کے آثار ظاہر ہیں لوگ اُس مکان میں فوراً گھسے اور ایک شخص کو پایا جو فوراً ذبح کیا گیا ہے اُن کی شہادت پر وہ قاتل قرار پائے گا اگرچہ اُنھوں نے قتل کرتے نہیں دیکھا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵۵ مدعیٰ علیہ کو شبہہ پیدا ہوگیا کہ شاید مدعی جو کہتا ہے وہ ٹھیک ہو اس صورت میں مدعی سے مصالحت کرلے اور قسم نہ کھائے اور اگر مدعی راضی نہیں ہوتا وہ کہتا ہے میں تو حلف ہی دوں گا اگر غالب گمان یہ ہے کہ میں برسرِ حق ہوں تو حلف کرے ورنہ انکار کردے۔[2] (بحر)

مسئلہ ۵۶ ایک شخص پر مال کا دعویٰ ہوا اُس نے نہ انکار کیا نہ اقرار اور کہتا ہے مجھے مدعی نے اس دعوے سے اور حلف سے بری کردیا ہے اور مدعی کہتا ہے میں نے اسے بری نہیں کیا ہے دیکھا جائے گا اگر مدعی نے گواہوں سے دعویٰ ثابت کردیا ہے تو بری نہ کرنے پر اُسے قسم دی جائے گی ورنہ مدعیٰ علیہ پر قسم دیں گے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۵۷ بعض دعوے ایسے ہیں کہ اُن میں منکر پر قسم نہیں ہے (۱) نکاح میں، مدعی مرد ہو یا عورت۔ (۲) رجعت میں، مرد نے اس سے انکار کیا یا عورت نے مگر عورت اس صورت میں منکر اُس وقت ہوسکتی ہے جب عدت گزر چکی ہو۔ (۳) ایلا میں فے۔ مدتِ ایلا گزرنے کے بعد کوئی بھی اس سے منکر ہو عورت ہو یا مرد۔ (۴) استیلا د یعنی ام ولد ہونے کا دعویٰ اس کی صورت یہ ہے کہ باندی ام ولد ہونے کا دعویٰ کرتی ہے اور مولےٰ منکر ہے۔ (۵) رقیت یعنی وہ کہتا ہے میں فلاں کا غلام ہوں اور مولےٰ[4] منکر ہے یا اس کا عکس۔ (۶) نسب ایک نسب کا مدعی ہے دوسرا منکر۔ (۷) ولا۔ (۸) حد۔ (۹) لعان۔[5] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۵۸ عورت نے نکاح کا دعویٰ کیا مرد منکر ہے قسم اس صورت میں نہیں ہے جیسا کہ مذکور ہوا۔ لہٰذا قاضی فیصلہ بھی نہیں کرسکتا عورت قاضی سے کہتی ہے میں نکاح کر نہیں سکتی کہ میرا شوہر یہ موجود ہے اور یہ خود نکاح سے انکار کرتا ہے اب میں مجبور ہوں کیا کروں اسے یہ حکم دیا جائے کہ مجھے طلاق دیدے تاکہ میں دوسرے سے نکاح کرلوں۔ زوج کہتا ہے اگر میں طلاق دیتا ہوں تو نکاح کا اقرار ہوا جاتا ہے۔ قاضی حکم دے گا کہ تو یہ کہہ دے کہ اگر یہ میری عورت ہے تو اسے طلاق،

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳٤۳.

2 ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، ج۷، ص۳٥۱.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... آقا، مالک۔

5 ......"الهداية"، کتاب الدعویٰ، باب اليمين، ج۲، ص۱٥٦، وغيرها.

اور اگر مرد مدعی نکاح ہے عورت منکر ہے شوہر کہتا ہے میں اسکی بہن سے یا اس کے علاوہ چوتھی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں قاضی اس کی اجازت نہیں دے سکتا کیونکہ جب یہ شخص خود مدعی نکاح ہے تو اسکی بہن سے یا چوتھی عورت سے کیونکر نکاح کرسکتا ہے بلکہ قاضی یہ کہے گا اگر تو نکاح کرنا چاہتا ہے تو اسے طلاق دیدے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۹ یہ جو بیان کیا گیا ہے کہ نکاح وغیرہ فلاں فلاں چیزوں میں منکر پر حلف نہیں ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جب محض انھیں چیزوں کا دعویٰ ہو اور اگر اُس سے مقصود مال ہو تو منکر پر[2] حلف ہے مثلاً عورت نے مرد پر دعویٰ کیا کہ اتنے مہر پر میرا نکاح اس سے ہوا اور اس نے قبل دخول طلاق دیدی لہٰذا نصف مہر مجھے دلایا جائے مرد کہتا ہے میرا نکاح ہی اس سے نہیں ہوا۔ یا عورت دعویٰ کرتی ہے کہ اس سے میرا نکاح ہوا اس سے نفقہ مجھے دلایا جائے مرد کہتا ہے نکاح ہوا ہی نہیں نفقہ کیونکر دوں ان صورتوں میں منکر پر حلف ہے کہ یہاں مقصود مال کا دعویٰ ہے اگرچہ بظاہر نکاح کا دعویٰ ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰ چور چوری سے انکار کرتا ہے اس پر حلف دیا جائے گا مگر حلف سے انکار کریگا تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مال لازم ہو جائے گا اور اقرار کرلے گا تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔ چوری کے سوا اور کسی حد کے معاملہ میں حلف نہیں ہے۔ اور اگر ایک نے دوسرے کو کافر، منافق، زندیق وغیرہ الفاظ کہے یا اس کو تھپڑ مارا یا اسی قسم کی کوئی دوسری حرکت کی جس سے تعزیر واجب ہوتی ہے اور مدعی حلف دینا چاہتا ہے تو حلف دیا جائے گا۔[4] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۶۱ حلف میں نیابت نہیں ہوسکتی کہ ایک شخص کی جگہ دوسرا شخص قسم کھا جائے استحلاف میں نیابت ہوسکتی ہے۔ یعنی دوسرا شخص مدعی کے قائم مقام ہو کر حلف طلب کرسکتا ہے مثلاً وکیل مدعی اور وصی اور ولی اور متولی کہ اگر یہ مدعی ہوں حلف کا مطالبہ کرسکتے ہیں اور مدعیٰ علیہ ہوں تو اُن پر حلف عائد نہیں ہوتا ہاں اگر ان پر دعویٰ ایسے عقد کے متعلق ہو جو خود ان کا کیا ہو یا انھوں نے اصیل پر کوئی اقرار کیا ہے اور اب انکار کرتے ہیں تو حلف ہوگا مثلاً ایک شخص وکیل بالبیع[5] ہے یہ موکل پر اقرار کرے صحیح ہے اور قسم سے انکار کرے یہ بھی صحیح ہے یعنی اسے نکول قرار دیا جائے گا[6] اور فیصلہ کیا جائے گا۔[7] (درمختار)

1 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعوی، الباب الثالث فی اليمين... إلخ، الفصل الأول، ج٤، ص١٥، ١٦.

2 ......انکار کرنے والے پر۔

3 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعوی، الباب الثالث فی اليمين... إلخ، الفصل الأول، ج٤، ص١٦.

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، ج٨، ص٣٤٥.

و"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعوی، الباب الثالث فی اليمين... إلخ، الفصل الأول، ج٤، ص١٦ وغيرهما.

5 ......بیچنے کا وکیل۔

6 ......یعنی قسم سے انکار قرار دیا جائے گا۔

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، ج٨، ص٣٤٦، ٣٤٧.

مسئلہ ۶۲ کسی شخص پر حلف دیا جائے اس کی دو صورتیں ہیں حلف خود اُسی کے فعل کے متعلق ہے یا دوسرے کے فعل کے متعلق اگر اُسی کے فعل پر قسم دی جائے تو بالکل یقینی طور پر ہو اُس سے یہ کہلوایا جائے خدا کی قسم میں نے اس کام کو نہیں کیا ہے اور دوسرے کے فعل کے متعلق ہو تو علم پر قسم کھلائی جائے یعنی واللہ میرے علم میں یہ نہیں ہے کہ اُس نے ایسا کیا ہے۔ ہاں اگر دوسرے کا فعل ایسا ہو جس کا تعلق خود اسی سے ہے تو اب علم پر قسم نہیں ہوگی بلکہ قطعی طور پر انکار کرنا ہوگا۔ مثلاً زید نے دعویٰ کیا کہ جو غلام میں نے خریدا ہے اُس نے چوری کی ہے اور اس کو گواہوں سے ثابت کیا اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ بائع[1] کے یہاں بھی اُس نے چوری کی تھی لہٰذا اس عیب کی وجہ سے بائع پر واپس کیا جائے اور بائع منکر ہے زید بائع پر حلف دیتا ہے تو بائع کو یوں قسم کھانی ہوگی کہ واللہ اُس نے میرے یہاں نہیں چوری کی ہے اس صورت میں اگرچہ چوری کرنا غلام کا فعل ہے مگر چونکہ اس کا تعلق بائع سے ہے لہٰذا فعل کی قسم کھانی ہوگی یوں نہیں کہ میرے علم میں اُس نے چوری نہیں کی اور اگر دوسرے کے فعل سے اس کو تعلق نہ ہو تو فعل کی قسم نہیں کھلائی جائے گی بلکہ یہ قسم کھائے گا کہ میرے علم میں یہ بات نہیں ہے مثلاً ایک چیز کے متعلق زید بھی کہتا ہے میں نے خریدی ہے اور عمرو بھی کہتا ہے میں نے خریدی ہے زید یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ چیز میں نے عمرو کے پہلے خریدی ہے اور گواہ موجود نہیں ہیں تو عمرو پر یہ قسم دی جائے گی خدا کی قسم میں نہیں جانتا ہوں کہ زید نے یہ چیز مجھ سے پہلے خریدی ہے۔ زید نے وارث پر ایک چیز کا دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے وارث انکار کرتا ہے تو علم پر قسم کھائے گا اور اگر وارث نے دوسرے پر دعویٰ کیا تو وہ قطعی طور پر قسم کھائے گا۔ ایک شخص نے کوئی چیز خریدی یا کسی نے اُسے ہبہ کیا[2] اور دوسرا شخص اس چیز میں اپنی ملک کا دعویٰ کرتا ہے مگر اُس کے پاس کوئی گواہ نہیں اس مشتری یا موہوب لہ[3] پر یمین ہے کہ منکر ہے اور یہ قطعی طور پر مدعی کی ملک سے انکار کرے گا کیونکہ جب یہ خرید چکا ہے یا اس کو ہبہ کیا گیا تو یقیناً مالک ہو گیا۔[4] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۶۳ مدعیٰ علیہ پر حلف آیا اُس نے مدعی کو کچھ دے دیا کہ یہ چیز حلف کے بدلے میں لے لو اور مجھ پر حلف نہ دو یا کسی چیز پر دونوں نے صلح کرلی یہ صحیح ہے یعنی قسم کے معاوضہ میں جو چیز لی گئی یا کوئی چیز دے کر مصالحت ہوئی جائز ہے اس کے بعد اب مدعی اُس پر حلف نہیں رکھ سکتا اور اگر مدعی نے یہ کہہ دیا ہے کہ میں نے تجھ سے حلف ساقط کردیا یا تو حلف سے بری ہے یا میں نے تجھے حلف ہبہ کردیا یہ صحیح نہیں پھر اس کے بعد بھی حلف دے سکتا ہے۔[5] (کنز)

---

1 ......بیچنے والا۔ 2 ......تحفہ دیا۔ 3 ......جس کو تحفہ دیا۔

4 ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، ج۷، ص۳۷۰.

و"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، ج۸، ص۳۴۷.

5 ......"کنزالدقائق"، کتاب الدعویٰ، ص۳۱۵.

مسئلہ ۶۴: مدعیٰ علیہ نے پہلے مدعی کے دعوے سے انکار کیا اُس کے ذمہ حلف آیا تو حلف سے بھی انکار کیا اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ مدعیٰ علیہ انکار دعوے میں جھوٹا ہے کیونکہ سچا تھا تو حلف کیوں نہیں اُٹھایا بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ آدمی کبھی سچی قسم سے بھی گریز کرتا ہے اپنا اتنا نقصان ہوگیا یہ گوارا مگر قسم کھانا منظور نہیں اگرچہ سچی ہوگی لہٰذا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکول [1] کو بذل قرار دیتے ہیں کہ مال دے کر جھگڑا کاٹا یعنی تھا تو ہمارا مگر ہم نے چھوڑا اور دَین کا دعویٰ ہو تو مدعی کو لینا جائز اس وجہ سے ہے کہ مدعی اُسے اپنا حق سمجھ کر لیتا ہے نہ یہ کہ حق مدعیٰ علیہ جان کر لیتا ہے۔[2] (ہدایہ وغیرہا) یہ اُس صورت میں ہے کہ مدعی و مدعیٰ علیہ دونوں اپنے اپنے خیال میں سچے ہوں ناجائز طور پر مال لینا نہ چاہتے ہوں ورنہ جو خود اپنا ناحق پر ہونا جانتا ہو اُس کے گنہگار ہونے میں کیا شبہہ۔

حلف کا بیان

مسئلہ ۱: قسم اللہ عزوجل کی کھائی جائے غیر خدا کی قسم نہ کھائی جائے نہ کھلائی جائے اگر قسم میں تغلیظ (سختی کرنا) چاہیں تو صفات کا اضافہ کریں مثلاً واللہ العظیم۔ قسم ہے خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو عالم الغیب والشہادہ رحمٰن رحیم ہے اس شخص کا میرے ذمہ نہ یہ مال ہے جس کا دعویٰ کرتا ہے نہ اس کا کوئی جز ہے۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۲: تغلیظ میں اس سے کمی بیشی بھی ہوسکتی ہے۔ الفاظِ مذکورہ پر الفاظ بڑھادے یا کم کردے قاضی کو اختیار ہے مگر یہ ضرور ہے کہ صفات کا ذکر بغیر حرف عطف ہو یہ نہ کہے واللہ والرحمٰن والرحیم کہ اس صورت میں عطف کے ساتھ جتنے اسما ذکر کیے جائیں گے اُتنی قسمیں ہوجائیں گی اور یہ خلاف شرع ہے کیونکہ شرعاً اُس پر ایک یمین کا مطالبہ ہے۔ بعض فقہا یہ کہتے ہیں کہ جو شخص صلاح و تقویٰ کے ساتھ معروف ہو اُس پر تغلیظ نہ کی جائے دوسروں پر کی جائے بعض یہ بھی کہتے ہیں مال حقیر میں تغلیظ نہ کی جائے اور مال کثیر میں تغلیظ کی جائے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۳: طلاق و عِتاق کی یمین نہ ہونی چاہیے یعنی مدعیٰ علیہ سے مثلاً یہ نہ کہلوایا جائے کہ اگر مدعی کا یہ حق میرے ذمہ ہو تو میری عورت کو طلاق یا میرا غلام آزاد بعض فقہا یہ کہتے ہیں کہ اگر مدعیٰ علیہ بے باک ہے اللہ عزوجل کی قسم کھانے میں پرواہ نہیں کرتا اور طلاق و عتاق کی قسم میں گھبراتا اور ڈرتا ہے کہ بی بی یا غلام کہیں ہاتھ سے نہ چلے جائیں ایسے

---

1 ...... قسم سے انکار۔

2 ...... "الھدایۃ"، کتاب الدعویٰ، باب الیمین، ج ۲، ص ۱۵۷، وغیرھا.

3 ...... "الھدایۃ"، کتاب الدعویٰ، باب الیمین، فصل فی کیفیۃ الیمین...إلخ، ج ۲، ص ۱۵۸.

4 ...... المرجع السابق.

لوگوں کو طلاق و عتاق کا حلف دیا جائے مگر اس قول پر اگر بضرورت[1] قاضی نے عمل کیا اور نکول[2] پر مدعی کو مال دِلوا دیا یہ قضا[3] نافذ نہیں ہوگی۔[4] (ہدایہ، نتائج الافکار)

مسئلہ ۴ حلف میں تغلیظ زمان یا مکان کے اعتبار سے نہ کی جائے۔ مثلاً عصر کے بعد یا جمعہ کے دن کو مخصوص کرنا یا اس سے کہنا کہ مسجد میں چل کر قسم کھاؤ، منبر پر قسم کھاؤ، فلاں بزرگ کے مزار کے سامنے چل کر قسم کھاؤ۔[5] (ہدایہ، درمختار، وغیرہما)

مسئلہ ۵ اس زمانہ میں تغلیظ یا حلف کی ایک صورت بہت زیادہ مشہور ہے کہ قرآن مجید ہاتھ میں دے کر کچھ الفاظ کہلواتے ہیں مثلاً اسی قرآن کی مار پڑے، ایمان پر خاتمہ نصیب نہ ہو، خدا کا دیدار نصیب نہ ہو، شفاعت نصیب نہ ہو، یہ سب باتیں خلافِ شرع[6] ہیں مُصحف شریف[7] ہاتھ میں اُٹھانا حلفِ شرعی نہیں۔ غالبًا حلف اُٹھانے کا محاورہ لوگوں نے یہیں سے لیا ہے۔ مدعیٰ علیہ[8] اگر اس قسم سے انکار کردے تو دعویٰ اُس پر لازم نہیں کیا جائے گا بلکہ انکار ہی کرنا چاہیے۔ ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ میں مسجد میں رکھ دیتا ہوں یا فلاں بزرگ کے مزار پر رکھ دیتا ہوں تمھارا ہو تو چل کر اُٹھا لو اگر حقیقت میں مدعی کا نہیں ہے اور اُٹھا لیا تو مدعیٰ علیہ اُس سے واپس لے سکتا ہے کہ استحقاق کا یہ شرعی طریقہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۶ یہودی کو یوں قسم دی جائے قسم ہے خدا کی جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی اور نصرانی کو یوں کہ قسم ہے خدا کی جس نے عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل فرمائی اور دیگر کفار سے یہ کہلوایا جائے خدا کی قسم۔ ان لوگوں سے حلف لینے میں ایسی چیزیں ذکر نہ کرے جن کی یہ لوگ تعظیم کرتے ہیں۔[9] (ہدایہ)

مسئلہ ۷ ان کفار سے حلف لینے میں ایسا ہرگز نہ کیا جائے کہ اُن کے عبادت خانوں میں جا کر قسم دی جائے کہ مسلمان کو ایسی لعنت کی جگہ جانا منع ہے۔[10] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۸ معاذ اللہ ہنود کو اُن کے معبودانِ باطل کی قسم دینا جیسا کہ بعض جاہلوں میں دیکھا جاتا ہے اس کا

---

1 ......ضرورت کے وقت۔ 2 ......انکار۔ 3 ......فیصلہ۔

4 ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب اليمين، فصل فى كيفية اليمين...إلخ، ج ٢، ص ١٥٨.

و"نتائج الأفكار"، تكملة فتح القدير، كتاب الدعوىٰ، باب اليمين، فصل فى كيفية اليمين...إلخ، ج ٧، ص ١٨٣، ١٨٤.

5 ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب اليمين، فصل فى كيفية اليمين...إلخ، ج ٢، ص ١٥٩.

و"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، ج ٨، ص ٣٥٢ وغيرهما.

6 ......شریعت کے خلاف۔ 7 ......قرآن مجید۔ 8 ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔

9 ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب اليمين، فصل فى كيفية اليمين...إلخ، ج ٢، ص ١٥٨.

10 ......المرجع السابق، ص ١٥٩، وغيرها.

حکم سخت ہے توبہ کرنی چاہیے۔ اسی طرح اُن سے کہنا کہ گنگا جل ہاتھ میں لیکر کہہ دو ان کے علاوہ اور بھی ناجائز و باطل صورتیں ہیں جن سے احتراز لازم۔

مسئلہ ۹ جس چیز پر حلف [1] دیا جائے وہ کیا ہے۔ بعض صورتوں میں سبب پر قسم کھلاتے ہیں بعض میں نہیں۔ اگر سبب ایسا ہو جو مرتفع ہو جاتا ہے تو حاصل پر قسم کھلائی جائے اور اگر مرتفع نہ ہو تو سبب پر قسم کھائے۔ اسکی چند صورتیں ہیں مدعی نے دَین [2] کا دعویٰ کیا ہے یا عین میں مِلک کا دعویٰ ہے یا عین میں کسی حق کا دعویٰ ہے پھر ہر ایک میں مطلق کا دعویٰ ہے یا کسی سبب کا بیان ہے۔ اگر دین کا دعویٰ ہو اور سبب نہ ہو تو حاصل پر حلف دیں گے یعنی تمھارا میرے ذمہ میں کچھ نہیں ہے۔ عین حاضر میں ملکِ مطلق یا حقِ مطلق کا دعویٰ ہو تو حاصل پر حلف دیں گے مثلاً قسم کھائے گا کہ نہ یہ چیز فلاں کی ہے نہ اس کا کوئی جز ہے اور اگر دعوے کی بنا سبب پر ہو مثلاً کہتا ہے میرا اُس پر دَین ہے اس سبب سے کہ میں نے قرض دیا ہے یا اُس نے مجھ سے کوئی چیز خریدی ہے اُس کے دام باقی ہیں یا یہ چیز میری ملک ہے اس لیے کہ میں نے خریدی ہے یا مجھے فلاں نے ہبہ کی ہے یا اُس شخص نے غصب کرلی ہے یا اُس کے پاس امانت یا عاریت ہے ان سب صورتوں میں حاصل پر حلف دیں گے مثلاً بیع کا مدعی ہے اور وہ منکر ہے قسم یوں کھلائی جائے کہ میرے اور اُس کے درمیان میں بیع قائم نہیں یوں قسم نہ کھلائی جائے کہ میں نے بیچی نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اُس نے بیچ کر اقالہ کردیا ہو تو بیع نہ کرنے پر قسم دینا مدعیٰ علیہ کے لیے مضر [3] ہوگا۔ غصب میں یوں قسم کھائے اُس چیز کے رد کرنے کا مجھ پر حق نہیں یہ نہیں کہ میں نے غصب نہیں کی کیونکہ کبھی چیز غصب کرلیتے ہیں پھر ہبہ یا بیع کے ذریعہ سے مالک ہوجاتے ہیں۔ طلاق کے دعوے میں یہ قسم کھلائی جائے وہ میرے نکاح سے اس وقت باہر نہیں ہے۔ کیونکہ کبھی بائن طلاق دے کر پھر تجدید نکاح ہوجاتی ہے [4] لہٰذا ان سب صورتوں میں حاصل پر قسم دی جائے کیونکہ سبب پر قسم دینے میں مدعیٰ علیہ کا نقصان ہے۔ ہاں اگر حاصل پر قسم دینے میں مدعی کا ضرر ہو تو ایسی صورتوں میں سبب پر حلف دیا جائے مثلاً عورت کو تین طلاقیں دی ہیں وہ نفقۂ عدت کا دعویٰ کرتی ہے اور شوہر شافعی ہے [5] جس کا مذہب یہ ہے کہ ایسی عورت کا نفقہ [6] واجب نہیں ہے اگر حاصل پر قسم دی جائے گی تو بے شک وہ قسم کھالے گا کہ مجھ پر نفقۂ عدت واجب نہیں ہے۔ کیونکہ اُس کا اعتقاد و مذہب یہی ہے یا جوار [7] کی وجہ سے شفعہ کا دعویٰ کیا اور مشتری شافعی المذہب ہے اُس کا مذہب یہ ہے کہ جوار کی وجہ سے شفعہ کا حق نہیں ہے حاصل پر اگر حلف

---

1 ...... قسم۔　2 ...... قرض۔　3 ...... نقصان دہ۔

4 ...... دوبارہ نکاح کرلیا جاتا ہے۔　5 ...... یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد، پیروکار ہے۔

6 ...... نفقہ سے مراد کھانا، کپڑا، رہنے کا مکان ہے۔　7 ...... پڑوس۔

دیں گے تو وہ قسم کھالے گا کہ اس کو حق شفعہ نہیں ہے اور اس میں مدعی کا نقصان ہے لہٰذا اس کو یہ قسم دیں گے کہ خدا کی قسم جائدادِ مشفوعہ[1] کو اُس نے خریدا نہیں۔[2] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۰ مدعیٰ علیہ خرید نے کا اقرار کرتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ وہ مکان مدعی کے پڑوس میں ہے مگر جب اسے خریداری کی اطلاع ہوئی اُس نے طلبِ شفعہ[3] نہیں کیا لہٰذا حقِ شفعہ ساقط ہے۔ شفیع[4] کہتا ہے میں نے طلب کیا اس صورت میں شفیع کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱ عورت نے رجعی طلاق کا دعویٰ کیا اس بات پر قسم کھلائی جائے کہ اس وقت مطلقہ نہیں ہے اور بائن یا تین طلاق کا دعوی ہوتو یہ قسم کھائے کہ وہ اس وقت ایک طلاق یا تین طلاق سے بائن نہیں ہے۔ یو ہیں اگر عورت نے طلاق کا دعویٰ نہیں کیا مگر ایک شخص عادل یا چند اشخاص فساق نے قاضی کے پاس طلاق کی شہادت دی اور شوہر منکر ہے۔ یہاں قاضی شوہر کو قسم دے گا احتیاط کا مقتضیٰ یہی ہے کہ شوہر کو قسم دے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲ عورت نے دعویٰ کیا کہ میں نے شوہر سے طلاق دینے کی درخواست کی تھی شوہر نے کہا تمھارا امر تمھارے ہاتھ میں ہے یعنی اُس نے تفویض طلاق کی[7] میں نے بمقتضائے تفویض طلاق دے لی اور میں شوہر پر حرام ہوگئی۔ شوہر کہتا ہے میں نے اختیار طلاق دیا ہی نہیں اس صورت میں حاصل پر قسم نہیں کھلائی جائے گی بلکہ سبب پر قسم کھائے یوں کہے واللہ میں نے سوالِ طلاق کے بعد اُس کا امر اُس کے ہاتھ میں نہیں دیا اور نہ میرے علم میں یہ بات ہے کہ اُس نے مجلس تفویض میں اُس تفویض کی رو سے اپنے نفس کو اختیار کیا۔ اور اگر شوہر تفویضِ طلاق کا اقرار کرتا ہے اور اس سے انکار کرتا ہے کہ عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو شوہر یوں قسم کھائے کہ واللہ میرے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ اس نے مجلس تفویض میں اپنے نفس کو اختیار کیا اور اگر شوہر تفویض سے انکار کرتا ہے اور یہ اقرار کرتا ہے کہ عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا یوں قسم کھائے واللہ عورت کے اختیار کرنے سے پہلے میں نے اُس مجلس میں اُسے تفویض طلاق نہیں کی۔[8] (عالمگیری)

---

1 ...... جس جائداد پر شفعہ کیا گیا۔

2 ...... "الھدایۃ"، کتاب الدعویٰ، باب الیمین، فصل فی کیفیۃ الیمین...إلخ، ج۲، ص۱۵۹ وغیرھا.

3 ...... یعنی شفعہ کا مطالبہ۔ 4 ...... شفعہ کرنے والا۔

5 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الدعویٰ، الباب الثالث فی الیمین...إلخ، الفصل الثانی، ج٤، ص٢٠.

6 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الدعویٰ، الباب الثالث فی الیمین...إلخ، الفصل الثانی، ج٤، ص١٨.

7 ...... یعنی بیوی کو طلاق کا اختیار دیا۔

8 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الدعویٰ، الباب الثالث فی الیمین...إلخ، الفصل الثانی، ج٤، ص١٨، ١٩.

مسئلہ ۱۳ دعویٰ کیا کہ فلاں چیز میں نے فلاں شخص کے پاس ودیعت رکھی ہے مدعیٰ علیہ کہتا ہے تو نے تنہا نہیں رکھی ہے بلکہ تو اور فلاں شخص دونوں نے ودیعت رکھی ہے تو یہ چاہتا ہے کہ کل چیز تجھے دے دوں یہ نہیں کروں گا مدعیٰ علیہ پر یہ قسم دی جائے کہ واللہ اس پوری چیز کا فلاں پر واپس کرنا مجھ پر واجب نہیں قسم کھالے گا دعویٰ خارج ہو جائے گا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴ اجارہ یا مزارعت[2] میں نزاع ہے تو منکر یوں قسم کھائے واللہ میرے اور فلاں کے مابین اس مکان کے متعلق اجارہ قائم نہیں ہے یا اس کھیت کے متعلق مزارعت قائم نہیں ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵ مدعی نے اجرت کا دعویٰ کیا اور مدعیٰ علیہ منکر ہے یوں قسم کھائے واللہ اس شخص کی میرے ذمہ وہ اُجرت نہیں ہے جس کا وہ مدعی ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶ یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے میرا کپڑا اپھاڑ دیا اور کپڑا قاضی کے پاس پیش کرتا ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ مدعیٰ علیہ پر حلف دے دیا جائے۔ قاضی یہ قسم نہ دے کہ میں نے پھاڑا نہیں کیونکہ کبھی پھاڑنا ایسا ہوتا ہے جس کا حکم یہ ہے کہ پھٹنے سے جو اُس کپڑے میں کمی ہوگئی ہے وہی لے سکتا ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ پھٹا ہوا کپڑا اپھاڑنے والے کو دے کر اس سے کپڑے کی قیمت کا تاوان لے مثلاً تھوڑا سا پھاڑا ہو اس صورت میں اچھے کپڑے اور پھٹے ہوئے کی قیمت معلوم کریں جو فرق ہو وہ پھاڑنے والے سے وصول کیا جائے اور یوں قسم کھائے واللہ مجھ پر اتنے روپے واجب نہیں اور اگر زیادہ پھٹا ہے تو مدعی کو اختیار ہے کپڑا لے لے اور نقصان کا تاوان لے یا کپڑا دے دے اور اُس کی قیمت کا تاوان لے اس صورت میں یہ قسم کھائے کہ میں نے اُس طرح نہیں پھاڑا ہے جس کا مدعی نے دعویٰ کیا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷ ایک شخص کے پاس ایک چیز ہے۔ دو شخصوں نے اُس پر دعویٰ کیا ہر ایک کہتا ہے چیز میری ہے اس نے غصب کرلی ہے یا میں نے اس کے پاس امانت رکھی ہے۔ اُس مدعیٰ علیہ نے ایک کے لیے اقرار کرلیا کہ اسکی ہے اور دوسرے کے لیے انکار کردیا۔ حکم ہوگا کہ چیز مقرلہ[6] کو دیدے اب دوسرا شخص مدعیٰ علیہ سے حلف لینا چاہتا ہو نہیں لے سکتا کیونکہ اُس کے قبضہ میں چیز نہیں رہی وہ مدعیٰ علیہ نہیں رہا اس کو اگر خصومت کرنی ہو مقرلہ سے کرے کہ اب وہی قابض ہے اگر یہ شخص یہ کہے

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوى، الباب الثالث فی اليمين...إلخ، الفصل الثانی، ج٤، ص١٩.

2 ......کسی کو اپنی زمین اس طور پر کاشت کے لیے دینا کہ جو کچھ پیداوار ہوگی دونوں میں تقسیم ہو جائے گی مثلاً نصف نصف یا ایک تہائی دو تہائیاں۔

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوى، الباب الثالث فی اليمين...إلخ، الفصل الثانی، ج٤، ص١٩.

4 ......المرجع السابق، ص١٩، ٢٠.

5 ......المرجع السابق، ص٢٠، ٢١.

6 ......جس کے لئے اقرار کیا گیا۔

کہ اُس نے دوسرے کے لیے اس غرض سے اقرار کیا کہ اپنے سے یمین کو دفع کرے لہٰذا قسم دی جائے قاضی اس کی بات قبول نہ کرے۔ اور اگر دونوں کے لیے اُس نے اقرار کیا دونوں کو تسلیم کر دی جائے گی اب ان میں سے اگر کوئی یہ چاہے کہ نصف باقی کے متعلق مدعیٰ علیہ پر حلف دیا جائے یہ بات نامقبول ہے اور اگر دونوں کے مقابل میں اُس نے انکار کیا تو دونوں کے مقابل میں حلف دیا جائے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸ ایک شخص نے اپنے باپ کے ترکے کی ایک زمین ہبہ کر دی اور موہوب لہ کو[2] قبضہ بھی دے دیا اس کے بعد اُس میت کی زوجہ دعویٰ کرتی ہے کہ یہ زمین میری ہے کیونکہ اس زمین کے ہبہ کرنے کے بعد ترکہ تقسیم ہوا اور یہ زمین میرے حصہ میں آئی موہوب لہ یہ کہتا ہے کہ تقسیم کے بعد زمین کا ہبہ ہوا ہے اور یہ زمین واہب کے حصہ میں پڑی تھی اور موہوب لہ اپنی بات کو گواہوں سے ثابت نہ کر سکا اور عورت نے اپنی بات پر قسم کھالی موہوب لہ دیگر ورثہ پر حلف نہیں دے سکتا حکم یہ ہوگا کہ زمین واپس کرے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹ اگر سبب ایسا ہے جو مرتفع نہیں ہوتا تو سبب پر حلف دیں گے مثلاً غلامِ مسلم نے مولے پر عتق کا دعویٰ کیا اور مولے منکر ہے اُسے یہ قسم دیں گے کہ خدا کی قسم اُسے آزاد نہیں کیا ہے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۰ مدعیٰ علیہ پر حلف دیا گیا وہ کہتا ہے اس معاملہ میں ایک مرتبہ مجھ سے قسم کھلوا چکا ہے اگر وہ پہلا حلف کسی حاکم یا پنچ کے سامنے ہوا ہے اور گواہوں سے مدعیٰ علیہ نے یہ ثابت کر دیا تو قبول کر لیا جائے گا ورنہ مدعی جو اس حلف سے منکر ہے اُس کو قسم کھانی ہوگی۔ اور اگر مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہے کہ مدعی نے مجھے اس دعوے سے بری کر دیا ہے اور مدعی منکر ہے اور مدعیٰ علیہ اپنی اس بات پر گواہ نہیں پیش کرتا بلکہ مدعی کو حلف دینا چاہتا ہے تو اُس پر حلف نہیں دیا جائے گا کیونکہ دعوے کا جواب اقرار یا انکار ہے اور یہ جو اُس نے کہا یہ جواب نہیں اور اگر مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہے کہ مدعی نے مجھے مال سے بری کر دیا ہے یعنی معاف کر دیا ہے اور گواہوں سے ثابت کر دیا تو بری ہو گیا مدعی کا دعویٰ ساقط ورنہ مدعی پر حلف دیا جائے گا وہ قسم کھائے کہ میں نے معاف نہیں کیا تو مطالبہ دلایا جائے گا کیونکہ معاف کرنا ثابت نہیں ہوا اور مال واجب ہونے کو خود مدعیٰ علیہ نے معافی کا دعویٰ کر کے تسلیم کر لیا اور اگر قسم سے انکار کرے تو دعویٰ خارج۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الدعویٰ، الباب الثالث فی الیمین... إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص٢٩.

2 ...... جسے ہبہ کی اس کو۔

3 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الدعویٰ، الباب الثالث فی الیمین... إلخ، الفصل الثالث، ج٤، ص٣١.

4 ...... "الھدایة"، کتاب الدعویٰ، باب الیمین، فصل فی کیفیة الیمین... إلخ، ج٢، ص١٥٩.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الدعویٰ، ج٨، ص٣٥٦.

مسئلہ ۲۱ مدعیٰ علیہ پر حلف دیا گیا وہ کہتا ہے میں نے یہ حلف کرلیا ہے کہ کبھی قسم نہیں کھاؤں گا اگرقسم کھاؤں تو میری بی بی پر طلاق اس حلف کی وجہ سے قسم کھانے سے مجبور ہوں۔اس بات کی طرف قاضی التفات نہ کرے گا[1] بلکہ تین مرتبہ اُس پر حلف پیش کرے گا اگرقسم نہیں کھائے گا اُس کے خلاف فیصلہ کردے گا۔[2] (درمختار،ردالمحتار)

تحالف کا بیان

بعض ایسی صورتیں ہیں کہ مدعی و مدعیٰ علیہ دونوں کوقسم کھانا پڑتا ہے۔اس کوتحالف کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱ بائع[3] ومشتری[4] میں اختلاف ہوااسکی چندصورتیں ہیں۔① مقدارِثمن میں اختلاف ہے۔ایک کہتا ہے پانچ روپیہ ثمن ہے دوسرا کہتا ہے دس روپے ہے ② وصف ثمن میں اختلاف ہے۔ایک کہتا ہے کہ اس قسم کا روپیہ ہے دوسرا کہتا ہے اُس قسم کا ہے ③ جنس ثمن میں اختلاف ہے۔ایک کہتا ہے روپے سے بیع ہوئی دوسرا کہتا ہے اشرفی[5] سے ④ مقدارِمبیع میں اختلاف ہے۔ایک کہتا ہے من بھر گیہوں[6] دوسرا کہتا ہے دومن گیہوں ان تمام صورتوں میں حکم یہ ہے کہ جواپنے دعوے کو گواہوں سے ثابت کردے گا اُس کے موافق فیصلہ ہوگا اوراگر دونوں نے اپنے اپنے دعوے کوگواہوں سے ثابت کیا تو اُس کے موافق فیصلہ ہوگا جوزیادتی کا دعویٰ کرتا ہے۔اوراگرفرض کیا جائے کہ بائع کہتا ہے دس روپے میں ایک من گیہوں بیچے اورمشتری کہتا ہے کہ پانچ روپے میں دومن خریدے اوردونوں نے گواہ پیش کیے تو یہ فیصلہ ہوگا کہ دس روپے مشتری دے اوردومن گیہوں لے یعنی بائع نے ثمن زیادہ بتایا اس میں اُس کا بیّنہ[7] معتبر اورمشتری نے مبیع زیادہ بتائی اس میں اُس کے گواہ معتبر۔اوراگر صورت یہ ہے کہ دونوں گواہ پیش کرنے سے عاجز ہیں تو مشتری سے کہا جائے گا کہ بائع نے جوثمن بتایا ہے اُس پرراضی ہوجاورنہ بیع کوفسخ کردیا جائے گا اور بائع سے کہا جائے گا کہ مشتری جوکچھ کہتا ہے اُسے مان لوورنہ بیع کوفسخ کردیا جائے گا۔اگران میں ایک دوسرے کی بات مان لینے پرراضی ہوجائے تونزاع[8] ختم اوراگردونوں میں کوئی بھی اس کے لیے طیار نہیں تو دونوں پرحلف دیا جائے گا۔[9] (ہدایہ،درمختار)

---

1 ......یعنی اس بات کی طرف توجہ نہ کرے گا۔

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الدعوی، ج ۸،ص ۳۵۶.

3 ......بیچنے والا۔　4 ......خریدار۔　5 ......سونے کا سکہ۔

6 ......گندم۔　7 ......گواہ۔　8 ......جھگڑا۔

9 ......"الھدایة"، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج ۲،ص ۱۶۰.

و"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج ۸،ص ۳۵۷.

مسئلہ ۳ اگر روپے اشرفی سے بیع ہوئی تو پہلے مشتری کو حلف دیں گے اس کے بعد بائع کو اور بیع مقایضہ ہے یعنی دونوں طرف متاع [1] ہے تو قاضی کو اختیار ہے جس سے چاہے پہلے قسم لے اور جس سے چاہے پیچھے۔ اگر قسم سے انکار کردیا تو جو قسم سے انکار کرے گا دوسرے کا دعویٰ اُس کے ذمہ لازم کردیا جائے گا اور دونوں نے قسم کھالی تو بیع فسخ کردی جائیگی کہ قطع نزاع کی [2] کوئی صورت اسکے سوانہیں۔ [3] (ہدایہ)

مسئلہ ۳ محض تحالف سے بیع فسخ نہیں ہوگی جب تک دونوں متفق ہوکر فسخ نہ کریں یا اُن میں سے کسی کے کہنے سے قاضی فسخ نہ کردے۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۴ تحالف اُس وقت ہوگا جب مبیع موجود ہو اگر ہلاک ہوگئی ہے تو تحالف نہیں بلکہ اگر بائع کے پاس ہلاک ہوئی تو بیع ہی فسخ ہوچکی تحالف سے کیا فائدہ اور اگر مشتری کے یہاں ہلاک ہوئی تو مبیع میں کوئی اختلاف نہیں ثمن کا جھگڑا ہے گواہ نہیں ہیں تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہے یوہیں اگر مبیع ملکِ مشتری سے خارج ہوچکی یا اُس میں ایسا عیب پیدا ہوا کہ اب واپس نہ ہوسکے اس صورت میں بھی صرف مشتری پر حلف ہے یا مبیع میں کوئی ایسی زیادتی ہوگئی کہ رد کے لیے مانع ہو زیادت متصلہ [5] ہو یا منفصلہ [6] تو تحالف نہیں ہاں اگر مبیع کو بائع کے پاس غیر مشتری نے ہلاک کیا ہو تو اُس کی قیمت مبیع کے قائم مقام ہے اور اس صورت میں تحالف ہے۔ [7] (درمختار، ہدایہ)

مسئلہ ۵ بیع مقایضہ میں دونوں چیزیں مبیع ہیں دونوں میں سے ایک بھی باقی ہو تحالف ہوگا اور دونوں جاتی رہیں تحالف نہیں۔ [8] (ہدایہ)

مسئلہ ٦ مبیع کا ایک حصہ ہلاک ہوچکا یا ملک مشتری سے خارج ہوگیا مثلاً دو چیزیں ایک عقد میں خریدی تھیں ان میں سے ایک ہلاک ہوگئی اس صورت میں تحالف نہیں ہے۔ ہاں اگر بائع اس پر طیار ہوجائے کہ جو جز مبیع کا ہلاک ہوگیا

1 ......سامان۔ 2 ......جھگڑا ختم کرنے کی۔

3 ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج ٢، ص ١٦٠.

4 ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج ٨، ص ٣٥٨.

5 ......یعنی ایسا اضافہ جو مبیع کے ساتھ متصل ہو جیسے کپڑا رنگ دینا۔

6 ......یعنی ایسا اضافہ جو مبیع کے ساتھ متصل نہ ہو بلکہ جدا ہو جیسے جانور کا بچہ جننا۔

7 ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج ٨، ص ٣٦٠.

و"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج ٢، ص ١٦١، ١٦٢.

8 ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج ٢، ص ١٦١.

اُس کے مقابل میں ثمن کا جو حصہ مشتری بتاتا ہے اُسے ترک کردے تو تحالف ہے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۷ اگر مبیع پر مشتری کا قبضہ نہیں ہوا ہے تو تحالف موافق قیاس ہے کہ بائع زیادت ثمن کا دعویٰ کرتا ہے اور مشتری منکر ہے۔ اور مُنکِر پر حلف[2] ہے اور مشتری یہ کہتا ہے کہ اِتنا ثمن لے کر تسلیمِ مبیع کرنا[3] تم پر واجب ہے اور بائع اس کا منکر ہے یعنی دونوں منکر ہیں لہٰذا دونوں پر حلف ہے اور مبیع پر جب مشتری نے قبضہ کرلیا تو اب مشتری کا کوئی دعویٰ نہیں صرف بائع مدعی[4] ہے اور مشتری منکر اس صورت میں تحالُف خلافِ قیاس ہے مگر حدیث سے تحالف اس صورت میں بھی ثابت ہے لہٰذا ہم حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ اور قیاس کو چھوڑتے ہیں۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۸ تحالُف کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً بائع یہ قسم کھائے واللہ میں نے اسے ایک ہزار میں نہیں بیچا ہے اور مشتری قسم کھائے کہ واللہ میں نے اسے دو ہزار میں نہیں خریدا ہے اور بعض علما نفی و اثبات دونوں کو بطورِ تاکید جمع کرتے ہیں مثلاً بائع کہے واللہ میں نے اسے ایک ہزار میں نہیں بیچا ہے بلکہ دو ہزار میں بیچا ہے اور مشتری کہے واللہ میں نے اسے دو ہزار میں نہیں خریدا ہے بلکہ ایک ہزار میں خریدا ہے۔ مگر پہلی صورت ٹھیک ہے۔ کیونکہ یمین[6] اِثبات کے لیے نہیں بلکہ نفی کے لیے ہے۔[7] (ہدایہ)

مسئلہ ۹ تحالف اُس وقت ہے کہ بدل میں اِختلاف مقصود ہو اور اگر ثمن میں اختلاف ضمنی طور پر ہو تو تحالف نہیں مثلاً ایک شخص نے روپیہ سیر کے حساب سے گھی بیچا اور برتن سمیت تول دیا کہ گھی خالی کرنے کے بعد پھر برتن تول لیا جائے گا جو برتن کا وزن ہوگا مِنْہا کردیا جائے گا۔[8] اس وقت گھی برتن سمیت دس سیر ہوا مشتری برتن خالی کرکے لاتا ہے بائع کہتا ہے یہ برتن میرا نہیں یہ تو دو سیر وزن کا ہے۔ اور میرا برتن سیر بھر کا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بائع نو سیر گھی کے دام مانگتا ہے اور مشتری آٹھ سیر کے دام اپنے اوپر واجب بتاتا ہے۔ یہاں ثمن میں اختلاف ہوا مگر برتن کے ضمن میں ہے لہٰذا یہاں تحالف نہیں۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۱۰ ثمن یا مبیع کے سوا کسی دوسری چیز میں اختلاف ہو تو تحالف نہیں مثلاً مشتری کہتا ہے کہ ثمن کے لیے میعاد تھی اور بائع کہتا ہے نہ تھی بائع منکر ہے اسی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے یا ثمن کی میعاد ہے مگر بائع کہتا ہے یہ شرط تھی کہ کوئی چیز

---

1 ......"الهداية"، كتاب الدعوى، باب التحالف، ج٢، ص١٦٢.

2 ......قسم۔ 3 ......بیچی گئی چیز حوالہ کرنا۔ 4 ......دعویٰ کرنے والا۔

5 ...... "الهداية"، كتاب الدعوى، باب التحالف، ج٢، ص ١٦٠.

6 ......قسم۔

7 ......"الهداية"، كتاب الدعوى، باب التحالف، ج٢، ص ١٦١.

8 ......الگ کردیا جائے گا۔

9 ...... "الدرالمختار"، كتاب الدعوى، باب التحالف، ج٨، ص٣٥٩.

مشتری رہن [1] رکھے گا مشتری انکار کرتا ہے یا ایک خیار شرط کا مدعی ہے دوسرا منکر ہے یا ثمن کے لیے ضامن کی شرط تھی یا نہ تھی یا ثمن یا مبیع کے قبضہ میں اختلاف ہے یا ثمن کے معاف کرنے یا اس کا کوئی جز کم کرنے میں اختلاف ہو یا مسلم فیہ کی جائے تسلیم [2] میں اختلاف ہے ان سب صورتوں میں، منکر پر حلف ہے اور حلف کے ساتھ اُسی کا قول معتبر۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۱ نفس عقد بیع میں اختلاف ہے ایک کہتا ہے بیع ہوئی ہے دوسرا کہتا ہے نہیں ہوئی اس میں تحالف نہیں بلکہ جو منکر بیع ہے اُسی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲ جنس ثمن کا اختلاف اگرچہ مبیع کے ہلاک ہونے کے بعد ہوا ایک کہتا ہے ثمن روپیہ ہے دوسرا اشرفی بتاتا ہے اس میں تحالف ہے اور دونوں قسم کھا جائیں تو مشتری پر مبیع کی واجبی قیمت لازم ہوگی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۳ بائع کہتا ہے یہ چیز میں نے تمھارے ہاتھ سو روپے میں بیع کی ہے جس کی میعاد دس ماہ ہے یوں کہ ہر ماہ میں دس روپے دو اور مشتری یہ کہتا ہے میں نے یہ چیز تم سے پچاس روپے میں خریدی ہے ڈھائی روپے ماہوار مجھے ادا کرنے ہیں یوں کل میعاد بیس ماہ ہے دونوں نے گواہ پیش کر دیے اس صورت میں دونوں شہادتیں مقبول ہیں چھ ماہ تک بائع مشتری سے دس روپے ماہوار وصول کرے گا۔ اور ساتویں مہینے میں ساڑھے سات روپے اسکے بعد ہر ماہ میں ڈھائی روپے یہاں تک کہ سو روپے کی پوری رقم ادا ہو جائے۔[6] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۴ بیع سلم میں اقالہ کرنے کے بعد راس المال کی مقدار میں اختلاف ہوا اس میں تحالف نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں صرف رب السلم مدعی ہے اور مسلم الیہ منکر جو کچھ مسلم الیہ کہتا ہے اسی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۵ بیع میں اقالہ کے بعد ثمن کی مقدار میں اختلاف ہوا مثلاً مشتری ایک ہزار بتاتا ہے اور بائع پانسو کہتا ہے اور دونوں کے پاس گواہ نہیں دونوں پر حلف دیا جائے اگر دونوں قسم کھا جائیں اقالہ کو فسخ کیا جائے۔ اب پہلی بیع لوٹ آئے گی۔

---

1 ...... گروی۔ 2 ......یعنی مال سُپُرد کرنے کی جگہ۔

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الدعوی، باب التحالف ، ج ٨ ص ٣٥٩ .

و"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعویٰ ،الباب الرابع في التحالف ،ج٤ ،ص٣٣ .

4 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعویٰ ،الباب الرابع في التحالف ،ج٤ ،ص٣٣ .

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ ، باب التحالف،ج ٨،ص ٣٦٠ .

6 ......"البحرالرائق"، کتاب الدعوی، باب التحالف،ج ٧،ص٣٧٦ .

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ ، باب التحالف،ج ٨،ص ٣٦١ .

یہ حکم اُس وقت ہے کہ بیع کا اقالہ ہو چکا ہے مگر ابھی تک مبیع پر مشتری کا قبضہ ہے اب تک اُس نے واپس نہیں کی ہے اور اگر اقالہ کے بعد مشتری نے مبیع واپس کردی اس کے بعد ثمن کی کمی وبیشی میں اختلاف ہوا تو تحالف نہیں بلکہ بائع پر حلف ہوگا کہ یہی ثمن کم بتاتا ہے اور زیادتی کا منکر ہے۔[1] (بحرالرائق، ہدایہ)

مسئلہ ۱۶: زوجین[2] میں مہر کی کمی بیشی میں اختلاف ہوا یا اس میں اختلاف ہوا کہ وہ کس جنس کا تھا دونوں میں جو گواہ پیش کرے اُس کے موافق فیصلہ ہوگا اور اگر دونوں نے گواہوں سے ثابت کیا تو دیکھا جائے گا کہ مہر مثل کسی کی تایید کرتا ہے مرد کی یا عورت کی مثلاً مرد یہ کہتا ہے کہ مہر ایک ہزار تھا اور عورت دو ہزار بتاتی ہے تو اگر مہر مثل شوہر کی تایید میں ہے یعنی ایک ہزار یا کم تو عورت کے گواہ معتبر اور مہر مثل عورت کی تایید کرتا ہو یعنی دو ہزار یا زیادہ تو شوہر کے گواہ معتبر اور اگر مہر مثل کسی کی تایید میں نہ ہو بلکہ دونوں کے مابین ہو مثلاً ڈیڑھ ہزار تو دونوں کے گواہ بیکار اور مہر مثل دلایا جائے۔ اور اگر دونوں میں سے کسی کے پاس گواہ نہیں تو تحالف ہے اور فرض کرو دونوں نے قسم کھالی تو اس کی وجہ سے نکاح فسخ نہیں ہوگا بلکہ یہ قرار پائے گا کہ نکاح میں کوئی مہر مقرر نہیں ہوا اور اسکی وجہ سے نکاح باطل نہیں ہوتا بخلاف بیع کہ وہاں ثمن کے نہ ہونے سے بیع نہیں رہ سکتی لہٰذا فسخ کرنا پڑتا ہے تحالف کی صورت میں پہلے کون قسم کھائے اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں بہتر یہ کہ قرعہ ڈالا جائے۔ جس کا نام نکلے وہی پہلے قسم کھائے اور بعض کہتے ہیں کہ بہتر یہ کہ پہلے شوہر پر حلف دیا جائے اور قسم سے جو نکول[3] کرے گا اُس پر دوسرے کا دعویٰ لازم اور اگر دونوں نے قسم کھالی تو مہر کا مسمّٰی ہونا[4] ثابت نہیں ہوا اور مہر مثل کو جس کے قول کی تایید میں پائیں گے اُسی کے موافق حکم دیں گے یعنی اگر مہر مثل اُتنا ہے جتنا شوہر کہتا ہے یا اُس سے بھی کم تو شوہر کے قول کے موافق فیصلہ ہوگا اور اگر مہر مثل اُتنا ہے جتنا عورت کہتی ہے یا اُس سے بھی زیادہ تو عورت جو کہتی ہے اُس کے موافق فیصلہ کیا جائے اور اگر مہر مثل دونوں کے درمیان میں ہو تو مہر مثل کا حکم دیا جائے۔[5] (ہدایہ، بحر، درمختار)

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج ۷، ص ۳۷۷.
و"الهداية"، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج ۲، ص ۱۶۳.

2 ......میاں بیوی۔ 3 ......قسم سے انکار۔ 4 ......مقرر ہونا، معین ہونا۔

5 ......"الهداية"، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج ۲، ص ۱۶۳-۱۶۴.
و"البحرالرائق"، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج ۷، ص ۳۸۰.
و"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج ۸، ص ۳۶۲.

مسئلہ ۱۷ موجر[1] اور مستاجر[2] میں اُجرت کی مقدار میں اختلاف ہے یا مدتِ اجارہ کے متعلق اختلاف ہے اگر یہ اختلاف منفعت حاصل کرنے سے پہلے ہے اور کسی کے پاس گواہ نہ ہوں تو تحالف ہے کیونکہ اس صورت میں ہر ایک مدعی[3] اور ہر ایک منکر[4] ہے اور دونوں قسم کھا جائیں تو اجارہ کو فسخ کر دیا جائے۔ اگر اجرت کی مقدار میں اختلاف ہے تو مستاجر سے پہلے قسم کھلائی جائے اور مدت[5] میں اختلاف ہے تو موجر پہلے قسم کھائے۔ اور اگر دونوں کے پاس گواہ ہوں تو اُجرت میں موجر کے گواہ معتبر ہیں اور مدت کے متعلق مستاجر کے گواہ معتبر اور اگر مدت و اجرت دونوں میں اختلاف ہو اور دونوں نے گواہ پیش کئے تو مدت کے بارے میں مستاجر کے گواہ معتبر اور اجرت کے متعلق موجر کے معتبر۔ اور اگر یہ اختلاف منفعت حاصل کرنے کے بعد ہے تو تحالف نہیں بلکہ گواہ نہ ہونے کی صورت میں مستاجر پر حلف دیا جائے اور قسم کے ساتھ اسی کا قول معتبر اور اگر کچھ تھوڑی سی منفعت حاصل کر لی ہے کچھ باقی ہے۔ مثلاً ابھی پندرہ ہی دن مکان میں رہتے ہوئے گزرے ہیں اور اختلاف ہوا کہ کرایہ کیا ہے پانچ روپے ہے یا دس روپے یا میعاد کیا ہے ایک ماہ یا دو ماہ اس صورت میں تحالف ہے اگر دونوں قسم کھا جائیں تو جو مدت باقی ہے اُس کا اجارہ فسخ کر دیا جائے اور گزشتہ کے بارے میں مستاجر کے قول کے موافق فیصلہ ہو۔[6] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۸ اجارہ میں منفعت حاصل کرنے کا یہ مطلب ہے کہ اُس مدت میں مستاجر تحصیل منفعت پر قادر ہو مثلاً مکان اجارہ پر دیا اور مستاجر کو سپرد کر دیا قبضہ دے دیا تو جتنے دن گزریں گے کرایہ واجب ہوتا جائے گا اور منفعت حاصل کرنا قرار دیا جائے گا مستاجر اُس میں رہے یا نہ رہے اور اگر قبضہ نہیں دیا تو منفعت حاصل نہیں ہوئی اس طرح کتنا ہی زمانہ گزر جائے کرایہ واجب نہیں۔[7] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۹ دو شخصوں نے ایک چیز کے متعلق دعویٰ کیا ایک کہتا ہے میں نے اجارہ پر لی ہے دوسرا کہتا ہے میں نے خریدی ہے اگر مدعیٰ علیہ[8] نے مستاجر کے موافق اقرار کیا تو خریدار اُس کو حلف[9] دے سکتا ہے اور اگر دونوں اجارہ ہی کا دعویٰ کرتے ہوں اور مدعیٰ علیہ نے ایک کے لیے اقرار کر دیا تو دوسرا حلف نہیں دے سکتا۔[10] (بحرالرائق)

---

1 ......اجرت پر دینے والا۔ 2 ......اُجرت پر لینے والا، کرائے دار۔ 3 ......دعویٰ کرنے والا۔ 4 ......انکار کرنے والا۔

5 ......درمختار میں ایسا ہی ذکر ہے جیسا صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے ذکر فرمایا، جبکہ ہدایہ میں "مدت" کی جگہ "منفعت" مذکور ہے۔...علمیہ

6 ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج۲، ص ۱٦٤، ١٦٥.

7 ......"البحرالرائق"، كتاب الدعوى، باب التحالف، ج ٧، ص ٣٨١.

8 ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔ 9 ......قسم۔

10 ......"البحرالرائق"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج ٧، ص ٣٨١.

مسئلہ ۲۰ میاں بی بی کے مابین سامانِ خانہ داری[1] میں اختلاف ہوا اور گواہ نہیں ہیں کہ شوہر کی ملک ثابت ہو یا زوجہ کی تو جو چیز مرد کے لیے خاص ہے جیسے عمامہ، چھڑی، اس کے متعلق قسم کے ساتھ مرد کا قول معتبر ہے۔ اور جو چیزیں عورت کے لیے مخصوص ہیں جیسے زنانے کپڑے اور وہ خاص چیزیں جو عورتوں ہی کے استعمال میں آتی ہیں ان کے متعلق قسم کے ساتھ عورت کا قول معتبر ہے اور وہ چیزیں جو دونوں کے کام کی ہیں جیسے لوٹا، کٹورا[2] اور استعمال کے دیگر ظروف[3] ان میں بھی مرد کا ہی قول معتبر ہے اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو ان چیزوں کے بارے میں عورت کے گواہ معتبر ہیں اور اگر گھر کے ہی متعلق اختلاف ہے مرد کہتا ہے میرا ہے عورت کہتی ہے میرا ہے اس کے متعلق شوہر کا قول معتبر ہے۔ ہاں اگر عورت کے پاس گواہ ہوں تو وہ عورت ہی کا مانا جائے گا۔ یہ زن وشو[4] کا اختلاف اور اُس کا یہ حکم اُس صورت میں ہے کہ دونوں زندہ ہوں، اور اگر ایک زندہ ہے اور ایک مر چکا ہے اس کے وارث نے زندہ کے ساتھ اختلاف کیا تو جو چیز دونوں کے کام کی ہے اُس کے متعلق اُس کا قول معتبر ہوگا جو زندہ ہے۔[5] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۲۱ مکان میں جو سامان ایسا ہے کہ عورت کے لیے خاص ہے مگر مرد اُس کی تجارت کرتا ہے یا بناتا ہے تو وہ سامان مرد کا ہے یا چیز مرد ہی کے کام کی ہے مگر عورت اُس کی تجارت کرتی ہے یا وہ خود بناتی ہے وہ سامان عورت کا ہے۔[6] (بحر)

مسئلہ ۲۲ زوجین کا اختلاف حالتِ بقاءِ نکاح[7] میں ہو یا فرقت[8] کے بعد دونوں کا ایک حکم ہے یو ہیں جس مکان میں سامان ہے وہ زوج[9] کی ملک ہو یا زوجہ کی یا دونوں کی سب کا ایک ہی حکم ہے اور اختلافات کا لحاظ اُس وقت ہوگا جب عورت نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ چیز شوہر نے خریدی ہے اگر اُس کے خریدنے کا اقرار کرلے گی تو شوہر کی ملک کا اُس نے اقرار کرلیا اس کے بعد پھر عورت کی ملک ہونے کے لیے ثبوت درکار ہے۔[10] (بحر)

مسئلہ ۲۳ ایک شخص کی چند بی بیوں میں یہی اختلاف ہوا اگر وہ سب ایک گھر میں رہتی ہوں تو سب برابر کی شریک ہیں اور اگر علیحدہ علیحدہ مکانات میں سکونت ہے تو ایک کے یہاں جو چیز ہے اُس سے دوسری کو تعلق نہیں بلکہ وہ عورت گھر والی

---

1 ......گھریلو سامان۔ 2 ......بڑا پیالہ۔ 3 ......ظرف کی جمع برتن۔ 4 ......میاں بیوی۔

5 ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ ، باب التحالف، ج۲، ص ۱۶۵ .

و"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج۸، ص ۳۶۳-۳۶۵ .

6 ......"البحرالرائق"، كتاب الدعوىٰ۔ باب التحالف، ج ۷ ص ۳۸۱-۳۸۲ .

7 ......نکاح کے باقی ہونے کی حالت۔ 8 ......جدائی۔ 9 ......شوہر۔

10 ......"البحرالرائق"، كتاب الدعوىٰ، باب التحالف، ج۷ ص ۳۸۲،۳۸۳ .

اور خاوند کے مابین وہی حکم رکھتی ہے جو اوپر مذکور ہوا یو ہیں دوسری عورتوں کے مکانات کی چیزیں اُن میں اور اُس خاوند کے مابین مذکور طریقہ پر دلائی جائیں گی۔[1] (بحر)

مسئلہ ۲۴ باپ اور بیٹے میں اختلاف ہوا خانہ داری کے سامان کے متعلق ہر ایک اپنی ملک کا دعویٰ کرتا ہے اگر بیٹا باپ کے یہاں رہتا اور کھاتا پیتا ہے تو سب کچھ باپ کا ہے اور اگر باپ بیٹے کے یہاں رہتا اور کھاتا پیتا ہے تو سب چیزیں بیٹے کی ہیں۔ دو پیشے والے ایک مکان میں رہتے ہیں اور اُن آلات میں اختلاف ہوا جن پر قبضہ دونوں کا ہے تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ اوزار اس کے پیشہ سے تعلق رکھتے ہیں لہٰذا اس کے ہیں بلکہ اگر ملک کا ثبوت دونوں میں سے کسی کے پاس نہ ہو تو نصف نصف دونوں کو دے دیے جائیں۔[2] (بحر)

مسئلہ ۲۵ مالک مکان اور کرایہ دار میں سامان کے متعلق اختلاف ہوا اس میں کرایہ دار کی بات معتبر ہے کہ مکان اسی کے قبضہ میں ہے جو چیزیں مکان میں ہیں اُن پر بھی اسی کا قبضہ ہے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۲۶ عورت جس رات کو رخصت ہو کر میکے سے آئی ہے مرگئی تو اُس گھر کے تمام سامان شوہر کے لیے قرار دینا مستحسن نہیں کیونکہ جب وہ آج ہی آئی ہے تو ضرور حسب حیثیت پلنگ، پیڑھی[4]، میز، کرسی، صندوق اور ظروف[5] وفروش[6] وغیرہا کچھ نہ کچھ جہیز میں لائی ہوگی جس کا تقریباً ہر شہر میں ہر قوم اور ہر خاندان میں رواج ہے۔[7] (بحر)

مسئلہ ۲۷ جاروب کش[8] ایک شخص کے مکان میں جھاڑو دے رہا ہے۔ ایک مخملی بیش قیمت چادر[9] اُس کے کندھے پر پڑی ہے مالک مکان کہتا ہے یہ چادر میری ہے مگر وہ جاروب کش کہتا ہے میری ہے۔ صاحبِ خانہ کا قول معتبر ہے۔ دو شخص ایک کشتی میں جارہے ہیں اُس کشتی میں آٹا ہے دونوں میں سے ہر ایک یہ کہتا ہے کہ کشتی بھی میری ہے اور آٹا بھی میرا ہی ہے۔ مگر ان میں ایک شخص کی نسبت مشہور ہے کہ یہ آٹے کی تجارت کرتا ہے اور دوسرے کی نسبت مشہور ہے کہ یہ ملاح[10] ہے تو آٹا اُسے دیا جائے جو آٹے کی تجارت کرتا ہے۔ اور کشتی ملاح کو۔[11] (درمختار)

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب التحالف، ج ٨، ص ٣٨٣.

2 ......المرجع السابق.

3 ......المرجع السابق.

4 ......چھوٹی چوکی جس پر بیٹھتے ہیں۔

5 ......ظرف کی جمع برتن۔

6 ......بستر، بچھونے، چٹائیاں وغیرہ۔

7 ......"البحرالرائق"، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج٧، ص ٣٨٤.

8 ......جھاڑو لگانے والا۔

9 ......نہایت ملائم روئیں دار کپڑے کی قیمتی چادر۔

10 ......کشتی چلانے والا۔

11 ......"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، باب التحالف، ج ٨، ص٣٦٧.

کس کو مدعی علیہ بنایا جاسکتا ھے اور کس کی حاضری ضروری ھے

مسئلہ ۱ عین مرہون (1) کے متعلق دعویٰ ہو تو راہن و مرتہن دونوں کا حاضر ہونا شرط ہے عاریت و اجارہ کا بھی یہی حکم ہے یعنی مستعیر (2) و معیر (3) مستاجر (4) و مواجر (5) دونوں کی حاضری ضروری ہے۔ کھیت کا دعویٰ ہے جو اجارہ میں ہے اگر اُس میں بیج مزارع (6) کے ہیں تو اس کا حاضر ہونا ضرور ہے اور بیج مالک کے ہیں اور اوگ آئے ہیں جب بھی مزارع کی حاضری ضروری ہے اور اوگے نہ ہوں تو کاشتکار کی حاضری کچھ ضروری نہیں یہ اُس صورت میں ہے کہ ملک مطلق کا دعویٰ ہو اور اگر یہ دعویٰ ہو کہ فلاں نے میری زمین غصب کرلی ہے اور وہ مزارع کو دیدی ہے تو مزارع سے کوئی تعلق نہیں۔ (7) (عالمگیری)

مسئلہ ۲ مکان کو بیع کردیا ہے مگر ابھی بائع ہی کے قبضہ میں ہے مستحق دعویٰ کرتا ہے کہ یہ مکان میرا ہے اس کا فیصلہ بائع و مشتری دونوں کی موجودگی میں ہونا ضروری ہے۔ (8) (عالمگیری)

مسئلہ ۳ بیع فاسد کے ساتھ چیز خریدی۔ اگر مشتری نے قبضہ کرلیا ہے تو مشتری (9) مدعیٰ علیہ (10) ہے اور قبضہ نہ کیا ہو تو مدعیٰ علیہ بائع ہے اگر مشتری کے لیے شرط خیار ہے تو بائع و مشتری دونوں مدعیٰ علیہ ہوں گے بیع باطل کے ساتھ خریدی ہے تو مشتری کو مدعیٰ علیہ نہیں بنایا جاسکتا ہے۔ (11) (عالمگیری)

مسئلہ ۴ یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان فلاں شخص کا تھا جو غائب ہے اُس نے اس کے ہاتھ بیع کردیا جس کے قبضہ میں ہے میں اس پر شفعہ کا دعویٰ کرتا ہوں مدعیٰ علیہ یعنی جس کے قبضہ میں ہے وہ کہتا ہے کہ مکان میرا ہی ہے اس کو میں نے کسی سے نہیں خریدا ہے جب تک بائع حاضر نہ ہو کچھ نہیں ہوسکتا۔ (12) (عالمگیری)

---

1 ...... گروی رکھی ہوئی چیز۔

2 ...... عارضی طور پر کسی سے استعمال کے لیے کوئی چیز لینے والا۔

3 ...... عارضی طور پر اپنی چیز استعمال کے لیے دینے والا۔

4 ...... کرائے دار، اُجرت پر لینے والا۔

5 ...... اجرت پر دینے والا۔

6 ...... کسان، کاشتکار۔

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوى، الباب الخامس فيمن يصلح خصماً...... إلخ، ج٤، ص٣٦.

8 ...... المرجع السابق

9 ...... خریدار۔

10 ...... جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔

11 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوى، الباب الخامس فيمن يصلح خصماً...... إلخ، ج٤، ص٣٦.

12 ...... المرجع السابق، ص٣٧.

مسئلہ ۵ وکیل نے مکان کوخرید کر اُس پر قبضہ کرلیا ابھی موکل[1] کو نہیں دیا ہے کہ شفعہ کا دعویٰ ہوا وکیل ہی کے مقابل میں فیصلہ ہوگا موکل کی ضرورت نہیں اور اگر وکیل نے قبضہ نہیں کیا ہے تو موکل کی حاضری ضروری ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶ مکان خریدا اور ابھی تک قبضہ نہیں کیا بائع سے کسی نے چھین لیا اگر مشتری نے ثمن ادا کردیا ہے یا ثمن ادا کرنے کے لیے کوئی میعاد مقرر ہے تو دعویٰ مشتری کو کرنا ہوگا۔ ورنہ بائع کو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ مال مضاربت پر اِستحقاق ہوا[4] اگر اُس میں نفع ہے تو بقدرِ نفع[5] مدعیٰ علیہ[6] مضارِب ہوگا ورنہ رَبُّ المال۔[7] (عالمگیری)

دعویٰ دفع کرنے کا بیان

دفعِ دعویٰ کا مطلب یہ ہے کہ جس پر دعویٰ کیا گیا وہ ایسی صورت پیش کرتا ہے جس سے وہ مدعیٰ علیہ نہ بن سکے لہٰذا اُس پر سے دفع ہوجائے گا۔

مسئلہ ۱ ذوالید (جس کے قبضہ میں وہ چیز ہے جس کا مدعی نے دعویٰ کیا ہے وہ) یہ کہتا ہے کہ یہ چیز جو میرے پاس ہے اس پر میرا قبضہ مالکانہ نہیں ہے بلکہ زید نے میرے پاس امانت رکھی ہے یا عاریت کے طور پر دی ہے، یا کرایہ پر دی ہے یا میرے پاس رہن رکھی ہے یا میں نے اُس سے غصب کی ہے اور زید جس کا نام مدعیٰ علیہ نے لیا غائب ہے یعنی اُس کا پتہ نہیں کہ کہاں گیا ہے یا اتنی دور چلا گیا ہے کہ اُس تک پہنچنا دشوار ہے یا ایسی جگہ چلا گیا جو نزدیک ہے بہرحال اگر مدعیٰ علیہ اپنی اس بات کو گواہوں سے ثابت کردے تو مدعی کا دعویٰ دفع ہوجائے گا جبکہ مدعی نے ملک مطلق کا دعویٰ کیا ہو، یوہیں اگر مدعیٰ علیہ اس بات کا ثبوت دیدے کہ خود مدعی نے ملک زید کا اقرار کیا ہے تو دعوے خارج ہوجائے گا۔ اور اس میں یہ شرط بھی ہے کہ جس چیز کا دعویٰ ہو وہ موجود ہو ہلاک نہ ہوئی ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ گواہ اُس شخص غائب کو نام ونسب کے ساتھ جانتے ہوں اور اُسکی شناخت بھی رکھتے ہوں یہ کہتے ہوں کہ اگر وہ ہمارے سامنے آئے تو ہم پہچان لیں گے۔[8] (ہدایہ، درمختار)

---

1 ......وکیل بنانے والا۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ ، الباب الخامس فيمن يصلح خصماً... إلخ، ج٤، ص ٣٧.

3 ......المرجع السابق.

4 ......کسی کا حق ثابت ہوا۔ 5 ......نفع کے برابر۔ 6 ...... جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔

7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ ، الباب الخامس فيمن يصلح خصماً... إلخ، ج٤، ص ٤١ .

8 ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، فصل فى دفع الدعاوى، ج ٨، ص ٣٦٨ .

و"الهداية"، كتاب الدعوىٰ ، فصل فيمن لايكون خصماً، ج٢، ص ١٦٦ .

مسئلہ ۲ اگر مدعیٰ علیہ نے اُس شخصِ غائب کی تعیین نہیں کی ہے فقط یہ کہتا ہے کہ ایک شخص نے میرے پاس امانت رکھی ہے جس کا نام ونسب کچھ نہیں بتاتا تو اس کہنے سے دعوے سے بری نہیں ہوگا۔[1] (درمختار) امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ یہ بھی کہتے ہیں کہ مدعیٰ علیہ دعوے سے اُس وقت بری ہوگا کہ وہ حیلہ ساز اور چال باز[2] شخص نہ ہو ایسا ہوگا تو دعویٰ دفع نہیں ہوگا اس لیے کہ چال باز آدمی یہ کرسکتا ہے کہ کسی کی چیز غصب کر کے خفیۃً[3] کسی پردیسی آدمی کو دیدے اور یہ کہدے کہ فلاں وقت میرے پاس یہ چیز لے کر آنا اور لوگوں کے سامنے یہ کہدینا کہ یہ میری چیز امانت رکھ لو اس نے وقت معین پر معتبر آدمیوں کو کسی حیلہ سے اپنے یہاں بلالیا اُس شخص نے اُن کے سامنے امانت رکھدی اور اپنا نام ونسب بھی بتادیا اور چلا گیا اب جب کہ مالک نے دعویٰ کیا تو اس شخص نے کہدیا کہ فلاں غائب نے امانت رکھی ہے اور ان لوگوں کو گواہی میں پیش کردیا مقدمہ ختم ہوگیا اب نہ وہ پردیسی آئے گا نہ چیز کا کوئی مطالبہ کرے گا یوں پرایا مال[4] ہضم کرلیا جائے گا لہٰذا ایسے حیلہ باز آدمی کی بات قابلِ اعتبار نہیں نہ اُس سے دعویٰ دفع ہو اس قول امام ابو یوسف کو بعض فقہا نے اختیار کیا ہے۔[5] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۳ مدعیٰ علیہ یہ بیان کرتا ہے کہ جس کی چیز ہے اُس نے اس کو میری حفاظت میں دیا ہے یا جس کا مکان ہے اُس نے مجھے اس میں رکھا ہے یا میں نے اُس سے یہ چیز چھین لی ہے یا چرالی ہے یا وہ بھول کر چلا گیا میں نے اُٹھالی ہے یا یہ کھیت اُس نے مجھے مزارعت پر دیا ہے ان صورتوں کا بھی وہی حکم ہے کہ گواہوں سے ثابت کردے تو دعویٰ دفع ہوجائے گا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴ اگر وہ چیز ہلاک ہوگئی ہے یا گواہ یہ کہتے ہیں کہ ہم اُس شخص کو پہچانتے نہیں یا خود ذوالید نے ایسا اقرار کیا جس کی وجہ سے وہ مدعیٰ علیہ بن سکتا ہے۔ مثلاً کہتا ہے میں نے فلاں شخص سے خریدی ہے یا اُس غائب نے مجھے ہبہ کی ہے یا مدعی نے اس پر ملک مطلق کا دعویٰ ہی نہیں کیا ہے بلکہ اس کے کسی فعل کا دعویٰ ہے مثلاً اس شخص نے میری یہ چیز غصب کرلی ہے یا یہ چیز میری چوری گئی یہ نہیں کہتا کہ اس نے چرائی تاکہ پردہ پوشی رہے اگرچہ مقصود یہی ہے کہ اس نے چرائی ہے اور ان سب صورتوں میں ذوالید یہ جواب دیتا ہے کہ فلاں غائب نے میرے پاس امانت رکھی ہے وغیرہ وغیرہ تو دعوائے مدعی اس بیان

---

1 ……"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، فصل فی دفع الدعاوی، ج ۸ ص ۳٦۸.

2 ……دھوکہ باز۔ 3 ……چھپا کر۔ 4 ……غیر کا مال۔

5 …… "الهداية"، كتاب الدعوىٰ ، فصل فيمن لايكون خصماً ، ج ۲ ،ص ١٦٦ .

و"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، فصل فی دفع الدعاوی، ج ۸ ، ص ۳٦۹ .

6 …… "الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، فصل فی دفع الدعاوی، ج ۸ ،ص ۳۷۰ .

سے دفع نہیں ہوگا اور اگر مدعی نے غصب میں یہ کہا کہ یہ چیز مجھ سے غصب کی گئی یہ نہیں کہتا کہ اس نے غصب کی تو دعویٰ دفع ہوگا کیونکہ اس صورت میں حد نہیں ہے کہ پردہ پوشی اور اُس پر سے حد دفع کرنے کے لیے عبارت میں یہ کنایہ اختیار کیا جائے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵ مدعیٰ علیہ[2] کچہری سے باہر یہ کہتا تھا کہ میری ملک ہے اور کچہری میں یہ کہتا ہے کہ میرے پاس فلاں کی امانت ہے یا اُس نے رہن رکھا ہے اور اُس پر گواہ پیش کرتا ہے دعویٰ دفع ہو جائے گا مگر جبکہ مدعی گواہوں سے یہ ثابت کردے کہ اس نے خود اپنی ملک کا اقرار کیا ہے تو دعویٰ دفع نہ ہوگا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ٦ مدعی نے دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری ہے اس کو میں نے فلاں شخص غائب سے خریدا ہے مدعیٰ علیہ نے جواب میں کہا اُسی غائب نے خود میرے پاس امانت رکھی ہے تو دعویٰ دفع ہو جائے گا اگرچہ مدعیٰ علیہ اپنی بات پر گواہ بھی پیش نہ کرے اور اگر مدعیٰ علیہ نے اُس کے خود امانت رکھنے کو نہیں کہا بلکہ یہ کہا اس کے وکیل نے میرے پاس امانت رکھی ہے تو بغیر گواہوں سے ثابت کیے دعویٰ دفع نہیں ہوگا اور اگر مدعی یہ کہتا ہے کہ اُس غائب سے میں نے خریدی اور اُس نے مجھے قبضہ کا وکیل کیا ہے اور اُس کو گواہ سے ثابت کر دیا تو مدعی کو چیز دلا دی جائے گی اور اگر مدعیٰ علیہ نے اُس غائب سے مدعی کے خریدنے کا اقرار کیا اس نے گواہوں سے ثابت نہیں کیا تو دیدینے کا حکم نہیں دیا جائیگا۔[4] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۷ دعویٰ کیا کہ چیز میری ہے فلاں غائب نے اس کو غصب کر لیا اور اس کو گواہوں سے ثابت کیا اور مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہے اُسی غائب شخص نے میرے پاس امانت رکھی ہے دعویٰ دفع ہو جائے گا اور اگر غصب کی جگہ مدعی نے چوری کہا اور مدعیٰ علیہ نے وہی جواب دیا دعویٰ دفع نہیں ہوگا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۸ ایک شخص نے اپنی بہن کے یہاں سے کوئی چیز لے جا کر رہن رکھ دی اور غائب ہو گیا اُس کی بہن نے

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوى، فصل فى دفع الدعاوى، ج ۸ ،ص ۳۷۱.

2 ......جس پر دعویٰ کیا جائے۔

3 ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوى، فصل فى دفع الدعاوى، ج ۸ ،ص ۳۷۲.

4 ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ ، فصل فيمن لايكون خصماً، ج ۲،ص ۱٦۷ .

و"الدرالمختار"، كتاب الدعوى، فصل فى دفع الدعاوى، ج ۸ ،ص ۳۷۳.

5 ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوى، فصل فى دفع الدعاوى، ج ۸ ،ص ۳۷۳،

ذی الید پر دعویٰ کیا اُس نے جواب دیا کہ فلاں نے میرے پاس رہن [1] رکھی ہے اگر عورت نے اپنے بھائی کے غصب کا دعویٰ کیا ہے اور ذی الید نے گواہوں سے رہن ثابت کردیا دعویٰ دفع ہے اور اگر چوری کا دعویٰ کیا ہے دفع نہیں ہوگا۔ [2] (بحر)

مسئلہ ۹ مدعی [3] کہتا ہے یہ چیز فلاں شخص نے مجھے کرایہ پر دی ہے مدعیٰ علیہ [4] بھی یہی کہتا ہے مجھے کرایہ پر دی ہے پہلا شخص دوسرے پر دعویٰ نہیں کرسکتا اور اگر مدعی نے رہن یا خریدنے کا دعویٰ کیا اور مدعی علیہ کہتا ہے میرے کرایہ میں ہے جب بھی اس پر دعویٰ نہیں ہوسکتا اور اگر مدعی نے رہن یا اجارہ یا خریدنے کا دعویٰ کیا اور مدعیٰ علیہ کہتا ہے میں نے خریدی ہے تو اس پر دعویٰ ہوگا۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۱۰ مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہے اس دعوے کا میں مدعیٰ علیہ نہیں بن سکتا میں اس کو دفع کروں گا مجھے مہلت دی جائے اُس کو اتنی مہلت دی جائے گی کہ دوسری نشست میں اس کو ثابت کرسکے۔ [6] (درمختار)

مسئلہ ۱۱ دعویٰ کیا کہ یہ مکان جو زید کے قبضہ میں ہے میں نے عَمْرو سے خریدا ہے۔ زید نے جواب دیا کہ میں نے خود اسی مدعی سے اس مکان کو خریدا ہے۔ مدعی کہتا ہے کہ ہمارے مابین جو بیع ہوئی تھی اُس کا اقالہ ہوگیا اس سے دعویٰ دفع ہوجائے گا۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲ مدعیٰ علیہ نے جواب دیا کہ تو نے خود اقرار کیا ہے کہ یہ چیز مدعیٰ علیہ کے ہاتھ بیع کردی ہے اگر اسے گواہوں سے ثابت کردے یا بصورت گواہ نہ ہونے کے مدعی پر حلف دیا اُس نے انکار کردیا دعویٰ دفع ہوجائے گا۔ [8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳ عورت نے ورثۂ شوہر پر میراث ومہر کا دعویٰ کیا اُنھوں نے جواب میں کہا مورث نے اپنے مرنے سے دوسال پہلے اسے حرام کردیا تھا۔ عورت نے اس کے دفع کرنے کے لیے ثابت کیا کہ شوہر نے مرض الموت میں میرے حلال ہونے کا اقرار کیا ہے ورثہ کی بات دفع ہوجائے گی۔ [9] (عالمگیری)

---

1 ...... گروی۔

2 ...... "البحر الرائق"، کتاب الدعویٰ، باب التحالف، ج ۷، ص ۳۹٦.

3 ...... دعوی کرنے والا۔

4 ...... جس پر دعویٰ کیا جائے۔

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، فصل فی دفع الدعاوی، ج ۸، ص ۳۷٤.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الدعویٰ ، الباب السادس فيما تدفع به... إلخ، ج ٤، ص ٥١ .

8 ...... المرجع السابق.

9 ...... المرجع السابق، ص ٥٢ .

مسئلہ ۱۴ عورت نے شوہر کے بیٹے پر میراث کا دعویٰ کیا بیٹے نے انکار کر دیا اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ بالکل باپ کی منکوحہ[1] ہونے سے انکار کر دے کبھی اس کے باپ نے نکاح کیا ہی نہ تھا۔ دوم یہ کہ مرنے کے وقت یہ اس کی منکوحہ نہ تھی۔ عورت نے گواہوں سے اپنا منکوحہ ہونا ثابت کیا اور بیٹے نے یہ گواہ پیش کیے کہ اُس کے باپ نے تین طلاقیں دیدی تھیں اور مرنے سے پہلے عدّت بھی ختم ہو چکی تھی اگر پہلی صورت میں لڑکے نے یہ جواب دیا ہے تو اس کے گواہ مقبول نہیں کہ پہلے قول سے متناقض ہے۔[2] اور دوسری صورت میں یہ گواہ پیش کیے تو لڑکے کے گواہ مقبول ہیں۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۵ دعویٰ کیا کہ میرے باپ کا تم پر اتنا چاہیے اُن کا انتقال ہوا اور تنہا مجھے وارث چھوڑا لہٰذا وہ مال مجھے دو مدعی علیہ نے کہا تمھارے باپ کا مجھ پر جو کچھ چاہیے تھا وہ اس وجہ سے تھا کہ میں نے اُس کے لیے فلاں کی طرف سے کفالت کی تھی اور مکفول عنہ[4] نے تمھارے باپ کی زندگی میں اُسے دین ادا کر دیا مدعی نے یہ تسلیم کیا کہ اس سے مطالبہ بحکم کفالت ہے مگر یہ کہ مکفول عنہ نے ادا کر دیا تسلیم نہیں لہٰذا اس صورت میں اگر مدعیٰ علیہ اس کو گواہ سے ثابت کر دے گا دعویٰ دفع ہو جائے گا یو ہیں اگر مدعی علیہ نے یہ کہا کہ تمھارے والد نے مجھے کفالت سے بری کر دیا تھا یا اُس کے مرنے کے بعد تم نے بری کر دیا تھا اور اس کو گواہ سے ثابت کر دیا دعویٰ دفع ہو گیا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶ یہ دعویٰ کیا کہ میرے باپ کے تم پر سو روپے ہیں وہ مر گئے تنہا میں وارث ہوں مدعی علیہ نے کہا تمھارے باپ کو میں نے فلاں پر حوالہ کر دیا اور محتال علیہ[6] بھی تصدیق کرتا ہے خصومت مندفع نہ ہوگی[7] جب تک حوالہ کو گواہوں سے نہ ثابت کرے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷ سوتیلی ماں پر دعویٰ کیا کہ یہ مکان جو تمھارے قبضہ میں ہے میرے باپ کا ترکہ ہے۔ عورت نے جواب دیا کہ ہاں تمھارے باپ کا ترکہ ہے مگر قاضی نے اس مکان کو میرے مہر کے بدلے میرے ہی ہاتھ بیع کر دیا تم اُس وقت چھوٹے تھے تمھیں خبر نہیں اگر عورت یہ بات گواہوں سے ثابت کر دے گی دعویٰ دفع ہو جائے گا۔[9] (عالمگیری)

---

1 ......بیوی۔ 2 ......یعنی پہلے قول کے مخالف ہے۔

3 ......"الفتاوی الخانية" كتاب الدعوىٰ والبينات، باب ما يبطل دعوى المدعی...إلخ، ج۲، ص۱۰۲۔۱۰۳.

4 ......جس پر مطالبہ ہے۔

5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب السادس فيما تدفع ...... إلخ، ج٤، ص٥٢.

6 ......جس پر حوالہ کیا گیا ہے۔ 7 ......مقدمہ ختم نہ ہوگا۔

8 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب السادس فيما تدفع ... إلخ، ج٤، ص٥٢.

9 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۸ ایک بھائی نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ یہ مکان جوتمھارے قبضہ میں ہے اس میں میں بھی شریک ہوں کیونکہ یہ ہمارے باپ کی میراث ہے دوسرے نے جواب دیا کہ یہ مکان میرا ہے ہمارے باپ کا اس میں کچھ نہ تھا۔اس کے بعد مدعیٰ علیہ نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان میں نے اپنے باپ سے خریدا ہے یا میرے باپ نے اس مکان کا میرے لیے اقرار کیا تھا۔یہ دعویٰ صحیح ہے اوراس پر گواہ پیش کرے گا مقبول ہوں گے اور اگر بھائی کے جواب میں یہ کہا تھا کہ یہ ہمارے باپ کا کبھی نہ تھا۔یا یہ کہ اس میں باپ کا کوئی حق کبھی نہ تھا۔پھر وہ دعویٰ کیا تو نہ دعویٰ مسموع،[1] نہ اُس پر گواہ مقبول۔[2] (عالمگیری)

جواب دعویٰ

مسئلہ ۱ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ یہ چیز جوتمھارے پاس ہے میری ہے مدعیٰ علیہ نے کہا میں دیکھوں گا غور کروں گا۔یہ جواب نہیں ہے۔جواب دینے پر مجبور کیا جائے گا۔یوہیں اگر یہ کہا مجھے معلوم نہیں یا یہ کہا معلوم نہیں میری ہے یا نہیں یا کہا معلوم نہیں مدعی کی ملک ہے یا نہیں ان سب صورتوں میں دعوے کا جواب نہیں ہوا جواب دینے پر مجبور کیا جائے گا اور ٹھیک جواب نہ دے تو اُسے منکر قرار دیا جائے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲ جائداد کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ نے جواب دیا اس جائداد میں منجملہ تین سہام[4] دوسہام میرے ہیں جو میرے قبضہ میں ہیں اور ایک سہم فلاں غائب کی ملک ہے جو میرے ہاتھ میں امانت ہے۔مدعی علیہ کا یہ جواب مکمل ہے مگر خصومت[5] اُس وقت دفع ہوگی کہ ایک سہم کا امانت ہونا گواہ سے ثابت کردے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳ مکان کا دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے مدعیٰ علیہ نے غصب کرلیا ہے۔مدعیٰ علیہ نے کہا کہ یہ پورا مکان میرے ہاتھ میں بوجہ شرعی ہے مدعی کو ہرگز نہیں دونگا۔یہ جواب غصب کے مقابل میں پورا ہے کہ غصب کا انکار ہے مگر ملک کے متعلق ناکافی ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴ مکان کا دعویٰ تھا مدعیٰ علیہ نے کہا مکان میرا ہے پھر کہا وقف ہے یا یوں کہا کہ یہ مکان وقف ہے اور

---

1 ......یعنی دعویٰ نہ سنا جائے گا۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب السادس فيما تدفع... إلخ، ج٤، ص٥٣.

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب السابع فيما يكون جواباً... إلخ، ج٤، ص٦٢.

4 ......یعنی تین حصوں میں سے۔

5 ......مقدمہ، جھگڑا۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب السابع، فيما يكون جواباً... إلخ، ج٤، ص٦٢.

7 ......المرجع السابق.

بحیثیت متولی میرے ہاتھ میں ہے یہ مکمل جواب ہے اور مدعی علیہ کو گواہوں سے وقف ثابت کرنا ہوگا۔[1] (عالمگیری)

دو شخصوں کے دعوے کرنے کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز کے دو حقدار ایک شخص (یعنی ذی الید) کے مقابل میں کھڑے ہوجاتے ہیں ہر ایک اپنا حق ثابت کرتا ہے۔ یہ بات پہلے بتائی گئی ہے کہ خارج کے گواہ کو ذوالید کے گواہ پر ترجیح ہے مگر جبکہ ذوالید کے گواہوں نے وہ وقت بیان کیا جو خارج کے وقت سے مقدم ہے تو ذوالید کے گواہ کو ترجیح ہوگی مگر بعض صورتیں بظاہر ایسی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے ذوالید کی تاریخ مقدم ہے اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدم نہیں مثلاً کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری ہے ایک مہینہ سے میرے یہاں سے غائب ہے ذوالید کہتا ہے یہ چیز ایک سال سے میری ہے مدعی کے گواہوں کو ترجیح ہوگی اور اُسی کے موافق فیصلہ ہوگا کیونکہ مدعی نے ملک کی تاریخ نہیں بیان کی ہے تاکہ ذوالید کے گواہوں کو ترجیح دی جائے بلکہ غائب ہونے کی تاریخ بتائی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ملک مدعی کی تاریخ ایک سال سے زیادہ کی ہو۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱ ہر ایک یہ کہتا ہے کہ یہ چیز میرے قبضہ میں ہے اگر ایک نے گواہوں سے اپنا قبضہ ثابت کردیا تو وہی قابض مانا جائیگا دوسرا خارج قرار دیا جائے گا پھر وہ شخص جس کو قابض قرار دیا گیا اگر گواہوں سے اپنی ملک مطلق ثابت کرنا چاہے گا مقبول نہ ہوں گے کہ ملک مطلق میں ذوالید کے گواہ معتبر نہیں اور اگر قبضہ کے گواہ نہ پیش کرے تو حلف کسی پر نہیں۔[3] (بحر)

مسئلہ ۲ ایک شخص نے دوسرے سے چیز چھین لی جب اُس سے پوچھا گیا تو کہنے لگا میں نے اس لیے لے لی کہ یہ چیز میری تھی اور گواہوں سے اپنی ملک ثابت کی یہ گواہ مقبول ہیں کہ اگرچہ اس وقت یہ ذوالید ہے مگر حقیقت میں ذوالید نہ تھا بلکہ خارج تھا اُس سے لے لینے کے بعد ذوالید ہوا۔[4] (بحر)

مسئلہ ۳ ایک شخص نے زمین چھین کر اُس میں زراعت بوئی دوسرے شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ زمین میری ہے اُس نے غصب کرلی اگر گواہوں سے اُس کا غصب کرنا ثابت کرے گا ذوالید یہ ہوگا اور کھیت بونے والا خارج قرار پائے گا اور اگر اُس کا قبضۂ جدید نہیں ثابت کرے گا تو ذوالید وہی بونے والا ٹھہرے گا۔ ان مسائل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ظاہری قبضہ کے

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الدعوى، الباب السابع فيما يكون... إلخ، ج ٤، ص ٦٢.

2 ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوى، باب دعوى الرجلين، ج ٨، ص ٣٧٥، ٣٧٦.

3 ......"البحرالرائق"، كتاب الدعوى، باب دعوى الرجلين، ج ٧، ص ٣٩٨.

4 ...... المرجع السابق.

اعتبار سے ذوالید نہیں ہوتا۔[1] (بحر)

مسئلہ ۴: دو شخصوں نے ایک معین چیز کے متعلق جو تیسرے کے قبضہ میں ہے دعویٰ کیا ہر ایک اُس شے کو اپنی ملک بتاتا ہے اور سبب ملک کچھ نہیں بیان کرتا اور نہ تاریخ بیان کرتا اور اپنے دعوے کو ہر ایک نے گواہوں سے ثابت کر دیا وہ چیز دونوں کو نصف نصف دلا دی جائے گی کیونکہ کسی کو ترجیح نہیں ہے۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵: زید کے قبضہ میں مکان ہے عمرو نے پورے مکان کا دعویٰ کیا اور بکر نے آدھے کا اور دونوں نے اپنی ملک گواہوں سے ثابت کی اُس مکان کی تین چوتھائی عمرو کو دی جائے گی اور ایک چوتھائی بکر کو کیونکہ نصف مکان تو عمرو کو بغیر منازعت ملتا ہے اس میں بکر نزاع ہی نہیں کرتا نصف میں دونوں کی نزاع ہے یہ نصف دونوں میں برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ اور اگر مکان انھیں دونوں مدعیوں کے قبضہ میں ہے تو مدعی کل کو نصف بغیر قضا ملے گا کیونکہ اس نصف میں دوسرا نزاع ہی نہیں کرتا اور نصف دوم اسی کو بطور قضا ملے گا کیونکہ یہ خارج ہے اور خارج کے گواہ ذوالید کے مقابل میں معتبر ہوتے ہیں۔[3] (ہدایہ)

مسئلہ ۶: مکان تین شخصوں کے قبضہ میں ہے ایک پورے مکان کا مدعی ہے دوسرا نصف کا تیسرا ثلث کا یہاں بھی مکان ان تینوں میں بطور منازعت تقسیم ہوگا[4] (درمختار) یعنی اس مکان کے چھتیس ۳۶ سہام کیے جائیں گے جو کل کا مدعی ہے اُس کو پچیس سہام ملیں گے اور مدعی نصف کو سات سہام اور مدعی ثلث کو چار سہام۔

مسئلہ ۷: جائداد موقوفہ ایک شخص کے قبضہ میں ہے اس پر دو شخصوں نے دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہوں سے ثابت کر دیا وہ جائداد دونوں پر نصف نصف کر دی جائے گی یعنی نصف کی آمدنی وہ لے اور نصف کی یہ۔ مثلاً ایک مکان کے متعلق ایک شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر وقف ہے اور متولی مسجد یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مسجد پر وقف ہے اگر دونوں تاریخ بیان کر دیں تو جس کی تاریخ مقدم ہے وہ حقدار ہے ورنہ نصف اُس پر وقف قرار دیا جائے اور نصف مسجد پر یعنی وقف کا دعویٰ بھی ملکِ مطلق کے حکم میں ہے یو ہیں اگر ہر ایک کا یہ دعویٰ ہے کہ وقف کی آمدنی واقف نے میرے لیے قرار دی ہے اور گواہوں سے ثابت کر دے تو آمدنی نصف نصف تقسیم ہو جائے گی۔[5] (بحر)

---

1 ...... "البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج ۷، ص ۳۹۸.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج ۷، ص ۳۸۶، وغیرہ.

3 ...... "الهداية"، کتاب الدعویٰ، باب مایدعیه الرجلان، ج ۲، ص ۱۷۱۔۱۷۲.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص ۳۸۶.

5 ...... "البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص ۳۹۷.

مسئلہ ۸ دو شخصوں نے شہادت دی کہ فلاں شخص نے اقرار کیا ہے کہ اُس کی جائداد اولادِ زید پر وقف ہے اور دوسرے دو شخصوں نے شہادت دی کہ اُس نے یہ اقرار کیا ہے کہ اُس کی جائداد اولادِ عمرو پر وقف ہے اگر دونوں میں کسی کا وقت مقدم ہے تو اُس کے لیے ہے اور اگر وقت کا بیان ہی نہ ہو یا دونوں بیانوں میں ایک ہی وقت ہو تو نصف اولادِ زید پر وقف قرار دی جائے اور نصف اولادِ عمرو پر اور ان میں سے جب کوئی مر جائے گا تو اُس کا حصہ اُسی فریق میں اُن کے لیے ہے جو باقی ہیں مثلاً زید کی اولاد میں کوئی مرا تو بقیہ اولادِ زید میں منقسم ہوگی اولادِ عمرو کو نہیں ملے گی ہاں اگر ایک کی اولاد بالکل ختم ہوگئی تو دوسرے کی اولاد میں چلی جائے گی کہ اب کوئی مزاحم[1] نہیں رہا۔[2] (بحر)

مسئلہ ۹ دعوائے عین کا یہ حکم جو بیان کیا گیا اُس وقت ہے کہ دونوں نے گواہوں سے ثابت کیا ہو اور اگر گواہ نہ ہوں تو ذوالید[3] کو حلف دیا جائے گا اگر دونوں کے مقابل میں اُس نے حلف کرلیا تو وہ چیز اُس کے ہاتھ میں چھوڑ دی جائیگی یوں نہیں کہ اُس کی ملک قرار دی جائے یعنی اگر اُن دونوں میں سے آئندہ کوئی گواہوں سے ثابت کردے گا تو اُسے دلا دی جائے گی اور اگر ذوالید نے دونوں کے مقابل میں نکول[4] کیا تو نصف نصف تقسیم کردی جائے گی اب اس کے بعد اگر ان میں سے کوئی گواہ پیش کرنا چاہے گا نہیں سنا جائے گا۔[5] (بحر)

مسئلہ ۱۰ خارج اور ذوالید میں نزاع ہے خارج نے ملک مطلق کا دعویٰ کیا اور ذوالید نے یہ کہا میں نے اسی سے خریدی ہے یا دونوں نے سبب ملک بیان کیا اور وہ سبب ایسا ہے جو دو مرتبہ نہیں ہوسکتا مثلاً ہر ایک کہتا ہے کہ یہ جانور میرے گھر کا بچہ ہے یا دونوں کہتے ہیں کپڑا میرا ہے میں نے اسے بنا ہے یا دونوں کہتے ہیں سُوت میرا ہے میں نے کاتا ہے۔ دودھ میرا ہے میں نے اپنے جانور سے دوہا ہے۔ اُون میری ہے میں نے کاٹی ہے۔ غرض یہ کہ ملک کا ایسا سبب بیان کرتے ہیں جس میں تکرار نہیں ہوسکتی ہے ان میں ذوالید کے گواہوں کو ترجیح ہے مگر جب کہ ساتھ ساتھ خارج نے ذوالید پر کسی فعل کا بھی دعویٰ کیا ہو مثلاً یہ جانور میرے گھر کا بچہ ہے ذوالید نے اسے غصب کرلیا یا میں نے اُس کے پاس امانت رکھی ہے یا اجارہ پر دیا ہے تو خارج کے گواہ کو ترجیح ہے۔[6] (ہدایہ، درمختار) مگر ظاہری طور پر اس کو خارج کہیں گے حقیقۃً خارج نہیں بلکہ یہی ذوالید ہے جیسا کہ ہم نے بحر سے نقل کیا۔

---

1 ......مزاحمت کرنے والا۔

2 ......"البحرالرائق"، کتاب الدعوی، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۳۹۷.

3 ......جس کے قبضہ میں چیز ہے۔

4 ......قسم سے انکار۔

5 ......"البحرالرائق"، کتاب الدعوی، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۳۹۸.

6 ......"الهداية"، کتاب الدعوی، باب مایدّعیه الرجلان، ج۲، ص۱۷۰.
و"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۸۳.

مسئلہ ١١ اگر خارج[1] وذوالید دونوں اپنی اپنی ملک کا ایسا سبب بتاتے ہیں جو مکرر ہوسکتا ہے[2] جیسے یہ درخت میرا ہے میں نے پودہ نصب کیا تھا[3] یا وہ سبب ایسا ہے جو اہلِ بصیرت پر مشکل ہوگیا کہ مکرر ہوتا ہے یا نہیں تو ان دونوں صورتوں میں خارج کو ترجیح ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ١٢ سبب کے مکرر ہونے نہ ہونے میں اصل کو دیکھا جائے گا تابع کو نہیں دیکھا جائے گا۔ دو بکریاں ایک شخص کے قبضہ میں ہیں ایک سفید دوسری سیاہ ایک شخص نے گواہوں سے ثابت کیا کہ یہ دونوں بکریاں میری ہیں اور اسی سفید بکری کا یہ سیاہ بکری بچہ ہے جو میرے یہاں میری ملک میں پیدا ہوا۔ ذوالید نے گواہوں سے ثابت کیا کہ یہ دونوں میری ملک ہیں اور اس سیاہ بکری کا یہ سفید بکری بچہ ہے جو میری ملک میں پیدا ہوا اس صورت میں ہر ایک کو وہ بکری دے دی جائے گی۔ جس کو ہر ایک اپنے گھر کا بچہ بتاتا ہے۔[5] (بحر)

مسئلہ ١٣ کبوتر، مرغی، چڑیا یعنی انڈے دینے والے جانور کو خارج اور ذوالید ہر ایک اپنے گھر کا بچہ بتاتا ہے۔ ذوالید کو دلایا جائے گا۔[6] (بحر)

مسئلہ ١٤ مرغی غصب کی اُس نے چند انڈے دیے ان میں سے کچھ اسی مرغی کے نیچے بٹھائے کچھ دوسری کے نیچے اور سب سے بچّے نکلے تو وہ مرغی مع اُن بچوں کے جو اُس کے نیچے نکلے ہیں مغصوب منہ (مالک) کو دی جائے اور یہ بچے جو غاصب نے اپنی مرغی کے نیچے نکلوائے ہیں غاصب کے ہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ١٥ ایک جانور کے متعلق دو شخص مدعی ہیں کہ ہمارے یہاں کا بچہ ہے خواہ وہ جانور دونوں کے قبضہ میں ہو یا ایک کے قبضہ میں ہو یا ان میں سے کسی کے قبضہ میں نہ ہو بلکہ تیسرے کے قبضہ میں ہو، اگر دونوں نے تاریخ بیان کی ہے کہ اتنے دن ہوئے جب یہ پیدا ہوا تھا اور دونوں نے گواہوں سے ثابت کر دیا تو جانور کی عمر جس کی تاریخ سے ظاہر طور پر موافق معلوم ہوتی ہو اُس کے موافق فیصلہ ہوگا اور اگر تاریخ نہیں بیان کی تو ان میں سے جس کے قبضہ میں ہو اُسے دیا جائے اور اگر دونوں کے قبضہ میں ہو یا تیسرے کے قبضہ میں ہو تو دونوں برابر کے شریک کر دیے جائیں گے اور اگر دونوں نے تاریخیں بیان کر دیں مگر جانور کی

---

1 ......یعنی جس کا قبضہ نہیں۔ 2 ......دوبارہ ہوسکتا ہے یعنی دونوں کی ملک کا سبب بن سکتا ہے۔ 3 ......لگایا تھا۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج٨، ص٣٨٣.

5 ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج٧، ص٤١٥.

6 ......المرجع السابق.

7 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعوی، الباب التاسع فی دعوی الرجلين، الفصل الثانی، ج٤، ص٨٦.

عمر کسی کے موافق نہیں معلوم ہوتی یا اشکال پیدا ہوگیا پتہ نہیں چلتا کہ عمر کس کے قول سے موافق ہے تو اگر دونوں کے قبضہ میں ہے یا ثالث کے قبضہ میں ہے[1] تو دونوں کو شریک کردیا جائے اور اگر انھیں میں سے ایک کے قبضہ میں ہو تو اُسی کے لیے ہے جس کے قبضہ میں ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۶ ایک شخص کے قبضہ میں بکری ہے اُس پر دوسرے نے دعویٰ کیا کہ یہ میری بکری ہے میری ملک میں پیدا ہوئی ہے اور اسے گواہوں سے ثابت کیا جس کے قبضہ میں ہے اُس نے یہ ثابت کیا کہ بکری میری ہے فلاں شخص سے مجھے اُس کی ملک حاصل ہوئی اور یہ اُسی کے گھر کا بچہ ہے اسی قابض[3] کے موافق فیصلہ ہوگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷ خارج نے گواہ سے ثابت کیا کہ جس نے میرے ہاتھ بیچا ہے اُس کے گھر کا بچہ ہے اور ذوالید نے ثابت کیا کہ خود میرے گھر کا بچہ ہے ذوالید کے گواہوں کو ترجیح ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸ دو شخصوں نے ایک عورت کے متعلق دعویٰ کیا ہر ایک اُس کو اپنی منکوحہ بتاتا ہے اور دونوں نے نکاح کو گواہوں سے ثابت کیا تو دونوں جانب کے گواہ متعارض ہوکر ساقط ہوگئے نہ اس کا نکاح ثابت ہوا، نہ اُس کا اور عورت کو وہ لے جائے گا جس کے نکاح کی وہ تصدیق کرتی ہو بشرطیکہ اُس کے قبضہ میں نہ ہو جس کے نکاح کی تکذیب کرتی ہو یا اُس نے دخول نہ کیا ہو اور اگر اُس کے قبضہ میں ہو جس کی عورت نے تکذیب کی یا اس نے دخول کیا ہو دوسرے نے نہیں تو اسی کی عورت قرار دی جائے گی۔ یہ تمام باتیں اُس وقت ہیں جب کہ دونوں نے نکاح کی تاریخ نہ بیان کی ہو اور اگر نکاح کی تاریخ بیان کی ہو تو جس کی تاریخ مقدم ہے وہ حقدار ہے اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی دوسرے نے نہیں تو جس کے قبضہ میں ہے یا جس کی تصدیق وہ عورت کرتی ہو وہ حقدار ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۹ دو شخص نکاح کے مدعی ہیں اور گواہ ان میں سے کسی کے پاس نہ تھے۔ عورت اُس کو ملی جس کی اُس نے تصدیق کی اس کے بعد دوسرے نے گواہ سے اپنا نکاح ثابت کیا تو اس کو ملے گی کیونکہ گواہ کے ہوتے ہوئے عورت کی تصدیق

1 ...... کسی تیسرے شخص کے قبضہ میں ہے۔
2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۸٦.
3 ...... یعنی جس کا قبضہ ہے۔
4 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الدعوی، الباب التاسع فی دعوی الرجلین، الفصل الثانی، ج٤، ص۸۳.
5 ...... المرجع السابق.
6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۷٦.

کوئی چیز نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰ ایک نے نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہ سے ثابت کیا اس کے لیے فیصلہ ہوگیا اس کے بعد دوسرا دعویٰ کرتا ہے اور گواہ پیش کرتا ہے اس کو رد کردیا جائے گا ہاں اگر اس نے گواہوں سے اپنے نکاح کی تاریخ مقدم[2] ثابت کردی تو اس کے موافق فیصلہ ہوگا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۱ عورت مرچکی ہے اُس کے متعلق دو شخصوں نے نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کیا چونکہ اس دعوے کا محصل[4] طلبِ مال[5] ہے دونوں کو اُس کا وارث قرار دیا جائے گا اور شوہر کا جو حصہ ہوتا ہے اُس میں دونوں برابر کے شریک ہوں گے اور دونوں پر نصف نصف مہر لازم۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۲ ایک شخص نے نکاح کیا دوسرا شخص دعویٰ کرتا ہے کہ یہ عورت میری زوجہ ہے مدعیٰ علیہ[7] کہتا ہے تیری زوجہ تھی مگر تو نے طلاق دیدی اور عدّت پوری ہوگئی اب اس سے میں نے نکاح کیا مدعی[8] طلاق سے انکار کرتا ہے اور طلاق کے گواہ نہیں ہیں۔ عورت مدعی کو دلائی جائے گی اور اگر مدعی کہتا ہے کہ میں نے طلاق دی تھی مگر اُس سے پھر نکاح کرلیا اور مدعیٰ علیہ دوبارہ نکاح کرنے کا انکار کرتا ہے تو مدعیٰ علیہ کو دلائی جائے گی۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳ مرد کہتا ہے تیری نابالغی میں تیرے باپ نے مجھ سے نکاح کردیا عورت کہتی ہے میرے باپ نے جب نکاح کیا تھا میں بالغہ تھی اور نکاح سے میں نے ناراضی ظاہر کردی تھی اس صورت میں قول عورت کا معتبر ہے اور گواہ مرد کے۔[10] (خانیہ)

مسئلہ ۲۴ مرد نے گواہوں سے ثابت کیا کہ میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہے اور عورت کی بہن نے دعویٰ کیا کہ

---

1 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۷۶، ۳۷۷.

2 ......پہلے۔

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۷۶، ۳۷۷.

4 ......یعنی اس دعوی کا حاصل۔

5 ......مال طلب کرنا۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۷۶، ۳۷۷.

7 ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔

8 ......دعویدار، دعویٰ کرنے والا۔

9 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعویٰ، الباب التاسع فی دعوی الرجلین، الفصل الثانی، ج٤، ص٨٠.

10 ......"الفتاوی الخانية"، کتاب الدعویٰ والبیّنات، باب الدعوی، فصل فی دعوی النکاح، ج٢، ص٧٨.

میں نے اس مرد سے نکاح کیا ہے مرد کے گواہ معتبر ہوں گے عورت کے گواہ نامقبول ہیں۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۲۵ مرد نے نکاح کا دعویٰ کیا عورت نے انکار کر دیا مگر اس نے دوسرے کی زوجہ ہونے کا اقرار نہیں کیا ہے پھر قاضی کے پاس اُس مدعی کی زوجہ ہونے کا اقرار کیا یہ اقرار صحیح ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶ مرد نے دعویٰ کیا کہ اس عورت سے ایک ہزار مہر پر میں نے نکاح کیا ہے عورت نے انکار کر دیا مرد نے دو ہزار مہر پر نکاح ہونے کا ثبوت دیا گواہ مقبول ہیں دو ہزار مہر پر نکاح ہونا قرار پائے گا۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۲۷ مرد نے نکاح کا دعویٰ کیا۔ عورت کہتی ہے میں اُس کی زوجہ تھی مگر مجھے اُس کی وفات کی اطلاع ملی میں نے عدّت پوری کر کے اس دوسرے شخص سے نکاح کر لیا وہ عورت مدعی کی زوجہ ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸ ایک شخص کے پاس چیز ہے دو شخص مدعی ہیں ہر ایک یہ کہتا ہے کہ میں نے اس سے خریدی ہے اور اس کا ثبوت بھی دیتا ہے ہر ایک کو نصف نصف ثمن پر نصف نصف چیز کا حکم دیا جائے گا اور ہر ایک کو یہ بھی اختیار دیا جائے گا کہ آدھا ثمن دے کر آدھی چیز لے یا بالکل چھوڑ دے۔ فیصلہ کے بعد ایک نے کہا کہ آدھی لے کر کیا کروں گا چھوڑتا ہوں تو دوسرے کو پوری اب بھی نہیں مل سکتی کہ اُس کی نصف بیع فسخ ہو چکی اور فیصلہ سے قبل اُس نے چھوڑ دی تو یہ کل لے سکتا ہے۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۲۹ صورت مذکورہ میں اگر ہر ایک نے گواہوں سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ پورا ثمن ادا کر دیا ہے تو نصف ثمن بائع یعنی ذوالید سے واپس لے گا اور اگر صورتِ مذکورہ میں ذوالید ان دونوں میں سے ایک کی تصدیق کرتا ہے کہ میں نے اس کے ہاتھ بیچی ہے اس کا اعتبار نہیں۔ یوہیں بائع اگر مشتری کے حق میں یہ کہتا ہے کہ یہ چیز میری تھی میں نے اس کے ہاتھ بیع کی ہے اور وہ چیز مشتری کے سوا کسی دوسرے کے قبضہ میں ہے تو بائع کی تصدیق بیکار ہے۔[6] (بحر)

مسئلہ ۳۰ دو شخصوں نے خریدنے کا دعویٰ کیا اور دونوں نے خریداری کی تاریخ بھی بیان کی تو جس کی تاریخ مقدم ہے اُس کے موافق فیصلہ ہوگا اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی دوسرے نے نہیں تو تاریخ والا اولےٰ ہے۔ اور اگر ذوالید اور خارج

---

1 ......"الفتاوی الخانية"، کتاب الدعویٰ و البيّنات، باب الدعوی، فصل فی دعوی النكاح، ج ٢، ص ٧٨.

2 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعویٰ، الباب التاسع فی دعوی الرجلين، الفصل الثانی، ج ٤، ص ٨٢.

3 ......"الفتاوی الخانية"، کتاب الدعویٰ و البيّنات، باب الدعوی، فصل فی دعوی النكاح، ج ٢، ص ٧٧.

4 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الدعویٰ، الباب التاسع فی دعوی الرجلين، الفصل الثانی، ج ٤، ص ٨٢.

5 ......"الهداية"، کتاب الدعویٰ، باب مايدّعيه الرجلان، ج ٢، ص ١٦٧.

6 ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلين، ج ٧، ص ٤٠٤.

میں نزاع[1] ہو دونوں ایک شخص ثالث[2] سے خریدنا بتاتے ہوں اور دونوں نے تاریخ نہیں بیان کی یا دونوں کی ایک تاریخ ہے یا ایک ہی نے تاریخ بیان کی ان سب صورتوں میں ذوالید اولےٰ ہے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۳۱ دونوں نے دو شخصوں سے خریدنے کا دعویٰ کیا زید کہتا ہے میں نے بکر سے خریدی اور عمرو کہتا ہے میں نے خالد سے خریدی ان دونوں نے اگرچہ تاریخ بیان کی ہو اور اگرچہ ایک کی تاریخ دوسرے سے مقدم ہو ان میں کوئی دوسرے سے زیادہ حقدار نہیں بلکہ دونوں نصف نصف لے سکتے ہیں۔[4] (بحر)

مسئلہ ۳۲ کچی اینٹ اس کے قبضہ میں ہے۔ دوسرے شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ اینٹ میری ملک میں بنائی گئی ہے اور ذوالید ثابت کرتا ہے کہ میری ملک میں بنائی گئی ہے خارج کو ترجیح ہے اور اگر پکّی اینٹ یا چونا یا گچ کرنے کے مسالے[5] کے متعلق یہی صورت پیش آجائے تو ذوالید کو ترجیح ہے۔[6] (بحرالرائق)

مسئلہ ۳۳ ہر ایک دوسرے کا نام لے کر کہتا ہے میں نے اُس سے خریدی ہے مثلاً زید کہتا ہے میں نے عمرو سے خریدی ہے اور عمرو کہتا ہے میں نے زید سے خریدی ہے چاہے یہ دونوں خارج ہوں یا ان میں ایک خارج ہو اور ایک ذوالید اور تاریخ کوئی بیان نہیں کرتا تو دونوں جانب کے گواہ ساقط اور چیز جس کے قبضہ میں ہے اُسی کے پاس چھوڑ دی جائے گی۔ پھر اگر دونوں جانب کے گواہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ چیز خریدی اور ثمن ادا کر دیا تو ادلا بدلا ہو گیا یعنی کوئی دوسرے سے ثمن واپس نہیں پائے گا۔ دونوں فریقوں نے صرف خریدنا ہی بیان کیا ہو یا خریدنا اور قبضہ کرنا دونوں باتوں کو ثابت کیا ہو دونوں صورتوں کا ایک ہی حکم ہے یعنی دونوں جانب کے گواہ ساقط اور اگر دونوں جانب کے گواہوں نے وقت بیان کیا ہے اور جائدادِ مُتنازَع فیہا[7] غیر منقولہ[8] ہے اور بیع کے ساتھ قبضہ کو ذکر نہیں کیا ہے اور خارج کا وقت مقدم ہے تو ذوالید مستحق قرار پائے گا یعنی خارج نے ذوالید سے خرید کر قبل قبضہ ذوالید کے ہاتھ بیع کر دی اور قبضہ سے قبل بیع کر دینا غیر منقول میں درست ہے اور اگر ہر ایک کے گواہ نے قبضہ بھی بیان کر دیا ہو جب بھی ذوالید کے لیے فیصلہ ہو گا کیونکہ قبضہ کے بعد خارج نے ذوالید کے ہاتھ بیع کر دی اور یہ بالاجماع جائز ہے اور اگر گواہوں

---

1 ...... جھگڑا، اختلاف۔ 2 ...... تیسرا شخص۔

3 ...... "البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۴۰۹، ۴۱۱.

4 ...... المرجع السابق، ص۴۰۹.

5 ...... سفیدی اور دریا کی ریت سے تیار کیا ہوا چونا جو پلاستر میں استعمال کیا جاتا ہے۔

6 ...... "البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۴۱۵.

7 ...... وہ جائداد جس میں اختلاف ہے۔ 8 ...... وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہو۔

نے تاریخ بیان کی اور ذوالید کی تاریخ مقدم ہے تو خارج کے موافق فیصلہ ہوگا یعنی ذوالید نے اُسے خرید کر پھر خارج کے ہاتھ بیع کر دیا۔[1] (ہدایہ، بحر)

مسئلہ ۳۴: بکر نے دعویٰ کیا کہ میں نے عمرو سے یہ مکان ہزار روپے میں خریدا ہے اور عمرو کہتا ہے میں نے بکر سے ہزار روپے میں خریدا ہے اور وہ مکان زید کے قبضہ میں ہے زید کہتا ہے مکان میرا ہے میں نے عمرو سے ہزار روپے میں خریدا ہے اور سب نے اپنے اپنے دعوے کو گواہوں سے ثابت کیا مکان زید ہی کو دیا جائے گا ان دونوں کو ساقط کر دیا جائے گا۔[2] (بحر)

مسئلہ ۳۵: دو شخصوں نے دعویٰ کیا ایک کہتا ہے میں نے یہ چیز فلاں سے خریدی ہے دوسرا کہتا ہے کہ اُسی نے مجھے ہبہ کی ہے یا صدقہ کی ہے یا میرے پاس رہن رکھی ہے اگرچہ ساتھ ساتھ قبضہ دلانے کا بھی ذکر کرتا ہو اور دونوں نے اپنے دعوے کو گواہوں سے ثابت کر دیا ان سب صورتوں میں خریدنے کو سب پر ترجیح ہے یہ اُس صورت میں ہے کہ تاریخ کسی جانب نہ ہو یا دونوں کی ایک تاریخ ہو اور اگر ان چیزوں کی تاریخ مقدم ہے تو یہی زیادہ حقدار ہیں اور اگر ایک ہی جانب تاریخ ہے تو جدھر تاریخ ہے وہ اولےٰ ہے یہ اُس وقت ہے کہ ایسی چیز میں نزاع ہو جو قابلِ قسمت[3] نہ ہو جیسے غلام، گھوڑا وغیرہ اور اگر وہ چیز قابلِ قسمت ہے جیسے مکان تو اگر مشتری کے لیے اس میں حصہ قرار دیا جائے گا تو ہبہ باطل ہو جائے گا یعنی جس صورت میں دونوں کو چیز دلائی جاتی ہے ہبہ باطل ہے کہ مشاع قابلِ قسمت کا ہبہ صحیح نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: خریداری کو ہبہ وغیرہ پر اُس وقت ترجیح ہے کہ ایک ہی شخص سے دونوں نے اُس چیز کا ملنا بتایا اور اگر زید کہتا ہے میں نے بکر سے خریدی ہے اور عمرو کہتا ہے مجھے خالد نے ہبہ کی تو کسی کو ترجیح نہیں دونوں برابر کے حقدار ہیں۔[5] (بحر)

مسئلہ ۳۷: ہبہ میں عوض ہے تو یہ بیع کے حکم میں ہے یعنی اگر ایک خریدنے کا مدعی ہے دوسرا ہبہ بالعوض[6] کا، دونوں برابر ہیں نصف نصف دونوں کو ملے گی ہبۂ مقبوضہ[7] اور صدقۂ مقبوضہ دونوں مساوی ہیں۔[8] (بحر)

---

1. ……"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب ما يدّعيه الرجلان، ج۲، ص۱۷۱.
و"البحرالرائق"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج۷، ص۴۱۷.
2. ……"البحرالرائق"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج۷، ص۴۱۷.
3. ……تقسیم کے قابل۔
4. ……"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج۸، ص۳۷۹، ۳۸۰.
5. ……"البحرالرائق"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج۷، ص۴۰۶.
6. ……ایسا ہبہ جس میں عوض مشروط ہو۔
7. ……وہ ہبہ جس پر قبضہ ہو چکا ہو۔
8. ……"البحرالرائق"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج۷، ص۴۰۷.

مسئلہ ۳۸ ایک شخص نے ذوالید پر دعویٰ کیا کہ اس چیز کو میں نے فلاں سے خریدا ہے اور ایک عورت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ اُس نے اس چیز کو میرے نکاح کا مہر قرار دیا ہے اس صورت میں دونوں برابر ہیں۔ مہر کو رہن و ہبہ وصدقہ سب پر ترجیح ہے۔[1] (بحر)

مسئلہ ۳۹ رہن مع القبض[2] ہبہ بغیر عوض سے قوی ہے اور اگر ہبہ میں عوض ہے تو رہن سے اولیٰ ہے۔[3] (بحر،در)

مسئلہ ۴۰ زید کے پاس ایک چیز ہے۔ عمرو[4] دعویٰ کرتا ہے کہ اُس نے مجھ سے غصب کرلی ہے اور بکر دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے اس کے پاس امانت رکھی ہے یہ دیتا نہیں اور دونوں نے ثابت کردیا دونوں برابر کے شریک کردیے جائیں کیونکہ امانت کو دینے سے امین انکار کردے تو وہ بھی غصب ہی ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۴۱ دوخارج نے مِلک مورخ کا دعویٰ کیا یعنی ہر ایک اپنی ملک کہتا ہے اور اس کے ساتھ تاریخ بھی ذکر کرتا ہے یا دونوں ذوالید کے سوا ایک شخص ثالث سے خریدنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور تاریخ بھی بتاتے ہیں ان دونوں صورتوں میں جس کی تاریخ مقدم ہے وہی حقدار ہے خارج اور ذوالید میں نزاع ہے ہر ایک ملک مورخ کا مدعی ہے تو جس کی تاریخ مقدم ہے وہی حقدار ہے اور اگر دونوں مدعیوں نے دو بائع سے خریدنا بتایا تو چاہے وقت بتائیں یا نہ بتائیں تقدُّم تاخر ہو یا نہ ہو بہر حال دونوں برابر ہیں ترجیح کسی کو نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴۲ ایک طرف گواہ زیادہ ہوں اور دوسری طرف کم مگر اُدھر بھی دو ہوں تو جس طرف زیادہ ہوں اُس کے لیے ترجیح نہیں یعنی نصابِ شہادت کے بعد کمی زیادتی کا لحاظ نہیں ہوگا مثلاً ایک طرف دو گواہ ہوں دوسری طرف چار تو چار والے کو ترجیح نہیں دونوں برابر قرار دیے جائیں گے اس لیے کہ کثرتِ دلیل کا اعتبار نہیں بلکہ قوت کا لحاظ ہے یوہیں ایک

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۴۰۷.

2 ......وہ رہن جس پر قبضہ ہو۔

3 ......"البحرالرائق"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۷، ص۴۰۸.

و"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۸۰.

4 ......اسے عَمْرُ پڑھتے ہیں اس میں واو پڑھا نہیں جاتا صرف لکھا جاتا ہے۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۸۷.

6 ......المرجع السابق، ص۳۸۱، ۳۸۲.

طرف زیادہ عادل ہوں مگر دوسری طرف والے بھی عادل ہیں ان میں ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں۔[1] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۴۳ انسان جتنے ہیں سب آزاد ہیں جب تک غلام ہونے کا ثبوت نہ ہو آزاد ہی تصور کیے جائیں گے کہ یہی اصلی حالت ہے مگر چار مواقع ایسے ہیں کہ اُن میں آزادی کا ثبوت دینا پڑے گا۔ ① شہادت ② حدود ③ قصاص ④ قتل۔ مثلاً ایک شخص نے گواہی دی فریق مقابل اُس پر طعن کرتا ہے کہ یہ غلام ہے اس وقت اُس کا فقط کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ میں آزاد ہوں جب تک ثبوت نہ دے یا ایک شخص پر زنا کی تہمت لگائی اُس نے دعویٰ کر دیا یہ کہتا ہے کہ وہ غلام ہے تو حدِ قذف قائم کرنے کے لیے یہ ضرور ہے کہ وہ اپنی آزادی ثابت کرے۔ اسی طرح کسی کا ہاتھ کاٹ دیا ہے یا خطاءً قتل واقع ہوا تو اُس دست بریدہ[2] یا مقتول کے آزاد ہونے کا ثبوت دینے پر قصاص یا دیت کا حکم ہوگا۔ ان چار جگہوں کے علاوہ اُس کا کہہ دینا کافی ہوگا کہ میں آزاد ہوں اسی کا قول معتبر ہوگا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

قبضہ کی بنا پر فیصلہ

مسئلہ ۱ کسی کی زمین میں بغیر بوئے ہوئے غلّہ جم آیا جیسا کہ اکثر دھان[4] کے کھیتوں میں دیکھا جاتا ہے کہ فصل کاٹنے کے وقت کچھ دھان گر جاتے ہیں پھر دوسرے سال یہ اوگ جاتے ہیں یہ پیداوار مالک زمین کی ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲ ایک شخص کی نہر ہے جس کے کنارہ پر بندا[6] ہے اور بندے کے بعد کی زمین جو اُس سے متصل ہے دوسرے کی ہے اس بندے کے متعلق دونوں دعویٰ کرتے ہیں ہر ایک اپنی ملک بتاتا ہے۔ مگر نہ تو زمین جسکی ہے اُس کا ہی قبضہ ثابت ہے کہ اس کے اُس پر درخت ہوتے اور مالک نہر کا بھی قبضہ ثابت نہیں ہے کہ نہر کی مٹی اُس پر پھینکی گئی ہوتی۔ صورتِ مذکورہ میں بند زمین والے کا قرار پائے گا۔[7] (عالمگیری)

---

1 ...... "الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب ما يدّعيه الرجلان، ج ٢، ص ١٧١.
و "الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج٨، ص ٣٨٢.

2 ...... جس کا ہاتھ کاٹ دیا ہے۔

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج٨، ص ٣٨٧.

4 ...... چاول۔

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب التاسع فى دعوى الرجلين، الفصل الرابع، ج ٤، ص ٩٥.

6 ...... "بند" جو پانی وغیرہ روکنے کے لیے بنایا جاتا ہے۔

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب التاسع فى دعوى الرجلين، الفصل الرابع، ج ٤، ص ٩٥.

مسئلہ ۳ سیلاب میں مٹی ڈھل کر کسی کی زمین میں جمع ہوگئی۔اس کا مالک مالکِ زمین ہے۔[1] (عالمگیری) یوہیں برسات میں پانی کے ساتھ مٹی ڈھل کر بہتی ہے اور گڑھوں میں جب پانی ٹھہر جاتا ہے تہ نشین ہو جاتی ہے۔ یہ مٹی اُسی کی مِلک ہے جس کی مِلک میں جمع ہوئی۔

مسئلہ ۴ پن چکی میں جب آٹا پِستا ہے کچھ اُڑ جاتا ہے پھر وہ زمین پر جمع ہو جاتا ہے صحیح یہ ہے کہ یہ آٹا جو اُٹھالے اُسی کا ہے۔[2] (عالمگیری) آجکل عموماً چکی والوں نے قاعدہ مقرر کر رکھا ہے کہ جو آٹا پسوانے آتا ہے اُسے فی من آدھ سیر یا سیر بھر کم دیتے ہیں کہتے ہیں یہ چھیج[3] ہے اکثر اس سے بہت کم اڑتا ہے اور یہ چھیج کی مقدار بہت زیادہ روزانہ جمع ہو جاتی ہے جس کو وہ بیچتے ہیں یہ ناجائز ہے کہ مِلکِ غیر پر[4] بلاوجہ[5] قبضہ وتَصرُّف ہے صرف اُتنا ہی کم ہونا چاہیے جو اُڑ گیا اور کچھ دیر کے بعد دیوار و زمین پر جمع ہو جاتا ہے جس کو جھاڑ کر اکٹھا کر لیتے ہیں۔

مسئلہ ۵ ڈلاؤ جہاں کوڑا پھینکا جاتا ہے راکھ اور گوبر بھی وہاں پھینکتے ہیں جو یہاں سے اُس کو اُٹھالے وہی مالک ہے۔ مالکِ زمین کی یہ مِلک نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۶ ایک شخص کپڑا پہنے ہوئے ہے۔ دوسرا اُس کا دامن یا آستین پکڑے ہوئے ہے قبضہ پہننے والے کا ہے۔ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہے دوسرا لگام پکڑے ہوئے ہے سوار کا قبضہ ہے۔ ایک شخص زین پر سوار ہے دوسرا اس کے پیچھے سوار ہے زین والا قابض ہے۔ ایک شخص کا اونٹ پر سامان لدا ہوا ہے دوسرے کی صرف صراحی اُس پر لٹکی ہوئی ہے سامان والا زیادہ حقدار ہے۔ بچھونے پر ایک شخص بیٹھا ہے دوسرا اُسے پکڑے ہوئے ہے دونوں برابر ہیں۔ جس طرح دونوں اُس پر بیٹھے ہوں یا دونوں زین پر سوار ہوں تو دونوں برابر قابض مانے جاتے ہیں اسی طرح ایک شخص کپڑے کو لیے ہوئے ہے دوسرے کے ہاتھ میں کپڑے کا تھوڑا حصہ ہے دونوں یکساں قابض ہیں اور ایک مکان میں دو شخص بیٹھے ہوئے ہیں تو محض بیٹھا ہونا قبضہ نہیں دونوں یکساں ہیں۔[7] (ہدایہ، درمختار)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب التاسع فى دعوى الرجلين، الفصل الرابع، ج٤، ص٩٥.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... کمی، نقصان۔ 4 ...... غیر کی ملکیت پر۔ 5 ...... بغیر کسی وجہ کے۔

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب التاسع فى دعوى الرجلين، الفصل الرابع، ج٤، ص٩٥.

7 ...... "الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب مايدّعيه الرجلان، فصل فى التنازع بالأيدى، ج٢، ص١٧٢.

و "الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج٨، ص٣٨٧.

مسئلہ ۷ اونٹوں کی قطار کو ایک شخص کھینچے لیے جارہا ہے اور اس قطار میں سے ایک شخص ایک اونٹ پر سوار ہے ہر ایک یہ کہتا ہے کہ یہ سب اونٹ میرے ہیں اگر یہ اونٹ سوار کے بار برداری کے[1] ہوں تو سب سوار کے ہیں اور کھینچنے والا اجیر[2] ہے اور اگر وہ سب ننگی پیٹھ ہوں تو جس پر وہ سوار ہے وہ سوار کا ہے۔ باقی سب دوسرے کے ہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۸ لوگوں نے دیکھا کہ مکان میں سے ایک شخص نکلا جسکی پیٹھ پر گٹھری بندھی ہے صاحب خانہ کہتا ہے گٹھری میری ہے وہ کہتا ہے میری ہے اگر معلوم ہے کہ یہ اس چیز کا تاجر ہے جو گٹھری میں ہے مثلاً پھیری کرکے کپڑے بیچتا ہے اور گٹھری میں کپڑے ہیں تو گٹھری اسکی ہے ورنہ صاحبِ خانہ کی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۹ دیوار اُسکی ہے جس کی کڑیاں[5] اُس پر ہوں یا وہ دیوار اسکی دیوار سے اس طرح متصل ہو کہ اسکی اینٹیں اُس میں اور اُسکی اس میں متداخل ہوں اس کو اتصال تربیع کہتے ہیں اور اگر اسکی دیوار سے متصل ہو مگر اُسطرح نہیں تو اُسکی نہیں یوہیں اگر اس نے دیوار پر ٹٹا رکھ لیا تو اس سے قبضہ ثابت نہ ہوگا یعنی دو پروسیوں میں دیوار کے متعلق نزاع[6] ہے ایک نے اُس پر ٹٹا رکھ لیا ہے دوسرے نے کچھ نہیں تو دیوار میں دونوں برابر کے شریک قرار پائیں گے۔ اور اگر ان میں ایک کی کڑیاں ہوں بلکہ ایک ہی کڑی دیوار پر ہو تو اُسی کا قبضہ تصور کیا جائے گا۔[7] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۱۰ دیوار پر ایک شخص کی کڑیاں ہیں اور دوسرے کی دیوار سے اتصال تربیع ہے تو اتصال والے کی قرار دی جائے گی مگر جس کی کڑیاں ہیں اُس کو کڑیاں رکھنے کا حق حاصل رہے گا وہ شخص اس سے نہیں روک سکتا۔ دیوار کے متعلق نزاع ہے دونوں کی اس پر کڑیاں ہیں مگر ایک کی ہاتھ دو ہاتھ نیچے ہیں دوسرے کی اوپر ہیں تو دیوار اسکی ہے جس کی کڑیاں نیچے ہیں مگر اوپر والے کو کڑی رکھنے سے منع نہیں کرسکتا۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱ دیوار متنازع فیہ[9] ایک شخص کی دیوار سے متصل ہے اگرچہ اِتصال تربیع نہیں بلکہ محض ملی ہوئی ہے

---

1 ...... بوجھ لادنے کے۔ 2 ...... اجرت پر کام کرنے والا، ملازم، نوکر، مزدور۔

3 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الدعوی، الباب التاسع فی دعوی الرجلین، الفصل الرابع، ج٤، ص٩٦.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... کڑی کی جمع شہتیر۔ 6 ...... جھگڑا، اختلاف۔

7 ...... "الھدایة"، کتاب الدعوی، باب مایدّعیه الرجلان، فصل فی التنازع بالأیدی، ج٢، ص١٧٢، ١٧٣.

و"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، باب دعوی الرجلین، ج٨، ص٣٨٩.

8 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الدعوی، باب دعوی الرجلین، ج٨، ص٣٩٠.

9 ...... جس دیوار کے متعلق جھگڑا ہے۔

اور دوسرے کی دیوار سے اتنا بھی لگاؤ نہیں تو جس کی دیوار سے اتصال ہے وہ حقدار ہے۔[1] (نتائج)

مسئلہ ۱۲ ایک شخص نے اپنے مکان کی کڑیاں دوسرے کی دیوار پر رکھنے کی اجازت مانگی اُس نے اجازت دے دی اس کے بعد مالک دیوار نے اپنا مکان بیچ ڈالا خریدار اُس سے کہتا ہے کہ تم میری دیوار سے کڑیاں اُٹھالو اُس کو اُٹھانی ہوں گی یوہیں مکان کے نیچے تہ خانہ بنالیا ہے اور مشتری اُسے بند کرنے کو کہتا ہے تو بند کراسکتا ہے۔ ہاں اگر بائع نے فروخت کرنے کے وقت یہ شرط کردی تھی کہ اوس کی کڑیاں یا تہ خانہ رہے گا تو اب مشتری کو منع کرنے کا حق نہیں رہا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳ دوسرے کی دیوار پر بطورِ ظلم وتعدی کڑیاں رکھ لی ہیں۔ اوس نے مکان بیع کیا یا کرایہ پر دیا یا اس سے مصالحت کرلی یا اس کے اس فعل کو معاف کردیا پھر بھی ہٹانے کا مطالبہ کرسکتا ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۴ دیوار پر دو شخصوں کی کڑیاں ہیں ہر ایک اپنی اپنی ملک کا دعویٰ کرتا ہے اگر گواہوں سے ملک ثابت نہ ہو صرف اس علامت سے ملک ثابت کرنا چاہتے ہیں تو اگر دونوں کی کم از کم تین تین کڑیاں ہیں تو دیوار دونوں میں مشترک ہے اور اگر ایک کی تین سے کم ہوں تو دیوار اُس کی قرار دی جائے جسکی زیادہ کڑیاں ہوں اور اس کو کڑی رکھنے کا حق ہے اس سے نہیں منع کرسکتا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۵ دو مکانوں کے درمیان دیوار ہے جس کا ہر ایک مدعی ہے اوس دیوار کا رخ ایک طرف ہے دوسری طرف پچھیت[5] ہے وہ دیوار دونوں کی قرار پائیگی یہ نہیں کہ جس کی طرف اسکا رخ ہے اُسی کی ہو۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶ دیوار دو شخصوں میں مشترک ہے اوس کا ایک کنارہ گر گیا جس سے معلوم ہوا کہ دو دیواریں ہیں ایک دیوار دوسری کے ساتھ چپکی ہوئی ہے ایک طرف والا یہ چاہتا ہے کہ اپنی طرف کی دیوار ہٹادے اگر وہ دونوں یہ کہہ چکے ہوں کہ دیوار مشترک ہے تو دونوں دیواریں مشترک مانی جائیں گی کسی کو دیوار ہٹانے کا اختیار نہیں۔[7] (عالمگیری)

---

1. ......"نتائج الأفكار"تكملة "فتح القدير"، كتاب الدعوىٰ، باب مايدّعيه الرجلان، فصل في التنازع بالأيدي، ج٧، ص٢٦٧، ٢٦٨.
2. ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج٨، ص٣٩٠.
3. ......"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى الرجلين، ج٨، ص٣٩٠.
4. ......"الهداية"، كتاب الدعوىٰ، باب مايدّعيه الرجلان، فصل في التنازع بالأيدي، ج٢، ص١٧٣.
5. ......پچھلا حصہ۔
6. ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الدعوىٰ، الباب العاشر في دعوى الحائط، ج٤، ص٩٩.
7. ......المرجع السابق، ص١٠٠.

مسئلہ ۱۷ دیوار مشترک ہے اُس پر ایک کی کڑیاں وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جس کا بوجھ ہے وہ دیوار اُس کی جانب کو جھکی جس کا دیوار پر کوئی سامان نہیں ہے اُس نے لوگوں کو گواہ کر کے دوسرے سے کہا کہ اپنا سامان اوتار لو ورنہ دیوار گرنے سے نقصان ہوگا اُس نے باوجود قدرت سامان نہیں اوتارا دیوار گر گئی اور اس کا نقصان ہوا اگر اوس وقت جب اس نے کہا تھا دیوار خطرناک حالت میں تھی اُس پر ان چیزوں کا نصف تاوان[1] لازم ہوگا جو نقصان ہوئیں۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۱۸ دیوار مشترک گر گئی ایک کے بال بچے ہیں پردہ کی ضرورت ہے وہ چاہتا ہے دیوار بنائی جائے تاکہ بے پردگی نہ ہو دوسرا انکار کرتا ہے اگر دیوار اتنی چوڑی ہے کہ تقسیم ہوسکتی ہے یعنی ہر ایک کے حصہ میں اتنی چوڑی زمین آسکتی ہے جس میں پردہ کی دیوار بن جائے تو زمین تقسیم کردیجائے یہ اپنی زمین میں پردہ کی دیوار بنالے اور اتنی چوڑی نہ ہو تو دوسرا دیوار بنانے پر مجبور کیا جائے گا۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۹ دیوار مشترک کو دونوں شریکوں نے متفق ہو کر گرایا ایک شریک پھر سے بنانا چاہتا ہے دوسرا صرفہ دینے سے انکار کرتا ہے کہتا ہے مجھے اس دیوار پر کچھ رکھنا نہیں ہے لہٰذا میں صرفہ نہیں دوں گا پہلا شخص دیوار بنانے میں جو کچھ خرچ کریگا اوس کا نصف دوسرے کو دینا ہوگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰ ایک وسیع مکان ہے جو بہت سے دالان اور کمروں پر مشتمل ہے ان میں سے ایک کمرہ ایک کا ہے باقی تمام کمرے دوسرے کے ہیں صحن مکان کے متعلق دونوں میں نزاع ہے صحن دونوں کو برابر دیا جائیگا۔ کیونکہ صحن کے استعمال میں دونوں برابر ہیں مثلاً آنا جانا اور دھوون وضو وغیرہ کا پانی گرانا ایندھن ڈالنا خانہ داری کے سامان[5] رکھنا۔[6] (ہدایہ) یہ اُس صورت میں ہے جب یہ معلوم نہ ہو کہ صحن میں کس کی کتنی ملک ہے اور اگر معلوم ہو کہ ہر ایک کی ملک اتنی ہے تو تقسیم بقدر ملک ہوگی مثلاً مکان ایک شخص کا ہے وہ مرگیا اور وہ مکان ورثہ میں تقسیم ہوا کسی کو کم ملا کسی کو زیادہ تو صحن کی تقسیم بھی اسی طرح ہوگی مثلاً ایک کو ایک کمرہ ملا دوسرے کو دو تو صحن میں بھی ایک کو ثلث دوسرے کو دو ثلث۔[7] (ردالمحتار)

1 ...... بہارِ شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر صرف ''تاوان'' لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل میں ''نصف تاوان'' مذکور ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں درستگی کی ہے۔... علمیه

2 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الصلح، باب فی الحیطان... إلخ، ج۲، ص۱۹۳.

3 ......المرجع السابق، ص۱۹۲.

4 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الدعوی، الباب العاشر فی دعوی الحائط، ج٤، ص۱۰۲.

5 ......گھریلو سامان۔

6 ......"الهدایة"، کتاب الدعوی، باب مایدّعیه الرجلان، فصل فی التنازع بالأیدی، ج۲، ص۱۷۳.

7 ......"ردالمحتار"، کتاب الدعوی، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۹۰.

مسئلہ ۲۱ گھاٹ اور پانی میں نزاع ہوا ایک کے کھیت زیادہ ہیں اور ایک کے کم تو اس کی تقسیم کھیتوں کے لحاظ سے ہوگی جس کے کھیت زیادہ ہیں وہ زیادہ کا مستحق ہے اور جس کے کم ہیں کم کا مستحق۔ (1) (درمختار)

مسئلہ ۲۲ غیر منقول (2) میں قبضہ کا ثبوت گواہوں سے ہوگا یا مالکانہ تصرف سے ہوگا مثلاً زمین میں اینٹ تھاپنا، گڑھا کھودنا یا عمارت بنانا تصرُّف ہے جس کا یہ تصرف ہے وہی قابض ہے۔ اس میں قبضہ کا ثبوت تصادق سے نہیں ہوگا نہ قسم سے انکار پر ہوگا۔ (3) (درر، غرر، شرنبلالی)

مسئلہ ۲۳ ایک چیز کے متعلق فی الحال ملک کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے زمانہ گزشتہ میں اسکی ملک ہونا بیان کیا گواہی معتبر ہے یعنی دعویٰ اور شہادت میں مخالفت نہیں ہے بلکہ زمانہ گزشتہ کی ملک اس وقت بھی ثابت مانی جائیگی جب تک اُس کا زائل ہونا ثابت نہ ہو۔ (4) (درمختار)

دعوائے نسب کا بیان

مسئلہ ۱ ایک بچہ کی نسبت عمرو نے بیان کیا کہ یہ زید کا بیٹا ہے پھر کچھ دنوں کے بعد کہتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے یہ لڑکا عمرو کا بیٹا کسی طرح ہو ہی نہیں سکتا اگرچہ زید بھی اسکے بیٹے ہونے سے انکار کرتا ہو یعنی دوسرے کی طرف منسوب کر دینے کے بعد اپنی طرف منسوب کرنے کا حق ہی نہیں باقی رہتا۔ (5) (ہدایہ)

مسئلہ ۲ ایک لڑکے کی نسبت کہا یہ میرا لڑکا ہے پھر کہا میرا نہیں ہے یہ دوسرا قول باطل ہے یعنی نسب کا اقرار کر لینے کے بعد نسب ثابت ہو جاتا ہے لہٰذا اب انکار نہیں کر سکتا یہ اُس وقت ہے کہ لڑکے نے اس کی تصدیق کر لی ہے اور اگر اُس نے تصدیق نہیں کی ہے تو نسب ثابت نہیں ہاں اگر لڑکے نے پھر اُس کی تصدیق کر لی تو نسب ثابت ہو گیا کیونکہ وہ تو اقرار کر چکا ہے اُس کے بعد انکار کرنے کی گنجائش ہی نہیں۔ (6) (درر، غرر)

---

1. ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۹۰.
2. ......وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ ہو سکے۔
3. ......"دررالحکام" و"غررالأحکام"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، الجزء الثانی، ص۳۵۰.
   و"غنیۃ ذوی الأحکام" ھامش علی "دررالحکام"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، الجزء الثانی، ص۳۵۰.
4. ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۹۱.
5. ......"الھدایۃ"، کتاب الدعوی، باب دعوی النسب، ج۲ ص۱۷۵.
6. ......"دررالحکام" و"غررالأحکام"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، الجزء الثانی، ص۳۵۲.

مسئلہ ۳ باپ نے نسب کا اقرار کیا یعنی یہ کہا کہ یہ لڑکا میرا بیٹا ہے پھر اپنے اس اقرار ہی سے منکر ہے کہتا ہے میں نے اقرار نہیں کیا ہے بیٹا گواہوں سے ثابت کرسکتا ہے اس بارہ میں شہادت مقبول ہے اور ایک شخص نے یہ اقرار کیا تھا کہ فلاں شخص میرا بھائی ہے یہ اقرار بیکار ہے۔[1] (درر، غرر)

مسئلہ ۴ دو توام بچے (جوڑواں) پیدا ہوئے یعنی دونوں ایک حمل سے پیدا ہوئے، دونوں کے مابین چھ ماہ سے کم کا فاصلہ ہے ان میں سے ایک کے نسب کا اقرار دوسرے کا بھی اقرار ہے ایک کا نسب جس سے ثابت ہوگا دوسرے کا بھی اُسی سے ثابت ہوگا۔[2] (درر)

مسئلہ ۵ ایک شخص نے کہا میں فلاں کا وارث نہیں ہوں پھر کہتا ہے میں اُسکا وارث ہوں اور میراث پانے کی وجہ بھی بیان کرتا ہے یہ دعویٰ صحیح ہے اور یہاں تناقض مانع دعویٰ نہیں کہ نسب میں تناقض معاف ہے اور اگر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ لوگ میرے چچازاد بھائی ہیں یہ دعویٰ صحیح نہیں جب تک دادا کا نام نہ بتائے اور بھائی کا دعویٰ کیا تو اس کے لیے دادا کا نام ذکر کرنا ضرور نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۶ یہ دعویٰ کیا کہ فلاں میرا بھائی ہے یا اس کے علاوہ اُس قسم کے دعوے کہ مدعیٰ علیہ اقرار بھی کرے تو لازم نہیں، یہ دعوے مسموع نہ ہونگے[4] جب تک مال کا تعلق نہ ہو مثلاً اس نے دعویٰ کیا کہ فلاں شخص میرا بھائی ہے اُس نے انکار کردیا کہ اُس کا بھائی نہیں ہوں قاضی دریافت کرے گا کیا اُس کے پاس تیرے باپ کا ترکہ ہے جس کا تو دعویٰ کرنا چاہتا ہے یا نفقہ یا اور کوئی حق ہے کہ بغیر بھائی بنائے ہوئے اُس حق کو نہیں لے سکتا اگر کہے گا کہ ہاں میرا مطلب یہی ہے تو ثبوت نسب پر گواہ لیے جائیں گے اور مقدمہ چلے گا ورنہ مقدمہ کی سماعت نہ ہوگی۔ اور اگر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں میرا باپ ہے وہ انکار کرتا ہے تو مال یا حق کا تعلق ہو یا نہ ہو بہرحال دعوے کی سماعت ہوگی اور گواہوں سے نسب ثابت کیا جائے گا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷ نسب و وراثت کا دعویٰ ہے گواہوں سے نسب ثابت کرنا چاہتا ہے اس کے لیے خصم[6] ہونا ضروری ہے

---

1 ……"دررالحكام" و"غرر الأحكام"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى النسب، الجزء الثاني، ص۳۵۲.

2 ……"دررالحكام" شرح "غررالأحكام"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى النسب، الجزء الثاني، ص۳۵۲.

3 ……"الدرالمختار"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى النسب، ج۸، ص۳۹۷.

4 ……یعنی محض ان دعووں کی وجہ سے مقدمہ نہیں چلے گا۔

5 ……"ردالمحتار"، كتاب الدعوىٰ، باب دعوى النسب، ج۸، ص۳۹۸.

6 ……مدمقابل۔

وارث یا دائن یا مدیون یا موصٰی لہ یا وصی کے مقابل میں ثبوت پیش کرنا ہوگا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۸: مدعی نے ایک شخص کو حاضر کرکے یہ دعویٰ کیا کہ میرے باپ کا اس پر فلاں حق ہے وہ اقرار کرے یا انکار بہرحال اس کو گواہوں سے نسب ثابت کرنا ہوگا اور اگر اپنے باپ کی میراث کا اُس پر دعویٰ کیا اور اُس نے اقرار کرلیا حکم دیا جائے گا کہ مدعی کو دیدے اور یہ فیصلہ اسی تک محدود ہے اس کے باپ سے تعلق نہیں اُس کا باپ فرض کرو زندہ تھا اور آگیا تو جس نے اُس کا مال دیا ہے اُس سے وصول کرے گا اور وہ بیٹے سے لے گا اور اگر وہ شخص جس کو لایا ہے منکر ہے تو اس سے کہا جائے گا تو گواہوں سے اپنے باپ کا مرنا ثابت کر اور یہ کہ تو اُس کا وارث ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۹: ایک بچہ کے متعلق ایک مسلم اور ایک کافر دونوں دعویٰ کرتے ہیں مسلمان کہتا ہے یہ میرا غلام ہے اور کافر کہتا ہے میرا بیٹا ہے وہ بچہ آزاد اور اُس کافر کا بیٹا قرار دیا جائے گا اور اگر مسلمان نے پہلے دعویٰ کردیا ہے تو مسلمان کا غلام قرار دیا جائے گا اور اگر مسلمان و کافر دونوں نے اُس کے بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا تو مسلم کا بیٹا قرار دیا جائے گا۔[3] (درر، غرر)

مسئلہ ۱۰: شوہر والی عورت ایک بچہ کی نسبت کہتی ہے یہ میرا بچہ ہے اُس کا یہ دعویٰ درست نہیں جب تک ولادت کی شہادت کوئی عورت نہ دے اور دائی کی تنہا شہادت اس بارہ میں کافی ہے کیونکہ یہاں فقط اتنی ہی بات کی ضرورت ہے کہ یہ بچہ اس عورت سے پیدا ہے رہا نسب اُس کے لیے شہادت کی ضرورت نہیں شوہر والی ہونا کافی ہے اور اگر عورت مُعتدَّہ[4] ہو تو شہادت کامل کی ضرورت ہے یعنی دو مرد یا ایک مرد، دو عورت، مگر جب کہ حمل ظاہر ہو یا شوہر نے حمل کا اقرار کیا ہو تو وہی ولادت کی شہادت ایک عورت کی کافی ہوگی۔ اور اگر نہ شوہر والی ہو نہ مُعتدَّہ ہو تو فقط اُس عورت کا کہنا کہ میرا بچہ ہے کافی ہے کیونکہ یہاں کسی سے نسب کا تعلق نہیں۔[5] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۱: شوہر والی عورت نے کہا میرا بچہ ہے اور شوہر اُس کی تصدیق کرتا ہے تو کسی شہادت کی ضرورت نہیں نہ مرد کی نہ عورت کی۔[6] (ہدایہ)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی الرجلین، ج۸، ص۳۹۸.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"دررالحکام" و "غررا لأحکام"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، الجزء الثانی، ص۳۵۳.

4 ......عدت والی۔

5 ......"الهدایة"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، ج۲، ص۱۷۶.

6 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۱۲ بچہ کے متعلق میاں بی بی کا جھگڑا ہے شوہر کہتا ہے یہ میرا بچہ ہے اور دوسری عورت سے ہے اس سے نہیں اور عورت کہتی ہے یہ میرا بچہ ہے اس خاوند سے نہیں بلکہ دوسرے خاوند سے فیصلہ یہ ہے کہ وہ انھیں دونوں کا بچہ ہے۔ یہ اُس وقت ہے کہ بچہ چھوٹا ہے جو بتا نہ سکتا ہو کہ اُس کے باپ ماں کون ہیں اور اگر اتنا ہو کہ اپنے کو بتا سکے تو وہ جس کی تصدیق کرے اُسی کا بیٹا ہے۔[1] (درر، غرر)

مسئلہ ۱۳ لڑکا شوہر کے قبضہ میں ہے اور وہ یہ کہتا ہے یہ میرا لڑکا دوسری بی بی سے ہے عورت کہتی ہے یہ میرا لڑکا تجھی سے ہے یہاں شوہر کا قول معتبر ہے اور اگر لڑکا عورت کے قبضہ میں ہے عورت کہتی ہے یہ میرا لڑکا پہلے شوہر سے ہے اور شوہر کہتا ہے یہ میرا لڑکا تجھ سے ہے اس میں بھی شوہر کا قول معتبر ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴ شوہر کے قبضہ میں بچہ ہے اُس نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ میرا بچہ دوسری زوجہ[3] سے ہے دوسری عورت سے یہ نسب ثابت ہو گیا اس کے بعد عورت دعویٰ کرتی ہے کہ میرا بچہ ہے اس سے نسب نہیں ثابت ہوگا اور اگر عورت نے پہلے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بچہ دوسرے شوہر سے ہے اور بچہ عورت کے قبضہ میں ہے اس کے بعد شوہر نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بچہ دوسری عورت سے ہے اگر ان کا باہم نکاح معروف و مشہور ہو دونوں کا قول نامعتبر بلکہ یہ بچہ انھیں دونوں کا قرار پائیگا اور اگر نکاح معروف و مشہور نہ ہو تو عورت کا قول معتبر ہے۔[4] (عالمگیری)

متفرقات

مسئلہ ۱ مدعیٰ علیہ کو جب معلوم ہو کہ مدعی کا دعویٰ حق و درست ہے تو اُسے انکار کرنا جائز نہیں مگر بعض جگہ، وہ یہ ہے کہ مشتری نے مبیع میں عیب کا دعویٰ کیا اگر مدعیٰ علیہ یعنی بائع اقرار کر لیتا ہے تو چیز واپس کر دی جائیگی مگر بائع اپنے بائع پر واپس نہیں کر سکتا یو ہیں وصی کو معلوم ہے کہ دَین ہے اور خود ہی اقرار کر لے مدعی کو گواہوں سے ثابت کرنے کا موقع نہ دے تو یہ دَین خود اسکی ذات پر واجب ہو جائے گا رجوع نہ کر سکے گا۔[5] (درمختار)

---

1 ......"دررالحکام" و"غررالأحکام"، کتاب الدعوی، باب دعوی النسب، الجزء الثانی، ص۳۵۳.

2 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الدعوی، الباب الرابع عشر فی دعوی النسب، الفصل السادس، ج٤، ص١٢٦.

3 ......بیوی۔

4 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الدعوی، الباب الرابع عشر فی دعوی النسب، الفصل السادس، ج٤، ص١٢٦.

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الدعوی، باب دعوی النسب، ج٨، ص٤٠١.

مسئلہ ۲ حق مجہول پر حلف نہیں دیا جاتا مگر ان چند مواقع میں ① وصی یتیم ② متولیِ وقف قاضی کے نزدیک متہم ہوں۔ ③ رہن مجہول مثلاً ایک کپڑا رہن رکھا۔ ④ دعوائے سرقہ۔[1] ⑤ دعوائے غصب۔ ⑥ امین کی خیانت۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳ ایک شے کے متعلق خریداری کی خواہش کرنا یعنی یہ کہ میرے ہاتھ بیع کردو یا ہبہ کی خواستگاری[3] کرنا یا یہ درخواست کرنا کہ اسے میرے پاس امانت رکھدو یا میرے کرایہ میں دیدو یہ سب دعوائے مِلک کی مانع ہیں یعنی اب اُس چیز کے متعلق ملک کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔[4] (درر، غرر)

مسئلہ ۴ لونڈی کے متعلق یہ درخواست کی کہ مجھ سے اس کا نکاح کردیا جائے اب اس کے متعلق مِلک کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ حرہ عورت[5] سے نکاح کی خواستگاری کرنا دعوای نکاح کو منع کرتا ہے یعنی اب یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ میری زوجہ ہے۔[6] (درر، غرر)

اقرار کا بیان

اقرار کرنے والے نے جس شے کا اقرار کیا وہ اُس پر لازم ہوجاتی ہے قرآن وحدیث واجماع سب سے ثابت ہے کہ اقرار اس امر کی دلیل ہے کہ مقِر[7] کے ذمہ وہ حق ثابت ہے جس کا اُس نے اقرار کیا۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ﴾[8]

''جسکے ذمہ حق ہے وہ املا کرے (تحریر لکھوائے) اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور حق میں سے کچھ کم نہ کرے۔''

---

1 ...... چوری کا دعویٰ۔

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، ج۸، ص ۴۰۲ .

3 ...... درخواست۔

4 ...... "دررالحکام" و "غررا لأحکام"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، فصل، الجزء الثانی، ص ۳۵۴ .

5 ...... آزاد عورت جو لونڈی نہ ہو۔

6 ...... "دررالحکام" و "غررالأحکام"، کتاب الدعویٰ، باب دعوی النسب، فصل، الجزء الثانی، ص ۳۵۴ .

7 ...... اقرار کرنے والا۔

8 ...... پ ۳، البقرۃ: ۲۸۲ .

اس آیت میں جس پر حق ہے اوس کو اِملا کرنے کا حکم دیا ہے اور اِملا اوس حق کا اقرار ہے لہٰذا اگر اقرار حجت نہ ہوتا تو اس کے املا کرنے کا کوئی فائدہ نہ تھا نیز اس کو اس سے منع کیا گیا کہ حق کے بیان کرنے میں کمی کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنے کا اقرار کریگا وہ اُس کے ذمہ لازم ہوگا۔ اور ارشاد فرماتا ہے:

﴿ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ ﴾[1]

انبیا علیہم الصلاۃ والسلام سے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ایمان لانے اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی مدد کرنے کا جو عہد لیا گیا اُس کے متعلق ارشاد ہوا کہ کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا اس سے معلوم ہوا کہ اقرار حجت ہے ورنہ اقرار کا مطالبہ نہ ہوتا۔ اور فرماتا ہے:

﴿ كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ ﴾[2]

''عدل کے ساتھ قائم ہونے والے ہو جاؤ اللہ کے لیے گواہ بن جاؤ اگرچہ وہ گواہی خود تمہارے ہی خلاف ہو۔''

تمام مفسرین فرماتے ہیں اپنے خلاف شہادت دینے کے معنی اپنے ذمہ حق کا اقرار کرنا ہے۔ حدیثیں اس بارے میں متعدد ہیں۔ حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اقرار کی وجہ سے رجم کرنے کا حکم فرمایا۔[3] غامدیہ صحابیہ پر بھی رجم کا حکم اُنکے اقرار کی بنا پر فرمایا۔[4] حضرت اُنیس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا تم اس شخص کی عورت کے پاس صبح جاؤ اگر وہ اقرار کرے رجم کر دو۔[5] ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اقرار سے جب حدود تک ثابت ہو جاتے ہیں تو دوسرے قسم کے حقوق بدرجۂ اولٰی ثابت ہونگے۔

فائدہ: بظاہر اقرار مُقِر کے لیے مُضِر ہے[6] کہ اس کی وجہ سے اُس پر ایک حق ثابت و لازم ہو جاتا ہے جواب تک ثابت نہ تھا مگر حقیقت میں مُقِر کے لیے اس میں بہت فوائد ہیں ایک فائدہ یہ ہے کہ اپنے ذمہ سے دوسرے کا حق ساقط کرنا ہے یعنی صاحب حق کے حق سے بری ہو جاتا ہے اور لوگوں کی زبان بندی ہو جاتی ہے کہ اس معاملہ میں اب اس کی مذمت نہیں کر سکتے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جس کی چیز تھی اُس کو دے کر اپنے بھائی کو نفع پہنچایا اور یہ اللہ تعالٰی کی خوشنودی حاصل کرنے کا بہت

---

1 ......پ۳، اٰل عمرٰن: ۸۱.

2 ......پ۵، النسآء: ۱۳۵.

3 ......''صحیح مسلم''، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنی، الحدیث: ۱۷۔(۱۶۹۲)، ص ۹۳۰.

4 ......المرجع السابق، الحدیث: ۲۲، ۲۳۔(۱۶۹۵)، ص ۹۳۲.

5 ......المرجع السابق، الحدیث: ۲۵۔(۱۶۹۷، ۱۶۹۸)، ص ۹۳٤.

6 ......اقرار کرنے والے کے لیے نقصان دہ ہے۔

بڑا ذریعہ ہے۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ سب کی نظروں میں یہ شخص راست گو ثابت ہوتا ہے اور ایسے شخص کی بندگانِ خدا تعریف کرتے ہیں اور یہ اس کی نجات کا ذریعہ ہے۔

مسئلہ ۱: کسی دوسرے کے حق کا اپنے ذمہ ہونے کی خبر دینا اقرار ہے۔ اقرار اگرچہ خبر ہے مگر اس میں انشا کے معنی بھی پائے جاتے ہیں یعنی جس چیز کی خبر دیتا ہے وہ اس کے ذمہ ثابت ہوجاتی ہے۔ اگر اپنے حق کی خبر دیگا کہ فلاں کے ذمہ میرا یہ حق ہے یہ دعویٰ ہے اور دوسرے کے حق کی دوسرے کے ذمہ ہونے کی خبر دیگا تو یہ شہادت ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲: ایک چیز جو زید کی ملک میں ہے عمرو کہتا ہے کہ یہ بکر کی ہے عمرو کا یہ اقرار ہے جب کبھی عمر بھر میں عمرو اُسکا مالک ہوجائے بکر کو دینا واجب ہوگا۔ یوہیں ایک غلام کی نسبت یہ کہتا ہے کہ یہ آزاد ہے اقرار صحیح ہے جب کبھی اس غلام کو خریدے گا آزاد ہوجائے گا اور ثمن بائع سے واپس نہیں لے سکتا کیونکہ اس کے اقرار سے بائع کو کیا تعلق۔ کسی مکان کی نسبت کہتا ہے یہ وقف ہے جب کبھی اس کا مالک ہوجائے خواہ خریدے یا اس کو وراثت میں ملے یہ مکان وقف قرار پائے گا اِن مسائل سے معلوم ہوا کہ اقرار خبر ہے انشا ہوتا تو نہ غلام آزاد ہوتا نہ مکان وقف ہوتا نہ اُس چیز کا دینا لازم ہوتا کیونکہ ملک غیر میں انشا صحیح نہیں۔ کسی شخص پر اکراہ کرکے طلاق یا عتاق کا اقرار کرایا گیا، یہ اقرار صحیح نہیں۔ اپنے نصف مکان مشاع کا کسی کے لیے اقرار کیا صحیح ہے عورت نے زوجیت کا بغیر گواہوں کی موجودگی کے اقرار کیا یہ اقرار صحیح ہے۔ یہ سب مسائل بھی اسی کی دلیل ہیں کہ خبر ہے انشا نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳: ایک شخص نے کسی بات کا اقرار کیا تو محض اس اقرار کی بنا پر اُس پر دعویٰ نہیں ہوسکتا یعنی مُقرلہ[3] یہ نہیں کہہ سکتا کہ چونکہ اُس نے اقرار کیا ہے لہٰذا مجھے وہ حق دلایا جائے کہ یہ ایک خبر ہے اور اس میں کذب[4] کا بھی احتمال ہے ہاں اگر وہ خود اپنی رضامندی سے دیدے تو یہ ایک جدید ہبہ ہوگا اور اگر یہ دعویٰ کرے کہ یہ چیز میری ہے اور اُس نے خود بھی اقرار کیا ہے یا میرا اُس کے ذمہ اتنا ہے اور اُس نے اس کا اقرار بھی کیا تو یہ دعویٰ مسموع[5] ہوگا پھر اگر مدعیٰ علیہ[6] اقرار سے انکار کرے تو اُس کو اُس پر حلف نہیں دیا جائے گا کہ اُس نے اقرار کیا ہے بلکہ اس پر کہ یہ چیز مدعی کی نہیں ہے یا میرے ذمہ اوس کا یہ مطالبہ نہیں ہے ان باتوں سے معلوم ہوا کہ اقرار خبر ہے۔[7] (درمختار)

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج ۸ ص ٤٠٤.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج ۸ ص ٤٠٥.

3 ......جس کے لئے اقرار کیا گیا۔

4 ......جھوٹ۔

5 ......قابل قبول۔

6 ......جس پر دعویٰ کیا گیا۔

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج ۸ ص ٤٠٥.

مسئلہ ۴: اس کے اِنشا ہونے کے یہ احکام ہیں کہ مُقَرلہ نے اقرار کو رد کر دیا تو رد ہو جائے گا اس کے بعد اگر پھر قبول کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا اور قبول کرنے کے بعد اگر رد کرے گا تو رد نہیں ہوگا۔ مُقِر کے اقرار کو رد کر دیا اس کے بعد مُقِر نے دوبارہ اقرار کیا اگر قبول کرے گا تو کرسکتا ہے کیونکہ یہ دوسرا اقرار ہے۔ اقرار کی وجہ سے جو ملک ثابت ہوگی وہ اُن چیزوں میں نہیں ثابت ہوگی جو زوائد ہیں اور ہلاک ہو چکی ہیں مثلاً بکری کا اقرار کیا تو اس کا جو بچہ مر چکا یا خود مُقِر نے ہلاک کر دیا ہے مُقَرلہ اُس کا معاوضہ نہیں لے سکتا ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انشا ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵: مُقَرلہ کی ملک نفس اقرار سے ثابت ہو جاتی ہے مُقَرلہ کی تصدیق اس کے لیے درکار نہیں البتہ حقِ رد میں یہ تملیکِ جدید ہے رد کرنے سے رد ہو جائے گا اور مُقَرلہ نے تصدیق کرلی تو اب رد نہیں ہوسکتا اگر رد کرے بھی تو رد نہ ہوگا۔ اور قبل تصدیق مُقَرلہ اُس وقت رد کرسکتا ہے جب خاص اسی مُقَرلہ کا حق ہو اور اگر دوسرے کا حق ہو تو اُسے رد نہیں کرسکتا مثلاً ایک شخص نے اقرار کیا کہ یہ چیز میں نے فلاں کے ہاتھ اتنے میں بیع کر دی ہے[2] مقرلہ نے رد کر دیا کہہ دیا کہ میں نے تم سے کوئی چیز نہیں خریدی ہے اس کے بعد وہ کہتا ہے میں نے تم سے خریدی ہے اب مُقِر کہتا ہے میں نے تمھارے ہاتھ نہیں بیچی ہے بائع پر وہ بیع لازم ہوگئی کہ بائع و مشتری میں سے ایک کا انکار بیع کے لیے مُضر نہیں دونوں اِنکار کرتے تو بیع فسخ ہو جاتی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: جو کچھ اقرار کیا ہے مُقِر پر لازم ہے اُس میں شرط خیار نہیں ہوسکتی مثلاً دَین یا عین کا اقرار کیا اور یہ کہہ دیا کہ مجھے تین دن کا خیار حاصل ہے یہ شرط باطل ہے اگرچہ مُقَرلہ اسکی تصدیق کرتا ہو اور مال لازم ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: اقرار کے لیے شرط یہ ہے کہ اقرار کرنے والا عاقل بالغ ہو اور اِکراہ و جبر کے ساتھ اُس نے اقرار نہ کیا ہو۔ آزاد ہونا اس کے لیے شرط نہیں مگر غلام نے مال کا اقرار کیا فی الحال نافذ نہیں بلکہ آزاد ہونے کے بعد نافذ ہوگا۔ غلام کے وہ اقرار جن میں کوئی تہمت نہ ہو فی الحال نافذ ہیں جیسے حدود و قصاص کے اقرار اور جس اقرار میں تہمت ہو سکے مثلاً مال کا اقرار یہ آزاد ہونے کے بعد نافذ ہوگا ماذون کا وہ اقرار جو تجارت سے متعلق ہے مثلاً فلاں دوکاندار کا میرے ذمہ اتنا باقی ہے یہ فی الحال نافذ ہے اور جو تجارت سے تعلق نہ رکھتا ہو وہ بعد عتق[5] نافذ ہوگا جیسے جنایت کا اقرار۔ نابالغ جس کو تجارت کی اجازت ہے غلام کے

---

1. ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج ۸ ص ٤٠٦.
2. ......بیچ دی ہے۔
3. ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب الاول فی بیان معناه شرعا...إلخ، ج٤، ص ١٥٧.
4. ......المرجع السابق، ص١٥٦.
5. ......آزادی کے بعد۔

حکم میں ہے یعنی تجارت کے متعلق جو اقرار کریگا نافذ ہوگا اور جو تجارت کے قبیل سے نہیں۔[1] وہ نافذ نہیں مثلاً یہ اقرار کہ فلاں کی میں نے کفالت کی ہے۔[2] نشہ والے نے اقرار کیا اگر نشہ کا استعمال ناجائز طور پر کیا ہے اس کا اقرار صحیح ہے۔[3] (بحرالرائق)

مسئلہ ۸ مُقر بہ یعنی جس چیز کا اقرار کیا ہے وہ معلوم ہو یا مجہول دونوں صورتوں میں اقرار صحیح ہے مگر اقرار مجہول کا بیان اگر ایسی چیز سے کیا جس میں جہالت مضر ہے تو یہ اقرار صحیح نہیں مثلاً یہ اقرار کیا تھا کہ فلاں شخص کا میرے ذمہ کچھ ہے اور اس کا سبب بیع یا اجارہ بتایا مثلاً میں نے کوئی چیز اُس سے خریدی تھی یا اُس کے ہاتھ بیچی تھی یا اُس کو کرایہ پر دی تھی یا کرایہ پر لی تھی کہ ان سب میں جہالت مضر ہے لہٰذا یہ اقرار صحیح نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۹ اقرار کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ مقربہ کی تسلیم واجب ہو[5] اگر عین کا اقرار ہے تو بعینہ اسی چیز کی تسلیم واجب ہے اور دَین[6] کا اقرار ہے تو مثل کی تسلیم واجب ہے اور اگر اُسکی تسلیم واجب نہ ہو تو اقرار صحیح نہیں مثلاً کہتا ہے میں نے اُس کے ہاتھ ایک چیز بیع کی ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰ مُقِر[8] کی جہالت اقرار کو باطل کر دیتی ہے مثلاً یہ کہتا ہے کہ تمہارا ہزار روپیہ ہم میں کسی پر باقی ہے ہاں اگر اپنے ساتھ اپنے غلام کو ملا کر اس طرح اقرار کرے تو صحیح ہے۔ مُقِر لہ کی جہالت اگر فاحش ہے تو اقرار صحیح نہیں ورنہ صحیح ہے جہالت فاحشہ کی مثال یہ ہے کہ میرے ذمہ کسی کے ہزار روپے ہیں۔ تھوڑی سی جہالت ہو اسکی مثال یہ ہے ان دونوں میں ایک کا میرے ذمہ اتنا روپیہ ہے مگر مُقِر کو بتانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا ہاں اگر اُن دونوں نے اُس پر دعویٰ کیا تو دونوں کے مقابل میں اُس پر حلف دیا جائے گا۔[9] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۱ مجہول شے کا اقرار کیا مثلاً فلاں کی میرے ذمہ ایک چیز ہے یا اُسکا ایک حق ہے تو بیان کرنے پر مجبور کیا جائیگا اور اُس کو ایسی چیز بیان کرنی ہوگی جس کی کوئی قیمت ہو دریافت کرنے پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ گیہوں کا ایک دانہ مٹی کا ایک ڈھیلا۔

---

1. ......یعنی تجارت کی قسم سے نہیں۔
2. ......ضمانت دی ہے۔
3. ......"البحرالرائق"، کتاب الاقرار، ج۷، ص۴۲۳-۴۲۴.
4. ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص۴۰۸.
5. ......یعنی جس چیز کا اقرار کیا ہے اس کو سپرد کرنا لازم ہو۔
6. ......قرض۔
7. ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب الاوّل فی بیان معناه شرعاً...إلخ، ج٤، ص١٥٦.
8. ......بحرالرائق میں اس مقام پر "**المقر عليه**" مذکور ہے۔... **عِلْمِيه**
9. ......"البحرالرائق"، کتاب الاقرار، ج۷، ص٤٢٤.

یہ کہہ سکتا ہے کہ ایک پیسہ اُس کا ہے کیونکہ اسکے لیے قیمت ہے۔حق کے متعلق دریافت کیا گیا کہ اُس کا کیا حق تیرے ذمہ ہے اوس نے کہا میری مراد اسلامی حق ہے یہ مقبول نہیں کہ عرف کے خلاف ہے۔[1] (بحر) اگر اُس نے یہ کہا فلاں کا میرے ذمہ حق ہے اسلامی حق بغیر فاصلہ تو یہ بیان مقبول ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: مُقِر نے شے مجہول[3] کا اقرار کیا اور اُس سے بیان کرایا گیا مُقِر لہ یہ کہتا ہے کہ میرا مطالبہ اُس سے زیادہ ہے جو اس نے بیان کیا ہے تو قسم کے ساتھ مُقِر کا قول معتبر ہے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۳: یہ کہا کہ میں نے فلاں کی چیز غصب کی ہے اس کا بیان ایسی چیز سے کرنا ہوگا جس میں تمانُع جاری ہو یعنی دوسرے کی طرف سے رکاوٹ پیدا کی جائے ایسی چیز نہیں بیان کرسکتا جس میں تمانع نہ ہوتا ہو۔اگر بیان میں یہ کہا کہ میں نے اُس کے بیٹے یا بی بی کو چھین لیا ہے تو مقبول نہیں کہ یہ مال نہیں اور اگر مکان یا زمین کو بتا تا ہے تو مان لیا جائیگا اگر چہ اس میں امام اعظم کے نزدیک غصب نہیں ہوتا مگر عرف میں اسکو بھی غصب کہتے ہیں۔[5] (ہدایہ وغیر ہا)

مسئلہ ۱۴: یہ اقرار کیا کہ میرے ذمہ فلاں کی ایک چیز ہے اور بیان میں ایسی چیز ذکر کی جو مال متقوم نہیں ہے اور مقرلہ نے اُسکی بات مان لی تو مُقِر لہ کو وہی چیز ملے گی یوہیں غصب میں ایسی چیز بیان کی کہ وہ بیان صحیح نہیں ہے مگر مُقِر لہ نے مان لیا تو اس کو وہی چیز ملے گی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: یہ کہا کہ میرے پاس فلاں کی ودِیعت (امانت) ہے تو اس کا بیان ایسی چیز سے کرنا ہوگا جو امانت رکھی جاتی ہو اور اگر مُقِر لہ دوسری چیز کو امانت رکھنا بتا تا ہے تو مُقِر کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہے۔امانت کا اقرار کیا اور ایک کپڑا لایا کہ یہ میرے پاس امانۃً رکھا تھا اور اس میں میرے پاس یہ عیب پیدا ہوگیا تو اُس پر ضمان واجب نہیں۔[7] (عالمگیری)

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الاقرار،ج۷،ص ٤٢٤ .

2 ......"ردالمحتار" ، کتاب الاقرار،ج۸،ص ٤٠٨ .

3 ......نامعلوم چیز۔

4 ......"الهداية"، کتاب الاقرار،ج۳،ص ١٧٨ .

5 ......المرجع السابق،وغیرها.

6 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب الخامس فی الاقرار للمجهول...إلخ،ج٤،ص١٧٢ .

7 ......المرجع السابق،ص١٧٣ .

مسئلہ ۱۶ اگر مال کا اقرار ہے مثلاً کہا فلاں کا میرے ذمہ مال ہے تو اگرچہ کم وبیش سب کو مال کہتے ہیں مگر عرف میں قلیل کو مال نہیں کہتے کم سے کم اس کا بیان ایک درہم سے کیا جائے۔ اور لفظ مال عظیم سے نصاب زکاۃ کو بیان کرنا ہوگا اس سے کم بیان کریگا تو معتبر نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۷ مُقِر لہ[2] کو معلوم ہے کہ مُقِر اپنے اقرار میں جھوٹا ہے تو مُقِر لہ کو وہ مال لینا دیانۃً جائز نہیں ہاں اگر مُقِر خوشی کے ساتھ دیتا ہے تو لینا جائز ہے کہ یہ جدید ہبہ ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸ یہ کہا میرے پاس یا میرے ساتھ یا میرے گھر میں یا میرے صندوق میں اُسکی فلاں چیز ہے یہ امانت کا اقرار ہے۔ اور اگر یہ کہا میرا کُل مال اُسکے لیے ہے یا جو کچھ میری ملک ہے اُسکی ہے یہ اقرار نہیں بلکہ ہبہ ہے لہٰذا اس میں ہبہ کے شرائط کا اعتبار ہوگا کہ قبضہ ہوگیا تو تمام ہے ورنہ نہیں۔ فلاں زمین جس کے حدود یہ ہیں میرے فلاں بچہ کی ہے یہ ہبہ ہے اور اس میں قبضہ کی بھی ضرورت نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۹ یہ کہا کہ فلاں کے مجھ پر سو روپے ہیں یا میری جانب سو روپے ہیں یہ دین کا اقرار ہے مُقِر یہ کہے کہ وہ روپے امانت ہیں اُس کی بات نہیں مانی جائے گی مگر جب کہ اقرار کے ساتھ متصلاً امانت ہونا بیان کیا تو اُسکی بات معتبر ہے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۲۰ یہ کہا مجھے فلاں کو دس روپے دینے ہیں اس کہنے سے اس پر دینا لازم نہیں جب تک اس کے ساتھ یہ لفظ نہ کہے کہ وہ میرے ذمہ ہیں یا مجھ پر ہیں یا میری گردن پر ہیں یا وہ دین ہیں یا حق لازم ہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱ یہ کہا کہ میرے مال میں یا میرے روپے میں اُس کے ہزار روپے ہیں یہ اقرار ہے پھر اگر یہ ہزار روپے ممتاز ہوں یعنی علیحدہ ہوں تو ودیعت کا اقرار ہے ورنہ شرکت کا۔[7] (عالمگیری)

---

1. ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص۴۰۹.
2. ......جس کے لیے اقرار کیا ہے۔
3. ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الاقرار، الباب الاول فی بیان معناہ...إلخ، ج٤، ص١٥٦.
4. ...... "الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج٤، ص ٤١١.
5. ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الاقرار، فصل فیمایکون اقراراً، ج٢، ص٢٠٣.
6. ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٥٧.
7. ......المرجع السابق.

مسئلہ ۲۲ عورت نے شوہر سے کہا جو کچھ میرا چاہیے تھا میں نے تم سے پالیا یہ مہر وصول پانے کا اقرار نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳ باپ نے یہ کہا میرا یہ مکان میرے چھوٹے بچّوں کا ہے یہ لفظ ہبہ کے لیے ہے اور موہوب لہ[2] کا بیان نہیں کیا لہٰذا باطل ہے اور اگر یہ کہا کہ یہ مکان میرے چھوٹے بچوں کا ہے تو اقرار ہے اُس کی اولاد میں تین چھوٹے بچوں کا قرار پائیگا بلکہ اُردو کے محاورہ کے لحاظ سے دو بچوں کا ہوگا یو ہیں اگر یہ کہا کہ میرے اس مکان کا ثلث[3] فلاں کے لیے ہے تو ہبہ ہے اور یہ کہا کہ اس مکان کا ثلث فلاں کا ہے تو اقرار ہے۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۲۴ ایک شخص نے کہا میرے اتنے روپے تمھارے ذمہ ہیں دوسرے نے کہا تھیلی سلا رکھو یہ اقرار نہیں کہ اس سے استہزا[5] مقصود ہوتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵ ایک شخص نے کہا تمھارے ذمہ میرے ایک ہزار روپے ہیں اُس نے کہا اُن کو گن کر لے لو یا مجھے اتنے دنوں کی مہلت دو یا میں نے تم کو ادا کردیے یا تم نے معاف کردیے یا تم نے مجھ پر صدقہ کردیے یا تم نے مجھے ہبہ کردیے یا میں نے تمھیں زید پر اُن کا حوالہ کردیا تھا یا کہا ابھی میعاد پوری نہیں ہوئی یا کل دونگا یا ابھی میسر نہیں یا کہا تم کس قدر تقاضے کرتے ہو[7] یا واللہ میں تمھیں ادا نہیں کرونگا یا تم مجھ سے آج نہیں لے سکتے یا کہا ٹھہر جاؤ میرا روپیہ آجائے یا میرا نوکر آجائے یا مجھ سے کون لے سکتا ہے یا کسی کو کل بھیج دینا وہ قبضہ کرلے گا ان سب صورتوں میں ایک ہزار کا اقرار ہوگیا بشرطیکہ قرائن سے یہ نہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ بات ہنسی مذاق کی ہے اگر مذاق سے یہ کہا اور گواہ بھی اسکی شہادت دیتے ہوں تو کچھ نہیں اور اگر فقط یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مذاق میں میں نے کہا تو اسکی تصدیق نہیں کی جائیگی۔[8] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۶ ایک نے دوسرے سے کہا میرے سو روپے جو تمہارے ذمہ ہیں دے دو کیونکہ جن لوگوں کے میرے ذمہ ہیں وہ پیچھا نہیں چھوڑتے دوسرے نے کہا اُن کو مجھ پر حوالہ کردو یا کہا اُنھیں میرے پاس لاؤ میں ضامن ہوجاؤں گا یا کہا

---

1 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الاقرار،الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ،ج٤،ص ١٥٧.

2 ......جسے ہبہ کیا گیا۔ 3 ......تیسرا حصہ۔

4 ......"الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الاقرار، فصل فیما یکون اقراراً،ج٢، ص ٢٠١، ٢٠٢.

5 ......ہنسی، مذاق۔

6 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الاقرار،الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ،ج٤،ص ١٥٩.

7 ......مطالبے کرتے ہو۔

8 ...... "الدرالمختار"، کتاب الاقرار،ج٤،ص ٤١٣.

و"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ،ج٤،ص ١٥٩.

کہ قسم کھاؤ کہ یہ مال تمھیں نہیں پہنچا ہے یہ سب صورتیں اقرار کی ہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷ ایک نے دوسرے پر ہزار روپے کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ نے کہا اُن میں سے کچھ لے چکے ہو یا پوچھا اُن کی میعاد کب ہے یہ ہزار کا اقرار ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸ بعض ورثہ پر دعویٰ کیا کہ میت کے ذمہ میرا اتنا قرض ہے اُس نے کہا میرے ہاتھ میں ترکہ میں سے کوئی چیز نہیں ہے یہ دین کا اقرار نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹ ایک شخص نے کہا تم نے مجھ سے اتنے روپے ناحق لے لیے اس نے کہا ناحق میں نے نہیں لیے ہیں یہ روپیہ لینے کا اقرار نہیں اور اگر جواب میں یہ کہا کہ میں نے وہ تمھارے بھائی کو دے دیے تو روپیہ لینے کا اقرار ہو گیا اور اس کے بھائی کو دے دیے ہیں اس کا ثابت کرنا اس کے ذمہ ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰ دس روپے کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ نے کہا ان میں سے پانچ دینے ہیں یا ان میں سے پانچ باقی ہیں تو دس روپے لینے کا اقرار ہو گیا اور اگر یہ کہا کہ پانچ باقی رہ گئے ہیں تو دس کا اقرار نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱ فلاں کو خبر کر دو یا اُسے بتا دو یا اُس سے کہہ دو یا اُسے بشارت[6] دے دو یا تم گواہ ہو جاؤ کہ میرے ذمہ اُسکے اتنے روپے ہیں ان سب صورتوں میں اقرار ہو گیا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲ فلاں شخص کا میرے ذمہ کچھ نہیں ہے اُس سے یہ نہ کہنا کہ اُس کے میرے ذمہ اتنے روپے ہیں یا اُس کو اسکی خبر نہ دینا کہ اُس کے میرے ذمہ اتنے ہیں یہ اقرار نہیں اور اگر پہلا جملہ نہیں کہا صرف اتنا ہی کہا کہ فلاں شخص کو خبر نہ دینا یا اس سے یہ نہ کہنا کہ اُس کے میرے ذمہ اتنے ہیں یہ اقرار ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳ یہ کہا کہ میری عورت سے یہ بات مخفی رکھنا کہ میں نے اُسے طلاق دی ہے یہ طلاق کا اقرار ہے اور اگر یہ کہا کہ اُسے خبر نہ دینا کہ میں نے اسکو طلاق دیدی ہے یہ اقرار طلاق نہیں۔[9] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٥٩.

2 ......المرجع السابق، ص ١٦٠.

3 ......المرجع السابق، ص ١٦٠.

4 ......المرجع السابق.

5 ......المرجع السابق.

6 ......خوش خبری۔

7 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٦٢.

8 ......المرجع السابق.

9 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۳۴: یہ کہا کہ جو کچھ میرے ہاتھ میں ہے یا جو چیز میری طرف منسوب ہے وہ فلاں کی ہے یہ اقرار ہے اور اگر یہ کہا کہ میرا کل مال یا جس چیز کا میں مالک ہوں وہ فلاں کے لیے ہے یہ ہبہ ہے اگر اُسے دے دے گا صحیح ہو جائے گا ورنہ نہیں اور دے دینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: ایک شخص نے حالت صحت میں یہ اقرار کیا کہ جو کچھ میرے مکان میں فروش[2] وظروف[3] وغیرہا ہیں یہ سب میری لڑکی کے ہیں اور اس شخص کے گاؤں میں بھی کچھ جانور وغیرہ ہیں اور یہاں بھی کچھ جانور رہتے ہیں جو دن میں جنگل کو چرنے کے لیے چلے جاتے ہیں رات میں آجاتے ہیں مگر اس شخص کی سکونت شہر میں ہے تو جو چیزیں یا جانور اس مکان سکونت میں ہیں وہ سب اقرار میں داخل ہیں اور ان کے علاوہ باقی چیزیں داخل نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: مرد نے بدرستی عقل وحواس[5] حالتِ صحت میں یہ اقرار کیا کہ میرے بدن پر جو کپڑے ہیں ان کے علاوہ جو کچھ میرے مکان میں ہے سب میری عورت کا ہے وہ شخص مرگیا اور بیٹا چھوڑا بیٹا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میرے باپ کا ترکہ ہے میرا حصہ مجھے ملنا چاہیے عورت کو جن چیزوں کی نسبت یہ علم ہے کہ شوہر نے بیع یا ہبہ کے ذریعہ سے اسے مالک کر دیا ہے یا مہر کے عوض میں جو کچھ ہو سکتا ہے ان کو لے سکتی ہے اور اُس اقرار کو حجت بنا سکتی ہے اور جن چیزوں کی عورت مالک نہیں ہے اُن کو اُس اقرار کی وجہ سے لینا دیانۃً جائز نہیں مگر قاضی اُن تمام چیزوں کے متعلق عورت کے لیے ہی فیصلہ کرے گا جو بوقت اقرار اُس مکان میں موجود تھیں جبکہ گواہوں سے اُن چیزوں کا مکان میں بوقت اقرار ہونا ثابت ہو۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: اس قسم کی بات جو دوسرے کے کلام کے بعد ہوتی ہے اگر جواب کے لیے متعین ہے تو جواب ہے اور ابتدائے کلام کے لیے متعین ہے یا جواب وابتدا دونوں کا احتمال ہو تو اس سے اقرار نہیں ثابت ہوگا اور اگر جواب میں ہاں کہا تو یہ اقرار ہے مثلاً کسی نے کہا میرا یہ کپڑا دیدو یا میرے اس غلام کا کپڑا دیدو۔ میرے اس مکان کا دروازہ کھولدو۔ میرے اس گھوڑے پر کاٹھی[7] کس دو یا اُس کی لگام دیدو، ان باتوں کے جواب میں دوسرے نے کہا ہاں تو یہ ہاں کہنا

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٦٣.

2 ...... بچھانے کی اشیاء قالین، دریاں وغیرہ۔ 3 ...... برتن۔

4 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٦٣.

5 ...... یعنی عقل وحواس کی سلامتی کے ساتھ۔

6 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٦٣.

7 ...... چمڑے کا زین۔

اقرار ہے کہ کپڑا اور غلام اور مکان اور گھوڑا اُس کا ہے۔ ایک شخص نے کہا کیا تمھارے ذمہ میرا یہ نہیں اس نے کہا ہاں یہ اقرار ہوگیا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۸ جو بول سکتا ہے اُس کا سر سے اشارہ کرنا اقرار نہیں۔ مال، عتق[2]، طلاق، بیع[3]، نکاح، اجارہ، ہبہ کسی کا اقرار اشارہ سے نہیں ہوسکتا۔ اِفتا یعنی عالم سے کسی نے مسئلہ پوچھا اوس نے سر سے اشارہ کردیا نسب، اسلام، کفر، امان، کافر، مُحرِم[4] کا شکار کی طرف اشارہ کرنا روایت حدیث میں شیخ (استاذ) کا سر سے اشارہ کرنا معتبر ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۹ دَین مؤجل کا اقرار کیا یعنی یہ کہا فلاں کا میرے ذمہ اِتنا دَین ہے جس کی میعاد یہ ہے مقرلہ[6] نے کہا میعاد پوری ہوچکی فوراً دینا واجب ہوگا اور میعاد باقی ہونا دعویٰ ہے جس کے لیے ثبوت درکار ہے۔ اسی طرح اس کے پاس کوئی چیز ہے کہتا ہے یہ چیز فلاں کی ہے میں نے کرایہ پر لی ہے اُس کے لیے اقرار ہوگیا اور کرایہ پر اس کے پاس ہونا ایک دعویٰ ہے جس کے لیے ثبوت کی ضرورت ہے اگر مُقِر میعاد اور اجارہ کو گواہوں سے ثابت کردے فبہا، ورنہ مقرلہ پر حلف[7] دیا جائے گا۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۴۰ اقرار کیا کہ میرے ذمہ فلاں شخص کے اس قِسم کے روپے ہیں مُقرلہ یہ کہتا ہے کہ اس قسم کے نہیں بلکہ اُس قسم کے ہیں اس صورت میں مُقِر کا قول معتبر ہے جیسے روپے کا اقرار کیا ہے ویسے ہی واجب ہیں اگر یہ کہا کہ میں نے فلاں کے لیے سو روپے کی ضمانت کی ہے جس کی میعاد ایک ماہ ہے مقرلہ نے میعاد سے انکار کیا کہتا ہے وہ فوراً دینا ہے اس صورت میں مُقِر کا قول معتبر ہے۔[9] (ہدایہ)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص۴۱۴.

2 ......غلام آزاد کرنا۔

3 ......یعنی خرید وفروخت۔

4 ......وہ شخص جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہو۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص۴۱۵.

6 ......جس کے لیے اقرار کیا۔

7 ......قسم۔

8 ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص۴۱۵.

9 ......"الهداية" کتاب الکفالة، ج۲، ص۹۵، ۱۸۰.

ایک چیز کے اقرار میں دوسری چیز کہاں داخل ہے کہاں نہیں

مسئلہ ۴۱: ایک سو ایک روپیہ کہا تو کل روپیہ ہی ہے اور ایک سو ایک تھان یا ایک سو دو تھان کہا تو ایک سو کے متعلق دریافت کیا جائے گا کہ اس سے کیا مراد ہے۔ ٹوکری میں آم کہا تو ٹوکری اور آم دونوں کا اقرار ہے اصطبل (1) میں گھوڑا کہا تو صرف گھوڑا ہی دینا ہوگا اصطبل کا اقرار نہیں انگوٹھی کا اقرار ہے تو حلقہ اور نگ دونوں چیزیں دینی ہوں گی۔ تلوار کا اقرار ہے تو پھل (2) اور قبضہ (3) اور میان (4) اور تسمہ (5) سب کا اقرار ہے۔ مسہری (6) کا اقرار ہے تو چاروں ڈنڈے اور چوکھٹا (7) اور پردہ بھی اس اقرار میں داخل ہیں۔ بیٹھن (8) میں تھان یا رومال میں تھان کہا تو بیٹھن اور رومال کا بھی اقرار ہے ان کو دینا ہوگا۔ (9) (درمختار، ہدایہ)

مسئلہ ۴۲: اس دیوار سے اس دیوار تک فلاں کا ہے دونوں دیواروں کے درمیان جو کچھ ہے وہ مقرلہ کے لیے ہے اور دیواریں اقرار میں داخل نہیں۔ (10) (درمختار)

مسئلہ ۴۳: دیوار کا اقرار کیا کہ یہ فلاں کی ہے پھر یہ کہتا ہے میری مراد یہ تھی کہ دیوار اُسکی ہے زمین اُسکی نہیں اسکی بات نہیں مانی جائیگی دیوار و زمین دونوں چیزیں مقرلہ کو دلائی جائیں گی۔ یو ہیں اینٹ کے ستون بنے ہوئے ہیں اُنکا اقرار کیا تو اُن کے نیچے کی زمین بھی مقرلہ کی ہوگی اور لکڑی کا ستون ہے اس کا اقرار کیا تو صرف ستون مقرلہ کا ہے زمین نہیں پھر اگر ستون کے نکال لینے میں مُقِر کا ضرر نہ ہو تو مقرلہ ستون نکال لے جائے اور اگر ضرر ہے تو مُقِر ستون کی اُس کو قیمت دیدے۔ (11) (عالمگیری)

---

1 ...... گھوڑے باندھنے کی جگہ۔
2 ...... تلوار کا دھار والا حصہ۔
3 ...... تلوار کا دستہ۔
4 ...... نیام یعنی تلوار کا غلاف۔
5 ...... وہ چمڑا جس سے تلوار کو نیام کی پٹی سے باندھتے ہیں۔
6 ...... ایک قسم کا پلنگ جس کی پٹیاں چوڑی اور نقش و نگار والی ہوتی ہیں۔
7 ...... پلنگ کے لیے لکڑی وغیرہ کا بنا ہوا چوکور گھیرا، حلقہ۔
8 ...... وہ کپڑا جس میں سوداگر قیمتی کپڑے باندھتے ہیں۔
9 ...... "الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص ٤١٨.
و "الهداية" كتاب الاقرار، ج ٢، ص ١٨٠.
10 ...... "الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص ٤٢١.
11 ...... "الفتاوى الهندية"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بيان مايكون اقراراً...إلخ، ج ٤، ص ١٦٣.

مسئلہ ۴۴ یہ کہا کہ اس گھر کی عمارت یا اس کا عملہ فلاں شخص کا ہے تو صرف عمارت کا اقرار ہے زمین اقرار میں داخل نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵ یہ اقرار کیا کہ میرے باغ میں یہ درخت فلاں کا ہے تو وہ درخت اور اُسکی موٹائی جتنی ہے اتنی زمین بھی مقرلہ کو دلائی جائیگی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶ اس درخت میں جو پھل ہیں فلاں کے ہیں یہ صرف پھلوں کا اقرار ہے درخت کا اقرار نہیں۔ یوہیں یہ اقرار کیا کہ اس کھیت میں فلاں کی زراعت[3] ہے یہ صرف زراعت کا اقرار ہے زمین اقرار میں داخل نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۷ یہ اقرار کیا کہ یہ زمین فلاں کی ہے اور اُس میں زراعت موجود ہے تو زمین وزراعت دونوں مقرلہ کو دلائی جائینگی اور اگر مقر نے گواہوں سے قاضی کے فیصلہ سے قبل یا بعد یہ ثابت کردیا کہ زراعت میری ہے تو گواہ قبول ہونگے اور زراعت اسی کو ملے گی۔ اگر زمین کا اقرار کیا اور اس میں درخت ہیں تو درخت بھی مقرلہ کو دلائے جائیں گے اور مُقِر گواہوں سے یہ ثابت کرے کہ درخت میرے ہیں تو گواہ قبول نہیں مگر جبکہ اقرار ہی یوں کیا تھا کہ زمین اُسکی ہے اور درخت میرے ہیں تو گواہ مقبول ہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۸ اس کے پاس صندوق ہے جس میں سامان ہے کہتا ہے صندوق فلاں شخص کا ہے اور اس میں جو کچھ سامان ہے وہ میرا ہے یا یہ کہا یہ مکان فلاں شخص کا ہے اور جو کچھ اس میں مال اسباب ہے میرا ہے تو صرف صندوق یا مکان کا اقرار ہوا سامان وغیرہ اقرار میں داخل نہیں۔[6] (خانیہ)

مسئلہ ۴۹ تھیلی میں روپے ہیں یہ کہا کہ یہ تھیلی فلاں کی ہے تو روپے بھی اقرار میں داخل ہیں مقر کہتا ہے کہ میری مراد صرف تھیلی تھی روپے کا میں نے اقرار نہیں کیا اُسکی بات معتبر نہیں ہے۔ یوہیں اگر یہ کہا کہ یہ ٹوکری فلاں کی ہے اور اس میں پھل ہیں تو پھل بھی اقرار میں داخل ہیں۔ یہ مٹکا فلاں کا ہے اور اُس میں سرکہ ہے تو سرکہ بھی اقرار میں داخل ہے اور اگر بوری میں غلہ ہے

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الثانی فی بيان مايكون اقراراً...إلخ، ج٤، ص١٦٣.

2 ......المرجع السابق.

3 ......کھیتی، فصل۔

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الثانی فی بيان مايكون اقراراً...إلخ، ج٤، ص١٦٤.

5 ......المرجع السابق.

6 ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الاقرار، فصل فی الإستثناء والرجوع، ج٢، ص٢١٠.

اور یہ کہا کہ یہ بوری فلاں کی ہے پھر کہتا ہے صرف بوری اُس کی ہے غلہ میرا ہے تو اس کی بات مان لی جائیگی۔[1] (عالمگیری)

حمل کا اقرار یا حمل کے لیے اقرار

مسئلہ ۵۰: حمل کا اقرار یا حمل کے لیے اقرار دونوں صحیح ہیں حمل کا اقرار یعنی لونڈی کے پیٹ میں جو بچہ ہے یا جانور کے پیٹ میں جو بچہ ہے اُس کا اقرار دوسرے کے لیے کر دینا کہ وہ فلاں کا ہے صحیح ہے حمل سے مراد یہ ہے جس کا وجود وقت اقرار میں مظنون ہو ورنہ اقرار صحیح نہیں۔ مظنون ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ عورت منکوحہ ہو تو چھ ماہ سے کم میں اور معتدہ ہو تو دو سال سے کم میں بچہ پیدا ہوا اور اگر جانور کا حمل ہو تو اس کی مدت کم سے کم جو کچھ ہوسکتی ہے اوس کے اندر بچہ پیدا ہوا اور یہ بات ماہرین سے معلوم ہوسکتی ہے کہ جانوروں میں بچہ ہونے کی کیا کیا مدت ہے۔ بعض علما نے فرمایا کہ بکری میں اقل مدت حمل چار ماہ ہے اور دوسرے جانوروں میں چھ ماہ۔[2] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۵۱: حمل کے لیے اقرار کیا کہ یہ چیز اُس بچہ کی ہے جو فلاں عورت کے پیٹ میں ہے اس میں شرط یہ ہے کہ وجوب کا سبب ایسا بیان کرے جو حمل کے لیے ہوسکتا ہو اور اگر ایسا سبب بیان کیا جو ممکن نہ ہو تو اقرار صحیح نہیں پہلے کی مثال ارث[3] و وصیت ہے یعنی یہ کہا کہ اُس عورت کے حمل کے میرے ذمہ سو روپے ہیں پوچھا گیا کہ کیوں کر جواب دیا کہ اُس کا باپ مر گیا میراث کی رو سے اُس کا یہ حق ہے یا فلاں شخص نے اس کی وصیت کی ہے۔ پھر اگر یہ بچہ وقت اقرار سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہوا تو اس کی چند صورتیں ہیں لڑکا ہے یا لڑکی ہے یا دو لڑکے ہیں یا دو لڑکیاں ہیں یا ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی۔ اگر لڑکا یا لڑکی ہے تو جو کچھ اقرار کیا ہے لے لے اور دو ہیں خواہ دونوں لڑکے ہوں یا لڑکیاں دونوں برابر بانٹ لیں اور ایک لڑکا ایک لڑکی ہے اور وصیت کی رو سے یہ چیز ملتی ہے تو دونوں برابر کے حقدار ہیں اور میراث کی رو سے ہے تو لڑکی سے لڑکے کو دونا۔ اور اگر بچہ مردہ پیدا ہوا تو مورث یا موصی کے ورثہ کی طرف منتقل ہو جائیگا۔[4] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۵۲: حمل کے لیے اقرار کیا اور سبب نہیں بیان کیا یا ایسا سبب بیان کیا جو ہو نہ سکے مثلاً کہتا ہے میں نے اُس

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الثاني في بيان مايكون اقراراً...إلخ، ج٤، ص ١٦٥ .

2 ......"الدرالمختار"، كتاب الاقرار، ج٤، ص ٤٢١ .
و"البحرالرائق"، كتاب الاقرار، ج٧، ص ٤٢٧ .

3 ......وراثت۔

4 ......"الدرالمختار"، كتاب الاقرار، ج٤، ص ٤٢١ .
و"البحرالرائق"، كتاب الاقرار، ج٧، ص ٤٢٧ .

سے قرض لیا یا اُس نے بیع کی ہے یا خریدا ہے یا کسی نے اسے ہبہ کیا ہے ان سب صورتوں میں اقرار لغو ہے۔[1] (درمختار)

بچہ کے لیے اقرار اور آزاد محجور کا اقرار

مسئلہ ۵۳: دودھ پیتے بچہ کے لیے اقرار کیا اور سبب ایسا بیان کیا جو حقیقۃً ہو نہیں سکتا ہے یہ اقرار صحیح ہے مثلاً یہ کہا اُس کا میرے ذمہ قرض ہے یا مبیع کا ثمن ہے کہ اگرچہ وہ خود قرض نہیں دے سکتا بیع نہیں کرسکتا مگر قاضی یا ولی کرسکتا ہے یوں اُس بچہ کا مطالبہ مقر کے ذمہ ثابت ہوگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵۴: یہ اقرار کیا کہ اس بچہ کے لیے میں نے فلاں کی طرف سے ہزار روپے کی کفالت کی ہے اور بچہ اتنی عمر کا ہے کہ نہ بول سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے تو کفالت باطل ہے مگر جبکہ اُس کے ولی نے قبول کرلیا تو کفالت صحیح ہوگئی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۵: ایک شخص آزاد کو قاضی نے مجور کردیا ہے یعنی اُس کے تصرفات بیع وغیرہ کی ممانعت کردی ہے اُس نے دین یا غصب یا بیع یا عتق یا طلاق یا نسب یا قذف یا زنا کا اقرار کیا اُس کے یہ سب اقرار جائز ہیں آزاد شخص کو قاضی کا حجر کرنا جائز نہیں۔[4] (عالمگیری)

اقرار میں خیارِ شرط

مسئلہ ۵۶: اقرار میں شرط خیار ذکر کی یہ اقرار صحیح ہے اور شرط باطل یعنی وہ مطالبہ بلا خیار[5] اس پر لازم ہوجائے گا اگر مقرلہ[6] نے خیار کے متعلق اس کی تصدیق کی یہ تصدیق باطل ہے ہاں اگر عقد بیع کا اقرار کیا ہے اور بیع بالخیار ہے تو بشرط تصدیق مقرلہ یا گواہوں سے ثابت کرنے پر اس شرط خیار کا اعتبار ہوگا اور اگر مُقرلہ نے تکذیب کردی تو قول اسی کا معتبر ہے کہ یہ منکر ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۵۷: دَین کا اقرار کیا اور سبب یہ بتایا کہ میں نے اسکی کفالت کی ہے اور مدت میں مجھے اختیار ہے مدت چاہے

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب الاقرار، ج۸، ص ٤٢٢.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الرابع فى بيان من يصلح له الاقرار...إلخ، ج٤، ص ١٦٩.

4 ......المرجع السابق، ص ١٧١.

5 ......بغیر کسی اختیار کے۔

6 ......جس کے لیے اقرار کیا ہے۔

7 ......"الدرالمختار"، كتاب الاقرار، ج۸، ص ٣٢٢.

طویل ہو یا کوتاہ[1] یہ خیار شرط صحیح ہے بشرطیکہ مُقَرلہ اسکی تصدیق کرے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵۸: قرض یا غصب یا ودیعت یا عاریت کا اقرار کیا اور یہ کہا کہ مجھے تین دن کا خیار ہے اقرار صحیح ہے اور خیار باطل اگرچہ مُقَرلہ تصدیق کرتا ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۹: کفالت[4] کی وجہ سے دَین[5] کا اقرار کیا اور یہ کہ ایک مدت معلومہ تک کے لیے اس میں شرط خیار ہے وہ مدت طویل ہو یا قصیر[6] اگر مُقَرلہ اس کی تصدیق کرتا ہو تو خیار ثابت ہوگا اور آخر مدت تک خیار رہے گا اور مُقَرلہ تکذیب کرتا ہو تو مال لازم ہوگا اور خیار ثابت نہ ہوگا۔[7] (عالمگیری)

تحریری اقرارنامہ

مسئلہ ۶۰: اقرار جس طرح زبان سے ہوتا ہے تحریر سے بھی ہوتا ہے جب کہ وہ تحریر مُعَنْوَن[8] و مرسوم ہو[9] مثلاً ایک شخص نے لوگوں کے سامنے ایک اقرار نامہ لکھا یا کسی سے لکھوایا اور حاضرین سے کہہ دیا جو کچھ میں نے اس میں لکھا ہے تم اس کے گواہ ہو جاؤ یہ اقرار صحیح ہے اگرچہ نہ اس نے پڑھ کر ان کو سنایا نہ انھوں نے خود تحریر پڑھی اور اگر کتابت یا املا کے وقت وہ لوگ حاضر نہ تھے تو گواہی جائز نہیں۔ مدیون نے یہ دعویٰ کیا کہ دائن نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے کہ فلاں بن فلاں پر جو میرا دین تھا میں نے معاف کر دیا اگر یہ تحریر مرسوم ہے اور گواہوں سے ثابت ہو تو اقرار صحیح ہے اور دَین ساقط، خواہ مدیون کے کہنے سے اس نے لکھی ہو یا اپنے آپ بغیر اُس کے کہے ہوئے لکھی۔ اور اگر تحریر مرسوم نہیں ہے تو نہ اقرار صحیح، نہ معافی کا دعویٰ صحیح۔[10] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۱: اقرار نامہ پر گواہ بنانے کا یہ مطلب ہے کہ لوگوں سے کہہ دے تم اس کے گواہ ہو جاؤ اور ان کو اقرار نامہ پڑھ کر سنایا نہ ہو اور اگر پڑھ کر سنا دیا ہو تو گواہ بنائے یا نہ بنائے ان کو گواہی دینا جائز ہے۔[11] (عالمگیری)

1- زیادہ ہو یا کم۔

2- "الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص۴۲۲.

3- "الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخیار والإستثناء والرجوع، ج٤، ص١٩١، ١٩٢.

4- ضمانت۔ 5- قرض۔ 6- یعنی زیادہ ہو یا کم۔

7- "الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخیار والإستثناء والرجوع، ج٤، ص١٩٢.

8- یعنی معین ومختص ہو۔ 9- جس طرح عام طور پر لکھا جاتا ہے اس کے مطابق ہو۔

10- "الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص١٦٧. و"ردالمحتار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص٤٢٣.

11- "الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص١٦٧.

مسئلہ ۶۲ کاتب[1] سے یہ کہنا کہ فلاں بات لکھ دو یہ بھی حکماً اقرار ہے مثلاً صکاک[2] سے کہا کہ تم میرا یہ اقرار لکھ دو کہ فلاں کا میرے ذمہ ایک ہزار ہے یا میرے مکان کا بیع نامہ لکھ دو یہ اقرار بھی صحیح ہے صکاک لکھے یا نہ لکھے صکاک کو اوس کے اقرار پر شہادت دینا جائز ہے۔[3] (درر، غرر)

مسئلہ ۶۳ بطور مراسلہ[4] ایک تحریر لکھی کہ از جانب فلاں بطرف فلاں تم نے لکھا ہے کہ میں نے تمھارے لیے فلاں کی طرف سے ایک ہزار کی ضمانت کی ہے میں نے ایک ہزار کی ضمانت نہیں کی ہے صرف پانسو کی ضمانت کی ہے لکھنے کے بعد اس نے تحریر چاک کرڈالی[5] اور اس تحریر کے وقت دو شخص اُس کے پاس موجود تھے جنھوں نے اس کی تحریر دیکھی ہے یہ گواہی دے سکتے ہیں کہ اُس نے ایسی تحریر لکھی تھی اُس نے چاہے اُن دونوں کو گواہ بنایا ہو یا نہ بنایا اور لکھنے والے پر گواہی گزر جانے کے بعد وہ امر لازم کیا جائے گا جس کو اس نے لکھا تھا۔ طلاق و عتاق اور وہ تمام حقوق جو شبہہ کے ساتھ بھی ثابت ہوجاتے ہیں سب کا یہی حکم ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۴ مراسلہ کے طور پر ایک تحریر زمین پر لکھی یا کپڑے پر لکھی اس تحریر سے اقرار ثابت نہیں ہوگا اور جس نے یہ تحریر دیکھی ہے اُس کو گواہی دینی بھی جائز نہیں ہاں اگر ان لوگوں سے یہ کہہ دیا کہ تم اس مال کے شاہد رہو تو مال لازم ہوجائے گا اور گواہی دینی جائز۔[7] (خانیہ)

مسئلہ ۶۵ کاغذ پر یہ تحریر لکھی کہ فلاں کا میرے ذمہ اتنا روپیہ ہے مگر یہ تحریر بطور مراسلہ نہیں ہے ایسی تحریر سے اقرار ثابت نہ ہوگا ہاں اگر لوگوں سے کہہ دیا کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے تم اس کے گواہ ہوجاؤ تو ان کا گواہی دینا جائز ہے اور مال لازم ہو جائے گا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۶ ایک تحریر لکھی مگر خود پڑھ کر نہیں سنائی کسی دوسرے شخص نے پڑھ کر گواہوں کو سنائی اور کاتب نے کہہ دیا کہ تم اس کے گواہ ہوجاؤ تو اقرار صحیح ہے اور یہ نہ کہا تو اقرار صحیح نہیں۔[9] (عالمگیری)

---

1 ...... لکھنے والا۔ 2 ...... دستاویز لکھنے والا۔

3 ......"دررالحکام" و "غررالأحکام"، کتاب الاقرار، الجزء الثانی، ص ۳۶۳.

4 ...... خط و کتابت کے طور پر۔ 5 ...... پھاڑ ڈالی ٹکڑے ٹکڑے کردی۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً... إلخ، ج ٤، ص ١٦٦.

7 ......"الفتاوی الخانية"، کتاب الاقرار، فصل فیما یکون اقرارا، ج ٢، ص ٢٠٠.

8 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً... إلخ، ج ٤، ص ١٦٧.

9 ...... المرجع السابق، ص ١٦٦، ١٦٧.

مسئلہ ۶۷ لوگوں کے سامنے ایک تحریر لکھی اور حاضرین سے کہا کہ تم اس پر مہر یا دستخط کردو یہ نہیں کہا کہ گواہ ہوجاؤ یہ اقرار صحیح نہیں اور اُن لوگوں کو گواہی دینا بھی جائز نہیں۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۶۸ ایک شخص نے ایک دستاویز پڑھ کر سنائی جس میں اُس نے کسی کے لیے مال کا اقرار کیا تھا سننے والوں نے کہا کیا ہم اُس مال کے گواہ ہوجائیں جو اس دستاویز میں لکھا ہے اُس نے کہا ہاں یہ ہاں کہنا اقرار ہے اور سننے والے کو شہادت دینی جائز۔[2] (خانیہ)

مسئلہ ۶۹ روزنامچہ[3] اور بہی[4] میں اگر یہ تحریر ہو کہ فلاں کے میرے ذمہ اتنے روپے ہیں یہ تحریر مرسوم قرار پائیگی اس کے لیے گواہ کرنا شرط نہیں یعنی بغیر گواہ بنائے ہوئے بھی یہ تحریر اقرار قرار دی جائیگی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۰ ایک شخص نے یہ کہا کہ میں نے اپنی یادداشت (نوٹ بک) میں یا حساب کے کاغذ میں یہ لکھا ہوا پایا میں نے اپنے ہاتھ سے یہ لکھا کہ فلاں کا میرے ذمہ اتنا روپیہ ہے یہ اقرار نہیں ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۱ تاجر کی یادداشت میں جو کچھ تحریر اُس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے وہ معتبر ہے لہٰذا اگر دوکاندار یہ کہے کہ میں نے اپنی نوٹ بک میں اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا یہ دیکھا یا میں نے اپنے ہاتھ سے اپنی نوٹ بک میں یہ لکھا ہے کہ فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں یہ اقرار مانا جائیگا اور اُس کو ہزار روپے دینے ہوں گے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۲ مدعیٰ علیہ نے قاضی کے سامنے کہا کہ مدعی کی یادداشت (نوٹ بک) میں جو کچھ اُس نے میرے ذمہ اپنے ہاتھ سے لکھا ہو اسکو میں اپنے ذمہ لازم کیے لیتا ہوں یہ اقرار نہیں ہے۔[8] (شرنبلالی)

متعدد مرتبہ اقرار کرنا

مسئلہ ۷۳ چند مرتبہ یہ کہا کہ میرے ذمہ فلاں شخص کے ہزار روپے ہیں اگر یہ اقرار کسی دستاویز کا حوالہ دیتے

---

1 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الاقرار، فصل فیما یکون اقراراً، ج۲، ص۲۰۱.

2 ......المرجع السابق، ص۲۰۰، ۲۰۱.

3 ......روزانہ کے حساب کا رجسٹر۔

4 ......تجارت یا دوکانداری کے حساب کا رجسٹر۔

5 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً...إلخ، ج٤، ص١٦٧.

6 ......المرجع السابق.

7 ......المرجع السابق.

8 ......"غنیة ذوی الاحکام" ھامش علی "دررالحکام"، کتاب الاقرار، الجزء الثانی، ص٣٦٣.

ہوئے کیا یعنی یہ کہا کہ اس دستاویز کی رو سے اُس کے ہزار روپے مجھ پر ہیں تو خواہ یہ اقرار ایک مجلس میں ہوں یا متعدد مجالس میں ہوں دوسری جگہ جن لوگوں کے سامنے اقرار کیا وہی ہوں جن کے سامنے پہلی مرتبہ اقرار کیا تھا یا یہ دوسرے لوگ ہوں بہرحال یہ ایک ہی ہزار کا اقرار ہے یعنی متعدد بار اقرار کرنے سے متعدد اقرار نہیں قرار پائیں گے بلکہ ایک ہی اقرار کی تکرار ہے۔ اور اگر دستاویز کا حوالہ دیتے ہوئے یہ اقرار نہیں ہے تو اگر ایک مجلس میں متعدد مرتبہ اقرار کیا ہے جب بھی ایک ہی اقرار ہے اور دوسرا اقرار دوسری مجلس میں ہے اور اُنھیں لوگوں کے سامنے اقرار کیا ہے جنکے سامنے پہلے اقرار کیا تھا جب بھی ایک ہی اقرار ہے اور اگر دوسری مجلس میں دوسرے دو آدمیوں کے سامنے اقرار کیا ہے اور ہزار روپے اس کے ذمہ ہونے کا کوئی سبب نہیں بیان کیا تو دو اقرار ہیں یعنی مُقِر پر[1] دو ہزار واجب ہیں اور اگر دونوں اقراروں کا سبب ایک ہی ہے مثلاً فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں فلاں چیز کے دام[2] تو کتنے ہی مرتبہ اقرار کرے ایک ہی ہزار واجب ہونگے اور اگر ہر اقرار کا سبب جدا جدا ہے ایک مرتبہ ثمن بتایا ایک مرتبہ اُس سے قرض لینا کہا تو ہر ایک کا اقرار جدا جدا ہے اور جتنے اقرار اُتنا مال لازم۔[3] (درر، غرر، درمختار)

مسئلہ ۷۴: ایک مرتبہ گواہوں کے سامنے اقرار کیا دوسری مرتبہ قاضی کے سامنے اقرار کیا یا پہلے قاضی کے سامنے پھر گواہوں کے سامنے یا قاضی کے سامنے کئی مرتبہ اقرار کیا یہ سب ایک ہی اقرار ہیں یعنی ایک ہی ہزار واجب ہوں گے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۷۵: اقرار کیا پھر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے جھوٹا اقرار کیا خواہ مجبوری و اضطرار کی وجہ سے جھوٹ بولنا کہتا ہو یا بغیر مجبوری، مُقِرلہ پر یہ حلف دیا جائے گا[5] کہ مُقِر اپنے اقرار میں کاذِب[6] نہ تھا۔ یوہیں اگر مُقِر مرگیا ہے اُس کے ورثہ یہ کہتے ہیں کہ مُقِر نے جھوٹا اقرار کیا تو مُقِرلہ پر حلف دیا جائے گا اور اگر مُقِرلہ مرگیا اس کے ورثہ پر مُقِر نے دعویٰ کیا کہ میں نے جھوٹا اقرار کیا تو ورثۂ مُقِرلہ پر[7] حلف دیا جائے گا مگر یہ لوگ یوں قسم کھائیں گے کہ ہمارے علم میں یہ نہیں ہے کہ اس نے جھوٹا اقرار کیا ہے۔[8] (درمختار)

---

1 ......اقرار کرنے والے پر۔ 2 ......قیمت۔

3 ......"دررالحکام" و "غررالأحکام"، کتاب الاقرار، الجزء الثانی، ص ۳۶۳.

و "الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص ۴۲۵.

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص ۴۲۶.

5 ......یعنی اس سے قسم لی جائے گی 6 ......جھوٹا۔ 7 ......جس کے لیے اقرار کیا اُس کے وارثوں پر۔

8 ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص ۴۲۷.

اقرار وارث بعد موت مورث

مسئلہ ۱ ورثہ میں سے ایک نے یہ اقرار کیا کہ میّت پر اتنا فلاں شخص کا دین ہے اور باقی ورثہ نے انکار کیا ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ کل دین اس مُقِر کے حصے سے اگر وصول کیا جاسکے وصول کیا جائے اور بعض علما یہ کہتے ہیں کہ دین کا جتنا جز اس کے حصہ میں آتا ہے اُس کے متعلق اسکا اقرار صحیح ہے اور اگر اس مُقِر اور ایک دوسرے شخص نے شہادت[1] دی کہ میّت پر اتنا فلاں کا دَین[2] تھا اس کی گواہی مقبول ہے اور کل ترکہ سے یہ دین وصول کیا جائے گا۔[3] (درر، غرر، ردالمحتار)

مسئلہ ۲ ایک شخص مرگیا اور ایک ہزار روپے اور ایک بیٹا چھوڑا بیٹے نے یہ اقرار کیا کہ زید کے میرے باپ کے ذمہ ایک ہزار روپے ہیں اور ایک ہزار عمرو کے ہیں اگر یہ دونوں باتیں متصلاً[4] کہیں تو زید و عمرو دونوں ان ہزار روپے میں سے پانسو لے لیں اور اگر دونوں باتوں میں فصل ہو یعنی زید کے لیے اقرار کرنے کے بعد خاموش رہا پھر عمرو کے لیے اقرار کیا تو زید مقدم ہے مگر زید کو اگر قاضی کے حکم سے ہزار روپے دیے تو عمرو کو کچھ نہیں ملے گا اور بطور خود دے دیے تو عمرو کو اپنے پاس سے پانسو دے اور اگر بیٹے نے یہ کہا کہ یہ ہزار روپے میرے باپ کے پاس زید کی امانت تھے اور عمرو کے اُس کے ذمہ ایک ہزار دَین ہیں اور دونوں باتوں میں فاصلہ نہ ہو تو امانت کو دَین پر مقدم کیا جائے اور اگر پہلے دَین کا اقرار کیا اور بعد میں متصلاً امانت کا تو دونوں برابر برابر بانٹ لیں۔[5] (مبسوط)

مسئلہ ۳ ایک شخص نے کہا یہ ہزار روپے جو تمھارے والد نے چھوڑے ہیں میں نے اُن کے پاس بطور امانت رکھے تھے دوسرے شخص نے کہا تمھارے باپ پر میرے ہزار روپے دَین ہیں بیٹے نے دونوں سے مخاطب ہوکر یہ کہا کہ تم دونوں سچ کہتے ہو تو دونوں برابر برابر بانٹ لیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴ ایک شخص مرگیا دو بیٹے وارث چھوڑے اور دو ہزار ترکہ ہے ایک ایک ہزار دونوں نے لے لیے پھر دو شخصوں نے دعویٰ کیا ہر ایک کا یہ دعویٰ ہے کہ تمھارے باپ کے ذمہ میرے ایک ہزار دَین ہیں ایک مدعی کی دونوں بیٹوں نے تصدیق کی

---

1 ......گواہی۔ 2 ......قرض۔

3 ......"دررالحکام" و "غررالأحکام"، کتاب الاقرار، الجزء الثانی، ص۳۶۳.

و "ردالمحتار"، کتاب الاقرار، ج۸، ص۴۲۳، ۴۲۴.

4 ......کسی کلام یا فاصلہ کے بغیر، فوراً۔

5 ......"المبسوط" للسرخسی، باب اقرارالوارث بالدَّین، ج۹، الجزء الثامن عشر، ص۴۷۔۴۹.

6 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الاقرار، الباب السابع فی اقرارالوارث...إلخ، ج۴، ص۱۸۵.

اور دوسرے کی فقط ایک نے تصدیق کی مگر اس نے دونوں کے لیے ایک ساتھ اقرار کیا یعنی یہ کہا کہ تم دونوں سچ کہتے ہو جسکی دونوں نے تصدیق کی ہے وہ دونوں سے پان پانسو لے گا اور دوسرا فقط اسی سے پانسو لے گا جس نے اسکی تصدیق کی ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵ ایک شخص مرگیا اور اُس کے ہزار روپے کسی کے ذمہ باقی ہیں اُس نے دو بیٹے وارث چھوڑے ان کے سوا کوئی اور وارث نہیں مدیون یہ کہتا ہے کہ تمھارے باپ کو میں نے پانسو روپے دے دیے تھے میرے ذمہ صرف پانسو باقی ہیں، ایک بیٹے نے اُس کی تصدیق کی دوسرے نے تکذیب، جس نے تکذیب کی ہے وہ مدیون سے پانسو روپے جو باقی ہیں وصول کریگا اور جس نے تصدیق کی ہے اُسے کچھ نہیں ملے گا۔ اور اگر مدیون نے یہ کہا کہ مرنے والے کو میں نے پورے ہزار روپے دے دیے تھے اب میرے ذمہ کچھ باقی نہیں ایک نے اسکی تصدیق کی دوسرے نے تکذیب تو تکذیب کرنے والا مدیون سے پانسو وصول کرسکتا ہے اور تصدیق کرنے والا کچھ نہیں لے سکتا ہاں مدیون اُس تکذیب کرنے والے کو یہ حلف دے سکتا ہے کہ قسم کھائے کہ میرے علم میں یہ بات نہیں کہ میرے باپ نے پورے ہزار روپے تم سے وصول کرلیے اس نے قسم کھا کر مدیون سے پانسو روپے وصول کرلیے اور فرض کرو ان کے باپ نے ایک ہزار روپے اور چھوڑے ہیں جو دونوں بھائیوں پر برابر تقسیم ہوگئے تو مدیون اُس تصدیق کرنے والے سے اُس کے حصہ کے پانسو جو ملے ہیں وصول کرسکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ٦ ایک شخص مرا اور ایک بیٹا وارث چھوڑا اور ایک ہزار روپے چھوڑے اُس میّت پر کسی نے ایک ہزار کا دعویٰ کیا بیٹے نے اُس کا اقرار کرلیا اور وہ ہزار روپے اُسے دے دیے اس کے بعد دوسرے شخص نے میت پر ہزار روپے کا دعویٰ کیا بیٹے نے اس سے انکار کیا مگر پہلے مدعی نے اس کی تصدیق کی اور دوسرے مدعی نے پہلے مدعی کے دَین کا انکار کیا یہ انکار بیکار ہے دونوں مدعی اُس ہزار کو برابر برابر تقسیم کرلیں۔[3] (عالمگیری)

استثنا اور اس کے متعلقات کا بیان

استثنا کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مستثنیٰ کے نکالنے کے بعد جو کچھ باقی بچتا ہے وہ کہا گیا مثلاً یہ کہا کہ فلاں کے میرے ذمہ دس روپے ہیں مگر تین اسکا حاصل یہ ہوا کہ سات روپے ہیں۔[4]

---

1 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الاقرار، الباب السابع فی اقرار الوارث...إلخ، ج٤، ص ١٨٥.

2 ......المرجع السابق، ص١٨٦، ١٨٧. 3 ...... المرجع السابق، ص١٨٧.

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، باب الاستثناء...إلخ، ج٨، ص ٤٢٨.

مسئلہ ۱ استثنا میں شرط یہ ہے کہ کلام سابق کے ساتھ متصل ہو یعنی بلاضرورت بیچ میں فاصلہ نہ ہو اور ضرورت کی وجہ سے فاصلہ ہو جائے اس کا اعتبار نہیں مثلاً سانس ٹوٹ گئی کھانسی آ گئی کسی نے مونھ بند کر دیا۔ بیچ میں ندا کا آ جانا بھی فاصل نہیں قرار دیا جائے گا مثلاً میرے ذمہ ایک ہزار ہیں اے فلاں مگر دس یہ استثنا صحیح ہے جبکہ مُقِرلہ منادیٰ ہو[1] اور اگر یہ کہا میرے ذمہ فلاں کے دس روپے ہیں تم گواہ رہنا مگر تین یہ استثنا صحیح نہیں کُل دینے ہوں گے۔[2] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲ جو کچھ اقرار کیا ہے اُس میں سے بعض کا استثنا صحیح ہے اگرچہ نصف سے زیادہ کا استثنا ہو اور اس کے نکالنے کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ دینا لازم ہوگا اگرچہ یہ استثنا ایسی چیز میں ہو جو قابل تقسیم نہ ہو جیسے غلام، جانور کہ اس میں سے بھی نصف یا کم وبیش کا استثنا صحیح ہے مثلاً ایک تہائی کا استثنا کیا دو تہائیاں لازم ہیں اور دو تہائی کا استثنا کیا ایک تہائی لازم ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳ استثناء مستغرق کہ اس کو نکالنے کے بعد کچھ نہ بچے باطل ہے اگرچہ یہ استثنا ایسی چیز میں ہو جس میں رجوع کا اختیار ہوتا ہے جیسے وصیت کہ اس میں اگرچہ رجوع کر سکتا ہے مگر اس طرح استثنا جس سے کچھ باقی نہ بچے باطل ہے اور پہلے کلام کا جو حکم تھا وہی ثابت رہے گا۔ استثنا مستغرق اُس وقت باطل ہے کہ اُسی لفظ سے استثنا ہو یا اُس کے مساوی سے اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں یعنی لفظ کے اعتبار سے استغراق نہیں ہے اگرچہ واقع میں استغراق ہے تو استثنا باطل نہیں مثلاً یہ کہا کہ میرے مال کی تہائی زید کے لیے ہے مگر ایک ہزار حالانکہ کل تہائی ایک ہی ہزار ہے یہ استثنا صحیح ہے اور زید کسی چیز کا مستحق نہیں ہوگا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴ یہ کہا کہ جتنے روپے اس تھیلی میں ہیں وہ فلاں کے ہیں مگر ایک ہزار کہ یہ میرے ہیں اگر اُس میں ایک ہزار سے زیادہ ہوں تو ایک ہزار اُس کے اور باقی مُقِرلہ کے اور اگر اُس میں ایک ہزار ہی ہیں یا ہزار سے بھی کم ہیں تو جو کچھ ہیں مُقِرلہ کو دیے جائیں گے۔[5] (عالمگیری)

---

1. ......یعنی جس کے لئے اقرار کیا اسی کو پکارا ہو۔
2. ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، باب الاستثناء...إلخ، ج۸، ص ۴۲۸.
و"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخيار والاستثناء والرجوع، ج ٤، ص ١٩٣.
3. ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، باب الاستثناء...إلخ، ج۸، ص ۴۲۹.
4. ......المرجع السابق.
5. ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخيار والاستثناء والرجوع، ج ٤، ص ١٩٣.

مسئلہ ۵ کیلی اور وزنی اور عددی غیر متفاوت[1] کا روپے، اشرفی[2] سے استثنا کرنا صحیح ہے اور قیمت کے لحاظ سے استثنا ہوگا مثلاً کہا زید کا میرے ذمہ ایک روپیہ ہے مگر چار پیسے یا ایک اشرفی ہے مگر ایک روپیہ اور اس صورت میں اگر قیمت کے اعتبار سے برابری ہو جائے جب بھی استثنا صحیح ہے اور کچھ لازم نہ ہوگا اگر ان کے علاوہ دوسری چیزوں کا روپے اشرفی سے استثنا کیا تو وہ صحیح ہی نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۶ استثنا میں دو عدد ہوں اور اُن کے درمیان حرف شک ہو تو جس کی مقدار کم ہو اُسی کو نکالا جائے مثلاً فلاں شخص کے میرے ذمہ ایک ہزار ہیں مگر سو یا پچاس تو ساڑھے نوسو کا اقرار قرار پائے گا۔ اگر مستثنیٰ مجہول ہو یعنی اُس کی مقدار معلوم نہ ہو تو نصف سے زیادہ ثابت کیا جائے گا مثلاً میرے ذمہ اُس کے سو روپے ہیں مگر کچھ کم یہ اکاون روپے کا اقرار ہوگا۔[4] (بحر)

مسئلہ ۷ دو قسم کے مال کا اقرار کیا اور ان دونوں اقراروں کے بعد استثنا کیا اور یہ نہیں بیان کیا کہ مال اوّل سے استثنا ہے یا ثانی سے اگر دونوں مالوں کا مُقِرلہ ایک شخص ہے اور مستثنیٰ[5] مال اوّل کی جنس سے ہے تو مال اوّل سے استثنا قرار پائے گا مثلاً میرے ذمہ زید کے سو روپے ہیں اور ایک اشرفی مگر ایک روپیہ، تو ننانوے روپے اور ایک اشرفی لازم ہوگی اور اگر مُقِرلہ دو شخص ہیں تو استثنا کا تعلق مال ثانی سے ہوگا اگرچہ مستثنیٰ مال اوّل کی جنس سے ہو مثلاً یہ کہا کہ میرے ذمہ زید کے سو روپے ہیں اور عمرو کی ایک اشرفی ہے مگر ایک روپیہ تو عمرو کی اشرفی میں سے ایک روپیہ کا استثنا قرار پائے گا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۸ یہ کہا کہ فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں اور سو اشرفیاں مگر ایک سو روپے اور دس اشرفیاں تو نوسو روپے اور نوے اشرفیاں لازم ہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۹ استثنا کے بعد استثنا ہو تو استثناء اوّل نفی ہے اور استثناء دوم اثبات مثلاً یہ کہا کہ فلاں کے میرے ذمہ دس روپے ہیں مگر نو مگر آٹھ تو نو روپے لازم ہوں گے اور اگر کہا کہ دس روپے ہیں مگر تین مگر ایک تو آٹھ لازم ہوں گے اور اگر کہا دس ہیں مگر سات مگر پانچ مگر تین مگر ایک تو آخر والے کو اُوس کے پہلے والے عدد سے نکالو پھر مابقی کو اوس کے پہلے والے سے وعلیٰ ہذا القیاس یعنی تین میں سے ایک نکالا دو رہے پھر دو کو پانچ سے نکالا تین رہے پھر تین کو سات سے نکالا چار رہے اور چار کو دس

---

1 ......عدد سے بکنے والی وہ اشیاء جن میں زیادہ فرق نہ ہو۔
2 ......سونے کا سکہ۔
3 ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، باب الاستثناء...إلخ، ج۸، ص۴۲۹.
4 ......"البحرالرائق"، کتاب الاقرار، باب الاستثناء...إلخ، ج۷، ص ۴۲۸.
5 ......جس کا استثناء کیا گیا۔
6 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الاقرار، الباب العاشر في الخيار والاستثناء والرجوع، ج۴، ص ۱۹۲.
7 ......المرجع السابق.

سے نکالا چھ باقی رہے لہٰذا چھ کا اقرار ہوا اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ پہلا عدد دہنی طرف رکھو دوسرا بائیں طرف، پھر تیسرا دہنی طرف اور چوتھا بائیں طرف، وعلیٰ ہٰذ القیاس اور دونوں طرف کے عدد کو جمع کرلو، بائیں طرف کے مجموعہ کو دہنی طرف کے مجموعہ سے خارج کرو جو کچھ باقی رہا اوس کا اقرار ہے مثلاً صورت مذکورہ میں یوں کریں۔ [1] (عالمگیری)

۱۰-۷

۵-۳

۱-

۱۶- ۱۰=۶

مسئلہ ۱۰ دو استثنا جمع ہوں اور استثناء دوم مستغرق ہو تو پہلا صحیح ہے اور دوسرا باطل مثلاً یہ کہا کہ اُس کے مجھ پر دس روپے ہیں مگر پانچ مگر دس تو پانچ کا دینا لازم ہے اور اگر پہلا مستغرق ہے دوسرا نہیں مثلاً میرے ذمہ دس ہیں مگر دس مگر پانچ تو دونوں صحیح ہیں یعنی پانچ کو دس سے نکالا پانچ بچے پھر پانچ کو دس سے نکالا پانچ رہے بس پانچ کا اقرار ہوا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱ اقرار کے ساتھ ان شاءاللہ کہہ دینے سے اقرار باطل ہو جائے گا۔ یو ہیں کسی کے چاہنے پر اقرار کو معلق کیا مثلاً میرے ذمہ یہ ہے اگر فلاں چاہے اگرچہ یہ شخص کہتا ہو کہ میں چاہتا ہوں مجھے منظور ہے۔ یو ہیں کسی ایسی شرط پر معلق کرنا جس کے ہونے نہ ہونے دونوں باتوں کا احتمال ہو اقرار کو باطل کر دیتا ہے یعنی اگر وہ شرط پائی جائے جب بھی اقرار لازم نہ ہوگا۔ اور اگر ایسی شرط پر معلق کیا جو لامحالہ [3] ہو ہی گی جیسے اگر میں مر جاؤں تو فلاں کا میرے ذمہ ہزار روپیہ ہے ایسی شرط سے اقرار باطل نہیں ہوتا بلکہ تعلیق [4] ہی باطل ہے اور اقرار منجز ہے وہ شرط پائی جائے یا نہ پائی جائے یعنی ابھی وہ چیز لازم ہے اور اگر شرط میں میعاد کا ذکر ہو مثلاً جب فلاں مہینہ شروع ہوگا تو میرے ذمہ فلاں شخص کے اتنے روپے لازم ہوں گے اس صورت میں بھی فوراً لازم ہے اور میعاد کے متعلق مُقِر لہ [5] کو حلف دیا جائے گا۔ [6] (درمختار، بحر)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب العاشرفي الخيار والإستثناء والرجوع ،ج٤،ص ١٩٤.

2 ...... المرجع السابق.

3 ......یعنی یقیناً۔ 4 ......کسی چیز پر معلق کرنا، مشروط کرنا۔ 5 ......جس کے لئے اقرار کیا گیا۔

6 ......"البحرالرائق"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء...إلخ،ج٧،ص٤٢٨.

و "الدرالمختار" ، كتاب الاقرار، باب الإستثناء...إلخ،ج٨،ص ٤٣١.

مسئلہ ۱۲ فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں اگر وہ قسم کھائے یا بشرطیکہ وہ قسم کھالے اُس نے قسم کھالی مگر مقر[1] انکار کرتا ہے تو اُس مال کا مطالبہ نہیں ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳ مقر نے دعویٰ کیا کہ میں نے اقرار کو معلق بالشرط کیا تھا یعنی اُس کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ کہہ دیا تھا لہٰذا مجھ پر کچھ لازم نہیں میرا اقرار باطل ہے اگر یہ دعویٰ انکار کے بعد ہے یعنی مقرلہ نے اُس پر دعویٰ کیا اور اس کا اقرار کرنا بیان کیا اس نے اپنے اقرار سے انکار کیا مدعی[3] نے گواہوں سے اقرار کرنا ثابت کیا اب مقر نے یہ کہا تو بغیر گواہوں کے مقر کی بات نہیں مانی جائے گی اور اگر مقر نے شروع ہی میں یہ کہہ دیا کہ میں نے اقرار کیا تھا اور اُس کے ساتھ ان شاء اللہ بھی کہہ دیا تھا تو اس کے قول کی تصدیق کی جائے گی۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴ فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں مگر یہ کہ مجھے اس کے سوا کچھ دوسری بات ظاہر ہو یا سمجھ میں آئے یہ اقرار باطل ہے۔[5] (شرنبلالی)

مسئلہ ۱۵ پورے مکان کا اقرار کیا اُس میں سے ایک کمرہ کا استثنا کیا یہ استثنا صحیح ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۶ یہ انگوٹھی فلاں کی ہے مگر اس میں کا نگینہ میرا ہے یا یہ باغ فلاں کا ہے مگر یہ درخت اس میں میرا ہے یہ لونڈی فلاں کی ہے مگر اس کے گلے کا یہ طوق میرا ہے ان سب صورتوں میں استثنا صحیح نہیں مقصد یہ ہے کہ توابع شے کا استثنا صحیح نہیں ہوتا۔[7] (درر، غرر)

مسئلہ ۱۷ میں نے فلاں سے ایک غلام خریدا جس پر ابھی قبضہ نہیں کیا ہے اوس کا ثمن ایک ہزار میرے ذمہ ہے اگر معین غلام کو ذکر کیا ہے تو مقرلہ سے کہا جائے گا وہ غلام دے دو اور ہزار روپے لے لو ورنہ کچھ نہیں ملے گا۔ دوسری صورت یہاں یہ ہے کہ مقرلہ یہ کہتا ہے وہ غلام تمہارا ہی غلام ہے اسے میں نے کب بیچا ہے میں نے تو دوسرا غلام بیچا تھا جس پر قبضہ بھی دیدیا

---

1 ......اقرار کرنے والا۔

2 ......"الفتاوی الھندیة"،کتاب الاقرار،الباب الثانی فی بیان مایکون اقراراً ومالایکون ،ج٤،ص١٦٢.

3 ......دعویٰ کرنے والا۔

4 ...... "الدرالمختار"و"ردالمحتار"،کتاب الاقرار، باب الإستثناء وما فی معناہ،ج٨،ص٤٣١.

5 ......"غنیةذوی الأحکام "ھامش علی"دررالحکام"،کتاب الاقرار، باب الإستثناء ومابمعناہ،الجز الثانی،ص٣٦٤.

6 ......"الدرالمختار"،کتاب الاقرار، باب الإستثناء وما فی معناہ،ج٨،ص٤٣١.

7 ......"دررالحکام"و"غررالأحکام"،کتاب الاقرار، باب الإستثناء ومابمعناہ،الجز الثانی،ص٣٦٥.

اس صورت میں ہزار روپے جن کا اقرار کیا ہے دینے لازم ہیں کہ جس چیز کے معاوضہ میں اُس نے دینا بتایا تھا جب اُسے مل گئی تو روپے دینے ہی ہیں سبب کے اختلاف کی طرف توجہ نہیں ہوگی۔ تیسری صورت یہ ہے کہ مقرلہ کہتا ہے یہ غلام میرا غلام ہے اسے میں نے تیرے ہاتھ بیچا ہی نہیں اس کا حکم یہ ہے کہ مقر پر کچھ لازم نہیں کیونکہ جس کے مقابل میں اقرار کیا تھا وہ چیز ہی نہیں ملی اور اگر مقرلہ اپنے اُس جواب مذکور کے ساتھ اتنا اور اضافہ کردے کہ میں نے تمہارے ہاتھ دوسرا غلام بیچا تھا اس کا حکم یہ ہے کہ مقر و مقرلہ[1] دونوں پر حلف[2] ہے کیونکہ دونوں مدعی ہیں اور دونوں منکر ہیں اگر دونوں قسم کھا جائیں مال باطل ہو جائے گا یعنی نہ اِس کو کچھ دینا ہوگا اور نہ اُس کو، یہ تمام صورتیں معین غلام کی ہیں۔ اور اگر مقر نے معین نہیں کیا بلکہ یہ کہتا ہے کہ میں نے ایک غلام تم سے خریدا تھا مقر پر ہزار روپے دینا لازم ہے اور اُس کا یہ کہنا کہ میں نے اُس پر قبضہ نہیں کیا ہے قابلِ تصدیق نہیں، چاہے اس جملہ کو کلام سابق سے[3] متصل بولا ہو یا بیچ میں فاصلہ ہوگیا ہو دونوں کا ایک حکم ہے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۸ یہ چیز مجھے زید نے دی ہے اور یہ عمرو[5] کی ہے اگر زید نے بھی یہ اقرار کیا کہ وہ عمرو کی ہے اور عمرو کی اجازت سے میں نے دی ہے اور عمرو بھی زید کی تصدیق کرتا ہے تو اُسے اختیار ہے کہ وہ چیز زید کو واپس دے یا عمرو کو، جس کو چاہے دے سکتا ہے اور اگر عمرو کہتا ہے میں نے زید کو چیز دینے کی اجازت نہیں دی تھی تو زید کو واپس نہ دے اور یہ مقر زید کو تاوان بھی نہیں دے گا۔ اور اگر زید و عمرو دونوں اُس چیز کو اپنی مِلک بتاتے ہوں تو مقر یہ چیز زید کو دے کہ زید ہی نے اُسے دی ہے اور زید کو دیدینے سے یہ شخص بری ہوگیا زید مالک ہو یا نہ ہو۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹ فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں وہ شراب یا خنزیر کی قیمت کے ہیں یا مردار یا خون کی بیع کے دام[7] ہیں یا جوئے میں مجھ پر یہ لازم ہوئے ان سب صورتوں میں جبکہ مقر نے ایسی چیز ذکر کردی جس کی وجہ سے مطالبہ ہو ہی نہیں سکتا مثلاً شراب و خنزیر کے ثمن کا مطالبہ کہ یہ باطل ہے لہٰذا اس چیز کے ذکر کرنے کے معنی یہ ہیں کہ مقر اپنے اقرار سے رجوع کرتا ہے۔ کہنے کو تو ہزار روپے کہہ دیا اور فوراً اوس کو دفع کرنے کی ترکیب یہ نکالی کہ ایسی چیز ذکر کردی جس کی وجہ سے دینا ہی نہ پڑے اور اقرار کے بعد رجوع نہیں کرسکتا لہٰذا ان صورتوں میں ہزار روپے مقر پر لازم ہیں ہاں اگر مقر نے گواہوں سے

---

1 ...... جس کے لیے اقرار کیا گیا ہے۔ 2 ...... قسم اُٹھانا۔ 3 ...... پہلے کلام سے۔

4 ...... "الهداية"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء وما في معناه، ج ٢، ص ١٨٣.

5 ...... اسے عَمْر پڑھتے ہیں اس میں واو صرف لکھا جاتا ہے پڑھا نہیں جاتا۔

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الحادى عشر في اقرار الرجل... إلخ، ج ٤، ص ١٩٦.

7 ...... قیمت۔

ثابت کیا کہ جن روپوں کا اقرار کیا ہے وہ اُسی قسم کے ہیں جس کو مقر نے بیان کیا ہے یا خود مقرلہ نے مقر کی تصدیق کی تو مقر پر کچھ لازم نہیں۔[1] (ہدایہ، درمختار)

مسئلہ ۲۰ میرے ذمہ فلاں شخص کے ہزار روپے حرام کے ہیں یا سود کے ہیں اس صورت میں بھی روپے لازم ہیں اور اگر یہ کہا کہ ہزار روپے زور[2] یا باطل کے ہیں اور مقرلہ تکذیب کرتا ہے[3] تو لازم اور تصدیق کرتا ہے تو لازم نہیں۔[4] (بحرالرائق)

مسئلہ ۲۱ یہ اقرار کیا کہ میں نے سامان خریدا تھا اُسکے ثمن کے روپے مجھ پر ہیں یا میں نے فلاں سے قرض لیا تھا اُس کے روپے میرے ذمہ ہیں اسکے بعد یہ کہتا ہے وہ کھوٹے روپے ہیں یا جست[5] کے سکّے ہیں یا اُن پیسوں کا چلن اب بند ہے ان سب صورتوں میں اچھے روپے دینے ہوں گے۔ اُس نے یہ کلام پہلے جملہ کے ساتھ وصل کیا ہو[6] یا فصل کیا ہو[7] کیونکہ یہ رجوع ہے اور اگر یوں کہا کہ فلاں شخص کے میرے ذمہ اتنے روپے کھوٹے ہیں اور وجوب کا سبب نہ بتایا ہو تو جس طرح کے کہتا ہے ویسے ہی واجب ہیں۔ اور اگر یہ اقرار کیا کہ اُس کے میرے ذمہ ہزار روپے غصب یا امانت کے ہیں پھر کہتا ہے وہ کھوٹے ہیں مقر کی تصدیق کی جائے گی اس جملہ کو وصل کے ساتھ کہے یا فصل کے ساتھ کیونکہ غصب کرنے والا کھرے کھوٹے کا امتیاز نہیں کرتا اور امانت رکھنے والے کے پاس جیسی چیز ہوتی ہے رکھتا ہے۔ غصب یا ودیعت[8] کے اقرار میں اگر یہ کہتا ہے کہ جست کے وہ روپے ہیں اور وصل کے ساتھ کہا تو مقبول ہے اور فصل کرکے کہا تو مقبول نہیں۔[9] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۲۲ بیع تلجیہ کا اقرار کیا یعنی میں نے ظاہر طور پر بیع کی تھی حقیقت میں بیع مقصود نہ تھی اگر مقرلہ نے اس کی تکذیب کی تو بیع لازم ہوگی ورنہ نہیں۔[10] (درمختار)

---

1 ......"الهداية"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء وما في معناه، ج٢، ص١٨٣.

و"الدرالمختار"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء وما في معناه، ج٨، ص٤٣٣.

2 ......یعنی ظلماً یا زبردستی کے روپے۔

3 ......جھٹلاتا ہے۔

4 ......"البحرالرائق"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء وما في معناه، ج٧، ص٤٣٠.

5 ......ایک سخت نیلے رنگ کی دھات۔

6 ......ملایا ہو یعنی پہلے جملے کے ساتھ فوراً بولا ہو۔

7 ......الگ کیا ہو یعنی درمیان میں کوئی اور کلام کیا ہو یا کچھ دیر بعد کہا ہو۔

8 ......امانت۔

9 ......"الدرالمختار"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء وما في معناه، ج٨، ص٤٣٣.

و"البحرالرائق"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء وما في معناه، ج٧، ص٤٣٠.

10 ......"الدرالمختار"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء وما في معناه، ج٨، ص٤٣٣.

مسئلہ ۲۳: یہ اقرار کیا کہ فلاں کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں پھر کہتا ہے یہ اقرار میں نے تلجئہ کے طور پر کیا مقرلہ کہتا ہے واقع میں تمہارے ذمہ ہزار ہیں اگر مقرلہ نے اس سے پہلے تلجئہ کا اقرار نہ کیا ہو تو مقر کو مال دینا ہی ہوگا اور اگر مقرلہ تلجئہ کی تصدیق کرلے گا تو کچھ لازم نہ ہوگا۔[1] (عالمگیری)

نکاح و طلاق کا اقرار

مسئلہ ۱: مرد نے اقرار کیا کہ میں نے فلانی عورت سے ہزار روپے میں نکاح کیا پھر مرد نے نکاح سے انکار کردیا اور عورت نے بھی اُس کی تصدیق کی تھی تو نکاح جائز ہے عورت کو مہر بھی ملے گا اور میراث بھی ہاں اگر مہر مقرر مہر مثل سے زائد ہو اور نکاح کا اقرار مرض میں ہوا ہو تو یہ زیادتی باطل ہے۔ اور اگر عورت نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں سے اتنے مہر پر نکاح کیا پھر عورت نے انکار کردیا اگر شوہر نے عورت کی زندگی میں تصدیق کی نکاح ثابت ہوجائے گا اور مرنے کے بعد تصدیق کی تو نہ نکاح ثابت ہوگا نہ شوہر کو میراث ملے گی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: عورت نے مرد سے کہا مجھے طلاق دیدے یا اتنے پر خلع کرلے یا کہا مجھے اتنے روپے کے عوض کل طلاق دیدی یا مجھ سے کل خلع کرلیا یا تو نے مجھ سے ظہار کیا یا ایلا کیا ان سب صورتوں میں نکاح کا اقرار ہے۔ یوہیں مرد نے عورت سے کہا میں نے تجھ سے ظہار کیا ہے یا ایلا کیا ہے یہ مرد کی جانب سے اقرار نکاح ہے اور اگر عورت سے ظہار کے الفاظ کہے یعنی یہ کہ تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے یہ اقرار نکاح نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: عورت نے مرد سے کہا مجھے طلاق دیدے مرد نے کہا تو اپنے نفس کو اختیار کر یا تیرا امر[4] تیرے ہاتھ میں ہے یہ اقرار نکاح ہے اور اگر مرد نے ابتداءً یہ کلام کہا عورت کے جواب میں نہیں کہا تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر یہ کہا تیرا امر طلاق کے بارے میں تیرے ہاتھ میں ہے یہ اقرار ہے اور اگر طلاق کا ذکر نہیں کیا تو اقرار نکاح نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: مرد نے کہا تجھے طلاق ہے یہ اقرار نکاح ہے اور اگر کہا تو مجھ پر حرام ہے یا بائن ہے تو اقرار نکاح نہیں مگر جب

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الخامس عشرفی الاقراربالتلجئة، ج٤، ص٢٠٦.

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب السادس عشرفی الاقراربالنكاح والطلاق والرق، ج٤، ص٢٠٦، ٢٠٧.

3 ......المرجع السابق، ص٢٠٧.

4 ......معاملہ۔

5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب السادس عشرفی الاقراربالنكاح والطلاق والرق، ج٤، ص٢٠٧.

کہ عورت نے طلاق کا سوال کیا ہو اور اس نے اُس کے جواب میں کہا ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵ شوہر نے اقرار کیا کہ میں نے تین مہینے ہوئے اسے طلاق دیدی ہے اور نکاح کو ابھی ایک ہی مہینہ ہوا ہے تو طلاق واقع نہیں ہوئی اور نکاح کو چار مہینے ہوگئے ہیں تو طلاق ہوگئی پھر اس صورت میں اگر عورت شوہر کی تصدیق کرتی ہو تو عدّت اُس وقت سے ہوگی جب سے شوہر طلاق دینا بتاتا ہے اور تکذیب کرتی ہو تو وقت اقرار سے عدّت ہوگی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶ شوہر نے بعد دخول یہ اقرار کیا کہ میں نے دخول سے پہلے طلاق دیدی تھی یہ طلاق واقع ہوگی اور چونکہ قبل دخول طلاق کا اقرار کیا ہے نصف مہر لازم ہوگا اور چونکہ بعد طلاق وطی کی ہے اس سے مہر مثل لازم ہوگا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ مرد نے اقرار کیا کہ میں نے اس عورت کو تین طلاقیں دیدی تھیں اور اس سے قبل کہ عورت دوسرے سے نکاح کرے پھر اُس نے اس سے نکاح کر لیا اور عورت کہتی ہے کہ مجھے طلاق نہیں دی تھی یا میں نے دوسرے سے نکاح کر لیا تھا اور اُس نے وطی[4] بھی کی تھی ان دونوں میں تفریق کر دی جائے گی پھر اگر دخول نہیں کیا ہے تو نصف مہر لازم ہوگا اور دخول کر لیا تو پورا مہر اور نفقۂ عدت[5] بھی لازم ہے۔[6] (عالمگیری)

خرید و فروخت کے متعلق اقرار

مسئلہ ۱ ایک نے دوسرے سے کہا یہ چیز میں نے کل تمہارے ہاتھ بیع کی تم نے قبول نہیں کی اُس نے کہا میں نے قبول کر لی تھی تو قول اسی مشتری کا معتبر ہے اور اگر مشتری نے کہا میں نے یہ چیز تم سے خریدی تھی تم نے قبول نہ کی بائع نے کہا میں نے قبول کی تھی تو قول بائع کا معتبر ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲ یہ اقرار کیا کہ میں نے یہ چیز فلاں کے ہاتھ بیچی اور ثمن وصول پالیا یہ اقرار صحیح ہے اگرچہ ثمن کی مقدار نہ بیان کی ہو اور اگر ثمن کی مقدار بتاتا ہے اور کہتا ہے ثمن نہیں وصول کیا اور مشتری کہتا ہے ثمن لے چکے ہو تو قسم کے ساتھ بائع کا قول معتبر ہوگا اور گواہ مشتری کے معتبر ہوں گے۔[8] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب السادس عشرفي الاقراربالنكاح والطلاق والرق، ج٤، ص٢٠٧.

2 ......المرجع السابق.

3 ......المرجع السابق.

4 ...... ہمبستری، جماع۔

5 ......دورانِ عدت کھانے پینے وغیرہ کا خرچہ۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب السادس عشرفي الاقراربالنكاح والطلاق والرق، ج٤، ص٢٠٧، ٢٠٨.

7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الثامن عشرفي الاقراربالبيع والشراء...إلخ، ج٤، ص٢١٣.

8 ......المرجع السابق، ص٢١٤.

مسئلہ ۳ یہ اقرار کیا کہ میں نے فلاں شخص کے ہاتھ مکان بیچا ہے مگر اُس مکان کو متعین نہیں کیا پھر انکار کردیا وہ اقرار باطل ہے اور اگر مکان کو متعین کردیا مگر ثمن نہیں ذکر کیا یہ اقرار بھی انکار کرنے سے باطل ہوجائے گا اور اگر مکان کے حدود بیان کردیے اور ثمن بھی ذکر کردیا تو بائع پر یہ بیع لازم ہے اگرچہ انکار کرتا ہو اگرچہ گواہان اقرار کو مکان کے حدود معلوم نہ ہوں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ گواہوں سے ثابت ہو کہ وہ مکان جس کے حدود بائع نے بتائے فلاں مکان ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴ یہ کہا کہ میرے ذمہ فلاں کے ہزار روپے فلاں چیز کے ثمن کے ہیں اوس نے کہا ثمن تو کسی چیز کا اُسکے ذمہ نہیں البتہ قرض ہے مقرلہ ہزار لے سکتا ہے اور اگر اتنا کہہ کر کہ ثمن تو بالکل نہیں چاہیے خاموش ہوگیا پھر کہنے لگا اوس کے ذمہ میرے ہزار روپے قرض ہیں تو کچھ نہیں ملے گا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵ یہ اقرار کیا کہ میں نے یہ چیز فلاں کے ہاتھ بیع کی اور ثمن کا ذکر نہیں کیا مشتری کہتا ہے کہ میں نے وہ چیز پانسو میں خریدی ہے بائع کسی شے کے بدلے میں بیچنے سے انکار کرتا ہے تو بائع کو مشتری کے دعوے پر حلف دیا جائے گا محض اقرار اوّل کی وجہ سے بیع لازم نہیں ہوگی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶ یہ اقرار کیا کہ یہ چیز میں نے فلاں کے ہاتھ ایک ہزار میں بیچی ہے اوس نے کہا میں نے تو کسی دام میں بھی نہیں خریدی ہے پھر کہا ہاں ہزار روپے میں خریدی ہے اب بائع کہتا ہے میں نے تمہارے ہاتھ بیچی ہی نہیں اس صورت میں مشتری کا قول معتبر ہے اُن داموں میں چیز کو لے سکتا ہے اور اگر جس وقت مشتری نے خریدنے سے انکار کیا تھا بائع کہہ دیتا کہ سچ کہتے ہو تم نے نہیں خریدی اس کے بعد مشتری کہے کہ میں نے خریدی ہے تو نہ بیع لازم ہوگی، نہ مشتری کے گواہ مقبول ہوں گے۔ اگر بائع مشتری کے خریدنے کی تصدیق کرے تو یہ تصدیق بمنزلۂ بیع[4] مانی جائے گی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ یہ کہا کہ میں نے یہ چیز فلاں کے ہاتھ بیع کی ہی نہیں بلکہ فلاں کے ہاتھ، یہ اقرار باطل ہے البتہ اگر وہ دونوں دعویٰ کرتے ہوں تو اس کو ہر ایک کے مقابل میں حلف اوٹھانا پڑیگا۔[6] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثامن عشر فی الاقرار بالبیع و الشراء...إلخ، ج٤، ص٢١٤.

2 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثامن فی الاختلاف الواقع بین المقر والمقرله، ج٤، ص١٨٨.

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثامن عشر فی الاقرار بالبیع و الشراء...إلخ، ج٤، ص٢١٤.

4 ...... خریدوفروخت کے قائم مقام۔

5 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثامن عشر فی الاقرار بالبیع و الشراء...إلخ، ج٤، ص٢١٤.

6 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۸ وکیل بالبیع [1] نے بیع کا اقرار کرلیا یہ اقرار حق موکل میں [2] بھی صحیح ہے یعنی موکل چیز دینے سے انکار نہیں کرسکتا ثمن موجود ہو یا ہلاک ہو چکا ہو دونوں کا ایک حکم ہے۔ موکل نے اقرار کیا کہ وکیل نے یہ چیز فلاں کے ہاتھ اتنے میں بیع کردی ہے اور وہ مشتری بھی تصدیق کرتا ہے مگر وکیل بیع سے انکار کرتا ہے تو چیز اوتنے ہی دام [3] میں مشتری کی ہوگئی مگر اس کی ذمہ داری موکل پر ہے وکیل سے اس بیع کو کوئی تعلق نہیں۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۹ ایک شخص نے اپنی چیز دوسرے شخص کو بیچنے کے لیے دی موکل مرگیا وکیل کہتا ہے میں نے وہ چیز ہزار روپے میں بیچ ڈالی اور ثمن پر قبضہ بھی کرلیا اگر وہ چیز موجود ہے وکیل کی بات معتبر نہیں اور ہلاک ہوچکی ہے تو معتبر ہے۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰ ایک معین چیز کے خریدنے کا وکیل ہے وکیل اقرار کرتا ہے کہ میں نے وہ چیز سو روپے میں خرید لی بائع بھی یہی کہتا ہے مگر موکل انکار کرتا ہے اس صورت میں وکیل کی بات معتبر ہے اور اگر غیر معین چیز کے خریدنے کا وکیل تھا اور اُسکی جنس وصفت وثمن کی تعیین کردی تھی وکیل کہتا ہے میں نے یہ چیز موکل کے حکم کے موافق خریدی ہے اور موکل انکار کرتا ہے اگر موکل نے ثمن دے دیا تھا تو وکیل کی بات معتبر ہے اور نہیں دیا تھا تو موکل کی۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱ دو شخص بائع ہیں ان میں ایک نے عیب کا اقرار کرلیا دوسرا منکر ہے تو جس نے اقرار کیا ہے اُس پر واپسی ہوسکتی ہے دوسرے پر نہیں ہوسکتی اور اگر بائع ایک ہے مگر اس میں اور دوسرے شخص کے مابین شرکت مفاوضہ ہے بائع نے عیب سے انکار کیا اور شریک اقرار کرتا ہے تو چیز واپس ہوجائے گی۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲ مسلم الیہ [8] نے کہا تم نے دس روپے سے دو من گیہوں [9] میں سلم کیا تھا مگر میں نے وہ روپے نہیں لیے تھے رب السلم [10] کہتا ہے روپے لے لیے تھے اگر فوراً کہا اسکی بات مان لی جائے گی اور کچھ دیر کے بعد کہا مسلم نہیں۔ [11] یوہیں اگر ایک شخص نے کہا تم نے مجھے ہزار روپے قرض دینے کہے تھے مگر دیے نہیں وہ کہتا ہے دے دیے تھے اگر یہ بات فوراً کہی مسلم ہے اور فاصلہ کے بعد کہی معتبر نہیں۔ [12] (عالمگیری)

---

1 ......فروخت کرنے کا وکیل۔ 2 ......وکیل کرنے والے کے حق میں۔ 3 ...... قیمت۔

4 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثامن عشر فی الاقرار بالبیع والشراء...إلخ، ج٤، ص٢١٥.

5 ......المرجع السابق. 6 ......المرجع السابق، ص٢١٦. 7 ......المرجع السابق، ص٢١٧.

8 ......بیع سلم میں بائع کو مسلم الیہ کہتے ہیں۔ 9 ......گندم۔

10 ......بیع سلم میں مشتری کو رب السلم کہتے ہیں۔ 11 ......قابلِ تسلیم نہیں۔

12 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الاقرار، الباب الثامن فی الاختلاف الواقع بین المقر والمقر له، ج٤، ص١٩٠.

مسئلہ ۱۳ مضارب[1] نے مال مضاربت میں دَین[2] کا اقرار کیا اگر مال مضاربت مضارب کے ہاتھ میں ہے مضارب کا اقرار رب المال[3] پر لازم ہوگا اور مضارب کے ہاتھ میں نہیں ہے تو رب المال پر اقرار لازم نہیں ہوگا۔ مزدور کی اجرت، جانور کا کرایہ، دوکان کا کرایہ ان سب چیزوں کا مضارب نے اقرار کیا وہ اقرار رب المال پر لازم ہوگا جبکہ مال مضاربت ابھی تک مضارب کے پاس ہو اور اگر مال دے دیا اور کہہ دیا کہ یہ اپنا راس المال لو اس کے بعد اس قسم کے اقرار بیکار ہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴ مضارب نے ایک ہزار روپے نفع کا اقرار کیا پھر کہتا ہے مجھ سے غلطی ہوگئی پانسو روپے نفع کے ہیں اسکی بات نامعتبر ہے جو کچھ پہلے کہہ چکا ہے اُس کا ضامن ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵ مضارب نے بیع کی ہے مبیع کے عیب کا[6] رب المال نے اقرار کیا مشتری مبیع کو مضارب پر واپس نہیں کرسکتا اور بائع نے اقرار کیا تو دونوں پر لازم ہوگا۔[7] (عالمگیری)

وصی کا اقرار

مسئلہ ۱ وصی نے یہ اقرار کیا کہ میّت کا جو کچھ فلاں کے ذمہ تھا میں نے سب وصول کرلیا اور یہ نہیں بتایا کہ کتنا تھا پھر یہ کہا کہ میں نے سو روپے اُس سے وصول کیے ہیں مدیون[8] کہتا ہے کہ میرے ذمہ میّت کے ہزار روپے تھے اور وصی نے سب وصول کرلیے اگر میّت نے مدیون سے دَین کا معاملہ کیا تھا پھر وصی اور مدیون نے اس طرح اقرار کیا تو مدیون بری ہوگیا یعنی وصی اب اُس سے کچھ نہیں وصول کرسکتا اور وصی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے یعنی وصی سے بھی ورثہ نوسو کا مطالبہ نہیں کرسکتے اور اگر ورثہ نے مدیون کے مقابل میں گواہوں سے اُس کا مدیون ہونا ثابت کیا جب بھی وصی کے اقرار کی وجہ سے مدیون بری ہوگیا مگر وصی پر نوسو روپے تاوان کے واجب ہیں جو ورثہ اُس سے وصول کریں گے۔ اور اگر مدیون نے پہلے ہی

---

[1]......مضاربت پر مال لینے والا۔ [2]......قرض۔ [3]......مضاربت پر مال دینے والا۔

[4]......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب التاسع عشرفی اقرارالمضارب والشريك، ج٤، ص٢١٨.

[5]......المرجع السابق، ص٢١٩.

[6]......جو چیز بیچی گئی اُس کے عیب کا۔

[7]......"الفتاوی الهندية"، كتاب الاقرار، الباب التاسع عشرفی اقرارالمضارب والشريك، ج٤، ص٢١٩.

[8]......مقروض۔

دَین کا اقرار کیا ہے اور یہ کہ وہ ہزار روپے ہے اس کے بعد وصی نے اقرار کیا کہ جو کچھ اس کے ذمہ تھا میں نے سب وصول کرلیا پھر بعد میں یہ کہا کہ میں نے اُس سے سو روپے وصول کیے ہیں تو مدیون بری ہوگیا مگر وصی نو سو اپنے پاس سے ورثہ کو دے۔ یہ تمام باتیں اُس صورت میں ہیں کہ ایک سو وصول کرنے کا اقرار وصی نے فصل کے ساتھ کیا اور اگر یہ اقرار موصول ہو یعنی یوں کہا کہ جو کچھ میّت کا اُس کے ذمہ تھا میں نے سب وصول کرلیا اور وہ سو روپے تھے اور مدیون کہتا ہے کہ سو نہیں بلکہ ہزار تھے اور تم نے سب لے لیے تو وصی کے اس بیان کی تصدیق کی جائے گی اور مدیون سے نو سو کا مطالبہ ہوگا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲ وصی نے ورثہ کا مال بیع کیا اور گواہوں سے ثابت کیا کہ پورا ثمن میں نے وصول کیا اور ثمن سو روپے تھا مشتری کہتا ہے ڈیڑھ سو ثمن تھا وصی کا قول معتبر ہوگا مگر مشتری سے بھی پچاس کا مطالبہ نہ ہوگا اور اگر وصی نے اقرار کیا کہ میں نے سو روپے وصول کیے اور یہی پورا ثمن تھا مشتری کہتا ہے ڈیڑھ سو ثمن تھا تو مشتری پچاس روپے اور دے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳ وصی نے اقرار کیا کہ جو کچھ میّت کا فلاں کے ذمہ تھا میں نے سب وصول کرلیا اور کُل سو روپے تھے مگر گواہوں سے ثابت ہوا کہ اُس کے ذمہ دو سو تھے تو مدیون سے سو روپے وصول کیے جائیں گے وصی اپنے اقرار سے ان کو باطل نہیں کرسکتا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴ وصی نے اقرار کیا کہ لوگوں کے ذمہ میّت کے جو کچھ دیون تھے میں نے سب وصول کرلیے اس کے بعد ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے میں بھی میّت کا مدیون تھا اور مجھ سے بھی وصی نے دَین وصول کیا وصی کہتا ہے نہ میں نے تم سے کچھ لیا ہے اور نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ میّت کا دَین تمہارے ذمہ بھی ہے تو وصی کا قول معتبر ہے اور اس مدیون نے چونکہ دَین کا اقرار کیا ہے اس سے دَین وصول کیا جائے گا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵ وصی نے اقرار کیا کہ فلاں شخص پر میّت کا جو کچھ دَین تھا میں نے سب وصول کرلیا مدیون کہتا ہے کہ مجھ پر ہزار روپے تھے وصی کہتا ہے ہاں ہزار تھے مگر پانسو روپے تم نے میّت کو اُس کی زندگی میں خود اُسے دیے تھے اور پانسو مجھے دیے مدیون کہتا ہے میں نے ہزار تمھیں کو دیے ہیں وصی پر ہزار روپے لازم ہیں مگر ورثہ اُس کو حلف[5] دیں گے۔[6] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب العشرون فی اقرارالوصی بالقبض، ج٤، ص٢٢١، ٢٢٢.

2 ...... المرجع السابق، ص٢٢٢.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... قسم۔

6 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الاقرار، الباب العشرون فی اقرارالوصی بالقبض، ج٤، ص٢٢٣.

مسئلہ ۶ وصی نے اقرار کیا کہ میّت کے مکان میں جو کچھ نقد و اثاثہ[1] تھا میں نے سب پر قبضہ کرلیا اس کے بعد پھر کہتا ہے کہ مکان میں سو روپے تھے اور پانچ کپڑے تھے ورثہ نے گواہوں سے ثابت کیا کہ جس دن مرا تھا مکان میں ہزار روپے اور سو کپڑے تھے وصی اوتنے ہی کا ذمہ دار ہے جتنے پر اُس نے قبضہ کیا جب تک گواہوں سے یہ ثابت نہ ہو کہ اس سے زائد پر قبضہ کیا تھا۔[2] (عالمگیری)

ودیعت و غصب وغیرہ کا اقرار

مسئلہ ۱ یہ اقرار کیا کہ میں نے اس کا ایک کپڑا غصب کیا یا اُس نے میرے پاس کپڑا امانت رکھا اور ایک عیب دار کپڑا لاکر کہتا ہے یہ وہی ہے مالک کہتا ہے یہ وہ نہیں ہے مگر اس کے پاس گواہ نہیں تو قسم کے ساتھ غاصب[3] یا امین کا ہی قول معتبر ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲ یہ کہا کہ میں نے تم سے ہزار روپے امانت کے طور پر لیے اور وہ ہلاک ہوگئے مقرلہ[5] نے کہا نہیں بلکہ تم نے وہ روپے غصب کیے ہیں مُقِر[6] کو تاوان دینا پڑے گا۔ اور اگر یوں اقرار کیا تم نے مجھے ہزار روپے امانت کے طور پر دیے وہ ضائع ہوگئے اور مقرلہ کہتا ہے نہیں بلکہ تم نے غصب کیے تو مقر پر تاوان نہیں اور اگر یوں اقرار کیا کہ میں نے تم سے ہزار روپے امانت کے طور پر لیے اوس نے کہا نہیں بلکہ قرض لیے ہیں یہاں مقر کا قول معتبر ہوگا۔ یہ کہا کہ یہ ہزار روپے میرے فلاں کے پاس امانت رکھے تھے میں لے آیا وہ کہتا ہے نہیں بلکہ وہ میرے روپے تھے جس کو وہ لے گیا تو اوسی کی بات معتبر ہوگی جس کے یہاں سے اس وقت روپے لایا ہے کیونکہ پہلا شخص استحقاق کا مدعی ہے[7] اور یہ منکر ہے لہٰذا روپے موجود ہوں تو وہ واپس کرے ورنہ اونکی قیمت ادا کرے۔[8] (ہدایہ، درمختار)

1 ...... مال واسباب۔

2 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الاقرار، الباب العشرون فی اقرارالوصی بالقبض، ج٤، ص٢٢٣.

3 ......غصب کرنے والا۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، باب الإستثناء ومافی معناہ، ج٨، ص٤٣٣.

5 ......جس کے لیے اقرار کیا۔　6 ......اقرار کرنے والا۔

7 ......اپنا حق ثابت کرنے کا دعویدار ہے۔

8 ......"الھدایۃ"، کتاب الاقرار، باب الإستثناء ومافی معناہ، ج٢، ص١٨٥.

و"الدرالمختار"، کتاب الاقرار، باب الإستثناء ومافی معناہ، ج٨، ص٤٣٣.

مسئلہ ۳: میں نے اپنا یہ گھوڑا فلاں کو کرایہ پر دیا تھا اُس نے سواری لے کر واپس کر دیا یا یہ کپڑا میں نے اوسے عاریت یا کرایہ پر دیا تھا اُس نے پہن کر واپس دے دیا یا میں نے اپنا مکان اُسے سکونت کے لیے دیا تھا اُس نے کچھ دنوں رہ کر واپس کر دیا وہ شخص کہتا ہے نہیں بلکہ یہ چیزیں خود میری ہیں ان سب صورتوں میں مقر کا قول معتبر ہے۔ یوہیں یہ کہتا ہے کہ فلاں سے میں نے اپنا یہ کپڑا اتنی اُجرت پر سلوایا اور اُس پر میں نے قبضہ کر لیا وہ کہتا ہے یہ کپڑا میرا ہی ہے یہاں بھی مقر ہی کا قول معتبر ہے۔[1] (ہدایہ)

مسئلہ ۴: درزی کے پاس کپڑا ہے کہتا ہے یہ کپڑا فلاں کا ہے اور مجھے فلاں شخص (دوسرے کا نام لے کر کہتا ہے) کہ اُس نے دیا ہے اور وہ دونوں اُس کپڑے کے مدعی ہیں تو جس کا نام درزی نے پہلے لیا اسی کو دیا جائے گا یہی حکم دھوبی اور سونار[2] کا ہے اور یہ سب دوسرے کو تاوان بھی نہیں دیں گے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: یہ ہزار روپے میرے پاس زید کی امانت ہیں نہیں بلکہ عمرو[4] کی تو یہ ہزار جو موجود ہیں یہ تو زید کو دے اور اتنے ہی اپنے پاس سے عمرو کو دے کہ جب زید کے لیے اقرار کر چکا تو اُس سے رجوع نہیں کر سکتا۔[5] (درر، غرر) یہ اُس وقت ہے کہ زید بھی اپنے روپے اس کے پاس بتاتا ہو۔

مسئلہ ۶: یہ کہا کہ ہزار روپے زید کے ہیں نہیں بلکہ عمرو کے ہیں اس میں امانت کا لفظ نہیں کہا تو وہ روپے زید کو دے عمرو کا اس پر کچھ واجب نہیں۔ یہ اُس صورت میں ہے کہ معین کا اقرار ہو اور اگر غیر معین شے کا اقرار ہو مثلاً یہ کہا کہ میں نے فلاں کے سو روپے غصب کیے نہیں بلکہ فلاں کے اس صورت میں دونوں کو دینا ہوگا کہ دونوں کے حق میں اقرار صحیح ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۷: ایک نے دوسرے سے کہا میں نے تم سے ایک ہزار بطور امانت لیے تھے اور ایک ہزار غصب کیے تھے امانت کے روپے ضائع ہو گئے اور غصب والے یہ موجود ہیں لے لو، مقرلہ یہ کہتا ہے کہ یہ امانت والے روپے ہیں اور غصب

---

1 ......"الهداية"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء وما في معناه، ج ٢، ص ١٨٥.

2 ......سونے کا کاروبار کرنے والا۔

3 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الاقرار، الباب الحادى عشر في اقرار الرجل... إلخ، ج ٤، ص ١٩٧.

4 ......اسے عَمْرْ پڑھتے ہیں اس میں واو صرف لکھا جاتا ہے پڑھا نہیں جاتا۔

5 ......"درر الحكام" و"غرر الأحكام"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء وما بمعناه، الجزء الثانى، ص ٣٦٧.

6 ......"الدر المختار"، كتاب الاقرار، باب الإستثناء وما في معناه، ج ٨، ص ٤٣٤.

والے ہلاک ہوئے، اس میں مقرلہ کا قول معتبر ہوگا یعنی یہ ہزار بھی لے گا اور ایک ہزار تاوان لے گا۔ یوہیں اگر مقرلہ یہ کہتا ہے کہ نہیں بلکہ تم نے دو ہزار غصب کیے تھے تو مقر[1] سے دونوں ہزار وصول کرے گا۔ اور اگر مقر کے یہ الفاظ تھے کہ تم نے ایک ہزار مجھے بطور امانت دیے تھے اور ایک ہزار میں نے تم سے غصب کیے تھے امانت والے ضائع ہوگئے اور غصب والے یہ موجود ہیں اور مقرلہ[2] یہ کہتا ہے کہ غصب والے ضائع ہوئے تو اس صورت میں مقر کا قول معتبر ہوگا یعنی یہ ہزار جو موجود ہیں لے لے اور تاوان کچھ نہیں۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۸: ایک شخص نے کہا میں نے تم سے ہزار روپے بطور امانت لیے تھے وہ ہلاک ہوگئے دوسرے نے کہا بلکہ تم نے غصب کیے تھے مقر پر تاوان واجب ہے کہ لینے کا اقرار سبب ضمان کا اقرار ہے مگر اس کے ساتھ امانت کا دعویٰ ہے اور مقرلہ اس سے منکر ہے لہٰذا اسی کا قول معتبر اور اگر یہ کہا کہ تم نے مجھے ہزار روپے امانت کے طور پر دیے وہ ہلاک ہوگئے دوسرا یہ کہتا ہے کہ تم نے غصب کیے تھے تو تاوان نہیں کہ اس صورت میں اس نے سبب ضمان کا اقرار ہی نہیں کیا بلکہ دینے کا اقرار ہے اور دینا مقرلہ کا فعل ہے۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۹: یہ کہا کہ فلاں شخص پر میرے ہزار روپے تھے میں نے وصول پائے اس نے کہا تم نے یہ ہزار روپے مجھ سے لیے ہیں اور تمہارا میرے ذمہ کچھ نہیں تھا تم وہ روپے واپس کرو اگر یہ قسم کھا جائے کہ اُس کے ذمہ کچھ نہ تھا تو اُسے واپس کرنے ہوں گے۔ یوہیں اگر اُس نے یہ اقرار کیا تھا کہ میری امانت اُس کے پاس تھی میں نے لے لی یا میں نے ہبہ کیا تھا واپس لے لیا دوسرا کہتا ہے کہ نہ امانت تھی نہ ہبہ تھا وہ میرا مال تھا جو تم نے لے لیا واپس کرنا ہوگا۔[5] (مبسوط)

مسئلہ ۱۰: اقرار کیا کہ یہ ہزار روپے میرے پاس تمہاری ودِیعت[6] ہیں۔ مقرلہ نے جواب میں کہا کہ ودیعت نہیں ہیں بلکہ قرض ہیں یا مبیع کے ثمن ہیں مقر نے کہا کہ نہ ودیعت ہیں نہ دَین[7] اب مقرلہ یہ چاہتا ہے کہ دَین میں اون روپوں کو وصول کرلے نہیں کرسکتا کیونکہ ودِیعت کا اقرار اس کے رد کرنے سے رد ہوگیا اور دَین کا اقرار تھا ہی نہیں لہٰذا معاملہ ختم

---

1 ...... اقرار کرنے والا۔ 2 ...... جس کے لیے اقرار کیا ہے۔

3 ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الاقرار، فصل فیمایکون اقراراً، ج۲، ص۲۰۱.

4 ...... "الهدایة"، کتاب الاقرار، باب الإستثناء ومافی معناه، ج۲، ص۱۸۵.

5 ...... "المبسوط" للسرخسی، باب الاقرار بالاقتضاء، ج۹، الجزء الثامن عشر، ص۱۱۶، ۱۱۷.

6 ...... امانت۔ 7 ...... قرض۔

ہو گیا۔ اور اگر صورت یہ ہے کہ مقر نے ودیعت کا اقرار کیا اور مقرلہ نے کہا کہ ودیعت نہیں بلکہ بعینہٖ یہی روپے میں نے تمہیں قرض دیے ہیں اور مقر نے قرض سے انکار کر دیا تو مقرلہ بعینہٖ یہی روپے لے سکتا ہے اور اگر مقر نے بھی قرض کی تصدیق کر دی تو مقرلہ بعینہٖ یہی روپے نہیں لے سکتا۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۱۱ یہ کہا زید کے گھر میں سے میں نے سو روپے لیے تھے پھر کہا کہ وہ میرے ہی تھے یا یہ کہا کہ وہ روپے عمرو[2] کے تھے وہ روپے صاحب خانہ یعنی زید کو واپس دے اور عمرو کو اپنے پاس سے سو روپے دے۔ یوہیں اگر یہ کہا کہ زید کے صندوق یا اوس کی تھیلی میں سے میں نے سو روپے لیے پھر یہ کہا کہ وہ عمرو کے تھے وہ روپے زید کو دے اور عمرو کے لیے چونکہ اقرار کیا اسے تاوان دے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۲ یہ کہا کہ فلاں کے گھر میں سے میں نے سو روپے لیے پھر کہا اوس مکان میں، میں رہتا تھا یا وہ میرے کرایہ میں تھا اُس کی بات معتبر نہیں یعنی تاوان دینا ہوگا ہاں اگر گواہوں سے اُس میں اپنی سکونت[4] یا کرایہ پر ہونا ثابت کر دے تو ضمان سے بری ہے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۱۳ یہ کہا کہ فلاں کے گھر میں میں نے اپنا کپڑا رکھا تھا پھر لے آیا تو اس کے ذمہ تاوان نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴ یہ کہا کہ فلاں شخص کی زمین کھود کر اُس میں سے ہزار روپے نکال لایا مالک زمین کہتا ہے وہ روپے میرے تھے اور یہ کہتا ہے میرے ہیں، مالکِ زمین کا قول معتبر ہے۔ مالک زمین نے گواہوں سے ثابت کیا کہ فلاں شخص نے اس کی زمین کھود کر ہزار روپے نکال لیے ہیں وہ کہتا ہے میں نے زمین کھودی ہی نہیں یا یہ کہتا ہے کہ وہ روپے میرے تھے وہ روپے مالک زمین کے قرار دیے جائیں گے۔[7] (عالمگیری)

---

1 ...... ''الفتاوی الخانية''، کتاب الاقرار، فصل فيما يكون اقراراً، ج۲، ص۲۰۱.

2 ...... اسے عَمْر پڑھتے ہیں اس میں ''واؤ'' صِرف لکھا جاتا ہے پڑھا نہیں جاتا۔

3 ...... ''الفتاوی الخانية''، کتاب الاقرار، فصل فيما يكون اقراراً، ج۲، ص۲۰۳.

4 ...... رہائش۔

5 ...... ''الفتاوی الخانية''، کتاب الاقرار، فصل فيما يكون اقراراً، ج۲، ص۲۰۳.

6 ...... ''الفتاوی الهندية''، کتاب الاقرار، الباب الثامن فی الاختلاف الواقع بين المقر والمقرله، ج٤، ص۱۸۸.

7 ...... ''الفتاوی الهندية''، کتاب الاقرار، الباب التاسع فی الاقرار بأخذ الشيء من مكان، ج٤، ص۱۹۱.

متفرقات

مسئلہ ۱ زید کے عمرو کے ذمہ دس روپے اور دس اشرفیاں ہیں زید نے کہا میں نے عمرو سے روپے وصول پائے نہیں بلکہ اشرفیاں وصول ہوئیں عمرو کہتا ہے دونوں چیزیں تم نے وصول پائیں تو دونوں کی وصولی قرار دی جائے گی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲ ایک شخص کے دوسرے پر ایک دستاویز کی رو سے دس روپے ہیں اور دس روپے دوسری دستاویز کی رو سے ہیں دائن[2] نے کہا میں نے مدیون[3] سے دس روپے اس دستاویز والے وصول پائے نہیں بلکہ اس دستاویز والے وصول پائے دس ہی روپے کی وصولی اقرار پائے گی اختیار ہے کہ جس دستاویز والے چاہے قرار دے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳ زید کے عمرو کے ذمہ سو روپے ہیں اور بکر کے ذمہ سو روپے ہیں اور عمرو و بکر ہر ایک دوسرے کا کفیل[5] ہے۔ زید نے اقرار کیا میں نے عمرو سے دس روپے وصول پائے نہیں بلکہ بکر سے تو عمرو و بکر دونوں سے دس دس روپے وصول کرنے کا اقرار قرار پائے گا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار روپے ہیں دائن نے کہا تم نے اوس میں سے سو روپے مجھے اپنے ہاتھ سے دیے نہیں بلکہ خادم کے ہاتھ بھیجے تو یہ سو ہی کا اقرار ہے اور اگر ان روپوں کا کوئی شخص کفیل ہے اور دائن نے یہ کہا کہ تم سے میں نے سو روپے وصول پائے نہیں بلکہ تمھارے کفیل سے تو ہر ایک سے سو سو روپے لینے کا اقرار ہے اور اگر دائن اون دونوں پر حلف دینا چاہے، نہیں دے سکتا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۵ دائن نے مدیون سے کہا سو روپے تم سے وصول ہو چکے مدیون نے کہا اور دس روپے میں نے تمہارے پاس بھیجے تھے اور دس روپے کا کپڑا تمہارے ہاتھ فروخت کیا ہے دائن نے کہا تم سچ کہتے ہو یہ سب اونھیں سو میں ہیں دائن

---

1 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الاقرار، الباب العاشر في الخيار والإستثناء والرجوع، ج٤، ص١٩٦.

2 ......قرض دینے والا۔ 3 ......مقروض۔

4 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الاقرار، الباب العاشر في الخيار والإستثناء والرجوع، ج٤، ص١٩٦.

5 ......ضامن۔

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الاقرار، الباب العاشر في الخيار والإستثناء والرجوع، ج٤، ص١٩٦.

7 ......المرجع السابق.

کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶ ایک شخص نے دوسرے سے کوئی چیز خریدی بائع[2] نے کہا میں نے مشتری[3] سے ثمن لے لیا پھر بائع نے کہا مشتری کے میرے ذمہ روپے تھے اُس سے میں نے مقاصہ (ادلا بدلا) کرلیا بائع کی بات نہیں مانی جائے گی۔ اور اگر بائع نے پہلے یہ کہا کہ مشتری کے روپے میرے ذمہ تھے اُس سے میں نے مقاصہ کرلیا اور بعد میں یہ کہا کہ ثمن کے روپے مشتری سے لے لیے تو بائع کا قول معتبر ہے۔ یوہیں اگر بائع نے یہ کہا کہ ثمن کے روپے وصول ہوگئے یا وہ ثمن کے روپے سے بری ہوگیا پھر کہتا ہے میں نے مقاصہ کرلیا تو اُس کی بات مان لی جائے گی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ مقرلہ ایک شخص ہے اور مقر نے نفی واثبات کے طور پر دو چیزوں کا اقرار کیا تو جو مقدار میں زیادہ ہوگی اور وصف میں بہتر ہوگی وہ واجب ہوگی مثلاً زید کے مجھ پر ایک ہزار روپے ہیں نہیں بلکہ دو ہزار یا یوں کہا اُس کے مجھ پر ایک ہزار روپے کھرے[5] ہیں نہیں بلکہ کھوٹے یا اس کا عکس یعنی یوں کہا اوس کے مجھ پر دو ہزار ہیں نہیں بلکہ ایک ہزار یا ایک ہزار کھوٹے ہیں نہیں بلکہ کھرے، ان سب کا حکم یہ ہے کہ پہلی صورت میں دو ہزار واجب اور دوسری صورت میں کھرے روپے واجب اور اگر جنس مختلف ہوں مثلاً اُس کے مجھ پر ایک ہزار روپے ہیں نہیں بلکہ ایک ہزار اشرفی دونوں چیزیں واجب ایک ہزار وہ، ایک ہزار یہ۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸ یہ کہا کہ زید پر جو میرا دَین[7] ہے وہ عمرو کا ہے یا یہ کہا کہ زید کے پاس جو میری امانت ہے وہ عمرو کی ہے۔ یہ عمرو کے لیے اس دَین وامانت کا اقرار ہے مگر اس دَین یا امانت پر قبضہ مقر کا[8] حق ہے مگر اس لفظ کو ہبہ قرار دینا گذشتہ بیان کے موافق ہوگا لہٰذا تسلیمِ واہب[9] اور قبضۂ موہوب لہ[10] ضروری ہوگا۔[11] (درمختار)

---

1 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخیار والإستثناء والرجوع، ج٤، ص١٩٦.

2 ...... بیچنے والا۔ 3 ...... خریدار۔

4 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الاقرار، الباب العاشر فی الخیار والإستثناء والرجوع، ج٤، ص١٩٦.

5 ...... خالص۔

6 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الاقرار، باب الإستثناء ومافی معناه، ج٨، ص٤٣٥.

7 ...... قرض۔ 8 ...... اقرار کرنے والے کا۔

9 ...... ہبہ کرنے والے کا سپرد کردینا۔ 10 ...... جسے ہبہ کیا اس کا قبضہ کرلینا۔

11 ...... "الدرالمختار"، کتاب الاقرار، باب الإستثناء ومافی معناه، ج٨، ص٤٣٥.

اقرارِ مریض کا بیان

مریض سے مراد وہ ہے جو مرض الموت میں مبتلا ہو اور اس کی تعریف کتاب الطلاق میں مذکور ہو چکی ہے وہاں سے معلوم کریں۔

مسئلہ ۱: مریض کے ذمہ جو دَین ہے جس کا وہ اقرار کرتا ہے وہ حالتِ صحت کا دَین ہے یا حالتِ مرض کا اور اُس کا سبب معروف ہے یا غیر معروف اور اقرار اجنبی کے لیے ہے یا وارث کے لیے ان تمام صورتوں کے احکام بیان کیے جائیں گے۔

مسئلہ ۲: صحت کا دَین[1] چاہے اس کا سبب معلوم ہو یا نہ ہو اور مرض الموت کا دَین جس کا سبب معروف و مشہور ہو مثلاً کوئی چیز خریدی ہے اُس کا ثمن، کسی کی چیز ہلاک کر دی ہے اُسکا تاوان، کسی عورت سے نکاح کیا ہے اُس کا مَہرِ مثل یہ دیون[2] اون دیون پر مقدم ہیں جن کا زمانۂ مرض میں اُس نے اقرار کیا ہے۔[3] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۳: سبب معروف کا یہ مطلب ہے کہ گواہوں سے اُس کا ثبوت ہو یا قاضی نے خود اُس کا معاینہ کیا ہو اور سبب سے وہ سبب مراد ہے جو تبرع نہ ہو جیسے نکاحِ مشاہد اور بیع اور اتلافِ مال کہ ان کو لوگ جانتے ہوں۔ مَہرِ مثل سے زیادہ پر مریض نے نکاح کیا تو جو کچھ مَہرِ مثل سے زیادتی ہے یہ باطل ہے اگرچہ نکاح صحیح ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴: مریض نے اجنبی کے حق میں اقرار کیا یہ اقرار جائز ہے اگرچہ اُس کے تمام اموال کو احاطہ کرلے[5] اور وارث کے لیے مریض نے اقرار کیا تو جب تک دیگر ورثہ اس کی تصدیق نہ کریں جائز نہیں اور اجنبی کے لیے بھی جمیع مال[6] کا اقرار اُس وقت صحیح ہے جب صحت کا دَین اُس کے ذمہ نہ ہو یعنی علاوہ مقرلہ[7] کے دوسرے لوگوں کا دَین حالتِ صحت میں جو معلوم تھا نہ ہو ورنہ پہلے یہ دَین ادا کیا جائے گا اس سے جب بچے گا تو اُس دَین کو ادا کیا جائے گا جس کا مرض میں اقرار کیا ہے بلکہ زمانۂ صحت کے دَین کو اُس ودیعت[8] پر مقدم کریں گے جس کا ثبوت محض مریض کے

---

1. قرض۔
2. دَین کی جمع قرضے۔
3. "البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۷، ص ٤٣١. و"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص ٤٣٧.
4. "الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص ٤٣٧.
5. یعنی جتنے مال کا اقرار کیا وہ ترکہ کے مال سے زائد ہو جائے۔
6. تمام مال۔
7. جس کے لیے اقرار کیا۔
8. امانت۔

اقرار سے ہو۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۵ مریض کو یہ اختیار نہیں کہ بعض دائن کا دَین ادا کردے بعض کا نہ ادا کرے یعنی اگر اُس نے ایسا کیا ہے اور کُل مال ختم ہوگیا یا دوسرے لوگوں کا دَین حصۂ رسد کے موافق[2] نہیں وصول ہوگا تو جو کچھ مریض نے ادا کیا ہے اُس میں بقیہ دَین والے بھی شریک ہوں گے یہ نہیں کہ وہ تنہا اونھیں کا ہوجائے جن کو دیا ہے اگرچہ یہ دَین جو ادا کیا زوجہ کا مَہر ہو یا کسی مزدور یا ملازم کی اجرت یا تنخواہ ہو۔[3] (بحر)

مسئلہ ۶ زمانۂ مرض میں مریض نے کسی سے قرض لیا ہے یا کوئی چیز زمانۂ مرض میں خریدی ہے بشرطیکہ مثل قیمت پر خریدی ہو اس قرض کو ادا کرنے یا مبیع کے ثمن دینے میں رکاوٹ نہیں ہے یعنی اس میں دوسرے دائن شریک نہیں ہیں تنہا یہی مالک ہیں جن کو دیا بشرطیکہ یہ قرض وبیع بینہ سے[4] ثابت ہوں یہ نہ ہو کہ محض مریض کے اقرار سے اس کا ثبوت ہو۔[5] (بحر)

مسئلہ ۷ مریض نے کوئی چیز خریدی اور اُس کا ثمن ادا نہیں کیا یہاں تک کہ مرگیا تو اگر مبیع ابھی تک بائع کے قبضہ میں ہے تو اُسکا تنہا بائع حقدار ہے دوسرے دَین والے اس مبیع کا مطالبہ نہیں کرسکتے یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ چیز اُس مرنے والے مدیون[6] کی ہے لہٰذا ہم بھی اس میں سے اپنا دَین وصول کریں گے اور اگر مبیع اُس مشتری کے ہاتھ میں پہنچ چکی ہے اس کے بعد مرا تو جیسے دوسرے دَین والے ہیں بائع بھی ایک دائن[7] ہے سب کے ساتھ شریک ہے حصۂ رسد کے موافق یہ بھی لے گا۔[8] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۸ مریض نے ایک دَین کا اقرار کیا پھر دوسرے دَین کا اقرار کیا مثلاً پہلے کہا زید کے میرے ذمہ اتنے روپے ہیں پھر کہا عمرو کے میرے ذمہ اتنے روپے ہیں دونوں اقرار برابر ہیں دینے میں ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں چاہے یہ دونوں

---

1 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الإقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض وأفعاله، ج٤، ص١٧٧.
و"ردالمحتار"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمریض، ج٨، ص٤٣٦.

2 ......یعنی جتنا دین بنتا ہے اس کے مطابق۔

3 ......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمریض، ج٧، ص٤٣١.

4 ......گواہوں سے۔

5 ......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمریض، ج٧، ص٤٣١.

6 ......مقروض۔ 7 ......قرض دینے والا۔

8 ......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمریض، ج٧، ص٤٣١.
و"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمریض، ج٨، ص٤٣٧، ٤٣٨.

اقرار متصل ہوں یا فصل کے ساتھ ہوں اور اگر پہلے دَین کا اقرار کیا پھر امانت کا کہ یہ چیز میرے پاس فلاں کی امانت ہے یہ دونوں بھی برابر ہیں اور اگر پہلے امانت کا اقرار ہے اُس کے بعد دَین کا تو امانت کو دَین پر مقدم رکھا جائے گا۔[1] (بحر)

مسئلہ ۹ ودیعت کا اقرار کیا کہ فلاں کے ہزار روپے میرے پاس ودیعت ہیں اور مرگیا اور وہ ہزار ودیعت کے ممتاز نہیں ہیں تو مثل دیگر دیون کے یہ بھی ایک دَین قرار پائے گا جو ترکہ سے ادا کیا جائے گا۔ اور اگر مریض کے پاس ہزار روپے ہیں اور صحت کے زمانہ کا اُس پر کوئی دَین نہیں ہے اُس نے اقرار کیا کہ مجھ پر فلاں کے ہزار روپے دَین ہیں پھر اقرار کیا کہ یہ ہزار روپے جو میرے پاس ہیں فلاں شخص کی ودیعت ہے پھر ایک تیسرے شخص کے لیے ہزار روپے دَین کا اقرار کیا تو یہ ہزار روپے جو موجود ہیں تینوں پر برابر برابر تقسیم ہوں گے اور اگر پہلے شخص نے کہہ دیا کہ میرا اُس پر کوئی حق نہیں ہے یا میں نے معاف کردیا تو اسکی وجہ سے تیسرے دائن کا حق باطل نہیں ہوگا بلکہ مودع[2] اور دائن میں یہ روپے نصف نصف تقسیم ہوں گے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰ مریض نے اقرار کیا کہ میرے باپ کے ذمہ فلاں شخص کا اتنا دَین ہے اور اس کے قبضہ میں ایک مکان ہے جو اس کے باپ کا تھا اور خود اس مریض پر زمانۂ صحت کا بھی دَین ہے اس صورت میں اولاً دَین صحت کو ادا کریں گے اس سے جب بچے گا تو اس کے باپ کا دَین جس کا اس نے اقرار کیا ہے ادا کیا جائے گا اور اگر اپنے باپ کے دَین کا باپ کے مرنے کے بعد ہی زمانہ صحت میں اقرار کیا ہے تو اُس مکان کو بیچ کر پہلے اس کے باپ کا دَین ادا کیا جائے گا جن لوگوں کا اس پر دَین ہے وہ اپنا دَین نہیں لے سکتے جب تک اس کے باپ کا دَین ادا نہ ہوجائے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱ مریض نے اقرار کیا کہ وارث کے پاس جو میری ودیعت یا عاریت تھی مل گئی یا مال مضاربت تھا وصول پایا اُسکی بات مان لی جائے گی۔ یوہیں اگر وہ کہتا ہے کہ موہوب لہ[5] سے میں نے ہبہ کو واپس لے لیا یا جو چیز بیع فاسد کے ساتھ بیچی تھی واپس لی یا مغصوب[6] یا رہن[7] کو وصول پایا یہ اقرار صحیح ہے اگر چہ اس پر زمانۂ صحت کا دَین ہو جب کہ یہ سب یعنی موہوب لہ وغیرہ اجنبی ہوں اور اگر وارث سے واپس لینے کا ان صورتوں میں اقرار کرے تو اُسکی بات نہیں مانی جائے گی۔[8] (عالمگیری)

---

1 ......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۷، ص ۴۳۱، ۴۳۲.

2 ......امانت رکھوانے والے۔

3 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الإقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض و أفعاله، ج ٤، ص ۱۷۷، ۱۷۸.

4 ......المرجع السابق، ص ۱۷۸.

5 ......جسے ہبہ کیا گیا۔ 6 ......غصب کی ہوئی چیز۔ 7 ......گروی رکھی ہوئی چیز۔

8 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الإقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض و أفعاله، ج ٤، ص ۱۷۹.

مَسْئَلَہ ۱۲ مریض نے اپنے مدیون سے دَین کو معاف کر دیا اگر یہ مریض خود مدیون ہے اور جس سے دَین کو معاف کیا ہے وہ اجنبی ہے یہ معاف کرنا جائز نہیں اور اگر خود مدیون نہیں ہے تو اجنبی پر سے دَین کو بقدر اپنے ثلث مال کے معاف کر سکتا ہے اور وارث سے دَین کو معاف کرے تو چاہے خود مدیون ہو یا نہ ہو وارث پر اصالۃً دَین ہو یا اُس نے کفالت[1] کی ہو ہر صورت میں جائز نہیں اور اگر مریض نے یہ کہہ دیا کہ اس پر میرا کوئی حق ہی نہیں ہے یہ اقرار قضاءً صحیح ہے کہ اب مطالبہ قاضی کے یہاں نہیں ہوگا مگر دیانۃً صحیح نہیں یعنی اگر واقع میں مطالبہ تھا اور اس نے ایسا کہہ دیا تو مؤاخذۂ اخروی ہے۔[2] (بحر)

مَسْئَلَہ ۱۳ مریض نے اقرار کیا کہ میں نے اپنی یہ چیز فلاں کے ہاتھ صحت کے زمانہ میں بیچ دی ہے اور اس کا ثمن بھی وصول کر لیا ہے اور مشتری بھی اس کا دعویٰ کرتا ہو تو بیع کے حق میں اُسکا اقرار صحیح ہے اور ثمن وصول کرنے کے حق میں بقدرِ ثُلُث مال کے صحیح اس سے زیادہ میں صحیح نہیں۔[3] (بحر)

مَسْئَلَہ ۱۴ یہ اقرار کیا کہ میرا دَین جو فلاں کے ذمہ تھا میں نے وصول پایا اگر وہ دَین صحت کے زمانہ کا تھا تو مریض کا یہ اقرار صحیح ہے چاہے اس پر خود دَین ہو یا نہ ہو اور اگر یہ دَین زمانۂ مرض کا تھا اور خود اس پر زمانۂ صحت کا دَین ہے تو یہ اقرار صحیح نہیں اور اگر اس پر صحت کا دَین نہ ہو تو بقدر ثلث مال یہ اقرار صحیح ہے۔ یہ چیز میں نے فلاں وارث کے ہاتھ صحت کے زمانہ میں بیع کر دی اور ثمن بھی وصول پایا یہ اقرار صحیح نہیں۔[4] (بحر)

مَسْئَلَہ ۱۵ مریض نے اپنی عورت سے خلع کیا اور عورت کی عدت بھی پوری ہوگئی اب وہ کہتا ہے میں نے بدل خلع وصول پایا اگر اُس پر نہ زمانۂ صحت کا دَین ہے نہ مرض کا تو اُس کی بات مان لی جائے گی۔[5] (عالمگیری)

مَسْئَلَہ ۱۶ صحت میں غبن فاحش کے ساتھ کوئی چیز بشرط خیار خریدی تھی اور مرض میں اس بیع کو جائز کیا یا ساکت رہا یہاں تک کہ مدت خیار گزر گئی اس کے بعد مر گیا تو یہ بیع ثلث سے نافذ ہوگی۔[6] (بحر)

مَسْئَلَہ ۱۷ عورت نے مرض میں اقرار کیا کہ میں نے شوہر سے اپنا مَہر وصول پایا اگر زوجیت یا عدت میں مرگئی اُس کا

---

1 ......ضمانت۔

2 ......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۷، ص۴۳۲.

3 ......المرجع السابق. 4 ......المرجع السابق.

5 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الإقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض وأفعاله، ج٤، ص۱۸۱.

6 ......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۷، ص۴۳۲.

یہ اقرار جائز نہیں اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں ہیں مثلاً شوہر نے قبل دخول طلاق دے دی ہے یہ اقرار جائز ہے۔ مریضہ نے شوہر سے مَہر معاف کردیا یہ دوسرے ورثہ کی اجازت پر موقوف ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: مریض نے یہ کہا کہ دنیا میں میری کوئی چیز ہی نہیں ہے اور مرگیا بقیہ ورثہ کو اختیار ہے کہ اُس کی زوجہ اور بیٹی سے اس بات پر قسم کھلائیں کہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ متوفی کے ترکہ میں کوئی چیز تھی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: مریض نے دوسرے پر بہت کچھ اموال کا دعویٰ کیا تھا مدعی نے مدعیٰ علیہ سے خفیۃً تھوڑے سے مال پر مصالحت[3] کرلی اور علانیہ یہ اقرار کرلیا کہ اس کے ذمہ میرا کچھ نہیں ہے اور مرگیا اس کے بعد ورثہ نے دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کیا کہ ہمارے مورث کے بہت کچھ اموال اس شخص کے ذمہ ہیں ہمارے مورث نے ہم کو محروم کرنے کے لیے یہ ترکیب کی ہے یہ دعویٰ مسموع[4] نہ ہوگا اور اگر مدعیٰ علیہ بھی وارث تھا اور یہی تمام معاملات پیش آئے تو بقیہ ورثہ کا دعویٰ مسموع ہوگا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: جس وارث کے لیے مریض نے اقرار کیا ہے یہ کہتا ہے کہ اُس شخص نے میرے لیے صحت کے زمانہ میں اقرار کیا تھا اور بقیہ ورثہ یہ کہتے ہیں کہ مرض میں اقرار کیا تھا تو قول ان بقیہ ورثہ کا معتبر ہے اور اگر دونوں نے گواہ پیش کیے تو مقرلہ کے گواہ معتبر ہیں اور اگر مقرلہ کے پاس گواہ نہ ہوں تو اون ورثہ پر حلف دے سکتا ہے۔[6] (بحر)

مسئلہ ۲۱: یہ جو کہا گیا ہے کہ وارث کے لیے مریض کا اقرار باطل ہے اس سے مراد وہ وارث ہے جو بوقت موت وارث ہوا یہ نہیں کہ بوقت اقرار وارث ہو یعنی جس وقت اس کے لیے اقرار کیا تھا وارث نہ تھا اور اُس کے مرنے کے وقت وارث ہوگیا تو یہ اقرار باطل ہے مگر جبکہ وراثت کا جدید سبب پیدا ہوجائے مثلاً نکاح لہٰذا اگر کسی عورت کے لیے اقرار کیا تھا اس کے بعد نکاح کیا وہ اقرار صحیح ہے اور اگر اپنے بھائی کے لیے اقرار کیا تھا جو محجوب تھا مگر اُس کے مرنے کے وقت محجوب نہ رہا مثلاً جب اس نے اقرار کیا تھا اُس وقت اوس کا بیٹا موجود تھا اور بعد میں بیٹا مرگیا اب بھائی وارث ہوگیا اقرار باطل ہے اور اگر اقرار کے وقت بھائی وارث تھا مثلاً مریض کا کوئی بیٹا نہ تھا اُس کے بعد بیٹا پیدا ہوا اب بھائی وارث نہ رہا اگر مریض کے مرنے تک بیٹا زندہ رہا یہ

---

1. ......"ردالمحتار"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج۸، ص۴۳۸.
2. ......المرجع السابق.
3. ......آپس میں صلح۔
4. ......قابل قبول۔
5. ......"ردالمحتار"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج۸، ص۴۳۹، ۴۴۰.
6. ......"البحر الرائق"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج۷، ص۴۳۲.

اقرار صحیح ہے۔ مریض نے جس کے لیے اقرار کیا وہ وارث تھا پھر وارث نہ رہا پھر وارث ہوگیا اور اب وہ مریض مرا تو اقرار باطل ہے مثلاً زوجہ کے لیے اقرار کیا پھر اوسے بائن طلاق دے دی بعد عدت پھر اوس سے نکاح کرلیا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲ اگر مریض نے اجنبیہ کے لیے کوئی چیز ہبہ کردی یا وصیت کردی اس کے بعد اُس سے نکاح کیا وہ ہبہ یا وصیت باطل ہے۔ مریض نے وارث کے لیے اقرار کیا مگر پہلے یہ مقرلہ مرگیا اس کے بعد وہ مریض مرا مگر مقرلہ کے ورثہ مریض کے بھی ورثہ سے ہیں یہ اقرار جائز ہے جس طرح اجنبی کے لیے اقرار۔[2] (بحر، عالمگیری)

مسئلہ ۲۳ مریض نے اجنبی کے لیے اقرار کیا کہ یہ چیز اُسکی ہے اور اُس اجنبی نے کہا کہ یہ چیز مقر کے وارث کی ہے یہ خود مریض کا وارث کے حق میں اقرار ہے لہٰذا صحیح نہیں۔ مریض نے اپنی عورت کے دَین مَہر کا اقرار کیا یہ اقرار صحیح ہے پھر اگر مرنے کے بعد ورثہ نے گواہوں سے ثابت کرنا چاہا کہ اُس عورت نے مریض کی زندگی میں مَہر بخش دیا تھا یہ گواہ نہیں سُنے جائیں گے۔[3] (بحر)

مسئلہ ۲۴ مریض نے دَین یا عین کا وارث کے لیے اقرار کیا مثلاً یہ کہا کہ اس کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں یا یہ کہ فلاں چیز اُس کی ہے یہ اقرار باطل ہے خواہ تنہا وارث کے لیے اقرار ہو یا وارث و اجنبی دونوں کے حق میں اقرار ہو یعنی دونوں کی شرکت میں وہ دَین ہے یا اوس عین میں دونوں شریک ہیں اور یہ دونوں شریک ہونے کو مان رہے ہوں یا کہتے ہوں کہ ہم دونوں میں شرکت نہیں ہے بہرحال وہ اقرار باطل ہے ہاں اگر بقیہ ورثہ اُس اقرار کی تصدیق کریں تو یہ اقرار نافذ ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۵ شوہر نے عورت کے لیے وصیّت کی یا عورت نے شوہر کے لیے وصیت کی اور دونوں صورتوں میں کوئی دوسرا وارث نہیں ہے تو وصیت صحیح ہے اور زوجین[5] کے سوا دوسرا کوئی وارث جب تنہا ہو تو وصیت کی کیا ضرورت کیوں کہ وہ تو کل کا خود ہی وارث ہے۔[6] (درمختار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الإقرار، الباب السادس فی اقارير المريض وأفعاله، ج٤، ص١٧٦.

2 ...... "البحر الرائق"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج٧، ص٤٣٢.

و "الفتاوی الهندية"، كتاب الإقرار، الباب السادس فی اقارير المريض وأفعاله، ج٤، ص١٧٦، ١٧٧.

3 ...... "البحر الرائق"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج٧، ص٤٣٢.

4 ...... "الدر المختار"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج٨، ص٤٤١.

5 ...... میاں، بیوی۔

6 ...... "الدر المختار"، كتاب الإقرار، باب إقرار المريض، ج٨، ص٤٤١.

مسئلہ ۲۶: مریض کے قبضہ میں جائداد ہے اس کے متعلق اُس نے وقف کا اقرار کیا اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ خود اپنے وقف کرنے کا اقرار کرتا ہے کہتا ہے کہ میں نے اسے وقف کیا ہے ایک ثلث مال میں یہ وقف نافذ ہوگا۔ دوسری صورت یہ کہ اس کو دوسرے نے وقف کیا ہے یعنی یہ جائداد دوسرے شخص کی تھی اُس نے وقف کر دی تھی اگر اُس دوسرے شخص یا اوس کے وُرثہ تصدیق کریں جائز ہے اور اگر مریض نے بیان نہ کیا کہ میں نے وقف کیا ہے یا دوسرے نے تو ثلث میں نافذ ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: مریض نے وارث یا اجنبی کسی کے دَین کا اقرار کیا اور مرا نہیں بلکہ اچھا ہوگیا پھر اس کے بعد مرا تو وہ اقرار مریض کا اقرار نہیں بلکہ صحت کے اقرار کا جو حکم ہے اُسکا بھی ہے کیونکہ جب اچھا ہوگیا تو معلوم ہوگیا کہ وہ مرض الموت تھا ہی نہیں غلطی سے لوگوں نے ایسا سمجھ رکھا تھا۔ یہی حکم تمام اون اقراروں کا ہے جو مرض کی وجہ سے جاری نہیں ہوتے تھے اور اگر وارث کے لیے وصیّت کی تھی پھر اچھا ہوگیا تو یہ وصیت اب بھی نہیں صحیح ہوگی۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: مریض نے وارث کی امانت ہلاک کرنے کا اقرار کیا یہ اقرار صحیح و معتبر ہے اسکی صورت یہ ہے کہ مثلاً بیٹے نے باپ کے پاس گواہوں کے روبرو کوئی چیز امانت رکھی اُس کے متعلق باپ یہ اقرار کرتا ہے کہ میں نے قصداً ضائع کر دی یہ اقرار معتبر ہے ترکہ میں سے تاوان ادا کیا جائے گا۔ مریض نے اقرار کیا کہ وارث کے پاس جو کچھ امانتیں تھیں وہ سب میں نے وصول پائیں یہ اقرار بھی معتبر ہے۔ یہ اقرار بھی معتبر ہے کہ میرا کوئی حق میرے باپ یا ماں کے ذمہ نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: مریض نے یہ کہا کہ میری فلاں لڑکی جو مر چکی ہے اُس کے ذمہ دس روپے تھے جو میں نے وصول پالیے تھے اور اس مریض کا بیٹا انکار کرتا ہے یہ اقرار صحیح ہے کیونکہ وارث کے لیے یہ اقرار ہی نہیں وہ لڑکی مر چکی ہے وارث کہاں ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: مریض نے اپنی زوجہ کے لیے مال کا اقرار کیا وہ عورت شوہر سے پہلے ہی مرگئی اور اُس نے دو بیٹے چھوڑے ایک اسی شوہر سے ہے دوسرا پہلے خاوند سے احتیاط یہ ہے کہ یہ اقرار صحیح نہیں۔ یوہیں مریض نے اپنے بیٹے کے لیے اقرار کیا اور یہ بیٹا باپ سے پہلے مرگیا اور اس نے اپنا بیٹا چھوڑا اُس کے مرنے کے بعد اُس کا باپ مرا اور اس کا اب کوئی بیٹا نہیں

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص ٤٤١.

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص ٤٤٢، ٤٤٣.

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص ٤٤٣، ٤٤٤.

4 ......المرجع السابق، ص ٤٤٥.

ہے یعنی وہ پوتا وارث ہے تو بمقتضاء احتیاط[1] وہ اقرار صحیح نہیں۔ یوہیں مریض نے وارث یا اجنبی کے لیے اقرار کیا اور مقرلہ مریض سے پہلے ہی مرگیا مگر اس کے وارث اُس مریض مقر کے بھی وارث ہیں اس کا بھی وہی حکم ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: ایک شخص دو چار روز کے لیے بیمار ہوجاتا ہے پھر دو چار روز کو اچھا ہوجاتا ہے اُس نے اپنے بیٹے کے لیے دَین کا اقرار کیا اگر ایسے مرض میں اقرار کیا جس کے بعد اچھا ہوگیا تو اقرار صحیح ہے اور اگر ایسے مرض میں اقرار کیا جس نے اُسے صاحب فراش کردیا اور اچھا نہ ہوا اسی مرض میں مرگیا تو اقرار صحیح نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: مریض نے اقرار کیا کہ فلاں شخص کا میرے ذمہ ایک حق ہے اور ورثہ نے بھی اس کی تصدیق کی اس کے بعد مریض مرگیا وہ شخص اگر مریض کے مال کی تہائی تک[4] اپنا حق بیان کرے اُس کی بات مان لی جائے گی اور تہائی سے زیادہ کا طالب ہو اور ورثہ منکر ہوں تو ورثہ پر حلف دیا جائے گا وہ یہ قسم کھائیں کہ ہمارے علم میں میت کے ذمہ اسکا اتنا مال نہ تھا اگر قسم کھالیں گے صرف تہائی مال اس شخص کو دیا جائے گا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: مریض نے وارث کے لیے ایک معین چیز کا اقرار کیا کہ یہ چیز اُس کی ہے اُس وارث نے کہا وہ چیز میری نہیں ہے بلکہ فلاں شخص کی ہے اور یہ شخص وارث کی تصدیق کرتا ہے یعنی چیز اپنی بتاتا ہے اور مریض مرگیا وہ چیز اس اجنبی کو دے دی جائے گی اور وارث سے چیز کی قیمت کا تاوان لیا جائے گا۔ یوہیں اگر مریض نے ایک وارث کے لیے اُس چیز کا اقرار کیا اس وارث نے دوسرے وارث کی وہ چیز بتائی وہ چیز دوسرے وارث کو ملے گی اور پہلا وارث اُس کی قیمت تاوان میں دے یہ قیمت سب ورثہ پر تقسیم ہوگی ان دونوں کو بھی اس میں سے انکے حصہ ملیں گے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: مریض پر زمانۂ صحت کا دَین ہے اسکی کوئی چیز کسی نے غصب کرلی اور غاصب کے پاس وہ چیز ہلاک ہوگئی قاضی نے حکم دیا کہ غاصب اُس چیز کی قیمت مریض کو ادا کرے اب مریض یہ اقرار کرتا ہے کہ غاصب سے میں نے قیمت وصول پائی یہ بات مانی نہیں جائے گی جب تک گواہوں سے ثابت نہ ہو اور اگر زمانۂ صحت میں اُس نے غصب کی تھی اس کے بعد

---

1 ......از روئے احتیاط۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإقرار، الباب السادس فی اقارير المريض وأفعاله، ج٤، ص١٧٦، ١٧٧.

3 ......المرجع السابق، ص١٧٧.

4 ......یعنی تیسرے حصے تک۔

5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الإقرار، الباب السادس فی اقارير المريض وأفعاله، ج٤، ص١٧٨.

6 ......المرجع السابق.

بیمار ہوا اور قاضی نے غاصب پر قیمت دینے کا حکم کیا اور مریض کہتا ہے میں نے قیمت وصول پالی تو مریض کی بات مان لی جائے گی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: مریض نے اپنی ایک چیز جس کی واجبی قیمت ایک ہزار تھی دو ہزار میں بیچ ڈالی اور اس کے پاس اس چیز کے سوا کوئی اور مال نہیں ہے اور اوس پر کثرت سے دَین ہیں اب یہ کہتا ہے کہ وہ ثمن میں نے وصول پایا اور مرگیا اُسکا یہ اقرار صحیح نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: ایک شخص نے زمانۂ صحت میں اپنی چیز بیع کردی اور مشتری نے مبیع پر قبضہ بھی کرلیا اس کے بعد بائع بیمار ہوا اور اس نے ثمن وصول پانے کا اقرار کرلیا اور بائع کے ذمہ لوگوں کے دَین بھی ہیں پھر یہ بائع مرگیا اس کے بعد مشتری نے مبیع میں عیب پایا قاضی نے اس کے واپس کرنے کا حکم دے دیا مشتری کو یہ حق نہیں ہے کہ دیگر قرض خواہوں کی طرح میت کے مال سے اپنا ثمن واپس لے بلکہ وہ چیز بیع کی جائے گی اگر اس کے ثمن سے مشتری کا مطالبہ وصول ہوجائے فبہا اور اگر اس کے مطالبہ وصول کرلینے کے بعد کچھ بچ رہا تو یہ بچا ہوا دوسرے قرض خواہوں کے دَین میں دے دیا جائے گا اور اگر مشتری کے مطالبہ سے کم میں چیز فروخت ہوئی تو میت کے مال سے دوسروں کے دَین ادا کرنے کے بعد اگر کچھ بچتا ہے تو مشتری کا بقیہ مطالبہ ادا کیا جائے گا ورنہ گیا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: مریض نے وارث کو روپے دیے کہ فلاں شخص کا مجھ پر دَین ہے اس روپے سے اُس کا دَین ادا کردو وارث کہتا ہے وہ روپے میں نے دائن کو دے دیے اور دائن کہتا ہے مجھے نہیں دیے وارث کی بات فقط اُس کے حق میں معتبر ہے یعنی وارث بری الذمہ ہوگیا مریض اس کو سچا بتائے یا جھوٹا بہرحال اس سے روپے کا مطالبہ نہیں ہوسکتا مگر دائن کا حق باطل نہیں ہوگا یعنی اُس کا دَین ادا کرنا ہوگا اور اگر مریض نے وارث کو وکیل کیا ہے کہ فلاں کے ذمہ میرا دَین ہے وصول کرلاؤ وارث کہتا ہے میں نے دَین وصول کرکے مریض کو دے دیا اُس کی بات معتبر ہے مدیون بری ہوگیا اس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔[4] (مبسوط)

مسئلہ ۳۸: مریض نے اپنی کوئی چیز بیع کرنے کے لیے وارث کو وکیل کیا اس کی دو صورتیں ہیں مریض کے ذمہ دَین

1 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الإقرار، الباب السادس فی اقاریر المریض و أفعاله، ج٤، ص١٨١.

2 ......المرجع السابق.

3 ......المرجع السابق.

4 ......المرجع السابق.

ہے یا نہیں اگر اس کے ذمہ دَین نہیں ہے اور وارث نے گواہوں کے سامنے اُس چیز کو واجبی قیمت پر بیچا اب مریض کی زندگی میں یا اس کے مرنے کے بعد یہ کہتا ہے کہ ثمن وصول کرکے میں نے مریض کو دے دیا یا میرے پاس سے ضائع ہوگیا اس کی بات مان لی جائے گی اور اگر وارث یہ کہتا ہے کہ میں نے چیز بیع کردی اور ثمن وصول کرلیا پھر میرے پاس سے ضائع ہوگیا اگر وہ چیز بھی ہلاک ہوچکی ہے اور مشتری کو بھی معلوم نہیں ہے کہ کون شخص تھا جب بھی اسکی بات معتبر ہے اور اگر چیز موجود ہے اور معلوم ہے کہ فلاں شخص مشتری ہے اور مریض بھی زندہ ہے جب بھی وارث کی بات معتبر ہے اور مریض مرچکا ہے تو وارث کا اقرار کہ میں نے ثمن وصول پایا اور میرے پاس سے ضائع ہوگیا صحیح نہیں اور اگر مریض کے ذمہ دَین ہے تو وارث کی بات معتبر نہیں اگرچہ مریض اسکی تصدیق کرتا ہو۔[1] (مبسوط)

مسئلہ ۳۹: ایک شخص نے اپنے باپ کے پاس ہزار روپے گواہوں کے سامنے امانت رکھے اس کے باپ نے مرتے وقت یہ اقرار کیا کہ وہ امانت کے روپے میں نے خرچ کرڈالے اور اسی اقرار پر قائم رہا تو باپ کے ذمہ یہ روپے دَین ہیں کہ اس کے مال سے بیٹا وصول کرے گا اور اگر باپ نے سرے سے امانت رکھنے ہی سے انکار کردیا یا کہتا ہے کہ میں نے خرچ کرڈالے پھر کہنے لگا کہ ضائع ہوگئے یا میں نے بیٹے کو دے دیے اسکی بات قابلِ اعتبار نہیں اگرچہ قسم کھاتا ہو اور اُس پر تاوان لازم ہے اور اگر اس نے پہلے یہ کہا کہ ضائع ہوگئے یا میں نے واپس دیدیے مگر جب اوس پر حلف دیا گیا تو کہنے لگا میں نے خرچ کرڈالے یا قسم سے انکار کردیا تو اس صورت میں ضمان لازم نہیں اور ترکہ سے یہ روپے نہیں دیے جائیں گے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: ایک شخص بیمار ہے اُس کا ایک بھائی ہے اور ایک بی بی، زوجہ نے کہا مجھے تین طلاقیں دے دو اُس نے دے دیں پھر اُس مریض نے یہ اقرار کیا کہ میرے ذمہ بی بی کے سو روپے باقی ہیں اور عورت اپنا پورا مَہر لے چکی ہے وہ شخص ساٹھ روپیہ ترکہ چھوڑ کر مرگیا اگر عورت کی عدّت پوری ہوچکی ہے تو کُل روپے عورت لے لیگی اور عدّت گزرنے سے پہلے مرگیا تو اولاً ترکہ سے وصیّت کو نافذ کریں گے پھر میراث جاری کریں گے مثلاً اس نے تہائی مال کی وصیت کی ہے تو بیس روپے موصٰی لہ کو دیں گے اور دس روپے عورت کو اور تیس اُس کے بھائی کو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: مریض نے یہ اقرار کیا کہ یہ ہزار روپے جو میرے پاس ہیں لُقطَہ ہیں اس اقرار کے بعد مرگیا اور ان

1 ......"المبسوط"باب الاقرار بالمجهول أو بالشك،ج۹،الجزء الثاني،ص۸۷.
و"الفتاوى الهندية"،كتاب الإقرار،الباب السادس في اقارير المريض و أفعاله،ج٤،ص١٨١.

2 ......"الفتاوى الهندية"،كتاب الإقرار،الباب السادس في اقارير المريض و أفعاله،ج٤،ص١٨٢.

3 ......"الفتاوى الهندية"،كتاب الإقرار،الباب السادس في اقارير المريض و أفعاله،ج٤،ص١٨٣.

روپوں کے علاوہ اُس نے کوئی مال نہیں چھوڑا اگر ورثہ اُس کے اقرار کی تصدیق کرتے ہوں تو ان کو کچھ نہیں ملے گا وہ روپے صدقہ کر دیے جائیں اور تکذیب کرتے ہوں تو ایک تہائی صدقہ کر دیں اور دو تہائیاں بطور میراث تقسیم کرلیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲ مریض کے تین بیٹے ہیں ایک بیٹے پر اُس کے ہزار روپے دَین ہیں اُس مریض نے یہ اقرار کیا کہ میں نے اس لڑکے سے ہزار روپے دَین وصول پالیے ہیں یہ مدیون[2] بھی اُس کی تصدیق کرتا ہے اور باقی دونوں لڑکوں میں سے ایک تصدیق کرتا ہے اور ایک تکذیب تو مدیون بیٹا ایک ہزار کی تہائی اُس کو دے جو تکذیب کرتا ہے اور خود اس کو اور تصدیق کرنے والے کو کچھ نہیں ملے گا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳ ایک شخص مجہول النسب[4] کے لیے مریض نے کسی چیز کا اقرار کیا اس کے بعد اُس شخص کی نسبت یہ اقرار کرتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور وہ اسکی تصدیق کرتا ہے نسب ثابت ہو جائے گا اور وہ اقرار جو پہلے کر چکا ہے باطل ہو جائے گا اور جب وہ بیٹا ہو گیا تو خود وارث ہے جیسے دوسرے وارث ہیں اور اگر وہ شخص معروف النسب ہے یا وہ اس کی تصدیق نہیں کرتا تو نسب ثابت نہیں ہوگا اور پہلا اقرار بدستور سابق۔[5] (درر، غرر، شرنبلالی)

مسئلہ ۴۴ عورت کو بائن طلاق دے چکا ہے اُس کے لیے دَین کا اقرار کیا تو دَین و میراث میں جو کم ہو وہ عورت کو دیا جائے یہ حکم اُس وقت ہے کہ عورت عدّت میں ہو اور خود اسکی خواہش پر شوہر نے طلاق دی ہو اور اگر عدّت پوری ہو چکی تو وہ اقرار جائز ہے کہ یہ وارث ہی نہیں ہے اور اگر طلاق دینا عورت کے سوال پر نہ ہو تو عورت میراث کی مستحق ہے اور اقرار صحیح نہیں کہ اس صورت میں وارث ہے۔[6] (درمختار)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الإقرار، الباب السادس فی اقارير المريض وأفعاله، ج٤، ص١٨٤.

2 ......مقروض۔

3 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الإقرار، الباب السادس فی اقارير المريض وأفعاله، ج٤، ص١٨٤.

4 ......یعنی جس کا باپ معلوم نہیں۔

5 ......"دررالحكام" و"غررالأحكام"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمريض، الجزء الثاني، ص٣٦٧.

و"غنية ذوی الأحكام"، هامش علی "دررالحكام"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمريض، الجزء الثاني، ص٣٦٧.

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمريض، ج٨، ص٤٤٥، ٤٤٦.

اقرار نسب

مسئلہ ۱ اگر کسی نے ایک شخص کے بھائی ہونے کا اقرار کیا یعنی یہ کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اگر چہ یہ غیر ثابت النسب ہو اگر چہ یہ بھی تصدیق کرتا ہو مگر نسب ثابت نہیں یعنی اُس کے باپ کا بیٹا نہیں قرار پائے گا اسکا صرف اتنا اثر ہوگا کہ مقر کا[1] اگر دوسرا وارث نہ ہو تو یہ وارث ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲ مرد اتنے لوگوں کا اقرار کرسکتا ہے۔① اولاد ② والدین ③ زوجہ۔ یعنی کہہ سکتا ہے کہ یہ عورت میری بی بی ہے بشرطیکہ وہ عورت شوہر والی نہ ہو نہ وہ اپنے شوہر کی عدّت میں ہو اور نہ اُس کی بہن مقر کی زوجہ ہو یا اسکی عدّت میں ہو اور اس کے سوا اُس کے نکاح میں چار عورتیں نہ ہوں۔ ④ مولےٰ یعنی مولائے عتاقہ یعنی اُس نے اسے آزاد کیا ہے یا اس نے اُسے آزاد کیا ہے بشرطیکہ اُس کی وَلا کا ثبوت غیر مقر سے نہ ہو چکا ہو۔ عورت بھی والدین اور زوج اور مولےٰ کا اقرار کرسکتی ہے اور اولاد کا اقرار کرنے میں شرط یہ ہے کہ اگر شوہر والی ہو یا معتدہ[3] تو ایک عورت ولادت و تعیین ولد کی شہادت دے یا زوج[4] خود اُس کی تصدیق کرے اور اگر نہ شوہر والی ہے نہ معتدہ تو اولاد کا اقرار کرسکتی ہے۔ یا شوہر والی ہو مگر کہتی ہے اُس سے بچہ نہیں ہے دوسرے سے ہے بیٹے کا اقرار صحیح ہونے میں یہ شرط ہے کہ لڑکا اتنی عمر کا ہو کہ اتنی عمر والا مقر کا لڑکا ہوسکتا ہو اور وہ لڑکا ثابت النسب نہ ہو اور باپ کے اقرار میں بھی یہ شرط ہے کہ بلحاظ عمر مقر اُس کا لڑکا ہوسکتا ہو اور یہ مقر ثابت النسب نہ ہو۔ ان تمام اقراروں میں دوسرے کی تصدیق شرط ہے مثلاً یہ کہتا ہے فلاں میرا باپ ہے اور اس نے انکار کردیا تو اقرار سے نسب ثابت نہ ہوا۔ اولاد کا اقرار کیا اور وہ چھوٹا بچہ ہے کہ اپنے کو بتا نہیں سکتا کہ میں کون ہوں اس میں تصدیق کی کچھ ضرورت نہیں اور اگر غلام دوسرے کا غلام ہے تو اُسکے مولیٰ کی تصدیق ضروری ہے۔[5] (بحر، درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳ ان مذکورین کے متعلق اقرار صحیح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس اقرار کی وجہ سے مقر یا مقرلہ[6] یا کسی اور پر

---

1 ......اقرار کرنے والے کا۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص٤٤٩.

3 ......عدت گزار رہی ہو۔　4 ......شوہر۔

5 ......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۷، ص٤٣٣.

و"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص٤٤٧، ٤٤٨.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب الإقرار، الباب السابع عشر فی الإقرار بالنسب...إلخ، ج٤، ص٢١٠.

6 ......جس کے لئے اقرار کیا۔

جو کچھ حقوق لازم ہوں گے اون کا اعتبار ہوگا مثلاً یہ اقرار کیا کہ فلاں میرا بیٹا ہے تو یہ مقرلہ اُس شخص کا وارث ہوگا جیسے دوسرے ورثہ وارث ہیں اگرچہ دوسرے ورثہ اس کے نسب سے انکار کرتے ہوں اور یہ مقرلہ اُس مقر کے باپ کا (جو مقرلہ کا دادا ہوا) وارث ہوگا اگرچہ مقر کا باپ اُس کے نسب سے انکار کرتا ہو اور اقرار صحیح نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اقرار کی وجہ سے غیر مقر و مقرلہ پر جو حقوق لازم ہوں گے اُن کا اعتبار نہ ہوگا اور خود ان پر جو حقوق لازم ہوں گے اُن کا اعتبار ہوگا مثلاً یہ اقرار کیا کہ فلاں شخص میرا بھائی ہے اور مقر کے دوسرے ورثہ اُس کے بھائی ہونے سے انکار کرتے ہیں اور مقر مرگیا مقرلہ اُن ورثہ کے ساتھ وارث نہ ہوگا۔ یوہیں مقر کے باپ کا بھی وہ وارث نہ ہوگا جبکہ اُس کا باپ اس کے نسب سے منکر ہو مگر جب تک مقر زندہ ہے اس کا نفقہ اُس پر واجب ہوسکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴ ایک غلام کا زمانۂ صحت میں مالک ہوا اور زمانۂ مرض میں یہ اقرار کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور اوس کی عمر بھی اتنی ہے کہ اس کا بیٹا ہوسکتا ہے اور اُس کا نسب بھی معروف نہیں ہے وہ غلام اُس مقر کا بیٹا ہوجائے گا اور آزاد ہوجائے گا اور مقر کا وارث ہوگا اور اُسے سَعایَت[2] بھی نہیں کرنی ہوگی اگرچہ مقر کے پاس اس کے سوا کوئی مال نہ ہو اگرچہ اس پر اتنا دَین ہو کہ اس کے رقبہ کو محیط ہو[3] اور اگر اس غلام کی ماں بھی زمانۂ صحت میں اُس کی مِلک ہے تو اُس پر بھی سعایت نہیں ہے اور اگر مرض میں غلام کا مالک ہوا اور نسب کا اقرار کیا جب بھی آزاد ہوجائے گا اور نسب ثابت ہوجائے گا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵ مقر کے مرنے کے بعد بھی مقرلہ کی تصدیق صحیح و معتبر ہے مثلاً اقرار کیا تھا کہ یہ میرا لڑکا ہے اور مقر کے مرنے کے بعد مقرلہ نے تصدیق کی یہ تصدیق صحیح ہے مگر عورت نے زوجیت کا[5] اقرار کیا تھا اُس کے مرنے کے بعد شوہر تصدیق کرے یہ تصدیق بیکار ہے کہ عورت کے مرنے کے بعد نکاح کا سارا سلسلہ ہی منقطع ہوگیا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۶ نسب کا اس طرح اقرار جس کا بوجھ دوسرے پر پڑے اُس دوسرے کے حق میں صحیح نہیں مثلاً کہا فلاں میرا بھائی ہے چچا ہے دادا ہے پوتا ہے کہ بھائی کہنے کے معنی یہ ہوئے وہ اس کے باپ کا بیٹا ہوا اس اقرار کا اثر باپ پر پڑا اسی طرح

---

1 ......"الفتاوی الهندية"،كتاب الإقرار،الباب السابع عشر في الإقراربالنسب...إلخ،ج٤،ص٢١٠.

2 ......مالک کو اپنی قیمت ادا کرنے کے لیے غلام کا محنت مزدوری کرنا۔

3 ......یعنی دَین (قرض) غلام کی قیمت سے زیادہ ہو۔

4 ......"الفتاوی الهندية"،كتاب الإقرار،الباب السابع عشر في الإقراربالنسب...إلخ،ج٤،ص٢١٠.

5 ......یعنی بیوی ہونے کا۔

6 ......"الدرالمختار"،كتاب الإقرار،باب إقرارالمريض،ج٨،ص٤٤٨.

سب میں یہ اقرار دوسرے کے حق میں نامعتبر مگر خود مقر کے حق میں یہ اقرار صحیح ہے اور جو کچھ احکام ہیں وہ اس کے ذمہ لازم ہیں جب کہ دونوں اس بات پر متفق ہوں یعنی جس طرح یہ اُس کو بھائی کہتا ہے وہ بھی کہتا ہے اگر یہ چچا بتاتا ہے تو وہ بھتیجا بتاتا ہے۔ نَفَقہ[1] وحِضانت[2] ومیراث سب احکام جاری ہوں گے یعنی اگر مقر کا کوئی دوسرا وارث نہیں نہ قریب کا نہ دُور کا یعنی ذوی الارحام[3] اور موالے الموالاۃ بھی نہیں تو مقرلہ وارث ہوگا ورنہ وارث نہیں ہوگا کہ خود اس کا نسب ثابت نہیں ہے پھر وارث ثابت کے ساتھ مزاحمت نہیں کرسکتا وارث ثابت سے مراد غیر زوجین ہیں کیونکہ ان کا وجود مقرلہ کو میراث ملنے سے نہیں روکتا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۷ اس صورت میں کہ تحمیلِ نسب غیر پر ہو[5] مُقِر اپنے اقرار سے رجوع کرسکتا ہے اگرچہ مقرلہ نے بھی اسکی تصدیق کرلی ہو مثلاً بھائی ہونے کا اقرار کیا اور اُس نے تصدیق کردی اس کے بعد اقرار سے رجوع کرکے سارے مال کی وصیت کسی اور شخص کے لیے کردی اب مقرلہ نہیں پائے گا بلکہ کُل مال موصیٰ لہ کو ملے گا۔[6] (بحرالرائق)

مسئلہ ۸ جس شخص کا باپ مرگیا اُس نے کسی کی نسبت یہ اقرار کیا کہ یہ میرا بھائی ہے تو اگرچہ مقرلہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا مگر مقر کے حصہ میں وہ برابر کا شریک ہوگا اور اگر کسی عورت کو اس نے بہن کہا ہے تو وہ اس کے حصہ میں ایک تہائی[7] کی حقدار ہوجائے گی۔[8] (بحر)

مسئلہ ۹ ایک شخص مرگیا اُس نے ایک پھوپی چھوڑی اس پھوپی نے یہ اقرار کیا کہ میرا جو بھتیجا مرگیا ہے فلاں شخص اُس کا بھائی یا چچا ہے تو اس پھوپی کو کچھ ترکہ نہیں ملے گا بلکہ کُل مال اُسی مقرلہ کو ملے گا کیونکہ جو عورت صورتِ مذکورہ میں وارث تھی اُس نے اپنے سے مقدم دوسرے کو وارث قرار دیا۔[9] (ردالمحتار)

---

1 ......کھانے، پینے وغیرہ کے اخراجات۔ 2 ...... پرورش۔

3 ......یعنی قریبی رشتہ دار۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص۴۴۹.

5 ......یعنی اقرارِ نسب کا بوجھ دوسرے پر پڑتا ہو۔

6 ......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۷، ص۴۳۳.

7 ......تیسرا حصہ۔

8 ......"البحر الرائق"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۷، ص۴۳۳.

9 ......"ردالمحتار"، کتاب الإقرار، باب إقرار المریض، ج۸، ص۴۵۱.

مسائلِ متفرقہ

مسئلہ ۱: اقرار اگرچہ حجت قاصرہ ہے کہ اس کا اثر صرف مقر پر پڑتا ہے دوسرے پر نہیں ہوتا مگر بعض صورتیں ایسی ہیں کہ اقرار سے دوسرے کو بھی نقصان پہنچ جاتا ہے۔ ① حرۂ مکلفہ [1] نے دوسرے کے دَین کا اقرار کیا مگر اُس کا شوہر تکذیب کرتا ہے کہتا ہے کہ جھوٹ کہتی ہے عورت کا اقرار شوہر کے حق میں بھی صحیح ہے یعنی اس اقرار کا اثر اگر شوہر پر پڑے اور اُس کو ضرر ہو جب بھی صحیح مانا جائے گا مثلاً اگر ادا نہ کرنے کی وجہ سے عورت کو قید کرنے کی ضرورت ہوگی قید کی جائے گی اگرچہ اس میں شوہر کا ضرر ہے۔ ② یوہیں اگر موجر [2] نے دَین کا اقرار کیا جس کی ادائیگی کی کوئی صورت معلوم نہیں ہوتی سوا اس کے جو چیز کرایہ پر دی ہے بیع کردی جائے اُس کا بیچنا جائز ہے اگرچہ مستاجر [3] کو ضرر ہے۔ ③ مجھولۃ النسب عورت نے اقرار کیا کہ میں اپنے شوہر کے باپ کی بیٹی ہوں اور شوہر کے باپ نے بھی اسکی تصدیق کردی نکاح فسخ ہوگیا۔ ④ عورت نے باندی [4] ہونے کا اقرار کیا اس اقرار کے بعد شوہر نے اُسے دو طلاقیں دیں بائن ہوگئیں شوہر کو رجعت کرنے کا حق نہیں ہے۔ [5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: عورت مجھولۃ النسب نے اپنے کنیز ہونے کا اقرار کیا کہ میں فلاں شخص کی لونڈی ہوں اور اس شخص مقرلہ نے بھی اسکی تصدیق کی وہ عورت شوہر والی ہے اور اوس شوہر سے اولادیں بھی ہیں شوہر نے عورت کی تکذیب کی اس صورت میں خاص عورت کے حق میں اقرار صحیح ہے لہٰذا اس اقرار کے بعد عورت کے جو بچے ہوں گے وہ رقیق [6] ہوں گے اور شوہر کے حق میں اقرار صحیح نہیں لہٰذا نکاح باطل نہیں ہوگا اور اولاد کے حق میں بھی اقرار صحیح نہیں لہٰذا وہ پہلے کی سب اولادیں آزاد ہیں بلکہ وقت اقرار میں جو پیٹ میں بچہ موجود تھا وہ بھی آزاد۔ [7] (درمختار)

مسئلہ ۳: مجہول النسب نے اپنے غلام کو آزاد کیا اس کے بعد یہ اقرار کیا کہ میں فلاں کا غلام ہوں اور اُس مقرلہ نے بھی تصدیق کی یہ اقرار فقط اُس کی ذات کے حق میں صحیح ہے غلام کو جو آزاد کر چکا ہے یہ عتق باطل نہیں ہوگا۔ اور وہ آزاد کردہ غلام مرجائے اور کوئی وارث ہو جو پورے ترکہ کو لے سکتا ہے تو وہ لے گا اور ایسا وارث نہ ہو تو اگر بالکل وارث نہ ہو تو کُل ترکہ مقرلہ لے

---

1 ......یعنی وہ آزاد، مسلمان عورت جس پر شرعی احکام نافذ ہوں۔

2 ......اجرت پر دینے والا۔

3 ......اُجرت پر لینے والا، کرائے دار۔

4 ......لونڈی۔

5 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص۴۵۲.

6 ......غلام۔

7 ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص۴۵۳، ۴۵۴.

گا اور اگر وارث ہے مگر پورے ترکہ کو نہیں لے سکتا تو اُس کے لینے کے بعد جو کچھ بچا وہ مقرلہ لے گا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴ ایک شخص نے دوسرے سے کہا تمھارے ذمہ میرے ہزار روپے ہیں دوسرے نے کہا ٹھیک ہے یا سچ ہے یا یقیناً ہے یہ اُس بات کا جواب ہے یعنی اس نے اُس کے ہزار روپے کا اقرار کرلیا۔[2] (درر، غرر) اسی طرح اگر کہا بجا ہے درست ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵ اپنی کنیز[4] سے کہا اے چوٹی، اے زانیہ، اے پاگل یا کہا اس چوٹی نے ایسا کیا پھر اس کنیز کو بیچا خریدار نے ان عیوب میں سے کوئی عیب پایا اور اسے پتہ چل گیا کہ بائع نے کسی موقع پر ایسا کہا تھا تو وہ قول عیب کا اقرار قرار دے کر لونڈی کو واپس نہیں کرسکتا کہ وہ الفاظ ندا ہیں یا گالی اون سے مقصود یہ نہیں کہ وہ ایسی ہی ہے اور اگر مالک نے یہ کہا ہے کہ یہ چوٹی ہے یا زانیہ ہے یا پاگل ہے تو مشتری واپس کرسکتا ہے کہ یہ اقرار ہے۔[5] (درر، غرر) اکثر گاؤں والے یا تانگے والے جانوروں کو ایسے عیوب کے ساتھ پکارتے ہیں جن کی وجہ سے اون کو واپس کیا جاسکتا ہے وہاں بھی وہی صورت ہے کہ اگر اون الفاظ سے گالی دینا مقصود ہوتا ہے یا پکارنا مقصود ہوتا ہے تو عیب کا اقرار نہیں اور اگر خبر دینا مقصود ہوتا ہے تو اقرار ہے اور مشتری واپس کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۶ مقر نے اقرار کیا اور مقرلہ نے کہہ دیا یہ جھوٹا ہے تو وہ اقرار باطل ہوگیا کیونکہ مقرلہ کے رد کردینے سے اقرار رد ہوجاتا ہے مگر چند ایسے اقرار ہیں کہ رد کرنے سے رد نہیں ہوتے۔ ① غلام کی حریت کا اقرار یعنی اس کے پاس غلام ہے جس کی نسبت یہ اقرار کیا کہ یہ آزاد ہے غلام کہتا ہے میں آزاد نہیں ہوں اب بھی وہ آزاد ہے۔ ② نسب یعنی کسی شخص کی نسبت کہا یہ میرا بیٹا ہے اُس نے کہا اس کا بیٹا نہیں ہوں وہ اقرار رد نہیں ہوا یعنی اس کے بعد بھی اگر کہہ دے گا کہ میں اُس کا بیٹا ہوں نسب ثابت ہو جائے گا۔ ③ وقف مثلاً ایک شخص کے پاس زمین ہے اس نے کہا یہ زمین ان دونوں آدمیوں پر وقف ہے ان کے بعد انکی اولاد ونسل پر ہمیشہ کے لیے اور اون میں کوئی نہ رہے تو مساکین پر اُن دونوں میں سے ایک نے تصدیق کی اور ایک نے تکذیب اس صورت میں نصف آمدنی تصدیق کرنے والے کو ملے گی اور نصف مساکین کو اس کے بعد اُس منکر نے انکار سے رجوع کرکے تصدیق کی تو اس کے حصہ کی آدھی آمدنی اسے ملنے لگے گی۔ ④ طلاق ⑤ عتاق ⑥ میراث یعنی ایک شخص کے لیے وراثت کا

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص٤٥٤.

2 ......"دررالحکام" و"غررالأحکام"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمریض، فصل، الجزء الثانی، ص٣٧٠.

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص٤٥٤.

4 ......لونڈی۔

5 ......"دررالحکام" و"غررالأحکام"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمریض، فصل، الجزء الثانی، ص٣٧٠.

اقرار کیا تھا اُس نے تکذیب کر دی اس کے بعد اگر تصدیق کرے گا وراثت کا مستحق ہو جائے گا۔ ⑦ رقیت ایک شخص نے اقرار کیا کہ میں تیرا غلام ہوں اُس نے کہا غلط ہے پھر تصدیق کر کے اُسے غلام بنا سکتا ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۷ جو کچھ ترکہ وصی کے ہاتھ میں تھا وہ سب میت کی اولاد کو وصی نے دیدیا اور اُس نے یہ کہہ دیا کہ میں نے کل ترکہ وصول پایا میرے والد کے ترکہ میں کوئی چیز ایسی نہیں رہ گئی ہے جس کو میں نے پا نہ لیا ہو اس کے بعد پھر وصی پر کسی چیز کے متعلق دعویٰ کیا کہ یہ میرے باپ کا ترکہ ہے اور اس کو گواہوں سے ثابت کیا یہ دعویٰ سُنا جائے گا۔ یوہیں اگر وارث نے یہ کہہ دیا کہ میرے والد کا جن جن لوگوں پر مطالبہ تھا سب میں نے وصول پایا اس کے بعد ایک شخص پر دعویٰ کیا کہ میرے والد کا اس پر اتنا دَین ہے یہ دعویٰ سُنا جائے گا۔ یوہیں وصی سے کسی وارث نے صلح کر لی یعنی ترکہ میں اتنی چیزیں ہیں ان میں سے اتنی چیزیں مجھے دی جائیں اور اس کے بعد میرا کوئی حق ترکہ میں باقی نہیں رہے گا اس صلح کے بعد وصی کے ہاتھ میں ایک ایسی چیز دیکھی جو صلح کے وقت ظاہر نہیں کی گئی تھی اُس میں بقدر اپنے حصہ کے دعویٰ کر سکتا ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸ دخول[3] کے بعد یہ اقرار کیا کہ میں نے اس عورت کو دخول سے قبل طلاق دے دی تھی پورا مَہر دخول کی وجہ سے اُس کے ذمہ ہے اور نصف مَہر اس اقرار کی وجہ سے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۹ وقف کی آمدنی جس کے لیے تھی وہ کہتا ہے اس آمدنی کا مستحق[5] فلاں شخص ہے میں نہیں ہوں یہ اقرار صحیح ہے یعنی اس کو آمدنی اب نہیں ملے گی اگرچہ وقف نامہ میں اسی کے لیے ہے مگر یہ بات اسی تک محدود ہے اس کے مرنے کے بعد حسبِ شرائط وقف نامہ اسکی اولاد پر تقسیم ہو گی۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰ یہ اقرار کیا کہ ہم نے فلاں کے ہزار روپے غصب کیے پھر یہ کہتا ہے ہم دس شخص تھے اور مالک یہ کہتا ہے کہ تنہا یہی تھا اسی کو پورے ہزار روپے دینے ہوں گے کیونکہ یہ لفظ (ہم) ایک کے لیے بھی بولا جاتا ہے ہاں اگر یہ کہتا کہ ہم سب

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص۴۵۵، ۴۵۶.

2 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص۴۵۷.

3 ......مجامعت، ہمبستری، جماع، وطی۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص۴۵۹، ۴۶۰.

5 ......حقدار۔

6 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص۴۶۰.

نے اس کے ہزار روپے غصب کیے اور پھر کہتا کہ ہم دس شخص تھے تو بیشک اس سے ایک ہی سولیا جاتا کہ اس نے پہلے ہی سے بتادیا کہ میں تنہا نہ تھا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۱ ایک چیز کا اقرار کرکے کہتا ہے مجھ سے غلطی ہوگئی یعنی کچھ کا کچھ کہہ گیا یہ بات قبول نہیں کی جائے گی مگر مفتی نے اگر طلاق کا حکم دیا تھا اس بنا پر اس نے طلاق کا اقرار کیا بعد میں معلوم ہوا کہ اُس مفتی نے غلط فتویٰ دیا تھا یہ کہتا ہے کہ اُس غلط فتوے کی بنا پر میں نے غلط اقرار کیا یہ دیانۃً مسموع ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۲ ایک شخص نے کہا میرے والد نے ثلث مال[3] کی زید کے لیے وصیّت کی بلکہ عمرو کے لیے بلکہ بکر کے لیے تو وصیت زید کے لیے ہے عمرو و بکر کے لیے کچھ نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۳ ایک شخص نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں شخص کے لیے ہزار روپے کا اپنی نابالغی میں اقرار کیا تھا وہ یہ کہتا ہے کہ حالتِ بلوغ میں اقرار کیا تھا اس صورت میں قسم کے ساتھ مقر[5] کا قول معتبر ہے اور اگر یہ کہتا ہے کہ سرسام[6] کی حالت میں میں نے اقرار کیا تھا جب میری عقل جاتی رہی تھی اگر معلوم ہو کہ اسے سرسام ہوا تھا جب تو کچھ نہیں ورنہ ہزار دینے ہوں گے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴ مرد کہتا ہے میں نے نابالغی میں تجھ سے نکاح کیا تھا عورت کہتی ہے مجھ سے جب تم نے نکاح کیا تھا تم بالغ تھے اس میں مرد کا قول معتبر ہے اور اگر مرد یہ کہتا ہے کہ میں نے جب نکاح کیا تھا مجوسی تھا عورت کہتی ہے مسلمان تھے اس میں عورت کا قول معتبر ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵ دو شخصوں میں شرکت مفاوضہ ہے ان میں سے ایک نے یہ اقرار کیا کہ میرے ساتھی کے ذمہ شرکت سے پہلے کے فلاں شخص کے اتنے روپے ہیں اور ساتھی اس سے انکار کرتا ہے اور طالب[9] یہ کہتا ہے کہ وہ دَین زمانۂ شرکت کا ہے تو دَین دونوں شریکوں پر لازم ہوگا اور اگر یہ اقرار کیا کہ یہ دَین شرکت سے پہلے کا ہے اور مجھ پر ہے شریک پر نہیں اور طالب کہتا ہے

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص ٤٦١ .

2 ......المرجع السابق، ٤٦٢ .

3 ......تہائی مال۔

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الإقرار، باب إقرارالمریض، فصل فی مسائل شتی، ج۸، ص ٤٦١ .

5 ......اقرار کرنے والا۔

6 ......ایک بیماری جس سے دماغ میں ورم آجاتا ہے۔

7 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الإقرار، الباب الثانی عشر فی اسناد الإقرار...إلخ، ج٤، ص١٩٨ .

8 ......المرجع السابق.

9 ......مطالبہ کرنے والا یعنی قرض دینے والا۔

زمانۂ شرکت کا دَین ہے اس صورت میں بھی دونوں پر لازم ہوگا اور اگر تینوں اس امر پر متفق ہیں کہ شرکت سے قبل کا دَین ہے تو اُسی کے ذمہ دَین قرار پائے گا جس نے لیا ہے دوسرے سے کوئی تعلق نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶ یہ کہا کہ اس چیز میں فلاں کی شرکت ہے یا یہ چیز میرے اور فلاں کے مابین مشترک ہے یا یہ چیز میری اور فلاں کی ہے ان سب صورتوں میں دونوں نصف نصف کے شریک مانے جائیں گے اور اگر اقرار میں شریک کا حصہ بھی بتادے مثلاً وہ تہائی یا چوتھائی کا شریک ہے تو جتنا اُس کا حصہ بتایا اُتنے ہی کی شرکت کا اقرار ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷ یہ کہا کہ میرا کوئی حق فلاں کی جانب نہیں اس کہنے سے وہ شخص تمام ہی حقوق سے بری ہوگیا یعنی حقوق مالیہ اور غیر مالیہ دونوں سے براءت ہوگئی۔ غیر مالیہ مثلاً کفالت بِالنفس[3] قصاص حدقذف۔ حقوق مالیہ خواہ دَین ہوں جو مال کے بدلے میں واجب ہوئے ہوں مثلاً ثمن، اُجرت یا غیر مال کے بدلے میں ہوں مثلاً مہر۔ جنایت کی دیت اور حقوق مالیہ خواہ عین مضمونہ ہوں جیسے غصب یا امانت ہوں مثلاً ودیعت، عاریت، اجارہ بالجملہ اس کہنے کے بعد اب وہ کسی حق کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر یہ لفظ کہا کہ فلاں پر میرا کوئی حق نہیں تو صرف مضمون کا اقرار ہے امانت سے براءت نہیں اور اگر یہ کہا کہ فلاں کے پاس میرا کوئی حق نہیں یہ امانت سے براءت ہے صرف شے مضمون سے براءت نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸ ایک شخص نے دو گواہوں سے مدعیٰ علیہ[5] کے ذمہ ہزار روپے ثابت کیے اور مدعیٰ علیہ نے یہ گواہ پیش کیے کہ مدعی نے ہزار روپے اس سے معاف کردیے ہیں اسکی چند صورتیں ہیں اگر وجوب مال کی تاریخ ہو[6] اور براءت (معافی) کی بھی تاریخ ہو اور تاریخ معافی بعد میں ہو معافی کا حکم دیا جائے گا اور اگر دستاویز کی تاریخ بعد میں ہے اور معافی کی پہلے ہو تو وجوب مال کا حکم دیا جائے گا اور اگر دونوں کی تاریخ نہ ہو یا دستاویز کی تاریخ ہو معافی کی نہ ہو یا معافی کی ہو مال کی نہ ہو ان سب صورتوں میں معافی کا حکم دیا جائے گا۔[7] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الإقرار، الباب الثانی عشر فی اسناد الإقرار...إلخ، ج٤، ص٢٠٠.

2 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الإقرار، الباب الثالث عشر فیمایکون إقراراً بالشرکة...إلخ، ج٤، ص٢٠٠.

3 ......یعنی جس شخص کے ذمہ مطالبہ ہے اسے حاضر کرنے کی ضمانت دینا۔

4 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الإقرار، الباب الرابع عشر فیمایکون إقراراً بالإبراء...إلخ، ج٤، ص٢٠٤.

5 ......جس پر دعویٰ کیا گیا۔

6 ......یعنی اگر مال کے لازم ہونے کی تاریخ ہو۔

7 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الإقرار، الباب الرابع عشر فیمایکون إقراراً بالإبراء...إلخ، ج٤، ص٢٠٥.

صلح کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ لَا خَیْرَ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَیْنَ النَّاسِ ﴾ [1]

''اُن کی بہتیری سرگوشیوں میں بھلائی نہیں ہے مگر اُس کی سرگوشی جو صدقہ یا اچھی بات یا لوگوں کے مابین صلح کا حکم کرے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَاۤ اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَ الصُّلْحُ خَیْرٌ ؕ ﴾ [2]

''اگر کسی عورت کو اپنے خاوند سے بدخلقی اور بے توجہی کا اندیشہ ہو تو اُن دونوں پر یہ گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کرلیں اور صلح اچھی چیز ہے۔''

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ اِنْ طَآىٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۝۹ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۱۰ ﴾ [3]

''اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ لڑ جائیں تو اُن میں صلح کرادو پھر اگر ایک گروہ دوسرے پر بغاوت کرے تو اُس بغاوت کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے پھر جب وہ لوٹ آیا تو دونوں میں عدل کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف کرو بیشک انصاف کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے۔ مسلمان بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کراؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

حدیث ۱ صحیح بخاری شریف میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہتے ہیں کہ بنی عمرو بن عوف کے مابین کچھ مناقشہ [4] تھا نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم چند اصحاب کے ساتھ اُن میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے تھے نماز کا وقت آ گیا

---

1 ......پ ٥،النسآء:١١٤.

2 ......پ ٥،النسآء:١٢٨.

3 ......پ ٢٦،الحجرات:٩،١٠.

4 ......اختلاف، جھگڑا۔

اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تشریف نہیں لائے حضرت بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اذان کہی اور اب بھی تشریف نہیں لائے حضرت بلال نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آکر یہ کہا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہاں رُک گئے اور نماز طیار ہے کیا آپ امامت کریں گے فرمایا اگر تم کہو تو پڑھا دوں گا حضرت بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اقامت کہی اور حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آگے آگئے کچھ دیر بعد حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تشریف لائے اور صفوں سے گزر کر صف اول میں تشریف لے جا کر قیام فرمایا لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کیا حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ادہر متوجہ ہوں مگر وہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو کسی طرف متوجہ نہ ہوتے مگر جب لوگوں نے بکثرت ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کیا کہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ادہر توجہ کی دیکھا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان کے پیچھے تشریف فرما ہیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے آگے تشریف لے جانے کا اشارہ کیا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ تم نماز جیسے پڑھا رہے ہو پڑھاؤ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ہاتھ اٹھا کر اللہ (عزوجل) کی حمد کی اور اُلٹے پاؤں چل کر صف میں شامل ہو گئے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آگے بڑھے اور نماز پڑھائی نماز سے فارغ ہو کر لوگوں سے فرمایا: ''اے لوگو! نماز میں کوئی بات پیش آجائے تو تم نے ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کر دیا یہ کام عورتوں کے لیے ہے اگر کوئی چیز نماز میں کسی کو پیش آجائے تو سُبْحٰنَ اللّٰہ کہے امام جب اس کو سُنے گا متوجہ ہو جائے گا۔ اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، اے ابوبکر جب میں نے اشارہ کر دیا تھا پھر تمہیں نماز پڑھانے سے کون سا امر مانع آیا عرض کی ابوقحافہ کے بیٹے (ابوبکر) کو یہ سزاوار نہیں [1] کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے نماز پڑھے (امام بنے)۔ [2]

حدیث ۲ صحیح بخاری میں ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے کہ اچھی بات پہنچاتا ہے یا اچھی بات کہتا ہے''۔ [3]

حدیث ۳ بخاری شریف وغیرہ میں مروی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: ''میرا یہ بیٹا سردار ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرادے گا''۔ [4]

حدیث ۴ صحیح بخاری میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دروازہ پر جھگڑا

---

1 ......مناسب نہیں، لائق نہیں۔

2 ......"صحیح البخاري"، كتاب الصلح، باب ماجاء في الاصلاح بين الناس،الحديث: ٢٦٩٠، ج٢، ص٢٠٩.

3 ......المرجع السابق،باب ليس الكاذب... إلخ، الحديث: ٢٦٩٢، ج٢، ص٢١٠.

4 ......المرجع السابق، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم للحسن رضی اللہ تعالیٰ عنه ... إلخ، الحديث:٢٧٠٤، ج٢، ص٢١٤.

کرنے والوں کی آواز سنی اُن میں ایک دوسرے سے کچھ معاف کرانا چاہتا تھا اور اُس سے آسانی کرنے کی خواہش کرتا تھا اور دوسرا کہتا تھا خدا کی قسم ایسا نہیں کروں گا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) باہر تشریف لائے فرمایا کہاں ہے وہ جو اللہ کی قسم کھاتا ہے کہ نیک کام نہیں کرے گا اُس نے عرض کی میں حاضر ہوں یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہ جو چاہے مجھے منظور ہے۔ (1)

حدیث ۵ صحیح بخاری میں ہے کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ابن ابی حَدْرَدْ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر میرا دَین تھا میں نے تقاضا کیا اس میں دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے کاشانۂ اقدس میں ان کی آوازیں سنیں، تشریف لائے اور حجرہ کا پردہ ہٹا کر کعب بن مالک کو پکارا عرض کی لبیک یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آدھا دَین معاف کردو کعب نے کہا میں نے معاف کیا دوسرے صاحب سے فرمایا: ''اب تم اٹھو اور ادا کردو''۔ (2)

حدیث ۶ صحیح مسلم وغیرہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک شخص نے دوسرے سے زمین خریدی مشتری کو اُس زمین میں ایک گھڑا ملا جس میں سونا تھا اس نے بائع سے کہا یہ سونا تم لے لو کیوں کہ میں نے زمین خریدی ہے سونا نہیں خریدا ہے بائع نے کہا میں نے زمین اور جو کچھ زمین میں تھا سب کو بیع کردیا ان دونوں نے یہ مقدمہ ایک شخص کے پاس پیش کیا اُس حاکم نے دریافت کیا تم دونوں کی اولادیں ہیں ایک نے کہا میرے لڑکا ہے دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے حاکم نے کہا ان دونوں کا نکاح آپس میں کردو اور یہ سونا اُن پر خرچ کردو اور مَہر میں دے دو۔ (3)

حدیث ۷ ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''مسلمانوں کے مابین ہر صلح جائز ہے مگر وہ صلح کہ حرام کو حلال کردے یا حلال کو حرام کردے''۔ (4)

مسائل فقهيه

نزاع (5) دور کرنے کے لیے جو عقد کیا جائے اُس کو صلح کہتے ہیں۔ وہ حق جو باعث نزاع تھا اوس کو مصالح عنہ اور جس پر صلح ہوئی اُس کو بدل صلح اور مصالح علیہ کہتے ہیں۔ صلح میں ایجاب ضروری ہے اور معین چیز میں قبول بھی ضروری ہے

1 ......"صحيح البخاري"، كتاب الصلح، باب هل يشير الإمام بالصلح، الحديث: ٢٧٠٥، ج٢، ص٢١٤.

2 ......"صحيح البخاري"، كتاب الصلح، باب الصلح بالدَّين و العَين، الحديث: ٢٧١٠، ج٢، ص٢١٦.

3 ......"صحيح مسلم"، كتاب الاقضية، باب استحباب اصلاح الحاكم بين الخصمين، الحديث: ٢١-(١٧٢١)، ص٩٤٧.

4 ......"سنن أبي داود"، كتاب الأقضية، باب في الصلح، الحديث: ٣٥٩٤، ج٣، ص٤٢٥.

5 ......اختلاف، جھگڑا۔

اور غیر معین میں قبول ضروری نہیں۔ مثلاً مدعی نے معین چیز کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ نے کہا اتنے روپے پر اس معاملہ میں مجھ سے صلح کرلو مدعی نے کہا میں نے کی جب تک مدعیٰ علیہ قبول نہ کرے صلح نہیں ہوگی۔ اور اگر روپے اشرفی کا دعویٰ ہے اور صلح کسی دوسری جنس پر ہوئی تو اس میں بھی قبول ضرور ہے کہ یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اور بیع میں قبول ضروری ہے اور اُسی جنس پر ہوئی مثلاً سو روپے کا دعویٰ تھا پچاس پر صلح ہوئی یہ جائز ہے اگرچہ مدعیٰ علیہ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے قبول کیا یعنی پہلے مدعیٰ علیہ نے صلح کو خود کہا کہ اتنے میں صلح کرلو اس کے بعد مدعی نے کہا کہ میں نے کی صلح ہوگئی اگرچہ مدعیٰ علیہ نے قبول نہ کیا ہو کہ یہ اسقاط ہے یعنی اپنے حق کو چھوڑ دینا۔[1] (عالمگیری، درمختار)

صلح کے لیے شرائط حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) عاقل ہونا۔ بالغ اور آزاد ہونا شرط نہیں لہٰذا نابالغ کی صلح بھی جائز ہے جب کہ اُس کی صلح میں کھلا ہوا ضرر[2] نہ ہو۔ غلام ماذون اور مکاتب کی صلح بھی جائز ہے جب کہ اس میں نفع ہو۔ نشہ والے کی صلح بھی جائز ہے۔

(۲) مصالح علیہ کے قبضہ کرنے کی ضرورت ہو تو اس کا معلوم ہونا مثلاً اتنے روپے پر صلح ہوئی یا مدعیٰ علیہ فلاں چیز مدعی کو دیدے گا اور اگر اُس کے قبضہ کی ضرورت نہ ہو تو معلوم ہونا شرط نہیں مثلاً ایک شخص نے دوسرے کے مکان میں ایک حق کا دعویٰ کیا تھا کہ میرا اس میں کچھ حصہ ہے دوسرے نے اُس کی زمین کے متعلق دعویٰ کیا کہ میرا اس میں کچھ حق ہے اور صلح یوں ہوئی کہ دونوں اپنے اپنے دعوے سے دست بردار ہو جائیں۔

(۳) مصالح عنہ کا عوض لینا جائز ہو یعنی مصالح عنہ مصالح کا حق ہو اپنے محل میں ثابت ہو عام ازیں کہ مصالح عنہ مال ہو یا غیر مال مثلاً قصاص و تعزیر جب کہ تعزیر حق العبد[3] کی وجہ سے ہو اور اگر حق اللہ کی وجہ سے ہو تو اس کا عوض لینا جائز نہیں مثلاً کسی اجنبیہ[4] کا بوسہ لیا اور کچھ دے کر صلح کرلی یہ جائز نہیں۔ اور اگر مصالح عنہ کے عوض میں کچھ لینا جائز نہ ہو تو صلح جائز نہیں مثلاً حق شفعہ کے بدلے میں شفیع کا کچھ لے کر صلح کرلینا یا کسی نے زِنا کی تہمت لگائی تھی اور کچھ مال لے کر صلح ہوگئی یا زانی اور چور یا شراب خوار کو پکڑا تھا اُس نے کہا مجھے حاکم کے پاس پیش نہ کرو اور کچھ لے کر چھوڑ دیا یہ ناجائز ہے۔ کفالت بِالنفس[5] میں مکفول عنہ نے کفیل[6] سے مال لے کر صلح کرلی۔ یہ صُلحیں تو ناجائز ہی ہیں اس صلح سے شفعہ بھی باطل ہو جائے گا

1 ......"الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلح، الباب الاول فی تفسیرہ شرعاً...إلخ، ج٤، ص٢٢٨، ٢٢٩.

و"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج٨، ص٤٦٦.

2 ......نقصان۔ 3 ......بندے کا حق۔ 4 ......غیر محرم عورت۔

5 ......جس شخص پر مطالبہ ہو اس کو حاضر کرنے کی ذمہ داری لے لینا۔ 6 ......ضامن، ذمہ دار۔

اور کفالت بھی جاتی رہی اسی طرح حد قذف بھی اگر قاضی کے یہاں پیش کرنے سے پہلے صلح ہوگئی۔ حد زنا اور حد شرب خمر میں بھی صلح اگرچہ ناجائز ہے مگر صلح کی وجہ سے حد باطل نہیں ہوتی۔ چور نے مکان سے مال نکال لیا اس نے پکڑا چور نے کسی اپنے مال کے عوض میں مصالحت کی یہ صلح ناجائز ہے مال دینا چور پر واجب نہیں اور چوری کا مال چور نے واپس دیدیا ہے تو مقدمہ بھی نہیں چل سکتا اور اگر چور کو قاضی کے پاس پیش کرنے کے بعد مصالحت کی اور اُسے معاف کردیا تو معافی صحیح نہیں اور اگر اُس کو مال ہبہ کردیا تو حد سرقہ یعنی ہاتھ کاٹنا اب نہیں ہوسکتا۔ گواہ سے مصالحت کرلی کہ گواہی نہ دے یہ صلح باطل ہے۔[1] (درمختار وغیرہ)

(۴) نابالغ کی طرف سے کسی نے صلح کی تو اس صلح میں نابالغ کا کھلا ہوا نقصان نہ ہو مثلاً نابالغ پر دعویٰ تھا اُس کے باپ نے صلح کی اگر مدعی کے پاس گواہ تھے اور اوتنے ہی پر مصالحت ہوئی جتنا حق تھا یا کچھ زیادہ پر تو صلح جائز ہے اور غبن فاحش پر صلح ہوئی یا مدعی کے پاس گواہ نہ تھے تو صلح ناجائز ہے اور اگر باپ نے اپنا مال دے کر صلح کی ہے تو بہرحال جائز ہے کہ اس میں نابالغ کا کچھ نقصان نہیں۔

(۵) نابالغ کی طرف سے صلح کرنے والا وہ شخص ہو جو اُس کے مال میں تصرّف کرسکتا ہو[2] مثلاً باپ دادا وصی۔

(٦) بدل صلح مال متقوم ہو اگر مسلمان نے شراب کے بدلے میں صلح کی یہ صلح صحیح نہیں۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱ بدل صلح کبھی مال ہوتا ہے اور کبھی منفعت مثلاً مدعی علیہ نے اس پر صلح کی کہ میرا غلام مدعی کی سال بھر خدمت کرے گا یا وہ میری زمین میں ایک سال کاشت کرے گا یا میرے مکان میں اتنے دنوں رہے گا۔[4] (درر، غرر)

مسئلہ ۲ صلح کا حکم یہ ہے کہ مدعیٰ علیہ دعویٰ سے بری ہوجائے گا اور مصالح علیہ مدعی کی مِلک ہوجائے گا چاہے مدعیٰ علیہ حقِ مدعی سے منکِر ہو یا اِقراری ہو اور مصالح عنہ مِلکِ مدعیٰ علیہ ہوجائے گا اگر مدعیٰ علیہ اقراری تھا بشرطیکہ وہ قابلِ تملیک بھی ہو یعنی مال ہو اور اگر وہ قابلِ مِلک ہی نہ ہو مثلاً قصاص یا مدعیٰ علیہ اس امر سے انکاری تھا کہ یہ حقِ مدعی ہے تو ان دونوں صورتوں میں مدعیٰ علیہ کے حق میں فقط دعوے سے براءت ہوگی۔[5] (درمختار)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ٤٦٦۔٤٦٨، وغیرہ.

2 ...... عمل دخل، یعنی اخراجات وغیرہ میں استعمال کرسکتا ہو۔

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ٤٦٦، وغیرہ.

4 ...... "دررالحکام" و "غررالاحکام"، کتاب الصلح، الجزء الثانی، ص ٣٩٦.

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ٤٦٨.

مسئلہ ۳ صلح کی تین صورتیں ہیں کبھی یوں ہوتی ہے کہ مدعیٰ علیہ حق مدعی کا مقر ہوتا ہے اور کبھی یوں کہ منکر تھا اور کبھی یوں کہ اُس نے سکوت کیا تھا اقرار انکار کچھ نہیں کیا تھا۔ پہلی قسم یعنی اقرار کے بعد صلح، اس کی چند صورتیں ہیں اگر مال کا دعویٰ تھا اور مال پر صلح ہوئی تو یہ صلح بیع کے حکم میں ہے۔ اس صلح پر بیع کے تمام احکام جاری ہوں گے مثلاً مکان وغیرہ جائداد غیر منقولہ پر صلح ہوئی یعنی مدعیٰ علیہ نے یہ چیزیں دے دیں تو اس میں شفیع کو شفعہ کرنے کا حق حاصل ہوگا اور اگر بدل صلح میں کوئی عیب ہو تو واپس کرنے کا حق ہے خیار رویت بھی ہے خیار شرط بھی ہوسکتا ہے اور مصالح علیہ یعنی بدل صلح مجہول ہے تو صلح فاسد ہے مصالح عنہ کا مجہول ہونا صلح کو فاسد نہیں کرتا کیونکہ اُس کو ساقط کرتا ہے اُسکی جہالت سبب نزاع نہیں ہوسکتی بدل صلح کی تسلیم پر قدرت بھی شرط ہے۔ مصالح عنہ یعنی جس کا دعویٰ تھا اگر اُس میں کسی نے اپنا حق ثابت کر دیا تو مدعی کو بدل صلح اُس کے عوض میں پھیرنا ہوگا[1] کل کا استحقاق ہوا کل پھیرنا ہوگا اور بعض کا ہوا بعض پھیرنا ہوگا اور بدل صلح میں استحقاق ہو جائے تو اُس کے مقابل میں مدعی مصالح عنہ سے لے گا یعنی کل میں استحقاق ہوا تو کل لے گا اور بعض میں ہوا تو بعض یعنی بقدر حصہ۔[2] (متون)

مسئلہ ۴ جو صلح بیع کے حکم میں ہے اُس میں دو باتوں میں بیع کا حکم نہیں ہے۔ ① دَین کا دعویٰ کیا اور مدعیٰ علیہ اقراری تھا ایک غلام دے کر مصالحت ہوئی اور مدعی نے اس پر قبضہ کرلیا اس غلام کا مرابحہ وتولیہ اگر کرنا چاہے گا تو بیان کرنا ہوگا کہ مصالحت میں یہ غلام ہاتھ آیا ہے بغیر بیان جائز نہیں۔ ② صلح کے بعد دونوں بالاتفاق یہ کہتے ہیں کہ دَین تھا ہی نہیں صلح باطل ہو جائے گی۔ جس طرح حق وصول پانے کے بعد بالاتفاق یہ کہتے ہیں کہ دَین تھا ہی نہیں جو کچھ لیا ہے دے دینا ہوگا اور اگر دَین کے بدلے میں کوئی چیز خریدی پھر دونوں یہ کہتے ہیں کہ دَین نہیں تھا تو خریداری باطل نہیں اور اگر ہزار کا دعویٰ تھا اور دوسری چیز مثلاً غلام لے کر صلح کی پھر دونوں کہتے ہیں کہ دَین نہیں تھا تو مدعی کو اختیار ہے کہ غلام واپس کرے یا ہزار روپے دے۔[3] (عالمگیری، بحرالرائق)

مسئلہ ۵ بیع کے حکم میں اُس وقت ہے جب خلاف جنس پر مصالحت ہوئی مثلاً دعویٰ تھا روپے کا اور صلح ہوئی اشرفی یا

---

1 ......واپس کرنا ہوگا۔

2 ......"تنویرالأبصار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ٤٦٨.
و"الهداية"، کتاب الصلح، ج۲، ص ۱۹۰.
و"کنزالدقائق"، کتاب الصلح، ص ۳۳۲، ۳۳۳.

3 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الصلح، الباب الثاني في الصلح في الدّين...إلخ، ج٤، ص ۲۳۲.
و"البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج۷، ص ٤۳٤، ٤۳٥.

کسی اور چیز پر اور اگر اسی جنس پر مصالحت ہو جس کا دعویٰ تھا یعنی روپے کا دعویٰ تھا اور روپے ہی پر مصالحت ہوئی اور کم پر ہوئی یعنی سو کا دعویٰ تھا پچاس پر صلح ہوئی تو یہ ابرا ہے یعنی معاف کر دینا اور اگر اوتنے ہی پر صلح ہوئی جتنے کا دعویٰ تھا تو استیفا ہے یعنی اپنا حق وصول پالیا اور اگر زیادہ پر صلح ہوئی تو ربا یعنی سود ہے۔[1] (بحرالرائق)

مسئلہ ۶ مال کا دعویٰ تھا اور روپے پر صلح ہوئی اور اسکی میعاد یہ قرار پائی کہ کھیت کٹے گا تو روپیہ دیا جائے گا یعنی مدت مجہول ہے یہ صلح جائز نہیں کہ بیع میں مدت مجہول ہونا ناجائز ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۷ مال کا دعویٰ تھا اور منفعت پر مصالحت ہوئی یہ صلح اجارہ کے حکم میں ہے اور اس میں اجارہ کے احکام جاری ہوں گے اگر منفعت کی تعیین وقت سے ہوتی ہو تو وقت بیان کرنا ضروری ہوگا مثلاً اس پر صلح ہوئی کہ مدعیٰ علیہ کا غلام مدعی کی خدمت کرے گا یا مدعی، مدعی علیہ کے مکان میں سکونت کرے گا ایسی چیزوں میں وقت بیان کرنا ضرور ہوگا کیونکہ بغیر اس کے اجارہ صحیح نہیں اور اگر کوئی عمل معقود علیہ ہے تو وقت بیان کرنے کی ضرورت نہیں مثلاً اس پر صلح ہوئی کہ مدعیٰ علیہ مدعی کا یہ کپڑا رنگ دے گا۔ اور چونکہ یہ اجارہ کے حکم میں ہے لہٰذا اندرون مدت[3] اگر دونوں میں سے کوئی مر گیا صلح باطل ہو جائے گی۔ یوہیں اندرون مدت محل[4] ہلاک ہو جائے جب بھی صلح باطل ہے مثلاً وہ غلام مر گیا جس کی خدمت بدل صلح تھی۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۸ دعویٰ منفعت کا تھا اور صلح مال پر ہوئی مثلاً یہ دعویٰ تھا کہ میرے مکان کا پانی اس کے مکان سے ہو کر جاتا ہے یا میری چھت کا پانی اس کی چھت پر سے بہتا ہے یا اس نہر سے میرے کھیت کی آبپاشی ہوتی ہے اور مال لے کر صلح کر لی یا ایک قسم کی منفعت کا دعویٰ تھا دوسری قسم کی منفعت پر مصالحت ہوئی مثلاً دعویٰ تھا کہ یہ مکان میرے کرایہ میں ہے اتنے دنوں کے لیے اور صلح اس پر ہوئی کہ اتنے دن مدعی علیہ کا غلام مدعی کی خدمت کرے گا یہ دونوں صورتیں بھی اجارہ کے حکم میں ہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۹ انکار وسکوت کے بعد جو صلح ہوتی ہے وہ مدعی کے حق میں معاوضہ ہے یعنی جس چیز کا دعویٰ تھا اُس کا عوض پالیا اور مدعیٰ علیہ کے حق میں یہ بدل صلح یمین اور قسم کا فدیہ ہے یعنی اس کے ذمہ جو یمین تھی اُس کے فدیہ میں یہ مال دے دیا اور قطع نزاع ہے یعنی جھگڑے اور مقدمہ بازی کی مصیبتوں میں کون پڑے یہ مال دے کر جھگڑا کاٹنا ہے لہٰذا ان دونوں

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج۷، ص ٤٣٤، ٤٣٥.

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ٤٨٣.

3 ......مدت کے اندر۔

4 ......محل یعنی وہ چیز جو بدل صلح ہے۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ٤٦٩، وغیرہ.

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ٤٧٠.

صورتوں میں اگر مکان کا دعویٰ تھا اور مدعی علیہ منکر یا ساکت تھا اور کوئی چیز دے کر مصالحت کی اس مدعیٰ علیہ پر شفعہ نہیں ہو سکتا کہ یہ صلح بیع کے حکم میں نہیں ہے بلکہ مدعیٰ علیہ کا خیال تو یہ ہے کہ یہ میرا ہی مکان تھا میں نے اس کو صلح کے ذریعہ سے اپنے پاس سے جانے نہ دیا اور مدعی کی خصومت [1] کو مال کے ذریعہ سے دفع کر دیا پھر اس نے جب مکان خریدا نہیں ہے تو شفعہ کیسا اور مدعی کا یہ خیال کہ مکان میرا تھا مال لے کر دے دیا اس خیال کی پابندی مدعی علیہ کے ذمہ نہیں ہے تا کہ شفعہ کیا جا سکے۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۰ مکان پر صلح ہوئی یعنی مدعی نے کسی چیز کا دعویٰ کیا اور مدعیٰ علیہ نے انکار یا سکوت کے بعد اپنا مکان دے کر پیچھا چھوڑایا اُس سے صلح کر لی اس مکان پر شفعہ ہوسکتا ہے کیونکہ اس صورت میں مکان مدعی کو ملتا ہے اور اس کا گمان یہ ہے کہ میں اس کو اپنے حق کے عوض میں لیتا ہوں لہٰذا اس کے لحاظ سے یہ صلح بیع کے معنی میں ہے تو اس پر شفعہ بھی ہوگا۔[3] (بحر)

مسئلہ ۱۱ انکار یا سکوت کے بعد جو صلح ہوتی ہے اگر واقع میں مدعی کا غلط دعویٰ تھا جس کا مدعی کو بھی علم تھا تو صلح میں جو چیز ملی ہے اُس کا لینا جائز نہیں اور اگر مدعی علیہ جھوٹا ہے تو اس صلح سے وہ حق مدعی سے بری نہیں ہوگا یعنی صلح کے بعد قضاءً تو کچھ نہیں ہوسکتا دنیا کا مؤاخذہ ختم ہو گیا مگر آخرت کا مؤاخذہ باقی ہے مدعی کے حق ادا کرنے میں جو کمی رہ گئی ہے اوس کا مؤاخذہ ہے مگر جب کہ مدعی خود مابقی سے معافی دیدے۔[4] (بحر) لہٰذا صلح ہونے کے بعد اگر حقوق سے اِبرا و معافی ہو جائے تو مواخذۂ اُخروی [5] سے بھی نجات ہو جائے عین کے علاوہ کیونکہ عین کا اِبرا درست نہیں۔

مسئلہ ۱۲ جس چیز کا دعویٰ تھا بعد صلح کے اُس کا کوئی حق دار پیدا ہو گیا تو مدعی کو اُس مستحق [6] سے خصومت اور مقدمہ بازی کرنی ہوگی اور مستحق نے حق ثابت ہی کر دیا تو اُس کے عوض میں مدعی کو بدل صلح واپس کرنا ہوگا اور اگر بدل صلح میں کوئی دوسرا شخص حقدار نکلا اور اُس نے کل یا جز لے لیا تو مدعی پھر دعوے کی طرف رجوع کرے گا کل میں کل کا دعویٰ بعض میں بعض کا دعویٰ کر سکتا ہے ہاں اگر غیر متعین چیز یعنی روپے اشرفی کا دعویٰ تھا اور اسی پر مصالحت ہوئی یعنی جس چیز کا دعویٰ تھا اُسی جنس پر مصالحت ہوئی اور حقدار نے اپنا حق ثابت کر کے لے لیا تو صلح باطل نہیں ہوگی بلکہ مستحق نے جتنا لیا اوتنا ہی یہ مدعیٰ علیہ سے لے

---

1 ......مقدمہ۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ٤٧٠، وغیرہ.

3 ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج۷، ص ٤٣٥ .

4 ......المرجع السابق.

5 ......آخرت کی پکڑ، گرفت۔

6 ......حقدار۔

مثلاً ہزار کا دعویٰ تھا اور سو روپے میں صلح ہوئی مستحق نے کہا یہ روپے میرے ہیں تو مدعی دوسرے سو روپے مدعیٰ علیہ سے لے سکتا ہے۔[1] (بحرالرائق)

مسئلہ ۱۳ انکار یا سکوت کے بعد صلح ہوئی اور اس صلح میں لفظ بیع استعمال کیا مدعیٰ علیہ نے کہا اتنے میں یا اُس کے عوض بیع کی یا خریدی اور بدل صلح کا کوئی حقدار پیدا ہوگیا اور لے گیا تو مدعی[2] مدعیٰ علیہ[3] سے وہ چیز لے گا جس کا دعویٰ تھا یہ نہیں کہ پھر دعوے کی طرف رجوع کرے کیونکہ مدعیٰ علیہ کا بیع کرنا مدعی کی ملک تسلیم کر لینا ہے لہٰذا اس صورت میں انکار یا سکوت نہیں ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۴ بدل صلح ابھی تک مدعی کو تسلیم[5] نہیں کیا گیا ہے اور ہلاک ہوگیا اس کا حکم وہی ہے جو استحقاق کا ہے خواہ وہ صلح اقرار کے بعد ہو یا انکار و سکوت کے بعد دونوں صورتوں میں فرق نہیں۔ یہ اُس صورت میں ہے کہ بدل صلح معین ہونے والی چیز ہو اور اگر غیر معین چیز ہو تو ہلاک ہونے سے صلح پر کچھ اثر نہیں پڑے گا مدعیٰ علیہ سے اوتنا لے سکتا ہے جو مقرر ہوا۔[6] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۱۵ یہ دعویٰ تھا کہ اس مکان میں میرا حق ہے کسی چیز کو دے کر صلح ہوگئی پھر اس مکان کے کسی جز میں استحقاق ہوا اگرچہ مستحق کا یہ دعویٰ ہے کہ ایک ہاتھ کے سوا باقی یہ سارا مکان میرا ہے اور مستحق نے لے لیا مدعیٰ علیہ، مدعی سے کچھ واپس نہیں لے سکتا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ ایک ہاتھ جو بچا ہے وہی مدعی کا ہو اور اگر مستحق نے پورے مکان کو اپنا ثابت کیا تو جو کچھ مدعی کو دیا گیا ہے واپس لیا جائے گا۔[7] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۶ جس عین کا دعویٰ تھا اُسی کے ایک جز پر مصالحت ہوئی مثلاً مکان کا دعویٰ تھا اُسی مکان کا ایک کمرہ یا کوٹھری دے کر صلح کی گئی یہ صلح جائز نہیں کیونکہ مدعی نے جو کچھ لیا یہ تو خود مدعی کا تھا ہی اور مکان کے باقی اجزاء و حصص کا اِبرا کر دیا[8] اور عین میں اِبرا درست نہیں ہاں اس کے جواز کی صورت یہ بن سکتی ہے کہ مدعی کو علاوہ اُس جز و مکان کے ایک

---

1. "البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج۷، ص۴۳۵.
2. دعویدار، دعویٰ کرنے والا۔
3. جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔
4. "الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ۴۷۰.
5. سپرد۔
6. "الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ۴۷۰. و"البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج۷، ص۴۳۵.
7. "الهداية"، کتاب الصلح، ج۲، ص۱۹۱.
8. یعنی باقی حصوں سے بری کر دیا۔

روپیہ یا کپڑا یا کوئی چیز بدل صلح میں اضافہ کی جائے کہ یہ چیز بقیہ حصص مکان کے عوض میں ہو جائے گی دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک جز پر صلح ہوئی اور باقی اجزا کے دعوے سے دست برداری دے دے۔[1] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۱۷ مکان کا دعویٰ تھا اور اس بات پر صلح ہوئی کہ وہ اُس کے ایک کمرے میں ہمیشہ یا عمر بھر سکونت کرے گا یہ صلح بھی صحیح نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۸ دَین کا دعویٰ تھا اور اُس کے ایک جز پر مصالحت ہوئی مثلاً ہزار کا دعویٰ تھا پانسو پر صلح ہوگئی یا عین کا دعویٰ ہو اور دوسری عین کے جز پر صلح ہوئی مثلاً ایک مکان کا دعویٰ تھا دوسرے مکان کے ایک کمرہ کے عوض میں مصالحت ہوئی یہ صلح جائز ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۹ مال کے دعوے میں مطلقاً صلح جائز ہے چاہے مال پر صلح ہو یا منفعت پر ہوا قرار کے بعد یا انکار و سکوت کے بعد کیونکہ یہ صلح بیع یا اجارہ کے معنی میں ہے اور جہاں وہ جائز یہ بھی جائز۔ دعوائے منفعت میں بھی صلح مطلقاً جائز ہے مال کے بدلے میں بھی ہوسکتی ہے اور منفعت کے بدلہ میں بھی مگر منفعت کو اگر بدل صلح قرار دیں تو ضرور ہے کہ دونوں منفعتیں دو طرح کی ہوں ایک ہی جنس کی نہ ہوں مثلاً مکان کرایہ پر لیا ہے اور صلح خدمت غلام پر ہوئی یہ جائز ہے اور اگر ایک ہی جنس کی ہوں مثلاً مکان کی سکونت کا دعویٰ تھا اور سکونتِ مکان ہی کو بدلِ صلح قرار دیا یہ جائز نہیں مثلاً وارث پر دعویٰ کیا کہ تیرے مورث نے اس مکان کی سکونت کی میرے لیے وصیّت کی ہے وارث نے اقرار کیا یا انکار پھر مال پر صلح ہو یا دوسری جنس کی منفعت پر صلح ہو جائز ہے۔[4] (درر، غرر)

مسئلہ ۲۰ ایک مجہول الحال شخص[5] پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے اُس نے مال دے کر مصالحت کی یہ صلح جائز ہے اور اس کو مال کے عوض میں عتق[6] قرار دیں گے۔ پھر اگر اقرار کے بعد صلح ہوئی تو مدعی کو وَلا ملے گا ورنہ نہیں ہاں اگر بیّنہ سے[7] اُس کا غلام ہونا ثابت کردے تو اگرچہ مدعیٰ علیہ منکر ہے مدعی کو وَلا ملے گا بیّنہ سے ثابت کرنے کی وجہ سے وہ غلام نہیں بنایا جاسکتا یہی

---

1 ……"البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج۷، ص۴۳۶.
و"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص ۴۷۱.

2 ……"الدرالمختار"، المرجع السابق، ص۴۸۳.

3 ……المرجع السابق، ص ۴۷۱، ۴۷۴.

4 ……"دررالحکام" و"غررالاحکام"، کتاب الصلح، الجزء الثانی، ص۳۹۸.

5 ……ایسا شخص جس کے آزاد یا غلام ہونے کا لوگوں کو علم نہ ہو۔

6 ……آزاد کرنا۔

7 ……گواہوں سے۔

حکم سب جگہ ہے یعنی صلح کے بعد اگر مدعی گواہوں سے اپنا حق ثابت کرے اور یہ چاہے کہ میں اُس چیز کو لے لوں یہ نہیں ہوسکتا کیونکہ چیز اگر اُس کی ہے تو معاوضہ اُس چیز کا لے چکا پھر مطالبہ کے کیا معنٰی۔[1] (درر، درمختار)

مسئلہ ۲۱ مرد نے ایک عورت پر جو شوہر والی نہیں ہے نکاح کا دعویٰ کیا عورت نے مال دے کر صلح کی، یہ صلح خلع کے حکم میں ہے مگر مرد نے اگر جھوٹا دعویٰ کیا تھا تو اس مال کو لینا حلال نہیں اور عورت کو اُسی وقت دوسرا نکاح کرنا جائز ہے یعنی اُس پر عدّت نہیں ہے کیونکہ دخول پایا نہیں گیا اور اگر عورت نے مرد پر نکاح کا دعویٰ کیا اور مرد نے مال دے کر صلح کی یہ صلح ناجائز ہے کیونکہ اس صلح کو کسی عقد کے تحت میں داخل نہیں کرسکتے۔[2] (درر)

مسئلہ ۲۲ غلام ماذون نے کسی کو عمداً قتل کیا تھا اور ولیِ مقتول سے خود غلام نے صلح کی یعنی قصاص نہ لو اُس کے عوض میں یہ مال لو یہ صلح جائز نہیں مگر اس صلح کا یہ اثر ہوگا کہ قصاص ساقط ہوجائے گا اور غلام جب آزاد ہوگا اُس وقت بدل صلح وصول کیا جائے گا اور ماذون کے غلام نے اگر کسی کو قتل کیا تھا اُس ماذون نے مال پر صلح کی یہ صلح جائز ہے کیونکہ یہ اُس کی تجارت کی چیز ہے اور خود تجارت کی چیز نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۳ مال مغصوب ہلاک ہوگیا مالک نے غاصب سے مصالحت کی اس کی چند صورتیں ہیں اگر مغصوب مثلی ہے اور جس چیز پر مصالحت ہوئی وہ اُسی جنس کی ہے تو زیادہ پر صلح جائز نہیں اور اگر دوسری جنس کی چیز پر صلح ہوئی تو جائز ہے اور اگر وہ چیز قیمی ہے اور جتنی قیمت اُس کی ہے اُس سے زیادہ پر صلح ہوئی یہ بھی جائز ہے یعنی کم و برابر پر تو جائز ہی ہے زیادہ پر بھی جائز ہے اور اگر کسی متاع[4] پر صلح ہو یہ بھی جائز ہے مثلاً ایک غلام غصب کیا جس کی قیمت ایک ہزار تھی اور ہلاک ہوگیا دو ہزار روپے پر مصالحت کی یا کپڑے کے تھان پر صلح ہوئی جائز ہے اور اگر غاصب نے خود ہلاک کیا ہے جب بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر اس کے متعلق قاضی کا حکم مثلاً ایک ہزار ضمان کا ہوچکا یا اتنا ہی کہ قیمت تاوان میں دے تو زیادہ پر صلح نہیں ہوسکتی۔[5] (درمختار، درر)

---

1 ......"درر الحكام" شرح "غرر الأحكام"، كتاب الصلح، الجزء الثاني، ص٣٩٨.
و"الدرالمختار"، كتاب الصلح، ج٨، ص٤٧٥.

2 ......"درر الحكام" شرح "غرر الأحكام"، كتاب الصلح، الجزء الثاني، ص٣٩٨.

3 ......"الدرالمختار"، كتاب الصلح، ج٨، ص٤٧٦.

4 ......سامان۔

5 ......"الدرالمختار"، كتاب الصلح، ج٨، ص٤٧٦.
و"درر الحكام" شرح "غرر الأحكام"، كتاب الصلح، الجزء الثاني، ص٣٩٩.

مسئلہ ۲۴ صورتِ مذکورہ میں کہ قیمت سے زیادہ پر یا متاع پر صلح ہوئی غاصب گواہ پیش کرنا چاہتا ہے کہ اُس مغصوب کی قیمت اُس سے کم ہے جس پر صلح ہوئی ہے یہ گواہ مقبول نہ ہوں گے اور اگر دونوں متفق ہو کر بھی یہ کہیں کہ قیمت کم تھی جب بھی غاصب مالک سے کچھ واپس نہیں لے سکتا۔[1] (بحر)

مسئلہ ۲۵ غلام مشترک کو ایک شریک نے آزاد کردیا اور یہ آزاد کرنے والا مالدار ہے تو حکم یہ ہے کہ نصف قیمت دوسرے کو ضمان دے[2] اب اس صورت میں اگر نصف قیمت سے زیادہ پر صلح ہوئی یہ جائز نہیں کہ شرع نے[3] جب نصف قیمت مقرر کردی ہے تو اُس پر زیادتی نہیں ہوسکتی جس طرح مغصوب کی قیمت کا تاوان قاضی نے مقرر کردیا تو اب زیادہ پر صلح نہیں ہوسکتی کہ قاضی کا مقرر کرنا بھی شرع کا مقرر کرنا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۶ مغصوب چیز کو غاصب کے سوا کسی دوسرے نے ہلاک کردیا اور مالک نے غاصب سے قیمت سے کم پر صلح کرلی یہ جائز ہے اور غاصب اُس ہلاک کنندہ سے[5] پوری قیمت وصول کرسکتا ہے۔ مگر جتنا زیادہ لیا ہے اُس کو صدقہ کردے اور مالک کو یہ بھی اختیار ہے کہ ہلاک کنندہ ہی سے قیمت سے کم پر صلح کرلے۔[6] (بحر)

مسئلہ ۲۷ جنایت عمد جس میں قصاص واجب ہوتا ہے خواہ وہ قتل ہو یا اس سے کم مثلاً قطعِ عضو[7] اس میں اگر دِیَت سے زیادہ پر صلح ہوئی یہ جائز ہے اور جنایتِ خطا میں دیت سے زیادہ پر صلح ناجائز ہے کہ اس میں شرع کی طرف سے دیت مقرر ہے اُس پر زیادتی نہیں ہوسکتی ہاں دیت میں جو چیزیں مقرر ہیں اون کے علاوہ دوسری جنس پر صلح ہو اور یہ چیز قیمت میں زیادہ ہو تو یہ صلح جائز ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۲۸ مدعیٰ علیہ نے کسی کو صلح کے لیے وکیل کیا اُس وکیل نے صلح کی اگر دعویٰ دَین کا تھا اور دَین کے بعض حصہ پر صلح ہوئی یا خونِ عمد کا دعویٰ تھا اور صلح ہوئی اس صورت میں یہ وکیل سفیر محض ہے مدعی اس سے بدل صلح کا مطالبہ نہیں کرسکتا بلکہ وہ بدلِ صلح موکل پر لازم ہے اُسی سے مطالبہ ہوگا ہاں اگر وکیل نے بدلِ صلح کی ضمانت کرلی ہے تو وکیل سے اس ضمانت کی وجہ سے

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج۷، ص۴۳۹.
2 ......تاوان دے۔
3 ......شریعت نے۔
4 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷۷.
5 ......ہلاک کرنے والے یعنی ضائع کرنے والے سے۔
6 ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج۷، ص۴۳۹.
7 ......کوئی عضو کاٹنا۔
8 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۷۷.

مطالبہ ہوگا۔ یوہیں مال کا دعویٰ تھا اور مال پر صلح ہوئی اور مدعیٰ علیہ اقراری تھا تو وکیل سے مطالبہ ہوگا کہ یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اور بیع کا وکیل سفیر محض نہیں ہوتا بلکہ حقوق اُسی کی طرف عائد ہوتے ہیں اور اگر مدعیٰ علیہ منکر ہو تو وکیل سے مطلقاً مطالبہ نہیں مال پر صلح ہو یا کسی اور چیز پر۔[1] (درمختار، بحر)

مسئلہ ۲۹ مدعیٰ علیہ نے اس سے صلح کے لیے نہیں کہا اس نے خود صلح کر لی یعنی فضولی ہو کر اگر مال کا ضامن ہو گیا ہے یا صلح کو اپنے مال کی طرف نسبت کی یا کہہ دیا اس چیز پر یا کہا اتنے پر مثلاً ہزار روپے پر صلح کرتا ہوں اور دے دیے تو صلح جائز ہے اور یہ فضولی ان صورتوں میں مُتَبَرِّع[2] ہے مدعیٰ علیہ سے واپس نہیں لے سکتا اور اگر اسکے حکم سے مصالحت کرتا تو واپس لیتا اور اگر فضولی نے کہہ دیا کہ اتنے پر صلح کرتا ہوں اور دیا نہیں تو یہ صلح اجازت مدعیٰ علیہ پر موقوف ہے وہ جائز کر دے گا جائز ہو جائے گی اور مال لازم آجائے گا ورنہ جائز نہیں ہوگی۔ فضولی نے خلع کیا اُس میں بھی یہی پانچ صورتیں ہیں اور یہی احکام۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۰ ایک زمین کے وقف کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ مُنکِر ہے اور مدعی کے پاس ثبوت کے گواہ نہیں ہیں مدعیٰ علیہ نے کچھ دے کر قطع منازعت کے لیے[4] مصالحت کر لی یہ صلح جائز ہے اور اگر مدعی اپنے دعوے میں صادق[5] ہے تو بدل صلح بھی اُس کے لیے حلال ہے اور بعض علما فرماتے ہیں کہ حلال نہیں۔[6] (درمختار) اور یہی قول من حیث الدلیل[7] قوی معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اور وقف کی بیع درست نہیں بلکہ یہ صلح صحیح بھی نہ ہونا چاہیے کیونکہ وقف اس کا حق نہیں جس کا معاوضہ لینا درست ہو۔

مسئلہ ۳۱ صلح کے بعد پھر دوسری صلح ہوئی وہ پہلی ہی صحیح ہے اور دوسری باطل یہ جب کہ وہ صلح اسقاط ہو[8] اور اگر معاوضہ ہو جو بیع کے معنی میں ہو تو پہلی صلح فسخ ہوگئی[9] اور دوسری صحیح جس طرح بیع کا حکم ہے جب کہ بائع نے مبیع کو اُسی مشتری کے ہاتھ بیع کیا۔[10] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص٤٧٨.
و"البحرالرائق"، کتاب الصلح، ج۷، ص٤٤٠.

2 ...... احسان کرنے والا۔

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص٤٧٩.

4 ...... جھگڑا ختم کرنے کے لئے۔

5 ...... سچا۔

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص٤٨٠.

7 ...... دلیل کی حیثیت سے، دلیل کے لحاظ سے۔

8 ...... یعنی پہلی صلح ختم کرنے والی ہو۔

9 ...... ختم ہوگئی۔

10 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلح، ج۸، ص٤٨٠.

مسئلہ ۳۲ مدعیٰ علیہ [1] نے دعوے سے انکار کر دیا تھا اس کے بعد صلح ہوئی اب وہ گواہ پیش کرتا ہے کہ مدعی [2] نے صلح سے پہلے یہ کہا تھا کہ میرا اُس مدعیٰ علیہ پر کوئی حق نہیں ہے وہ صلح بدستور قائم رہے گی اور اگر مدعی نے صلح کے بعد یہ کہا کہ میرا اُس کے ذمہ کوئی حق نہ تھا تو صلح باطل ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۳ امین کے پاس امانت تھی جب تک اُس کے ہلاک کا دعویٰ نہ کرے صلح نہیں ہوسکتی۔ اور ہلاک کا دعویٰ کرنے کے بعد مصالحت ہوسکتی ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۴ امین نے امانت سے ہی انکار کیا کہتا ہے میرے پاس امانت رکھی نہیں اور مالک امانت رکھنے کا مدعی ہے صلح ہوسکتی ہے۔ امین امانت کا اقرار کرتا ہے اور مالک مطالبہ کرتا ہے مگر امین خاموش ہے مالک کہتا ہے اس نے میری چیز ہلاک کردی صلح ہوسکتی ہے اور اگر مالک ہلاک کرنے کا دعویٰ کرتا ہے اور امین کہتا ہے میں نے واپس کردی یا وہ چیز ہلاک ہوگئی اس صورت میں صلح جائز نہیں اور اگر امین کہتا ہے میں نے چیز واپس کردی یا ہلاک ہوگئی اور مالک کچھ نہیں کہتا اس میں صلح جائز نہیں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵ مدعیٰ علیہ کا صلح کی خواہش کرنا یا یہ کہنا کہ دعوے سے مجھے بری کردو یہ دعوے کا اقرار نہیں ہے اور یہ کہنا کہ جس مال کا دعویٰ ہے اُس سے صلح کرلو یا اُس سے مجھے بری کردو یہ مال کا اقرار ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۶ مبیع میں [7] عیب کا دعویٰ کیا اور صلح ہوگئی بعد میں ظاہر ہوا کہ عیب تھا ہی نہیں یا عیب زائل ہوگیا تھا صلح باطل ہوگئی جو کچھ لیا ہے واپس کرے۔ یوہیں دَین کا دعویٰ تھا اور صلح ہوگئی پھر معلوم ہوا کہ دَین نہیں تھا صلح باطل ہوگئی جو کچھ لیا ہے واپس کردے۔[8] (درمختار)

---

1 ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔ 2 ......دعویدار، دعویٰ کرنے والا۔

3 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۸۱.

4 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۸۱.

5 ......"ردالمحتار"، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۸۳.

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۸۵.

7 ......فروخت کی گئی چیز میں۔

8 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، ج۸، ص۴۸۵.

دعوائے دَین میں صلح کا بیان

مسئلہ ۱ مدعیٰ علیہ پر جو دَین[1] ہے یا اُس نے کوئی چیز غصب کی ہے اگر صلح اُسی جنس کی چیز پر ہوئی تو بعض حق کو لے لینا اور باقی کو چھوڑ دینا ہے اس کو معاوضہ قرار دینا درست نہیں ورنہ سود ہو جائے گا لہٰذا صلح کے جائز ہونے میں بدل صلح پر قبضہ کرنا ضروری نہیں مثلاً ہزار روپے حال یعنی غیر میعادی تھے سو روپے پر جو فوراً لیے جائیں گے صلح ہوئی یہ درست ہے اگرچہ مجلس صلح میں اون پر قبضہ نہ کیا ہو یا ہزار غیر میعادی تھے صلح ہوئی ہزار روپے پر جن کی کوئی میعاد مقرر ہوئی یا ہزار روپے کھرے تھے اور سو روپے کھوٹے پر صلح ہوئی پہلی صورت میں مقدار کم کر دی دوسری میں میعاد بڑھا دی یعنی فوراً لینے کا حق ساقط کر دیا تیسری صورت میں مقدار اور وصف دو چیزیں ساقط کر دیں۔ مدعیٰ علیہ کے ذمہ روپے تھے اور اشرفی پر صلح ہوئی اور اس کے ادا کرنے کی میعاد مقرر ہوئی یہ صلح ناجائز ہے کہ غیر جنس پر صلح عقد معاوضہ ہے اور چاندی کی سونے سے بیع ہو تو مجلس میں قبضہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ہزار روپے میعادی تھے اور صلح ہوئی کہ پانسو فوراً ادا کر دے یہ صلح بھی ناجائز ہے کہ پانسو کے بدلے میں میعاد کو بیع کرنا ہے اور یہ ناجائز ہے یا ہزار روپے کھوٹے تھے پانسو کھرے پر صلح ہوئی یہ صلح بھی ناجائز ہے کہ وصف کو پانسو کے بدلے میں بیع کرنا ہے اور یہ جائز نہیں۔ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ دائن کی طرف اگر احسان ہو تو اسقاط ہے اور صلح جائز ہے اور دونوں کی طرف سے ہو تو معاوضہ ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲ ایک ہزار کا دعویٰ تھا اور مدعیٰ علیہ انکاری ہے پھر سو روپے پر صلح ہوئی اگر مدعی نے یہ کہا کہ سو روپے پر میں نے صلح کی اور باقی معاف کر دیے تو قضاءً و دیانۃً ہر طرح مدعیٰ علیہ بقیہ سے بری ہو گیا اور اگر یہ کہا کہ سو روپے پر صلح کی اور یہ نہیں کہا کہ بقیہ میں نے معاف کیے تو مدعیٰ علیہ قضاءً بری ہو گیا دیانۃً بری نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳ مدیون[4] سے کہا تمہارے ذمہ ہزار روپے ہیں کل پانسو ادا کر دو اس شرط پر کہ باقی پانسو سے تم بری، اگر ادا کر دیے بری ہو گیا ورنہ پورے ہزار اُس کے ذمہ ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وقت کا ذکر نہ کرے اس صورت میں پانسو بالکل معاف ہو گئے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ آدھے دَین پر مصالحت ہوئی کہ کل ادا کر دے گا اور باقی سے بری ہو جائے گا اور

---

1 ......قرض۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح،فصل فی دعوی الدَّین،ج٨،ص٤٨٥.

3 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلح،الباب الثانی فی الصلح فی الدَّین...إلخ،ج٤،ص٢٣٤.

4 ......مقروض۔

شرط یہ ہے کہ کل اگرادا نہ کیے تو پورا دَین بدستور اُس کے ذمہ ہوگا اس صورت میں جیسا کہا ہے وہی ہے۔ چوتھی صورت یہ ہے پانسو سے مَیں نے تجھے بری کر دیا اس بات پر کہ پانسو کل ادا کر دے پانسو معاف ہو گئے کل کے روز ادا کرے یا نہ کرے۔ پانچویں صورت یہ ہے کہ یوں کہا کہ اگر تو پانسو کل کے دن ادا کر دے گا تو باقی سے بری ہو جائے گا اس صورت میں حکم یہ ہے کہ ادا کرے یا نہ کرے بری نہ ہوگا۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴ مدیون پر ایک سو روپے اور دس اشرفیاں باقی ہیں ایک سو دس روپے پر صلح ہوئی اگر ادا کے لیے میعاد ہے صلح ناجائز ہے اور اگر اُسی وقت دے دیے صلح جائز ہے اور اگر دس روپے فوراً دیے اور سو باقی رہے جب بھی جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵ ایک شخص پر ہزار روپے باقی ہیں اور یوں صلح ہوئی کہ مہینے کے اندر دو گے تو سو روپے اور ایک ماہ کے اندر نہ دیے تو دو سو روپے دینے ہوں گے یہ صلح صحیح نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶ ایک نے دوسرے پر کچھ روپیہ کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ نے انکار کر دیا پھر دونوں میں مصالحت ہوگئی کہ اتنے روپے اس وقت دیے جائیں گے اور اتنے آئندہ فلاں تاریخ پر یہ صلح جائز ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ سو روپے باقی ہیں اور دس من گیہوں[5] پر صلح ہوئی ان کے دینے کی میعاد مقرر ہو یا نہ ہو اگر اُس مجلس میں قبضہ نہ کیا صلح باطل ہے اور اگر گیہوں معین ہو گئے یعنی یوں صلح ہوئی کہ یہ گیہوں دوں گا تو قبضہ کرے یا نہ کرے صلح جائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۸ پانچ من گیہوں مدیون کے ذمہ باقی ہیں اور دس روپے پر صلح ہوئی اگر روپے پر اُسی وقت قبضہ ہوگیا صلح جائز ہے اور بغیر قبضہ دونوں جدا ہو گئے صلح ناجائز اور اگر پانچ روپے پر قبضہ کرلیا اور پانچ پر نہیں تو آدھے گیہوں کے مقابل صلح صحیح ہے اور نصف کے مقابل باطل۔[7] (عالمگیری)

---

1 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی دعوی الدّین، ج۸، ص۴۸۶، وغیرہ.

2 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلح، الباب الثانی فی الصلح فی الدّین...إلخ، ج۴، ص۲۳۲.

3 ......المرجع السابق. 4 ......المرجع السابق.

5 ......گندم۔

6 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلح، الباب الثانی فی الصلح فی الدّین...إلخ، ج۴، ص۲۳۲.

7 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۹: دس من گیہوں اُس کے ذمہ ہیں پانچ من گیہوں اور پانچ من جَو پر صلح ہوئی اور جَو کے لیے میعاد مقرر کی یہ صلح ناجائز ہے اور جَو کو معین کر دیا ہو صلح جائز ہے اگر چہ گیہوں معین نہ ہوں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: روپے کا دعویٰ تھا اور صلح یوں ہوئی کہ مدیون اس مکان میں ایک سال رہ کر دائن کو دیدے یا یہ غلام ایک سال تک مدیون کی خدمت کرے پھر مدیون اسے دائن کو دیدے یہ صلح ناجائز ہے کہ یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اور بیع میں ایسی شرط بیع کو فاسد کر دیتی ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: مدیون نے روپے ادا کر دیے ہیں مگر دائن انکار کرتا ہے پھر سو روپے پر صلح ہوئی اگر دائن کے علم میں وصول ہونا ہے تو لینا جائز نہیں۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۲: دَین کا کوئی گواہ نہیں ہے دائن[4] یہ چاہتا ہے کہ مدیون سے دَین کا اقرار کرالے تاکہ وقت پر کام آئے مدیون نے کہا میں اقرار نہیں کروں گا جب تک تو دَین کی میعاد نہ کر دے یا اُس میں سے اتنا کم نہ کر دے دائن نے ایسا ہی کر دیا یہ میعاد کا مقرر کرنا یا معاف کر دینا صحیح ہے یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ اِکراہ کے ساتھ ایسا ہوا ہے یہ اکراہ نہیں ہے اور اگر مدیون نے وہ بات علانیہ کہہ دی کہ جب تک ایسا نہ کرو گے میں اقرار نہ کروں گا تو اُس سے کُل مطالبہ فوراً وصول کیا جائے گا کیونکہ دَین کا اقرار ہو چکا۔[5] (درر)

مسئلہ ۱۳: دَین مشترک کا حکم یہ ہے کہ ایک شریک نے مدیون سے جو کچھ وصول کیا دوسرا بھی اُس میں شریک ہے مثلاً سو میں سے پچاس روپے ایک شریک نے وصول کیے تو دوسرے شریک سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ اپنے حصہ کے میں نے پچاس وصول کر لیے اپنے حصہ کے تم وصول کر لو بلکہ دوسرا ان پچاس میں سے پچیس لے سکتا ہے اس کو انکار کا حق نہیں ہے ہاں اگر دوسرا خود مدیون ہی سے وصول کرنا چاہتا ہے اس وجہ سے شریک سے مطالبہ نہیں کرتا تو اُس کی خوشی مگر چاہے تو شریک سے مطالبہ کر سکتا ہے یعنی اگر فرض کرو مدیون دیوالیہ ہو گیا یا کوئی اور صورت ہو گئی تو یہ اپنے شریک سے وصول شدہ میں سے آدھا لے سکتا ہے۔[6] (ہدایہ وغیرہا)

1 ......"الفتاوی الهندية"،كتاب الصلح،الباب الثاني في الصلح في الدَّين...إلخ،ج٤،ص٢٣٢.

2 ......المرجع السابق،ص٢٣٣.

3 ......"الفتاوی الخانية"،كتاب الصلح،باب الصلح عن الدَّين،فصل في الصلح عن الدَّين ،ج٢،ص١٨٤.

4 ......قرض دینے والا۔

5 ......"درر الحكام"شرح"غرر الأحكام"،كتاب الصلح،الجزء الثاني،ص٤٠١.

6 ......"الهداية"،كتاب الصلح،باب الصلح في الدَّين، فصل في الدَّين المشترك ،ج٢،ص١٩٧،وغيرها.

مسئلہ ۱۴ دَینِ مشترک کی یہ صورت ہے کہ ایک ہی سبب سے دونوں کا دَین ثابت ہو مثلاً دونوں نے ایک عقد میں بیع کی اس کا ثمن دَینِ مشترک ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ایک چیز دونوں کی شرکت میں تھی اور ایک ہی عقد میں اس کو بیع کیا یہ ثمن دَینِ مشترک ہے دوسری یہ کہ دونوں کی دو چیزیں تھیں مگر ایک ہی عقد میں دونوں کو بغیر تفصیلِ ثمن بیع کیا یہ کہہ دیا کہ ان دونوں کو اتنے میں بیچا یہ نہیں کہ اتنے میں اس کو اتنے میں اس کو۔ اور اگر دو عقد میں چیز بیع کی گئی تو ثمن کو دَین مشترک نہیں کہہ سکتے مثلاً دونوں نے اپنی اپنی چیزیں اُس مشتری کے ہاتھ بیع کیں یا چیز دونوں میں مشترک ہے مگر اس نے کہا میں نے اپنا حصہ تمھارے ہاتھ پانسو میں بیچا دوسرے نے کہا میں نے اپنا حصہ پانسو میں بیچا تو یہ دَین مشترک نہیں اگرچہ شے مشترک کا ثمن ہے۔ یوہیں تفصیلِ ثمن کر دینے میں بھی ثمن دَین مشترک نہیں مثلاً دو چیزیں ایک عقد میں دس روپے میں بیچیں اور یہ کہا کہ اس کا ثمن چار روپے ہے اور اس کا چھ روپے یہ دَین مشترک نہیں۔ دوسری صورت دَینِ مشترک کی یہ ہے کہ مُورِث کا کسی پر دَین تھا اُس کے مرنے کے بعد یہ دونوں وارث ہوئے وہ دَین ان میں مشترک ہے تیسری صورت یہ کہ ایک مشترک چیز کو کسی نے ہلاک کر دیا جس کی قیمت کا ضمان اوس پر واجب ہوا یہ ضمان دَینِ مشترک ہے۔[1] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۱۵ دَینِ مشترک میں ایک شریک نے مدیوں سے اپنے حصہ میں خلافِ جنس پر مصالحت کر لی مثلاً اپنے حصہ کے بدلے میں اُس نے ایک کپڑا مدیون سے لے لیا تو دوسرے شریک کو اختیار ہے کہ اپنا حصہ مدیون سے وصول کرے یا اسی کپڑے میں سے آدھا لے لے اگر کپڑے میں سے نصف لینا چاہتا ہے تو وصول کنندہ[2] دینے سے انکار نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ اصل دَین کی چہارم کا ضامن[3] ہو جائے تو کپڑے میں نصف کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔[4] (ہدایہ)

مسئلہ ۱۶ مدیون سے مصالحت نہیں کی ہے بلکہ اپنے نصف دَین کے بدلے میں اُس سے کوئی چیز خریدی تو یہ شریک دوسرے کے لیے چہارم دَین کا ضامن ہو گیا کیونکہ بیع کے ذریعہ سے ثمن و دَین میں مقاصہ[5] ہو گیا شریک اس میں سے نصف یعنی چہارم دَین وصول کر سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مدیون سے اپنے حصّہ کو وصول کرے۔[6] (درمختار)

---

1 ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدَّین، ج۷، ص ٤٤١، ٤٤٢.
و"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی دعوی الدَّین، ج۸، ص ٤٨٨.

2 ......وصول کرنے والا۔ 3 ......قرض کے چوتھائی حصے کا ضامن۔

4 ......"الهداية"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدَّین، فصل فی الدَّین المشترك، ج۲، ص ١٩٧.

5 ......ادلا بدلا۔

6 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی دعوی الدَّین، ج۸، ص ٤٨٩.

مسئلہ ۱۷ ایک شریک نے مدیون کو اپنا حصہ معاف کردیا دوسرا شریک اس معاف کرنے والے سے مطالبہ نہیں کر سکتا کیونکہ وصول نہیں کیا ہے بلکہ چھوڑ دیا ہے۔ اسی طرح ایک کے ذمہ مدیون کا پہلے سے دَین تھا پھر مدیون پر دَین مشترک ہوا ان دونوں نے مقاصہ (ادلا بدلا) کرلیا دوسرا شریک اس سے کچھ مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر ایک شریک نے اپنے حصہ میں سے کچھ معاف کردیا یا دَین سابق سے مقاصہ کیا تو باقی دَین سہام [1] پر تقسیم کیا جائے گا مثلاً بیس روپے تھے ایک نے پانچ روپے معاف کردیے تو جو کچھ وصول ہوگا اُس میں ایک تہائی ایک کی اور دو تہائیاں اُس کی جس نے معاف نہیں کیا ہے۔ [2] (درمختار)

مسئلہ ۱۸ ان دونوں شریکوں میں سے ایک پر مدیون کا اب جدید دَین ہوا اس دَین سے مقاصہ دَین وصول کرنے کے حکم میں ہے دوسرا اس کا نصف اس سے وصول کرے گا مثلاً مدیون نے کوئی چیز دائن کے ہاتھ بیع کی اس ثمن اور دَین میں مقاصہ ہوا اور اگر عورت مدیون تھی ایک شریک نے اس سے نکاح کیا اور مطلق روپے کو دَینِ مہر کیا یہ نہیں کہ دَین کے حصہ کو مہر قرار دیا ہو پھر دَینِ مہر اور اُس دَین میں مقاصہ ہوا اس کا نصف دوسرا شریک اس نکاح کرنے والے سے لے سکتا ہے اور اگر نکاح اُس حصۂ دَین پر ہوا تو شریک کو اس سے لینے کا اختیار نہیں۔ [3] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۱۹ شریک نے مدیون کی کوئی چیز غصب کرلی یا اُس کی کوئی چیز کرایہ پر لی اور اجرت میں دَین کا حصہ قرار پایا یہ دَین پر قبضہ ہے۔ مدیون کی کوئی چیز تلف کردی یا قصداً جنایت کرکے اپنے حصۂ دَین پر مصالحت کی یہ قبضہ نہیں ہے یعنی اس صورت میں دوسرا شریک اس سے مطالبہ نہیں کرسکتا۔ [4] (بحر)

مسئلہ ۲۰ ایک نے میعاد مقرر کی اگر یہ دَین ان کے عقد کے ذریعہ سے نہ ہو مثلاً دَین مؤجل [5] کے یہ دونوں وارث ہوئے تو اس کا میعاد مقرر کرنا باطل ہے مثلاً مورث کے ہزار روپے باقی تھے ایک وارث نے یوں صلح کی کہ ایک سو اس وقت دے دو باقی چار سو کے لیے سال بھر کی میعاد ہے یہ میعاد مقرر کرنا باطل ہے یعنی ان سو روپے میں سے دوسرا وارث پچاس لے سکتا ہے اور اگر دوسرے وارث نے سال کے اندر مدیون سے کچھ وصول کیا تو اس میں سے نصف پہلا وارث لے سکتا ہے یہ دوسرا اُس

---

1 ......حصوں۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی دعوی الدَّین، ج۸، ص۴۸۹.

3 ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدَّین، ج۷، ص۴۴۲.

و"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی دعوی الدَّین، ج۸، ص۴۸۹.

4 ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدَّین، ج۷، ص۴۴۲.

5 ......وہ قرض جس کی ادائیگی کا وقت مقرر کیا گیا ہو۔

سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم نے ایک سال کی میعاد دی ہے تمھارا حق نہیں اور اگر ان میں سے ایک نے مدیون سے عقد مداینہ کیا[1] اس وجہ سے مدت واجب ہوئی تو اگر یہ شرکت شرکتِ عنان ہے اور جس نے عقد کیا ہے اُسی نے اجل[2] مقرر کی تو جمیع دَین[3] میں اجل صحیح ہے اور اگر اُس نے اجل مقرر کی جس نے عقد نہیں کیا ہے تو خاص اُس کے حصّہ میں بھی اجل صحیح نہیں اور اگر ان دونوں میں شرکت مفاوضہ ہے تو جو کوئی اجل مقرر کر دے صحیح ہے۔[4] (بحر، خانیہ)

مسئلہ ۲۱ دو شخصوں نے بطور شرکت عقد سلم کیا ہے ان میں سے ایک نے اپنے حصہ میں مسلم الیہ[5] سے صلح کر لی کہ راس المال[6] جو دیا گیا ہے اُس میں سے جو میرا حصہ ہے اُس پر صلح کرتا ہوں یہ صلح دوسرے شریک کی اجازت پر موقوف ہے اُس نے جائز کر دی جائز ہوگئی جو مال مل چکا ہے یعنی حصۂ مصالح[7] وہ دونوں میں منقسم ہو جائے گا اور جو سَلَم باقی ہے وہ دونوں میں مشترک ہے یعنی جو کچھ مسلم فیہ باقی ہے مثلاً وہ غلہ جو نصف سَلَم کا باقی ہے یہ دونوں میں مشترک ہے اور اگر اس کے شریک نے رد کر دیا تو صلح باطل ہو جائے گی ہاں اگر ان دونوں میں شرکت مفاوضہ ہو تو یہ صلح مطلقاً جائز ہے۔[8] (درر، بحر)

مسئلہ ۲۲ دو شخصوں کے دو قسم کے مال ایک شخص پر باقی ہیں مثلاً ایک کے روپے ہیں دوسرے کی اشرفیاں ہیں دونوں نے ایک ساتھ سو روپے پر صلح کی یہ جائز ہے ان سو روپوں کو اشرفیوں کی قیمت اور روپوں پر تقسیم کیا جائے یعنی سو میں سے جتنا روپوں کے مقابل ہو وہ روپے والا لے اور جتنا اشرفیوں کی قیمت کے مقابل ہو وہ اشرفیوں والا لے مگر اشرفیوں والے کے حصہ میں جتنے روپے آئیں اون میں بیع صرف قرار پائے گی یعنی ان پر اُسی مجلس میں قبضہ شرط ہے اور روپے والے کے حصہ میں جتنے روپے آئیں اوتنے کی وصولی ہے باقی جو رہ گئے اُن کو ساقط کر دیا۔[9] (عالمگیری)

---

1 ......قرض کا لین دین کیا۔ 2 ......ادئیگی کی مدت۔ 3 ......تمام قرض۔

4 ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدّین، ج۷، ص۴۴۲.

و"الفتاوی الخانیة"، کتاب الصلح، باب الصلح عن الدّین، فصل فی الصلح عن الدّین، ج۲، ص۱۸۴.

5 ......بیع سلم میں بائع کو مسلم الیہ کہتے ہیں۔ 6 ......بیع سلم میں ثمن کو راُس المال کہتے ہیں۔

7 ......وہ حصہ جس میں صلح ہو چکی ہے۔

8 ......"دررالحکام" شرح "غررالأحکام"، کتاب الصلح، الجزء الثانی، ص۴۰۳.

و"البحرالرائق"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدّین، ج۷، ص۴۴۲، ۴۴۳.

9 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الثانی فی الصلح فی الدّین...إلخ، ج۴، ص۲۳۳.

تخارج کا بیان

بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک وارث بالمقطع[1] اپنا کچھ حصہ لے کر ترکہ سے نکل جاتا ہے کہ اب وہ کچھ نہیں لے گا اس کو تخارج کہتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی صلح ہے۔

مسئلہ ۱ ترکہ عقار یعنی جائداد غیر منقولہ ہے یا عرض ہے یعنی نقود[2] کے علاوہ دوسری چیزیں اور جس وارث کو نکالا اُس کو کچھ مال دیدیا اگرچہ جتنا دیا ہے وہ اُس کے حصہ کی قیمت سے کم یا زیادہ ہے یا ترکہ سونا ہے اور اُس کو چاندی دی یا ترکہ چاندی ہے اُس کو سونا دیا یا ترکہ میں دونوں چیزیں ہیں اور اُس کو بھی دونوں چیزیں دیں یہ سب صورتیں جائز ہیں اور اس کو مبادلہ پر محمول کیا جائے گا اور جنس کو غیر جنس سے بدلنا قرار دیا جائے گا۔ اُس کو جو کچھ دیا ہے وہ اُس کے حق سے کم ہے یا زیادہ دونوں صورتیں جائز ہیں مگر جو صورت بیع صرف کی ہے اوس میں تقابضِ بدلین ضروری ہے مثلاً چاندی ترکہ ہے اور اُس کو سونا دیا یا بالعکس یا ترکہ میں دونوں ہیں اور اُس کو دونوں دیں یا ایک دیا کہ یہ سب صورتیں بیع صَرف کی ہیں قبضہ اس میں شرط ہے۔[3] (بحر، درمختار، درر)

مسئلہ ۲ ترکہ میں سونا چاندی دونوں ہیں اور نکل جانے والے کو صرف ان میں سے ایک چیز دی یا ترکہ میں سونا چاندی اور دیگر اشیا ہیں اور اُس کو صرف سونا یا صرف چاندی دی اس کے جواز کے لیے یہ شرط ہے کہ اس جنس میں جتنا اس کا حصہ ہے اس سے وہ زائد ہو جو دی گئی ہے مثلاً فرض کرو کہ ترکہ میں روپے اشرفی اور ہر قسم کے سامان ہیں اور اس کا حصہ سو روپیہ ہے اور کچھ اشرفیاں بھی اس کے حصہ کی ہیں اور کچھ دوسری چیزیں بھی اگر اس کو صرف روپے دیے اور وہ سو ہی ہوں یا کم یہ ناجائز ہے کہ باقی ترکہ کا اس کو کچھ معاوضہ نہیں دیا گیا اور اگر ایک سو پانچ روپے مثلاً دے دیے یہ صورت جائز ہوگئی کیونکہ سو روپے تو روپے میں کا حصہ ہے اور باقی پانچ روپے اشرفیوں اور دوسری چیزوں کا بدلہ ہے یہ بھی ضروری ہے کہ سونا چاندی کی قسم سے جو چیزیں ہوں وہ سب بوقت تخارج حاضر ہوں اور اُس کو یہ بھی معلوم ہو کہ میرا حصہ اتنا ہے۔[4] (ہدایہ وغیرہا)

---

1 ......یعنی کل حصہ کے بدلے۔ 2 ......درہم، دینار، روپے وغیرہ۔

3 ......"البحرالرائق"، کتاب الصلح، فصل فی صلح الورثة، ج۷، ص۴۴۳.

و"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی التخارج، ج۸، ص۴۹۰.

و"دررالحکام" شرح "غررالأحکام"، کتاب الصلح، الجزء الثانی، ص۴۰۳.

4 ......"الهداية"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدَّین، فصل فی التخارج، ج۲، ص۱۹۸، وغیرها.

مسئلہ ۳ عروض [1] دے کر اُسے ترکہ سے جدا کر دیا یہ صورت مطلقاً جائز ہے۔ یوہیں اگر ورثا اوس کی وراثت سے ہی مُنکر ہیں اور کچھ دے کر اُسے ٹالنا چاہتے ہیں کہ جھگڑا دفع ہو تو جو کچھ دے دیں گے جائز ہے اور اس میں اون شرائط کی پابندی نہیں ہوگی جو مذکور ہوئیں۔ [2] (درمختار)

مسئلہ ۴ ایک وارث کو خارج کیا اور ترکہ میں دیون ہیں یعنی لوگوں کے ذمہ دَین ہیں اور شرط یہ ٹھہری کہ بقیہ ورثا اس دَین کے مالک ہیں وصول کر کے خود لے لیں گے یہ صورت ناجائز ہے اس کے جواز کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ تخارج میں یہ شرط ہو کہ دَین میں جتنا اس کا حصہ ہے اُس کو مدیونین [3] سے معاف کر دے اس کا حصہ معاف ہو جائے گا اور بقیہ ورثا اپنا اپنا حصہ اون لوگوں سے وصول کر لیں گے۔ دوسری صورت جواز کی یہ ہے کہ اُس دَین میں جتنا حصہ اس کا ہوتا ہے وہ بقیہ ورثا اپنی طرف سے تبرعاً اسے دے دیں اور باقی میں مصالحت کر کے اسے خارج کر دیں مگر ان دونوں صورتوں میں ورثہ کا نقصان ہے کہ پہلی صورت میں مدیونین سے اوتنا دَین معاف ہو گیا اور دوسری صورت میں بھی اپنی طرف سے دینا پڑا لہٰذا تیسری صورت جواز کی یہ ہے کہ بقیہ ورثا اُس کے حصہ کی قدر اُسے بطور قرض دے دیں اور دَین کے علاوہ باقی ترکہ میں مصالحت کر لیں اور یہ وارث جس کو حصۂ دَین کی قدر قرض دیا گیا ہے یہ بقیہ ورثہ کو مدیونین پر حوالہ کر دے [4] (ہدایہ) ایک حیلہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی مختصری چیز مثلاً ایک مٹھی غلہ اُس کے ہاتھ اُتنے داموں میں بیع کیا جائے جتنا دَین میں اُس کا حصہ ہوتا ہے اور ثمن کو وہ مدیونین پر حوالہ کر دے۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۵ ترکہ میں دَین نہیں ہے مگر جو چیزیں ترکہ میں ہیں وہ معلوم نہیں اور صلح مکیل [6] وموزون [7] پر ہو یہ جائز ہے اور اگر ترکہ میں مکیل وموزون چیزیں نہیں ہیں مگر کیا کیا چیزیں ہیں وہ معلوم نہیں اس میں بھی تخارُج کے طور پر صلح ہوسکتی ہے۔ [8] (ہدایہ) یہ اُس صورت میں ہے کہ ترکہ کی سب چیزیں بقیہ ورثہ کے ہاتھ میں ہوں کہ اُس صلح کرنے والے سے کچھ لینا نہیں

---

1 ...... عرض کی جمع، نقد کے علاوہ دوسری چیزیں۔

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی التخارج، ج۸، ص۴۹۱.

3 ...... مدیون کی جمع، مقروض لوگ۔

4 ...... "الهداية"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدَّین، فصل فی التخارج، ج۲، ص۱۹۸.

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی التخارج، ج۸، ص۴۹۲.

6 ...... وہ چیز جو ماپ کر بیچی جاتی ہے۔　7 ...... وہ چیز جو تول کر بیچی جاتی ہے۔

8 ...... "الهداية"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدَّین، فصل فی التخارج، ج۲، ص۱۹۸.

ہے لہٰذا اس میں جھگڑے کی کوئی صورت نہیں ہے اور اگر ترکہ کی کُل چیزیں یا بعض چیزیں اُس کے ہاتھ میں ہوں تو جب تک اُن کی تفصیل معلوم نہ ہو مصالحت درست نہیں کہ اون کی وصولی میں نزاع[1] کی صورت ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶ میّت پر اتنا دَین ہے کہ پورے ترکہ کو مستغرق ہے[3] تو مصالحت اور تقسیم درست ہی نہیں کہ دَین حق میّت ہے اور یہ میراث پر مقدم ہے ہاں اگر وہ وارث صلح کرنے والا ضامن ہو جائے کہ جو کچھ دَین ہوگا اُس کا ذمہ دار میں ہوں میں ادا کروں گا اور تم سے واپس نہیں لوں گا یا کوئی اجنبی شخص تمام دیون[4] کا ضامن ہو جائے کہ میّت کا ذمہ بری ہو جائے یا یہ لوگ دوسرے مال سے میّت کا دَین ادا کر دیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۷ میّت پر کچھ دَین ہے مگر اتنا نہیں کہ پورے ترکہ کو مستغرق ہو تو جب تک دَین ادا نہ کر لیا جائے تقسیمِ ترکہ و مصالحت کو موقوف رکھنا چاہیے کیونکہ ادائے دَین میراث پر مقدم ہے پھر بھی اگر ادا کرنے سے پہلے تقسیم و مصالحت کر لیں اور دَین ادا کرنے کے لیے کچھ ترکہ جدا کر دیں تو یہ تقسیم و مصالحت صحیح ہے مگر فرض کرو کہ وہ مال جو دَین ادا کرنے کے لیے رکھا تھا اگر ضائع ہو جائے گا تو تقسیم توڑ دی جائے گی اور ورثہ سے ترکہ واپس لے کر دَین ادا کیا جائے گا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸ ایک وارث کو کچھ دے کر ترکہ سے اُس کو علٰحدہ کر دیا اُس میں دو صورتیں ہیں ترکہ ہی سے وہ مال دیا ہے یا اپنے پاس سے دیا ہے اگر اپنے پاس سے دیا ہے تو اُس وارث کا حصہ یہ سب ورثہ برابر برابر تقسیم کر لیں اور اگر ترکہ سے دیا ہے تو بقدر میراث اُس کے حصہ کو تقسیم کریں یعنی اُس وارث کو "کَانْ لَّمْ یَکُنْ"[7] فرض کر کے ترکہ کی تقسیم کی جائے میّت نے جس کے لیے وصیت کی ہے اوس کو بھی کچھ دے کر خارج کر سکتے ہیں اور اس کے لیے تمام وہی احکام ہیں جو وارث کے لیے بیان کیے گئے۔[8] (درمختار)

---

1 ......اختلاف، جھگڑے۔

2 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی التخارج، ج۸، ص۴۹۲.

3 ......یعنی وہ قرض پوری میراث کو گھیرے ہوئے ہے۔ 4 ......دین کی جمع، قرضے۔

5 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی التخارج، ج۸، ص۴۹۳.

6 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلح، فصل فی التخارج، ج۸، ص۴۹۳.

7 ......یعنی گویا کہ وہ وارث ہی نہیں ہے۔

8 ......"الدرالمختار"، کتاب الصلح، فصل فی التخارج، ج۸، ص۴۹۳.

مسئلہ ۹ ایک وارث سے دیگر ورثہ نے مصالحت کی اور اُس کو خارج کر دیا اس کے بعد ترکہ میں کوئی ایسی چیز ظاہر ہوئی جو اون ورثہ کو معلوم نہ تھی خواہ از قبیلِ دَین ہو یا عین آیا وہ چیز صلح میں داخل مانی جائے گی یا نہیں اس میں دو قول ہیں زیادہ مشہور یہ ہے کہ وہ داخل نہیں بلکہ اُس کے حقدار تمام ورثہ ہیں۔[1] (بحر)

مسئلہ ۱۰ ایک شخص اجنبی نے ترکہ میں دعویٰ کیا اور ایک وارث نے دوسرے ورثہ کی عدم موجودگی میں صلح کر لی یہ صلح جائز ہے مگر دوسرے ورثہ کے لیے متبرع[2] ہے اون سے معاوضہ نہیں لے سکتا۔[3] (بحر)

مسئلہ ۱۱ عورت نے میراث کا دعویٰ کیا ورثہ نے اُس سے اُسکے حصہ سے کم پر یا مہر پر صلح کر لی یہ جائز ہے مگر ورثہ کو یہ بات معلوم ہو تو ایسا کرنا حلال نہیں اور اگر عورت گواہوں سے اسکو ثابت کر دے گی تو صلح باطل ہو جائے گی۔[4] (بحر)

مہر ونکاح وطلاق ونفقہ میں صلح

مسئلہ ۱ مہر غلام تھا اور بکری پر مصالحت ہوئی اگر معین ہے جائز ہے ورنہ ناجائز اور مکیل یا موزون پر صلح ہوئی اگر معین ہے جائز ہے اور غیر معین ہے تو دو صورتیں ہیں اس کے لیے میعاد ہے یا نہیں اگر میعاد ہے تو ناجائز ہے اور میعاد نہیں ہے اور اُسی مجلس میں دے دیا جائز ہے ورنہ ناجائز اور روپے پر مصالحت ہوئی جائز ہے اگرچہ فوراً دینا قرار نہیں پایا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲ سو روپے مہر پر نکاح ہوا بجائے اُس کے پانچ من غلہ پر مصالحت ہوئی اگر غلہ معین ہے جائز ہے اور غیر معین ہے ناجائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳ مرد نے عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا عورت نے سو روپے دے کر صلح کی کہ مجھے اس سے بری کر دے مرد نے قبول کر لیا یہ صلح جائز ہے اس کے بعد مرد اگر نکاح کے گواہ پیش کرنا چاہے نہیں پیش کر سکتا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴ عورت نے دعوی کیا کہ میرے شوہر نے تین طلاقیں دے دی ہیں اور شوہر منکر ہے پھر سو روپے پر صلح ہوگئی

---

1 ......"البحر الرائق"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدّین، ج۷، ص٤٤٦.

2 ......یعنی بھلائی کرنے والا۔

3 ......"البحر الرائق"، کتاب الصلح، باب الصلح فی الدّین، ج۷، ص٤٤٦.

4 ......المرجع السابق.

5 ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الصلح، الباب الثالث فی الصلح عن المَهر...إلخ، ج٤، ص٢٣٥.

6 ......المرجع السابق. 7 ......المرجع السابق.

کہ عورت دعوے سے دست بردار ہو جائے یہ صلح صحیح نہیں شوہر اپنے روپے عورت سے واپس لے سکتا ہے اور عورت کا دعویٰ بدستور ہے ایک طلاق اور دوطلاقیں اور خلع کا بھی یہی حکم ہے۔(1) (عالمگیری)

مسئلہ ۵ عورت نے طلاق بائن کا دعویٰ کیا اور مرد منکر ہے سو روپے پر مصالحت ہوئی کہ مرد عورت کو طلاق بائن دیدے یہ جائز ہے۔ یوہیں اگر سو روپے دینا اس بات پر ٹھہرا کہ مرد اُس طلاق کا اقرار کرلے جس کا عورت نے دعویٰ کیا ہے یہ بھی جائز ہے۔(2) (عالمگیری)

مسئلہ ۶ عورت نے مرد پر دعویٰ کیا کہ میں اُس کی زوجہ ہوں اور ہزار روپے مہر کے شوہر کے ذمہ ہیں اور یہ بچہ اسی شوہر کا ہے اور مرد ان سب باتوں سے منکر ہے دونوں میں یہ صلح ہوئی کہ مرد عورت کو سو روپے دے اور عورت اپنے تمام دعاوی سے دست بردار ہوجائے شوہر بری نہیں ہوگا بلکہ اس کے بعد اگر عورت نے سب باتیں گواہوں سے ثابت کردیں تو نکاح بھی ثابت اور بچہ کا نسب بھی ثابت اور سو روپے جو مرد نے دیے تھے یہ صرف مہر کے مقابل میں ہیں یعنی ہزار روپے مہر کا دعویٰ تھا سو میں صلح ہوگئی۔(3) (عالمگیری)

مسئلہ ۷ نفقہ کا دعویٰ تھا اور ایسی چیز پر صلح ہوئی جس کو قاضی نفقہ مقرر کرسکتا ہو مثلاً روپیہ یا غلہ یہ معاوضہ نہیں ہے بلکہ اس صلح کا حاصل یہ ہے کہ یہ چیز نفقہ میں مقرر ہوئی اور اگر ایسی چیز پر صلح ہوئی جس کو نفقہ میں مقرر نہیں کیا جاسکتا ہو مثلاً غلام یا جانور اس کو معاوضہ قرار دیا جائے گا اس کا حاصل یہ ہوگا کہ عورت نے اس چیز کو لے کر شوہر کو نفقہ سے بری کردیا۔(4) (عالمگیری)

مسئلہ ۸ نفقہ کا دعویٰ تھا تین روپے ماہوار پر صلح ہوئی اب شوہر یہ کہتا ہے مجھ میں اتنا دینے کی طاقت نہیں اُس کو دینا پڑے گا ہاں اگر عورت یا قاضی اُسے بری کردیں تو بری ہوسکتا ہے اور اگر چیزوں کا نرخ ارزاں ہوجائے شوہر کہتا ہے کہ اس سے کم میں گزارہ ہوسکتا ہے تو کم کیا جاسکتا ہے۔ یوہیں عورت کہتی ہے کہ تین روپے کفایت نہیں کرتے زیادہ دلایا جائے اور مرد مالدار ہے تو زیادہ دلایا جاسکتا ہے۔ قاضی نے نفقہ کی مقدار مقرر کی ہے اس صورت میں بھی عورت دعویٰ کرکے زیادہ کراسکتی ہے۔(5) (عالمگیری)

مسئلہ ۹ مطلّقہ کے زمانۂ عدت کے نفقہ میں چندروپے پر مصالحت ہوئی کہ بس شوہر اتنے ہی دے گا اس سے زیادہ نہیں دے گا اگر عدت مہینوں سے ہے یہ مصالحت جائز ہے اور عدت حیض سے ہے تو جائز نہیں کیونکہ تین حیض کبھی دو مہینے بلکہ کم

---

(1)......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الثالث فی الصلح عن المَهر...إلخ، ج٤، ص٢٣٦.

(2)......المرجع السابق.

(3)......المرجع السابق.

(4)......المرجع السابق.

(5)......المرجع السابق، ص٢٣٧.

میں پورے ہوتے ہیں اور کبھی دس ماہ میں بھی پورے نہیں ہوتے۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۱۰: جس عورت کو طلاق بائن دی ہے زمانۂ عدت تک اُس کے رہنے کے لیے مکان دینا ضروری ہے مکان کی جگہ روپے پر مصالحت ہوئی کہ اتنے روپے لے لے یہ صلح ناجائز ہے۔[2] (خانیہ)

ودیعت وھبہ واجارہ ومضاربت ورھن میں صلح

مسئلہ ۱: یہ دعویٰ کیا کہ میں نے اس کے پاس ودیعت رکھی ہے مودَع کہتا ہے تو نے میرے پاس ودیعت نہیں رکھی ہے اس صورت میں کسی معلوم چیز پر صلح ہوئی جائز ہے اور اگر مالک نے مودَع سے ودیعت طلب کی مودَع ودیعت کا اقرار کرتا ہے یا خاموش ہے کچھ نہیں کہتا اور مالک کہتا ہے اس نے ودیعت ہلاک کردی اس صورت میں بھی معلوم چیز پر صلح جائز ہے اور اگر مالک کہتا ہے اس نے ہلاک کردی اور مودع کہتا ہے میں نے واپس دیدی یا ہلاک ہوگئی اس صورت میں صلح ناجائز ہے۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۲: مستعیر[4] عاریت سے منکر ہے کہتا ہے میں نے عاریت لی ہی نہیں اس کے بعد صلح ہوئی جائز ہے اور اگر عاریت لینے کا اقرار کرتا ہے اور واپس کرنے یا ہلاک ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا اور مالک کہتا ہے کہ اس نے خود ہلاک کردی صلح جائز ہے اور مستعیر کہتا ہے ہلاک ہوگئی اور مالک کہتا ہے اس نے خود ہلاک کردی ہے تو صلح جائز نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: جو چیز ودیعت رکھی ہے وہ بعینہٖ مودَع[6] کے پاس موجود ہے مثلاً دوسو روپے ہیں اگر مودَع اقرار کرتا ہے یا انکار کرتا ہے مگر گواہوں سے ودیعت ثابت ہے ان دونوں صورتوں میں سو روپے پر صلح ناجائز ہے اور اگر مودع منکر ہو اور گواہ سے ودیعت ثابت نہ ہو تو کم پر صلح جائز ہے مگر مودع کے لیے یہ رقم جو بچی ہے دیانۃً جائز نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: ایک شخص کے پاس دوسرے کی کچھ چیزیں ہیں اُس نے اون کو کسی کے پاس ودیعت رکھ دیا پھر اُس سے لے کر کسی اور کے پاس ودیعت رکھ دیا اس سے بھی وہ چیزیں لے لیں اب تلاش کرتا ہے تو ان میں کی ایک چیز نہیں ملتی اون دونوں سے کہا کہ فلاں چیز تمھارے یہاں سے ضائع ہوگئی میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ کس کے یہاں سے گئی وہ دونوں کہتے ہیں ہم نے غور سے

---

1 ......"الفتاوی الخانیة"،کتاب الصلح،باب الصلح عن الدَین،فصل فی الإبراء عن البعض...إلخ،ج۲،ص۱۸۶.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"الفتاوی الخانیة"،کتاب الصلح،باب صلح الأعمال...إلخ،ج۲،ص۱۸۷.

4 ......عاریت پر لینے والا۔

5 ......"الفتاوی الهندیة"،کتاب الصلح،الباب الرابع فی الصلح فی الودیعة...إلخ،ج٤،ص۲۳۸.

6 ......امانت دار۔

7 ......"الفتاوی الهندیة"،کتاب الصلح،الباب الرابع فی الصلح فی الودیعة...إلخ،ج٤،ص۲۳۸.

دیکھا بھی نہیں کہ کیا کیا چیزیں ہیں تم نے جو کچھ دیا برتن سمیت ہم نے بحفاظت رکھ دیا اور تم نے جب مانگا دے دیا۔ یہ شخص جس نے دوسرے کے پاس ودیعت رکھی ہے ضامن ہے مالک کو تاوان دے۔ اس میں اور دونوں مودَع میں صلح جائز ہے پھر اگر مالک کے تاوان لینے کے بعد صلح ہوئی تو خواہ گم شدہ کی مثل قیمت پر صلح ہوئی یا کم پر بہر حال جائز ہے۔ اور اگر تاوان لینے سے پہلے صلح ہوئی اور مثل قیمت یا کچھ کم پر جس کو غبن یسیر کہتے ہیں صلح ہوئی یہ صلح جائز ہے اور یہ دونوں ضمان سے بری ہیں یعنی اگر مالک نے گواہوں سے اُس گم شدہ شے کو ثابت کر دیا تو ان دونوں سے کچھ نہیں لے سکتا اور اگر غبن فاحش پر مصالحت ہوئی ہے تو صلح ناجائز ہے اور مالک کو اختیار ہے کہ اُس پہلے شخص سے تاوان لے یا ان دونوں سے، ان سے اگر لے گا تو یہ پہلے سے اُس چیز کو واپس لے سکتے ہیں جو انھوں نے مصالحت میں دی ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵ دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری ہے مدعیٰ علیہ نے کہا یہ چیز میرے پاس فلاں کی امانت ہے اس کے بعد دونوں میں مصالحت ہوگئی مدعی کے ثبوت گزرنے کے بعد صلح ہوئی یا اس کے پہلے بہر حال یہ صلح جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶ جانور عاریت لیا تھا وہ ہلاک ہوگیا مالک کہتا ہے میں نے عاریت نہیں دیا تھا مستعیر نے کچھ مال دے کر صلح کرلی یہ جائز ہے اس کے بعد مستعیر اگر گواہوں سے عاریت ثابت کرے اور یہ کہے کہ جانور ہلاک ہوگیا صلح باطل ہو جائے گی اور مستعیر چاہے تو مالک پر حلف بھی دے سکتا ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ مضارب نے مضاربت سے انکار کرنے کے بعد اقرار کرلیا یا اقرار کے بعد انکار کیا اس کے بعد اس میں اور رب المال[4] میں صلح ہوگئی یہ جائز ہے اور اگر مضارب نے مال مضاربت سے کسی کے ساتھ عقد مداینہ[5] کیا تھا اور مضارب و مدیون میں صلح ہوگئی یہ صلح جائز ہے مگر اس صلح میں جو کچھ کمی ہوئی ہے اتنے کا رب المال کے لیے مضارب تاوان دے اور اگر کم پر صلح اس لیے کی ہے کہ مبیع میں کچھ عیب تھا تو مضارب ضامن نہیں بلکہ یہ کمی رب المال کے ذمہ ہوگی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۸ یہ دعویٰ کیا کہ یہ چیز مجھے ہبہ کر دی ہے اور میں نے قبضہ بھی کرلیا اور وہ چیز واہب[7] کے قبضہ میں ہے

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح،الباب الرابع فی الصلح فی الودیعة...إلخ،ج٤،ص٢٣٨،٢٣٩.

2 ......المرجع السابق،ص٢٣٩.

3 ......المرجع السابق.

4 ......مضاربت پر مال دینے والا۔

5 ......اُدھار کے ساتھ خرید وفروخت کا عقد۔

6 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح،الباب الرابع فی الصلح فی الودیعة...إلخ،ج٤،ص٢٣٩.

7 ......ہبہ کرنے والا۔

اورواہب ہبہ سے منکر ہے یوں مصالحت ہوئی کہ اُس چیز میں سے نصف واہب لے اورنصف موہوب لہ[1] یہ صلح جائز ہے اس کے بعد موہوب لہ ہبہ اور قبضہ کو گواہوں سے ثابت کرنا چاہے گواہ مقبول نہیں یعنی نصف جو مدعیٰ علیہ[2] کے قبضہ میں ہے مدعی[3] اُسے نہیں لے سکتا۔ اور اگر صلح میں ایک نے کچھ روپے دینے کی بھی شرط کرلی ہے یعنی وہ چیز بھی آدھی دے گا اور اتنے روپے بھی یہ صلح بھی جائز ہے۔ اور اگر یوں صلح ہوئی کہ چیز پوری فلاں شخص لے گا اور وہ دوسرے کو اتنے روپے دے گا یہ بھی جائز ہے اور اگر موہوب لہ نے ہبہ کا دعویٰ کیا اور یہ اقرار بھی کرلیا کہ قبضہ نہیں کیا تھا اور واہب ہبہ سے انکار کرتا ہے اس کے بعد صلح ہوئی یوں کہ چیز دونوں میں نصف نصف ہو جائے یہ صلح باطل ہے اور اس صورت میں موہوب لہ کے ذمہ کچھ روپے بھی ہیں تو جائز ہے اور واہب کے ذمہ روپے ٹھہرے ہوں تو صلح ناجائز ہے۔ اور اگر یوں صلح ہوئی کہ پوری چیز ایک کو دی جائے اور یہ دوسرے کو اتنے روپے دے اگر واہب کے ذمہ روپے قرار پائے صلح باطل ہے اور موہوب لہ کے ذمہ ہوں تو باطل نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۹ ایک شخص کے پاس مکان ہے وہ کہتا ہے کہ زید نے مجھے یہ مکان صدقہ کردیا ہے اور میں نے قبضہ کیا اور زید کہتا ہے میں نے ہبہ کیا ہے اور میں واپس لینا چاہتا ہوں دونوں میں صلح ہوگئی کہ وہ شخص زید کو سو روپے دے اور مکان اُسی کے پاس رہے یہ صلح جائز ہے اور اب مکان واپس نہیں لے سکتا صلح کے بعد وہ شخص جس کے قبضہ میں مکان ہے اگر ہبہ کا اقرار کرے یا صلح سے پہلے زید نے ہبہ وصدقہ دونوں سے انکار کیا ہو جب بھی صلح بدستور قائم رہے گی۔ اور اگر یوں صلح ہوئی کہ جس کے پاس مکان ہے وہ زید کو سو روپے دے اور مکان دونوں کے مابین نصف نصف رہے یہ صلح بھی جائز ہے اور شیوع کی وجہ سے صلح باطل نہیں ہوگی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰ ایک شخص کو معین گیہوں[6] پر اجیر[7] رکھا یعنی وہ گیہوں اجرت میں دیے جائیں گے اس کے بعد یوں صلح ہوئی کہ گیہوں کی جگہ اتنے روپے دیے جائیں گے یہ صلح ناجائز ہے کہ جب گیہوں معین تھے تو مبیع ہوئے اور مبیع کی بیع قبل قبضہ ناجائز ہے۔[8] (عالمگیری)

---

1 ......جسے ہبہ کیا گیا۔ 2 ......جس پر دعویٰ کیا گیا۔

3 ......دعویٰ کرنے والا۔

4 ......"الفتاوی الھندیة"،کتاب الصلح،الباب الرابع فی الصلح فی الودیعة...إلخ،ج٤،ص٢٣٩.

5 ......"الفتاوی الھندیة"،کتاب الصلح،الباب الرابع فی الصلح فی الودیعة...إلخ،ج٤،ص٢٤٠.

6 ......گندم۔ 7 ......اجرت پر کام کرنے والا، ملازم،نوکر،مزدور۔

8 ......"الفتاوی الھندیة"،کتاب الصلح،الباب الرابع فی الصلح فی الودیعة...إلخ،ج٤،ص٢٤٠.

مسئلہ ۱۱ کرایہ پر مکان لیا اور مدت کے متعلق اختلاف ہے مالک مکان کہتا ہے کہ دس روپے کرایہ پر دو مہینے کو دیا ہے اور کرایہ دار کہتا ہے کہ دس روپے میں تین ماہ کے لیے دیا ہے۔ صلح یوں ہوئی کہ دس روپے میں ڈھائی ماہ کرایہ دار مکان میں رہے یہ جائز ہے اور اگر یوں صلح ہوئی کہ تین ماہ مکان میں رہے مگر ایک روپیہ اجرت میں زیادہ کردے یہ بھی جائز ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲ کسی جگہ جانے کے لیے گھوڑا کرایہ پر لیا اور اجرت بھی مقرر ہو چکی گھوڑے کا مالک کہتا ہے کہ فلاں جگہ جانے کی دس روپے اجرت ٹھہری ہے اور مستاجر کہتا ہے دوسری جگہ جانا ٹھہرا ہے جو اُس جگہ سے دور ہے اور اجرت آٹھ روپے طے ہونا کہتا ہے۔ اس میں صلح یوں ہوئی کہ اجرت وہ دی جائے جو گھوڑے والا کہتا ہے۔ اور وہاں تک سوار ہو کر جائے گا جہاں تک مستاجر بتاتا ہے یہ جائز ہے۔ یوہیں اگر جگہ وہ رہی جو مالک کہتا ہے اور کرایہ وہ رہا جو مستاجر کہتا ہے یہ صلح بھی جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳ یہ کہتا ہے کہ زید کے پاس جو فلاں چیز ہے مثلاً مکان وہ میرا ہے زید کے میرے ذمہ سو روپے تھے وہ میں نے اُس کے پاس رہن[3] رکھ دیا ہے زید کہتا ہے کہ وہ مکان میرا ہے میرے پاس کسی نے رہن نہیں رکھا ہے اور میرے سو روپے تم پر باقی ہیں اس معاملہ میں یوں صلح ہوئی کہ زید وہ سو روپے چھوڑ دے اور پچاس اور دے اور مکان کے متعلق اب دوسرا شخص دعویٰ نہ کرے گا یہ صلح جائز ہے اگر صلح کے بعد زید نے رہن کا اقرار کر لیا جب بھی صلح باطل نہیں ہوگی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴ راہن[5] مر گیا ایک شخص کہتا ہے کہ شے مرہون[6] میری مِلک ہے راہن کو رہن رکھنے کے لیے میں نے بطورِ عاریت دی تھی اس میں اور مرتہن[7] میں اس پر صلح ہوگئی کہ مرتہن اس کی مِلک کا اقرار کرلے راہن کے ورثہ کے مقابل میں مرتہن کا اقرار کوئی چیز نہیں۔[8] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الرابع في الصلح في الوديعة...إلخ، ج٤، ص٢٤٠.

2 ......المرجع السابق.

3 ......گروی۔

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الرابع في الصلح في الوديعة...إلخ، ج٤، ص٢٤٠، ٢٤١.

5 ......گروی رکھنے والا۔

6 ......گروی رکھی ہوئی چیز۔

7 ......جس کے پاس چیز گروی رکھی گئی ہے۔

8 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الرابع في الصلح في الوديعة...إلخ، ج٤، ص٢٤١.

غصب و سرقہ و اکراہ میں صلح

مسئلہ ۱ ایک چیز غصب کی جس کی قیمت سو روپے ہے اور سو روپے سے زیادہ میں صلح ہوئی یہ صلح جائز ہے یعنی اگر صلح کے بعد غاصب نے گواہوں سے ثابت کیا کہ وہ چیز اوتنے کی نہیں تھی جس پر صلح ہوئی ہے یہ گواہ مقبول نہیں ہوں گے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲ غصب کا دعویٰ ہوا قاضی نے حکم دے دیا کہ مغصوب کی قیمت[2] غاصب ادا کرے اس فیصلہ کے بعد قیمت سے زیادہ پر صلح ہوئی یہ ناجائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳ کپڑا غصب کیا تھا غاصب کے پاس کسی دوسرے نے اُس کو ہلاک کردیا مالک نے غاصب سے کم قیمت پر صلح کرلی یہ جائز ہے۔ اور غاصب اُس ہلاک کرنے والے سے پوری قیمت وصول کرسکتا ہے مگر صلح کی رقم سے جتنا زیادہ لیا ہے وہ صدقہ کردے۔ اور اگر مالک نے اس ہلاک کرنے والے سے کم قیمت پر صلح کرلی یہ بھی جائز ہے اور اس صورت میں غاصب بری ہوجائے گا یعنی مالک اُس سے تاوان نہیں لے سکتا بلکہ کسی وجہ سے اگر ہلاک کنندہ سے رقمِ صلح وصول نہ ہوسکے جب بھی غاصب سے کچھ نہیں لے سکتا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴ گیہوں غصب کیے تھے اور صلح روپے یا اشرفی پر ہوئی یہ صلح جائز ہے اگر غاصب کے پاس وہ گیہوں موجود ہوں اور روپے یا اشرفیاں[5] فوراً دینا قرار پایا ہو یا انکے دینے کی کوئی میعاد ہو دونوں صورتوں میں صلح جائز ہے اور اگر وہ گیہوں ہلاک ہوچکے اور روپے کے لیے کوئی میعاد مقرر ہوئی تو صلح ناجائز ہے اور فوراً دینا ٹھہرا ہے تو جائز ہے جب کہ قبضہ بھی ہوجائے اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہوگئے صلح باطل ہوگئی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۵ ایک من گیہوں اور ایک من جَو غصب کیے اور دونوں کو خرچ کر ڈالا اس کے بعد ایک من جَو پر صلح ہوئی اس طور پر کہ گیہوں معاف کردے یہ جائز ہے اور ان دونوں میں ایک موجود ہے اور اُسی پر صلح ہوئی یوں کہ جو خرچ کرڈالا ہے

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ، ج٤، ص٢٤١.

2 ......غصب کی ہوئی چیز کی قیمت۔

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ، ج٤، ص٢٤٢.

4 ......المرجع السابق.

5 ......سونے کے سکے۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح،الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ، ج٤، ص٢٤٢.

اُسے معاف کردیا یہ بھی جائز ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶ ایک من گیہوں غصب کر کے غائب کر دیے اور انھیں گیہوں کے نصف من پر صلح کی یہ ناجائز ہے اور دوسرے گیہوں کے نصف من پر صلح ہوئی یہ جائز ہے مگر غاصب کے پاس اگر غصب کیے ہوئے گیہوں اب تک موجود ہیں تو نصف من سے جتنے زیادہ ہیں ان کو صَرف کرنا حلال نہیں بلکہ واجب ہے کہ مالک کو واپس دیدے۔ اور اگر دوسری جنس پر صلح ہوئی مثلاً کپڑے کا تھان مالک کو دے دیا یہ صلح بھی جائز ہے اور گیہوں کو کام میں لانا بھی جائز۔ اور اگر ایسی چیز غصب کی ہے جو تقسیم کے قابل نہیں مثلاً جانور اور صلح اُسی کے نصف پر ہوئی یعنی اُس جانور میں نصف غاصب کا اور نصف مغصوب منہ[2] کا قرار پایا یہ صلح ناجائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ ایک ہزار روپے غصب کیے اور ان کو چھپا دیا اور پانسو میں صلح ہوئی غاصب نے اونھیں میں سے پانسو مالک کو دے دیے یا دوسرے روپے دیے قضاءً یہ صلح جائز ہے مگر دیانۃً غاصب پر واجب ہے کہ باقی روپے بھی مالک کو واپس دے۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۸ ایک شخص نے دوسرے کا چاندی کا برتن ضائع کردیا قاضی نے حکم دیا کہ اُس کی قیمت تاوان دے مگر اوس قیمت پر قبضہ کرنے سے پہلے دونوں جدا ہوگئے وہ فیصلہ باطل نہ ہوگا اور باہم اون دونوں نے قیمت پر مصالحت کی اور قبضہ سے قبل جدا ہوگئے یہ صلح بھی باطل نہیں اور اگر روپے ضائع کردیے اور اُس سے کم پر مصالحت ہوئی اور ادا کرنے کی میعاد مقرر ہوئی یہ صلح بھی جائز ہے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۹ موچی کی دکان پر لوگوں کے جوتے رکھے تھے چوری گئے چور کا پتہ چل گیا موچی نے چور سے صلح کرلی اگر جوتے موجود ہوں بغیر اجازت مالک صلح جائز نہیں اور چور کے پاس جوتے باقی نہ رہے تو بغیر اجازت مالک بھی صلح جائز ہے بشرطیکہ روپے پر صلح ہوئی ہو اور زیادہ کمی پر صلح نہ ہو۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰ صلح کرنے پر مجبور کیا گیا یہ صلح ناجائز ہے۔ دو مدعی ہیں حاکم نے مدعیٰ علیہ کو ایک سے صلح کرنے پر مجبور کیا

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ، ج٤، ص٢٤٢.

2 ......جس کی چیز غصب کی گئی۔

3 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ، ج٤، ص٢٤٢، ٢٤٣.

4 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الصلح، باب الصلح عن الدَین، فصل فی الصلح عن الدَین، ج٢، ص١٨٥.

5 ......المرجع السابق، ص١٨٤.

6 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الخامس فی الصلح فی الغصب...إلخ، ج٤، ص٢٤٤.

اُس نے دونوں سے صلح کر لی جس کے لیے مجبور کیا گیا اُس سے صلح ناجائز ہے دوسرے سے جائز ہے۔[1] (عالمگیری)

کام کرنے والوں سے صلح

مسئلہ ۱ دھوبی کو کپڑا دھونے کے لیے دیا اُس نے زور زور سے پاٹے[2] پر پیٹ کر پھاڑ ڈالا صلح یوں ہوئی کہ دھوبی کپڑا لے لے اور اتنے روپے دے یا یوں کہ دھوبی سے اتنے روپے لے گا اور اپنا کپڑا بھی لے گا دونوں صورتیں جائز ہیں۔ اگر مکیل وموزون پر صلح ہوئی اور یہ معین ہیں جب بھی صلح جائز ہے کپڑا دھوبی لے گا یا مالک لے گا دونوں صورتیں جائز ہیں۔ اور اگر مکیل وموزون غیر معین ہوں اور یہ طے ہوا کہ کپڑا دھوبی لے گا تو مکیل یا موزون کا جتنا حصہ کپڑے کے مقابل ہوگا اُس میں صلح جائز ہے اور جو حصہ کپڑا اپھٹنے کی قیمت کے مقابل ہو اوس میں ناجائز اور اگر یہ طے ہوا کہ مکیل یا موزون بھی لے گا اور اپنا کپڑا بھی تو صلح ناجائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲ دھوبی کہتا ہے میں نے کپڑا دے دیا مالک کہتا ہے نہیں دیا اس میں صلح ناجائز ہے اور اس صورت میں دھلائی بھی مالک کے ذمہ واجب نہیں۔ اور اگر دھوبی کہتا ہے میں نے کپڑا دے دیا اور دھلائی کا مطالبہ کرتا ہے اور مالک انکار کرتا ہے آدھی دھلائی پر مصالحت ہوئی یہ جائز ہے۔ یوہیں اگر مالک کپڑا وصول ہونے کا اقرار کرتا ہے مگر کہتا ہے دھلائی دے چکا ہوں اور دھوبی دھلائی پانے سے انکار کرتا ہے آدھی دھلائی پر مصالحت ہوگئی یہ صلح بھی جائز ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳ اجیر مشترک[5] یہ کہتا ہے چیز میرے پاس سے ہلاک ہوگئی مالک نے کچھ روپے لے کر اُس سے صلح کر لی۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یہ صلح ناجائز ہے کیونکہ اجیر مشترک امین ہے چیز اُس کے پاس امانت ہوتی ہے اور امین کے پاس سے چیز ضائع ہو جائے تو معاوضہ نہیں لیا جاسکتا اور اجیر خاص میں یہ صورت پیش آئے تو بالاتفاق صلح ناجائز ہے۔ چرواہا اگر دوسرے لوگوں کے بھی جانور چراتا ہو تو اجیر مشترک ہے اور تنہا اسی کے جانور چراتا ہو تو اجیر خاص (نوکر) ہے۔[6] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الخامس فی الصلح فی الغصب... إلخ، ج٤، ص٢٤٤.

2 ......وہ سِل یا لکڑی کا تختہ جس پر دھوبی کپڑے دھوتے ہیں۔

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب السادس فی صلح العمال... إلخ، ج٤، ص٢٤٤، ٢٤٥.

4 ......المرجع السابق، ٢٤٥.

5 ......اجرت پر مختلف لوگوں کے کام کرنے والا۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب السادس فی صلح العمال... إلخ، ج٤، ص٢٤٥.

مسئلہ ۴ کپڑا بُننے والے کو سُوت [1] دیا کہ اس کا سات ہاتھ لنبا اور چار ہاتھ چوڑا کپڑا بُن دے اُس نے کم کر دیا پانچ ہاتھ لنبا چار ہاتھ چوڑا بُن دیا یا زیادہ کر دیا اس کا حکم یہ ہے کہ سوت والا کپڑا لے لے اور اُس کو اجرت مثل دیدے یا کپڑا اُسی کو دیدے اور جتنا سوت دیا تھا ویسا ہی اوتنا سوت اُس سے لے لے سوت والے نے دوسری صورت اختیار کی یعنی کپڑا دیدیا اور سوت لینا ٹھہرالیا اس کے بعد یوں مصالحت کرلی کہ سوت کی جگہ اتنے روپے لے گا اور روپے کی میعاد مقرر کرلی یہ صلح ناجائز ہے اور اگر پہلی صورت اختیار کی کہ کپڑا لے گا اور اجرت مثل دے گا اس کے بعد یوں صلح ہوئی کہ کپڑا دے دیا اور روپے لینا ٹھہرالیا اور اس کی مدت مقرر کرلی یہ صلح جائز ہے۔[2] (خانیہ) اور اگر صلح اس طرح ہوئی کہ کپڑا لے گا اور اجرت میں اتنا کم کر دے گا یہ صلح بھی جائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵ رنگنے کے لیے کپڑا دیا اور یہ ٹھہرا کہ اتنا رنگ ڈالنا اور ایک روپیہ رنگائی دی جائے گی اوس نے دو چند رنگ ڈال دیا اس میں کپڑے والے کو اختیار ہے کہ اپنا کپڑا لے لے اور ایک روپیہ دے اور جو رنگ زیادہ ڈالا ہے وہ دے یا اپنے سپید کپڑے کی قیمت لے لے اور کپڑا رنگریز کے پاس چھوڑ دے اس میں صلح یوں ہوئی کہ اتنے روپے لے گا یہ صلح جائز ہے اگرچہ روپے کے لیے میعاد ہو اور اگر یوں صلح ہوئی کہ اپنا کپڑا لے گا اور یہ معین گیہوں رنگائی میں دے گا یہ صلح بھی جائز ہے۔[4] (عالمگیری)

بیع میں صلح

مسئلہ ۱ ایک چیز خریدی اُس چیز پر یا اُس کے کسی جز پر کسی نے دعویٰ کر دیا کہ میری ہے مشتری نے اُس سے صلح کرلی یہ صلح جائز ہے مگر مشتری یہ چاہے کہ جو کچھ دینا پڑا ہے بائع سے واپس لوں یہ نہیں ہوسکتا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲ ایک چیز خریدی اور مبیع پر قبضہ بھی کرلیا اب دعویٰ کرتا ہے کہ وہ بیع فاسد ہوئی تھی مگر گواہ میسر نہیں ہوئے کہ فساد ثابت کرتا دعوائے فساد کے متعلق دونوں میں مصالحت ہوگئی یہ صلح ناجائز ہے صلح کے بعد اگر گواہ میسر آئیں پیش کرسکتا ہے گواہ لیے جائیں گے۔[6] (عالمگیری)

---

1 ......روئی یا اُون سے بنا ہوا دھاگہ۔

2 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الصلح، باب صلح الأعمال...إلخ، ج۲، ص۱۸۶، ۱۸۷.

3 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب السادس فی صلح العمال...إلخ، ج۴، ص۲۴۵.

4 ......المرجع السابق.

5 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب السابع فی الصلح فی البیع...إلخ، ج۴، ص۲۴۶.

6 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۳ رب السلم[1] نے مسلم الیہ[2] سے راس المال[3] پر صلح کر لی جائز ہے اور دوسری جنس پر صلح کرے مثلاً اتنے من گیہوں[4] کی جگہ اتنے من جَو دیدے یہ صلح ناجائز ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴ مسلم الیہ کے ذمہ سلم کے دس من گیہوں ہیں اور ہزار روپے بھی رب السلم کے اُس کے ذمہ ہیں دونوں کے مقابل میں سو روپے پر صلح ہوگئی جائز ہے۔[6] (بدائع)

مسئلہ ۵ سلم میں یوں صلح ہوئی کہ نصف راس المال لے گا اور نصف مسلم فیہ یہ جائز ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۶ پانچ من گیہوں میں سلم کیا تھا جس کی میعاد ایک ماہ تھی پھر اُسی شخص سے پانچ من جَو میں سلم کی اور اس کی میعاد دو ماہ مقرر ہوئی ایک ماہ کا زمانہ گزرا اور گیہوں کی وصولی کا وقت آگیا دونوں میں یہ مصالحت ہوئی کہ رب السلم گیہوں اس وقت لے لے اور جَو کی میعاد میں اضافہ ہو جائے یہ جائز ہے اور اگر یوں صلح ہوئی کہ جَو اس وقت لے لے اور گیہوں کی میعاد مؤخر ہو جائے یہ ناجائز ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ کپڑے کے عوض میں گیہوں میں سلم کیا اور مسلم الیہ کو وہ کپڑا دے دیا پھر مسلم الیہ نے اُسی کپڑے سے کسی دوسرے شخص سے سلم کیا رب السلم اول نے مسلم الیہ اول سے راس المال پر مصالحت کی اس کی دو صورتیں ہیں اگر مسلم الیہ اول کے پاس وہ کپڑا آگیا اس کے بعد صلح ہوئی اور اس طور پر آیا جو من کل الوجہ فسخ ہے[9] مثلاً مسلم الیہ ثانی نے خیار رویت کی وجہ سے واپس کر دیا یا خیار عیب کی وجہ سے حکم قاضی سے واپس کیا یا دوسری سلم میں راس المال پر قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے اس کا حکم یہ ہے کہ مسلم الیہ رب السلم کو وہی کپڑا واپس کردے کپڑے کی قیمت واپس دینے کا حکم نہیں ہوسکتا۔ یوہیں اگر مسلم الیہ نے وہ کپڑا کسی کو ہبہ کر دیا تھا پھر واپس لے لیا قاضی کے حکم سے واپس لیا ہے یا بغیر قضائے قاضی[10] اس صورت میں بھی رب

---

1 ...... بیع سلم میں خریدار کو رب السلم کہتے ہیں۔

2 ...... بیع سلم میں بائع کو مسلم الیہ کہتے ہیں۔

3 ...... بیع سلم میں ثمن کو راس المال کہتے ہیں۔

4 ...... گندم۔

5 ......"الفتاوی الھندیة"،کتاب الصلح،الباب السابع فی الصلح فی البیع...إلخ،ج٤،ص٢٤٦.

6 ......"البدائع الصنائع"،کتاب الصلح،فصل:شرائط التی ترجع إلی المصالح،ج٥،ص٥٣.

7 ......"الفتاوی الھندیة"،کتاب الصلح،الباب السابع فی الصلح فی البیع...إلخ،ج٤،ص٢٤٦.

8 ......"الفتاوی الھندیة"،کتاب الصلح،الباب السابع فی الصلح فی البیع...إلخ،ج٤،ص٢٤٦.

9 ...... یعنی ہر صورت میں فسخ ہے۔

10 ...... قاضی کے فیصلے کے بغیر۔

السلم کو کپڑا واپس کر دے۔ اور اگر وہ کپڑا مسلم الیہ اول کو ایسی وجہ سے حاصل ہوا کہ من کل الوجہ ملکِ جدید[1] ہو مثلاً اس نے مسلم الیہ ثانی سے خرید لیا یا اوس نے اسے ہبہ کر دیا یا بطور میراث اس کو ملا ان صورتوں میں رب السلم اول کو کپڑے کی قیمت ملے گی وہ کپڑا نہیں ملے گا۔ اور اگر اس طرح واپس ہوا کہ ایک وجہ سے فسخ اور ایک وجہ سے تملیک[2] ہے مثلاً دونوں نے سلم ثانی کا اقالہ کر لیا یا عیب کی وجہ سے بغیر قضائے قاضی واپس لے لیا تو رب السلم کا حق کپڑے کی قیمت ہے خود وہ کپڑا نہیں ہے اور اگر مسلم الیہ اول کے پاس کپڑا آنے سے قبل دونوں نے راس المال پر صلح کی اور قاضی نے مسلم الیہ اول کو قیمت ادا کرنے کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد اس کے پاس وہی کپڑا آ گیا تو یہ دونوں قیمت کی جگہ پر کپڑا واپس کرنے پر مصالحت نہیں کر سکتے مسلم الیہ کے پاس اُس کی واپسی جس صورت سے بھی ہو مگر صرف اس صورت میں کہ عیب کی وجہ سے بحکمِ قاضی واپس ہوا ہو اور اگر قاضی نے قیمت واپس دینے کا حکم ابھی نہیں دیا ہے کہ وہی کپڑا مسلم الیہ کے پاس اس طرح آیا کہ وہ ہر وجہ سے سلم ثانی کا فسخ ہے تو رب السلم کو کپڑا ادے گا ورنہ قیمت۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۸ دو شخصوں نے مل کر تیسرے سے سلم کیا تھا اون میں ایک نے اپنے حصہ میں راس المال پر صلح کر لی یہ صلح شریک کی اجازت پر موقوف ہے اُس نے اگر رد کر دی صلح باطل ہوگئی اور سلم بدستور باقی رہی اور شریک نے جائز کر دی تو صلح دونوں پر نافذ ہوگی یعنی نصف راس المال میں دونوں شریک ہوں گے اور نصف مسلم فیہ میں بھی دونوں کی شرکت ہوگی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۹ ایک شخص سے سلم کیا ہے مسلم الیہ کی طرف سے کسی نے کفالت کی[5] ہے کفیل[6] نے رب السلم سے راس المال پر صلح کر لی یہ صلح اجازت مسلم الیہ پر موقوف ہے جائز کر دی جائز ہے رد کر دی باطل ہے اگر کفیل نے بغیر حکم مسلم الیہ کفالت کی ہے جب بھی یہی حکم ہے۔ اجنبی نے راس المال پر مصالحت کی اور راس المال کا ضامن ہو گیا جب بھی یہی حکم ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰ کفیل نے رب السلم سے جنس مسلم فیہ[8] پر مصالحت کی مگر سلم میں عمدہ گیہوں قرار پائے اور اُس نے کم

---

1 ......نئی ملکیت۔ 2 ......مالک بنانا۔

3 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الصلح، الباب السابع فى الصلح فى البيع...إلخ، ج٤، ص٢٤٧.

4 ......المرجع السابق.

5 ......ذمہ داری لی۔ 6 ......ضامن۔

7 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الصلح، الباب السابع فى الصلح فى البيع...إلخ، ج٤، ص٢٤٧، ٢٤٨.

8 ......بیع سلم میں مبیع (بیچی جانے والی چیز) کو مسلم فیہ کہتے ہیں۔

درجہ کا دینا ٹھہرالیا یہ صلح جائز ہے اور کفیل مسلم الیہ سے کھرے گیہوں لے گا۔[1] (خانیہ)

مسئلہ ۱۱ ایک شخص نے دوسرے کو سلم کرنے کا حکم دیا تھا (وکیل بنایا تھا) اُس نے سلم کیا پھر راس المال پر صلح کرلی یہ صلح اس وکیل پر نافذ ہوگی موکل پر نافذ نہیں ہوگی یعنی وکیل اُس مسلم الیہ سے راس المال لے سکتا ہے مسلم فیہ نہیں لے سکتا مگر اس پر لازم ہے کہ موکل کو مسلم فیہ اپنے پاس سے دے اور اگر خود موکل نے مسلم الیہ سے صلح کرلی اور راس المال پر قبضہ کرلیا تو صلح جائز ہے یعنی وکیل بھی مسلم فیہ کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔[2] (عالمگیری)

صلح میں خیار

مسئلہ ۱ ایک چیز کا دعویٰ ہے اور دوسری جنس پر صلح ہوئی یہ صلح بیع کے حکم میں ہے اس میں خیار شرط صحیح ہے مثلاً سو روپے کا دعویٰ تھا اور غلام یا جانور پر صلح ہوئی اور مدعیٰ علیہ نے اپنے لیے یا مدعی کے لیے تین دن کا خیار شرط رکھا صلح بھی جائز ہے اور خیار شرط بھی، مدعیٰ علیہ دعویٰ کا اقرار کرتا ہو یا انکار دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲ ایک ہزار کا دعویٰ تھا غلام پر صلح ہوئی یوں کہ مدعی ایک ماہ کے اندر دس اشرفیاں مدعیٰ علیہ کو دے گا اور اس میں خیار شرط بھی ہے اگر عقد واجب ہوگیا یعنی خیار شرط کی وجہ سے فسخ نہیں کیا تو مدعیٰ علیہ ہزار سے بری ہوگیا اور مدعی کے ذمہ اُس کی دس اشرفیاں واجب ہوگئیں اور اُن کی میعاد یوم وجوب عقد سے ایک ماہ تک ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳ ایک شخص کے دوسرے کے ذمہ دس روپے ہیں اور کپڑے کے تھان پر خیار شرط کے ساتھ صلح ہوئی اور تھان مدعی کو دے دیا مگر تین دن پورے ہونے سے پہلے ہی تھان ضائع ہوگیا مدعی تھان کی قیمت کا ضامن ہے اور مدعیٰ علیہ کے ذمہ وہی دس روپے بدستور واجب ہیں اور اگر خیار مدعی کے لیے تھا اور اندرون مدت مدعی کے پاس سے ضائع ہوگیا تو دس روپے کے بدلے میں ضائع ہوا یعنی اب کوئی دوسرے سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر اندرون مدت جس کے لیے خیار تھا وہی مرگیا تو صلح تمام ہوگئی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴ دَین کے بدلے میں غلام پر بشرط خیار مصالحت ہوئی اور خیار کی مدت تین دن قرار پائی مدت پوری ہونے

---

1 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الصلح، باب الصلح عن الدَّین، فصل فی الإبراء عن البعض...إلخ، ج۲، ص۱۸۵.

2 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب السابع فی الصلح فی البیع...إلخ، ج۴، ص۲۴۸.

3 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الثامن فی الخیار فی الصلح...إلخ، ج۴، ص۲۴۹.

4 ......المرجع السابق. 5 ......المرجع السابق.

کے بعد صاحب خیار کہتا ہے میں نے اندرون مدت فسخ کر دیا تھا اور دوسرا منکر ہے تو فسخ کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا اور اگر اس نے فسخ کے گواہ پیش کیے اور دوسرے نے اس کے گواہ پیش کیے کہ اس نے عقد کو نافذ کر دیا ہے تو فسخ کے گواہ معتبر ہیں اور اگر اندرون مدت یہ اختلاف ہوا تو صاحب خیار کا قول معتبر ہے اور دوسرے کے گواہ۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵ دو شخصوں کا ایک شخص پر دَین ہے مدیون نے غلام پر دونوں سے مصالحت کی اور دونوں کے لیے خیار شرط رکھا ان میں سے ایک صلح پر راضی ہے اور دوسرا فسخ کرنا چاہتا ہے یہ نہیں ہوسکتا فسخ کرنا چاہیں تو دونوں مل کر فسخ کریں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶ مدعیٰ علیہ نے دعوے سے انکار کیا اس کے بعد خیار شرط کے ساتھ صلح کی پھر بمقتضائے خیار[3] عقد کو فسخ کر دیا تو مدعی کا دعویٰ بدستور لوٹ آئے گا اور مدعیٰ علیہ کا صلح کرنا اقرار نہیں متصور ہوگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ جس چیز پر صلح ہوئی اُس کو مدعی نے نہیں دیکھا ہے دیکھنے کے بعد اُس کو خیار حاصل ہے پسند نہیں ہے واپس کر دے اور صلح جاتی رہی۔ جس پر صلح ہوئی اُس کو مدعی نے دیکھا مگر مدعی پر کسی دوسرے نے دعویٰ کیا اُسی چیز پر اس نے اُس دوسرے سے صلح کر لی اُس نے دیکھ کر واپس کر دی اب مدعی اس چیز کو مدعیٰ علیہ پر واپس نہیں کرسکتا اور اگر خیار عیب کی وجہ سے دوسرا شخص حکم قاضی سے واپس کرتا تو مدعی مدعیٰ علیہ کو واپس کرسکتا تھا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۸ مدعی کے لیے صلح میں خیار عیب اُس وقت ہوتا ہے جب مال کا دعویٰ ہو اور اس کا وہی حکم ہے جو مبیع کا ہے کہ اگر حکم قاضی سے فسخ ہو تو صلح فسخ ہوگی اور مدعیٰ علیہ اُس چیز کو اپنے بائع پر واپس کرسکتا ہے اور بغیر حکم قاضی ہو تو بائع پر رد نہیں کرسکتا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۹ جس پر مصالحت ہوئی اُس میں عیب پایا مگر چونکہ چیز ہلاک ہوچکی ہے یا اُس میں کمی یا بیشی ہوچکی ہے اس وجہ سے واپس نہیں کرسکتا تو بقدر عیب مدعیٰ علیہ پر رجوع کرے گا اگر یہ صلح اقرار کے بعد ہے تو عیب کا جتنا حصہ اُس کے حق کے

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الثامن فی الخيار فی الصلح... إلخ، ج٤، ص٢٤٩.

2 ......المرجع السابق.

3 ......یعنی اختیار کی وجہ سے۔

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب الثامن فی الخيار فی الصلح... إلخ، ج٤، ص٢٤٩.

5 ......المرجع السابق.

6 ......المرجع السابق، ص٢٥٠.

مقابل ہوا وتنا مدعیٰ علیہ سے وصول کرسکتا ہے اور انکار کے بعد صلح ہوئی تو حصۂ عیب کے مقابل میں جو کمی ہوئی اُس کا دعویٰ کرسکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰ مکان کا دعویٰ تھا غلام دے کر مدعیٰ علیہ نے صلح کرلی اس غلام میں کسی نے اپنا حق ثابت کیا اگر مستحق صلح کو جائز نہ رکھے تو مدعی اوس مدعیٰ علیہ پر پھر دعویٰ کرسکتا ہے اور اگر مستحق نے صلح کو جائز کردیا تو غلام مدعی کا ہے اور مستحق بقدر قیمت غلام مدعیٰ علیہ سے وصول کرسکتا ہے اور اگر نصف غلام میں مستحق نے اپنی مِلک ثابت کی ہے تو مدعی کو اختیار ہے نصف غلام جو باقی ہے یہ لے اور نصف حق کا مدعی علیہ پر دعویٰ کرے یا یہ نصف بھی واپس کردے اور پورے مطالبہ کا دعویٰ کرے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱ روپے سے ایک چیز خریدی اور تقابُض بدلین ہوگیا[3] اس کے بعد مشتری نے مبیع میں عیب پایا۔ بائع عیب کا اقرار کرتا ہو یا انکار اس معاملہ میں اگر روپے پر صلح ہوگئی یہ جائز ہے روپے کے لیے میعاد مقرر ہوئی یا فوراً دینا قرار پایا بہرحال جائز ہے اور اشرفی پر صلح ہوئی اور ان پر قبضہ بھی ہوگیا جائز ہے اور معین کپڑے پر صلح ہوئی یہ بھی جائز ہے معین گیہوں پر صلح ہوئی یہ بھی جائز ہے اور غیر معین گیہوں پر صلح ہوئی اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہوگئے یہ ناجائز ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲ کپڑا خریدا اُسے قطع کراکے[5] سلوالیا اب عیب پر مطلع ہوا اور روپیہ پر صلح ہوئی یہ جائز ہے۔ یوہیں اگر کپڑے کو سرخ رنگ دیا اور عیب پر مطلع ہوا صلح جائز ہے اور اگر کپڑا قطع کرایا ہے ابھی سلا نہیں اور بیع کرڈالا پھر عیب پر مطلع ہوا اُس عیب کے بارے میں صلح ناجائز ہے۔ کپڑے کو سیاہ رنگا اس کا بھی یہی حکم ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳ کپڑا قطع کرڈالا اور ابھی سلا نہیں ہے کہ مشتری کو عیب پر اطلاع ہوئی اور بائع اقرار کرتا ہے کہ یہ عیب اُس کے یہاں موجود تھا صلح یوں ہوئی کہ بائع کپڑا واپس لے لے اور ثمن میں سے دو روپے کم مشتری واپس لے یہ جائز ہے یہ روپے اُس عیب کے مقابل میں ہوں گے جو مشتری کے فعل سے پیدا ہوا یعنی قطع کرنے سے۔[7] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الثامن فی الخیار فی الصلح...إلخ، ج٤، ص٢٥٠.

2 ......المرجع السابق.

3 ......یعنی بائع کا ثمن پر اور مشتری کا مبیع پر قبضہ ہوگیا۔

4 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الثامن فی الخیار فی الصلح...إلخ، ج٤، ص٢٥٠.

5 ......کٹنگ کروا کر

6 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الثامن فی الخیار فی الصلح...إلخ، ج٤، ص٢٥٠، ٢٥١.

7 ......المرجع السابق، ص٢٥٢.

مسئلہ ۱۴: ایک چیز سو روپے میں خریدی مشتری نے اُس میں عیب پایا یوں صلح ہوئی کہ مشتری چیز پھیر دے[1] اور بائع نوے روپے واپس کر دے گا اگر بائع اقرار کرتا ہے کہ وہ عیب اُس کے یہاں تھا یا وہ عیب اس قسم کا ہے کہ معلوم ہے کہ مشتری کے یہاں پیدا نہیں ہوا ہے تو باقی دس روپے بھی واپس دینے ہوں گے اور اگر بائع کہتا ہے کہ یہ عیب میرے یہاں نہیں تھا یا بائع نہ اقرار کرتا ہے نہ انکار اور مشتری کے یہاں پیدا ہوسکتا ہے تو باقی روپے واپس کرنا لازم نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: ایک چیز سو روپے میں خریدی اور تقابُض بدلین ہوگیا اُس میں عیب ظاہر ہوا یوں مصالحت ہوئی کہ مشتری بھی پانچ روپے کم کر دے اور بائع بھی اور یہ چیز تیسرا شخص لے لے جو نوے روپے میں لینے پر راضی ہے اس تیسرے کا خریدنا بھی جائز ہے اور مشتری کا پانچ روپے کم کرنا بھی جائز ہے مگر بائع کا پانچ روپے کم کرنا جائز نہیں لہٰذا اس شخص ثالث کو اختیار ہے کہ پچانوے میں لے یا چھوڑ دے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: ہزار روپے میں چیز خریدی اور تقابض بدلین ہوگیا پھر اس چیز کو دو ہزار میں بیع کیا اور اس بیع میں بھی تقابض بدلین ہوگیا مشتری دوم نے اُس چیز میں عیب پایا یوں صلح ہوئی کہ بائع اول ڈیڑھ ہزار میں اس چیز کو واپس لے لے یہ جائز ہے اور جدید بیع ہے بائع دوم سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: دس روپے میں کپڑا خریدا اور طرفین[5] نے قبضہ کرلیا مشتری اُس میں عیب بتاتا ہے اور بائع انکار کرتا ہے ایک تیسرا شخص کہتا ہے کہ میں یہ کپڑا آٹھ روپے میں خرید لیتا ہوں اور بائع مشتری سے ایک روپیہ کم کر دے یہ جائز ہے اس شخص کو آٹھ روپے دینے ہوں گے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: دس روپے میں کپڑا خریدا اور دھوبی کو دے دیا دھوبی دھوکر لایا تو پھٹا ہوا نکلا مشتری کہتا ہے معلوم نہیں بائع کے یہاں پھٹا ہوا تھا یا دھوبی نے پھاڑا ہے ان میں اس طرح صلح ہوئی کہ بائع ثمن سے ایک روپیہ کم کر دے اور ایک روپیہ دھوبی مشتری کو دے اور اپنی دھلائی مشتری سے لے یہ جائز ہے۔ یوہیں اگر یوں صلح ہوئی کہ کپڑا بائع واپس لے یہ بھی جائز ہے

---

1 ...... واپس کر دے۔

2 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلح، الباب الثامن فی الخیار فی الصلح...إلخ، ج٤، ص٢٥١.

3 ...... المرجع السابق، ص٢٥٢.　4 ...... المرجع السابق، ص٢٥٢.

5 ...... یعنی بائع اور مشتری۔

6 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلح، الباب الثامن فی الخیار فی الصلح...إلخ، ج٤، ص٢٥٢.

اور اگر مصالحت نہ ہوئی بلکہ دعویٰ کرنے کی نوبت ہوئی تو مشتری کو اختیار ہے بائع پر دعویٰ کرے یا دھوبی پر مگر بائع پر دعویٰ کرے گا تو دھوبی بری ہوگیا کیونکہ جب بائع کے یہاں پھٹا ہونا بتایا تو دھوبی سے تعلق نہ رہا اور دھوبی پر دعویٰ کیا تو بائع بری ہے کہ جب دھوبی کا پھاڑنا کہا تو معلوم ہوا بائع کے یہاں پھٹا نہ تھا۔[1] (عالمگیری)

جائداد غیر منقولہ میں صلح

مسئلہ ۱: ایک مکان کا دعویٰ کیا اور اس طرح صلح ہوئی کہ مدعی[2] یہ کمرہ لے لے اگر وہ کمرہ دوسرے مکان کا ہے جو مدعیٰ علیہ کی مِلک ہے[3] تو صلح جائز ہے اور اگر اسی مکان کا کمرہ ہے جس کا دعویٰ تھا جب بھی صلح جائز ہے اور مدعی کو یہ حق حاصل نہ رہا کہ اس مکان کا پھر دعویٰ کرے ہاں اگر مدعیٰ علیہ اقرار کرتا ہے کہ یہ مکان مدعی ہی کا ہے تو اُسے حکم دیا جائے گا کہ مدعی کو دیدے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: یہ دعویٰ کیا کہ اس مکان میں اتنے گز زمین میری ہے اور صلح ہوئی کہ مدعی اتنے روپے لے لے یہ جائز ہے اور اگر اس طرح صلح ہوئی کہ فلاں کے پاس جو مکان ہے اُس میں مدعیٰ علیہ کا حق ہے مدعی اُسے لے لے اگر مدعی کو معلوم ہے کہ اُس مکان میں مدعیٰ علیہ کا اتنا حصہ ہے تو صلح جائز ہے اور معلوم نہیں ہے تو ناجائز ہے۔[5] (خانیہ)

مسئلہ ۳: مکان کے متعلق دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ نے انکار کردیا پھر کچھ روپیہ دے کر مصالحت کرلی اس کے بعد مدعیٰ علیہ نے حق مدعی کا اقرار کیا مدعی چاہتا ہے کہ صلح توڑ دے اور یہ کہتا ہے کہ میں نے صلح اس لیے کی تھی کہ تم نے انکار کیا تھا مدعی کے اس کہنے سے صلح نہیں توڑی جائے گی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: مکان کا دعویٰ کیا اور صلح اس طرح ہوئی کہ ایک شخص مکان لے لے اور دوسرا اُس کی چھت۔ اگر چھت پر کوئی عمارت نہیں ہے تو صلح جائز نہیں اور اگر چھت پر عمارت ہے اور یہ ٹھہرا کہ ایک نیچے کا مکان لے اور

---

1 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلح، الباب الثامن فی الخیار فی الصلح...إلخ، ج٤، ص٢٥٢.

2 ......دعویٰ کرنے والا، دعویدار۔ 3 ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے اُس کی ملکیت میں ہے۔

4 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلح، الباب العاشر فی الصلح فی العقار...إلخ، ج٤، ص٢٥٤.

5 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الصلح، باب الصلح عن العقار...إلخ، فصل فی الصلح عن دعوی العقار، ج٢، ص١٩١.

6 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلح، الباب العاشر فی الصلح فی العقار...إلخ، ج٤، ص٢٥٥.

دوسرا بالا خانہ [1] لے یہ صلح جائز ہے۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵ مکان میں حق کا دعویٰ کیا اور صلح یوں ہوئی کہ مدعی اُس کے ایک کمرہ میں ہمیشہ یا تا زِیست [3] سکونت رکھے یہ صلح جائز نہیں۔ [4] (خانیہ)

مسئلہ ۶ زمین کا دعویٰ کیا اور صلح اس طرح ہوئی کہ مدعیٰ علیہ (جس کے قبضہ میں زمین ہے) اُس میں پانچ برس تک کاشت کرے گا مگر زمین مدعی کی مِلک رہے گی یہ جائز ہے۔ [5] (خانیہ)

مسئلہ ۷ ایک مکان خرید کر اُس کو مسجد بنایا پھر ایک شخص نے اوس کے متعلق دعویٰ کیا جس نے مسجد بنائی اُس نے یا اہلِ محلّہ نے مدعی سے صلح کی یہ صلح جائز ہے۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۸ دو شخصوں نے ایک مکان کا دعویٰ کیا کہ یہ ہم کو اپنے باپ سے ترکہ میں ملا ہے ان میں سے ایک نے مدعیٰ علیہ سے اپنے حصہ کے مقابل میں سو روپے پر صلح کر لی دوسرا ان سو میں سے کچھ نہیں لے سکتا اور مکان میں سے بھی کچھ نہیں لے سکتا جب تک گواہوں سے ثابت نہ کر دے اور اگر ایک نے پورے مکان کے مقابل میں سو روپے پر صلح کی ہے اور اپنے بھائی کے تسلیم کر لینے کا ضامن ہو گیا ہے اگر اس کے بھائی نے تسلیم کر لی صلح جائز ہے اور سو میں سے پچاس لے لے گا اور اس نے انکار کر دیا تو اسکے حق میں صلح ناجائز ہے اسکا دعوی بدستور باقی ہے اور جس نے صلح کی ہے وہ سو میں پچاس مدعیٰ علیہ کو واپس کر دے۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۹ دو شخصوں کے پاس دو مکان ہیں ہر ایک نے دوسرے پر اُس کے مکان میں اپنے حق کا دعویٰ کیا اور صلح یوں ہوئی کہ میں تمھارے مکان میں رہوں تم میرے مکان میں یہ جائز ہے اور یوں صلح ہوئی کہ ہر ایک کے قبضہ میں

---

1 ......مکان کی اوپری منزل۔

2 ......"الفتاوی الهندية"،كتاب الصلح،الباب العاشر في الصلح في العقار...إلخ،ج٤،ص٢٥٥.

3 ......یعنی جب تک زندہ ہے۔

4 ......"الفتاوی الخانية"،كتاب الصلح،باب الصلح عن العقار...إلخ،فصل في الصلح عن دعوى العقار،ج٢،ص١٩٠.

5 ......المرجع السابق،ص١٩١.

6 ......"الفتاوی الهندية"،كتاب الصلح،الباب العاشر في الصلح في العقار...إلخ،ج٤،ص٢٥٥.

7 ......المرجع السابق،ص٢٥٦.

جو مکان ہے وہ دوسرے کو دیدے یہ بھی جائز ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰ دروازہ یا روشندان کے بارے میں جھگڑا ہے پروسی کو کچھ روپے دے کر صلح کر لی کہ دروازہ یا روشندان بند نہیں کیا جائے گا یہ صلح ناجائز ہے۔ یوہیں اگر پروسی نے مالک مکان کو کچھ روپے دے کر صلح کر لی کہ تم دروازہ یا روشندن بند کرلو یہ صلح بھی درست نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱ ایک شخص کی زمین ہے جس میں زراعت ہے دوسرے نے زراعت کا دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے مالکِ زمین نے کچھ روپے دے کر اُس سے صلح کر لی یہ جائز ہے۔ اور اگر زمین دو شخصوں کی ہے تیسرے نے یہ دعویٰ کیا کہ اس میں جو زراعت ہے وہ میری ہے اور وہ دونوں اس سے انکار کرتے ہیں ایک مدعیٰ علیہ نے صلح کر لی کہ مدعی سو روپے دیدے اور نصف زراعت میں مدعی کو دے دوں گا اگر زراعت طیار ہے صلح جائز ہے اور طیار نہیں ہے تو بغیر دوسرے مدعیٰ علیہ کی رضا مندی کے صلح جائز نہیں اور اگر ایک مدعیٰ علیہ نے سو روپے پر یوں مصالحت کی کہ نصف زمین مع زراعت دیتا ہوں تو صلح بہرحال جائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲ شارع عام[4] پر ایک شخص نے سائبان[5] ڈال لیا ہے ایک شخص نے اسکے ہٹا دینے کا دعوی کیا اُس نے اسے کچھ روپے دے کر صلح کر لی کہ سائبان نہ ہٹایا جائے یہ صلح ناجائز، خود یہی شخص جس نے دعویٰ کیا تھا یا دوسرا شخص اسے ہٹوا سکتا ہے اور اگر حکومت ہٹانا چاہتی ہے اور اس نے کچھ روپیہ دے کر چاہا کہ ہٹایا نہ جائے اور روپیہ لے کر بیت المال میں داخل کرنا ہی عامۂ مسلمین[6] کے حق میں مفید ہو اور سائبان سے عامہ مسلمین کو ضرر[7] نہ ہو تو صلح جائز ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳ درخت کی شاخ پروسی کے مکان میں پہنچ گئی وہ کاٹنا چاہتا ہے مالکِ درخت نے اُسے کچھ روپے دے کر صلح کر لی کہ شاخ نہ کاٹی جائے یہ صلح ناجائز ہے اور اگر مالکِ مکان نے مالکِ درخت کو روپے دے کر صلح کر لی کہ کاٹ ڈالی

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب العاشر فی الصلح فی العقار...إلخ، ج٤، ص٢٥٦.

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب العاشر فی الصلح فی العقار...إلخ، ج٤، ص٢٥٧.

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب العاشر فی الصلح فی العقار...إلخ، ج٤، ص٢٥٧، ٢٥٨.

4 ......عام گزرگاہ۔

5 ......چھپر وغیرہ۔

6 ......عام مسلمانوں۔

7 ......نقصان۔

8 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الصلح، الباب العاشر فی الصلح فی العقار...إلخ، ج٤، ص٢٥٨.

جائے یہ صلح بھی باطل ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴ ایک شخص نے درخت کا دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے مدعی علیہ انکار کرتا ہے صلح یوں ہوئی کہ اس سال جتنے پھل آئیں گے سب مدعی کو دے دیے جائیں گے یہ صلح ناجائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵ مکان خریدا شفیع نے شفعہ کا دعویٰ کیا مشتری نے اوسے کچھ روپے دے کر مصالحت کر لی کہ وہ شفعہ سے دست بردار ہو جائے شفعہ باطل ہو گیا اور مشتری پر وہ روپے لازم نہیں بلکہ اگر مشتری دے چکا ہے تو شفیع سے واپس لے۔[3] (خانیہ)

یمین کے متعلق صلح

مسئلہ ۱ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ منکر ہے صلح یوں ہوئی کہ مدعیٰ علیہ حلف کر لے بری ہو جائے گا اُس نے قسم کھالی یہ صلح باطل ہے یعنی مدعی کا دعوی بدستور باقی ہے اگر گواہوں سے مدعی اپنا حق ثابت کر دے گا وصول کر لے گا اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہیں ہیں اور مدعیٰ علیہ سے پھر قسم کھلانا چاہتا ہے اگر پہلی مرتبہ قاضی کے پاس قسم نہیں کھائی تھی تو قاضی مدعیٰ علیہ پر دوبارہ حلف دیگا اور اگر پہلی قسم قاضی کے حضور تھی[4] تو دوبارہ حلف نہیں دے گا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲ اس طرح صلح ہوئی کہ مدعی اپنے دعوے کے صحیح ہونے پر آج قسم کھائے گا اگر قسم نہ کھائے تو اسکا دعویٰ باطل ہے یہ صلح باطل ہے اگر وہ دن گزر گیا اور قسم نہیں کھائی اُس کا دعویٰ بدستور باقی ہے۔ یوہیں اگر صلح ہوئی کہ مدعیٰ علیہ قسم کھائے گا اگر قسم نہ کھائے تو مال کا ضامن ہے یا مال اُس کے ذمہ ثابت ہے یا مال کا اقرار سمجھا جائے گا یہ صلح بھی باطل ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳ مدعی کے پاس گواہ نہیں اُس نے مدعیٰ علیہ سے حلف کا مطالبہ کیا قاضی نے بھی حلف کا حکم دے دیا مدعیٰ علیہ نے مدعی کو کچھ روپے دے کر راضی کر لیا کہ مجھ سے قسم نہ کھلواؤ یہ صلح جائز ہے مدعیٰ علیہ حلف سے بری ہو گیا۔[7] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب العاشر فی الصلح فی العقار...إلخ، ج٤، ص٢٥٨.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الصلح، باب الصلح عن العقار...إلخ، ج٢، ص١٨٨.

4 ......یعنی پہلی مرتبہ قاضی کے پاس قسم کھائی تھی۔

5 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلح، الباب الحادی عشر فی الصلح فی الیمین...إلخ، ج٤، ص٢٥٩.

6 ......المرجع السابق، ص٢٥٩، ٢٦٠.

7 ......المرجع السابق، ص٢٦٠.

دوسرے کی طرف سے صلح

مسئلہ ۱ فضولی اگر صلح کرے اُس کا آزاد و بالغ ہونا ضروری ہے یعنی غلام ماذون و نابالغ بچہ دوسرے کی طرف سے صلح نہیں کرسکتا۔(1) (عالمگیری)

مسئلہ ۲ ایک شخص نے دَین(2) کا دعویٰ کیا اور مدعیٰ علیہ(3) دَین سے منکر ہے ایک اجنبی شخص نے مدعی(4) سے کہا تم نے جو کچھ دعویٰ کیا ہے اُس کے متعلق فلاں (مدعیٰ علیہ) سے ہزار روپے میں صلح کرلو مدعی نے کہا میں نے صلح کی یہ صلح مدعیٰ علیہ کی اجازت پر موقوف ہوگی اگر جائز کردے گا جائز ہوگی اور ہزار روپے مدعیٰ علیہ پر لازم ہوں گے اور رد کردے گا باطل ہوجائے گی اور اس صلح کو اجنبی سے کوئی تعلق نہ ہوگا اور اگر اجنبی نے یہ کہا تھا کہ تم نے جو فلاں پر دعویٰ کیا ہے اُس کے متعلق میں نے تم سے ہزار روپے پر صلح کی اور مدعی نے وہی کہا اسکا بھی وہی حکم ہے۔(5) (خانیہ)

مسئلہ ۳ مدعیٰ علیہ منکر ہے اُس نے کسی کو صلح کے لیے مامور کردیا ہے اُس مامور نے یہ کہا تم فلاں (مدعیٰ علیہ) سے ہزار پر صلح کرلو اُس نے کہا میں نے صلح کی مدعی علیہ پر صلح نافذ ہوگی اور اُس پر ہزار روپے لازم ہوں گے اور اگر مامور نے کہا میں نے تم سے ہزار روپے پر صلح کی اسکا بھی وہی حکم ہے۔(6) (خانیہ)

مسئلہ ۴ اجنبی نے کہا مجھ سے ہزار روپے پر صلح کرو یا فلاں (مدعیٰ علیہ) سے میرے مال سے ہزار روپے پر صلح کرلو یہ صلح مدعیٰ علیہ پر نافذ ہوگی مگر روپے اجنبی پر لازم ہوں گے اور اگر اجنبی نے یہ کہا فلاں سے ہزار روپے پر صلح کرلو اس شرط پر کہ میں ہزار کا ضامن ہوں یہ صلح بھی مدعیٰ علیہ پر نافذ ہوگی مگر مدعی کو اختیار ہے کہ بدل صلح(7) کا مطالبہ مدعیٰ علیہ سے کرے یا اُس اجنبی سے۔(8) (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"،كتاب الصلح،الباب الرابع عشر فی الصلح عن الغير،ج٤،ص٢٦٦.

2 ......قرض۔

3 ......جس پر دعویٰ کیا گیا ہے۔ 4 ......دعویٰ کرنے والا، دعویدار۔

5 ......"الفتاوی الخانية"،كتاب الصلح،باب الصلح عن الدَين...إلخ،ج٢،ص١٨٢.

6 ......المرجع السابق،ص١٨٣.

7 ......وہ مال جس کے بدلے صلح ہوئی۔

8 ......"الفتاوی الهندية"،كتاب الصلح،الباب الرابع عشر فی الصلح عن الغير،ج٤،ص٢٦٦.

مسئلہ ۵ اجنبی نے مدعی سے سو روپے پر مصالحت کی پھر کہتا ہے میں نہیں دوں گا اگر صلح کی اضافت[1] اپنی طرف یا اپنے مال کی طرف کی ہے یا بدلِ صلح کا ضامن ہوا ہے تو ادا کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور اگر یہ باتیں نہیں ہیں تو مجبور نہیں کیا جاسکتا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶ اجنبی نے بغیر حکم مدعیٰ علیہ سے سو روپے پر یا کسی چیز کے بدلے میں صلح کی مدعی نے وہ روپے کھرے[3] نہ تھے اس وجہ سے واپس کردیے یا اُس چیز میں عیب تھا واپس کردی اُس صلح کرنے والے کے ذمہ کچھ لازم نہیں مدعی کا دعویٰ بدستور باقی ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ فضولی نے مدعی سے مثلاً سو روپے پر صلح کی اس شرط پر کہ وہ چیز جس کا مدعی نے دعویٰ کیا ہے فضولی کی ہوگی مدعیٰ علیہ کی نہیں ہوگی اور مدعیٰ علیہ دعوائے مدعی سے منکر ہے یہ صلح جائز ہے۔ فضولی نے صلح کی اپنے مال کی طرف اضافت کی ہو یا نہ کی ہو مال کا ضامن ہوا ہو یا نہ ہوا ہو بہر حال جائز ہے اور اب یہ فضولی مدعی سے اُس شے کی تسلیم کا مطالبہ کرسکتا ہے جس کا مدعی نے دعویٰ کیا تھا پھر اگر مدعی کے لیے اُس چیز کی تسلیم ممکن ہے مثلاً مدعی نے گواہوں سے وہ چیز اپنی ثابت کردی یا مدعیٰ علیہ نے مدعی کے حق کا اقرار کرلیا مدعی وہ چیز اُس فضولی کو دے اور اگر تسلیم ناممکن ہے تو فضولی صلح کو فسخ[5] کرکے بدل صلح مدعی سے واپس لے سکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۸ فضولی نے مدعیٰ علیہ سے صلح کی کہ وہ مکان جس کا مدعی نے دعویٰ کیا ہے اتنے میں اُسے دیدو یہ صلح جائز ہے اور اگر وہ شخص مامور ہے اُس نے صلح کی اور ضامن ہوگیا پھر ادا کیا تو مدعی سے وہ رقم واپس لے سکتا ہے۔[7] (عالمگیری)

تَمَّ هٰذا الْجُزْءُ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

---

1 ......یعنی نسبت۔

2 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الصلح، الباب الرابع عشر في الصلح عن الغير، ج٤، ص٢٦٧.

3 ......خالص۔

4 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الصلح، الباب الرابع عشر في الصلح عن الغير، ج٤، ص٢٦٧.

5 ......ختم۔

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الصلح، الباب الرابع عشر في الصلح عن الغير، ج٤، ص٢٦٧.

7 ......المرجع السابق.

مآخذ و مراجع

کتب احادیث

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعات
1	الموطأ للامام مالک	امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ	دارالمعرفۃ بیروت، ۱۴۲۰ھ
2	المصنف لعبدالرزاق	امام ابوبکر عبدالرزاق بن ھمام بن نافع صنعانی، متوفی ۲۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۲۱ھ
3	المصنف لإبن أبي شيبه	امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ، متوفی ۲۳۵ھ	دارالفکر بیروت، ۱۴۱۴ھ
4	المسند للامام أحمد	امام احمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دارالفکر بیروت، ۱۴۱۴ھ
5	سنن الدارمی	حافظ عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی، متوفی ۲۵۵ھ	دارالکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۷ھ
6	صحيح البخاري	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۹ھ
7	صحيح مسلم	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	دارابن حزم بیروت، ۱۴۱۹ھ
8	سنن ابن ماجه	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ	دارالمعرفۃ بیروت، ۱۴۲۰ھ
9	سنن أبي داود	امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	داراحیاءالتراث العربی بیروت، ۱۴۲۱ھ
10	جامع الترمذي	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دارالفکر بیروت، ۱۴۱۴ھ
11	البحر الزخار المعروف بمسندالبزار	امام ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق بزار، متوفی ۲۹۲ھ	مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ ۱۴۲۴ھ
12	سنن النسائي	امام ابوعبدالرحمٰن بن احمد شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۶ھ
13	مسند أبی یعلٰی	شیخ الاسلام ابویعلی احمد بن علی بن مثنّٰی موصلی، متوفی ۳۰۷ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۸ھ
14	المعجم الكبير	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	داراحیاءالتراث العربی بیروت، ۱۴۲۲ھ
15	المعجم الأوسط	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۰ھ

16	سنن الدارقطنی	امام علی بن عمر دارقطنی، متوفی ۳۸۵ھ	مدینۃ الأولیاء ملتان
17	المستدرک	امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ	دارالمعرفۃ بیروت، ۱۴۱۸ھ
18	حلیۃ الاولیاء	امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی، متوفی ۴۳۰ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۸ھ
19	السنن الکبری	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۴ھ
20	شعب الإیمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۱ھ
21	شرح السنۃ	امام ابومحمد حسین بن مسعود بغوی، متوفی ۵۱۶ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۴ھ
22	الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان	علامہ امیر علاء الدین علی بن بلبان فارسی، متوفی ۷۳۹ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۷ھ
23	مشکاۃ المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ	دارالفکر بیروت، ۱۴۲۱ھ
24	مجمع الزوائد	حافظ نورالدین علی بن ابی بکر، متوفی ۸۰۷ھ	دارالفکر بیروت، ۱۴۲۰ھ
25	شرح سنن أبی داود للعینی	امام ابومحمد محمود بن احمد بن موسی بدرالدین العینی متوفی ۸۵۵ھ	مکتبۃ الرشد الریاض، ۱۴۲۰ھ
26	کنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۹ھ
27	مرقاۃ المفاتیح	علامہ ملا علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	دارالفکر بیروت، ۱۴۱۴ھ

کتب فقہ حنفی

1	المختصر للقدوری	علامہ ابوالحسین احمد بن محمد بن احمد القدوری، متوفی ۴۲۸ھ	مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی
2	المبسوط	شمس الائمہ محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی متوفی ۴۸۳ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۲۱ھ
3	بدائع الصنائع	علامہ علاؤالدین ابوبکر بن مسعود کاسانی، متوفی ۵۸۷ھ	داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۱ھ
4	الفتاوی الخانیۃ	علامہ حسن بن منصور قاضی خان، متوفی ۵۹۲ھ	پشاور
5	الہدایۃ	برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی، متوفی ۵۹۳ھ	داراحیاء التراث العربی بیروت
6	کنز الدقائق	امام ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد نسفی، متوفی ۷۱۰ھ	باب المدینہ، کراچی، ۱۴۳۱ھ

7	تبیین الحقائق	امام فخر الدین عثمان بن علی زیلعی حنفی، متوفی ۷۴۳ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۰ھ
8	الجوهرة النيرة	علامہ ابوبکر بن علی حداد، متوفی ۸۰۰ھ	باب المدینہ، کراچی
9	الفتاوى البزازية	علامہ محمد شہاب الدین بن بزاز کردری، متوفی ۸۲۷ھ	کوئٹہ ۱۴۰۳ھ
10	شرح الوقاية	عبیداللہ بن مسعود بن محمود المعروف صدرالشریعۃ متوفی ۷۴۷ھ	باب المدینہ ۱۳۲۶ھ
11	فتح القدير	علامہ کمال الدین بن ہمام، متوفی ۸۶۱ھ	کوئٹہ، ۱۳۱۹ھ
12	غررالأحكام	علامہ قاضی احمد بن فراموز ملاخسرو حنفی، متوفی ۸۸۵ھ	باب المدینہ، کراچی
13	دررالحكام شرح غررالأحكام	علامہ قاضی احمد بن فراموز ملاخسرو حنفی، متوفی ۸۸۵ھ	باب المدینہ، کراچی
14	البحرالرائق	علامہ زین الدین بن ابراہیم، ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ	کوئٹہ، ۱۴۲۰ھ
15	نتائج الأفكار تكملة فتح القدير	شمس الدین احمد بن قودر المعروف بقاضی زادہ متوفی ۹۸۸ھ	کوئٹہ ۱۳۱۹ھ
16	تنوير الأبصار	علامہ شمس الدین محمد بن عبداللہ بن احمد تمرتاشی، متوفی ۱۰۰۴ھ	دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۴۲۰ھ
17	نورالإيضاح	حسن بن عمار بن علی الوفائی الشرنبلالی الحنفی، متوفی ۱۰۶۹ھ	مکتبہ برکات المدینہ کراچی
18	غنيةذوى الأحكام	حسن بن عمار بن علی الوفائی الشرنبلالی الحنفی، متوفی ۱۰۶۹ھ	باب المدینہ، کراچی
19	الدرالمختار	علامہ علاء الدین محمد بن علی حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ	دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۴۲۰ھ
20	الفتاوى الهندية	ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، وعلمائے ہند	دارالفکر بیروت، ۱۴۱۱ھ
21	منحةالخالق	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	کوئٹہ
22	ردالمحتار	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دارالمعرفۃ، بیروت ۱۴۲۰ھ
23	الفتاوى الرضوية	مجدِ داعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور